https://www.shiabookspdf.com

https://www.shiabookspdf.com

جملہ حقوق بحق ادارہ محفوظ ہیں

نام کتاب : کتاب الوافی (مترجم) **جلد چہارم**

مؤلف : المحدث الکبیر والفقیہ الخبیر المولیٰ محمد محسن بن مرتضیٰ الفیض الکاشانی (م ۱۰۹۱ھ)

ترجمہ و تحقیق : آصف علی رضا (ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

نظر ثانی : علامہ ندیم عباس حیدری علوی (فاضل دمشق)

پروف ریڈنگ : خادم العلماء خادم حسین جعفری (چیئرمین: ادارہ القائمؑ پبلی کیشنز لاہور)

ٹائٹل/کمپوزنگ : عرفان اشرف (03214700355)

اشاعت : اپریل **2024**

ہدیہ :

ناشر:

www.shia.im

اسٹاکسٹ

★ تراب پبلیکیشنز ڈکان نمبر 4 فسٹ فلور الحمد مارکیٹ غزنی سٹریٹ اُردو بازار لاہور۔
فون: 0323-8512972

★ القائم بکڈپو: دُوکان نمبر 6 اندرون گامے شاہ لاہور۔ 0336-4761012

★ مکتبہ نور العلم: پوسٹ آفس میر پور برڑو تحصیل ٹھل ڈسٹرکٹ جیکب آباد سندھ
0342-3771560, 0342-4900028

★ القائمؑ پبلی کیشنز لاہور پاکستان 0306-4908683

https://www.shiabookspdf.com

فہرست

https://www.shiabookspdf.com

https://www.shiabookspdf.com

https://www.shiabookspdf.com

https://www.shiabookspdf.com

انتساب

میں کتاب الوافی کے ترجمے کو اپنے شفیق والدِ گرامی میاں غلام قاسم صاحب (مرحوم) کے مبارک نام کرتا ہوں جن کی تربیت سے میں اس قابل بن سکا۔ خدا ان کے درجات بلند فرمائے۔
مومنین کرام کی خدمت میں مرحومین بالخصوص میرے والد مرحوم کے ایصال ثواب کے لیے تلاوت سورۃ الفاتحہ کی درخواست ہے۔

[مترجم]

https://www.shiabookspdf.com

نذرانہ عقیدت

میں اپنی یہ حقیرانہ سی محنت
خاتمۃ المعصومین علیہ السلام، ولی امورِ عالمین، خاتم آل آئمہ،
قائم آل محمد صلوٰۃ اللہ علیہ وعلی آئمہ الطاہرین کی خدمتِ اقدس میں
بطور نذرانہ عقیدت پیش کر رہا ہوں۔
پُرامید ہوں کہ معصوم علیہ السلام اپنی کریمانہ نظر سے نوازیں گے اور شرفِ قبولیت بخشیں گے۔
بحق عصمتِ سیدہ عالم سلام اللہ علیہا۔

آصف علی رضا
ایڈووکیٹ ہائی کورٹ

https://www.shiabookspdf.com

یادداشت

[سیّد انصار حسین نقوی (2018-1953) کی محبت بھری یاد میں]

سید انصار حسین نقوی ولد سید حسین نقوی حیدرآباد، ہندوستان میں قطب شاہی دور سے مرثیہ خوانوں کے خاندان میں پیدا ہوئے۔ وہ طلائی تمغہ جیتنے والے معمار، صنعت کار اور دانشور تھے، لیکن سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ محمد و آل محمد علیہم السلام کے حبدار تھے۔ انہیں عربی اور انگریزی زبانوں پر عبور حاصل تھا اور کتب الاربعہ کے مطالعہ نے انہیں یہ پہچاننے پر مجبور کیا کہ شیعہ احادیث جو آل محمد علیہم السلام کی میراث ہیں، ان کا اردو اور انگریزی میں ترجمہ کرنے کی سخت ضرورت ہے کیونکہ عوام الناس اپنی روایات کے ذریعے اہلبیت علیہم السلام سے منسلک ہو سکتے ہیں۔ یہ وہ منصوبہ تھا جسے وہ قرآن مجید پر اپنا کام مکمل کرنے کے بعد شروع کرنا چاہتے تھے جس کا نام "الفرقان فی ترجمۃ القرآن" تھا جو کہ قرآن کا انگریزی ترجمہ تھا لیکن وہ تفسیر اہلبیت علیہم السلام اور عمومی طور پر ان کی احادیث کی لغت پر مبنی تھا۔ تقدیر کے مطابق وہ اپنا کام، جو کہ ہزاروں صفحات پر محیط ترجمے پر مشتمل تھا، برسوں کی محنت کے بعد مکمل کرنے سے پہلے ہی ۲۰۱۸ء میں انتقال کر گئے، جس میں روایات اہلبیت علیہم السلام پر مبنی وضاحتیں بھی شامل ہیں چنانچہ ہم "کتاب الوافی" کے اس ترجمے کو ان کی ادھوری امیدوں اور امنگوں کے لیے وقف کرنا چاہیں گے کیونکہ یہیں سے ہمیں اس پروجیکٹ کو شروع کرنے کی تحریک ملی۔

ہم نے الوفی کا انتخاب اس لیے کیا کہ یہ کتب الاربعہ کا مجموعہ ہے جسے عظیم اسکالر محسن فیض کاشانی نے مرتب کیا ہے جہاں ہم آہنگی اور پڑھنے کے تجربے کو اسناد کی زبردست تنظیم، روایات کی نقل، حدیث کے منقسم ہونے کی صورتوں کے ذکر،

https://www.shiabookspdf.com

متن کی تشریح اوراحادیث کے (مشکل) معانی کے بیان اور کتب الاربعہ کے قاری کے لیے مزید بہت سے فوائد کے ذریعے بڑھایا گیا ہے کہ جس کے بعد قاری کو ان چار کتابوں میں درج احادیث کے حوالہ جات کی ضرورت نہیں ہے۔

ہم امید کرتے ہیں کہ ہماری کوششوں کے نتیجے میں بہت سارے ان عام اعتراضات کا ازالہ ہو جائے گا جو آج اٹھائے جا رہے ہیں کہ کیوں نہ عوام الناس کو روایات اہلبیت علیہم السلام سے دور رکھا جائے اور اس کے ذریعے سے ہم حدیث فوبیا کا تدارک کرنا چاہتے ہیں جو وسیع تر شیعہ کمیونٹی میں عام ہے تا کہ لوگ شکوک وشبہات کو چھوڑ کر اہلبیت علیہم السلام سے تعلق استوار کر سکیں۔

آپ سے عاجزانہ درخواست ہے کہ آپ ان کے لیے ایک سورہ فاتحہ پڑھ کر، ان کے لیے دعائے مغفرت کر کے اور ان کے لیے محمد وآل محمد علیہم السلام کی شفاعت کے لیے دعا کر کے شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔

والسلام!

تحریرازاں:

سیّدذہیرحسین نقوی (آسٹریلیا)

مقدمہ مترجم

تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جو اکیلا اور یکتا ہے، اُلوہیت میں تنہا ہے، زبانیں اس کی تعریف بیان نہیں کر سکتیں، آنکھیں اسے دیکھ نہیں سکتیں، وہ مخلوق کی صفات سے بالاتر ہے، حدود و معانی سے بلند ہے، اس کی کوئی مثال نہیں ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ میں اس کے اکیلے ہونے کا اقرار کرتا ہوں، اس کی کرامت کا خواہش مند ہوں اور اپنے گناہوں سے توبہ کرتا ہوں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بندے اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، اس نے ان کو اپنی رسالت کے لیے منتخب کیا، ان کو کتاب دے کر بھیجا تا کہ بندوں پر حجت قائم ہو سکے اور دین کے معاملات ان کے سپرد کیے۔

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت علی علیہ السلام مومنوں کے امیر، اللہ کی مخلوق پر اس کی حجت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بلا فصل خلیفہ و جانشین ہیں۔

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی سیّدہ فاطمہ صدیقہ الکبریٰ سلام اللہ علیہا ہیں اور کائنات کی عورتوں کی سردار ہیں۔

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ امام حسن اور امام حسین علیہما السلام امامین ہدایت اور نشانِ تقویٰ ہیں، جوانانِ جنت کے سردار اور مخلوق پر اللہ کی حجت ہیں۔

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ امام حسین علیہ السلام کی اولاد میں سے نو امام علیہ السلام معصوم، ہادی، برحق اور مخلوق پر اللہ کی حجت ہیں۔

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ انہی میں سے قائم آلِ محمد علیہ السلام اس زمانے کے امام علیہ السلام اور وارث ہیں جو زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دیں گے جیسے وہ ظلم و جَور سے بھر چکی ہوگی۔ (اللہ ان کے ظہور میں تعجیل فرمائے۔ آمین!)

امابعد! خدائے غنی کی رحمت کا محتاج آصف علی رضا ابن غلام قاسم عرض کرتا ہے کہ مالک ممکنات کے امر و تائید سے یہ ممکن ہوا ہے کہ آپ اس وقت کتاب الوافی ملا فیض کاشانی کی چوتھی جلد مترجم مطالعہ کر رہے ہیں۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ یہ کتاب ہماری کتب اربعہ (یعنی الکافی، من لا یحضرہ الفقیہ، تہذیب الاحکام اور الاستبصار) کا مجموعہ ہے اور مؤلف نے جس شاندار انداز میں اس کی جمع آوری کی ہے اسے الفاظ میں بیان کرنا ممکن نہیں ہے۔ بلکہ اسے سمجھنے کی کوشش کرنا ضروری ہے۔ معلوم ہونا چاہیے کہ یہ جلد (جو اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے) کتاب الایمان و الکفر کا پہلا حصہ ہے۔ میں نے اس کو مکمل کرنے میں اپنی پوری ہمتیں صرف کی ہیں اور ہر ممکن کوشش کی کہ اسے بہترین سے بہترین بناؤں اور

https://www.shiabookspdf.com

غلطیوں سے محفوظ کروں مگر پھر بھی لازمی تقاضا ہے کہ سہواً شاید کوئی غلطی سامنے آجائے لہٰذا گزارش ہے کہ اُس سے صرف نظر کیا جائے اور اگر ممکن ہو تو ادارے آگاہ کیا جائے تا کہ آئندہ اس کو درست کیا جا سکے۔ اُمید ہے کہ آپ کو ہماری یہ کوشش مایوس نہیں کرے گی۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ ہماری اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت بخشے۔ نیز ہمیں قرآن وحدیث سے متمسک رہنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

قارئین سے جملہ مرحومین بالخصوص میرے والد گرامی میاں غلام قاسم (مرحوم) کی بلندی درجات کے لیے سورہ فاتحہ کی التماس ہے۔

ازقلم:

آصف علی رضا (ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

مورخہ: 7 اپریل 2024 بمطابق 27 رمضان المبارک

1445ھ بمقام لاہور۔

https://www.shiabookspdf.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ ثم علی أھل بیت رسول اللہ ثم علی رواۃ أحکام اللہ ثم علی من انتفع بمواعظ اللہ۔

کتاب الایمان والکفر

ایمان اور کفر کی کتاب

اور یہ کتاب الوافی کے اجزاء میں سے تیسرا جزو ہے جو کہ تصنیف ہے محمد بن مرتضیٰ کی جن کو محسن بھی کہا جاتا ہے۔

الآیات:

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ ○

''لیکن اللہ نے تمہارے دلوں میں ایمان کی محبت ڈال دی ہے اور اس کو تمہارے دلوں میں اچھا کر دکھایا ہے اور تمہارے دل میں کفر اور گناہ اور نافرمانی کی نفرت ڈال دی ہے۔ [1]''

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖۤ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ لَهُمْ اَجْرُهُمْ وَنُوْرُهُمْ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَاۤ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ○

''اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے وہی لوگ اپنے رب کے نزدیک صدیق اور شہید ہیں، ان کے لیے ان کا اجر اور ان کی روشنی ملے گی، اور جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا یہی لوگ دوزخی ہیں۔ [2]''

وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَّتَفَرَّقُوْنَ ○ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَهُمْ فِيْ رَوْضَةٍ يُّحْبَرُوْنَ ○ وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآئِ الْاٰخِرَةِ فَاُولٰٓئِكَ فِي الْعَذَابِ

[1] سورہ الحجرات:۸

[2] سورہ الحدید:۱۹

https://www.shiabookspdf.com

مُحْضَرُوْنَ○

اور جس دن قیامت قائم ہوگی اس دن لوگ جدا جدا ہو جائیں گے○ پھر جو ایمان لائے اور نیک کام کیے سو وہ بہشت میں خوش حال ہوں گے○ اور جنہوں نے انکار کیا اور ہماری آیتوں اور آخرت کے آنے کو جھٹلایا وہ عذاب میں ڈالے جائیں گے○۔[1]

بیان:

"یحبرون" وہ خوش حال ہوں گے یعنی ان کو خوشی نصیب ہوگی جس کی وجہ سے ان کے چہرے پہلی کے چاند کی طرح جگمگا اٹھیں گے۔

[1] سورہ الروم:۱۴تا۱۶

https://www.shiabookspdf.com

أبواب الطينات و بدء الخلائق

طینات اور مخلوق کی ابتداء کے ابواب

۱ ۔ باب طينة المؤمن و الكافر و ما يتعلق بذلك

باب: مومن اور کافر کی طینت اور اس سے متعلق

1/1643 الکافی، ۱/۱/۲/۲ عَلِيٌّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ رِبْعِيٍّ عَنْ رَجُلٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ خَلَقَ اَلنَّبِيِّينَ مِنْ طِينَةِ عِلِّيِّينَ قُلُوبَهُمْ وَ أَبْدَانَهُمْ وَ خَلَقَ قُلُوبَ اَلْمُؤْمِنِينَ مِنْ تِلْكَ اَلطِّينَةِ وَ جَعَلَ خَلْقَ أَبْدَانِ اَلْمُؤْمِنِينَ مِنْ دُونِ ذَلِكَ وَ خَلَقَ اَلْكُفَّارَ مِنْ طِينَةِ سِجِّينٍ قُلُوبَهُمْ وَ أَبْدَانَهُمْ فَخَلَطَ بَيْنَ اَلطِّينَتَيْنِ فَمِنْ هَذَا يَلِدُ اَلْمُؤْمِنُ اَلْكَافِرَ وَ يَلِدُ اَلْكَافِرُ اَلْمُؤْمِنَ وَ مِنْ هَاهُنَا يُصِيبُ اَلْمُؤْمِنُ اَلسَّيِّئَةَ وَ مِنْ هَاهُنَا يُصِيبُ اَلْكَافِرُ اَلْحَسَنَةَ فَقُلُوبُ اَلْمُؤْمِنِينَ تَحِنُّ إِلَى مَا خُلِقُوا مِنْهُ وَ قُلُوبُ اَلْكَافِرِينَ تَحِنُّ إِلَى مَا خُلِقُوا مِنْهُ.

امام زین العابدین نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے انبیاء کے قلوب و ابدان کو علیین سے بنایا ہے اور اسی طینت سے مومنین کے قلوب کو پیدا کیا ہے اور ابدان کو اس کے علاوہ طینت سے پیدا کیا ہے اور کفار کے قلوب اور ان کے ابدان طینت سجین سے بنائے گئے ہیں پھر ان دو طینتوں کو ملا دیا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ مومن سے کافر پیدا ہوتا ہے اور کافر سے مومن، اور یہی وجہ ہے کہ مومن سے بدی سرزد ہوتی ہے اور کافر سے نیکی۔ پس مومنین کے دل اس چیز کی طرف مائل ہوتے ہیں جس سے وہ خلق کیے گئے ہیں اور کافروں کے دل اس چیز کی طرف مائل ہوتے ہیں جس سے وہ خلق ہوئے ہیں۔ [1]

بیان:

الطينة الخلقة و الجبلة و عليين جمع علي أو هو مفرد و يعرب بالحروف و الحركات يقال

[1] تفسیر کنز الدقائق: ۴/ ۲۸۹؛ علل الشرائع: ۱/ ۱۱۶؛ بصائر الدرجات: ۱/ ۱۵؛ تفسیر نور الثقلین: ۱/ ۷۰۲؛ بحار الانوار: ۴۳/ ۸۷؛ الاختصاص: ۲۴؛ الفصول المہمہ: ۱/ ۳۱۸

للجنة و السماء السابعة و الملائكة الحفظة الرافعين لإعمال عباد الله الصالحين إلى الله سبحانه و المراد به أعلى الأمكنة و أشرف المراتب و أقربها من الله و له درجات كما يدل عليه ما ورد فى بعض الأخبار الآتية من قولهم أعلى عليين و كما وقع التنبيه عليه فى هذا الخبر بنسبة خلق القلوب و الأبدان كليهما إليه مع اختلافهما فى الرتبة فيشبه أن يراد به عالم الجبروت و الملكوت جميعا اللذين فوق عالم الملك أعنى عالم العقل و النفس و خلق قلوب النبيين من الجبروت معلوم لأنهم المقربون و أما خلق أبدانهم من الملكوت فذلك لأن أبدانهم الحقيقية هى التى لهم فى باطن هذه الجلود المدبرة لهذه الأبدان و إنما أبدانهم العنصرية أبدان أبدانهم لا علاقة لهم بها فكأنهم و هم فى جلابيب من هذه الأبدان قد نفضوها و تجردوا عنها لعدم ركونهم إليها و شدة شوقهم إلى النشأة الأخرى و لهذا نعموا بالوصول إلى الآخرة و مفارقة هذا الأدنى و من هنا ورد فى الحديث الدنيا سجن المؤمن و جنة الكافر و تصديق هذا ما قاله أمير المؤمنين ع فى وصف الزهاد كانوا قوما من أهل الدنيا و ليسوا من أهلها فكانوا فيها كمن ليس منها عملوا فيها بما يبصرون و بادروا فيها ما يحذرون تقلب أبدانهم بين ظهرانى أهل الآخرة يرون أهل الدنيا يعظمون موت أجسادهم و هم أشد إعظاما لموت قلوب أحيائهم و إنما نسب خلق أبدان المؤمنين إلى ما دون ذلك لأنها مركبة من هذه و من هذه لتعلقهم بهذه الأبدان العنصرية أيضا ما داموا فيها و سجين فعيل من السجن بمعنى الحبس و يقال للنار و الأرض السفلى و المراد به أسفل الأمكنة و أخس المراتب و أبعدها من الله سبحانه فيشبه أن يراد به حقيقة الدنيا و باطنها التى هى مخبوءة تحت عالم الملك أعنى هذا العالم العنصرى فإن الأرواح مسجونة فيه و لهذا ورد فى الحديث المسجون من سجنته الدنيا عن الآخرة و خلق أبدان الكفار من هذا العالم ظاهر و إنما نسب خلق قلوبهم إليه لشدة ركونهم إليه و إخلادهم إلى الأرض و تثاقلهم إليها فكأنه ليس لهم من الملكوت نصيب لاستغراقهم فى الملك و الخلط بين الطينتين إشارة إلى تعلق الأرواح الملكوتية بالأبدان العنصرية بل نشوها منها شيئا فشيئا فكل من النشأتين غلبت عليه صار من أهلها فيصير مؤمنا حقيقيا أو كافرا حقيقيا أو بين الأمرين على حسب مراتب الإيمان و الكفر و الحنين الشوق و توقان النفس

https://www.shiabookspdf.com

"الطینۃ" خلقت وجبلت، "علیین" یہ جمع ہے "علی" کی یا یہ مفرد ہے اور اس حروف اور حرکات کے ساتھ اعراب دیا گیا ہے۔ یہ نام جنت اور ساتویں آسمان کو دیا گیا ہے اور وہ فرشتے جو حفاظت پر مامور ہیں اور وہ صالح بندوں کے اعمال اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کی طرف لے جاتے ہیں اور اس سے مراد سب سے بلند مرتبہ اور بلند مقام ہے جو اللہ تعالیٰ کے قریب تر ہے اور اس کے درجات ہیں جیسا کہ وہ روایات وارد ہوتی ہیں جو آگے آنے والی ہیں جو ان کے ول "اعلی علیین" سے تعلق رکھتی ہیں۔ جیسا کہ اس خبر میں اس پر تنبیہ وارد ہوتی ہے خلق القلوب والا بدان کی نسبت اور ان دونوں میں مرتبہ کے لحاظ سے اختلاف ہے اور اس سے مراد عالم جبروت اور عالم ملکوت ہیں اور یہ دونوں عالم عالم الملک پر فوقیت رکھتے ہیں اس سے میری مراد عالم عقل و عالم نفس ہے، انبیاء کرام علیہم السلام کے قلوب کو جبروت سے خلق کیا گیا جو کہ معلوم ہے کیونکہ یہ مقرب ترین بندے تھے۔ بہر حال! ان کے ابدان کو ملکوت سے خلق کیا گیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے جسم حقیقت میں وہی ہیں جو ان کے باطن میں ان کی جلدوں کے اندر موجود ہیں جو ان جسموں میں سے گزرتے ہیں لیکن ان کے عنصری ابدان وہ ہیں جن کا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے گویا کہ وہ ان جسموں کے بیرونی لباس میں تھے جو اس پر انحصار نہ کرنے اور اس کی خواہش کی شدت کی وجہ سے انہوں نے جھاڑ کر اتار دی تھی آخرت تک رسائی اور دنیا اور یہاں سے رخصت کے لیے۔

حدیث میں وارد ہوا ہے:

(الدنیا سجن المومن وجنۃ الکافر)۔ "دنیا مومن کے لیے ایک قید خانہ ہے اور کافر کے لیئے جنت ہے۔"

اس کی تصدیق اس سے ہوتی ہے جس کو امیر المومنین علیہ السلام نے زاہدوں کی صفت بیان کرنے میں بیان کیا کہ وہ ایسی قوم تھے جو دنیا سے تھے حالانکہ وہ اس کے اہل نہیں تھے پس وہ تھے تو اس میں لیکن وہ اس میں سے نہیں تھے وہ اس پر عمل کرتے تھے جس کو وہ دیکھتے تھے اور اس سے پرہیز کرتے تھے جس سے ڈرتے تھے۔ بلکہ مومنین کے جسموں کی تخلیق کو اس سے کم چیز سے منسوب کیا گیا کیونکہ وہ اس اور اس سے بنتے ہیں ان نسل پرست جسموں کے ساتھ ان کی وابستگی کی وجہ سے جب تک وہ ان میں موجود تھے۔ اور قید خانہ کے معنی میں قید سے کام کرنے والا قید اور اسے آگ اور زیریں زمین کہا جاتا ہے اور اس سے مراد پست ترین مقامات اور پست ترین درجات اور خدا سے سب سے زیادہ دور سے اور وہ پاک ہے۔ کافروں کے جسموں کی تخلیق اس دنیا سے ظاہر ہے لیکن ان کے دلوں کی تخلیق اسی کی طرف ان کے شدید بھروسہ اور زمین سے ان کی عقیدت اور اس پر بوجھ کی وجہ سے اس کی طرف منسوب ہے گویا کہ ان کے پاس نہیں ہے۔ ایک بادشاہی کا حصہ ہے کیونکہ وہ

بادشاہی میں ڈوبے ہوئے ہیں اور دونوں طینتوں کے درمیان گھل مل جاتا ہے نسل پرست جسموں کے ساتھ آسمان ارواح سے منسلک ہونے کا حوالہ ہے بلکہ وہ ان میں سے آہستہ آہستہ پیدا ہوتے ہیں الہذا ہر دو شکلیں اس پر قابو پا کر ایک ہو جاتی ہیں۔ اس کے لوگوں میں سے تو وہ سچا مومن یا سچا کافر ہو جاتا ہے یا ایمان، کفر پرانی یاد، آرزو اور تمنا کے درجات کے مطابق دونوں کے درمیان ہوتا ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مرسل ہے۔ مگر یہ مضمون بہت ساری صحیح احادیث میں موجود ہے بلکہ تواتر کی حد تک پہنچ جاتا ہے اور مشہور سے کم بھی نہیں ہے۔ (واللہ اعلم)۔

2/1644 الكافي، ١/٢/٣/٢ محمد عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَلْحَسَنِ عَنِ اَلنَّضْرِ بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ عَبْدِ اَلْغَفَّارِ اَلْجَازِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ خَلَقَ اَلْمُؤْمِنَ مِنْ طِينَةِ اَلْجَنَّةِ وَ خَلَقَ اَلْكَافِرَ مِنْ طِينَةِ اَلنَّارِ وَ قَالَ إِذَا أَرَادَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ بِعَبْدٍ خَيْراً طَيَّبَ رُوحَهُ وَ جَسَدَهُ فَلاَ يَسْمَعُ شَيْئاً مِنَ اَلْخَيْرِ إِلاَّ عَرَفَهُ وَ لاَ يَسْمَعُ شَيْئاً مِنَ اَلْمُنْكَرِ إِلاَّ أَنْكَرَهُ قَالَ وَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ اَلطِّينَاتُ ثَلاَثٌ طِينَةُ اَلْأَنْبِيَاءِ وَ اَلْمُؤْمِنُ مِنْ تِلْكَ اَلطِّينَةِ إِلاَّ أَنَّ اَلْأَنْبِيَاءَ هُمْ مِنْ صَفْوَتِهَا هُمُ اَلْأَصْلُ وَ لَهُمْ فَضْلُهُمْ وَ اَلْمُؤْمِنُونَ اَلْفَرْعُ (مِنْ طِينٍ لاَزِبٍ) كَذَلِكَ لاَ يُفَرِّقُ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ بَيْنَهُمْ وَ بَيْنَ شِيعَتِهِمْ وَ قَالَ طِينَةُ اَلنَّاصِبِ (مِنْ حَمَإٍ مَسْنُونٍ) وَ أَمَّا اَلْمُسْتَضْعَفُونَ فَ (مِنْ تُرَابٍ) لاَ يَتَحَوَّلُ مُؤْمِنٌ عَنْ إِيمَانِهِ وَ لاَ نَاصِبٌ عَنْ نَصْبِهِ وَ لِلَّهِ اَلْمَشِيئَةُ فِيهِمْ.

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: خدا نے مومن کو طینتِ جنت سے پیدا کیا اور کافر کو طینت نار سے پیدا کیا اور فرمایا: جب خدا کسی بندہ سے نیکی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کی روح اور بدن کو پاک بنا دیتا ہے پس ایسا آدمی جب کوئی اچھی بات سنتا ہے تو اسے پہچان لیتا ہے اور جب بُری بات سنتا ہے تو انکار کرتا ہے

راوی کا بیان ہے کہ میں نے آپ کو یہ بھی فرماتے ہوئے سنا، آپ فرما رہے تھے: طینات تین ہیں: اول طینت انبیاء ہے اور مومن اسی طینت سے ہے مگر یہ کہ انبیاء اس کے نکھارے میں سے ہیں اور وہی ان کی اصل ہے اور یہی ان کی فضیلت ہے اور مومن کی طینت اس لیسدار طینت کی فرع ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے تابعین کے درمیان افتراق نہیں ہوتا۔ تیسری ناصب کی طینت ہے جو سڑی ہوئی مٹی سے ہے اور ضعیف الایمان کی خلقت تراب سے ہے پس مومن اپنے ایمان سے اور ناصبی اپنے نصب سے منحرف نہیں ہوتا اور ان میں مشیتِ خدا

https://www.shiabookspdf.com

جاری ہے۔[1]

بیان:

صدر الحديث مصدق لما قررنا في الخبر السابق و كذا قوله ع ألا إن الأنبياء من صفوتها هم الأصل و لهم فضلهم و المؤمنون الفرع من طين لازب و ذلك لأن الجبروت صفوة الملكوت و أصله و الملكوت فرع الجبروت و اللازب اللازم للشيء و اللاصق به و إنما كانت طينتهم لازبة للزومها لطينة أئمتهم و لصوقها بها لخلطها بها و تركبها من العالمين جميعا كما عرفت ألا ترى إلى شوقهم إلى أئمتهم و حنينهم إليهم و كما أن الأمر كذلك كذلك لا يفرق الله بين أئمتهم و بينهم و الحمأ الطين الأسود و المسنون المنتن و هو كناية عن باطن الدنيا و حقيقة تلك العجوز الشوهاء و أما خلق المستضعفين من التراب أعني ما له قبول الأشكال المختلفة و حفظها فذلك لعدم لزومهم لطريقة أهل الإيمان و لا لطريقة أهل الكفر و عدم تقيدهم بعقيدة لا حق و لا باطل ليس لهم نور الملكوت و لا ظلمة باطن الملك بل لهم قبول كل من الأمرين بخلاف الآخرين فإنهما لا يتحولان عما خلقوا له و أما قوله و لله المشية فيهم فهو رد لتوهم الإيجاب في فعله سبحانه و فيه إشارة إلى قوله عز و جل وَلَوْ شاءَ لَهَداكُمْ أَجْمَعِينَ

پہلے والی حدیث اس کی تصدیق کرتی ہے جس کو ہم نے سابق خبر میں مقرر کیا ہے اور اس طرح امام علیہ السلام کا قول ہے مگر انبیاء علیہم السلام اصل ہیں اور ان میں ان کی فضیلت ہے اور مومنین متصل ہونے والی شاخ میں اور یہ اس لیے کہ جبروت ملکوت کی صفت ہے اور اس کی اصل ہے اور ملکوت جبروت کی شاخ ہے اور ادب سے مراد وہ ہے جو کسی چیز کے لازم ہو اور اس کے متصل ہو۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ان کے آئمہ اور ان کے درمیان کوئی فرق نہیں کیا۔

''الحماء'' اس سے مراد سیاہ مٹی ہے۔ ''المسنون'' اس سے مراد باطن دنیا ہے۔ بہرحال! مستضعفین کی خلقت تراب سے ہوئی، اس سے مراد وہ ہے جس کے لیے مختلف اشکال ہیں پس اس لیے وہ اس راستہ کو لازم نہیں پکڑتے جو اہل ایمان کا ہوتا ہے اور نہ ہی وہ اہل کفر کے راستے کو اپناتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔

لوشآء لھدالکم اجمعین۔ ''اگر وہ چاہتا تو تم سب کو ہدایت کرتا۔ (سورہ النحل:۹)۔''

[1] بصائر الدرجات:۱۵؛ علل الشرائع:۱/ ۸۲ و ۱۱۶؛ الاختصاص:۲۴؛ الفصول المہمہ:۱/ ۴۱۸؛ بحارالانوار:۵/ ۲۳۹ و ۶۴/ ۸/ ۷؛ تفسیر نورالثقلین:۱/ ۵۲۰ و ۴۰۲/ ۷؛ تفسیر کنزالدقائق:۳/ ۸۱ ۴ و ۴/ ۲۸۹؛ تفسیر البرہان:۴/ ۵۹۲

https://www.shiabookspdf.com

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے [1] لیکن اس کا مضمون بھی کئی صحیح احادیث کے مطابق ہے نیز یہ کہ نفر بن شعیب کثیر الدوایۃ ہے لہٰذا ممکن ہے کہ اسکا مجہول ہونا مضر نہ ہو۔ (واللہ اعلم)

3/1645 الکافی، ۱/۳/۳/۲ علی عن أبیه عن السراد عَنْ صَالِحِ بْنِ سَهْلٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ جُعِلْتُ فِدَاكَ مِنْ أَيِّ شَيْءٍ خَلَقَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ طِينَةَ اَلْمُؤْمِنِ فَقَالَ مِنْ طِينَةِ اَلْأَنْبِيَاءِ فَلَمْ تَنْجَسْ أَبَداً.

صالح بن سہل سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہوں! خدا نے طینتِ مومن کو کس چیز سے پیدا کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: طینتِ انبیاء سے پس یہی وجہ ہے کہ وہ نجاست سے کبھی آلودہ نہیں ہوتے۔ [2]

بیان:

یعنی لن یتعلق بالدنیا تعلق رکون و إخلاد یذهله عن الآخرة

یعنی کہ وہ اس دنیا سے وابستہ نہیں رہے گا تنہائی اور رادیت کی معطلی جو اسے آخرت سے دور کردے گی۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے [3] یا پھر حدیث صحیح ہے [4] اور میرے نزدیک بھی حدیث صحیح ہے کیونکہ صالح بن سہل ہمدانی تفسیر قمی اور کامل الزیارات کا راوی ہے اور ثقہ ہے۔ [5]

4/1646 الکافی، ۱/۵/۵/۲ محمد عن أحمد عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ سَهْلٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ اَلْمُؤْمِنُونَ مِنْ طِينَةِ اَلْأَنْبِيَاءِ قَالَ نَعَمْ.

صالح بن سہل سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: کیا مومن طینت انبیاء سے پیدا ہوتا ہے؟

---

[1] مراۃ العقول: ۷/ ۴

[2] المحاسن: ۱/ ۱۳۳؛ بحار الانوار: ۵/ ۲۲۵ و ۶۴/ ۹۴؛ تفسیر نور الثقلین: ۱/ ۷۰۲؛ تفسیر کنز الدقائق: ۴/ ۲۸۹

[3] مراۃ العقول: ۷/ ۷

[4] مستدرک سفینۃ البحار: ۲/ ۶۲۶

[5] المفید من معجم رجال الحدیث: ۲۸۲

https://www.shiabookspdf.com

آپؑ نے فرمایا: ہاں۔[1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے۔[2] لیکن میرے نزدیک حدیث صحیح ہے اور اس کی وجہ وہی ہے جو گزشتہ حدیث کے تحت ذکر کی جا چکی ہے۔ (واللہ اعلم)

5/1647 الكافي، ١/٤/٤/٢ محمد و غيره عن أحمد و غيره عن محمد بن خلف عن أبي نهشل الكافي، ١/٤/٣٩٠/١ العدة عن أحمد عن محمد بن خالد عن أبي نهشل عن محمد بن إسماعيل عن اَلثُّمَالِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: إِنَّ اَللَّهَ جَلَّ وَ عَزَّ خَلَقَنَا مِنْ أَعْلَى عِلِّيِّينَ وَ خَلَقَ قُلُوبَ شِيعَتِنَا مِمَّا خَلَقَنَا مِنْهُ وَ خَلَقَ أَبْدَانَهُمْ مِنْ دُونِ ذَلِكَ وَ قُلُوبُهُمْ تَهْوِي إِلَيْنَا لِأَنَّهَا خُلِقَتْ مِمَّا خُلِقْنَا مِنْهُ ثُمَّ تَلاَ هَذِهِ اَلْآيَةَ (كَلاّٰ إِنَّ كِتٰابَ اَلْأَبْرٰارِ لَفِي عِلِّيِّينَ ‌وَ مٰا أَدْرٰاكَ مٰا عِلِّيُّونَ ‌كِتٰابٌ مَرْقُومٌ ‌يَشْهَدُهُ اَلْمُقَرَّبُونَ) وَ خَلَقَ عَدُوَّنَا مِنْ سِجِّينٍ وَ خَلَقَ قُلُوبَ شِيعَتِهِمْ مِمَّا خَلَقَهُمْ مِنْهُ وَ أَبْدَانَهُمْ مِنْ دُونِ ذَلِكَ فَقُلُوبُهُمْ تَهْوِي إِلَيْهِمْ لِأَنَّهَا خُلِقَتْ مِمَّا خُلِقُوا مِنْهُ ثُمَّ تَلاَ هَذِهِ اَلْآيَةَ: (كَلاّٰ إِنَّ كِتٰابَ اَلْفُجّٰارِ لَفِي سِجِّينٍ ‌وَ مٰا أَدْرٰاكَ مٰا سِجِّينٌ ‌كِتٰابٌ مَرْقُومٌ ‌وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ).

ثمالی سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا، آپؑ فرماتے تھے: اللہ تعالیٰ نے ہمیں اعلیٰ علیین سے پیدا کیا اور اس نے ہمارے پیروکاروں کے دل اسی چیز سے بنائے جس سے اس نے ہمیں پیدا کیا تھا جبکہ اس نے ان کے جسموں کو نیچے کی چیز سے بنایا۔ پس اس طرح ان کے دل ہماری طرف مائل ہیں کیونکہ وہ اس سے بنائے گئے ہیں جس سے اس نے ہمیں بنایا ہے۔ پھر یہ آیت تلاوت کی: البتہ نیک لوگوں کے اعمال نامے ضرور علیین میں ہوں گے اور تمہیں کیا معلوم کہ علیون کیا ہے۔ یہ ایک جامع تحریر شدہ کتاب ہے۔ اللہ کے قریب ترین لوگ اسے منظر عام پر لائیں گے۔ (مطففین: ۱۸۔۲۱)۔'' پھر فرمایا: اللہ نے ہمارے دشمنوں کو سجین (آگ) سے پیدا کیا ہے اور اس نے ان کے پیروکاروں کے دل اسی چیز سے بنائے ہیں جس سے اس نے انہیں پیدا کیا اس نے ان کے پیروکاروں (ہمارے دشمنوں کے پیروکاروں) کے ابدان

[1] المحاسن: ۱/ ۱۳۳؛ بصائر الدرجات: ۱/ ۱۸؛ بحار الانوار: ۵/ ۲۲۵ و ۲۵/ ۱۲ و ۶۳/ ۹۳

[2] مراۃ العقول: ۷/ ۱۰

https://www.shiabookspdf.com

اس کی علاوہ سے پیدا کیے۔اس طرح ان (ہمارے دشمنوں کے پیروکاروں) کے دل ان کی طرف مائل ہوتے ہیں کیونکہ وہ اسی چیز سے پیدا کیے گئے ہیں جس سے وہ (ہمارے دشمن) پیدا کیے گئے ہیں۔''جان لو کہ گنہگاروں کے نامہ اعمال سجین میں ہیں۔کاش تمہیں معلوم ہوتا کہ سجین کیا ہے! یہ ایک جامع تحریری کتاب ہے اس دن تباہی ہے ان لوگوں کے لیے جو جھٹلانے والے ہیں۔(مطففین:۷۔۱۰)۔''[1]

بیان:

کل ما یدرکه الإنسان بحواسه یرتفع منه أثر إلی روحه و یجتمع فی صحیفة ذاته و خزانة مدرکاته و کذلك کل مثقال ذرة من خیر أو شر یعمله یری أثره مکتوبا ثمة و لا سیما ما رسخت بسببه الهیئات و تأکدت به الصفات و صار خلقا و ملکة فالأفاعیل المتکررة و الاعتقادات الراسخة فی النفوس هی بمنزلة النقوش الکتابیة فی الألواح کما قال الله تعالی أُولٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمانَ و هذه الألواح النفسیة یقال لها صحائف الأعمال و إلیه الإشارة بقوله سبحانه وَ إِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ و قوله عز و جل وَ كُلَّ إِنْسانٍ أَلْزَمْناهُ طائِرَهُ فِي عُنُقِهِ وَ نُخْرِجُ لَهُ يَوْمَ الْقِيامَةِ كِتاباً يَلْقاهُ مَنْشُوراً فیقال له لَقَدْ كُنْتَ فِي غَفْلَةٍ مِنْ هذا فَكَشَفْنا عَنْكَ غِطاءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيدٌ۔هذا كِتابُنا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ إِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ ما كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ. فمن کان من أهل السعادة و أصحاب الیمین و کانت معلوماته أمورا قدسیة و أخلاقه زکیة و أعماله صالحة فقد أوتی کتابه بیمینه أعنی من جانبه الأقوی الروحانی و هو جهة علیین و ذلك لأن کتابه من جنس الألواح العالیة و الصحف المکرمة المرفوعة المطهرة بأیدی سفرة کرام بررة یشهده المقربون و من کان من الأشقیاء المردودین و کانت معلوماته مقصورة علی الجرمیات و أخلاقه سیئة و أعماله خبیثة فقد أوتی کتابه بشماله أعنی من جانبه الأضعف الجسمانی و هو جهة سجین و ذلك لأن کتابه من جنس الأوراق السفلیة و الصحائف الحسیة القابلة للاحتراق فلا جرم یعذب بالنار و إنما عود الأرواح إلی ما خلقت منه کما قال سبحانه كَما بَدَأَكُمْ تَعُودُونَ۔كَما بَدَأْنا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ فما خلق من علیین فکتابه فی علیین و ما خلق من سجین فکتابه فی سجین

[1] بصائر الدرجات:۱/۱۵؛ تاویل الآیات:۳۸۷؛ تفسیر الصافی:۵/۳۰۱؛ تفسیر البرہان:۵/۶۰۶؛ بحارالانوار:۲۵/۹و۵۸/۴۳و۶۴/۱۲۷؛ تفسیر نورالثقلین:۵/۵۲۹؛ تفسیر کنزالدقائق:۱۴/۱۸۳

https://www.shiabookspdf.com

ہر وہ چیز جس کو انسان اپنے حواس سے درک کرتا ہے اس سے ایک اثر اس کی روح تک پہنچتا ہے اور وہ جمع ہوتے ہیں اس کی ذات کے صحیفہ اور اس خزانہ اور مدرکات میں اور اسی طرح وہ ذرہ برابر بھی خیر اور شر کا عمل کرتا ہے اس کے اثر کو وہ لکھا ہوا دیکھے گا اور اس کے افعال اور اعتقادات اس کی ذات میں اس طرح نقش ہوتے ہیں جیسے تختیوں میں لکھا جاتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان کو ثبت کر دیا ہے۔ (سورہ المجادلہ: ۲۲)۔'' یہ وہ نفسانی الواح میں جن صحائف الاعمال کہا گیا ہے جن کی طرف اللہ تعالیٰ نے اپنے قول سے اشارہ کیا ہے۔ ''اور جب اعمال نامے کھول دیئے جائیں گے۔ (التکویر: ۱۰)۔''

''اور ہم نے ہر انسان کا عمل اس کے گلے میں لٹکا رکھا ہے اور قیامت کے دن ہم اس کے لئے ایک کتاب پیش کریں گے جسے وہ کھلا ہوا پائے گا۔ (الاسراء: ۱۳)۔''

''بے شک تو اس چیز سے غافل تھا چنانچہ ہم نے تجھ سے تیرا پردہ ہٹا دیا ہے لہٰذا آج تیری نگاہ بہت تیز ہے۔ (سورہ: ق: ۲۲)۔''

''ہماری کتاب تمھارے بارے میں سچ سچ بیان آدے گی جو تم کرتے تھے۔ ہم اسے لکھواتے رہتے تھے۔ (سورہ الجاثیہ: ۲۹)۔''

پس جو اہل سعادت اور اصحاب یمین ہیں ان کی معلومات امور قدسیہ، ان کی خلاق پاک اور ان کے اعمال صالحہ ہوتے ہیں بیشک ان کا اعمالنامہ ان کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا میری مراد اس سے یہ ہے کہ وہ اس کے قوی ترین روحانی طرف سے ہوگا اور وہ علیین کی ایک جہت ہے اور یہ اس لیے ہے کہ بیشک وہ وہ اعمالنامہ الواح عالیہ اور پاک و پاکیزہ اور مرفوع مکرم صحیفوں کی جنس سے ہوں گے اور وہ ایسے نیک سفیروں کے ہاتھوں میں ہوں گے جن کی شہادت مقربین دیں گے۔ جو اشقیاء میں سے ہیں ان کے معلومات ان کے جرائم ان کے بُرے اخلاق اور اعمال خبیثہ ہوتی ہیں بیشک ان کا اعمالنامہ ان کے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا میری مراد اس سے یہ ہے کہ ان کی کمزور ترین انسانی جانب سے وہ ہوگا اور وہ سجین کی جہت سے ہوگا اور یہ اس لیے کہ بیشک ان کا اعمالنامہ اور اسفیلہ کی جنس سے ہوگا اور ایسے صحائف کی جنس سے ہوگا جو جلانے کے قابل ہوں گے۔

پس ارواح اس کی طرف لوٹتی ہیں جس سے ان کو خلق کیا گیا ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''جس طرح تمہیں پہلے پیدا کیا ہے اسی طرح دوبارہ پیدا ہو گے۔ (سورۃ الاعراف: ۲۹)۔''

''ہم اسے دوبارہ اسی طرح لوٹا دیں گے جس طرح ہم نے پہلے بنایا تھا۔ (سورہ الانبیآء: ۱۰۴)۔''

پس جو علیین سے خلق ہوا اس کا اعمالنامہ بھی علیین میں ہوگا اور جس کو سجین سے خلق کیا گیا اس کا اعمالنامہ سجین

https://www.shiabookspdf.com

میں ہوگا۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے۔ ①

6/1648 الكافى، ۱/۵/۴/۲ العدة عن سهل وَ غَيْرِ وَاحِدٍ عَنِ اَلْحُسَيْنِ بْنِ اَلْحَسَنِ جَمِيعاً عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أُورَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ يُوسُفَ عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: قُلْتُ لَهُ جُعِلْتُ فِدَاكَ أَنَا مَوْلاَكَ عَبْدُ اَللَّهِ بْنُ كَيْسَانَ قَالَ أَمَّا اَلنَّسَبُ فَأَعْرِفُهُ وَ أَمَّا أَنْتَ فَلَسْتُ أَعْرِفُكَ قَالَ قُلْتُ لَهُ إِنِّي وُلِدْتُ بِالْجَبَلِ وَ نَشَأْتُ فِي أَرْضِ فَارِسَ وَ إِنَّنِي أُخَالِطُ اَلنَّاسَ فِي اَلتِّجَارَاتِ وَ غَيْرِ ذَلِكَ فَأُخَالِطُ اَلرَّجُلَ فَأَرَى لَهُ حُسْنَ اَلسَّمْتِ وَ حُسْنَ اَلْخُلُقِ وَ كَثْرَةَ أَمَانَةٍ ثُمَّ أُفَتِّشُهُ فَأَتَبَيَّنُهُ عَنْ عَدَاوَتِكُمْ وَ أُخَالِطُ اَلرَّجُلَ فَأَرَى مِنْهُ سُوءَ اَلْخُلُقِ وَ قِلَّةَ أَمَانَةٍ وَ زَعَارَّةً ثُمَّ أُفَتِّشُهُ فَأَتَبَيَّنُهُ عَنْ وَلاَيَتِكُمْ فَكَيْفَ يَكُونُ ذَلِكَ فَقَالَ لِي أَمَا عَلِمْتَ يَا اِبْنَ كَيْسَانَ أَنَّ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ أَخَذَ طِينَةً مِنَ اَلْجَنَّةِ وَ طِينَةً مِنَ اَلنَّارِ فَخَلَطَهُمَا جَمِيعاً ثُمَّ نَزَعَ هَذِهِ مِنْ هَذِهِ وَ هَذِهِ مِنْ هَذِهِ فَمَا رَأَيْتَ مِنْ أُولَئِكَ مِنَ اَلْأَمَانَةِ وَ حُسْنِ اَلْخُلُقِ وَ حُسْنِ اَلسَّمْتِ فَمِمَّا مَسَّتْهُمْ مِنْ طِينَةِ اَلْجَنَّةِ وَ هُمْ يَعُودُونَ إِلَى مَا خُلِقُوا مِنْهُ وَ مَا رَأَيْتَ مِنْ هَؤُلاَءِ مِنْ قِلَّةِ اَلْأَمَانَةِ وَ سُوءِ اَلْخُلُقِ وَ اَلزَّعَارَّةِ فَمِمَّا مَسَّتْهُمْ مِنْ طِينَةِ اَلنَّارِ وَ هُمْ يَعُودُونَ إِلَى مَا خُلِقُوا مِنْهُ.

عبداللہ بن کیسان سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہوں! میں آپؑ کا خادم عبداللہ بن کیسان ہوں۔

آپؑ نے فرمایا: میں تمہارا نسب جانتا ہوں۔تاہم تمہیں نہیں جانتا۔

میں نے عرض کیا: میں پہاڑوں میں پیدا ہوا اور فارس کی سرزمین میں پلا بڑھا۔ میں کاروبار اور دیگر مواقع میں لوگوں کے ساتھ وابستہ ہوں۔ پس میں ایک آدمی کے ساتھ تعلق رکھتا ہوں اور اس کی خوش شکل، خوش اخلاق اور زیادہ قابل اعتماد پاتا ہوں مگر جب میں چھان بین کرتا ہوں تو وہ آپؑ کے دشمنوں میں سے ایک معلوم ہوتا ہے اور میں ایک دوسری آدمی سے بھی تعلق رکھتا ہوں جس کے اخلاق برے ہیں، کم قابل اعتماد اور گرم مزاج ہے

① مراۃ العقول: ۷/۷

https://www.shiabookspdf.com

مگر پھر میں نے تحقیق کی اور پایا کہ وہ آپؑ کی ولایت کے ماننے والوں میں سے ہے، تو ایسا کیوں ہے؟
آپؑ نے فرمایا: اے ابن کیسان! خدائے بزرگ و برتر نے جنت اور آگ سے مٹی لی اور پھر ان کو ملا دیا۔ پھر اس کو اس سے اور اس کو اس سے الگ کر دیا۔ تم (ہمارے دشمنوں) میں جو اچھی صورت، حسن اخلاق اور امانت داری پاتے ہو تو وہ جنت کی مٹی کے چھونے کی وجہ سے ہے لیکن وہ اسی کی طرف لوٹیں گے جس سے وہ بنائے گئے ہیں اور تم ان (ہمارے حامیوں اور پیروکاروں) میں جو مکاری، بداخلاقی اور گرم مزاجی پاتے ہو تو وہ آگ کی مٹی کے چھونے کی وجہ سے ہے البتہ وہ اسی کی طرف لوٹیں گے جس سے وہ بنائے گئے تھے۔ [1]

بیان:

السمت هيئة أهل الخير و الطريق و الزعارة بالزاي و العين المهملة و تشديد الراء سوء الخلق لا يصرف منه فعل و يقال للسيئ الخلق الزعرور و ربما يوجد في بعض النسخ الدعارة بالمهملات و هي الفساد و الشر ثم نزع هذه من هذه و هذه من هذه معناه أنه نزع طينة الجنة من طينة النار و طينة النار من طينة الجنة بعد ما مست إحداهما الأخرى ثم خلق أهل الجنة من طينة الجنة و خلق أهل النار من طينة النار و أولئك إشارة إلى الأعداء و هؤلاء إلى الأولياء و ما خلقوا منه في الأول طينة النار و في الثاني طينة الجنة

❂ ''السّمت'' اہل خیر اور راستے کی حالت، ''والزعارة'' بداخلاق ہونا اور وہ اس سے غافل نہیں ہوتا بُرے اخلاق والے کو بھی کہا جاتا ہے۔
''الزعرور''، بعض نسخوں میں اس طرح ہے ''الدعارة'' اس کا معنی فساد اور شر ہے۔
''ثم نزع هذه من هذه و هذه من هذه'' اس کے بعد اس کو اس سے اور اس کو اس سے نکالا، اس کا معنی یہ ہے کہ طینت جنت کو طینت نار سے اور طینت نار کو طینت جنت سے نکالا گیا ان دونوں کو ایک دوسرے سے ملانے کے بعد اور پھر اہل جنت کو طینت جنت سے خلق کیا گیا اور اہل نار کو طینت نار سے خلق کیا گیا اور یہ اشارہ ہے دشمنوں کی طرف اور یہ اشارہ ہے اولیاء کی طرف یعنی ان کو پہلے طینت نار سے اور دوسری مرتبہ طینت جنت سے خلق کیا گیا۔

تحقیق اسناد:

[1] بحارالانوار:۶۴/۸۶؛ تفسیر نور الثقلین:۱/۷۰۲؛ تفسیر کنز الدقائق:۳/۲۹۰؛ المحاسن:۱/۱۳۶

حدیث کی سند ضعیف ہے۔ [1]

7/1649 الکافی، ۲/۵/۷/۱ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ أَبِي حَمَّادٍ عَنِ اَلْحُسَيْنِ بْنِ يَزِيدَ عَنِ اَلْحَسَنِ بْنِ اِبْنِ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ لَمَّا أَرَادَ أَنْ يَخْلُقَ آدَمَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ بَعَثَ جَبْرَئِيلَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فِي أَوَّلِ سَاعَةٍ مِنْ يَوْمِ اَلْجُمُعَةِ فَقَبَضَ بِيَمِينِهِ قَبْضَةً بَلَغَتْ قَبْضَتُهُ مِنَ اَلسَّمَاءِ اَلسَّابِعَةِ إِلَى اَلسَّمَاءِ اَلدُّنْيَا وَ أَخَذَ مِنْ كُلِّ سَمَاءٍ تُرْبَةً وَ قَبَضَ قَبْضَةً أُخْرَى مِنَ اَلْأَرْضِ اَلسَّابِعَةِ اَلْعُلْيَا إِلَى اَلْأَرْضِ اَلسَّابِعَةِ اَلْقُصْوَى فَأَمَرَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ كَلِمَتَهُ فَأَمْسَكَ اَلْقَبْضَةَ اَلْأُولَى بِيَمِينِهِ وَ اَلْقَبْضَةَ اَلْأُخْرَى بِشِمَالِهِ فَفَلَقَ اَلطِّينَ فِلْقَتَيْنِ فَذَرَا مِنَ اَلْأَرْضِ ذَرْواً وَ مِنَ اَلسَّمَاوَاتِ ذَرْواً فَقَالَ لِلَّذِي بِيَمِينِهِ مِنْكَ اَلرُّسُلُ وَ اَلْأَنْبِيَاءُ وَ اَلْأَوْصِيَاءُ وَ اَلصِّدِّيقُونَ وَ اَلْمُؤْمِنُونَ وَ اَلسُّعَدَاءُ وَ مَنْ أُرِيدُ كَرَامَتَهُ فَوَجَبَ لَهُمْ مَا قَالَ كَمَا قَالَ وَ قَالَ لِلَّذِي بِشِمَالِهِ مِنْكَ اَلْجَبَّارُونَ وَ اَلْمُشْرِكُونَ وَ اَلْكَافِرُونَ وَ اَلطَّوَاغِيتُ وَ مَنْ أُرِيدُ هَوَانَهُ وَ شِقْوَتَهُ فَوَجَبَ لَهُمْ مَا قَالَ كَمَا قَالَ ثُمَّ إِنَّ اَلطِّينَتَيْنِ خُلِطَتَا جَمِيعاً وَ ذَلِكَ قَوْلُ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ (إِنَّ اَللّٰهَ فٰالِقُ اَلْحَبِّ وَ اَلنَّوىٰ) فَالْحَبُّ طِينَةُ اَلْمُؤْمِنِينَ اَلَّتِي أَلْقَى اَللَّهُ عَلَيْهَا مَحَبَّتَهُ وَ اَلنَّوَى طِينَةُ اَلْكَافِرِينَ اَلَّذِينَ نَأَوْا عَنْ كُلِّ خَيْرٍ وَ إِنَّمَا سُمِّيَ اَلنَّوَى مِنْ أَجْلِ أَنَّهُ نَأَى عَنْ كُلِّ خَيْرٍ وَ تَبَاعَدَ عَنْهُ وَ قَالَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ (يُخْرِجُ اَلْحَيَّ مِنَ اَلْمَيِّتِ وَ مُخْرِجُ اَلْمَيِّتِ مِنَ اَلْحَيِّ) فَالْحَيُّ اَلْمُؤْمِنُ اَلَّذِي تَخْرُجُ طِينَتُهُ مِنْ طِينَةِ اَلْكَافِرِ وَ اَلْمَيِّتُ اَلَّذِي يَخْرُجُ مِنَ اَلْحَيِّ هُوَ اَلْكَافِرُ اَلَّذِي يَخْرُجُ مِنْ طِينَةِ اَلْمُؤْمِنِ فَالْحَيُّ اَلْمُؤْمِنُ وَ اَلْمَيِّتُ اَلْكَافِرُ وَ ذَلِكَ قَوْلُهُ عَزَّ وَ جَلَّ: (أَ وَ مَنْ كٰانَ مَيْتاً فَأَحْيَيْنٰاهُ) فَكَانَ مَوْتُهُ اِخْتِلاَطَ طِينَتِهِ مَعَ طِينَةِ اَلْكَافِرِ وَ كَانَ حَيَاتُهُ حِينَ فَرَّقَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ بَيْنَهُمَا بِكَلِمَتِهِ كَذَلِكَ يُخْرِجُ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ اَلْمُؤْمِنَ فِي اَلْمِيلاَدِ مِنَ اَلظُّلْمَةِ بَعْدَ دُخُولِهِ فِيهَا إِلَى اَلنُّورِ وَ يُخْرِجُ اَلْكَافِرَ مِنَ اَلنُّورِ إِلَى اَلظُّلْمَةِ بَعْدَ دُخُولِهِ إِلَى اَلنُّورِ وَ ذَلِكَ قَوْلُهُ عَزَّ وَ جَلَّ: (لِيُنْذِرَ مَنْ كٰانَ حَيًّا وَ يَحِقَّ اَلْقَوْلُ عَلَى اَلْكٰافِرِينَ).

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدم علیہ السلام کی خلقت کا ارادہ کیا تو جمعہ کے دن

[1] مرآۃ العقول: ۷/۹

https://www.shiabookspdf.com

پہلی ساعت میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ اپنے دائیں ہاتھ سے ساتوں آسمانوں سے ایک مٹھی مٹی اُٹھائے۔ پس اس نے ہر آسمان سے ہر قسم کی مٹی سے ایک مٹھی مٹی اُٹھائی اور پر وہ اس نے دوسرے ہاتھ سے ساتوں زمین کی مٹی سے ایک مٹھی مٹی اُٹھائی۔ پھر اللہ نے اپنے کلمہ کو حکم دیا کہ پہلی مٹی کو دائیں ہاتھ میں رکھو اور دوسری مٹی کو بائیں ہاتھ میں رکھو۔ پس وہ مٹی جو دائیں ہاتھ میں تھی جو آسمانوں سے لی گئی تھی اس سے فرمایا: میں تجھ سے ایسے رسل علیہم السلام وانبیاء علیہم السلام، اوصیاء علیہم السلام، صدیقین، مومنین، شہدا اور ان کو خلق کروں جن کو میں عزت دینا چاہتا ہوں، ان کو خلق کروں گا اور جو کچھ ان کے بارے میں کہا گیا ہے وہ ان کے لیے واجب ہو چکا ہے۔

اور پھر بائیں ہاتھ والی مٹی جو زمینوں سے اُٹھائی گئی تھی، اس سے فرمایا: میں تجھ سے جابر، مشرک، منافق اور طاغوت اور جن کو میں نے ذلّت ورُسوائی دینا ہے ان کو خلق کروں گا اور جو ان کے لیے کہا ہے وہ ہو کر رہے گا۔ پھر اس نے دونوں کو مخلوط کر دیا اور یہ ہی اللہ کا فرمان ہے: ''بے شک اللہ دانے اور گٹھلی کا پھاڑنے والا ہے۔ (الانعام:۹۵)۔'' پس حَب سے مراد مومنین کی مٹی ہے جن میں اللہ نے محبت کو ڈال دیا ہے۔ اور النوی سے مراد کافروں کی مٹی ہے جو ہر خیر سے دُور ہیں اور اس کو نوی اس لیے کہا گیا ہے کیونکہ یہ حق سے دُور ہیں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''وہ زندہ سے مُردہ اور مُردے سے زندہ نکالنے والا ہے۔ (الانعام: ۹۵)۔'' پس حی (زندہ) سے مراد مومن ہے جس کی طینت کافر کی مٹی سے ہے جو مومن کافر سے پیدا ہو وہ حی ہے جو میت سے پیدا ہوا ہے اور جو کافر مومن سے پیدا ہو وہ میت ہے جو حی سے پیدا ہوا ہے۔ یہ ہی اللہ بیان کرتا ہے: ''کیا وہ شخص جو مردہ تھا پس ہم نے اسے زندہ کیا۔ (انعام: ۱۲۲)۔'' اس سے مراد اس کی موت ہے کہ اس کی مٹی کو کافر کی مٹی سے مخلوط کر دیا گیا ہے اور جب ان کو الگ الگ کرے گا تو یہ اس کی حیات ہے۔ اسی وجہ سے بعض بندے کافروں کے گھروں میں پیدا ہوتے ہیں اور پھر مومن بن جاتے ہیں اور بعض مومنوں کے گھروں میں پیدا ہوتے ہیں اور پھر کافر ہو جاتے ہیں اور یہ مراد ہے اللہ کے اس قول سے جس میں وہ فرماتا ہے: ''تا کہ جو زندہ ہے اس کو عذاب سے ڈرائے اور کافروں پر عذاب واقع ہو کر رہے گا۔ (یٰس: ۷۰)۔''[1]

بیان:

لما كان خلق آدم بعد خلق السماوات و الأرض ضرورة تقدم البسيط على المركب منه و كان

[1] تفسیر البرہان:۲/۴۵۶؛ بحار الانوار:۶۴/۸۷؛ تفسیر الصراط المستقیم:۳/۴۱۶؛ فضائل الشیعہ ابو معاش:۲/۲۶۹؛ نفحات الرحمٰن نہاوندی:۲/۵۴۱؛ تفسیر نور الثقلین:۱/۷۴۸؛ تفسیر کنز الدقائق:۵/۴۷

خلق السماوات و الأرض و أقواتها فی ستة أیام من الأسبوع و قد جمعت جمیعا فی الجمعة صار بدو خلق الإنسان فیه و كان المراد بالتربة ما له مدخل فی تهیئة المادة القابلة لأن یخلق منها شیء فتشمل الطینة بمعنی الجبلة و آثار القوی السماویة المربیة للنطفة و بالجملة ما له مدخل فی السبب القابلی و المراد بالكلمة جبرئیل إذ هو القابض للقبضتین و الفلق الشق و الفصل و الذر و الإذهاب و التفریق و كان الفلق كنایة عن إفراز ما یصلح من المادتین لخلق الإنسان و تفسیر باقی الحدیث یظهر مما مر

❂ چونکہ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق آسمانوں اور زمین کی خلقت کے بعد ایک ضرورت تھی۔ بسیط کو مرکب پر مقدم کیا گیا اور آسمانوں اور زمین کی خلقت کو ہفتہ کے چھ دنوں میں قرار دیا تھا اور ان کو جمعہ میں جمع کیا گیا تو اس میں انسان کی خلقت کی ابتداء ہوئی اور گویا کہ تربت سے مراد وہ ہے جس کو مادہ قابلہ کی صورت میں داخل کیا گیا کیونکہ اس سے شئی کو خلق کیا گیا پس وہ طینت شامل ہوتی جبلت کے معنی میں اور آثار قویہ ساویہ میں جو نطفہ کو پیدا کرنے والے ہیں۔ کلمہ سے مراد جبرئیل نہیں کہ انہوں نے دو مٹھیاں بھریں خلق کا معنی پھٹنا ہے گویا کہ خلق کنایہ ہے افراز سے جو انسان کی خلقت کے لیے دو مادوں کی صلاحیت رکھتا ہے۔ حدیث کی باقی تفسیر اس سے ظاہر ہوگی جو گزر چکی ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق ہے کیونکہ حسن بن علی بن ابوحمزہ البطائنی تفسیر قمی کا راوی ہے [2] جو توثیق کے لیے کافی ہے۔ نیز اس کی توثیق کا دوسرا قرینہ بھی اہم ہے اور وہ یہ کہ اس سے البزنطی روایت کرتا ہے۔ [3] لہٰذا سے کذاب کہنا اشکال سے خالی نہیں ہے۔ (واللہ اعلم)۔

8/1650 الكافی، ۱/۱/۶/۲ القمی و محمد عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِیلَ عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَلْحَكَمِ عَنْ أَبَانٍ عَنْ زُرَارَةَ عَنْ أَبِی جَعْفَرٍ عَلَیْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: لَوْ عَلِمَ اَلنَّاسُ كَیْفَ اِبْتِدَاءُ اَلْخَلْقِ مَا اِخْتَلَفَ اِثْنَانِ إِنَّ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ قَبْلَ أَنْ یَخْلُقَ اَلْخَلْقَ قَالَ كُنْ مَاءً عَذْباً أَخْلُقْ مِنْكَ جَنَّتِی وَ أَهْلَ طَاعَتِی وَ كُنْ مِلْحاً أُجَاجاً أَخْلُقْ مِنْكَ نَارِی وَ أَهْلَ مَعْصِیَتِی ثُمَّ أَمَرَهُمَا فَامْتَزَجَا فَمِنْ ذَلِكَ صَارَ یَلِدُ

[1] مراۃ العقول: ۷/ ۱۰

[2] تفسیر القمی: ۲/ ۲۳۴

[3] تہذیب الاحکام: ۸/ ۲۶۸ ح ۹۵۳؛ وسائل الشیعہ: ۲۳/ ۱۲۸ ح ۲۹۲۳۶؛ الوافی: ۱۰/ ۲۳۱ ح ۱۰۲۳۳

https://www.shiabookspdf.com

اَلْمُؤْمِنُ اَلْكَافِرَ وَ اَلْكَافِرُ اَلْمُؤْمِنَ ثُمَّ أَخَذَ طِيناً مِنْ أَدِيمِ اَلْأَرْضِ فَعَرَكَهُ عَرْكاً شَدِيداً فَإِذَا هُمْ كَالذَّرِّ يَدِبُّونَ فَقَالَ لِأَصْحَابِ اَلْيَمِينِ إِلَى اَلْجَنَّةِ بِسَلاَمٍ وَ قَالَ لِأَصْحَابِ اَلشِّمَالِ إِلَى اَلنَّارِ وَ لاَ أُبَالِي ثُمَّ أَمَرَ نَاراً فَأُسْعِرَتْ فَقَالَ لِأَصْحَابِ اَلشِّمَالِ اُدْخُلُوهَا فَهَابُوهَا فَقَالَ لِأَصْحَابِ اَلْيَمِينِ اُدْخُلُوهَا فَدَخَلُوهَا فَقَالَ (كُونِي بَرْداً وَسَلاماً) فَكَانَتْ بَرْداً وَسَلاَماً فَقَالَ أَصْحَابُ اَلشِّمَالِ يَا رَبِّ أَقِلْنَا فَقَالَ قَدْ أَقَلْتُكُمْ فَادْخُلُوهَا فَذَهَبُوا فَهَابُوهَا فَثَمَّ ثَبَتَتِ اَلطَّاعَةُ وَ اَلْمَعْصِيَةُ فَلاَ يَسْتَطِيعُ هَؤُلاَءِ أَنْ يَكُونُوا مِنْ هَؤُلاَءِ وَلاَ هَؤُلاَءِ مِنْ هَؤُلاَءِ.

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: اگر لوگ یہ جان لیں کہ دنیا کی ابتدا کیونکر ہوئی تو دو آدمیوں کے درمیان بھی اختلاف نہ ہو۔ خدا نے ان لوگوں کو خلق کرنے سے پہلے فرمایا: میٹھا پانی ہو جا کہ میں تجھ سے اپنی جنت کو اور اپنے فرمانبردار بندوں کو پیدا کروں گا۔ (پھر فرمایا) نمکین پانی ہو جا کہ میں تجھ سے اہلِ نار اور اہلِ معصیت کو پیدا کروں گا۔ پھر ان کو مل جانے کا حکم دیا چنانچہ میٹھا پانی اور کھارا پانی مل گیا، یہی وجہ ہے کہ مومن سے کافر اور کافر سے مومن پیدا ہوتا ہے۔ پھر زمین کے اوپر سے مٹی لی اور اسے سخت جھٹکا دیا کہ وہ ذرہ ذرہ ہوگئی۔ پس اس نے داہنی طرف والوں سے کہا: تم سلامتی سے جنت کی طرف جاؤ اور اصحاب شمال سے کہا: تم دوزخ کی طرف جاؤ۔ پھر آگ کو حکم دیا کہ تو وہ بھڑک اٹھی، پس اس نے اصحاب شمال سے کہا: اس میں داخل ہو جاؤ تو وہ خوف زدہ ہو گئے اور انکار کر دیا مگر اصحاب یمین سے کہا کہ تم داخل ہو جاؤ تو وہ داخل ہو گئے۔ پس خدا نے آگ سے فرمایا: تو ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جا تو وہ ٹھنڈی پڑ گئی۔ اصحاب شمال نے کہا: اے ہمارے رب! ہمارے معاملے سے درگزر فرما۔

اللہ نے فرمایا: درگزر کر دی ہے۔ اچھا اب داخل ہو جاؤ، پس وہ بڑھے اور پھر انکار کر دیا۔ چنانچہ اسی روز اطاعت اور معصیت ثابت ہو گئی۔ پس نہ وہ ان سے ہیں اور نہ یہ ان سے ہیں۔ [1]

بیان:

عبر عن المادة تارة بالماء و أخرى بالتربة لاشتراكهما في قبول الأشكال و لاجتماعهما في طينة الإنسان و تركيب خلقته و أديم الأرض وجهها و كأنه كناية عما ينبت منها مما يصلح لأن يصير غذاء للإنسان و يحصل منه النطفة أو تتربى به و العرك الدلك و كأنه كناية عن مزجه بحيث يحصل منه المزاج المستعد للحياة و الذر النمل الحمر الصغار واحدتها ذرة و وجه الشبه

[1] المحاسن: ۱/ ۲۸۲؛ مختصر البصائر: ۸۱: ۳؛ بحار الانوار: ۵/ ۲۵۲ و ۲۴؛ ۹۳؛ تفسیر نور الثقلین: ۵/ ۲۱۲؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۳/ ۳۸

الحس و الحركة و كونهم محل الشعور مع صغر الجثة و الخفاء و هذا الخطاب إنما كان في عالم الأمر كما مر بيانه في باب العرش و الكرسي من كتاب التوحيد و لشدة ارتباط الملك بالملكوت و قوامه به جاز إسناد مادته إليه و إن كان عالم الأمر مجردا عن المادة و اجتماعهم في الوجود عند الله إنما هو لاجتماع الأجسام الزمانية عنده سبحانه دفعة واحدة في عالم الأمر و إن كانت متفرقة مبسوطة متدرجة في عالم الخلق و وجودهم في عالم الأمر وجود ملكوتي ظلي ينبعث من حقيقته هذا الوجود الخلقي الجسماني و هو صورة علمه سبحانه بها و عنه عبر بالظلال في الحديث الآتي و أمره تعالى إياهم إلى الجنة و النار هدايته إياهم إلى سبيليهما ثم توفيقه أو خذلانه و لعل المراد بالنار المسعرة بعد ذلك التكاليف الشرعية و تحصيل المعرفة المحرقة للقلوب لصعوبة الخروج عن عهدتها و استقالة أصحاب الشمال كناية عن تمنيهم الإطاعة و عدم قدرتهم التامة عليها لغلبة الشقوة عليهم و كونهم مسخرة تحت سلطان الهوى كما قالوا ﴿رَبَّنا غَلَبَتْ عَلَيْنا شِقْوَتُنا وَ كُنَّا قَوْماً ضالِّينَ﴾

مادہ سے مراد سے کبھی پانی لیا گیا اور کبھی اس سے مراد مٹی کو لیا گیا کیونکہ یہ دونوں اشکال کو قبول کرنے میں مشترک ہیں اور طینت انسان میں یہ دونوں جمع ہیں اور اس کی خلقت کی ترکیب میں اور زمین کی سطح اس کا چہرہ ہے گویا کہ اس سے جو چیز اُگتی ہے اس کا استعداد ہے جو انسان کی خوراک بننے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ "العرک" اس کو اس طرح ملانا کہ اس سے وہ مزاج کیا جائے جو زندگی کے لئے تیار ہو۔ "الذّر" اس سے مراد سرخ رنگ کی چھوٹی چیونٹی۔ اس کا واحد "ذرّۃ" ہے۔ اس میں شباہت کی وجہ حس اور حرکت کرنا ہے۔ اور ان کا چھوٹا اور مخفی ہونے کے ساتھ مقام شعور پر فائز ہونا ہے اور یہ خطاب عالم الامر میں ہوا جیسا کہ اس کا بیان کتاب التوحید کے باب العرش اور الکرسی میں گزر چکا ہے۔ ملک کا ارتباط ملکوت کے ساتھ شدید برین ہے اور اس کے ساتھ قائم ہوتا ہے لہٰذا مادہ کو اس کی طرف نسبت دینا جائز ہے اور اگر عالم الامر مادہ سے خالی ہو اور ان کا اللہ تعالیٰ کے نزدیک وجود میں جمع ہونا ہو تو یہ اس کے نزدیک اجسام زمانیہ کا ایک ہی دفعہ عالم الامر میں اجتماع ہے اور اگر وہ عالم الخلق میں متفرق ہوں اور عالم الامر میں وجود ملکوتی ظلی ہو تو اس کی حقیقت سے یہ موجود خلقی جسمانی سے جو اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے اور آنے والے حدیث میں اس سے مراد ظلال کو لیا گیا ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے انہیں جنت اور جہنم میں جانے کا حکم دیا، ان کی راہنمائی کرتے ہوئے پھر اسے کامیابی یا ترک کر دیا۔ شاید اس کے بعد بھڑکتی ہوئی آگ سے مراد وہ قانونی اخراجات اور علم کا حصول ہے جو اس کے حکم سے ہٹنے کی دشواری سے دلوں کو

https://www.shiabookspdf.com

جلا دیتا ہے اور شمال کے اصحاب کا استعفیٰ ان کی اطاعت وفرمانبرداری کی خواہش کا کنایہ ہے۔ان پر تقویٰ کا غلبہ اور جذبہ طاقت کے تابع ہونے کی وجہ سے وہ ایسا کرنے میں مکمل طور پر عاجز ہیں جیسا کہ انہوں نے کہا:
''ہمارے رب! ہماری بدبختی ہم پر غالب آ گئی تھی اور ہم گمراہ لوگ تھے۔(المؤمنون:۱۰۶)۔''

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند موثق کالصحیح ہے۔[1] نیز شیخ آصف محسنی نے اسے احادیث معتبرہ میں شمار کیا ہے۔[2] (واللہ اعلم)

9/1651 الکافی،۸/۸۹/۵۶ الثلاثۃ عَنْ جَمِيلِ بْنِ دَرَّاجٍ عَنْ زُرَارَةَ عَنْ أَحَدِهِمَا عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ خَلَقَ اَلْأَرْضَ ثُمَّ أَرْسَلَ عَلَيْهَا اَلْمَاءَ اَلْمَالِحَ أَرْبَعِينَ صَبَاحاً وَ اَلْمَاءَ اَلْعَذْبَ أَرْبَعِينَ صَبَاحاً حَتَّى إِذَا اِلْتَقَتْ وَ اِخْتَلَطَتْ أَخَذَ بِيَدِهِ قَبْضَةً فَعَرَكَهَا عَرْكاً شَدِيداً جَمِيعاً ثُمَّ فَرَّقَهَا فِرْقَتَيْنِ فَخَرَجَ مِنْ كُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا عُنُقٌ مِثْلُ عُنُقِ اَلذَّرِّ فَأَخَذَ عُنُقٌ إِلَى اَلْجَنَّةِ وَ عُنُقٌ إِلَى اَلنَّارِ.

زرارہ سے روایت ہے کہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام نے فرمایا: بے شک خدا نے زمین کو پیدا کیا، پھر چالیس دن تک اس شور (کڑوے) پانی کو جاری کیا، پھر چالیس دن تک میٹھے پانی کو جاری کیا یہاں تک کہ یہ دونوں پانی ایک دوسرے سے مل گئے اور ایک دوسرے میں حل ہو گئے تو خدا نے اپنے دست (قدرت) سے اس سے ایک مٹھی مٹی لی اور سختی کے ساتھ اس کو رگڑا اور اس کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا اور ایک حصہ چیونٹیوں کی طرح باہر نکل آیا اور دوسرا بھی اسی طرح نکل آیا، پس ایک گروہ بہشت کے راستہ پر چل پڑا اور دوسرا گروہ دوزخ کی طرف چل پڑا۔[3]

بیان:

العنق بالضم وبالضمتین الجماعة من الناس

''العنق'' اس سے مراد لوگوں کی جماعت ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند حسن ہے۔[4]

---

[1] مراۃ العقول:۷/۱۶

[2] معجم الاحادیث المعتبرہ:۱/۲۶۸ح۲۱۵

[3] اسرار العبادات وحقیقۃ الصلوٰۃ قاضی سعید قمی:۹ ۱۳؛ الانوار النعمانیہ:۱/۱۷۰

[4] مراۃ العقول:۲۵/۲۰۲؛ البضاعۃ المزجاۃ:۲/۸۸

https://www.shiabookspdf.com

10/1652 الکافی،۱/۲/۲۳۶/۱ محمد عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ عَنْ صَالِحِ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ الجعفی الْجُعْفِيِّ وَ عُقْبَةَ جَمِيعاً عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ الْخَلْقَ فَخَلَقَ مَا أَحَبَّ مِمَّا أَحَبَّ وَ كَانَ مَا أَحَبَّ أَنْ خَلَقَهُ مِنْ طِينَةِ الْجَنَّةِ وَ خَلَقَ مَا أَبْغَضَ مِمَّا أَبْغَضَ وَ كَانَ مَا أَبْغَضَ أَنْ خَلَقَهُ مِنْ طِينَةِ النَّارِ ثُمَّ بَعَثَهُمْ فِي الظِّلاَلِ فَقُلْتُ وَ أَيُّ شَيْءٍ الظِّلاَلُ قَالَ أَ لَمْ تَرَ إِلَى ظِلِّكَ فِي الشَّمْسِ شَيْءٌ وَ لَيْسَ بِشَيْءٍ ثُمَّ بَعَثَ اللَّهُ فِيهِمُ النَّبِيِّينَ يَدْعُونَهُمْ إِلَى الْإِقْرَارِ بِاللَّهِ وَ هُوَ قَوْلُهُ (وَ لَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُولُنَّ اللّٰهُ) ثُمَّ دَعَاهُمْ إِلَى الْإِقْرَارِ بِالنَّبِيِّينَ فَأَقَرَّ بَعْضُهُمْ وَ أَنْكَرَ بَعْضُهُمْ ثُمَّ دَعَاهُمْ إِلَى وَلاَيَتِنَا فَأَقَرَّ بِهَا وَ اللَّهِ مَنْ أَحَبَّ وَ أَنْكَرَهَا مَنْ أَبْغَضَ وَ هُوَ قَوْلُهُ (فَمَا كَانُوا لِيُؤْمِنُوا بِمَا كَذَّبُوا بِهِ مِنْ قَبْلُ) ثُمَّ قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ كَانَ التَّكْذِيبُ ثَمَّ.

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: اللہ نے مخلوق کو پیدا کیا اور جن کو دوست رکھتا تھا ان کو اپنی پسندیدہ چیز سے پیدا کیا۔ یعنی طینت جنت سے اور جن کو دشمن رکھتا تھا ان کو اس چیز سے پیدا کیا جو اس کے نزدیک بُری تھی یعنی طینتِ نار سے، پھر بھیجا ان کو سایہ میں، میں نے کہا یہ کیا چیز ہے فرمایا کیا تم نے دھوپ میں اپنا سایہ نہیں دیکھا کہ کچھ ہے بھی اور کچھ نہیں بھی، یعنی وہ روح بلا بدن کے تھی۔ پھر ان میں نبیوں کو مبعوث کیا۔ انھوں نے اقرار باللہ کی طرف لوگوں کو دعوت دی، بعض نے اقرار کرلیا اور بعض نے انکار کیا پھر ان کو بلایا ہماری ولایت کی طرف، بعض نے جو محبت والے تھے اقرار کرلیا اور جو دشمن تھے انھوں نے انکار کردیا اور خدا فرماتا ہے جنھوں نے پہلے تکذیب کی ہے چاہے کہ اب ایمان لائیں امام نے فرمایا تکذیب وہیں ہوئی تھی۔ (۱)

بیان:

قد مضى هذا الحديث بعينه في باب أخذ الميثاق بولايتهم ع من كتاب الحجة و إنما كررناه كما كرره في الكافي لمناسبته التامة بالبابين جميعا و قد سبق ما يصلح لأن يكون شرحا له و بيانا في باب العرش و الكرسي من كتاب التوحيد و سنعيد محصله عن قريب

بیشک یہ حدیث بعینہ کتاب الحجۃ کے باب ''أخذ المیثاق بولایتھم'' میں گزر چکی ہے اور ہم اس کا تکرار کیا ہے جیسا کہ کلینیؒ نے کتاب الکافی میں اس کو مکرر فرمایا ہے کیونکہ یہ حدیث دونوں ابواب کے ساتھ

(۱) علل الشرائع:۱/۱۱۸؛ مختصر البصائر:۵۰۱؛ تفسیر الصافی:۲/۲۲۲؛ تفسیر البرہان:۲/۵۲۶و۳/۴۳؛ بحار الانوار:۵/۲۴۴و۶۴/۹۸؛ تفسیر نور الثقلین:۲/۱۳؛ تفسیر کنز الدقائق:۶/۸۶؛ الفصول المہمہ:۱/۴۲۱؛ تفسیر العیاشی:۲/۱۲۶

https://www.shiabookspdf.com

مناسبت تامہ رکھتی ہےاور پہلے جواس کی شرح کتاب التوحید کے "باب العرش والکرسی" میں بیان ہو چکی ہے جو کفایت کا درجہ رکھتی ہےاور ہم آگے چل کے اس کا ماحصل دوبارہ بیان کریں گے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے۔ [1]

11/1653 الکافی ۲،۱۱/۲/۱ [محمد عن] أحمد عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ سِنَانٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ جُعِلْتُ فِدَاكَ إِنِّي لَأَرَى بَعْضَ أَصْحَابِنَا يَعْتَرِيهِ اَلنَّزَقُ وَ اَلْحِدَّةُ وَ اَلطَّيْشُ فَأَغْتَمُّ لِذَلِكَ غَمّاً شَدِيداً وَ أَرَى مَنْ خَالَفَنَا فَأَرَاهُ حَسَنَ اَلسَّمْتِ قَالَ لاَ تَقُلْ حَسَنَ اَلسَّمْتِ فَإِنَّ اَلسَّمْتَ سَمْتُ اَلطَّرِيقِ وَ لَكِنْ قُلْ حَسَنَ اَلسِّيمَاءِ فَإِنَّ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ يَقُولُ (سِيمٰاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِنْ أَثَرِ اَلسُّجُودِ) قَالَ قُلْتُ فَأَرَاهُ حَسَنَ اَلسِّيمَاءِ وَ لَهُ وَقَارٌ فَأَغْتَمُّ لِذَلِكَ قَالَ لاَ تَغْتَمَّ لِمَا رَأَيْتَ مِنْ نَزَقِ أَصْحَابِكَ وَ لِمَا رَأَيْتَ مِنْ حُسْنِ سِيمَاءِ مَنْ خَالَفَكَ إِنَّ اَللَّهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى لَمَّا أَرَادَ أَنْ يَخْلُقَ آدَمَ خَلَقَ تِلْكَ اَلطِّينَتَيْنِ ثُمَّ فَرَّقَهُمَا فِرْقَتَيْنِ فَقَالَ لِأَصْحَابِ اَلْيَمِينِ كُونُوا خَلْقاً بِإِذْنِي فَكَانُوا خَلْقاً بِمَنْزِلَةِ اَلذَّرِّ يَسْعَى وَ قَالَ لِأَهْلِ اَلشِّمَالِ كُونُوا خَلْقاً بِإِذْنِي فَكَانُوا خَلْقاً بِمَنْزِلَةِ اَلذَّرِّ يَدْرُجُ ثُمَّ رَفَعَ لَهُمْ نَاراً فَقَالَ اُدْخُلُوهَا بِإِذْنِي فَكَانَ أَوَّلَ مَنْ دَخَلَهَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ ثُمَّ اِتَّبَعَهُ (أُولُوا اَلْعَزْمِ مِنَ اَلرُّسُلِ) وَ أَوْصِيَاؤُهُمْ وَ أَتْبَاعُهُمْ ثُمَّ قَالَ لِأَصْحَابِ اَلشِّمَالِ اُدْخُلُوهَا بِإِذْنِي فَقَالُوا رَبَّنَا خَلَقْتَنَا لِتُحْرِقَنَا فَعَصَوْا فَقَالَ لِأَصْحَابِ اَلْيَمِينِ اُخْرُجُوا بِإِذْنِي مِنَ اَلنَّارِ لَمْ تَكْلِمِ اَلنَّارُ مِنْهُمْ كَلْماً وَ لَمْ تُؤَثِّرْ فِيهِمْ أَثَراً فَلَمَّا رَآهُمْ أَصْحَابُ اَلشِّمَالِ قَالُوا رَبَّنَا نَرَى أَصْحَابَنَا قَدْ سَلِمُوا فَأَقِلْنَا وَ مُرْنَا بِالدُّخُولِ قَالَ قَدْ أَقَلْتُكُمْ فَادْخُلُوهَا فَلَمَّا دَنَوْا وَ أَصَابَهُمُ اَلْوَهَجُ رَجَعُوا فَقَالُوا يَا رَبَّنَا لاَ صَبْرَ لَنَا عَلَى اَلاِحْتِرَاقِ فَعَصَوْا فَأَمَرَهُمْ بِالدُّخُولِ ثَلاَثاً كُلَّ ذَلِكَ يَعْصُونَ وَ يَرْجِعُونَ وَ أَمَرَ أُولَئِكَ ثَلاَثاً كُلَّ ذَلِكَ يُطِيعُونَ وَ يَخْرُجُونَ فَقَالَ لَهُمْ كُونُوا طِيناً بِإِذْنِي فَخَلَقَ مِنْهُ آدَمَ قَالَ فَمَنْ كَانَ مِنْ هَؤُلاَءِ لاَ يَكُونُ مِنْ هَؤُلاَءِ وَ مَنْ كَانَ مِنْ هَؤُلاَءِ لاَ يَكُونُ مِنْ هَؤُلاَءِ وَ مَا رَأَيْتَ مِنْ نَزَقِ أَصْحَابِكَ وَ خُلُقِهِمْ فَمِمَّا أَصَابَهُمْ مِنْ لَطْخِ أَصْحَابِ

[1] مراۃ العقول: ۷/ ۳۰

https://www.shiabookspdf.com

اَلشِّمَالِ وَ مَا رَأَيْتَ مِنْ حُسْنِ سِيمَاءِ مَنْ خَالَفَكُمْ وَ وَقَارِهِمْ فَمِمَّا أَصَابَهُمْ مِنْ لَطْخِ أَصْحَابِ الْيَمِينِ۔

عبداللہ بن سنان سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہوں! میں اپنے بعض ساتھیوں کو چڑچڑاپن، سختی اور لاپرواہی میں مبتلا دیکھتا ہوں تو اس سے مجھے شدید رنج ہوتا ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ جو ہمارا مخالف ہے تو میں اسے خوش رو دیکھتا ہوں؟

آپؑ نے فرمایا: خوش راہ نہ کہو کیونکہ خوش راہ تو ہمارا ہی راستہ ہے بلکہ کہو خوش رو کہو کیونکہ اللہ فرماتا ہے۔: "ان کی شناخت ان کے چہروں میں ہے۔(الفتح:۲۹)۔"

میں نے عرض کیا: میں نے اس کو خوش رو دیکھا اور وقار پایا پس میں رنجیدہ ہوا؟

آپؑ نے فرمایا: اپنے اصحاب کی اس حالت سے اور اپنے مخالف کی خوش روئی سے رنجیدہ نہ ہو۔ جب اللہ نے آدم کو پیدا کرنا چاہا تو دو قسم کی مٹی پیدا کی اور اس سے دو گروہ بنائے۔ داہنی طرف والوں سے کہا کہ تم ایک مخلوق بن جاؤ تو وہ ایک ایٹم کی طرح چلنے والی مخلوق ہو گئے اور بائیں طرف والوں سے کہا کہ میرے حکم سے تم ایک مخلوق بن جاؤ تو وہ ایک ایٹم کی حیثیت سے ملتی جلتی مخلوق ہو گئے۔ پھر ان کے لیے آگ بھڑکائی اور فرمایا: میرے حکم سے تم اس میں داخل ہو جاؤ پس سب سے پہلے اس میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم داخل ہوئے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے اولوالعزم رسول اور ان کے اوصیا اور تابعین داخل ہوئے پھر اصحاب شمال سے فرمایا: میرے حکم سے تم بھی داخل ہو جاؤ تو انھوں نے کہا: اے ہمارے پالنے والے! کیا تو نے ہم کو جلانے کے لیے پیدا کیا ہے؟ پس انہوں نے نافرمانی کر لی۔ خدا نے اصحاب یمین سے فرمایا: میرے حکم سے آگ سے باہر نکل آؤ چنانچہ وہ باہر نکلے لیکن آگ نے ان کو کوئی تکلیف نہ دی اور نہ ان پر کوئی اثر چھوڑا۔ جب اصحاب شمال نے انہیں صحیح وسالم دیکھا تو کہنے لگے: پروردگار! ہم اپنے ساتھیوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ صحیح وسالم ہیں پس ہماری نافرمانی سے درگزر کر کے دوبارہ پھر داخلے کا حکم دے۔

اللہ نے فرمایا: اچھا میں نے درگذر کر دی ہے۔ اب داخل ہو جاؤ۔ مگر جب وہ آگ کے قریب گئے تو لپٹ لگی اور لوٹ پڑے اور کہنے لگے: پروردگار! ہم جلنے پر صبر نہیں کر سکتے پس اللہ نے ان کو تین بار داخلہ کا حکم دیا مگر انہوں نے نافرمانی کی اور لوٹتے رہے جبکہ دوسرے سب گروہ نے اطاعت کی اور آگ میں سے نکل آئے۔ تب خدا نے ان سے کہا: تم میرے اذن سے مٹی بن جاؤ کہ میں نے آدم کو اسی مٹی سے پیدا کیا ہے۔

آپؑ نے فرمایا: جو ان میں سے ہے وہ ان میں سے نہیں ہوگا اور ان میں سے ہے وہ ان میں سے نہیں ہوگا اور تم

https://www.shiabookspdf.com

نے جو اپنے اصحاب میں دشمنی اوران کے طرزِ عمل کو دیکھا ہے تو وہ ان کی اصحاب شمال سے مجالست کی وجہ سے ہے اور تم جو اپنے مخالفوں میں خوش روئی اور ان کا وقار دیکھتے ہو تو وہ ان کی اصحاب یمین سے مجالست کی وجہ سے ہے۔ [1]

بیان:

النزق بالنون و الزای و الحدة و الطیش متقاربة المعانی و هی ما یعتری الإنسان عند الغضب من الخفة و ما یتبعها و إنما منعه من إطلاق حسن السمت علی سیما المخالف لأن طریقه لیس بحسن و إن کانت سیماه أی هیئة ظاهرة حسنة و إنما کان أول من دخل تلك النار رسول الله ص لأنه أشد الناس تسلیما و أکثرهم انقیادا لله عز و جل و الکلم الجرح و الوهج التوقد

❂ "النزق" نون اور زآء کے ساتھ، اس کا معنی غصہ ہونا اور طیش میں آنا ہے اور یہ دونوں قریب المعنی ہیں اور اس سے مراد وہ مخفی حالت ہے جو انسان کو غصے کے وقت لاحق ہوتی ہے اور اس طرح وہ جو اس معنی کے تابع ہیں۔ اس کو صرف اختلاف کرنے والے کی ظاہری شکل کو "خیر میں اچھا" کہنے سے روکا گیا تھا کیونکہ اس کا راستہ اچھا نہیں ہے، خواہ اس کا کردار، یعنی اس کا ظاہری حلیہ ہی اچھا ہو، بلکہ اس آگ میں سب سے پہلے داخل ہونے والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔ اللہ تعالیٰ اس پر رحمت نازل فرمائے اور اسے سلامتی عطا فرمائے کیونکہ آپ لوگوں میں سب سے زیادہ فرمانبردار اور خدا تعالیٰ کا سب سے زیادہ اطاعت گزار ہیں جو نرمی سے بات کرتے ہیں اور دہن کی چمک ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مرسل ہے۔ [2]

12/1654 الکافی،۲/۷/۲/۱ الثلاثة عَنِ ابْنِ أُذَیْنَةَ عَنْ زُرَارَةَ: أَنَّ رَجُلاً سَأَلَ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَیْهِ اَلسَّلاَمُ عَنْ قَوْلِ اَللَّهِ جَلَّ وَ عَزَّ: ﴿وَ إِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَ أَشْهَدَهُمْ عَلىٰ أَنْفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قٰالُوا بَلىٰ﴾ إِلَى آخِرِ اَلْآيَةِ فَقَالَ وَ أَبُوهُ يَسْمَعُ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ حَدَّثَنِي أَبِي أَنَّ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ قَبَضَ قَبْضَةً مِنْ تُرَابِ اَلتُّرْبَةِ اَلَّتِي خَلَقَ مِنْهَا آدَمَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَصَبَّ عَلَيْهَا اَلْمَاءَ اَلْعَذْبَ اَلْفُرَاتَ ثُمَّ تَرَكَهَا أَرْبَعِينَ صَبَاحاً ثُمَّ صَبَّ عَلَيْهَا اَلْمَاءَ اَلْمَالِحَ

[1] مختصر البصائر:۱/ ۹۳ ۳؛ بحار الانوار:۶۴/ ۱۲۲؛ مسند الامام الصادق ۵/ ۱۰۶؛ فضائل الشیعہ ابومعاش:۲/ ۲۷۳

[2] مرآۃ العقول:۷/ ۳۳

ٱلْأُجَاجَ فَتَرَكَهَا أَرْبَعِينَ صَبَاحاً فَلَمَّا اِخْتَمَرَتِ ٱلطِّينَةُ أَخَذَهَا فَعَرَكَهَا عَرْكاً شَدِيداً فَخَرَجُوا كَالذَّرِّ مِنْ يَمِينِهِ وَ شِمَالِهِ وَ أَمَرَهُمْ جَمِيعاً أَنْ يَقَعُوا فِي ٱلنَّارِ فَدَخَلَ أَصْحَابُ ٱلْيَمِينِ فَصَارَتْ عَلَيْهِمْ بَرْداً وَ سَلاَماً وَ أَبَى أَصْحَابُ ٱلشِّمَالِ أَنْ يَدْخُلُوهَا ۔

زرارہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے امام محمد باقر علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے قول: ''اور جب تیرے رب نے بنی آدم کی پشتوں سے ان کی اولاد کو نکالا اور ان سے ان کی جانوں پر اقرار کرایا، کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں، انہوں نے کہا: کیوں نہیں۔ آخر آیت تک۔ (الاعراف:۱۷۲)۔'' کے بارے میں پوچھا، جبکہ آپؑ کے والد گرامی علیہ السلام سن رہے تھے، پس آپؑ نے فرمایا: میرے والد نے مجھ سے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک مٹھی بھر مٹی لی جس میں سے آدم کو پیدا کیا۔ پس اس نے اس پر فرات کا میٹھا پانی ڈالا اور اسے چالیس صبح تک چھوڑ دیا۔ پھر اس پر کھارا نمکین پانی ڈالا اور اسے چالیس صبح تک چھوڑ دیا۔ جب مٹی خمیر ہو گئی تو اس نے اسے اٹھایا اور زور سے رگڑا تو وہ اس کے دائیں اور بائیں طرف سے ذرات کی طرح نمودار ہو گئے اور اس نے ان سب کو حکم دیا کہ وہ آگ میں داخل ہو جائیں۔ پس دائیں ہاتھ والے اس میں داخل ہو گئے تو وہ ان کے لیے ٹھنڈی اور پر سکون ہو گئی لیکن بائیں ہاتھ والوں نے داخل ہونے سے انکار کر دیا۔ [1]

بیان:

لعل معنى إشهاد ذرية بني آدم على أنفسهم بالتوحيد استنطاق حقائقهم بالسنة قابليات جواهرها و السن استعدادات ذواتها و تصديقهم به كان بلسان طباع الإمكان قبل نصب الدلائل لهم أو بعد نصب الدلائل و أنه نزل تمكينهم من العلم به و تمكنهم منه بمنزلة الإشهاد و الاعتراف على طريقة التخييل نظير ذلك قوله عز و جل إِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ إِذَا أَرَدْنَاهُ أَنْ نَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ و قوله عز و جل فَقَالَ لَهَا وَ لِلْأَرْضِ ائْتِيَا طَوْعاً أَوْ كَرْهاً قَالَتَا أَتَيْنَا طَائِعِينَ و معلوم أنه لا قول ثمة و إنما هو تمثيل و تصوير للمعنى و يحتمل أن يكون ذلك النطق باللسان الملكوتي الذي به يسبح كل شيء بحمد ربه و ذلك لأنهم مفطورون على التوحيد و قد مضى في باب العرش و الكرسي من أبواب الجزء الأول تمام الكلام في هذا المعنى و قد ورد في الحديث النبوي لا تضربوا أطفالكم على بكائهم فإن بكاءهم أربعة أشهر شهادة أن لا إله إلا الله

[1] تفسیر کنز الدقائق: ۴/۲۸۹؛ علل الشرائع: ۱/۱۱۶؛ بصائر الدرجات: ۱/۱۵؛ تفسیر نور الثقلین: ۱/۷۰۲؛ بحار الانوار: ۵/۲۴۴؛ الاختصاص: ۲۴؛ الفصول المہمہ: ۱/۳۱۸

و أربعة أشهر الصلاة علی النبی و آله ص۔ و أربعة أشهر الدعاء لوالدیه و السر فیه أن الطفل أربعة أشهر لا یعرف سوی الله عز و جل الذی فطر علی معرفته و توحیده فبکاؤه توسل إلیه و التجاء به سبحانه خاصة دون غیره فهو شهادة له بالتوحید و أربعة أخری یعرف أمه من حیث أنها وسیلة لاغتذائه فقط لا من حیث أنها أمه و لهذا یأخذ اللبن من غیرها أیضا فی هذه المدة غالبا فلا یعرف فیها بعد الله إلا من کان وسیلة بین الله و بینه فی ارتزاقه الذی هو مکلف به تکلیفا طبیعیا من حیث کونها وسیلة لا غیر و هذا معنی الرسالة فبکاؤه فی هذه المدة بالحقیقة شهادة بالرسالة و أربعة أخری یعرف أبویه و کونه محتاجا إلیهما فی الرزق فبکاؤه فیهما دعاء لهما بالسلامة و البقاء فی الحقیقة

✪ ہوسکتا ہے کہ ذریت بنی آدم علیہ السلام کا اپنے نفوس پر توحید کی گواہی دینے کا معنی ومطلب یہ ہو کہ ان کی حقیقتوں کا اپنے جواہر کو قبول کرنے والی زبانوں کے ذریعہ بولنا اوران زبانوں کے ذریعہ جوان کی ذات کی صلاحیت رکھتی ہوں اوران کا توحید کی تصدیق اس زبان کے ساتھ کرنا جوان کے دلائل نصب آنے سے پہلے امکان کی طبیعت میں ہو یا دلائل کے نصب آنے کے بعد اور بیشک ان کواس کے علم کی قدرت عطا کی گئی ہواوران کی طاقت و قدرت بمنزلہ گواہی دینے کے ہواور تخیل کے طریقہ پر اعتراف کرنا ہواوراس کی نظیر اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں بیان ہوتی۔

(اِذَاۤ اَرَدۡنٰهُ اَنۡ نَّقُوۡلَ لَهٗ كُنۡ فَيَكُوۡنُ) ''جب ہم اس کا ارادہ کر لیتے ہیں تو بیشک ہمیں اس سے یہی کہنا ہوتا ہے کہ ہو جا نے پس وہ ہو جاتی ہے۔ (سورہ النحل: ۴۰)۔'' اس طرح اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان۔

فَقَالَ لَهَا وَلِلۡاَرۡضِ ائۡتِيَا طَوۡعًا اَوۡ كَرۡهًا ؕ قَالَتَاۤ اَتَيۡنَا طَآئِعِيۡنَ ''پس اس نے اس کواور زمین سے کہا کہ دونوں آ جاؤ خواہ خوشی سے یا کراہت سے ان دونوں نے کہا ہم بخوشی آ گئے۔ (سورہ السجدہ: ۱۱)۔''

معلوم ہوا کہ ہے اس معنی کی تصویر وتمثیل ہے اورایک احتمال یہ بھی پایا گیا ہے کہ اس نطق سے مراد وہ نطق ہے جو اس ملکوتی زبان کے ذریعہ ہوا جس کے ذریعہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح وحمد بیان کرتی ہے اور یہ اس ہے لیے کہ ان فطرتِ توحید پر خلق کہا گیا۔

بیشک اس معنی پر تمام گفتگو پہلے جزو کے ابواب میں سے ''باب العرش والکرسی'' میں گزر چکی ہے۔

بیشک حدیث نبویؐ میں وارد ہوا ہے۔

لاتضربوا اطفالکم علی بکآئهم فان بکآءهم اربعة اشهر شهادة ان لااله الاّ الله واربعة

اشهر الصلاة على النبى وآله صلى الله عليهم واربعة اشهر الدعآء لوالديه۔

اپنے بچوں کو ان کے رونے کی وجہ سے نہ مارو کیونکہ ان کا چار مہینے رونا اس بات کی گواہی میں ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور چار مہینے ان کا رونا حضرات محمدؐ و آل محمدؑ پر درود و سلام بھیجنا ہے اور اللہ تعالیٰ کا ان پر درود و سلام ہو اور چار مہینے تک وہ اپنی والدہ کو پہچانتا ہے اس حیثیت کے ساتھ کہ وہ اس کی غذاء کا وسیلہ ہوتی ہے نہ کہ اس حیثیت کے ساتھ وہ اس کی ماں ہے۔ اس لیے وہ اس مدت میں اپنی والدہ کے علاوہ کسی اور کا دودھ بھی پی لیتا ہے پس وہ اللہ تعالیٰ بعد کسی کو نہیں پہچانتا مگر یہ کہ وہ مان اللہ تعالیٰ اور اس کے درمیان ایک وسیلہ ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ اس کو رزق دیتا ہے اور طبعی طور پر مکلف ہوتا ہے اور یہ رسالت کا معنی ہے۔ پس اس کا اس مدت میں رونا حقیقی طور پر رسالت کی گواہی دیتا ہوں اور آخری چار مہینے میں وہ اپنے والدین کو پہچانتا ہے اس لیے وہ رزق حاصل کرنے میں ان دونوں کا محتاج ہوتا ہے اور اس کا رونا اس اعتبار سے بھی ہوتا ہے کہ وہ ان دونوں کی سلامتی اور بقاء کے لیے دعا کرتا ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند حسن کالصحیح ہے [1] اور میرے نزدیک حدیث صحیح ہے۔ (واللہ اعلم)

13/1655 الكافى، ۱/۱/۱۲/۲ الثلاثة عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ كَيْفَ أَجَابُوا وَهُمْ ذَرٌّ قَالَ جَعَلَ فِيهِمْ مَا إِذَا سَأَلَهُمْ أَجَابُوهُ يَعْنِي فِي الْمِيثَاقِ۔

ابوبصیر سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: لوگوں نے کیسے جواب دیا جبکہ وہ ذرے تھے؟ آپؑ نے فرمایا: اُس (خدا) نے ان میں ایسی قوت پیدا کر دی کہ جب ان سے سوال کیا گیا تو اُنھوں نے جواب دیا یعنی میثاق کے متعلق۔ [2]

بیان:

هذا يؤيد ما شرحنا به الخبر السابق

یہ وہ چیز ہے جس کے ذریعہ حدیث سابق کی شرح کی گئی ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث حسن ہے [3] یا پھر حدیث صحیح ہے [4] اور میرے نزدیک بھی حدیث صحیح ہے (واللہ اعلم)

---

[1] مراۃ العقول: ۷/۱۹

[2] تفسیر کنز الدقائق: ۴/۲۸۹؛ علل الشرائع: ۱/۱۱۶؛ بصائر الدرجات: ۱/۱۵؛ تفسیر نور الثقلین: ۱/۷۰۲؛ بحار الانوار: ۳/۸۷؛ الاختصاص: ۳۲۴؛ الفصول المہمہ: ۱/۳۱۸

[3] مراۃ العقول: ۷/۳۶

[4] اجوبۃ المسائل فی الفکر روحانی: ۲/۲۳۴

14/1656 الکافی، ۱/۳/۷/۲ علی عن أبیه عن البزنطی عَنْ أَبَانٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ اَلْحَلَبِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ لَمَّا أَرَادَ أَنْ يَخْلُقَ آدَمَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أَرْسَلَ اَلْمَاءَ عَلَى اَلطِّينِ ثُمَّ قَبَضَ قَبْضَةً فَعَرَكَهَا ثُمَّ فَرَّقَهَا فِرْقَتَيْنِ بِيَدِهِ ثُمَّ ذَرَأَهُمْ فَإِذَا هُمْ يَدِبُّونَ ثُمَّ رَفَعَ لَهُمْ نَاراً فَأَمَرَ أَهْلَ اَلشِّمَالِ أَنْ يَدْخُلُوهَا فَذَهَبُوا إِلَيْهَا فَهَابُوهَا فَلَمْ يَدْخُلُوهَا ثُمَّ أَمَرَ أَهْلَ اَلْيَمِينِ أَنْ يَدْخُلُوهَا فَذَهَبُوا فَدَخَلُوهَا فَأَمَرَ اَللَّهُ جَلَّ وَ عَزَّ اَلنَّارَ فَكَانَتْ عَلَيْهِمْ بَرْداً وَ سَلاَماً فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ أَهْلُ اَلشِّمَالِ قَالُوا رَبَّنَا أَقِلْنَا فَأَقَالَهُمْ ثُمَّ قَالَ لَهُمُ اُدْخُلُوهَا فَذَهَبُوا فَقَامُوا عَلَيْهَا وَ لَمْ يَدْخُلُوهَا فَأَعَادَهُمْ طِيناً وَ خَلَقَ مِنْهَا آدَمَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَلَنْ يَسْتَطِيعَ هَؤُلاَءِ أَنْ يَكُونُوا مِنْ هَؤُلاَءِ وَ لاَ هَؤُلاَءِ أَنْ يَكُونُوا مِنْ هَؤُلاَءِ قَالَ فَيَرَوْنَ أَنَّ رَسُولَ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ أَوَّلُ مَنْ دَخَلَ تِلْكَ اَلنَّارَ فَذَلِكَ قَوْلُهُ جَلَّ وَ عَزَّ: (قُلْ إِنْ كٰانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ فَأَنَا أَوَّلُ اَلْعٰابِدِينَ).

محمد بن علی حلبی سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب اللہ نے آدم کو پیدا کرنے کا ارادہ کیا تو اس نے مٹی پر پانی بھیجا۔ پھر اس نے ایک مٹھی لے کر اسے گوندھا اور پھر اپنے ہاتھوں سے اسے دو حصوں میں تقسیم کیا، پھر انہیں بکھیر دیا تو وہ حرکت کرنے لگے۔ پھر اس نے ان کے لیے آگ بھڑکائی اور بائیں ہاتھ والوں کو اس میں داخل ہونے کا حکم دیا۔ پس وہ قریب گئے لیکن اس سے ڈر گئے اور اس میں داخل نہ ہوئے۔ پھر دائیں ہاتھ والوں کو آگ میں داخل ہونے کا حکم دیا۔ پس وہ گئے اور اس میں داخل ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ وہ ان کے لیے ٹھنڈی اور پرامن ہو جائے۔ جب بائیں ہاتھ والوں نے دیکھا تو کہنے لگے: اے ہمارے رب! ہمیں معاف کر دے۔ چنانچہ اس نے انہیں معاف کر دیا اور ان سے کہا: آگ میں داخل ہو جاؤ۔ وہ گئے اور کھڑے ہو گئے لیکن اس میں داخل نہ ہوئے۔ پھر اس نے انہیں مٹی میں بدل دیا اور اس سے آدم کو پیدا کیا۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے مزید فرمایا: یہ استطاعت نہیں رکھتے کہ کبھی وہ بن جائیں اور وہ استطاعت نہیں رکھتے کہ کبھی یہ بن جائیں۔

پھر فرمایا: انہوں نے دیکھا تھا کہ اس آگ میں داخل ہونے والے اول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے: ”(اے حبیبؐ) کہہ دیجیے کہ اگر رحمٰن کا کوئی بیٹا ہوتا تو میں سب سے پہلے عبادت کرنے والا

ہوتا۔(الزخرف:۸۱)۔"[1]

بیان:

فأعادهم طينا و خلق منها آدم عبر عن إظهاره إياهم في عالم الخلق مفصلة متفرقة مبسوطة متدرجة بالإعادة لأن هذا الوجود مباين لذلك متعقب له

"فاعادھم طینا وخلق فھا آدم" پس اس نے ان کو مٹی کی طرف لوٹا دیا اور اس سے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا۔ اس سے مراد دنیائے تخلیق میں ان کے ظاہر ہونے کو ایک مفصل، علیحدہ، چپٹی، تدریجی تکرار کے طور پر ظاہر کیا کیونکہ یہ وجود اس کے بعد آنے والے وجود سے الگ ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند حسن موثق کالصحیح ہے[2] اور میرے نزدیک حدیث صحیح ہے۔(واللہ اعلم)۔

15/1657 الكافي، ۱/۱/۸/۲ محمد عن أحمد عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَلْحَكَمِ عَنْ دَاوُدَ اَلْعِجْلِيِّ عَنْ زُرَارَةَ عَنْ حُمْرَانَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ اَللَّهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى حَيْثُ خَلَقَ اَلْخَلْقَ خَلَقَ مَاءً عَذْباً وَ مَاءً مَالِحاً أُجَاجاً فَامْتَزَجَ اَلْمَاءَانِ فَأَخَذَ طِيناً مِنْ أَدِيمِ اَلْأَرْضِ فَعَرَكَهُ عَرْكاً شَدِيداً فَقَالَ لِأَصْحَابِ اَلْيَمِينِ وَ هُمْ كَالذَّرِّ يَدِبُّونَ إِلَى اَلْجَنَّةِ بِسَلاَمٍ وَ قَالَ لِأَصْحَابِ اَلشِّمَالِ إِلَى اَلنَّارِ وَ لاَ أُبَالِي ثُمَّ قَالَ (أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قٰالُوا بَلىٰ شَهِدْنٰا أَنْ تَقُولُوا يَوْمَ اَلْقِيٰامَةِ إِنّٰا كُنّٰا عَنْ هٰذٰا غٰافِلِينَ) ثُمَّ أَخَذَ اَلْمِيثَاقَ عَلَى اَلنَّبِيِّينَ فَقَالَ (أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ) وَ أَنَّ هَذَا مُحَمَّدٌ رَسُولِي وَ أَنَّ هَذَا عَلِيٌّ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ (قٰالُوا بَلىٰ) فَثَبَتَتْ لَهُمُ اَلنُّبُوَّةُ وَ أَخَذَ اَلْمِيثَاقَ عَلَى أُولِي اَلْعَزْمِ أَنَّنِي رَبُّكُمْ وَ مُحَمَّدٌ رَسُولِي وَ عَلِيٌّ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ وَ أَوْصِيَاؤُهُ مِنْ بَعْدِهِ وُلاَةُ أَمْرِي وَ خُزَّانُ عِلْمِي عَلَيْهِمُ اَلسَّلاَمُ وَ أَنَّ اَلْمَهْدِيَّ أَنْتَصِرُ بِهِ لِدِينِي وَ أُظْهِرُ بِهِ دَوْلَتِي وَ أَنْتَقِمُ بِهِ مِنْ أَعْدَائِي وَ أُعْبَدُ بِهِ طَوْعاً وَ كَرْهاً قَالُوا أَقْرَرْنَا يَا رَبِّ وَ شَهِدْنَا وَ لَمْ يَجْحَدْ آدَمُ وَ لَمْ يُقِرَّ فَثَبَتَتِ اَلْعَزِيمَةُ لِهَؤُلاَءِ اَلْخَمْسَةِ فِي اَلْمَهْدِيِّ وَ لَمْ يَكُنْ لِآدَمَ عَزْمٌ عَلَى اَلْإِقْرَارِ بِهِ وَ هُوَ قَوْلُهُ عَزَّ وَ جَلَّ: (وَ لَقَدْ عَهِدْنٰا إِلىٰ آدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ وَ لَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْماً) قَالَ إِنَّمَا هُوَ فَتَرَكَ ثُمَّ أَمَرَ نَاراً فَأُجِّجَتْ فَقَالَ لِأَصْحَابِ اَلشِّمَالِ اُدْخُلُوهَا فَهَابُوهَا وَ قَالَ لِأَصْحَابِ

---

[1] مختصر البصائر: ۸۳ ۳؛ تفسیر البرہان: ۴/ ۸۸۵؛ بحار الانوار: ۶۴/ ۹۷؛ تفسیر نور الثقلین: ۴/ ۶۱۶؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۲/ ۱۰۴

[2] مراۃ العقول: ۷/ ۲

https://www.shiabookspdf.com

اَلْيَمِينِ اُدْخُلُوهَا فَدَخَلُوهَا فَكَانَتْ عَلَيْهِمْ بَرْداً وَ سَلاَماً فَقَالَ أَصْحَابُ اَلشِّمَالِ يَا رَبِّ أَقِلْنَا فَقَالَ قَدْ

حمران سے روایت ہے کہ امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق (انسان) کو خلق کرنے کا ارادہ کیا تو اس نے ایک ٹھنڈا میٹھا اور دوسرا نمکین کھارا پانی خلق کیا اور پھر ان دونوں کو آپس میں ملا دیا اور پھر زمین کی سطح سے مٹی کو اُٹھایا اور اسے شدید گوندھا۔ پس اس نے دائیں جانب والوں سے فرمایا جبکہ وہ ذروں کی مانند زمین پر چل رہے تھے کہ وہ سلامتی کے ساتھ جنّت کی طرف چلے جاو اور بائیں جانب والوں کو جہنم میں جانے کا کہا کہ مجھے کوئی پروا نہیں ہے۔ پھر فرمایا: ''کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں، انہوں نے کہا ہاں، ہم اقرار کرتے ہیں، (یوں نہ ہو کہ) کہیں قیامت کے دن کہنے لگو کہ ہمیں تو اس کی خبر نہ تھی۔ (الاعراف:۱۷۲)۔'' اور پھر اس نے تمام انبیاء پر میثاق کو پیش کیا اور فرمایا: کیا میں تمھارا ربّ نہیں ہوں اور یہ محمد (ص) میرا رسول نہیں ہے؟ اور یہ علی امیر المومنین ہیں؟

سب نے جواب دیا: کیوں نہیں۔

پس اس کی وجہ سے ان کو نبوت عطا کی گئی اور اس کے بعد اولوالعزم رسولوں پر یہ میثاق پیش کیا گیا کہ میں تمہارا ربّ ہوں اور یہ محمد (ص) میرا رسول ہے اور علی امیر المومنین ہیں اور ان کے بعد ان کے اوصیاء میرے امر کے والی ہوں گے اور میرے علم کے خزانہ دار ہوں گے، ان سب پر سلام۔ ہو، ان میں سے مہدی کے ذریعے میں اپنے دین کی مدد کروں گا، اس کے ذریعے میں اپنی حکومت کو قائم کروں گا اور اس کے ذریعے میں اپنے دشمنوں سے انتقام لوں گا اور اس کے ذریعے سے ہی میری طوعاً و کرھاً عبادت ہوگی۔

سب نے عرض کیا: اے ہمارے خدایا! ہم اس کا اقرار کرتے ہیں اور ہم اس پر گواہ بھی ہیں لیکن حضرت آدم نے اس کا نہ انکار کیا اور نہ اقرار۔ پس اسی وجہ سے ان پانچ کا عزم مہدی علیہ السلام میں پختہ رہا اور آدم علیہ السلام کے پاس اس کے اقرار کرنے کا کوئی عزم نہیں تھا اور اسی بارے اللہ کا یہ قول ہے: ''اور ہم نے اس سے پہلے آدم سے بھی عہد لیا تھا پھر وہ بھول گیا اور ہم نے اس میں پختگی نہ پائی۔ (طٰہٰ:۱۱۵)۔''

آپؑ نے فرمایا: یہ وہی تھے کہ انہوں نے اس کو چھوڑ دیا۔ پھر اللہ نے آگ کو حکم دیا پس وہ بھڑک اٹھی اور اللہ نے بائیں جانب والوں کو کہا کہ تم اس میں داخل ہو جاو۔ پس وہ ڈر گئے اور وہ داخل نہ ہوئے اور پھر اللہ تعالیٰ نے دائیں جانب کو حکم دیا کہ تم آگ میں داخل ہو جاو تو وہ سب آگ میں داخل ہو گئے اور آگ ان پر ٹھنڈی اور سلامتی والی ہوگئی۔ پس بائیں جانب والوں نے عرض کیا: اے خدایا! تو ہماری خطا معاف کردے۔

https://www.shiabookspdf.com

پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں نے تمہاری خطا کو معاف کر دیا، لہٰذا اب داخل ہو جاؤ۔ مگر وہ پھر ڈر گئے۔ پس اس دن سے اطاعت، ولایت اور نافرمانی ثبت ہو گئی۔ [1]

بیان:

أَنْ تَقُولُوا يَوْمَ الْقِيامَةِ يعني فعل ذلك كراهة أن تقولوا و أريد بأولي العزم نوح و إبراهيم و موسى و عيسى و نبينا محمد ص و لما كانوا معهودين معلومين جاز أن يشار إليهم بهؤلاء الخمسة مع عدم ذكرهم مفصلا و إنما زاد في أخذ الميثاق على من زاد في رتبته و شرفه لأن التكليف إنما يكون بقدر الفهم و الاستعداد فكلما زادا زاد و إنما يعرف مراتب الوجود من له حظ منها و بقدر حظه منها و أما آدم فلما لم يعزم على الإقرار بالمهدي لم يعد من أولي العزم و إن عزم على الإقرار بغيره من الأوصياء إنما هو فترك يعني معنى فنسي هاهنا ليس إلا فترك و لعل السر في عدم عزم آدم على الإقرار بالمهدي استبعاده أن يكون لهذا النوع الإنساني اتفاق على أمر واحد

''ان تعولوا یوم القیامة'' کہ وہ قیمت والے دن کہیں گے۔ یعنی ایسا کرنا تمھارے لیے ناپسند ہے اور میری مراد اولوالعزم سے حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جب ان سے عہد لیا گیا اور ان کو علم دیا گیا تو ان کی طرف ان پانچ شخصیات کا اشارہ کیا گیا بغیر ان کا تفصیلی ذکر کرنے کے۔ بیشک میثاق میں زیادتی اس پر جس کا رتبہ اور شرف زیادہ ہے۔ کیونکہ فرض صرف فہم اور تیاری پر مبنی ہے اس لیے وہ جتنی زیادہ ہیں اتنی ہی زیادہ ہیں اور وجود کے درجات صرف وہی جانتے ہیں جن کا ان میں سے حصہ ہے اور ان میں سے ان کے حصے کی حد تک۔

جب اس نے امام مہدی عج کو تسلیم کرنے کا تہیہ نہیں کیا تھا تو وہ پہلے عزم کرنے والوں میں شامل نہیں تھا چاہے اس نے ولیوں کے علاوہ کسی اور کو تسلیم کرنے کا عزم کیا ہو۔

''إنما هو فترك'' یعنی وہ یہاں بھول گیا اس کے علاوہ کچھ نہیں چھوڑا اور شاید حضرت آدم علیہ السلام کے مہدی کو تسلیم کرنے کے عزم کی کمی کا راز اس کا اخراج تھا کہ اس انسانی قسم کا ایک معاملے پر اتفاق تھا۔

---

[1] بصائر الدرجات: ۷۰؛ مختصر البصائر: ۳۰۳؛ المختصر: ۲۱۰؛ تفسیر البرہان: ۲/ ۶۰۷؛ مدینۃ المعاجز: ۱/ ۵۷؛ بحار الانوار: ۲۶/ ۲۷۹ و ۶۴/ ۱۱۳؛ تفسیر نور الثقلین: ۲/ ۹۴ و ۳/ ۴۰۰؛ تفسیر کنز الدقائق: ۵/ ۲۳۱ و ۸/ ۳۶۱

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے [1] یا پھر حدیث کی سند مجہول ہے۔ [2]

16/1658 الكافی،١/٢/٨/٢ محمد عن أحمد و علی عن أبيه و السراد عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ عَنْ حَبِيبٍ السِّجِسْتَانِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: إِنَّ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ لَمَّا أَخْرَجَ ذُرِّيَّةَ آدَمَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ مِنْ ظَهْرِهِ لِيَأْخُذَ عَلَيْهِمُ اَلْمِيثَاقَ بِالرُّبُوبِيَّةِ لَهُ وَ بِالنُّبُوَّةِ لِكُلِّ نَبِيٍّ فَكَانَ أَوَّلَ مَنْ أَخَذَ لَهُ عَلَيْهِمُ اَلْمِيثَاقَ بِنُبُوَّتِهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ ثُمَّ قَالَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ لِآدَمَ اُنْظُرْ مَا ذَا تَرَى قَالَ فَنَظَرَ آدَمُ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ إِلَى ذُرِّيَّتِهِ وَ هُمْ ذَرٌّ قَدْ مَلَئُوا اَلسَّمَاءَ قَالَ آدَمُ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَا رَبِّ مَا أَكْثَرَ ذُرِّيَّتِي وَ لِأَمْرٍ مَا خَلَقْتَهُمْ فَمَا تُرِيدُ مِنْهُمْ بِأَخْذِكَ اَلْمِيثَاقَ عَلَيْهِمْ قَالَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ (يَعْبُدُونَنِي لاَ يُشْرِكُونَ بِي شَيْئاً) وَ يُؤْمِنُونَ بِرُسُلِي وَ يَتَّبِعُونَهُمْ قَالَ آدَمُ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَا رَبِّ فَمَا لِي أَرَى بَعْضَ اَلذَّرِّ أَعْظَمَ مِنْ بَعْضٍ وَ بَعْضَهُمْ لَهُ نُورٌ كَثِيرٌ وَ بَعْضَهُمْ لَهُ نُورٌ قَلِيلٌ وَ بَعْضَهُمْ لَيْسَ لَهُ نُورٌ فَقَالَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ كَذَلِكَ خَلَقْتُهُمْ لِأَبْلُوَهُمْ فِي كُلِّ حَالاَتِهِمْ قَالَ آدَمُ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَا رَبِّ فَتَأْذَنُ لِي فِي اَلْكَلاَمِ فَأَتَكَلَّمَ قَالَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ تَكَلَّمْ فَإِنَّ رُوحَكَ مِنْ رُوحِي وَ طَبِيعَتَكَ [مِنْ] خِلاَفِ كَيْنُونَتِي قَالَ آدَمُ يَا رَبِّ فَلَوْ كُنْتَ خَلَقْتَهُمْ عَلَى مِثَالٍ وَاحِدٍ وَ قَدْرٍ وَاحِدٍ وَ طَبِيعَةٍ وَاحِدَةٍ وَ جِبِلَّةٍ وَاحِدَةٍ وَ أَلْوَانٍ وَاحِدَةٍ وَ أَعْمَارٍ وَاحِدَةٍ وَ أَرْزَاقٍ سَوَاءٍ لَمْ يَبْغِ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ وَ لَمْ يَكُنْ بَيْنَهُمْ تَحَاسُدٌ وَ لاَ تَبَاغُضٌ وَ لاَ اِخْتِلاَفٌ فِي شَيْءٍ مِنَ اَلْأَشْيَاءِ قَالَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ يَا آدَمُ بِرُوحِي نَطَقْتَ وَ بِضَعْفِ طَبِيعَتِكَ تَكَلَّفْتَ مَا لاَ عِلْمَ لَكَ بِهِ وَ أَنَا اَلْخَالِقُ اَلْعَالِمُ بِعِلْمِي خَالَفْتُ بَيْنَ خَلْقِهِمْ وَ بِمَشِيئَتِي يَمْضِي فِيهِمْ أَمْرِي وَ إِلَى تَدْبِيرِي وَ تَقْدِيرِي صَائِرُونَ لاَ تَبْدِيلَ لِخَلْقِي إِنَّمَا خَلَقْتُ اَلْجِنَّ وَ اَلْإِنْسَ (لِيَعْبُدُونِ) وَ خَلَقْتُ اَلْجَنَّةَ لِمَنْ أَطَاعَنِي وَ عَبَدَنِي مِنْهُمْ وَ اِتَّبَعَ رُسُلِي وَ لاَ أُبَالِي وَ خَلَقْتُ اَلنَّارَ لِمَنْ كَفَرَ بِي وَ عَصَانِي وَ لَمْ يَتَّبِعْ رُسُلِي وَ لاَ أُبَالِي وَ خَلَقْتُكَ وَ خَلَقْتُ ذُرِّيَّتَكَ مِنْ غَيْرِ فَاقَةٍ بِي إِلَيْكَ وَ إِلَيْهِمْ وَ إِنَّمَا خَلَقْتُكَ وَ خَلَقْتُهُمْ لِأَبْلُوَكَ وَ

---

[1] البراهين الواضحہ: ٢/ ٩٥

[2] مرآۃ العقول: ٧/ ٢٢

https://www.shiabookspdf.com

أَبْلُوَهُمْ ﴿أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلاً﴾ فِي دَارِ الدُّنْيَا فِي حَيَاتِكُمْ وَ قَبْلَ مَمَاتِكُمْ فَلِذَلِكَ خَلَقْتُ الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةَ وَ الْحَيَاةَ وَ الْمَوْتَ وَ الطَّاعَةَ وَ الْمَعْصِيَةَ وَ الْجَنَّةَ وَ النَّارَ وَ كَذَلِكَ أَرَدْتُ فِي تَقْدِيرِي وَ تَدْبِيرِي وَ بِعِلْمِيَ النَّافِذِ فِيهِمْ خَالَفْتُ بَيْنَ صُوَرِهِمْ وَ أَجْسَامِهِمْ وَ أَلْوَانِهِمْ وَ أَعْمَارِهِمْ وَ أَرْزَاقِهِمْ وَ طَاعَتِهِمْ وَ مَعْصِيَتِهِمْ فَجَعَلْتُ مِنْهُمُ الشَّقِيَّ وَ السَّعِيدَ وَ الْبَصِيرَ وَ الْأَعْمَى وَ الْقَصِيرَ وَ الطَّوِيلَ وَ الْجَمِيلَ وَ الدَّمِيمَ وَ الْعَالِمَ وَ الْجَاهِلَ وَ الْغَنِيَّ وَ الْفَقِيرَ وَ الْمُطِيعَ وَ الْعَاصِيَ وَ الصَّحِيحَ وَ السَّقِيمَ وَ مَنْ بِهِ الزَّمَانَةُ وَ مَنْ لَا عَاهَةَ بِهِ فَيَنْظُرُ الصَّحِيحُ إِلَى الَّذِي بِهِ الْعَاهَةُ فَيَحْمَدُنِي عَلَى عَافِيَتِهِ وَ يَنْظُرُ الَّذِي بِهِ الْعَاهَةُ إِلَى الصَّحِيحِ فَيَدْعُونِي وَ يَسْأَلُنِي أَنْ أُعَافِيَهُ وَ يَصْبِرُ عَلَى بَلَائِي فَأُثِيبُهُ جَزِيلَ عَطَائِي وَ يَنْظُرُ الْغَنِيُّ إِلَى الْفَقِيرِ فَيَحْمَدُنِي وَ يَشْكُرُنِي وَ يَنْظُرُ الْفَقِيرُ إِلَى الْغَنِيِّ فَيَدْعُونِي وَ يَسْأَلُنِي وَ يَنْظُرُ الْمُؤْمِنُ إِلَى الْكَافِرِ فَيَحْمَدُنِي عَلَى مَا هَدَيْتُهُ فَلِذَلِكَ خَلَقْتُهُمْ لِأَبْلُوَهُمْ فِي السَّرَّاءِ وَ الضَّرَّاءِ وَ فِيمَا أُعَافِيهِمْ وَ فِيمَا أَبْتَلِيهِمْ وَ فِيمَا أُعْطِيهِمْ وَ فِيمَا أَمْنَعُهُمْ وَ أَنَا اللَّهُ الْمَلِكُ الْقَادِرُ وَ لِي أَنْ أُمْضِيَ جَمِيعَ مَا قَدَّرْتُ عَلَى مَا دَبَّرْتُ وَ لِي أَنْ أُغَيِّرَ مِنْ ذَلِكَ مَا شِئْتُ إِلَى مَا شِئْتُ وَ أُقَدِّمَ مِنْ ذَلِكَ مَا أَخَّرْتُ وَ أُؤَخِّرَ مِنْ ذَلِكَ مَا قَدَّمْتُ وَ أَنَا اللَّهُ الْفَعَّالُ لِمَا أُرِيدُ لَا أُسْأَلُ عَمَّا أَفْعَلُ وَ أَنَا أَسْأَلُ خَلْقِي عَمَّا هُمْ فَاعِلُونَ.

حبیب بجستانی سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا، آپؑ فرماتے تھے: اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی صلب سے آدم علیہ السلام کی تمام ذریات کو نکالا تا کہ ان سے اپنی ربوبیت اور ہر نبی کی نبوت کے اقرار کا عہد و میثاق لے اور ان سب سے پہلے جس میثاق کا عہد لیا گیا وہ حضرت محمد بن عبداللہؐ کی نبوت کا تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے فرمایا: ذرا دیکھو کہ تمہیں کیا نظر آتا ہے؟

آدم علیہ السلام نے نظر اٹھا کر دیکھا تو وہ ذرات کی شکل کے اندر آسمان کے اندر بھرے ہوئے تھے۔ آدم علیہ السلام نے عرض کیا: پروردگار! میری ذریت کتنی زیادہ ہے۔ تو نے انہیں کس لیے پیدا کیا اور تو ان سے یہ عہد و میثاق کس بات کا لے رہا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اس بات کا کہ یہ صرف میری ہی عبادت کریں گے اور عبادت میں میری ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے اور میرے رسولوں پر ایمان لائیں گے اور ان کی اتباع کریں گے۔

آدم علیہ السلام نے عرض کیا: پروردگار! یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں کہ ان میں سے بعض ذرے بعض سے بڑے ہیں اور بعض میں چمک زیادہ ہے اور بعض میں چمک کم ہے اور بعض میں تو چمک بالکل ہی نہیں ہے؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں نے ان کو اس لیے پیدا کیا ہے تا کہ تمام حالت میں ان کا امتحان لوں۔

آدم علیہ السلام نے عرض کیا: پروردگار! کیا مجھے اجازت ہے کہ میں اس سلسلے میں کچھ بات کروں؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہاں ہاں، بات کرو۔ تمہاری روح تو میری ہی پیدا کردہ روح ہے مگر تمہاری فطرت میری کنونیت کے خلاف ہے۔

آدم علیہ السلام نے عرض کیا: اے پروردگار! کاش، تو ان سب کو ایک طرح کا، ایک پیمانہ کا، ایک طبیعت کا، ایک سرشت کا اور ایک رنگ کا پیدا کرتا۔ انہیں ایک ہی مقدار میں عمر اور ایک ہی مقدار میں رزق دیتا تا کہ کوئی ایک دوسرے سے برسر پیکار نہ ہوتا اور نہ ہی ایک دوسرے سے بغض وحسد رکھتا اور کسی چیز پر آپس میں اختلاف نہ ہوتا۔

اللہ جل جلالہ نے فرمایا: اگرچہ تم میری روح کی وجہ سے گویا ہوئے مگر اپنی ضعف فطرت کی وجہ سے وہ کچھ کہہ گئے جس کا تمہیں علم نہیں۔ سنو! میں خالق عالم و دانا ہوں۔ میں نے اپنے علم کی بناء پر ان کی خلقت میں فرق و اختلاف رکھا، میری مشیت سے ان پر میرا حکم چلے گا اور میری ہی تدبیر و تقدیر پر یہ لوگ گزران کرتے رہیں گے اور میری خلقت میں کوئی تبدیلی نہیں آئے گی۔ میں نے جن و انس کو اس لیے پیدا کیا کہ وہ میری عبادت کریں اور جنت کو ان لوگوں کے لیے پیدا کیا جو ان میں سے میری عبادت اور میری اطاعت کریں گے اور میرے رسولوں کی اتباع کریں گے اور میں کسی کی پرواہ نہیں کرتا۔ میں نے تمہیں اور تمہاری ذریت کو اس لئے پیدا نہیں کیا کہ مجھے اس کی ضرورت تھی بلکہ تمہیں اور ان لوگوں کو میں نے اس لئے پیدا کیا کہ تمہیں بھی آزماؤں اور ان لوگوں کو بھی آزماؤں کہ دارِ دنیا میں دورانِ حیات اور قبلِ ممات میں سے تم میں سے کون ہے جو از روئے عمل بہتر ہے اور اسی بناء پر میں نے دنیا، آخرت، حیات، موت، اطاعت، معصیت، جنت اور جہنم کو پیدا کیا۔ اس طرح اپنی تقدیر اور اپنی تدبیر میں اور میرا وہ علم جو ان لوگوں پر نافذ ہے اس میں، میں نے ارادہ کرلیا ہے کہ ان کی صورتوں کو، ان کے اجسام کو، ان کے رنگ کو، ان کی عمروں کو، ان کی روزی کو، ان کی اطاعت کو اور ان کی معصیت کو ایک دوسرے سے مختلف رکھوں گا لہٰذا ان میں کسی کو سعید، کسی کو شقی، کسی کو بینا، کسی کو نابینا، کسی کو پست قد، کسی کو دراز قد، کسی کو خوبصورت، کسی کو بدصورت، کس کو عالم، کسی کو جاہل، کسی کو دولت مند، کسی کو فقیر، کسی کو فرمانبردار، کسی کو نافرمان، کسی کو صحتمند، کسی کو مریض، کسی کو مرض کے ساتھ اور کسی کو بغیر تکلیف کے قرار دیا۔ اس

لئے کہ جب کوئی تندرست کسی مریض کو دیکھے تو اپنی صحت وعافیت پر میرا شکرادا کرے اور جب کوئی مریض صحتمند کو دیکھے تو مجھ سے دعا کرے کہ میں نے اسے صحت دوں اور میری آزمائش پر صبر کرے تو میں اسے اجر خیر عطا کر دوں اور اگر کوئی دولت مند کسی فقیر کو دیکھے تو میری حمد کرے اور میرا شکرادا کرے اور اگر کوئی فقیر کسی دولتمند کو دیکھے تو مجھ سے دعا کرے اور مجھ سے سوال کرے اور اگر کوئی مومن کسی کافر کو دیکھے تو اس بات پر میری حمد کرے کہ میں نے اسے ہدایت دی۔

میں نے انہیں اس لئے پیدا کیا کہ انہیں آزماوں خوش حالی وبدحالی میں، صحت مندی و بیماری میں اور کسی کو عطا کر کے اور کسی کو منع کر کے اور میں اللہ ہوں اور میں مالک ہوں، میں قادر ہوں، مجھے اختیار ہے کہ میں اپنی تمام تدبیر و تقدیر کو جاری کروں اور جو چاہوں تبدیلی کر دوں، چاہوں تو جس چیز کو موخر کیا ہے مقدم کر دوں اور جس چیز کو مقدم کیا ہے موخر کر دوں۔ میں اللہ ہوں جو چاہوں کر گزروں، مجھ سے پوچھنے والا کوئی نہیں۔ ہاں میں اپنے بندوں سے ان اعمال کی باز پرس کروں گا۔ ①

بیان:

إنما ملئوا السماء لأن الملكوت إنما هو في باطن السماء و قد ملئوه و كانوا يومئذ ملكوتيين و السر في تفاوت الخلائق في الخيرات و الشرور و اختلافهم في السعادة و الشقاوة اختلاف استعداداتهم و تنوع حقائقهم لتباين المواد السفلية في اللطافة و الكثافة و اختلاف أمزجتهم في القرب و البعد من الاعتدال الحقيقي و اختلاف الأرواح التي بإزائها في الصفاء و الكدورة و القوة و الضعف و ترتب درجاتهم في القرب من الله سبحانه و البعد عنه كما أشير إليه في الحديث الناس معادن كمعادن الذهب و الفضة خيارهم في الجاهلية خيارهم في الإسلام و أما سر هذا السر أعني سر اختلاف الاستعدادات و تنوع الحقائق فهو تقابل صفات الله تعالى و أسمائه الحسنى التي هي من أوصاف الكمال و نعوت الجلال و ضرورة تباين مظاهرها التي بها يظهر أثر تلك الأسماء فكل من الأسماء يوجب تعلق إرادته سبحانه و قدرته إلى إيجاد مخلوق يدل عليه من حيث اتصافه بتلك الصفة فلا بد من إيجاد المخلوقات كلها على اختلافها و تباين أنواعها لتكون مظاهر لأسمائه الحسنى جميعا و مجالي لصفاته العليا قاطبة كما أشير إلى لمعة منه في هذا الحديث و تمام الكلام في هذا المقام قد مضى في كتاب التوحيد و

① علل الشرائع: ۱/ ۱۰؛ الاختصاص: ۳۳۲؛ مختصر البصائر: ۳۲۹؛ کلیات حدیث قدسی: ۱۳؛ تفسیر البرہان: ۵/ ۱۷۲؛ بحار الانوار: ۵/ ۲۲۶ و ۶۴/ ۱۱۶

https://www.shiabookspdf.com

قد اطلعت على حديث مبسوط في الطينات و بدؤ الخلائق جامع لأكثر مقاصدهما تأبى نفسي إلا إيراده في هذا المقام لتضمنه فوائد جمة و لإيضاحه لبعض مهمات هذا الباب و هو ما رواه بعض مشايخنا رحمهم الله عن أحمد بن محمد الكوفي رضي الله عنه عن حنان بن سدير عن أبيه سدير الصيرفي عن أبي إسحاق الليثي قال قلت للإمام الباقر محمد بن علي ع يا ابن رسول الله أخبرني عن المؤمن من شيعة أمير المؤمنين ص إذا بلغ و كمل في المعرفة هل يزني قال ع لا قلت فيلوط قال لا قلت فيسرق قال لا قلت فيشرب خمرا قال لا قلت فيذنب ذنبا قال لا۔ قال الراوي فتحيرت من ذلك و كثر تعجبي منه قلت يا ابن رسول الله إني أجد من شيعة أمير المؤمنين ع و من مواليكم من يشرب الخمر و يأكل الربا و يزني و يلوط و يتهاون بالصلاة و الزكاة و الصوم و الحج و الجهاد و أبواب البر۔ حتى أن أخاه المؤمن يأتيه في حاجة يسيرة فلا يقضيها له فكيف هذا يا ابن رسول الله و من أي شيء هذا قال فتبسم الإمام ع و قال يا أبا إسحاق هل عندك شيء غير ما ذكرت قلت نعم يا ابن رسول الله و إني أجد الناصب الذي لا أشك في كفره يتورع عن هذه الأشياء لا يستحل الخمر و لا يستحل درهما لمسلم و لا يتهاون بالصلاة و الزكاة و الصيام و الحج و الجهاد و يقوم بحوائج المؤمنين و المسلمين لله و في الله تعالى فكيف هذا و لم هذا۔ فقال ع يا إبراهيم لهذا أمر باطن و هو سر مكنون و باب مغلق مخزون و قد خفي عليك و على كثير من أمثالك و أصحابك و إن الله عز و جل لم يأذن أن يخرج سره و غيبه إلا إلى من يحتمله و هو أهله قلت يا ابن رسول الله إني و الله لمحتمل من أسراركم و لست بمعاند و لا بناصب فقال ع يا إبراهيم نعم أنت كذلك و لكن علمنا صعب مستصعب لا يحتمله إلا ملك مقرب أو نبي مرسل أو مؤمن امتحن الله قلبه للإيمان و أن التقية من ديننا و دين آبائنا و من لا تقية له فلا دين له يا إبراهيم لو قلت إن تارك التقية كتارك الصلاة۔ لكنت صادقا يا إبراهيم إن من حديثنا و سرنا و باطن علمنا ما لا يحتمله ملك مقرب و لا نبي مرسل و لا مؤمن ممتحن۔ قلت يا سيدي و مولاي فمن يحتمله إذا قال من شاء الله و شئنا ألا من أذاع سرنا إلا إلى أهله فليس منا ثلاثا ألا من أذاع سرنا أذاقه الله حر الحديد ثم قال يا إبراهيم خذ ما سألتني علما باطنا مخزونا في علم الله تعالى الذي حبا الله جل جلاله به رسوله ص وحبا به رسوله وصية أمير المؤمنين ص ثم قرأ ع هذه الآية عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَداً إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ ويحك يا إبراهيم إنك قد سألتني عن المؤمنين۔ من شيعة مولانا أمير المؤمنين علي بن أبي

https://www.shiabookspdf.com

طالب ع و عن زهاد الناصبة و عبادهم من هاهنا۔ قال الله عز و جل وَ قَدِمْنا إِلى ما عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْناهُ هَباءً مَنْثُوراً و من هاهنا قال الله عز و جل عامِلَةٌ ناصِبَةٌ تَصْلى ناراً حامِيَةً تُسْقى مِنْ عَيْنٍ آنِيَةٍ و هذا الناصب قد جبل على بغضنا و رد فضلنا و يبطل خلافة أبينا أمير المؤمنين ص و يثبت خلافة معاوية و بنى أمية و يزعم أنهم خلفاء الله فى أرضه۔ و يزعم أن من خرج عليهم وجب عليه القتل و يروى فى ذلك كذبا و زورا۔ و يروى أن الصلاة جائزة خلف من غلب و إن كان خارجيا ظالما و يروى أن الإمام الحسين بن على ص كان خارجيا خرج على يزيد بن معاوية عليهما اللعنة و يزعم أنه يجب على كل مسلم أن يدفع زكاة ماله إلى السلطان و إن كان ظالما۔ يا إبراهيم هذا كله رد على الله عز و جل و على رسوله ص۔ سبحان الله قد افتروا على الله الكذب و تقولوا على رسول الله ص الباطل و خالفوا الله و خالفوا رسوله و خلفاءه يا إبراهيم لأشرحن لك هذا من كتاب الله الذى لا يستطيعون له إنكارا و لا منه فرارا و من رد حرفا من كتاب الله فقد كفر بالله و رسوله فقلت يا ابن رسول الله إن الذى سألتك فى كتاب الله قال نعم هذا الذى سألتنى فى أمر شيعة أمير المؤمنين ع و أمر عدوه الناصب فى كتاب الله عز و جل قلت يا ابن رسول الله هذا بعينه قال نعم هذا بعينه فى كتاب الله الذى لا يأتيه الباطل من بين يديه و لا من خلفه تنزيل من حكيم حميد يا إبراهيم اقرأ هذه الآية الَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبائِرَ الْإِثْمِ وَ الْفَواحِشَ إِلَّا اللَّمَمَ إِنَّ رَبَّكَ واسِعُ الْمَغْفِرَةِ هُوَ أَعْلَمُ بِكُمْ إِذْ أَنْشَأَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ أتدرى ما هذه الأرض قلت لا قال ع اعلم أن الله عز و جل خلق أرضا طيبة طاهرة و فجر فيها ماء عذبا زلالا فراتا سائغا فعرض عليها ولايتنا أهل البيت فقبلتها فأجرى عليها ذلك الماء سبعة أيام ثم نضب عنها ذلك الماء بعد السابع فأخذ من صفوة ذلك الطين طينا فجعله طين الأئمة ع ثم أخذ جل جلاله ثفل ذلك الطين فخلق منه شيعتنا و محبونا من فضل طينتنا فلو ترك طينتكم يا إبراهيم كما ترك طينتنا لكنتم أنتم و نحن سواء قلت يا ابن رسول الله ما صنع بطينتنا قال مزج طينتكم و لم يمزج طينتنا قلت يا ابن رسول الله و بما ذا مزج طينتنا قال ع خلق الله عز و جل أيضا أرضا سبخة خبيثة منتنة و فجر فيها ماء أجاجا مالحا آسنا ثم عرض عليها جلت عظمته ولاية أمير المؤمنين ص فلم تقبلها و أجرى ذلك الماء عليها سبعة أيام ثم نضب ذلك الماء عنها ثم أخذ من كدورة ذلك الطين المنتن الخبيث و خلق منه أئمة الكفر و الطغاة و الفجرة ثم عمد إلى بقية ذلك الطين فمزجه بطينتكم و لو ترك طينتهم على حاله و لم

https://www.shiabookspdf.com

يمزج بطينتكم ما عملوا أبدا عملا صالحا و لا أدوا أمانة إلى أحد و لا شهدوا الشهادتين و لا صاموا و لا صلوا و لا زكوا و لا حجوا و لا شبهوكم في الصور أيضا۔ يا إبراهيم ليس شيء أعظم على المؤمن أن يرى صورة حسنة في عدو من أعداء الله عز و جل و المؤمن لا يعلم أن تلك الصورة من طين المؤمن و مزاجه يا إبراهيم ثم مزج الطينتان بالماء الأول و الماء الثاني فما تراه من شيعتنا و محبينا من ربا و زنا و لواطة و خيانة و شرب خمر و ترك صلاة و صيام و زكاة و حج و جهاد۔ فهي كلها من عدونا الناصب و سنخه و مزاجه الذي مزج بطينته و ما رأيته في هذا العدو الناصب من الزهد و العبادة و المواظبة على الصلاة و أداء الزكاة و الصوم۔ و الحج و الجهاد و أعمال البر و الخير فذلك كله من طين المؤمن و سنخه و مزاجه۔ فإذا عرض أعمال المؤمن و أعمال الناصب على الله يقول الله عز و جل أنا عدل لا أجور و منصف لا أظلم و عزتي و جلالي و ارتفاع مكاني ما أظلم مؤمنا بذنب مرتكب من سنخ الناصب و طينه و مزاجه۔ هذه الأعمال الصالحة كلها من طين المؤمن و مزاجه و الأعمال الردية التي كانت من المؤمن من طين العدو الناصب و يلزم الله تعالى كل واحد منهم ما هو من أصله و جوهره و طينته و هو أعلم بعباده من الخلائق كلهم أفترى هاهنا يا إبراهيم ظلما أو جورا أو عدوانا ثم قرأ ع مَعاذَ اللهِ أَنْ نَأْخُذَ إِلَّا مَنْ وَجَدْنا مَتاعَنا عِنْدَهُ إِنَّا إِذاً لَظالِمُونَ ۔ يا إبراهيم إن الشمس إذا طلعت فبدأ شعاعها في البلدان كلها أ هو بائن من القرصة أم هو متصل بها شعاعها يبلغ في الدنيا في المشرق و المغرب حتى إذا غابت يعود الشعاع و يرجع إليها أليس ذلك كذلك قلت بلى يا ابن رسول الله قال فكذلك كل شيء يرجع إلى أصله و جوهره و عنصره فإذا كان يوم القيامة ينزع الله تعالى من العدو الناصب سنخ المؤمن و مزاجه و طينته و جوهره و عنصره مع جميع أعماله الصالحة و يرده إلى المؤمن و ينزع الله تعالى من المؤمن سنخ الناصب و مزاجه و طينته و جوهره و عنصره مع جميع أعماله السيئة الردية و يرده إلى الناصب عدلا منه جل جلاله و تقدست أسماؤه و يقول للناصب لا ظلم عليك هذه الأعمال الخبيثة من طينك و مزاجك و أنت أولى بها۔ و هذه الأعمال الصالحة من طين المؤمن و مزاجه و هو أولى بها الْيَوْمَ تُجْزى كُلُّ نَفْسٍ بِما كَسَبَتْ لا ظُلْمَ الْيَوْمَ إِنَّ اللهَ سَرِيعُ الْحِسابِ أفترى هاهنا ظلما و جورا۔ قلت لا يا ابن رسول الله بل أرى حكمة بالغة فاضلة و عدلا بينا واضحا ثم قال ع أزيدك بيانا في هذا المعنى من القرآن قلت بلى يا ابن رسول الله قال ع أليس الله عز و جل يقول الْخَبِيثاتُ لِلْخَبِيثِينَ وَ

https://www.shiabookspdf.com

الْخَبِيثُونَ لِلْخَبِيثاتِ وَ الطَّيِّباتُ لِلطَّيِّبِينَ وَ الطَّيِّبُونَ لِلطَّيِّباتِ أُولئِكَ مُبَرَّؤُنَ مِمَّا يَقُولُونَ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَ رِزْقٌ كَرِيمٌ و قال عز و جل وَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلى جَهَنَّمَ يُحْشَرُونَ لِيَمِيزَ اللهُ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَ يَجْعَلَ الْخَبِيثَ بَعْضَهُ عَلى بَعْضٍ فَيَرْكُمَهُ جَمِيعاً فَيَجْعَلَهُ فِي جَهَنَّمَ أُولئِكَ هُمُ الْخاسِرُونَ۔ فقلت سبحان الله العظيم ما أوضح ذلك لمن فهمه و ما أعمى قلوب هذا الخلق المنكوس عن معرفته فقال ع يا إبراهيم من هذا قال الله تعالى۔ إِنْ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ سَبِيلًا ما رضى الله تعالى أن يشبههم بالحمير و البقر و الكلاب و الدواب حتى زادهم فقال بَلْ هُمْ أَضَلُّ سَبِيلًا يا إبراهيم قال الله عز و جل ذكره في أعدائنا الناصبة وَ قَدِمْنا إِلى ما عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْناهُ هَباءً مَنْثُوراً و قال عز و جل يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعاً۔ و قال جل جلاله يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ عَلى شَيْءٍ أَلا إِنَّهُمْ هُمُ الْكاذِبُونَ و قال جل و عز وَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَعْمالُهُمْ كَسَرابٍ بِقِيعَةٍ يَحْسَبُهُ الظَّمْآنُ ماءً حَتَّى إِذا جاءَهُ لَمْ يَجِدْهُ شَيْئاً كذلك الناصب يحسب ما قدم من عمله نافعة حتى إذا جاءه لم يجده شيئا ثم ضرب مثلا آخر أَوْ كَظُلُماتٍ فِي بَحْرٍ لُجِّيٍّ يَغْشاهُ مَوْجٌ مِنْ فَوْقِهِ مَوْجٌ مِنْ فَوْقِهِ سَحابٌ ظُلُماتٌ بَعْضُها فَوْقَ بَعْضٍ إِذا أَخْرَجَ يَدَهُ لَمْ يَكَدْ يَراها وَ مَنْ لَمْ يَجْعَلِ اللهُ لَهُ نُوراً فَما لَهُ مِنْ نُورٍ ثم قال ع يا إبراهيم أزيدك في هذا المعنى من القرآن قلت بلى يا ابن رسول الله۔ قال ع قال الله تعالى يُبَدِّلُ اللهُ سَيِّئاتِهِمْ حَسَناتٍ وَ كانَ اللهُ غَفُوراً رَحِيماً يبدل الله سيئات شيعتنا حسنات و حسنات أعدائنا سيئات يَفْعَلُ اللهُ ما يَشاءُ وَيَحْكُمُ ما يُرِيدُ۔ لا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهِ و لا راد لقضائه لا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَ هُمْ يُسْئَلُونَ هذا يا إبراهيم من باطن علم الله المكنون و من سره المخزون أ لا أزيدك من هذا الباطن شيئا في الصدور قلت بلى يا ابن رسول الله قال ع قالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا اتَّبِعُوا سَبِيلَنا وَ لْنَحْمِلْ خَطاياكُمْ وَ ما هُمْ بِحامِلِينَ مِنْ خَطاياهُمْ مِنْ شَيْءٍ إِنَّهُمْ لَكاذِبُونَ وَ لَيَحْمِلُنَّ أَثْقالَهُمْ وَ أَثْقالًا مَعَ أَثْقالِهِمْ وَ لَيُسْئَلُنَّ يَوْمَ الْقِيامَةِ عَمَّا كانُوا يَفْتَرُونَ۔ و الله الذي لا إله إلا هو فالق الإصباح فاطر السماوات و الأرض لقد أخبرتك بالحق و أنبأتك بالصدق و الله أعلم و أحكم و هذا الحديث رواه الصدوق طيب الله ثراه أيضا في علل الشرائع على اختلاف في ألفاظه و جملة القول في بيان السر فيه أنه قد تحقق و ثبت أن كلا من العوالم الثلاثة له مدخل في خلق الإنسان و في طينته و مادته من كل حظ و نصيب فلعل الأرض الطيبة كناية عما له في جملة طينته من آثار عالم الملكوت الذي منه الأرواح المثالية و القوى الخيالية الفلكية المعبر عنهم بالمدبرات أمرا و الماء العذب عما له في طينته من

https://www.shiabookspdf.com

إفاضات عالم الجبروت الذى منه الجواهر القدسية و الأرواح العالية المجردة عن الصور المعبر عنهم بالسابقات سبقا و الأرض الخبيثة عما له فى طينته من أجزاء عالم الملك الذى منه الأبدان العنصرية المسخرة تحت الحركات الفلكية المسخرة لما فوقها و الماء الأجاج المالح الآسن عما له فى طينته من تهييجات الأوهام الباطلة و الأهواء المموهة الردية الحاصلة من تركيب الملك مع الملكوت مما لا أصل له و لا حقيقة ثم الصفوة من الطينة الطيبة عبارة عما غلب عليه إفاضة الجبروت من ذلك و الثفل منه غالب عليه أثر الملكوت منه و كدورة الطين المنتن الخبيث عما غلب عليه طبائع عالم الملك و ما يتبعه من الأهواء المضلة و إنما لم يذكر نصيب عالم الملك للأئمة ع مع أن أبدانهم العنصرية منه لأنهم لم يتعلقوا بهذه الدنيا و لا بهذه الأجساد تعلق ركون و إخلاد فهم و إن كانوا فى النشأة الفانية بأبدانهم العنصرية و لكنهم ليسوا من أهلها كما مضى بيانه قال الصادق ع فى حديث حفص بن غياث يا حفص ما أنزلت الدنيا من نفسى إلا بمنزلة الميتة إذا اضطررت إليها أكلت منها فلا جرم نفضوا أذيالهم منها بالكلية إذا ارتحلوا عنها و لم يبق معهم منها كدورة و إنما لم يذكر نصيب الناصب و أئمة الكفر من إفاضة عالم الجبروت مع أن لهم منه حظ الشعور و الإدراك و غير ذلك لعدم تعلقهم به و لا ركونهم إليه و لذا تراهم تشمئز نفوسهم من سماع العلم و الحكمة و يثقل عليهم فهم الأسرار و المعارف فليس لهم من ذاك العالم إِلَّا كَباسِطِ كَفَّيْهِ إِلَى الْماءِ لِيَبْلُغَ فاهُ وَ ما هُوَ بِبالِغِهِ وَ ما دُعاءُ الْكافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلالٍ ـ نَسُوا اللهَ فَأَنْساهُمْ أَنْفُسَهُمْ فلا جرم ذهب عنهم نصيبهم من ذلك العالم حين أخلدوا إلى الأرض و اتبعوا أهواءهم فإذا جاء يوم الفصل و يميز الله الخبيث من الطيب ارتقى من غلب عليه إفاضات عالم الجبروت إلى الجبروت و أعلى الجنان و التحق بالمقربين و من غلب عليه آثار الملكوت إلى الملكوت و مواصلة الحور و الولدان و التحق بأصحاب اليمين و بقى من غلب عليه الملك فى الحسرة و الثبور و الهوان و التعذب بالنيران إذ فرق الموت بينه و بين محبوباته و مشتهياته فالأشقياء و إن انتقلوا إلى نشأة من جنس نشأة الملكوت خلقت بتبعيتها بالعرض إلا أنهم يحملون معهم من الدنيا من صور أعمالهم و أخلاقهم و عقائدهم مما لا يمكن انفكاكهم عنه ما يتأذون به و يعذبون بمجاورته من سموم و حميم وَ ظِلٍّ مِنْ يَحْمُومٍ و من حيات و عقارب ذوات لدغ و سموم و من ذهب و فضة كنزوها فى دار الدنيا و لم ينفقوها فى سبيل الله و أشرب فى قلوبهم

https://www.shiabookspdf.com

محبتهافَتُکْوی بِها جِباهُهُمْ وَ جُنُوبُهُمْ وَ ظُهُورُهُمْ هذا ما کَنَزْتُمْ لِأَنْفُسِکُمْ فَذُوقُوا ما کُنْتُمْ تَکْنِزُونَ و من آلهة یعبدونها من دون الله من حجر أو خشب أو حیوان أو غیرها مما یعتقدون فیه أنه ینفعهم و هو یضرهم إذ یقال لهم إِنَّکُمْ وَ ما تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ و بالجملة المرء مع من أحب فمحبوب الأشقیاء لما کان من متاع الدنیا الذی لا حقیقة له و لا أصل بل هو متاع الغرور فإذا کان یوم القیامة و برزت حواق الأمور کسد متاعهم و صار لا شیئا محضا فیتألمون بذلك و یتمنون الرجوع إلی الدنیا التی هی وطنهم المألوف لأنهم من أهلها لیسوا من أهل النشأة الباقیة لأنهم رضوا بالحیاة الدنیا و اطمأنوا بها فإذا فارقوها عذبوا بفراقها فی نار جهنم أعمالهم التی أحاطت بهم و جمیع المعاصی و الشهوات یرجع إلی متاع هذه النشأة الدنیاویة و محبتها فمن کان من أهلها عذب بمفارقتها لا محالة و من لیس من أهلها و إنما ابتلی بها و ارتکبها مع إیمان منه بقبحها و خوف من الله سبحانه فی إتیانها فلا جرم یندم علی ارتکابها إذا رجع إلی عقله و أناب إلی ربه فتصیر ندامته علیها و الاعتراف بها و ذل مقامه بین یدی ربه حیاء منه تعالی سببا لتنویر قلبه و هذا معنی تبدیل سیئاتهم حسنات فالأشقیاء إنما عذبوا بما لم یفعلوا لحنینهم إلی ذلك و شهوتهم له و عقد ضمائرهم علی فعله دائما إن تیسر لهم لأنهم کانوا من أهله ومن جنسه وَلَوْ رُدُّوا لَعادُوا لِما نُهُوا عَنْهُ [1] و السعداء إنما یخلدوا فی العذاب و لم یشتد علیهم العقاب بما فعلوا من القبائح لأنهم ارتکبوا علی کره من عقولهم و خوف من ربهم لأنهم لم یکونوا من أهلها و لا من جنسها بل أثیبوا بما لم یفعلوا من الخیرات لحنینهم إلیه و عزمهم علیه و عقد ضمائرهم علی فعله دائما أن تیسر لهم فإنما الأعمال بالنیات و إنما لکل امرئ ما نوی و إنما ینوی کل ما ناسب طینته و یقتضیه جبلته کما قال الله سبحانه قُلْ کُلٌّ یَعْمَلُ عَلی شاکِلَتِهِ و لهذا ورد فی الحدیث أن کلا من أهل الجنة و النار إنما یخلدون فیا یخلدون علی نیاتهم و إنما یعذب بعض السعداء حین خروجهم من الدنیا بسبب مفارقة ما مزج بطینتهم من طینة الأشقیاء مما آنسوا به قلیلا و ألفوه بسبب ابتلائهم به ما داموا فی الدنیا روی الشیخ الصدوق رحمه الله فی اعتقاداته مرسلا أنه لا یصیب أحدا من أهل التوحید ألم فی النار إذا دخلوها و إنما تصیبهم الآلام عند الخروج منها فتکون تلك الآلام جزاء بما کسبت أیدیهم و ما الله بظلام للعبید.

https://www.shiabookspdf.com

بیشک انہوں نے آسمانوں کو بھر دیا کیونکہ ملکوت جو ہیں وہ آسمانوں کے باطن میں ہیں اور انہوں نے اسے بھر دیا اور اس وقت وہ دو ملکوت تھے اور تمام مخلوقات کے خیر اور شر کے لحاظ سے فرق ان کے سعادت اور شقاوت کے لحاظ سے مختلف ہونے کی وجہ سے ہے اور ان کی استعداد اور ان کے حقائق کی انواح کا اختلاف کثافت و لطافت میں سلفی مواد کے تباین کی وجہ سے ہے اور ان کے مزاجوں کا اختلاف قرب اور دوری میں اعتدال حقیقی کی وجہ سے ہے اور ارواح اختلاف صفآء، کدورت، قوت اور ضعافت میں ان کے درجات کی ترتیب کا اللہ تعالیٰ کے قریب اور دور ہونے کی وجہ سے ہے جیسا کہ حدیث شریف میں اس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

الناس معادن کمعادن الذهب والفضة۔

انسانوں کا بھی معدن ہوتا ہے سونے اور چاندی کے معاون کی طرح

ان میں سے جو جاہیت میں بہتر تھے وہ اسلام میں بھی بہتر رہے۔

بہر حال: اس راز کا راز میرے نزدیک استعداد اور حقائق کی انواح کے اختلاف کا راز ہے۔ پس یہ اللہ تعالیٰ کی صفات اور اس کے ان کے ان اسماء الحسنیٰ کا تقابل ہے جو اوصاف کمال وجلال ہیں اور یہ وہ مظاہر ہیں جن کے ذریعہ ان اسمآء کا اثر ظاہر ہوتا ہے لہٰذا ان اسماء میں سے ہر ایک اسم اللہ تعالیٰ کے ارادے اور اس کی قدرت سے متعلق ہے مخلوقات کو خلق آنے میں جو دلالت کرتی ہے وہ ان صفات سے متصف ہے پس مخلوقات کو ان کے اختلاف پر خلق کرنا ضروری ہے تا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ کے مظاہر کو سمجھ سکیں جیسا کہ اس حدیث میں ارشارہ کیا گیا ہے اور باقی ساری گفتگو کتاب التوحید میں گزر چکی ہے۔

ہمارے بعض مشائخ نے احمد بن محمد الکوفی سے روایت نقل کی ہے، انہوں نے روایت کی حنان بن سدیر سے انہوں نے اپنے والد سدیر صیرفی سے، انہوں نے ابو اسحاق لیثی سے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام ابن امام علی زین العابدین علیہ السلام کی خدمت اقدس میں عرض کیا: یا بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپؑ مجھے امیر المومنین علیہ السلام کے شیعوں میں سے اس مومن کے بارے میں بیان فرمائیں جو معرفت کے کمال تک پہنچ چکا ہو کہ کیا وہ زنا کرتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں!

میں نے عرض کیا: کیا وہ لواطہ کرتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں!

میں نے عرض کیا: کیا وہ چوری کرتا ہے؟

https://www.shiabookspdf.com

آپؑ نے فرمایا: نہیں!

میں نے عرض کیا: کیا وہ شراب پیتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں!

میں نے عرض کیا: کیا وہ کوئی گناہ کرتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں!

راوی کا بیان ہے کہ میں یہ سن کر بڑا حیران ہوا اور اس سے میری حیرانگی میں مزید اضافہ ہوا اور میں نے عرض کیا: یا بن رسول اللہ ﷺ! میں نے امیر المومنین علیہ السلام کے شیعوں میں اور آپؑ کے موالیوں میں سے بعض ایسے لوگوں کو دیکھا ہے کہ جو شراب پیتے ہیں۔ سود کھاتے ہیں لواطہ کرتے ہیں، نماز میں سستی کرتے ہیں زکوٰۃ روزہ، حج جہاد میں سستی اور دیگر نیکی کاموں سے دردر رہتے ہیں یہاں تک کہ اگر کوئی مومن بھائی ان کے پاس اپنی کوئی حاجت لے کر آتا ہے تو وہ اس کی حاجت کو پورا نہیں کرتے یا بن رسول اللہ ﷺ! ایسا کیوں ہوتا ہے اور یہ کیا ہے؟ راوی کا بیان ہے کہ یہ سن کر امام علیہ السلام نے تبسم فرمایا اور ارشاد فرمایا: اے ابو اسحاق! تمھارے پاس اس کے علاوہ بھی کوئی اور جو تو نے کہی ہے؟

میں نے عرض کیا: یا بن رسول اللہ ﷺ! جی ہاں! ہے اور وہ یہ کہ بیشک میں نے ایسے ناصبیوں کو دیکھا ہے جن کے کفر میں کسی قسم کا کوئی شک وشبہ نہیں ہے کہ وہ تو ان اشیاء میں ورع اور احتیاط سے کام لیتے ہیں، وہ شراب کو حلال نہیں سمجھتے، نہ وہ مسلمانوں کا ایک درہم کھاتے ہیں، وہ نماز، زکاۃ، روزہ، حج اور جہاد میں سستی نہیں آتے اور مومنین و مسلمانوں کی اللہ تعالیٰ کی حوائج کو پورا کرتے ہیں، تو پھر یہ کیسے ہے اور ایسا کیوں ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: اے ابراہیم! اس امر کا ایک باطن ہے اور وہ سرّ مکنون ہے اور ایسا دروازہ ہے جو بند اور مخزون ہے اور وہ تجھ پر تیری طرح کے اکثر تیری ساتھیوں پر مخفی ہے اور بیشک اللہ تعالیٰ نے اجازت نہیں دی کہ کوئی اس کے راز اور اس کے غیب کو کھولے مگر وہ کہ جو اس کا متحمل اور اس کا اہل ہو۔

میں نے عرض کیا: یا بن رسول اللہ ﷺ! خدا کی قسم! میں آپؑ کے اسرار کا متحمل ہوں اور نہ میں دشمن ہوا اور نا ہی میں صابی ہوں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: اے ابراہیم! ہاں بالکل تم ایسے ہی ہو لیکن ہمارا علم مشکل اور دشوار ہے جس کا متحمل کوئی نہیں ہوسکتا مگر ملک مقرب یا نبی علیہ السلام مرسل یا وہ مومن جس کے دل کا اللہ تعالیٰ کے ایمان کے ذریعہ امتحان لیا ہو اور بیشک تقیہ ہمارا دین اور ہمارے آباؤاجداد علیہ السلام کا دین ہے اور جو تقیہ نہیں کرتا اس کا کوئی دین نہیں ہوتا۔

https://www.shiabookspdf.com

اے ابراہیم! اگر تم کہو کہ تقیہ کو ترک کرنے والا ایسا ہے جیسے نماز کو ترک کرنے والا تو تم سچے ہو۔

اے ابراہیم! بیشک ہماری حدیث اور ہمارا راز ہمارے علم کا باطن ہے جس کا متحمل کوئی نہیں ہوسکتا مگر ملک مقرب، نبی مرسل اور وہ مومن جس کا امتحان لیا گیا ہو۔

میں نے عرض کیا: اے میرے مولا اور میرے سیّد و سردار! تو پھر اس کا متحمل کون ہوسکتا ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: اس کا متحمل ہوسکتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ چاہے یا ہم چاہیں،

خبردار! جو ہمارے راز کو پھیلاتا ہے مگر اپنے اہل کی طرف تو ہم میں سے نہیں ہے۔

خبردار! جو ہمارے راز کو پھیلاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو گرم لوہے سے عذاب میں مبتلا کرے گا۔

اس کے بعد امام علیہ السلام نے فرمایا: اے ابراہیم! تم اس کو لازم پکڑو جس علم باطن کے بارے میں تم مجھ سے سوال کیا ہے اور یہ علم اللہ تعالیٰ کے علم میں محفوظ ہے اور اس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپؐ کے وصی امیر المومنین علیہ السلام کو عطا فرمایا ہے۔ اس کے بعد امام علیہ السلام نے اس آیت کی تلاوت فرمائی۔

(عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ○ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا)۔ ''وہ غیب کا جاننے والا ہے، پس وہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا ○ سوائے اس کے جسے اس نے رسولؐ میں سے مرتضیٰ کیا۔ (سورہ الجن: ۲۶، ۲۷)۔''

اے ابراہیم! بیشک تو نے مجھ سے ان مومنین کے بارے میں جو امیر المومنین امام علی علیہ السلام ابن ابی طالب علیہ السلام کے شیعہ میں اور ناصبیوں کے زہد اور ان کی عبادتوں کے بارے میں سوال کیا۔

اللہ تعالیٰ نے ارشا فرمایا:

(وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا) ''پھر ہم ان کے کیئے ہوئے عمل کی طرف توجہ کریں گے اور ان کے کیئے ہوئے عمل کو اڑتی ہوتی خاک بنا دیں گے۔ (سورہ الفرقان: ۲۳)۔''

اللہ تعالیٰ نے ارشا فرمایا:

عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ○ تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً ○ تُسْقٰى مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ ○ ''وہ مصیبت سہہ کر تھکے ہوئے ہوں گے ○ دہکتی آگ میں جھلس رہے ہوں گے ○ وہ سخت کھولتے ہوئے چشمے سے سیراب کیئے جائیں گے۔ (سورہ الغاشیہ: ۳، ۴، ۵)۔''

اس سے مراد وہ ناصبی ہے جو ہمارے بغض سے بھرا ہوا اور وہ ہمارے فضائل کا انکار کرتا ہے، ہمارے جد بزرگوار حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی خلافت کو باطل تصور کرتا ہے اور امیر شام اور بنوامیہ کی خلافت کو باطل تصور

کرتا ہے اور امیر شام اور بنو امیہ کی خلافت کو ثابت کرتا ہے اور وہ یہ گمان کرتا ہے کہ یہ لوگ زمین میں اللہ تعالیٰ کے خلیفہ تھے اور وہ یہ گمان کرتا ہے کہ جو ان پر خروج کرے گا وہ واجب القتل ہے، اس طرح کی جھوٹی اور بے بنیاد باتیں ان لوگوں سے مروی ہیں اور وہ یہ بھی روایت کرتے ہیں کہ جو لوگ غلبہ حاصل کر کے بادشاہ بنے ان کے پیچھے نماز جائز ہے اگرچہ وہ خارجی اور ظالم ہی کیوں نہ ہوں اور یہ لوگ یہ بھی روایت کرتے ہیں کہ معاذ اللہ امام حسین ابن امام علی علیہالسلام خارجی تھے کیونکہ انہوں نے یزید پر خروج کیا تھا اور یہ لوگ یہ بھی گمان کرتے ہیں کہ یہ مسلمان پر واجب ہے کہ وہ اپنے وقت کے بادشاہ کو زکاۃ دے اگرچہ وہ ظالم ہی کیوں نہ ہو۔ (العیاذ باللہ من ذلك)

اے ابراہیم! یہ وہ ساری چیزیں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رد کی ہیں اور ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولا ہے اور وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھی جھوٹ بولتے ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپؐ کے سچے خلفاء کی مخالفت کرتے ہیں۔

اے ابراہیم! میں تمھارے لیے اللہ تعالیٰ کی کتاب سے یہ چیز پیش کرتا ہوں جس کے انکار کی یہ لوگ استطاعت نہیں رکھتے اور نہ ہی وہ اس سے بھاگ سکتے ہیں اور جس نے بھی اللہ تعالیٰ کی کتاب کے ایک حرف کا بھی انکار کیا اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کفر کیا۔

میں نے عرض کیا: یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! بیشک میں نے جس چیز کے متعلق آپؑ سے سوال کیا یہ کتاب اللہ میں ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں! یہ جو تو نے مجھ سے امیر المومنین علیہالسلام کے شیعوں کے امر کے بارے میں پوچھا اور آپؑ کے دشمنوں کے بارے میں پوچھا جن کو کتاب اللہ میں ناصبی کہا گیا ہے میں نے عرض کیا: یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا یہ بعینہ ہے، آپؑ نے فرمایا: ہاں! یہ بعینہ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں ہے اور یہ وہ کتاب ہے جس کے آگے اور پیچھے سے باطل نہیں آسکتا اور یہ کتاب اللہ تعالیٰ حکیم حمید کی طرف سے نازل کردہ ہے۔ اے ابراہیم! اس آیت کو پڑھو!

اَلَّذِیْنَ یَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَ الْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ-اِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ-هُوَ اَعْلَمُ بِكُمْ اِذْ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ۔ ''جو لوگ گناہان کبیرہ اور بے حیائیوں سے اجتناب برتتے میں سوائے گناہان صغیرہ کے تو آپ آرب کی مغفرت کا دائرہ یقیناً بہت وسیع ہے وہ تم سے خوب آگاہ ہے جب اس نے تمھیں مٹی سے بنایا۔ (سورہ النجم: ۳۲)۔''

https://www.shiabookspdf.com

کیاتم اس زمین (مٹی) کے بارے میں جانتے ہو؟ میں نے عرض کیا: نہیں!

امام علیہ السلام نے فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ نے ایک پاک اور طاہر زمین (مٹی) کوخلق کیاتواس پر میٹھا پانی جاری کیااور وہ میٹھا پانی سات دن رات تک اس پاک مٹی پر بہتا رہااور پھر اللہ تعالیٰ نے اس پر ہم اہلبیت علیہ السلام کی ولایت کو پیش کیااور اس نے قبول کیااور پھر اس پر یہ پانی سات دن تک جاری کیااور پھر اللہ تعالیٰ نے پانی کوخشک کردیااور اس زمین سے گارا اٹھایااور اس مٹی کواس نے آئمہ طاہرین علیہ السلام کی مٹی قرار دیا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے دوسری بار اس مٹی سے گارا اٹھایاتواس سے ہمارے شیعوں کی طینت کو بنایااور ہمارے شیعوں کوخلق کیااور ہماری بچی ہوئی مٹی سے ہمارے محبوں کوخلق کیا، اے ابراہیم! اگر وہ تمھاری طینت کوایسے چھوڑ دیتا جیسے اس نے ہماری طینت کوچھوڑاتوتم اور ہم برابر ہوتے۔ میں نے عرض کیا: یابن رسول اللہؐ! تو پھر ان دونوں طینتوں کے ساتھ کیا کیا؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: اس نے تمھاری طینت کوملا دیااور ہماری طینت کونہ ملایا۔

میں نے عرض کیا: اس نے ہماری طینت کوکیسے ملایا؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اسی طرح ایک خبیث مٹی کوخلق کیااور اس پہ کھارے پانی کو جاری کیااور پھر اس پر امیر المومنین علیہ السلام کی ولایت کی عظمت کواجاگر کیاتواس مٹی نے اس کوقبول نہ کیااور اللہ تعالیٰ نے اس پانی کو اس پر سات دن تک جاری کیااور پھر اس نے اس مٹی سے ایک کدورت کولیااور اس سے کافر، جابر وظالم اماموں کوخلق کیااور پھر اس نے بقیہ مٹی کوتمھاری مٹی میں ملا دی اور اگر اللہ تعالیٰ ان کی مٹی کوتمھاری مٹھی میں ملا دیااور اگر اللہ تعالیٰ ان کومٹی کوایسے رہنے دیتااور تمھاری مٹی کے ساتھ نہ ملاتا تووہ کبھی بھی صالح اعمال انجام نہ دیتے اور امانتوں کوان کے حقداروں تک نہ پہنچاتے اور نہ وہ شہادتین کی گواہی دیتے، نہ وہ روزہ رکھتے اور نہ نماز پڑھتے، نہ زکاۃ دیتے اور نہ حج کرتے اور نہ ہی وہ تمھاری طرح کی صورت اختیار کرتے۔

اے ابراہیم! کوئی چیز بھی مومن سے زیادہ عظیم نہیں ہے، اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کی طینت کوان کی طینت میں مخلوط کردیااور اس میں دونوں طرح کی پانی ڈالے۔ اب اچھی اور بُری طینت مخلوط ہوگئی۔ اس بُری طینت کے اثر کی وجہ سے تمھیں اپنے مومن بھائی میں عملی کوہتاں دکھاتی دیتی ہیں اور نیک طینت کے اثر سے تمھیں نواصب میں اچھائیاں دکھائی دیتی ہیں۔

قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اَنۡ نَّاۡخُذَ اِلَّا مَنۡ وَّجَدۡنَا مَتَاعَنَا عِنۡدَهٗۤ ۙ اِنَّاۤ اِذًا لَّظٰلِمُوۡنَ۔ "پناہ بخدا! جس کے ہاں سے ہمارا سامان ہمیں ملا ہے اس کے علاوہ ہم کسی اور کو پکڑیں؟ اگر ہم ایسا کریں تو زیادتی کرنے

والوں میں ہوں گے۔(سورہ یوسف:۹۷)۔"

اگر ابراہیم! بیشک جب سورج طلوع ہوتا ہے تو اس کی کرنیں تمام شہروں میں پڑتی ہیں کیا وہ اس سے جدا ہوتی ہیں یا اس سے متصل ہوتی ہیں حالانکہ اس کی کرنیں دنیا کے مشرق و مغرب تک پہنچتی ہیں یہاں تک کہ جب وہ غروب ہوتا ہے تو اس کی کرنیں بھی اس کی طرف لوٹ جاتی ہیں، کیا ایسا ہوتا ہے یا نہیں؟

میں نے عرض کیا: ہاں بالکل! یا بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! امام علیہ السلام نے فرمایا: پس اسی طرح ہر ایک چیز اپنی اصل کی طرف لوٹتی ہے جو اس کا جوہر اور اس کا عنصر ہوتا ہے، پس جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ ناصبی دشمنوں سے مومن کی طینت، اس کا جوہر اور عنصر نکال کر اس کے تمام اعمال صالحہ مومن کی طرف لوٹا دے گا اور اللہ تعالیٰ مومن سے ناصبی کی طینت، جوہر اور اس کا عنصر نکال کر اس کے تمام بُرے اعمال ناصبی کی طرف لوٹا دے گا اور یہ اللہ تعالیٰ کا عین عدل ہے اور اس کے اسماء پاک ومقدس میں اور وہ ناصبی سے کہے گا کہ تیرے ساتھ کوئی ظلم نہیں کیا گیا اس لئے یہ بُرے اعمال تیری طینت کی وجہ سے تھے اور تو ان کا اہل رہے اور تمام اچھے اعمال مومن کی طینت سے ہیں اور وہ ان کا اہل ہے۔

اَلْیَوْمَ تُجْزٰی کُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا کَسَبَتْ لَا ظُلْمَ الْیَوْمَ اِنَّ اللّٰہَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ۔ "آج ہر شخص کو اس کے عمل کا بدلہ دیا جائے گا آج ظلم نہیں ہوگا، اللہ تعالیٰ یقیناً جلد حساب لینے والا ہے۔(سورہ غافر:۱۷)۔"

کیا تو نے یہاں پر کوئی ظلم وجود یکھا؟

میں نے عرض کیا: نہیں! یا بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! بلکہ میں نے تو حکمت بالغہ فاضلہ اور واضح ترین عدل و انصاف کو دیکھا ہے۔

اس کے بعد امام علیہ السلام نے فرمایا: کیا میں نے تیرے لیے قرآن مجید سے اس معنی کے بارے میں کچھ اور بیان کروں؟

میں نے عرض کیا: ہاں جی! یا بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!

امام علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: کیا اللہ تعالیٰ یہ نہیں فرمایا:

اَلْخَبِیْثٰتُ لِلْخَبِیْثِیْنَ وَ الْخَبِیْثُوْنَ لِلْخَبِیْثٰتِ وَ الطَّیِّبٰتُ لِلطَّیِّبِیْنَ وَ الطَّیِّبُوْنَ لِلطَّیِّبٰتِ اُولٰٓئِکَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا یَقُوْلُوْنَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ رِزْقٌ کَرِیْمٌ۔ "خبیث عورتیں خبیث مردوں کے لیے اور خبیث امرد خبیث عورتوں کے لیے ہیں اور پاکیزہ عورتیں پاکیزہ مردوں کے لئے اور پاکیزہ مرد پاکیزہ عورتوں کے لئے ہیں یہ ان باتوں سے پاک ہیں جو لوگ بناتے ہیں ان کے لیے مغفرت اور باعزت روزی

https://www.shiabookspdf.com

ہے۔(النور:۲۶)۔"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا اِلٰی جَهَنَّمَ یُحۡشَرُوۡنَ ۝ لِیَمِیۡزَ اللّٰهُ الۡخَبِیۡثَ مِنَ الطَّیِّبِ وَ یَجۡعَلَ الۡخَبِیۡثَ بَعۡضَهٗ عَلٰی بَعۡضٍ فَیَرۡکُمَهٗ جَمِیۡعًا فَیَجۡعَلَهٗ فِیۡ جَهَنَّمَ اُولٰٓئِکَ هُمُ الۡخٰسِرُوۡنَ۔ "کفر کرنے والے جہنم کی طرف اکٹھے کیئے جائیں گے۔۝ تا کہ اللہ تعالیٰ ناپاک کو پاکیزہ سے الگ کردے اور ناپاک لوگوں کو ایک دوسرے کے ساتھ باہم ملا کر یکجا کر دے پھر اگ ڈھیر کو جہنم میں جھونک دے (دراصل) یہی لوگ خسارے میں ہیں۔"

میں نے عرض کیا: سبحان اللہ العظیم! یہ کتنی واضح ترین بات ہے اس کے لئے جو اس کو سمجھتا ہے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: اے ابراہیم علیہ السلام! اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

بَلۡ هُمۡ اَضَلُّ سَبِیۡلًا۔ "بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ ہیں۔(سورۃ الفرقان:۴۴)۔"

اے ابراہیم! اللہ تعالیٰ نے ہمارے دشمن ناصبیوں کا ذکر کیا ہے:۔

وَ قَدِمۡنَاۤ اِلٰی مَا عَمِلُوۡا مِنۡ عَمَلٍ فَجَعَلۡنٰهُ هَبَآءً مَّنۡثُوۡرًا۔ "پھر ہم ان کے کیے ہوئے عمل کی طرف توجہ کریں گے اور ان کے کئے ہوئے عمل کو اڑتی ہوتی خاک بنادیں گے۔(سورہ الفرقان: ۲۳)۔"

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

یَحۡسَبُوۡنَ اَنَّهُمۡ یُحۡسِنُوۡنَ صُنۡعًا۔ "وہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ وہ درست کام کر رہے ہیں۔(سورۃ الکہف: ۱۰۴)۔"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَ یَحۡسَبُوۡنَ اَنَّهُمۡ عَلٰی شَیۡءٍ۔ اَلَاۤ اِنَّهُمۡ هُمُ الۡکٰذِبُوۡنَ۔ "وہ خیال کرتے ہیں کہ وہ کسی موقف پر ہیں آگاہ رہو! یہ لوگ یقیناً جھوٹے ہیں۔(سورہ المجادلہ:۱۸)۔"

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا اَعۡمَالُهُمۡ کَسَرَابٍۭ بِقِیۡعَةٍ یَّحۡسَبُهُ الظَّمۡاٰنُ مَآءً۔ حَتّٰۤی اِذَا جَآءَهٗ لَمۡ یَجِدۡهُ شَیۡـًٔا۔ "اور جو لوگ کافر ہوگئے ہیں ان کے اعمال ایسے ہیں جیسے ایک چٹیل میدان میں سراب جسے پیاسا پانی خیال آتا ہے مگر جب وہاں پہنچتا ہے تو اسے کچھ نہیں پاتا۔(سورہ النور:۳۹)۔"

اسی طرح ناصبی بھی اپنے اعمال کو نفع بخش گمان کرتے ہیں یہاں تک کہ جب وہ اس کے پاس آئیں گے تو اس کو

https://www.shiabookspdf.com

کچھ نہیں پائیں گے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ایک اور مثال دی۔

اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِیْ بَحْرٍ لُّجِّیٍّ یَّغْشٰىهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ-ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ-اِذَاۤ اَخْرَجَ یَدَهٗ لَمْ یَكَدْ یَرٰىهَا-وَ مَنْ لَّمْ یَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ۔ "یا ان کی مثال اس تاریکی کی طرح ہے جو گہرے سمندر میں ہو جس پر ایک موج چھاتی ہوتی ہو اس پر ایک اور موج ہو اور اس کے اوپر بادل، تہ بہ تہ اندھیرے ہی اندھیرے ہوں جب انسان اپنا ہاتھ نکالے تو وہ اسے نظر نہ آئے اور جسے اللہ تعالیٰ نور دے تو اس کے لئے کوئی نور نہیں۔(سورہ النور: ۴۰)۔"

اس کے بعد امام علیہ السلام نے فرمایا: اے ابراہیم! کیا میں اس معنی کے بارے میں قرآن مجید سے اور بھی دلائل دکھاؤں میں نے عرض کیا: ہاں جی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!۔

امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

یُبَدِّلُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا۔ "اللہ تعالیٰ کی برائیوں کو نیکیوں میں بدل دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑا غفور رحیم ہے۔(الفرقان: ۷۰)۔"

فرمایا: اللہ تعالیٰ ہمارے شیعوں کی برائیوں کو نیکیوں میں اور ہمارے دشمنوں کو نیکیوں کو برائیوں میں بدل دے گا۔

"اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے"(سورہ ابراہیم: ۲۷)۔"

"وہ جیسا چاہتا ہے حکم دیتا ہے۔(سورہ المائدہ: ۱)

"اس کے حکم کو پس پشت ڈالنے والا کوئی نہیں۔(سورہ الرعد: ۴۱)۔"

"وہ جو کرتا اس کی پرسش نہیں ہوگی اور جو کام یہ لوگ کرتے ہیں اس کی ان سے پرسش ہوگی۔(الانبیاء: ۲۳)۔"

اے ابراہیم! یہ اللہ تعالیٰ کے علم مکنون کا باطن ہے اور اس کے سر مخزون کا باطن ہے۔

کیا میں تجھے کچھ اور نہ بتاؤں کہ اس کے باطن کی کوئی چیز سینوں میں ہوتی ہے؟

میں نے عرض کیا! ہاں جی! اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹے!

امام علیہ السلام نے فرمایا:

وَ قَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّبِعُوْا سَبِیْلَنَا وَ لْنَحْمِلْ خَطٰیٰكُمْ وَ مَا هُمْ بِحٰمِلِیْنَ مِنْ خَطٰیٰهُمْ مِّنْ شَیْءٍ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ۔ وَ لَیَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَ اَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ وَ لَیُسْــٴَـلُنَّ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ عَمَّا كَانُوْا یَفْتَرُوْنَ۔ "اور کفار اہل ایمان سے کہتے ہیں کہ ہمارے طریقے پر چلو تو تمہارے

https://www.shiabookspdf.com

گناہ ہم اٹھالیں گے حالانکہ وہ ان گناہوں میں سے کچھ بھی اٹھانے والے نہیں ہیں بے شک یہ لوگ جھوٹے ہیں۔البتہ یہ لوگ اپنے بوجھ ضرور اٹھائیں گے اور اپنے بوجھوں کے ساتھ مزید بوجھ بھی اور قیامت کے دن ان سے ضرور پرسش ہوگی اس بہتان کے بارے میں جو وہ باندھتے رہے ہیں۔(العنکبوت: ۱۲، ۱۳)۔''

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہ خالق الاصباح ہے، زمین وآسمانوں کا خالق ہے۔

بیشک میں نے جو تم سے کہا ہے یہ حق ہے اور میں نے تمھیں بیان کر دیا سچائی کے ساتھ اور اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ جاننے والا اور حکم دینے والا ہے۔

اس حدیث کو شیخ صدوق بھی اپنی کتاب علل الشرائع میں چند الفاظ کے اختلاف کے ساتھ نقل کیا ہے۔

مختصراً اس میں موجود راز کو بیان کرتے ہوئے یہ ثابت اور ثابت کیا گیا ہے کہ تینوں جہانوں میں سے ہر ایک کا انسان کی تخلیق میں اور اس کی مٹی اور ہر خوش قسمتی کے مادہ میں داخل ہے، شاید اچھی زمین اس کا استعارہ ہے۔ اس کی پوری مٹی میں اس مملکت کی دنیا کے نشانات ہیں جہاں سے مثالی روحوں اور علم نجوم کی تخیلاتی قوتوں نے اظہار کیا ہے۔

''بالمدبرات أمرا'' اور تازہ پانی کی وجہ سے جو اس کی مٹی میں قدرت کی دنیا کی فراوانی ہے، جس سے پاکیزہ جوہر اور نفیس روحیں اظہار کی شکلوں سے خالی ہیں۔

''بالسابقات سبقا'' اور زمین بادشاہ کی دنیا کے حصوں کی وجہ سے بری ہے جس میں سے وہ عنصری اجسام ہیں جو فلکیاتی حرکات کے نیچے مسخر ہیں جو اپنے اوپر کی چیزوں کے تابع ہیں۔

اور کھارا ٹھہرا ہوا پانی، جھوٹے وہم کی جلن کی وجہ سے جو اس کی مٹی میں ہے۔

وہ چھپی ہوئی بری خواہشات جو سلطنت کے ساتھ تسلط کے امتزاج سے پیدا ہوتی ہیں، جن کی کوئی بنیاد یا حقیقت نہیں پھر اچھی مٹی کی باریک پن اس بات کا اظہار ہے جس پر ظلم وستم کا غلبہ ہوتا ہے اور اس پر بادشاہی کے اثرات کا غلبہ ہے اور اس کی بدبودار مٹی کی طرح جس پر بادشاہت کی دنیا کی فطرت کا غلبہ ہے۔ائمہ علیہم السلام سے بادشاہت کا ذکر نہیں کیا گیا اگرچہ ان کے ابتدائی اجسام اس سے ہیں کیونکہ وہ اس دنیا سے وابستہ نہیں تھے اور نہ ہی ان اجسام سے جمود اور ابدیت سے وابستہ تھے خواہ وہ فانی مخلوق میں ہی کیوں نہ ہوں۔وہ اس کے لوگوں میں نہیں ہیں جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے حدیث حفص بن غیاث میں بیان فرمایا: اے حفص! میں نے یہ دنیا میرے نزدیک مردہ جانور کے سوا کچھ نہیں اور اگر مجھے ایسا کرنے پر مجبور کیا جائے تو میں اس میں سے بہت کم کھاتا ہوں۔

https://www.shiabookspdf.com

جب وہ اس سے نکل جائیں تو اس سے اپنی دم کو مکمل طور پر جھاڑ دینے میں کوئی جرم نہیں ہے اور نہ ہی اس کا کوئی نشان ان کے پاس باقی ہے، بلکہ دنیائے اقتدار کی آمد سے ناصب اور کفر کے اماموں کا حصہ نہیں ہے ذکر کیا گیا ہے حالانکہ ان میں اس اور دیگر چیزوں سے احساس اور ادراک کا حصہ ہے کیونکہ وہ اس سے وابستہ نہیں ہیں یا اس پر بھروسہ نہیں کرتے ہیں اور اس وجہ سے آپ انہیں بیزار دیکھتے ہیں وہ علم و حکمت کی سماعت سے محروم ہو جاتے ہیں اور راز اور علم کو سمجھنا ان کے لیے بوجھل ہے اس لیے ان کے پاس وہ دنیا نہیں ہے۔

إِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ إِلَى الْمَاءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهِ وَمَا دُعَاءُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ

''ایسے ہی جیسے کوئی شخص اپنے دونوں ہاتھ پانی کی طرف پھیلائے ہوئے ہو کہ پانی (از خود) اس کے منہ تک پہنچ جائے حالانکہ وہ اس تک پہنچنے والا نہیں ہے اور کافروں کی دعا (اسی طرح) محض بے سود ہی ہے۔(الرعد:۱۴)۔''

نَسُوا اللَّهَ فَأَنْسَاهُمْ أَنْفُسَهُمْ

''جنہوں نے اللہ کو بھلا دیا تو اللہ نے انہیں خود فراموشی میں مبتلا کر دیا۔(الحشر:۱۹)۔''

بغیر کسی جرم کے ان سے اس دنیا کا حصہ چھین لیا گیا جب وہ زمین پر رہے اور اپنی خواہشات کی پیروی کر رہے تھے، چنانچہ جب قیامت کا دن آئے گا اور اللہ برے کو اچھے سے الگ کر دے گا، تو وہ جو دنیا کی فراوانی سے مغلوب ہو جائے گا۔ ظلم و ستم پر چڑھے گا اور جنت کی بلندی پر جائے گا اور قریب آنے والوں میں شامل ہو جائے گا اور جو بادشاہی کے آثار سے مغلوب ہو جائے گا وہ سلطنت کی طرف بڑھے گا اور جاری رہے گا۔ اہل حق، اور وہ وہی رہے جن کو بادشاہ نے غم، تباہی، ذلت اور آگ کے عذاب میں مبتلا کر دیا، کیونکہ موت نے اسے اپنے محبوبوں اور خواہشات سے جدا کر دیا۔

یہاں تک کہ اگر بدقسمت کسی اصل کی طرف منتقل ہو جائے جیسا کہ سلطنت کی اصل کی طرح ہے وہ اس کے نتیجے میں پیدا ہوں گے۔ تاہم، وہ اپنے ساتھ اس دنیا سے اپنے اعمال، اخلاق اور عقائد کی ایسی صورتیں لے جاتے ہیں جن سے انہیں الگ نہیں کیا جا سکتا، جس کی وجہ سے ان کو زہر اور مباشرت کے معاملات کی وجہ سے نقصان پہنچایا جاتا ہے اور عذاب دیا جاتا ہے۔

وَظِلٍّ مِنْ يَحْمُومٍ

''اور سیاہ دھوئیں کے سائے میں ہوں گے۔(الواقعہ:۴۳)۔''

اور سانپ اور بچھو کے ڈنک اور زہر سے اور سونا چاندی جو انہوں نے دنیاوی دنیا میں جمع کیا لیکن راہ خدا میں خرچ نہیں کیا اور اس نے ان کے دلوں میں اس کی محبت ڈال دی۔

https://www.shiabookspdf.com

فَتُكْوىٰ بِها جِباهُهُمْ وَ جُنُوبُهُمْ وَ ظُهُورُهُمْ هذا ما كَنَزْتُمْ لِأَنْفُسِكُمْ فَذُوقُوا ما كُنْتُمْ تَكْنِزُونَ

''اور اسی سے ان کی پیشانیاں اور پہلو اور پشتیں داغی جائیں گی (اور ان سے کہا جائے گا) یہ ہے وہ مال جو تم نے اپنے لیے ذخیرہ کر رکھا تھا، لہٰذا اب اسے چکھو جسے تم جمع کیا کرتے تھے۔(التوبہ:۳۵)۔''

جن معبودوں کو وہ خدا کے بجائے پوجتے ہیں جیسے پتھر، لکڑی، جانور یا دوسرے معبود جن کے بارے میں وہ مانتے ہیں کہ وہ ان کو فائدہ پہنچائیں گے لیکن جب ان کو بتایا جائے تو وہ ان کو نقصان پہنچاتے ہیں۔

إِنَّكُمْ وَ ما تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ

''بتحقیق تم اور تمہارے وہ معبود جنہیں تم اللہ کو چھوڑ کر پوجتے تھے جہنم کا ایندھن ہیں۔(الانبیاء:۹۸)۔''

عام طور پر انسان جس سے محبت کرتا ہے اس کے ساتھ ہوتا ہے اور وہ بدبخت اس سے محبت کرتا ہے کیونکہ یہ ایک دنیاوی لذت ہے جس کی کوئی حقیقت اور بنیاد نہیں ہے بلکہ یہ باطل کا لطف ہے۔ اگر قیامت کا دن آئے اور معاملات کی رکاوٹیں ظاہر ہو جائے گا، یہ ان کے لطف اندوزی کو روک دے گا اور یہ خالصتاً کچھ بھی نہیں رہے گا، اور وہ اس کی وجہ سے دکھ اٹھائیں گے اور اس دنیا میں واپس جانا چاہتے ہیں جو ان کا مانوس وطن ہے، کیونکہ وہ اس کے لوگوں میں سے ہیں، اس لیے وہ اہل دنیا میں سے نہیں ہیں دائمی پرورش کیونکہ وہ دنیا کی زندگی سے مطمئن تھے اور اس سے مطمئن تھے اس لیے اگر وہ اسے چھوڑ دیں گے تو ان کے اعمال کی وجہ سے جس نے ان کو گھیر رکھا ہے جہنم کی آگ میں اس کی جدائی سے عذاب میں مبتلا ہوں گے اور تمام گناہ اور خواہشات اس دنیاوی پرورش کے لطف اور محبت کی وجہ سے۔

جو بھی اس کے لوگوں میں سے ہے اسے اس کے چھوڑنے کی سزا ضرور ملے گی اور جو اس کے لوگوں میں سے نہیں ہے وہ اس میں مبتلا ہوگا اور اس کے ارتکاب میں اللہ تعالیٰ کے خوف اور خوف کے ساتھ اس کا ارتکاب کرے گا تو اس میں کوئی جرم نہیں ہے کہ اسے پچھتاوا ہو۔ اس کا ارتکاب اگر وہ اپنے ہوش میں آئے۔

وَلَوْ رُدُّوا لَعادُوا لِما نُهُوا عَنْهُ

اور اگر انہیں واپس بھیج بھی دیا جائے تو یہ پھر وہی کریں گے جس سے انہیں منع کیا گیا ہے۔(الانعام:۲۸)

خوش رہنے والے صرف عذاب میں ہی رہیں گے اور ان کے لیے ان کی برائی کی وجہ سے عذاب سخت نہیں ہوگا، کیونکہ انہوں نے اپنے دلوں میں نفرت اور اپنے رب کے خوف سے اس کا ارتکاب کیا ہے کیونکہ وہ اس کے لوگوں میں سے نہیں تھے اور نہ ہی۔ ہمیشہ ان کے لیے آسانیاں پیدا کرو، کیونکہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کے پاس صرف وہی ہوتا ہے جو اس کی نیت ہوتی ہے، اور وہ صرف وہی نیت کرتا ہے جو اس کی فطرت

https://www.shiabookspdf.com

کے مطابق ہو اور جو اس کی فطرت کا تقاضا ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

قُلْ كُلٌّ يَعْمَلُ عَلَى شَاكِلَتِهِ

کہہ دیجئے کہ ہر شخص اپنے مزاج وطبیعت کے مطابق عمل کرتا ہے۔(الاسراء:۸۴)

یہی وجہ ہے کہ حدیث میں آیا ہے کہ جنت اور جہنم دونوں ہمیشہ اسی میں رہیں گے جس میں وہ اپنی نیت کے مطابق رہیں گے اور بعض خوش نصیب لوگ اس دنیا سے رخصت ہوتے وقت اذیت کا شکار ہوں گے کیونکہ ان کے اندر جو کچھ ملا ہوا تھا اس کو بدبختوں کی فطرت سے الگ کرنے کا، جس سے وہ تھوڑی دیر کے لیے مانوس ہو گئے اور جب تک وہ اس دنیا میں رہے اس کے شکار رہنے کی وجہ سے اس کے عادی ہو گئے۔

شیخ صدوقؒ نے اپنی کتاب اعتقادات میں مرسلاً روایت نقل کی ہے کہ نار میں توحید والوں میں سے کسی کو کوئی تکلیف نہیں پہنچتی اگر وہ اس میں داخل ہوں بلکہ ان کو اس سے باہر نکلنے پر تکلیف پہنچتی ہے اس لیے یہ تکلیفیں ان کے ہاتھوں کی کمائی کا بدلہ ہیں اور اللہ اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند حسن ہے۔ [1]

17/1659 الکافی،۱/۴۴۳/۱۵/۱ العدة عن أحمد عَنِ اِبْنِ فَضَّالٍ عَنْ أَبِي جَمِيلَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ اَلْحَلَبِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ قَالَ: إِنَّ اَللَّهَ مَثَّلَ لِي أُمَّتِي فِي اَلطِّينِ وَ عَلَّمَنِي أَسْمَاءَهُمْ كَمَا (عَلَّمَ آدَمَ اَلْأَسْمٰاءَ كُلَّهٰا) فَمَرَّ بِي أَصْحَابُ اَلرَّايَاتِ فَاسْتَغْفَرْتُ لِعَلِيٍّ وَ شِيعَتِهِ إِنَّ رَبِّي وَعَدَنِي فِي شِيعَةِ عَلِيٍّ خَصْلَةً قِيلَ يَا رَسُولَ اَللَّهِ وَ مَا هِيَ قَالَ اَلْمَغْفِرَةُ لِمَنْ آمَنَ مِنْهُمْ وَ أَنْ لاَ يُغَادِرَ مِنْهُمْ (صَغِيرَةً وَلاَ كَبِيرَةً) وَلَهُمْ تَبَدُّلُ اَلسَّيِّئَاتِ حَسَنَاتٍ۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میری اُمت کو مٹی میں میرے لیے تمثیل بنا کر میرے سامنے پیش کیا اور مجھے ان کے ناموں کی ایسے تعلیم دی جیسے حضرت آدم علیہ السلام کو اسماء کی تعلیم دی تھی۔ پس میرے قریب سے پرچموں والے گزرے تو میں نے علی علیہ السلام اور اس کے شیعوں کے لیے اللہ سے مغفرت طلب کی۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے علی علیہ السلام کے شیعوں کے بارے میں مجھ سے ایک وعدہ کیا ہے۔

آپؐ سے عرض کیا گیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! وہ کون سا وعدہ ہے؟

آپؐ نے فرمایا: ان میں سے جو بھی ایمان پر ثابت رہے گا، اللہ ان کو بخش دے گا۔ اللہ تعالیٰ ان کے تمام گناہ

[1] مرآۃ العقول: ۷/ ۲۴؛ البراھین الواضحہ: ۲/ ۲۳

معاف کردے گا خواہ وہ چھوٹے ہوں یا بڑے اور ان کی برائیوں کو نیکیوں میں تبدیل کردے گا۔۔[1]

بیان:

قد تبین معنی تمثیلهم له فی الطین مما قدمناه و فی تشبیه تعلیمه الأسماء بتعلیم آدم إیاها إیماء إلی أن المراد بالأسماء فی الآیة أسماء أولیاء الله و أعدائه کما ورد فی إحدی الروایتین و فی الأخری أن المراد بها أسماء الموجودات کلها و لکل منهما وجه و أصحاب الرایات رؤساء الأدیان المختلفة و المراد بالمغفرة لمن آمن منهم المغفرة بمجرد الإیمان و یؤیده الأخبار السابقة فی هذا الباب و تبدل السیئات یزید التأیید

❂ بیشک مٹی کے بارے میں اسکے لئے ان کی تمثیل کا معنی بیان کیا گیا ہے جیسا کہ پہلے مقدم ہو چکا ہے اور اسماء کی تعلیم مشابہ ہے آدم علیہ السلام کی تعلیم کے ساتھ اور بیشک آیت میں اسماء سے مراد اللہ تعالیٰ کے دوستوں اور اس کے دشمنوں کے اسماء میں جیسا کہ دونوں روایتوں میں سے ایک روایت میں وارد ہوا ہے اور دوسری روایت میں اس سے مراد تمام موجودات کے اسمآء میں اور ان دونوں میں سے یہ ایک کے لیے ایک توجیہ ہے اور اصحاب الرائے اور اوسآء ادیان مختلف ہیں اور ان میں سے جو مومن ہیں ان کے لیے مغفرت سے مراد فقط ایمان کے ساتھ مغفرت ہے اور اس کی تائید اس باب میں سابقہ احادیث سے ہوتی ہے اور گناہوں کی تبدیلی تائید میں اضافہ کرتی ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق ہے کیونکہ ابو جمیلہ تفسیر قمی اور کامل الزیارات کا راوی ہے۔نیز یہ کہ قاعدہ توثیق بنوفضال کے تحت بھی حدیث کی توثیق ہوتی ہے۔نیز یہ کہ اس کی دوسری سند شیخ الصفار نے ذکر کی ہے جو حسن کالصحیح ہے۔(واللہ اعلم)

18/1660 الکافی،۱/۴۴۴/۱۶/۱ علی عَنْ أَبِیهِ عَنِ اَلْحَسَنِ بْنِ سَیْفٍ عَنْ أَبِیهِ عَمَّنْ ذَکَرَهُ عَنْ أَبِی عَبْدِ اَللَّهِ عَلَیْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: خَطَبَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّی اَللَّهُ عَلَیْهِ وَ آلِهِ اَلنَّاسَ ثُمَّ رَفَعَ یَدَهُ اَلْیُمْنَی قَابِضاً عَلَی کَفِّهِ ثُمَّ قَالَ أَ تَدْرُونَ أَیُّهَا اَلنَّاسُ مَا فِی کَفِّی قَالُوا اَللَّهُ وَ رَسُولُهُ أَعْلَمُ فَقَالَ فِیهَا

---

[1] بصائر الدرجات:۱/ ۸۳ و۸۵؛مختصر البصائر:۴۰۶؛تفسیر البرہان:۴/ ۱۵۱؛بحار الانوار:۱۷/ ۱۵۳و۶۵/ ۲۴؛تفسیر کنز الدقائق:۹/ ۴۳۱؛تاویل الآیات:۳۷۳

[2] مرآۃ العقول:۵/ ۲۱۲

https://www.shiabookspdf.com

أَسْمَاءُ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَ أَسْمَاءُ آبَائِهِمْ وَ قَبَائِلِهِمْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ثُمَّ رَفَعَ يَدَهُ الشِّمَالَ فَقَالَ أَيُّهَا النَّاسُ أَ تَدْرُونَ مَا فِي كَفِّي قَالُوا اللَّهُ وَ رَسُولُهُ أَعْلَمُ فَقَالَ أَسْمَاءُ أَهْلِ النَّارِ وَ أَسْمَاءُ آبَائِهِمْ وَ قَبَائِلِهِمْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ثُمَّ قَالَ حَكَمَ اللَّهُ وَ عَدَلَ حَكَمَ اللَّهُ وَ عَدَلَ (فَرِيقٌ فِي الْجَنَّةِ وَ فَرِيقٌ فِي السَّعِيرِ).

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں میں خطبہ بیان کیا، پھر اپنا داہنا ہاتھ اُٹھایا درآنحالیکہ مٹھی آپؐ کی بند تھی اور لوگوں سے فرمایا: بتاؤ اس میں کیا ہے؟

انہوں نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہتر جانتے ہیں۔

آپؐ نے فرمایا: اس میں اہل جنت کے، ان کے آباد و اجداد کے اور ان کے قبیلوں کے قیامت تک کے نام ہیں۔

پھر بایاں ہاتھ اسی طرح اٹھایا اور پوچھا: بتاؤ اس میں کیا ہے؟

انہوں نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہتر علم ہے۔

آپؐ نے فرمایا: یہ نام دوزخیوں کے، ان کے آباء کے اور ان کے قبائل کے ہی علیہ السلام جو قیامت تک ہونے والے ہیں۔

پھر فرمایا: اللہ نے حکم دیا ہے اور انصاف سے دیا ہے اور اللہ کا حکم انصاف ہے۔ وہ فرماتا ہے: ''ایک فریق جنت میں ہوگا اور ایک فریق دوزخ میں۔ (الشوری: ۷)۔''[1]

بیان:

لما كان نجاة الناجين من الأمة و هلاك الهالكين منهم مسببين عن رسالته ص و بها صار أحد الفريقين من أصحاب اليمين و الآخر من أصحاب الشمال جاز التعبير عن هذا المعنى كون أسمائهما في كفيه المباركتين و أما عدل الله في هذا الحكم فقد تبين مما أسلفناه

امت میں سے نجات پانے والوں کی نجات اور ہلاک ہونے والوں کی ہلاکت آپؐ کی رسالت کے سبب سے ہے اور اس کے ساتھ دوفرقے قرار پائے اصحاب الیمین اور دوسرا اصحاب الشمال، لہٰذا اس معنی کی یہ تعبیر جائز ہے اور بہرحال! اس حکم میں اللہ تعالیٰ کا عدل ہے جس کو پہلے بیان کیا جاچکا ہے۔

[1] بصائر الدرجات: ۱ / ۸۳ و ۸۵؛ مختصر البصائر: ۳۰۶؛ تفسیر البرہان: ۴ / ۱۵۱؛ بحار الانوار: ۱۷ / ۱۵۳ و ۶۵ / ۲۴؛ تفسیر کنز الدقائق: ۹ / ۳۴۱؛ تاویل آلایات: ۳۷۹

تحقیق اسناد:

حدیث مرسل ہے۔[1] اور اس کی دوسری سند جو بصائر الدرجات میں ہے وہ مجہول ہے۔ (واللہ اعلم)۔

۲۔ باب أن الفطرة علی التوحید

باب: یہ کہ فطرت توحید پر ہے

1/1661 الکافی، ۲/۱/۱۲/۲ الثلاثة عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: قُلْتُ [له] (فِطْرَتَ اَللّٰهِ اَلَّتِي فَطَرَ اَلنّٰاسَ عَلَيْهٰا) قَالَ اَلتَّوْحِيدُ.

ہشام بن سالم سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے خدا کے قول: "اللہ کی وہ فطرت جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے۔ (الروم: ۳۰)۔" کے بارے میں عرض کیا تو آپ نے فرمایا: اس سے مراد توحید ہے۔[2]

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے[3] یا پھر حدیث حسن ہے[4] اور میرے نزدیک حدیث صحیح ہے۔ (واللہ اعلم)

2/1662 الکافی، ۱/۳/۱۳/۲ علی عَنْ أَبِيهِ عَنِ اِبْنِ فَضَّالٍ عَنِ اِبْنِ أَبِي جَمِيلَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ اَلْحَلَبِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : فِي قَوْلِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (فِطْرَتَ اَللّٰهِ اَلَّتِي فَطَرَ اَلنّٰاسَ عَلَيْهٰا) قَالَ فَطَرَهُمْ عَلَى اَلتَّوْحِيدِ.

محمد حلبی سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے خدا کے قول: "اللہ کی فطرت ہے جس پر اس نے لوگوں کو خلق کیا ہے۔ (الروم: ۳۰)۔" کے بارے میں فرمایا: اس سے مراد توحید پر ان کی فطرت ہے۔[5]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے[6] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ ابو جمیلہ تفسیر قمی اور کامل الزیارات

---

[1] مرآۃ العقول: ۵ / ۲۱۴

[2] التوحید: ۳۲۸؛ امالی طوسی: ۲۶۰؛ الفصول المہمہ: ۱ / ۳۲۵؛ اثبات الہداۃ: ۱ / ۶۷؛ تفسیر البرہان: ۴ / ۳۴۱؛ بحار الانوار: ۳ / ۲۷۷ و ۵ / ۲۲۳؛ تفسیر نور الثقلین: ۴ / ۱۸۲؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۰ / ۱۹۷

[3] گوناگون قصدھای کوتاہ و آموزندہ محسنی: ۱ / ۱۱۲

[4] مرآۃ العقول: ۷ / ۵۴

[5] التوحید: ۳۲۹؛ تفسیر البرہان: ۴ / ۳۴۲؛ بحار الانوار: ۳ / ۲۷۷؛ تفسیر نور الثقلین: ۴ / ۱۸۳؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۰ / ۱۹۷

[6] مرآۃ العقول: ۷ / ۶۴

کاروائی ہے اور ثقہ ہے [1] نیز یہ کہ سند میں ابن فضال موجود ہے جو خود توثیق ہی کا ایک قرینہ ہے۔ (واللہ اعلم)

3/1663 الکافی، ۲/۱۲/۳/۲ محمد عن أحمد عن السراد عَنْ عَلِيِّ بْنِ رِئَابٍ عَنْ زُرَارَةَ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَنْ قَوْلِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (فِطْرَتَ اَللّٰهِ اَلَّتِي فَطَرَ اَلنّٰاسَ عَلَيْهٰا) قَالَ فَطَرَهُمْ جَمِيعاً عَلَى اَلتَّوْحِيدِ.

زرارہ سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے قول: ''اللہ کی فطرت ہے جس پر اس نے لوگوں کو خلق کیا ہے۔ (الروم: ۳۰)۔'' کے بارے میں پوچھا تو آپؑ نے فرمایا: اس سے مراد ہے کہ ان سب کی فطرت توحید پر ہے۔ [2]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے۔ [3]

4/1664 الکافی، ۲/۱۲/۲/۱ علی عن العبیدی عَنْ يُونُسَ عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنْ قَوْلِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (فِطْرَتَ اَللّٰهِ اَلَّتِي فَطَرَ اَلنّٰاسَ عَلَيْهٰا) مَا تِلْكَ اَلْفِطْرَةُ قَالَ هِيَ اَلْإِسْلاَمُ فَطَرَهُمُ اَللَّهُ حِينَ أَخَذَ مِيثَاقَهُمْ عَلَى اَلتَّوْحِيدِ قَالَ (أَ لَسْتُ بِرَبِّكُمْ) وَ فِيهِ اَلْمُؤْمِنُ وَ اَلْكَافِرُ.

عبداللہ بن سنان سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے خدا کے قول: ''اللہ کی فطرت ہے جس پر اس نے لوگوں کو خلق کیا ہے۔ (الروم: ۳۰)۔''

کے بارے میں پوچھا کہ اس فطرت سے کیا مراد ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اس سے مراد اسلام ہے جس پر اللہ نے سب کو قرار دیا جب اس نے ان سے توحید پر میثاق لیا اور فرمایا: ''کیا میں تمھارا رب نہیں؟ (الاعراف: ۱۷۲)۔'' اور اس میں کچھ مومن ہو گئے اور کچھ کافر ہو گئے۔ [4]

---

[1] المفید من معجم رجال الحدیث: ۷۲۶

[2] المحاسن: ۱/ ۲۴۱؛ التوحید: ۳۲۹؛ تفسیر البرہان: ۴/ ۳۴۲؛ بحار الانوار: ۳/ ۲۷۸؛ تفسیر نور الثقلین: ۴/ ۱۸۲؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۰/ ۱۹۷

[3] مراۃ العقول: ۷/ ۵۷؛ احکام مرتد از دیدگاہ اسلام و حقوق بشر: ۲۲۴

[4] التوحید: ۳۲۹؛ مختصر البصائر: ۳۹۵؛ الفصول المہمہ: ۱/ ۲۲۳؛ تفسیر البرہان: ۲/ ۶۰۷ و ۴/ ۳۴۱؛ بحار الانوار: ۳/ ۲۷۸؛ تفسیر نور الثقلین: ۲/ ۹۵ و ۴/ ۱۸۲؛ تفسیر کنز الدقائق: ۵/ ۲۳۲ و ۱۰/ ۱۹۷

https://www.shiabookspdf.com

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے۔ ①

5/1665 الکافی ۱/۴/۱۲/۲ الثلاثة عَنِ اِبْنِ أُذَيْنَةَ عَنْ زُرَارَةَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنْ قَوْلِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (حُنَفٰاءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِينَ بِهِ) قَالَ اَلْحَنِيفِيَّةُ مِنَ اَلْفِطْرَةِ اَلَّتِي فَطَرَ اَللَّهُ (اَلنّٰاسَ عَلَيْهٰا لاٰ تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اَللّٰهِ) قَالَ فَطَرَهُمْ عَلَى اَلْمَعْرِفَةِ بِهِ قَالَ زُرَارَةُ وَ سَأَلْتُهُ عَنْ قَوْلِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (وَ إِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَ أَشْهَدَهُمْ عَلىٰ أَنْفُسِهِمْ أَ لَسْتُ بِرَبِّكُمْ قٰالُوا بَلىٰ) اَلْآيَةَ قَالَ أَخْرَجَ مِنْ ظَهْرِ آدَمَ ذُرِّيَّتَهُ إِلَى يَوْمِ اَلْقِيَامَةِ فَخَرَجُوا كَالذَّرِّ فَعَرَّفَهُمْ وَ أَرَاهُمْ نَفْسَهُ وَ لَوْ لاَ ذَلِكَ لَمْ يَعْرِفْ أَحَدٌ رَبَّهُ وَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ كُلُّ مَوْلُودٍ يُولَدُ عَلَى اَلْفِطْرَةِ يَعْنِي اَلْمَعْرِفَةَ بِأَنَّ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ خَالِقُهُ كَذَلِكَ قَوْلُهُ (وَ لَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ اَلسَّمٰاوٰاتِ وَ اَلْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ اَللّٰهُ) ۔

زرارہ سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے خدا کے اس قول: ”صرف ایک اللہ کی طرف یکسو ہو جاو اور اس کے ساتھ شرک نہ کرو۔ (الحج: ۳۱)“ کے بارے میں پوچھا تو آپؑ نے فرمایا: فطرت میں حنیفیت مراد ہے اور یہ وہی فطرت ہے جس کو اللہ نے قرار دیا ہے ”لوگ اسی پر ہیں اور اللہ کی خلقت میں کوئی تبدیلی رُونما نہیں۔ (الروم: ۳۰)“۔

آپؑ نے فرمایا: اس کے ذریعے اس نے ان کو معرفت پر قرار دیا ہے۔

زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپؑ سے خدا کے قول: ”آپؐ کے ربّ نے اولادِ آدم کی پشتوں سے ان کی نسل کو نکالا تھا اور ان پر خود انہیں گواہ بنا کر پوچھا تھا: کیا میں تمھارا ربّ نہیں ہوں؟ سب نے کہا: کیوں نہیں۔ (الاعراف: ۱۷۲)“ کے بارے میں پوچھا تو آپؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی پشت سے آپؑ کی قیامت تک ہونے والی اولاد کو باہر نکالا۔ پس وہ ذرات کی مانند نکلے تو اللہ نے ان کو اپنی معرفت عطا کی اور ان کو یہ شعور دیا کہ وہ کون ہیں اور ان کو اپنے حضور پیش کیا۔ پس اگر یہ نہ ہوتا تو کوئی بھی اس کی معرفت نہ رکھتا۔

پھر آپؑ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہر مولود فطرت پر پیدا ہوتا ہے یعنی وہ اپنے خالق کی معرفت

① مرآۃ العقول: ۷/۵۶؛ مستند الشیعہ: ۱۸/۲۹؛ صراط الحق محسنی: ۲/۲۵۶؛ گوہا گون قصہ ہای کوتاہ وآموزندہ محسنی: ۱/۱۱۲؛ شرعہ بحار الانوار: ۱/۱۱۲

https://www.shiabookspdf.com

پر پیدا ہوتا ہے۔اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اگر آپ ان سے سوال کریں کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے خلق کیا ہے تو وہ ضرور جواب دیں گے: اللہ نے۔(لقمان:۲۵)۔"①

بیان:

الدليل على ذلك ما نرى أن الناس يتوكلون بحسب الجبلة على الله و يتوجهون توجها غريزيا إلى مسبب الأسباب و مسهل الأمور الصعاب و إن لم يتفطنوا لذلك و يشهد لهذا قول الله عز و جل قُلْ أَرَأَيْتَكُمْ إِنْ أَتاكُمْ عَذابُ اللهِ أَوْ أَتَتْكُمُ السَّاعَةُ أَغَيْرَ اللهِ تَدْعُونَ إِنْ كُنْتُمْ صادِقِينَ [1] بل إياه تدعون فيكشف ما تدعون إليه إن شاء و تنسون ما تشركون و في تفسير مولانا العسكري ع أنه سئل مولانا الصادق ع عن الله فقال للسائل يا عبد الله هل ركبت سفينة قط قال بلى قال فهل كسرت بك حيث لا سفينة تنجيك و لا سباحة تغنيك قال بلى قال فهل تعلق قلبك هناك أن شيئا من الأشياء قادر على أن يخلصك من ورطتك قال بلى۔ قال الصادق ع فذلك الشيء هو الله القادر على الإنجاء حين لا منجي و على الإغاثة حين لا مغيث و لهذا جعلت الناس معذورين في تركهم اكتساب المعرفة بالله عز و جل متروكين على ما فطروا عليه مرضيا عنهم بمجرد الإقرار بالقول و لم يكلفوا الاستدلالات العلمية في ذلك و إنما التعمق لزيادة البصيرة و لطائفة مخصوصة و أما الاستدلال فللرد على أهل الضلال ثم إن أفهام الناس و عقولهم متفاوتة في قبول مراتب العرفان و تحصيل الاطمئنان كما و كيفا شدة و ضعفا سرعة و بطءا حالا و علما و كشفا و عيانا و إن كان أصل المعرفة فطريا إما ضروريا أو يهتدي إليه بأدنى تنبيه فلكل طريقة هداه الله عز و جل إليها إن كان من أهل الهداية و الطرق إلى الله بعدد أنفاس الخلائق و هم درجات عند الله يَرْفَعِ اللهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجاتٍ [2] قال بعض المنسوبين إلى العلم اعلم أن أظهر الموجودات و أجلاها هو الله عز و جل فكان هذا يقتضي أن يكون معرفته أول المعارف و أسبقها إلى الأفهام و أسهلها على العقول و نرى الأمر بالضد من ذلك فلا بد من بيان السبب فيه و إنما قلنا أن أظهر الموجودات و أجلاها هو الله تعالى لمعنى لا نفهمه إلا بمثال و هو أنا إذا رأينا إنسانا يكتب أو يخيط مثلا كان كونه حيا من أظهر

① تفسیر البرہان: ۲/ ۴۰۶ و ۴/ ۳۴۲ و ۱۲؛ بحار الانوار: ۶۴/ ۵ ۱۳؛ تفسیر نور الثقلین: ۴/ ۱۸۶؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۰/ ۲۰۱؛ مختصر البصائر: ۳۹۹؛ التوحید: ۳۳۰

https://www.shiabookspdf.com

الموجودات فحياته و علمه و قدرته للخياطة أجلى عندنا من سائر صفاته الظاهرة و الباطنة إذ صفاته الباطنة كشهوته و غضبه و خلقه و صحته و مرضه و كل ذلك لا نعرفه و صفاته الظاهرة لا نعرف بعضها و بعضها نشك فيه كمقدار طوله و اختلاف لون بشرته و غير ذلك من صفاته أما حياته و قدرته و إرادته و علمه و كونه حيوانا فإنه جلى عندنا من غير أن يتعلق حس البصر بحياته و قدرته و إرادته فإن هذه الصفات لا تحس بشیء من الحواس الخمس ثم لا يمكن أن نعرف حياته و قدرته و إرادته إلا بخياطته و حركته فلو نظرنا إلى كل ما فی العالم سواه لم نعرف به صفاته فما عليه إلا دليل واحد و هو مع ذلك جلی واضح و وجود الله و قدرته و علمه و سائر صفاته يشهد له بالضرورة كل ما نشاهده و ندركه بالحواس الظاهرة و الباطنة من حجر و مدر و نبات و شجر و حيوان و سماء و أرض و كوكب و بر و بحر و نار و هواء و جوهر و عرض و الأول شاهد عليه أنفسنا و أجسامنا و أصنافنا و تقلب أحوالنا و تغير قلوبنا و جميع أطوارنا فی حركاتنا و سكناتنا و أظهر الأشياء فی علمنا أنفسنا ثم محسوساتنا بالحواس الخمس ثم مدركاتنا بالبصيرة و العقل و كل واحد من هذه المدركات له مدرك واحد و شاهد واحد و دليل واحد و جميع ما فی العالم شواهد ناطقة و أدلة شاهدة بوجود خالقها و مدبرها و مصرفها و محركها و دالة على علمه و قدرته و لطفه و حكمته و الموجودات المدركة لا حصر لها فإن كان حياة الكاتب ظاهرة عندنا و ليس يشهد له إلا شاهد واحد و هو ما أحسسنا من حركة يده فكيف لا يظهر عندنا من لا يتصور فی الوجود شیء داخل نفوسنا و خارجها إلا و هو شاهد عليه و على عظمته و جلاله إذ كل ذرة فإنها تنادی بلسان حالها أنه ليس وجودها بنفسها و لا حركتها بذاتها و إنما تحتاج إلى موجد و محرك لها يشهد بذلك أولا تركيب أعضائنا و ائتلاف عظامنا و لحومنا و أعصابنا و نبات شعورنا و تشكل أطرافنا و سائر أجزائنا الظاهرة و الباطنة فإنا نعلم أنها لم تأتلف بنفسها كما نعلم أن يد الكاتب لم تتحرك بنفسها و لكن لما لم يبق فی الوجود مدرك و محسوس و معقول و حاضر و غائب إلا و هو شاهد و معرف عظم ظهوره فانبهرت العقول و دهشت عن إدراكه فإذن ما يقصر عن فهمه عقولنا له سببان أحدهما خفاؤه فی نفسه و غموضه و ذلك لا يخفى مثاله و الآخر ما يتناهى وضوحه و هذا كما أن الخفاش يبصر بالليل و لا يبصر بالنهار لا لخفاء النهار و استتاره و لكن لشدة ظهوره فإن بصر الخفاش ضعيف يبهره نور الشمس إذا أشرق فيكون قوة ظهوره مع ضعف بصره سببا لامتناع إبصاره فلا يرى شيئا إلا

https://www.shiabookspdf.com

إذا امتزج الظلام بالضوء و ضعف ظهوره فكذلك عقولنا ضعيفة و جمال الحضرة الإلهية فى نهاية الإشراق و الاستنارة و فى غاية الاستغراق و الشمول حتى لا يشذ عن ظهوره ذرة من ملكوت السماوات و الأرض فصار ظهوره سبب خفائه فسبحان من احتجب بإشراق نوره و اختفى عن البصائر و الأبصار بظهوره و لا يتعجب من اختفاء ذلك بسبب الظهور فإن الأشياء تستبان بأضدادها و ما عم وجوده حتى لا ضد له عسر إدراكه فلو اختلف الأشياء فدل بعضها دون البعض أدركت التفرقة على قرب و لما اشتركت فى الدلالة على نسق واحد أشكل الأمر و مثاله نور الشمس المشرق على الأرض فإنا نعلم أنه عرض من الأعراض يحدث فى الأرض و يزول عند غيبة الشمس فلو كانت الشمس دائمة الإشراق لا غروب لها لكنا نظن أن لا هيئة فى الأجسام إلا ألوانها و هى السواد و البياض و غيرها فإنا لا نشاهد فى الأسود إلا السواد و فى الأبيض إلا البياض فأما الضوء فلا ندركه وحده لكن لما غابت الشمس و أظلمت المواضع أدركت تفرقة بين الحالتين فعلمنا أن الأجسام كانت قد استضاءت بضوء و اتصفت بصفة فارقتها عند الغروب فعرفنا وجود النور بعدمه و ما كنا نطلع عليه لو لا عدمه إلا بعسر شديد و ذلك لمشاهدتنا الأجسام متشابهة غير مختلفة فى الظلام و النور هذا مع أن النور أظهر المحسوسات إذ به يدرك سائر المحسوسات فما هو ظاهر فى نفسه و هو مظهر لغيره انظر كيف تصور استبهام أمره بسبب ظهوره لو لا طريان ضده فإذن الرب تعالى هو أظهر الأمور و به ظهرت الأشياء كلها و لو كان له عدم أو غيبة أو تغير لانهدمت السماوات و الأرض و بطل الملك و الملكوت و لأدركت التفرقة بين الحالتين و لو كان بعض الأشياء موجودا به و بعضها موجودا بغيره لأدركت التفرقة بين الشيئين فى الدلالة و لكن دلالته عامة فى الأشياء على نسق واحد و وجوده دائم فى الأحوال يستحيل خلافه فلا جرم أورث شدة الظهور خفاء فهذا هو السبب فى قصور الأفهام و أما من قويت بصيرته و لم تضعف منته فإنه فى حال اعتدال أمره لا يرى إلا الله و أفعاله و أفعاله أثر من آثار قدرته فهى تابعة له فلا وجود لها بالحقيقة و إنما الوجود للواحد الحق الذى به وجود الأفعال كلها و من هذا حاله فلا ينظر فى شىء من الأفعال إلا و يرى فيه الفاعل و يذهل عن الفعل من حيث أنه سماء و أرض و حيوان و شجر بل ينظر فيه من حيث أنه صنع فلا يكون نظره مجاوزا له إلى غيره كمن نظر فى شعر إنسان أو خطه أو تصنيفه و رأى فيه الشاعر و المصنف و رأى آثاره من حيث هى آثاره لا من حيث أنها حبر و عفص و زاج مرقوم على

https://www.shiabookspdf.com

بیاض فلا یکون قد نظر إلی غیر المصنف فکل العالم تصنیف الله تعالی فمن نظر إلیها من حیث أنها فعل الله عز و جل و عرفها من حیث أنها فعل الله و أحبها من حیث أنها فعل الله لم یکن ناظرا إلا فی الله و لا عارفا إلا بالله و لا محبا إلا لله و کان هو الموحد الحق الذی لا یری إلا الله بل لا ینظر إلی نفسه من حیث نفسه بل من حیث هو عبد الله فهذا هو الذی یقال فیه أنه فنی فی التوحید و أنه فنی من نفسه و إلیه الإشارة بقول من قال کنا بنا ففنینا عنا فبقینا بلا نحن فهذه أمور معلومة عند ذوی البصائر أشکلت لضعف الأفهام عن درکها و قصور قدرة العلماء عن إیضاحها و بیانها بعبارة مفهمة موصلة للغرض إلی الأفهام و لاشتغالهم بأنفسهم و اعتقادهم أن بیان ذلک لغیرهم مما لا یعنیهم فهذا هو السبب فی قصور الأفهام عن معرفة الله تعالی و انضم إلیه أن المدرکات کلها التی هی شاهدة علی الله إنما یدرکها الإنسان فی الصبی عند فقد العقل قلیلا قلیلا و هو مستغرق الهم بشهواته و قد أنس بمدرکاته و محسوساته و ألفها فسقط وقعها عن قلبه بطول الأنس و لذلک إذا رأی علی سبیل الفجأة حیوانا غریبا أو فعلا من أفعال الله خارقا للعادة عجیبا انطلق لسانه بالمعرفة طبعا فقال سبحان الله و هو یری طول النهار نفسه و أعضاءه و سائر الحیوانات المألوفة و کلها شواهد قاطعة و لا یحس بشهادتها لطول الأنس بها و لو فرض أکمه بلغ عاقلا ثم انقشعت غشاوة عن عینه فامتد بصره إلی السماء و الأرض و الأشجار و النبات و الحیوان دفعة واحدة علی سبیل الفجأة یخاف علی عقله أن ینبهر لعظم تعجبه من شهادة هذه العجائب علی خالقها فهذا و أمثاله من الأسباب مع الانهماک فی الشهوات هی التی سدت علی الخلق سبیل الاستضاءة بأنوار المعرفة و السباحة فی بحارها الواسعة و الجلیات إذا صارت مطلوبة صارت معتاصة فهذا سر الأمر فلیتحقق و لذلک قیل

لقد ظهرت فلا تخفی علی أحد. إلا علی أکمه لا یعرف القمرا.
لکن بطنت بما أظهرت محتجبا. و کیف یعرف من بالعرف استترا.

أقول و فی کلام سید الشهداء أبی عبد الله الحسین صلوات الله علی جده و أبیه و أمه و أخیه و علیه و علی بنیه ما یرشدک إلی هذا العیان بل یغنیک عن هذا البیان

حیث قال فی دعاء عرفة کیف یستدل علیک بما هو فی وجوده مفتقر إلیک أ یکون لغیرک من الظهور ما لیس لک حتی یکون هو المظهر لک متی غبت حتی تحتاج إلی دلیل یدل علیک و متی

https://www.shiabookspdf.com

بعدت حتی تکون الآثار هی التی توصل إلیك عمیت عین لا تراك ولا تزال علیها رقیبا و خسرت صفقة عبد لم تجعل له من حبك نصیبا و قال أیضا تعرفت لکل شیء فما جهلك شیء۔ و قال تعرفت إلیّ فی کل شیء فرأیتك ظاهرا فی کل شیء فأنت الظاهر لکل شیء

اس پر دلیل وہ ہے جو ہم نے دیکھی کہ لوگ اپنی فطرت کے مطابق اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہیں اور وہ مسبب الاسباب اور مشکل امور کو آسان بنانے والے کی طرف متوجہ ہوتے ہیں خواہ انہیں اس بات کا احساس نہ ہو اور اس کے لیئے اللہ تعالیٰ کا فرمان گواہی دے رہا ہے:

قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ اَغَيْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ ۚ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۴۰﴾ بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ اِنْ شَآءَ وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُوْنَ

کہہ دیجئے: یہ تو بتاؤ کہ اگر تم پر اللہ کا عذاب آ جائے یا قیامت آ جائے تو کیا تم (اس وقت) اللہ کے سوا کسی اور کو پکارو گے؟ (بتاؤ) اگر تم سچے ہو (۴۰) بلکہ (اس وقت) تم اللہ ہی کو پکارو گے اور اگر اللہ چاہے تو یہ مصیبت تم سے ٹال دے گا جس کے لیے تم اسے پکارتے تھے اور جنہیں تم نے شریک بنا رکھا ہے اس وقت انہیں تم بھول جاؤ گے۔ (سورہ الانعام آیہ ۴۰، ۴۱)

ہمارے آقا و مولا امام حسن عسکری علیہ السلام کی تفسیر میں منقول ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے وجود کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپؑ نے سوال کرنے والے سے ارشاد فرمایا: کیا تو کبھی کشتی میں سوار ہوا ہے؟

اس نے عرض کیا: ہاں جی!

آپؑ نے فرمایا: کیا کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ تیری وجہ سے وہ کشتی ٹوٹ گئی ہو اور اس وقت کو اور کشتی نہ ہو جو تیری نجات کا ذریعہ قرار پائے؟

اس نے عرض کیا: ہاں جی!

آپؑ نے فرمایا: پس اس وقت تیرا دل اشیاء میں سے کسی ایسی شیء کی طرف راغب ہوا ہو جو تجھے اس مشکل گھڑی سے نجات دے؟

اس نے عرض کیا: ہاں جی!

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: پاوہ شیء اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جو اس وقت تجھے نجات دینے پر قادر ہو جب تجھے نجات دینے والا اور کوئی نہ ہو اور اس وقت وہ تیرا فریادرس ثابت ہوتا ہے جب کوئی تیری فریاد سننے والا نہ ہو اسی وجہ سے میں نے لوگوں کو خدائے بزرگ و برتر کا علم حاصل کرنے سے دستبردار ہونے کا بہانہ بناتے پایا اور

ان کی عقلیں علم کے درجات کو قبول کرنے اور اطمینان حاصل کرنے میں مختلف ہیں جیسا کہ طاقت اور کمزوری، رفتار اور سست، حالت۔ علم، وحی اور آنکھ، اگر علم کی ابتدا فطری ہے تو پھر یا تو ضروری ہے یا اس کی طرف رہنمائی کی گئی ہے لہٰذا ہر راستے کے لیے اللہ تعالیٰ نے اس کی رہنمائی فرمائی ہے۔ خدا تک پہنچنے کے راستے مخلوقات کے نفوس ہیں اور وہ خدا کے نزدیک درجے ہیں۔

يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ۔

تم میں سے جو لوگ ایمان لے آئے اور وہ لوگ جنہیں علم دیا گیا ہے ان کے درجات کو اللہ بلند فرمائے گا۔

وہ لوگ جنہوں نے علم کی طرف نسبت دی ہے انہوں نے بیان کیا: آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ تمام مخلوقات میں سب سے زیادہ ظاہر اور سب سے اعلیٰ ترین ذات خدا، غالب اور عظیم کی ہے۔ (سورہ المجادلہ:۱۱)

اس کے لیے ضروری تھا کہ اس کا علم پہلا علم، سب سے پہلے سمجھنے والا اور ذہنوں کے لیے سب سے آسان ہو اور ہم معاملہ کو اس کے برعکس دیکھتے ہیں کہ وجودی مخلوقات اور ان میں سب سے افضل خدا تعالیٰ ہے جس کے معنی ہمیں سوائے ایک مثال کے سمجھ میں نہیں آتے اور وہ میں ہوں اگر ہم کسی شخص کو لکھتے یا سلائی کرتے ہوئے دیکھیں مثلاً اس کا زندہ ہونا سب سے زیادہ ظاہر ہے۔ اس کی صحت، اس کی بیماری، اور وہ سب جو ہم نہیں جانتے، اور اس کی ظاہری صفات جن میں سے کچھ کو ہم نہیں جانتے اور جن میں سے کچھ لوگ شک کرتے ہیں، جیسا اس کے قد کی حد، رنگ کا فرق۔ اس کی جلد، اور اس کی دوسری صفات، اس کی طاقت اور ارادہ، کیونکہ یہ صفات پانچ حواس ہیں جن سے وہ کچھ محسوس کرتے ہیں۔

اگر ہم اس کے علاوہ دنیا کی ہر چیز پر نظر ڈالیں، اس کی صفات کو نہیں جانتے تو اس کی صرف ایک ہی دلیل ہے اور اس کے باوجود وہ واضح اور ظاہر ہے، پودا، درخت، جانور، آسمان، زمین، سیارہ، زمین، سمندر، آگ، ہوا، جوہر، حادثہ اور سب سے پہلے ہم خود، ہمارے جسم، ہماری انواع، ہمارے حالات کے اتار چڑھاؤ، ہمارے دلوں کی تبدیلی، ہماری حرکات و سکنات کے تمام مراحل اور سب سے زیادہ ہمارے علم میں ظاہر چیزیں ہماری ذاتیں اور پھر ہمارے حواس پانچ حواس کے ساتھ، پھر ہمارے ادراکات بصیرت اور عقل کے ساتھ اور ان میں سے ہر ایک ادراک کا ایک ادراک، ایک گواہ اور ایک ثبوت ہے اور جو کچھ دنیا میں ہے سب گواہ ہیں اور اس کے خالق، اس کے منتظم، اس کے نکالنے والے، اس کے چلانے والے اور اس کے علم، قدرت اور قدرت کی نشانیوں کے ثبوت ہیں۔

اگر لکھنے والے کی زندگی ہم پر ظاہر ہے اور صرف ایک گواہ اس کی گواہی دیتا ہے اور ہم نے اس کے ہاتھ کی حرکت

سے بھی محسوس کیا ہے تو وہ ہمارے درمیان کیسے ظاہر نہیں ہوگا جو ہمارے اندر یا باہر کسی چیز کا تصور نہیں کرتا۔ روحیں سوائے اس کے کہ وہ اس کی اور اس کی عظمت وعظمت پر گواہ ہے جیسا کہ ہر جوہر زبان سے پکارتا ہے اس کی حالت یہ ہے کہ اس کا وجود نہ خود سے ہے اور نہ ہی اس کی حرکت خود سے ہے بلکہ اسے لانے والے کی ضرورت ہے۔ یہ سب سے پہلے ہمارے اعضاء کی ساخت اور ہماری ہڈیوں اور ہمارے گوشت کے اتحاد سے ظاہر ہوتا ہے اور ہمارے اعصاب اور ہمارے حواس کے پودوں اور ہمارے اعضاء اور ہمارے تمام حصوں کی تشکیل، ظاہری اور باطنی طور پر

ہم جانتے ہیں کہ یہ بذات خود اکٹھا نہیں ہوا جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ مصنف کا ہاتھ خود سے حرکت نہیں کرتا لیکن جب کوئی وجود باقی نہیں رہتا جو محسوس، قابل فہم، موجود یا غائب ہو سوائے اس کے گواہ ہے اور جو اس کے ظاہر کی عظمت کو پہچانتا ہے تو اس کے ادراک پر ذہن چکرا کر رہ جاتے ہیں تو جو چیز سمجھنے سے عاری رہتی ہے وہ ہمارے ذہن ہیں اور اس کی دو وجوہات ہیں، ایک اس کا اپنے اندر چھپانا اور دوسرا اس کا مبہم ہونا اور یہ اس کی مشابہت سے پوشیدہ نہیں ہے اور دوسرا وہ ہے جو بالکل واضح ہے اور یہ بالکل اسی طرح ہے جس طرح چمگادڑ رات کو دیکھتا ہے اور دن میں نہیں دیکھتا، دن کے چھپانے اور اس کے چھپانے کی وجہ سے نہیں بلکہ اس کی ظاہری شکل کی شدت کی وجہ سے اس کی نظر کمزور ہونے کی وجہ سے اس کے اندھے پن کی وجہ ہے، اس لیے اسے کچھ نظر نہیں آتا جب تک کہ اندھیرا روشنی کے ساتھ نہ مل جائے اور اس کی شکل کمزور ہو جائے۔

اسی طرح ہمارے ذہن بھی کمزور ہیں اور بارگاہِ الٰہی کی خوبصورتی تابنا کی اور روشنی کی انتہا پر ہے اور انتہائی غروب اور جامعیت میں ہے تاکہ زمین و آسمان کی بادشاہی کا ایک ذرہ بھی اس کے ظہور سے ہٹ نہ جائے۔ پس اس کا ظہور اس کی پردہ پوشی کا سبب بن گیا یعنی ظاہری شکل کی وجہ سے چیزیں ان کے مخالفوں سے واضح ہوتی ہیں اور اس کے وجود میں جو چیز اتنی پھیلی ہوئی ہے کہ اس کا کوئی مخالف نہیں ہے اس کا ادراک مشکل ہے۔ سورج غروب ہوتے ہی غائب ہو جاتا ہے اگر سورج ہمیشہ چمکتا رہے اور کبھی غروب نہ ہو جائے تو ہم سوچیں گے کہ جسموں میں ان کے رنگوں کے علاوہ کوئی صورت نہیں ہے جو کالا پن اور سفیدی وغیرہ ہیں کیونکہ ہمیں سیاہ میں سیاہی کے سوا کچھ نظر نہیں آتا اور سفید میں سفیدی کے سوا کچھ نظر نہیں آتا، جہاں تک روشنی کی بات ہے تو ہم اسے اکیلے نہیں دیکھتے لیکن جب سورج غروب ہوا اور جگہیں تاریک ہو گئیں تو مجھے ان دونوں حالتوں میں فرق محسوس ہوا۔ ہم جانتے تھے کہ اجسام روشنی سے منور ہوئے ہیں اور ان میں ایک خوبی ہے جس نے غروب آفتاب کے وقت ان کو الگ کر دیا ہے اس لیے ہمیں روشنی کی موجودگی کا علم تھا اور ہم نے اس کی طرف نہیں دیکھا اور وہ یہ ہے

https://www.shiabookspdf.com

کہ ہم ایسے اجسام دیکھیں گے جو ایک جیسے ہوں گے اور اندھیرے اور روشنی میں مختلف نہیں ہیں۔ یہ اس حقیقت کے باوجود ہے کہ نور نے حسی چیزوں کو ظاہر کیا جیسا کہ اس سے تمام عقلی چیزوں کا ادراک ہوتا ہے اسی طرح جو کچھ اپنے آپ میں ظاہر ہوتا ہے اور دوسروں پر ظاہر ہوتا ہے، دیکھو یہ کیسے تصور کیا جاتا ہے کہ اس کے ظاہر کی وجہ سے اس کے معاملے پر سوال کیا جائے گا۔ اگر وہ اُس کے خلاف نہ اڑتے تو رب العالمین کی اجازت سب سے زیادہ ظاہر ہے اور اُسی کے ذریعے سے تمام چیزیں ظاہر ہوتی ہیں چاہے اُس کا وجود نہ ہو، غیبت ہو یا غیر موجود ہو۔ زمین و آسمان فنا ہو گئے اور بادشاہی اور سلطنت ختم ہو گئی اور دونوں صورتوں میں فرق معلوم ہو جاتا اور اگر کچھ چیزیں اس میں ہوتیں اور بعض میں ہوتیں تو مجھے ان کے درمیان فرق معلوم ہو جاتا۔ معنی میں دو چیزیں ہیں لیکن اس کی اہمیت ایک ہی صورت میں چیزوں میں عام ہے اور اس کی موجودگی حالتوں میں مستقل ہے اور اس کا تضاد ناممکن ہے اس لیے اس میں کوئی جرم نہیں ہے کہ اس نے ظہور کی شدت پوشیدہ طور پر وراثت میں پائی اور یہ ہے کیونکہ جس کی بصیرت قوی ہو اور اس کا انجام کمزور نہ ہو تو اعتدال کی حالت میں اسے خدا کے سوا کچھ نظر نہیں آتا اور اس کے اعمال و افعال اس کی قدرت کے آثار ہیں اس لیے وہ اس کی پیروی کرتے ہیں۔ تو حقیقت میں ان کا کوئی وجود نہیں ہے بلکہ اس ذات کا وجود ہے، اس حق کا جس میں تمام اعمال کا وجود ہے، اور اسی سے اس کی حالت ہے اس لیے وہ کسی عمل کو نہیں دیکھتا سوائے اس کے کہ وہ اس میں دیکھتا ہے۔ یہ اور اس عمل سے مشغول ہے کہ یہ آسمان، زمین، جانور اور درخت ہیں۔ وہ اسے اس نقطہ نظر سے دیکھتا ہے کہ یہ بنایا گیا تھا اس لیے اس کا نقطہ نظر اسے دوسروں تک نہیں پہنچاتا جیسے کہ جو شخص کسی شخص کی شاعری، خطاطی یا تالیف کو دیکھتا ہے اور اس میں شاعر اور مرتب کو دیکھتا ہے اور وہ اپنے کاموں کو اس لحاظ سے دیکھتا ہے کہ وہ کیا ہیں نہ کہ ان کے لحاظ سے سیاہی ایک خالی چادر پر اس لیے وہ ختم نہیں ہوا، اس نے غیر مرتب شدہ کی طرف دیکھا کیونکہ تمام دنیا اللہ تعالیٰ کی درجہ بندی ہے۔ جو شخص اس کو خدائے بزرگ و برتر کے فعل کے لحاظ سے دیکھتا ہے اور اسے خدا کا فعل ہونے کے لحاظ سے جانتا ہے اور اسے خدا کا فعل ہونے کے لحاظ سے پسند کرتا ہے تو وہ خدا کے سوا دیکھنے والا نہیں ہے اور نہ ہی خدا کے سوا نہ جانتا اور نہ خدا کے سوا محبت کرتا اور وہ سچا توحید پرست تھا جو خدا کے سوا کچھ نہیں دیکھتا بلکہ وہ اپنے آپ کو اپنی ذات کے لحاظ سے نہیں دیکھتا بلکہ اسے خدا کا بندہ ہونے کے لحاظ سے دیکھتا ہے یہ وہی ہے جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ توحید میں فنا ہو گیا اور وہ اپنی ذات سے فنا ہو گیا۔ اس کا تذکرہ ان لوگوں کے قول سے کیا جاتا ہے جنہوں نے کہا: ہم اپنے ساتھ تھے پھر ہم ہم سے فنا ہو گئے تو ہم ہمارے بغیر رہے، اس کے ادراک اور اہل علم کی ناکامی کے لیے اس کی وضاحت اور اس کو قابل فہم فقرے میں بیان کرنا ہے۔ مقصد کو سمجھنے

https://www.shiabookspdf.com

سے جوڑتا ہے اور اس لیے کہ وہ خود کو اور اپنے عقیدے میں مشغول تھے کہ دوسروں کو اس کی وضاحت کرنا جس سے انہیں کوئی سروکار نہیں، یہ خدا تعالیٰ کو جاننے میں ناکامی کی وجہ ہے۔ اور یہ اس کے ساتھ جڑا ہوا ہے کہ وہ تمام ادراک جو خدا کی گواہی دیتے ہیں وہ صرف ایک لڑکے میں ایک شخص کو محسوس ہوتا ہے جب وہ اپنی خواہشات میں مشغول رہتے ہوئے تھوڑا تھوڑا اپنا دماغ کھو دیتا ہے اور اپنے ادراک اور حساسیت سے واقف ہوتا ہے۔ ان کا عادی ہو جاتا ہے تو وہ انسان کی طوالت کے ساتھ اس کے دل سے اتر جاتا ہے اور اس کے لیے اگر وہ اچانک کسی عجیب و غریب جانور کو دیکھے یا درحقیقت خدا کے غیر معمولی اور عجوبہ اعمال میں سے ایک، تو اس کی زبان علم سے پھوٹ پڑتی ہے یقیناً اس نے کہا: اللہ پاک ہے، جب کہ وہ دن کی طوالت، اس کے اعضاء اور تمام مانوس جانوروں کو دیکھتا ہے جو سب کے سب حتمی دلائل ہیں اور ان سے قربت کی وجہ سے ان کی گواہی محسوس نہیں کرتا۔ آسمان، زمین، درخت، پودے اور حیوانات سب کو ایک ساتھ مثال کے طور پر اچانک، وہ ان عجائبات کی گواہی پر اس کی حیرت کی عظمت سے اس کے دماغ کے چکرانے کا خوف محسوس کرتا ہے۔ ان کا خالق، وسیع اور ظاہر، اگر ضرورت پڑ جائے تو نافرمانی بن جاتی ہے، تو یہ معاملہ کی بندش ہے اس لیے اسے حاصل کیا جائے اور اسی لیے کہا گیا:

لقد ظهرت فلا تخفى على أحد

إلا على أكمه لا يعرف القمرا

لكن بطنت بما أظهرت محتجبا

و كيف يعرف من بالعرف استترا

ظاہر ہو چکا ہے اور یہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔

صرف اس کی آستین پر چاند کو نہیں جانتا۔

لیکن میں نے جو دکھایا وہ پردہ ڈال کر دکھایا۔

اور وہ کیسے جانتا ہے کہ کون اس سے واقف ہے؟

اقول:

میں کہتا ہوں کہ سیّد الشھد آءابوعبداللہ امام حسین علیہ السلام اس بیان میں وہ راز ہے جو آپ کو اس عینی شاہد کی طرف رہنمائی کرتا ہے، بلکہ اس بیان سے آپ کو مستغنی کرتا ہے جیسا کہ امام علیہ السلام نے دعاء عرفہ میں بیان فرمایا:

كيف يستدل عليك بما هو في وجوده مفتقر إليك أيكون لغيرك من الظهور ما ليس لك

https://www.shiabookspdf.com

حتی یکون ھو المظھر لك متی غبت حتی تحتاج إلی دلیل یدل علیك و متی بعدت حتی تکون الآثار ھی التی توصل إلیك عمیت عین لا تراك و لا تزال علیھا رقیبا و خسرت صفقة عبد لم تجعل له من حبك نصیبا

وہ چیز کیسے تیری طرف رہنمائی کر سکتی ہے جو اپنے وجود ہی میں تیری محتاج ہے۔
آیا تیرے غیر کے لیئے ایسا ظہور ہے جو تیرے لیئے نہیں ہے یہاں تک کہ وہ تجھے ظاہر کرنے والا بن جائے۔
تو کب غائب تھا کہ کسی ایسے نشان کی حاجت ہو جو تیری دلیل ٹھہرے اور تو کب دور تھا کہ آثار اور نشان تجھ تک پہنچانے کا ذریعہ و وسیلہ بنیں۔
اندھی ہے وہ آنکھ جو تجھ کو اپنا نگہبان نہیں پاتی اور اس بندے کا سودہ خسارے والا ہے جس کو تو نے اپنی محبت کا حصہ نہیں دیا۔

آپؑ نے یہ بھی فرمایا:

تعرفت لکل شیء فما جھلك شیء
تو نے ہر چیز کو اپنی پہچان کرائی پس کوئی چیز نہیں ہے جو تجھے پہچانتی نہ ہو

فرمایا:

تعرفت إلی فی کل شیء فرأیتك ظاھرا فی کل شیء فأنت الظاھر لکل شیء.
تو وہ ہے کہ جس نے ہر چیز کے ذریعہ مجھے اپنی معرفت کرائی، پس میں نے تجھے ہر چیز میں عیاں و نمایاں دیکھا اور تو ہر چیز پر ظاہر و آشکار ہے

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند حسن ہے[1] یا پھر حدیث کی سند صحیح ہے۔[2] اور میرے نزدیک بھی حدیث کی سند صحیح ہے۔(واللہ اعلم)

---

[1] مرآۃ العقول: ۷/ ۵۷

[2] البراھین الواضحہ: ۲/ ۹۴؛ مصباح المنھاج (الطہارۃ): ۶/ ۳۰۵؛ المحجۃ البیضاء کاشانی: ۱/ ۲۱۱؛ مستدرک سفینۃ البحار: ۳/ ۴۳۱؛ گونہ گون قصہ ھای کوتاہ و آزمودہ محسنی: ۱/ ۱۱۳؛ موسوعہ احکام الاطفال: ۳/ ۲۷۹؛ وھابیت و شرک رضوانی: ۱۱۲؛ علم الیقین کاشانی: ۱/ ۳۹؛ المحکم فی اصول الفقہ: ۴/ ۸۴

۳۔أن الصبغة هی الاسلام و السکینة هی الایمان

باب: یہ کہ صبغت اسلام ہے اور سکینہ ایمان ہے

1/1666 الکافی،۱/۲/۱۴/۲ العدة عن سهل عن البزنطی عَنْ دَاوُدَ بْنِ سِرْحَانَ عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ فَرْقَدٍ عَنْ حُمْرَانَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : فِي قَوْلِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (صِبْغَةَ اَللَّهِ وَ مَنْ أَحْسَنُ مِنَ اَللَّهِ صِبْغَةً) قَالَ اَلصِّبْغَةُ هِيَ اَلْإِسْلاَمُ .

حمران سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے خدا کے قول: ''اللہ کا رنگ، اللہ کے رنگ سے اور کس کا رنگ بہتر ہے۔(البقرة:۱۳۸)'' کے بارے میں فرمایا: صبغۃ (اللہ کے رنگ) سے مراد اسلام ہے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف علی المشہور ہے۔ [2] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق ہے کیونکہ سہل بن زیاد ثقہ عامی ہے نیز یہ مضمون کئی صحیح احادیث میں موجود ہے۔(واللہ اعلم)۔''

2/1667 الکافی،۱/۳/۱۴/۲ حُمَيْدٌ عَنِ ابْنِ سَمَاعَةَ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ عَنْ أَبَانٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَحَدِهِمَا عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ : فِي قَوْلِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (صِبْغَةَ اَللَّهِ وَ مَنْ أَحْسَنُ مِنَ اَللَّهِ صِبْغَةً) قَالَ اَلصِّبْغَةُ هِيَ اَلْإِسْلاَمُ وَ قَالَ فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطّاغُوتِ وَ يُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اِسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ اَلْوُثْقىٰ) قَالَ هِيَ اَلْإِيمَانُ .

محمد سے روایت ہے کہ امامین علیہم السلام میں سے ایک امام علیہ السلام نے خدا کے قول: ''اللہ کا رنگ اور اللہ کے رنگ سے اور کس کا رنگ بہتر ہے۔(البقرة:۱۳۸)'' کے بارے میں فرمایا: رنگ سے مراد اسلام ہے۔
نیز خدا کے قول: ''پھر جو شخص شیطان کو نہ مانے اور اللہ پر ایمان لائے تو اس نے عروة الوثقی (مضبوط حلقہ) کے ساتھ تمسک کیا ہے۔(البقرة:۲۵۶)'' کے بارے میں فرمایا: اس سے مراد ایمان ہے۔ [3]

---

[1] معانی الاخبار:۱/۱۸۸؛اثبات الھداۃ:۱/۶۸؛تفسیر البرہان:۱/۳۳۸؛بحار الانوار:۳/۲۸۰و۶۴/۱۳۲؛تفسیر نور الثقلین:۱/۱۳۲؛تفسیر کنز الدقائق: ۲/۱۶۹

[2] مراۃ العقول:۷/۷۰

[3] معجم الاحادیث المعتبرۃ:۲/۳۶۳

https://www.shiabookspdf.com

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مرسل کالموثق ہے۔ [1]

3/1668 الکافی، ۲/۱/۱۴/۲ علی عن أبیه و محمد عن أحمد جمیعاً عن السراد عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : فِي قَوْلِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ (صِبْغَةَ اَللَّهِ وَ مَنْ أَحْسَنُ مِنَ اَللَّهِ صِبْغَةً) . قَالَ اَلْإِسْلاَمُ وَ قَالَ فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَ جَلَّ (فَقَدِ اِسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ اَلْوُثْقىٰ) قَالَ هِيَ اَلْإِيمَانُ بِاللَّهِ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ.

عبداللہ بن سنان سے روایت ہے امام جعفر صادق علیہ السلام نے خدا کے قول: ''اللہ کا رنگ اور اللہ کے رنگ سے اور کس کا رنگ بہتر ہے۔(البقرۃ:۱۳۸)۔'' کے بارے میں فرمایا: اس سے مراد اسلام ہے۔

نیز آپؑ نے خدا کے قول: ''پس اس نے عروۃ الوثقیٰ (مضبوط حلقہ) کے ساتھ تمسک کیا ہے۔(البقرۃ: ۲۵۶)۔'' کے بارے میں فرمایا: اس سے مراد اللہ پر ایمان ہے جو وحدہ ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ [2]

بیان:

تمام الآیة و ما یتعلق بها هكذا وَ قالُوا كُونُوا هُوداً أَوْ نَصارى تَهْتَدُوا قُلْ بَلْ مِلَّةَ إِبْراهِيمَ حَنِيفاً وَ ما كانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ قُولُوا آمَنَّا بِاللهِ وَ ما أُنْزِلَ إِلَيْنا وَ ما أُنْزِلَ إِلى إِبْراهِيمَ وَ إِسْماعِيلَ وَ إِسْحاقَ وَ يَعْقُوبَ وَ الْأَسْباطِ وَ ما أُوتِيَ مُوسى وَ عِيسى وَ ما أُوتِيَ النَّبِيُّونَ مِنْ رَبِّهِمْ لا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْهُمْ وَ نَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ ما آمَنْتُمْ بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوْا وَ إِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّما هُمْ فِي شِقاقٍ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللهُ وَ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ صِبْغَةَ اللهِ وَ مَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللهِ صِبْغَةً وَ نَحْنُ لَهُ عابِدُونَ يعني قالت اليهود كونوا هودا و قالت النصارى كونوا نصارى بل ملة إبراهيم أي بل نكون أهل ملة إبراهيم أو بل نتبع ملة إبراهيم و الحنيف المائل عن كل دين إلى دين الحق و ما كان من المشركين تعريض بأهل الكتابين فإنهم كانوا يدعون اتباع ملة إبراهيم و هم مع ذلك على الشرك و الأسباط حفدة يعقوب و نصب صبغة الله على المصدرية من قوله آمنا بالله فيكون مفعولا مطلقا من غير لفظ فعله و قيل على البدلية من ملة إبراهيم و قيل على الإغراء أي الزموا صبغة الله أو اتبعوا

---

[1] مراۃ العقول: ۷/ ۷۰

[2] بحارالانوار: ۶۴/ ۱۳۱؛ مسند الامام الصادقؑ: ۵/ ۱۰۷؛ الاصفی فی تفسیر القرآن کاشانی: ۱/ ۱۲۲

أقول و علی هذه الأخبار يحتمل أن يكون منصوبة علی المصدر من مسلمون ثم يحتمل أن يكون معناها و موردها مختصا بالخواص و الخلص المخاطبين يقولوا دون سائر أفراد بني آدم بل يتعين هذا المعنی إن فسر الإسلام بالخضوع و الانقياد للأوامر و النواهي كما فعلوه و إن فسر بالمعنی العرفي فتوجيه التعميم فيه كتوجيه التعميم في فطرة الله و الأصل في الصبغة أن النصاری كانوا يغمسون أولادهم في ماء أصفر يسمونه العمودية و يقولون هو تطهير لهم فأمر المسلمون أن يقولوا آمنا و صبغنا الله بالإيمان صبغة لا مثل صبغتكم و طهرنا به تطهيرا لا مثل تطهيركم و لا صبغة أحسن من صبغة الله

اس کے متعلق تمام آیت اس طرح ہے: ''اور کہتے ہیں کہ یہودی یا نصرانی ہو جاؤ تا کہ ہدایت پاؤ، کہہ دو بلکہ ہم تو ملت ابراہیمی پر رہیں گے جو موحد تھا اور مشرکوں میں سے نہیں تھا۔ کہہ دو ہم اللہ پر ایمان لائے اور اس پر جو ہم پر اتارا گیا اور جو ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور اس کی اولاد پر اتارا گیا اور جو موسیٰ اور عیسیٰ کو دیا گیا اور جو دوسرے نبیوں کو ان کے رب کی طرف سے دیا گیا، ہم کسی ایک میں ان میں سے فرق نہیں کرتے، اور ہم اسی کے فرمانبردار ہیں۔ پس اگر وہ بھی ایمان لے آئیں جس طرح تم ایمان لائے ہو تو وہ بھی ہدایت پا گئے، اور اگر وہ نہ مانیں تو وہی ضد میں پڑے ہوئے ہیں، سو تمہیں ان سے اللہ کافی ہے اور وہی سننے والا جاننے والا ہے۔ اللہ کا رنگ، اللہ کے رنگ سے اور کس کا رنگ بہتر ہے، اور ہم تو اسی کی عبادت کرتے ہیں۔ (البقرۃ: ۱۳۵۔۱۳۸)''

میرا مطلب یہ ہے کہ یہودیوں نے کہا کہ یہودی ہو جاؤ اور عیسائیوں نے کہا کہ عیسائی بنو، بلکہ دین ابراہیمی کو اختیار کرو، بلکہ ہم ابراہیم کے مذہب کے ماننے والے ہوں گے، یا اس کے بجائے ہم دین پر چلیں گے۔ ابراہیم اور حنیف ہر مذہب سے دین حق کی طرف مائل ہوئے۔ ''یعنی شرک اور قبیلوں پر، یعقوب کے پوتے، اور اس کے کہنے کے لامتناہی پر خدا کے رنگ کو مسلط کرنا، ''ہم خدا پر ایمان رکھتے ہیں''۔ تو یہ اس کے فعل کے بغیر مطلق چیز ہے، اور یہ ابراہیم کے مذہب کے بدلے کے بارے میں کہا گیا تھا، اور یہ فتنہ کے بارے میں کہا گیا تھا، یعنی خدا کے رنگ کو مانو یا پیروی کرو۔ (سورہ البقرۃ: ۳۸، ۳۷، ۳۶، ۳۵)

اقول: میں کہتا ہوں کہ اور اس خبر پر ممکن ہے کہ یہ مسلمانوں سے مبنی بر مصدر ہو، پھر ممکن ہے کہ اس کا مفہوم اور اس کا ماخذ اشرافیہ سے مخصوص ہو اور مخلص مخاطبین بقیہ بنی آدم علیہ السلام کے بغیر کہتے ہوں کہ یہ رواج ہے لہٰذا اس میں عمومیات کو ہدایت کرنا خدا کی فطرت میں عمومیت کو ہدایت کرنے کے مترادف ہے اور رنگنے میں اصول یہ ہے

کہ عیسائی وہ اپنے بچوں کو پیلے رنگ کے پانی میں ڈبوتے ہیں جسے وہ العمودیہ کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ ان کے لیے طہارت ہے اس لیے مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ کہو کہ ہم ایمان لائے اور اللہ نے ہمیں ایمان کے رنگ سے رنگ دیا جیسا کہ تمھارے رنگ میں نہیں ہے خضاب لگانا اور ہم اس سے ایسے طہارت کے ساتھ پاک ہوئے جس طرح تمہاری طہارت نہیں اور اللہ کے خضاب سے بہتر کوئی رنگ نہیں۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے۔ [1]

4/1669 الکافی، ۱/۱/۱۵/۲ محمد عن ابن عیسی عن علی بن الحکم عن الثمالی عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنْ قَوْلِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (أَنْزَلَ اَلسَّكِينَةَ فِي قُلُوبِ اَلْمُؤْمِنِينَ) قَالَ هُوَ اَلْإِيمَانُ قَالَ وَ سَأَلْتُهُ عَنْ قَوْلِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (وَ أَيَّدَهُمْ بِرُوحٍ مِنْهُ) قَالَ هُوَ اَلْإِيمَانُ.

ثمالی سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقرؑ سے خدا کے قول: ”وہی تو ہے جس نے ایمانداروں کے دلوں میں اطمینان اتارا۔(الفتح:۴)۔“ کے بارے میں پوچھا تو آپؑ نے فرمایا: اس سے مراد ایمان ہے۔

نیز میں نے آپؑ سے خدا کے قول: ”اور اس نے ان کو روح سے موید کیا۔(المجادلہ:۲۲)۔“ کے بارے میں پوچھا تو آپؑ نے فرمایا: اس سے بھی مراد ایمان ہے۔ [2]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے۔ [3]

5/1670 الکافی، ۲/۱۵/۲/۱ الثلاثة عَنْ حَفْصِ بْنِ اَلْبَخْتَرِيِّ وَ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ وَ غَيْرِهِمَا عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : فِي قَوْلِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (هُوَ اَلَّذِي أَنْزَلَ اَلسَّكِينَةَ فِي قُلُوبِ اَلْمُؤْمِنِينَ) قَالَ هُوَ اَلْإِيمَانُ.

حفص بن بختری اور ہشام بن سالم وغیرہ سے روایت ہے کہ امام صادق علیہ السلام نے خدا کے قول: ”وہی تو ہے جس نے ایمانداروں کے دلوں میں اطمینان اتارا۔(الفتح:۴)۔“ کے بارے میں فرمایا: اس سے مراد ایمان ہے۔ [4]

---

[1] مراۃ العقول: ۷/ ۶۸؛ معرفۃ العقیدۃ قاسم: ۶۰

[2] اثبات الھداۃ: ۱/ ۶۸؛ تفسیر البرہان: ۵/ ۸۶ و ۳۲۸؛ بحار الانوار: ۶۶/ ۱۹۹؛ جامع الاخبار: ۳۶

[3] مراۃ العقول: ۷/ ۱۷؛ رسائل قرآنی دراتی: ۱/ ۱۵۰

[4] اثبات الھداۃ: ۱/ ۶۷؛ تفسیر البرھان: ۵/ ۸۶؛ بحار الانوار: ۶۶/ ۲۰۰؛ تفسیر نور الثقلین: ۵/ ۵۸؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۲/ ۲۷۳

https://www.shiabookspdf.com

تحقیق اسناد:

حدیث حسن کالصحیح ہے۔ [۱] لیکن میرے نزدیک حدیث صحیح ہے۔ (واللہ اعلم)

6/1671 الکافی، ۱/۵/۱۵/۲ علی عن العبیدی عَنْ یُونُسَ عَنْ جَمِیلٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَنْ قَوْلِهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (هُوَ اَلَّذِي أَنْزَلَ اَلسَّكِينَةَ فِي قُلُوبِ اَلْمُؤْمِنِينَ) قَالَ هُوَ اَلْإِيمَانُ قَالَ: (وَ أَيَّدَهُمْ بِرُوحٍ مِنْهُ) قَالَ هُوَ اَلْإِيمَانُ وَ عَنْ قَوْلِهِ: (وَ أَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ اَلتَّقْوىٰ) قَالَ هُوَ اَلْإِيمَانُ.

جمیل سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے خدا کے قول: ''وہی تو ہے جس نے ایمانداروں کے دلوں میں اطمینان اتارا۔ (الفتح: ۴)۔'' کے بارے میں پوچھا تو آپؑ نے فرمایا: اس سے مراد ایمان ہے۔

راوی نے عرض کیا: ''اور ان کی اپنی روح سے تائید کی ہے۔ (المجادلہ: ۲۲)۔'' سے کیا مراد ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اس سے مراد بھی ایمان ہے۔

نیز اس کے قول: ''ان کے لیے کلمۃ التقویٰ لازم قرار دیا۔ (الفتح: ۲۶)۔'' کے بارے میں پوچھا تو آپؑ نے فرمایا: اس سے مراد بھی ایمان ہے۔ [۲]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے۔ [۳]

7/1672 الکافی، ۱/۳/۱۵/۲ العدة عن البرقی عن السراد عن العلاء عن محمد عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: اَلسَّكِينَةُ اَلْإِيمَانُ.

محمد سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: السکینہ سے مراد ایمان ہے۔ [۴]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے [۵] اور شیخ صدوق نے جو سند ذکر کی ہے وہ بھی صحیح ہے (واللہ اعلم)۔

---

[۱] مراۃ العقول: ۷/ ۷۳

[۲] تفسیر البرہان: ۵/ ۸۷ و ۳۲۹؛ بحار الانوار: ۶۶/ ۲۰۰؛ مسند امام الصادق: ۵/ ۱۰۸

[۳] مراۃ العقول: ۷/ ۷۳

[۴] معانی الاخبار: ۱/ ۲۸۴؛ تفسیر البرہان: ۲/ ۷۵۶ و ۵/ ۸۶؛ بحار الانوار: ۱۳/ ۳۴۳ و ۶۶/ ۲۰۰؛ تفسیر نور الثقلین: ۵/ ۵۷؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۲/ ۲۷۳

[۵] مراۃ العقول: ۷/ ۷۳

https://www.shiabookspdf.com

۴۔باب بدو خلق المومن و صونه من الشر

باب:مومن کی ابتدائے خلق اور شر سے اس کی حفاظت

1/1673 الكافى ،۱/۱/۱۴/۲ محمد عن أحمد عَنِ اِبْنِ فَضَّالٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُسْلِمٍ اَلْحُلْوَانِيِّ عَنْ أَبِي إِسْمَاعِيلَ الصيقلى [اَلصَّيْقَلِ] اَلرَّازِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ فِي اَلْجَنَّةِ لَشَجَرَةً تُسَمَّى اَلْمُزْنَ فَإِذَا أَرَادَ اَللَّهُ أَنْ يَخْلُقَ مُؤْمِناً أَقْطَرَ مِنْهَا قَطْرَةً فَلاَ تُصِيبُ بَقْلَةً وَ لاَ ثَمَرَةً أَكَلَ مِنْهَا مُؤْمِنٌ أَوْ كَافِرٌ إِلاَّ أَخْرَجَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ مِنْ صُلْبِهِ مُؤْمِناً ۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جنت میں ایک درخت ہے جس کا نام المزن ہے پس جب خدا کسی مومن کو خلق کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس سے ایک قطرہ لیتا ہے اور وہ قطرہ جس سبزی یا پھل پر گرتا ہے خواہ اس کو مومن کھائے یا کافر کھائے، اللہ تعالیٰ اس کے صلب سے مومن ہی کو پیدا کرتا ہے۔[1]

بیان:

قد مضى ما يصلح لأن يكون شرحا و بيانا ما لهذا الحديث و الجنة تشمل جنان الجبروت و الملكوت و المزن السحاب و هو أيضا يعم سحاب ماء الرحمة و الجود و الكرم و سحاب ماء المطر و الخصب و الديم و كما أن لكل قطرة من ماء المطر صورة و سحابا انفصلت منه فى عالم الملك كذلك له صورة و سحاب انفصلت منه فى عالمى الملكوت و الجبروت و كما أن البقلة و الثمرة تتربى بصورتها الملكية كذلك تتربى بصورتها الملكوتية و الجبروتية المخلوقتين من ذكر الله تعالى اللتين من شجرة المزن الجنانى و كما أنهما تتربيان بها قبل الأكل كذلك تتربيان بها بعد الأكل فى بدن الآكل فإنها ما لم تستحل إلى صورة العضو فهى بعد فى التربية فالإنسان إذا أكل بقلة أو ثمرة و ذكر الله عز وجل عندها و شكر الله تعالى عليها و صرف قوتها فى طاعة الله سبحانه و الأفكار الإيمانية و الخيالات الروحانية فقد تربت تلك البقلة أو الثمرة فى جسده بماء المزن الجنانى فإذا فضلت من مادتها فضلة منوية فهى من شجرة المزن التى أصلها فى الجنة و إذا أكلها على غفلة من الله سبحانه و لم يشكر الله عليها و صرف قوتها فى معصية الله تعالى و الأفكار المموهة الدنيوية و الخيالات الشهوانية فقد تربت تلك البقلة أو

[1] بحارالانوار:۵۷/۵۸ ۳و۶۳/۸۳: مستدرک سفینۃ البحار:۹/۳۸۲

https://www.shiabookspdf.com

الثمرة فی جسده بماء آخر غیر صالح لخلق المؤمن إلا أن یکون قد تحقق تربیتها بماء المزن الجنانی قبل الأکل و أما مأکولة الکافر التی یخلق منها المؤمن فإنما یتحقق تربیتها بذلك الماء قبل أکله لها غالبا و لذکر الله عند زرعها أو غرسها مدخل فی تلك التربیة و کذلك لحل ثمنها و تقوی زارعها أو غارسها إلی غیر ذلك من الأسباب

جیسا کہ وہ بیان گزر چکا ہے جو اس حدیث کی وضاحت اور اس کی شرح ہونے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ ''الجنة'' یہ شامل ہے جنانِ جبروت اور ملکوت کو۔''المزن'' بادل، یہ رحمت، سخاوت اور سخاوت کے پانی کے بادلوں کو بھی ڈھانپ لیتا ہے اور بارش کے پانی کے بادل بھی زرخیز اور سیاہ ہوتے ہیں جس طرح بارش کے پانی کے ہر قطرے کی تصویر ہوتی ہے اور عالم الملک میں بادل اس سے الگ ہو گئے تھے اس لیے اس کی شبیہ ہے اور بادل اس سے عالمِ ملکوت و جبروت میں الگ ہو گئے تھے۔ جس طرح پھلیاں اور پھل اپنی شاہی صورت میں اٹھائے جاتے ہیں، اسی طرح وہ اپنی شاہی صورت میں اٹھائے جاتے ہیں اور وہ عظیم الشان جو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے پیدا ہوتے ہیں، یہ دونوں المزن الجنانی کے درخت سے ہیں اور جس طرح کھانے سے پہلے ان کی پرورش کی جاتی ہے اسی طرح کھانے والے کے جسم میں کھانے کے بعد ان کی پرورش ہوتی ہے جب تک کہ وہ اس کی شکل میں تبدیل نہ ہو جائے۔ ایک عضو یہ اب بھی پرورش میں ہے۔ پس اگر کوئی شخص کوئی جڑی بوٹی یا پھل کھاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے اور اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے اور اپنی طاقت اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور ایمان اور روحانی تصورات میں صرف کرتا ہے تو وہ جڑی بوٹی یا پھل اس کے جسم میں بسا جاتا ہے۔ جنتی حوض کا پانی اور اگر اس میں سے کوئی مادہ فاضلہ کے طور پر بچ جائے تو وہ زنا کے درخت سے ہے جس کی اصل جنت میں ہے اور اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے غفلت سے کھا لے اور شکر ادا نہ کرے۔ اس کے لیے خدا کی نافرمانی میں اپنی طاقت صرف کرتا ہے اور دنیاوی خیالات اور شہوت انگیز تخیلات میں مبتلا کر دیتا ہے، پھر وہ بوٹی یا پھل اس کے جسم میں دوسرے پانی سے میلا ہو جاتا ہے جو کہ مومن کی تخلیق کے لیے موزوں نہیں مگر یہ کہ ایسا نہ ہو۔ کھانے سے پہلے جنتی برتن کے پانی سے پرورش کی جاتی ہے لیکن جہاں تک کافر کے کھانے کا تعلق ہے جس سے مومن پیدا ہوتا ہے، تو وہ کھانے سے پہلے اس پانی سے اس کی کھیتی پوری ہوتی ہے اور پودے لگاتے یا لگاتے وقت ذکر الٰہی۔ یہ اس کاشت میں شامل ہے نیز اس کی قیمت کی اجازت اس کے بونے والے یا لگانے والے کی تقویٰ اور دیگر وجوہات۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [1] لیکن سند میں ابن فضال موجود ہے لہٰذا حدیث کا معتبر ہونا بعید نہیں ہے اگرچہ بعد والے دونوں راوی مجہول ہیں۔(واللہ اعلم)

2/1674 الکافی،۱/۱/۱۳/۲ الاثنان عن اَلْوَشَّاءِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مَيْسَرَةَ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِاللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ : إِنَّ نُطْفَةَ اَلْمُؤْمِنِ لَتَكُونُ فِي صُلْبِ اَلْمُشْرِكِ فَلاَ يُصِيبُهُ مِنَ اَلشَّرِّ شَيْءٌ حَتَّى إِذَا صَارَ فِي رَحِمِ اَلْمُشْرِكَةِ لَمْ يُصِبْهَا مِنَ اَلشَّرِّ شَيْءٌ حَتَّى تَضَعَهُ فَإِذَا وَضَعَتْهُ لَمْ يُصِبْهُ مِنَ اَلشَّرِّ شَيْءٌ حَتَّى يَجْرِيَ عَلَيْهِ اَلْقَلَمُ۔

علی بن میسرہ سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: مومن کا نطفہ مشرک کی پشت میں موجود ہو سکتا ہے اور اس پر کوئی شر اثر نہیں کرتا یہاں تک کہ وہ مشرک عورت کے رحم میں منتقل ہو جاتا ہے تو بھی اس پر کوئی شر کی چیز اثر نہیں کرتی یہاں تک کہ وہ اسے پیدا کر دیتی ہے۔ پس جب وہ اسے پیدا کر دیتی ہے تو بھی وہ کسی شر چیز سے متاثر نہیں ہوتا یہاں تک کہ اس پر قلم جاری ہو جاتا ہے (یعنی مکلف ہو جاتا ہے)۔ [2]

بیان:

وذلك لأن الله سبحانه يحفظها من أن تصبها آفة ﴿فالله خير حافظاً وهو أرحم الرّاحمين﴾

اور یہ اس لیے کہ بیشک اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کی حفاظت فرمائے گا کہ اس کو کوئی مصیبت آن پہنچے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

فالله خير حافظاً وهو أرحم الرّاحمين

''اللہ بہترین محافظ ہے اور وہ سب سے بہترین رحم کرنے والا ہے۔(سورہ یوسف: ۶۴)۔''

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف علی المشہور ہے۔ [3] لیکن میرے نزدیک حدیث علی بن میسرہ کی وجہ سے مجہول ہے اور معلی بن محمد کے ثقہ ہونے کی وجہ سے ضعیف نہیں ہے۔(واللہ اعلم)

3/1675 الکافی،۱/۲/۱۳/۲ الثلاثة عَنْ عَلِيِّ بْنِ يَقْطِينٍ عَنْ أَبِي اَلْحَسَنِ مُوسَى عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: قُلْتُ

[1] مراۃ العقول: ۷/ ۶۶

[2] فضائل الشیعہ ابو معاش: ۲/ ۲۶۴؛ مسند الامام الصادق: ۵/ ۱۰۷؛ المحاسن: ۱/ ۱۳۸؛ بحار الانوار: ۶۴/ ۷۸

[3] مراۃ العقول: ۷/ ۶۴

لَهُ إِنِّي قَدْ أَشْفَقْتُ مِنْ دَعْوَةِ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَلَى يَقْطِينٍ وَ مَا وَلَدَ فَقَالَ يَا أَبَا اَلْحَسَنِ لَيْسَ حَيْثُ تَذْهَبُ إِنَّمَا اَلْمُؤْمِنُ فِي صُلْبِ اَلْكَافِرِ بِمَنْزِلَةِ اَلْحَصَاةِ فِي اَللَّبِنَةِ يَجِيءُ اَلْمَطَرُ فَيَغْسِلُ اَللَّبِنَةَ وَلاَ يَضُرُّ اَلْحَصَاةَ شَيْئاً ۔

علی بن یقطین سے روایت ہے کہ میں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے عرض کیا: میں یقیناً اس بد دعا کی وجہ سے پریشان ہوں جو امام صادق علیہ السلام نے یقطین اور اس کے بیٹے کے لیے کی ہے۔

آپؑ نے فرمایا: اے ابوالحسن! جس طرف تو چلا گیا ہے ویسا نہیں ہے۔ درحقیقت مومن صلب کافر میں ایسے ہے جیسے کوڑے میں پتھر (نگینہ) ہوتا ہے کہ بارش آتی ہے تو وہ پتھر سے کوڑے کو دھو دیتی ہے لیکن پتھر کو کوئی نقصان نہیں دیتی۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث حسن کالصحیح ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث صحیح ہے اور شیخ آصف محسنی نے اسے احادیث معتبرہ میں شمار کیا ہے [3] (واللہ اعلم)۔

---

[1] بحارالانوار: ۴۸/ ۱۵۸؛ مستدرک سفینۃ البحار: ۱/ ۲۱۹

[2] مراۃ العقول: ۷/ ۲۳

[3] معجم الاحادیث المعتبرۃ: ۱۳/ ۲۵۱

ابواب تفسیر الایمان والاسلام و مایتعلق بھما

ایمان واسلام کی تفسیر اور اس سے متعلق ابواب

الآیات:

قال اللہ عزوجل:

قَالَتِ الْأَعْرَابُ آمَنَّا قُلْ لَمْ تُؤْمِنُوا وَلَكِنْ قُولُوا أَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْإِيمَانُ فِي قُلُوبِكُمْ○

''بدویوں نے کہا ہم ایمان لے آئے، کہہ دے تم ایمان نہیں لائے اور لیکن یہ کہو کہ ہم مطیع ہو گئے اور ابھی تک ایمان تمھارے دلوں میں داخل نہیں ہو۔ (الحجرات: ۱۴)۔''

و قال تعالی:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي نَزَّلَ عَلَى رَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي أَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ○

''اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول پر یقین لاؤ اور اس کتاب پر جو اس نے اپنے رسول پر نازل کی ہے اور اس کتاب پر جو پہلے نازل کی تھی۔ (النساء: ۱۳۶)۔''

و قال سبحانہ:

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ○ الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ○ أُولَئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَهُمْ دَرَجَاتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ○

''ایمان والے وہی ہیں کہ جب اللہ کا نام آئے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب اس کی آیتیں ان پر پڑھی جائیں تو ان کا ایمان زیادہ ہو جاتا ہے اور وہ اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ وہ جو نماز قائم کرتے ہیں اور جو ہم نے انہیں رزق دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ یہی سچے ایمان والے ہیں، ان کے رب کے ہاں ان کے لیے درجے ہیں اور بخشش ہے اور عزت کا رزق ہے۔ (الانفال: ۲۔۴)۔''

https://www.shiabookspdf.com

۵۔باب ان الایمان اخص من الاسلام

باب: ایمان اسلام سے نکلا ہے

1/1676 الکافی،۲/۲۵/۱/۱ محمد عن أحمد عن السراد عَنْ جَمِيلِ بْنِ صَالِحٍ عَنْ سَمَاعَةَ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أَخْبِرْنِي عَنِ اَلْإِسْلاَمِ وَ اَلْإِيمَانِ أَ هُمَا مُخْتَلِفَانِ فَقَالَ إِنَّ اَلْإِيمَانَ يُشَارِكُ اَلْإِسْلاَمَ وَ اَلْإِسْلاَمَ لاَ يُشَارِكُ اَلْإِيمَانَ فَقُلْتُ فَصِفْهُمَا لِي فَقَالَ اَلْإِسْلاَمُ شَهَادَةُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اَللَّهُ وَ اَلتَّصْدِيقُ بِرَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ بِهِ حُقِنَتِ اَلدِّمَاءُ وَ عَلَيْهِ جَرَتِ اَلْمَنَاكِحُ وَ اَلْمَوَارِيثُ وَ عَلَى ظَاهِرِهِ جَمَاعَةُ اَلنَّاسِ وَ اَلْإِيمَانُ اَلْهُدَى وَ مَا يَثْبُتُ فِي اَلْقُلُوبِ مِنْ صِفَةِ اَلْإِسْلاَمِ وَ مَا ظَهَرَ مِنَ اَلْعَمَلِ بِهِ وَ اَلْإِيمَانُ أَرْفَعُ مِنَ اَلْإِسْلاَمِ بِدَرَجَةٍ إِنَّ اَلْإِيمَانَ يُشَارِكُ اَلْإِسْلاَمَ فِي اَلظَّاهِرِ وَ اَلْإِسْلاَمَ لاَ يُشَارِكُ اَلْإِيمَانَ فِي اَلْبَاطِنِ وَ إِنِ اِجْتَمَعَا فِي اَلْقَوْلِ وَ اَلصِّفَةِ.

ساعہ سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: آپؑ مجھے بتائیے کہ کیا اسلام اور ایمان دو مختلف چیزیں ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: ایمان اسلام میں شریک ہے لیکن اسلام ایمان میں شریک نہیں ہے۔

میں نے عرض کیا: آپؑ ان دونوں کو میرے لیے بیان فرمائیں۔

آپؑ نے فرمایا: اسلام یہ ہے کہ یہ گواہی دی جائے کہ کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کی جائے۔ پس اسی کے ساتھ خون محفوظ ہو جاتے ہیں اور نکاح جائز ہوتے ہیں اور میراث مل جاتی ہے اور لوگوں کی جماعت ظاہراً اسی پر ہے۔ جبکہ ایمان وہ ہدایت ہے اور جس کی وجہ سے اسلام دلوں میں داخل ہوتا ہے اور ظاہر میں عمل ہوتا ہے اور ایمان اسلام سے ایک بلند درجہ ہے۔ بے شک ایمان ظاہری طور پر اسلام میں شریک ہے لیکن اسلام ایمان میں باطنی طور پر شریک نہیں ہے اگرچہ قول و صفت میں دونوں جمع ہو جائیں۔ [1]

---

[1] الفصول المہمہ: ۱/ ۴۳۰؛ تفسیر البرہان: ۵/ ۱۱۸؛ بحار الانوار: ۶۵/ ۲۴۸؛ تفسیر نور الثقلین: ۵/ ۱۰۲؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۲/ ۳۵۹

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند موثق ہے۔ ①

2/1677 الکافی،۲/۲۶/۵/۱ العدة عن سهل و محمد عن أحمد جميعاً عن السراد عَنْ عَلِيِّ بْنِ رِئَابٍ عَنْ حُمْرَانَ بْنِ أَعْيَنَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ: اَلْإِيمَانُ مَا اِسْتَقَرَّ فِي اَلْقَلْبِ وَ أَفْضَى بِهِ إِلَى اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ صَدَّقَهُ اَلْعَمَلُ بِالطَّاعَةِ لِلَّهِ وَ اَلتَّسْلِيمِ لِأَمْرِهِ وَ اَلْإِسْلاَمُ مَا ظَهَرَ مِنْ قَوْلٍ أَوْ فِعْلٍ وَ هُوَ اَلَّذِي عَلَيْهِ جَمَاعَةُ اَلنَّاسِ مِنَ اَلْفِرَقِ كُلِّهَا وَ بِهِ حُقِنَتِ اَلدِّمَاءُ وَ عَلَيْهِ جَرَتِ اَلْمَوَارِيثُ وَ جَازَ اَلنِّكَاحُ وَ اِجْتَمَعُوا عَلَى اَلصَّلاَةِ وَ اَلزَّكَاةِ وَ اَلصَّوْمِ وَ اَلْحَجِّ فَخَرَجُوا بِذَلِكَ مِنَ اَلْكُفْرِ وَ أُضِيفُوا إِلَى اَلْإِيمَانِ وَ اَلْإِسْلاَمُ لاَ يَشْرَكُ اَلْإِيمَانَ وَ اَلْإِيمَانُ يَشْرَكُ اَلْإِسْلاَمَ وَ هُمَا فِي اَلْقَوْلِ وَ اَلْفِعْلِ يَجْتَمِعَانِ كَمَا صَارَتِ اَلْكَعْبَةُ فِي اَلْمَسْجِدِ وَ اَلْمَسْجِدُ لَيْسَ فِي اَلْكَعْبَةِ وَ كَذَلِكَ اَلْإِيمَانُ يَشْرَكُ اَلْإِسْلاَمَ وَ اَلْإِسْلاَمُ لاَ يَشْرَكُ اَلْإِيمَانَ وَ قَدْ قَالَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ: (قَالَتِ اَلْأَعْرٰابُ آمَنّٰا قُلْ لَمْ تُؤْمِنُوا وَ لٰكِنْ قُولُوا أَسْلَمْنٰا وَ لَمّٰا يَدْخُلِ اَلْإِيمٰانُ فِي قُلُوبِكُمْ) فَقَوْلُ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ أَصْدَقُ اَلْقَوْلِ قُلْتُ فَهَلْ لِلْمُؤْمِنِ فَضْلٌ عَلَى اَلْمُسْلِمِ فِي شَيْءٍ مِنَ اَلْفَضَائِلِ وَ اَلْأَحْكَامِ وَ اَلْحُدُودِ وَ غَيْرِ ذَلِكَ فَقَالَ لاَ هُمَا يَجْرِيَانِ فِي ذَلِكَ مَجْرَى وَاحِدٍ وَ لَكِنْ لِلْمُؤْمِنِ فَضْلٌ عَلَى اَلْمُسْلِمِ فِي أَعْمَالِهِمَا وَ مَا يَتَقَرَّبَانِ بِهِ إِلَى اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ قُلْتُ أَ لَيْسَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ يَقُولُ (مَنْ جٰاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثٰالِهٰا) وَ زَعَمْتَ أَنَّهُمْ مُجْتَمِعُونَ عَلَى اَلصَّلاَةِ وَ اَلزَّكَاةِ وَ اَلصَّوْمِ وَ اَلْحَجِّ مَعَ اَلْمُؤْمِنِ قَالَ أَ لَيْسَ قَدْ قَالَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ (فَيُضٰاعِفَهُ لَهُ أَضْعٰافاً كَثِيرَةً) فَالْمُؤْمِنُونَ هُمُ اَلَّذِينَ يُضَاعِفُ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ لَهُمْ حَسَنَاتِهِمْ لِكُلِّ حَسَنَةٍ سَبْعُونَ ضِعْفاً فَهَذَا فَضْلُ اَلْمُؤْمِنِ وَ يَزِيدُهُ اَللَّهُ فِي حَسَنَاتِهِ عَلَى قَدْرِ صِحَّةِ إِيمَانِهِ أَضْعَافاً كَثِيرَةً وَ يَفْعَلُ اَللَّهُ بِالْمُؤْمِنِينَ مَا يَشَاءُ مِنَ اَلْخَيْرِ قُلْتُ أَ رَأَيْتَ مَنْ دَخَلَ

---

① مراۃ العقول: ۳/۹۶؛ التکفیر من منظار علماء الاسلام رضوانی: ۲۴۰؛ مستمسک العروۃ: ۱/ ۳۹۳؛ الضرورات الدینیہ والمذھبیہ: ۷۳؛ کتاب الطہارۃ خمینی: ۳/ ۴۵۹؛ سند العروۃ: ۲/ ۹۷؛ بحوث فی القواعد: ۱/ ۲۰۸؛ موسوعہ الامام الخوئی: ۵/ ۳۸۳؛ مصباح البصیرۃ: ۲/ ۲۳۲؛ تفصیل الشریعہ (الطہارۃ): ۳/ ۶۷۲؛ الارتداد فی شریعہ الاسلامیہ سماک: ۵۱؛ الرسائل الفقہیہ: ۹۲؛ کتاب الطہارۃ گلپایگانی: ۳۱۵؛ فوز العباد فی المبداء: ۱۵؛ فیر حاب الحقیدہ: ۱/ ۳۲؛ بحوث فی القواعد: ۱/ ۴۳۵؛ موسوعہ الفقہ الاسلامی طبقا للمذھب: ۱۳/ ۳۸۴؛ مہذب الاحکام: ۱/ ۳۷۳؛ المعاد محسنی: ۱۸۸؛ التعلیقہ الاستدلالیہ: ۷/ ۱۶۰

https://www.shiabookspdf.com

فِي ٱلْإِسْلاَمِ أَلَيْسَ هُوَ دَاخِلاً فِي ٱلْإِيمَانِ فَقَالَ لاَ وَلَكِنَّهُ قَدْ أُضِيفَ إِلَى ٱلْإِيمَانِ وَخَرَجَ مِنَ ٱلْكُفْرِ وَسَأَضْرِبُ لَكَ مَثَلاً تَعْقِلُ بِهِ فَضْلَ ٱلْإِيمَانِ عَلَى ٱلْإِسْلاَمِ أَرَأَيْتَ لَوْ بَصُرْتَ رَجُلاً فِي ٱلْمَسْجِدِ أَ كُنْتَ تَشْهَدُ أَنَّكَ رَأَيْتَهُ فِي ٱلْكَعْبَةِ قُلْتُ لاَ يَجُوزُ لِي ذَلِكَ قَالَ فَلَوْ بَصُرْتَ رَجُلاً فِي ٱلْكَعْبَةِ أَ كُنْتَ شَاهِداً أَنَّهُ قَدْ دَخَلَ ٱلْمَسْجِدَ ٱلْحَرَامَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ وَ كَيْفَ ذَلِكَ قُلْتُ إِنَّهُ لاَ يَصِلُ إِلَى دُخُولِ ٱلْكَعْبَةِ حَتَّى يَدْخُلَ ٱلْمَسْجِدَ فَقَالَ قَدْ أَصَبْتَ وَ أَحْسَنْتَ ثُمَّ قَالَ كَذَلِكَ ٱلْإِيمَانُ وَ ٱلْإِسْلاَمُ۔

حمران بن اعین سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا، آپ فرما رہے تھے: ایمان وہ ہے جو دل میں مستقر و ثابت ہو اور اس کی وجہ سے انسان خدا کی طرف کھینچا جائے اور اطاعت خدا میں عمل کرنا اس کی تصدیق کرتا ہے اور اس کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کرتا ہے اور اسلام وہ ظاہری قول و فعل کا نام ہے کہ جس پر تمام لوگ باقی فرقوں کے قائم ہیں اور اس کے ذریعے خون محفوظ رہتے ہیں اور اس پر میراث جاری ہوتی ہے اور نکاح جائز ہوتا ہے اور نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج پر ان کا اجتماع ہوتا ہے۔ پس اس کے ذریعے کفر سے نکلتے ہیں اور ایمان کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ اسلام ایمان میں شریک نہیں ہے لیکن ایمان اسلام میں شریک ہے۔ یہ دونوں قول و فعل میں جمع ہوتے ہیں جیسا کہ کعبہ مسجد میں داخل ہے لیکن مسجد کعبہ میں داخل نہیں ہے ایسے ہی ایمان اسلام میں شریک ہے لیکن اسلام ایمان میں شریک نہیں ہے۔ تحقیق اللہ نے فرمایا ہے: ''اعراب کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے ہیں۔ آپ ان سے کہہ دیں کہ تم ایمان نہیں لائے بلکہ کہو کہ ہم اسلام لائے ہیں اور ایمان تو تمہارے دلوں میں داخل ہی نہیں ہوا۔ (الحجرات: ۱۴)۔'' اور خدا کا قول سب قولوں سے زیادہ سچا ہے۔

میں نے عرض کیا: کیا مومن مسلمان پر فضائل میں احکام وحدود وغیرہ میں برتری رکھتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں، ان میں دونوں برابر ہیں اور دونوں پر یہ احکام جاری ہوں گے لیکن مومن مسلمان پر اعمال میں اور اُن کے ثواب میں فضیلت رکھتا ہے اور اعمال کے ذریعے خدا کا تقرب حاصل کرنے میں فضیلت رکھتا ہے۔

میں نے عرض کیا: کیا خدا نے یوں نہیں فرمایا: ''جو ایک نیکی لے کر آئے گا اور اس کو دس کے برابر ملے گا۔ (الانعام: ۱۶۰)۔'' بلکہ آپؑ کا عقیدہ ہے کہ مسلمان اور مومن نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج اور حدود میں برابر ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: مگر کیا خدا نے یہ نہیں فرمایا: ''خدا اس کے لیے چند برابر اضافہ کردے گا۔ (البقرۃ: ۲۴۵)۔''

https://www.shiabookspdf.com

پس وہ مومن ہے جن کے لیے چند برابر حسنات میں اضافہ کیا جائے گا اور اس کی ہر نیکی ستر برابر ہوگی، یہ مومن کو مسلمان پر فضیلت حاصل ہے۔ نیز خدا مومن کے صحت ایمان کے حساب سے اس کی حسنات میں برابر اضافہ کرتا ہے اور مومنین کی نسبت خدا جو خیر کرنا چاہے گا کرے گا۔

میں نے عرض کیا: جو مسلمان ہو جائے تو کیا وہ ایمان میں داخل نہیں ہوا؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں، بلکہ وہ ایمان کی طرف منسوب ہوا اور کفر سے نکل گیا ہے۔ اب میں تجھے ایک مثال پیش کرتا ہوں تا کہ تم ایمان کی اسلام پر فضیلت کو سمجھ سکو۔ مجھے بتاؤ کہ اگر تو کسی شخص کو مسجد الحرام میں کھڑا دیکھے تو اس کے بارے میں گواہی دے سکتا ہے کہ میں نے اسے خانہ کعبہ میں دیکھا ہے؟

میں نے عرض کیا: یہ میرے لیے جائز نہیں ہے۔

آپؑ نے فرمایا: ایک شخص کو تو نے خانہ کعبہ میں دیکھا ہے کیا تو گواہی دے سکتا ہے کہ میں نے اس کو مسجد الحرام میں دیکھا ہے؟

میں نے عرض کیا: جی ہاں۔

آپؑ نے فرمایا: کیوں؟

میں نے عرض کیا: وہ کعبہ سے متصل ہی نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ مسجد الحرام میں داخل نہ ہو۔

آپؑ نے فرمایا: تو نے ٹھیک کہا ہے، بہت خوب۔

پھر فرمایا: ایمان اور اسلام بھی ایسے ہی ہیں۔ [1]

بیان:

و أفضى به إلى الله أي جعل وجه القلب إلى الله من الفضائل و الأحكام أي الفضائل الدنيوية و الأحكام الشرعية و أراد السائل بقوله أ ليس الله يقول من جاء بالحسنة أنه إذا كانا مجتمعين في الحسنات و الحسنة بالعشر فكيف يكون له فضل عليه في الأعمال و القربات فأجابه ع بأنهما شريكان في العشر و المؤمن يفضل بما زاد عليها و أراد بما يشاء من الخير إيتاء العلم و الحكمة و زيادة اليقين و المعرفة

❂ ''أفضى به إلى الله'' یعنی اپنے دل کو خدا کی طرف متوجہ کرو۔

''من الفضائل و الأحكام'' یعنی دنیاوی فضائل اور شرعی احکام اور سوال کرنے والے کا یہ کہنا تھا کہ کیا خدا

[1] تفسیر البرہان: ۵/ ۱۱۸؛ بحار الانوار: ۶۵/ ۲۵۰؛ مسند الامام الباقرؑ: ۲/ ۱۸۳

https://www.shiabookspdf.com

یہ نہیں کہتا کہ جو کوئی نیکی لے کر آئے وہ یہ ہے کہ اگر وہ نیکیوں میں جمع ہوں اور ایک نیکی دسواں حصہ کے برابر ہو تو اس کے پاس کیسے ہوگا؟

اعمال اور عبادات میں اس پر کوئی فضیلت ہے؟

آپؑ نے اسے جواب دیا کہ وہ دسواں حصے میں دو شریک ہیں، اور مومن اس پر ترجیح دیتا ہے جو اس سے زیادہ ہے، اور اس کی مراد وہ ہے جس سے وہ بھلائی چاہتا ہے۔ علم و حکمت عطا کرنا اور یقین اور علم میں اضافہ کرنا۔

تحقیق اسناد:

حدیث حسن ہے [1] یا پھر صحیح ہے [2] اور میرے نزدیک بھی حدیث صحیح ہے۔ (واللہ اعلم)۔

3/1678 الکافی، ۲/۲۵/۲/۱ علی عن العبیدی عن یونس عَنْ مُوسَى بْنِ بَكْرٍ وَ عَنْ فُضَيْلِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: اَلْإِيمَانُ يُشَارِكُ اَلْإِسْلاَمَ وَ اَلْإِسْلاَمُ لاَ يُشَارِكُ اَلْإِيمَانَ.

فضیل بن یسار سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ایمان اسلام میں شریک ہے لیکن اسلام ایمان میں شریک نہیں ہے۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف کالموثق ہے [4] لیکن میرے نزدیک حدیث کی سند موثق ہے۔ (واللہ اعلم)

4/1679 الکافی، ۲/۲۶/۳/۱ الثلاثة عَنْ جَمِيلِ بْنِ دَرَّاجٍ عَنْ فُضَيْلِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: إِنَّ اَلْإِيمَانَ يُشَارِكُ اَلْإِسْلاَمَ وَ لاَ يُشَارِكُهُ اَلْإِسْلاَمُ إِنَّ اَلْإِيمَانَ مَا وَقَرَ فِي اَلْقُلُوبِ وَ اَلْإِسْلاَمَ مَا عَلَيْهِ اَلْمَنَاكِحُ وَ اَلْمَوَارِيثُ وَ حَقْنُ اَلدِّمَاءِ وَ اَلْإِيمَانَ يَشْرَكُ اَلْإِسْلاَمَ وَ اَلْإِسْلاَمُ لاَ يَشْرَكُ اَلْإِيمَانَ.

فضیل بن یسار سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ فرما رہے تھے: ایمان اسلام میں شریک ہے لیکن اسلام اس میں شریک نہیں ہے۔ ایمان دل میں قرار پکڑتا ہے اور اسلام وہ ہے جس پر مناکحت اور وراثت جاری ہوتی ہے اور خون بہا کی حفاظت ہوتی ہے۔ چنانچہ ایمان اسلام میں شریک ہے لیکن اسلام

[1] مرآۃ العقول: ۷/ ۱۵۴

[2] سند العروۃ (النکاح): ۲/ ۳۲۱؛ مستمسک العروۃ: ۲/ ۱۲۳؛ مصباح الہدایۃ: ۲/ ۳۶۲؛ موسوعۃ الامام شرف الدین: ۳/ ۲۵

[3] بحار الانوار: ۶۵/ ۲۳۹؛ مسند الامام الصادق: ۵/ ۱۳۴

[4] مرآۃ العقول: ۷/ ۱۵۳

ایمان میں شریک نہیں ہے۔ ①

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند حسن کالصحیح ہے ② یا پھر حدیث کی سند صحیح ہے ③ اور میرے نزدیک بھی حدیث کی سند صحیح ہے۔ (واللہ اعلم)

5/1680 الکافی،۲/۲۴/۲/۱ الثلاثة عَنِ اَلْعَلاَءِ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَحَدِهِمَا عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ قَالَ: اَلْإِيمَانُ إِقْرَارٌ وَ عَمَلٌ وَ اَلْإِسْلاَمُ إِقْرَارٌ بِلاَ عَمَلٍ.

محمد سے روایت ہے کہ دونوں اماموں میں سے ایک امام علیہ السلام نے فرمایا: ایمان اقرار اور عمل ہے جبکہ اسلام بغیر عمل کے اقرار ہے۔ ④

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند حسن کالصحیح ہے ⑤ یا پھر حدیث کی سند صحیح ہے ⑥ اور میرے نزدیک بھی حدیث صحیح ہے۔ (واللہ اعلم)

6/1681 الکافی،۲/۳۸/۲/۱ العدة عن البرقی عن عثمان عن ابن مُسْكَانَ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِهِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: قُلْتُ لَهُ مَا اَلْإِسْلاَمُ فَقَالَ دِينُ اَللَّهِ اِسْمُهُ اَلْإِسْلاَمُ وَ هُوَ دِينُ اَللَّهِ قَبْلَ أَنْ تَكُونُوا حَيْثُ كُنْتُمْ وَ بَعْدَ أَنْ تَكُونُوا فَمَنْ أَقَرَّ بِدِينِ اَللَّهِ فَهُوَ مُسْلِمٌ وَ مَنْ عَمِلَ بِمَا أَمَرَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ بِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ.

ابن مسکان نے اپنے کسی صحابی سے روایت کی ہے، اس کا بیان ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: اسلام کیا ہے؟

---

① تفسیر الصافی:۴/۱۹۰؛ تفسیر البرہان:۵/۱۱۸؛ بحارالانوار:۶۵/۲۴۹؛ تفسیر نور الثقلین:۴/۲۷۸؛ تفسیر کنز الدقائق:۱۰/۳۸۸

② مراۃ العقول:۷/۱۵۳

③ سند العروۃ (النکاح):۲/۳۲۱

④ تحف العقول:۲۹۷و۳۷۰؛ جامع الاخبار:۳۶؛ الفصول المہمہ:۱/۳۲۹؛ تفسیر البرھان:۵/۱۱۷؛ بحارالانوار:۶۵/۲۳۵و۲۷۵/۲۷۷و۲۵۳؛ عوالم العلوم:۲۵/۷۵۰؛ ھدایۃ الامہ:۱/۲۰

⑤ مراۃ العقول:۷/۱۲۳

⑥ بحوث فی القواعد الفقہیہ سند:۱/۳۱۸؛ الباقیات الصالحات اسماعیلپور:۱۷۷؛ صراط الحق فی المعارف الاسلامیہ محسنی:۴/۱۱۹؛ حدود الشریعہ محسنی:۲/۹۳؛ تنقیح مبانی العروۃ (الطہارۃ):۳/۳۷۶؛ سند العروۃ (الطہارۃ):۲/۱۰۵

https://www.shiabookspdf.com

آپؑ نے فرمایا: اللہ کے دین ہے کہ جس کا اسلام ہے اور اللہ کا دین تم سے پہلے بھی تھا جیسا کہ تم اب ہو اور تمہارے بعد بھی رہے گا پس جو اللہ کے دین کا اقرار کرتا ہے وہ مسلمان ہے اور جو اس پر عمل بھی کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے تو وہ مومن ہے۔ ①

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مرسل ہے۔ ②

7/1682 الکافی، ۲/۳۸/۵/۱ عنه عن النضر عَنْ يَحْيَى بْنِ عِمْرَانَ الْحَلَبِيِّ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ الْحُرِّ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ فَقَالَ لَهُ سَلاَّمٌ إِنَّ خَيْثَمَةَ ابْنَ أَبِي خَيْثَمَةَ يُحَدِّثُنَا عَنْكَ أَنَّهُ سَأَلَكَ عَنِ الْإِسْلاَمِ فَقُلْتَ لَهُ إِنَّ الْإِسْلاَمَ مَنِ اسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا وَ شَهِدَ شَهَادَتَنَا وَ نَسَكَ نُسُكَنَا وَ وَالَى وَلِيَّنَا وَ عَادَى عَدُوَّنَا فَهُوَ مُسْلِمٌ فَقَالَ صَدَقَ خَيْثَمَةُ قُلْتُ وَ سَأَلَكَ عَنِ الْإِيمَانِ فَقُلْتَ الْإِيمَانُ بِاللَّهِ وَ التَّصْدِيقُ بِكِتَابِ اللَّهِ وَ أَنْ لاَ يُعْصَى اللَّهُ فَقَالَ صَدَقَ خَيْثَمَةُ.

ابو بصیر سے روایت ہے کہ میں امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت اقدس میں موجود تھا۔ پس میں نے آپؑ کو سلام عرض کیا اور اس کے بعد آپؑ کی خدمت میں عرض کیا: خیثمہ بن ابوخیثمہ نے ہمیں آپؑ کی طرف سے ایک روایت بیان کی ہے کہ اس نے آپؑ سے اسلام کے بارے میں سوال کیا تو آپؑ نے اس سے فرمایا: اسلام یہ ہے کہ جو ہمارے قبلہ کی طرف منہ (کر کے نماز ادا) کرے، ہماری شہادت کی شہادت دے، ہمارے طریقہ عبادت کے مطابق عبادت کرے، ہمارے دوست کو دوست رکھے اور ہمارے دشمن کو دشمن رکھے تو وہ مسلمان ہے۔

آپؑ نے فرمایا: خیثمہ نے سچ کہا ہے۔

میں نے عرض کیا: آپؑ سے ایمان کے بارے میں اس نے سوال کیا تھا تو آپ نے فرمایا: اللہ پر ایمان، کتاب خدا کی تصدیق اور خدا کی نافرمانی نہ کرنا (ایمان) ہے۔

آپؑ نے فرمایا: خیثمہ نے سچ کہا ہے۔ ③

---

① جامع الاخبار: ۷۳؛ الفصول المہمہ: ۱/ ۳۳۴؛ بحار الانوار: ۶۵/ ۲۵۹؛ مسند الامام الصادق: ۵/ ۱۳۱

② مرآۃ العقول: ۷/ ۲۳۴

③ بحار الانوار: ۶۵/ ۲۸۲ و ۲۹۶؛ مسند الامام الباقرؑ: ۲/ ۱۸۰؛ مسند ابو بصیر: ۲/ ۲۸۳؛ الفصول المہمہ: ۱/ ۳۳۴

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے۔ ①

8/1683 الکافی، ۱/۶/۳۸/۲ محمد عن ابن عیسی عَنِ اِبْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ جَمِيلِ بْنِ دَرَّاجٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَنِ اَلْإِيمَانِ فَقَالَ شَهَادَةُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اَللَّهُ وَ أَنَّ مُحَمَّداً رَسُولُ اَللَّهِ قَالَ قُلْتُ أَ لَيْسَ هَذَا عَمَلٌ قَالَ بَلَى قُلْتُ فَالْعَمَلُ مِنَ اَلْإِيمَانِ قَالَ لاَ يَثْبُتُ لَهُ اَلْإِيمَانُ إِلاَّ بِالْعَمَلِ وَ اَلْعَمَلُ مِنْهُ۔

جمیل بن درّاج سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق سے ایمان کے بارے میں پوچھا تو آپؑ نے فرمایا: یہ گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور یہ کہ حضرت محمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔

میں نے عرض کیا: کیا یہ عمل نہیں ہے؟

آپؑ نے فرمایا: جی ہاں۔

میں نے عرض کیا: کیا عمل ایمان میں سے نہیں ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ایمان عمل کے بغیر ثابت ہی نہیں ہوتا اور عمل اسی میں سے ہے۔ ②

بیان:

المجرور فی له للمؤمن المدلول علیه بالایمان

اللہ تعالیٰ میں المجرور مومن کے لیے ہے جس پر ایمان کی طرف اشارہ ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے۔ ③

9/1684 الکافی، ۱/۳/۳۸/۲ القمیان عَنْ صَفْوَانَ أَوْ غَيْرِهِ عَنِ اَلْعَلاَءِ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ اَلْإِيمَانِ فَقَالَ شَهَادَةُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اَللَّهُ وَ أَنَّ مُحَمَّداً رَسُولُ اَللَّهِ وَ اَلْإِقْرَارُ بِمَا جَاءَ مِنْ عِنْدِ اَللَّهِ وَ مَا اِسْتَقَرَّ فِي اَلْقُلُوبِ مِنَ اَلتَّصْدِيقِ بِذَلِكَ قَالَ قُلْتُ اَلشَّهَادَةُ أَ لَيْسَتْ عَمَلاً قَالَ بَلَى قُلْتُ اَلْعَمَلُ مِنَ اَلْإِيمَانِ قَالَ نَعَمْ اَلْإِيمَانُ لاَ يَكُونُ إِلاَّ بِعَمَلٍ وَ اَلْعَمَلُ مِنْهُ وَ لاَ يَثْبُتُ اَلْإِيمَانُ إِلاَّ بِعَمَلٍ۔

---

① مرآۃ العقول: ۷/ ۲۳۳؛ المصباح مجلہ اسلامیہ فکریہ شاھرودی: ۵۱/ ۵۱

② وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۱۶۸؛ بحار الانوار: ۶۶/ ۲۳؛ مسند امام الصادقؑ: ۵/ ۱۳۲

③ مرآۃ العقول: ۷/ ۲۳۶؛ الآراء الفقہیہ: ۷/ ۲۳۰؛ المصباح مجلہ الاسلامیہ فکریہ شاھرودی: ۵۱/ ۵۱

https://www.shiabookspdf.com

محمد سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایمان کے بارے میں پوچھا تو آپؑ نے فرمایا: گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور حضرت محمدؐ اس کے رسول ہیں اور اقرار کرنا اس کا جو کچھ خدا کی طرف سے آیا ہے اور اس کے ذریعے کو دلوں میں مستقر ہو اس کی تصدیق کرنا۔

میں نے عرض کیا: کیا شہادت عمل نہیں ہے؟

آپؑ نے فرمایا: کیوں نہیں۔

میں نے عرض کیا: کیا عمل ایمان میں سے ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں، ایمان نہیں ہو سکتا مگر عمل کے ساتھ اور عمل اسی میں سے ہے اور ایمان ثابت نہیں ہوتا مگر عمل کے ساتھ۔[1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مرسل ہے۔[2]

10/1685 الکافی ۲/۳۹/۸/۱ مُحَمَّدُ بْنُ اَلْحَسَنِ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا عَنِ اَلْأَشْعَثِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَفْصِ بْنِ خَارِجَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ وَ سَأَلَهُ رَجُلٌ عَنْ قَوْلِ اَلْمُرْجِئَةِ فِي اَلْكُفْرِ وَ اَلْإِيمَانِ وَ قَالَ إِنَّهُمْ يَحْتَجُّونَ عَلَيْنَا وَ يَقُولُونَ كَمَا أَنَّ اَلْكَافِرَ عِنْدَنَا هُوَ اَلْكَافِرُ عِنْدَ اَللَّهِ فَكَذَلِكَ نَجِدُ اَلْمُؤْمِنَ إِذَا أَقَرَّ بِإِيمَانِهِ أَنَّهُ عِنْدَ اَللَّهِ مُؤْمِنٌ فَقَالَ سُبْحَانَ اَللَّهِ وَ كَيْفَ يَسْتَوِي هَذَانِ وَ اَلْكُفْرُ إِقْرَارٌ مِنَ اَلْعَبْدِ فَلاَ يُكَلَّفُ بَعْدَ إِقْرَارِهِ بِبَيِّنَةٍ وَ اَلْإِيمَانُ دَعْوَى لاَ تَجُوزُ إِلاَّ بِبَيِّنَةٍ وَ بَيِّنَتُهُ عَمَلُهُ وَ نِيَّتُهُ فَإِذَا اِتَّفَقَا فَالْعَبْدُ عِنْدَ اَللَّهِ مُؤْمِنٌ وَ اَلْكُفْرُ مَوْجُودٌ بِكُلِّ جِهَةٍ مِنْ هَذِهِ اَلْجِهَاتِ اَلثَّلاَثِ مِنْ نِيَّةٍ أَوْ قَوْلٍ أَوْ عَمَلٍ وَ اَلْأَحْكَامُ تَجْرِي عَلَى اَلْقَوْلِ وَ اَلْعَمَلِ فَمَا أَكْثَرَ مَنْ يَشْهَدُ لَهُ اَلْمُؤْمِنُونَ بِالْإِيمَانِ وَ يَجْرِي عَلَيْهِ أَحْكَامُ اَلْمُؤْمِنِينَ وَ هُوَ عِنْدَ اَللَّهِ كَافِرٌ وَ قَدْ أَصَابَ مَنْ أَجْرَى عَلَيْهِ أَحْكَامَ اَلْمُؤْمِنِينَ بِظَاهِرِ قَوْلِهِ وَ عَمَلِهِ.

محمد بن حفص بن خارجہ سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا جبکہ آپؑ سے ایک شخص نے مرجئہ کے کفر و ایمان کے بارے میں قول کے متعلق سوال کیا اور کہا: مرجئہ ہمارے خلاف احتجاج کرتے ہیں

[1] الفصول المہمہ: ۱/ ۳۳۳؛ بحار الانوار: ۶۶/ ۲۲؛ حق الیقین فی معرفۃ اصول الدین: ۲/ ۵۵۹

[2] مراۃ العقول: ۷/ ۲۴۳

اور اُن کا نظریہ یہ ہے کہ جس کو ہم کافر جانتے ہیں وہ خدا کے نزدیک بھی کافر ہے اور جس کو ہم مومن شمار کریں گے وہ خدا کے نزدیک بھی مومن ہے۔

آپؑ نے فرمایا: سبحان اللہ! یہ دونوں برابر کیسے ہو سکتے ہیں؟

کیونکہ کفر بندے کی طرف سے اقرار کا نام ہے کہ اس کے اقرار کے بعد اس سے گواہ و دلیل طلب کرنے کی کوئی ضرورت ہی نہیں رہتی جبکہ ایمان ایک دعویٰ ہے جو بغیر دلیل کے ثابت نہیں ہوتا اور دلیل اس کا عمل اور اس کی نیت ہے۔ پس جب یہ متفق ہو جائیں تو بندہ اللہ کے ہاں مومن ہے جبکہ کفران تینوں اطراف میں ہر طرف موجود ہوتا ہے: نیت، قول اور عمل میں اور احکام قول و عمل پر جاری ہوتے ہیں۔ پس اکثر مومنین جس کے ایمان کی گواہی دیتے ہیں اور اس پر مومنین کے احکام بھی جاری ہوتے ہیں لیکن وہ اللہ کے نزدیک کافر ہوتا ہے کیونکہ اس کے ظاہری قول و فعل کو دیکھ کر اس پر مومنین احکام جاری کرتے ہیں۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے۔ [2]

11/1686 الکافی، ۱/۴/۲۶/۲ العدة عن البرقی عن السراد عن اَلْكِنَانِيِّ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أَيُّهُمَا أَفْضَلُ اَلْإِيمَانُ أَوِ اَلْإِسْلاَمُ فَإِنَّ مَنْ قِبَلَنَا يَقُولُونَ إِنَّ اَلْإِسْلاَمَ أَفْضَلُ مِنَ اَلْإِيمَانِ فَقَالَ اَلْإِيمَانُ أَرْفَعُ مِنَ اَلْإِسْلاَمِ قُلْتُ فَأَوْجِدْنِي ذَلِكَ قَالَ مَا تَقُولُ فِيمَنْ أَحْدَثَ فِي اَلْمَسْجِدِ اَلْحَرَامِ مُتَعَمِّداً قَالَ قُلْتُ يُضْرَبُ ضَرْباً شَدِيداً قَالَ أَصَبْتَ قَالَ فَمَا تَقُولُ فِيمَنْ أَحْدَثَ فِي اَلْكَعْبَةِ مُتَعَمِّداً قُلْتُ يُقْتَلُ قَالَ أَصَبْتَ أَلاَ تَرَى أَنَّ اَلْكَعْبَةَ أَفْضَلُ مِنَ اَلْمَسْجِدِ وَ أَنَّ اَلْكَعْبَةَ تَشْرَكُ اَلْمَسْجِدَ وَ اَلْمَسْجِدُ لاَ يَشْرَكُ اَلْكَعْبَةَ وَ كَذَلِكَ اَلْإِيمَانُ يَشْرَكُ اَلْإِسْلاَمَ وَ اَلْإِسْلاَمُ لاَ يَشْرَكُ اَلْإِيمَانَ.

الکنانی سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: دونوں میں سے کون افضل ہے: ایمان یا اسلام؟ کیونکہ ہمارے پاس کچھ لوگ ہیں جو کہتے ہیں اسلام ایمان سے افضل ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ایمان کا درجہ اسلام سے بلند ہے۔

میں نے عرض کیا: میرے لیے اس کو واضح کر کے بیان کریں۔

---

[1] الفصول المہمہ: ۱/ ۴۳۸؛ بحارالانوار: ۶۵/ ۲۹۷؛ مسند امام الصادق: ۵/ ۱۳۲

[2] مراۃ العقول: ۷/ ۲۴۸

آپؑ نے فرمایا: جو بندہ مسجد الحرام میں جان بوجھ کر پاخانہ کرے تو اس کے بارے میں تو کیا کہے گا؟
میں نے عرض کیا: اس کی سخت پٹائی کی جائے گی۔
آپؑ نے فرمایا: تو نے ٹھیک کہا۔
پھر آپؑ نے فرمایا: اگر کوئی بندہ جان بوجھ کر خانہ کعبہ میں پاخانہ کر دے تو اس کے بارے میں تیرا کیا حکم ہے۔
میں نے عرض کیا: اس کو قتل کر دیا جائے گا۔
آپؑ نے فرمایا: تو نے ٹھیک کہا ہے۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ کعبہ مسجد سے افضل ہے اور کعبہ مسجد میں شریک ہے لیکن مسجد کعبہ میں شریک نہیں۔ ایسے ہی ایمان اسلام میں شریک ہے لیکن اسلام ایمان میں شریک نہیں ہے۔ ①

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے۔ ②

12/1687 الکافی،۲/۲۷/۱/۱ علی عن العباس بن معروف عن التمیمی عَنْ حَمَّادِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحِيمِ الْقَصِيرِ قَالَ: كَتَبْتُ مَعَ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَعْيَنَ إِلَى أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ أَسْأَلُهُ عَنِ الْإِيمَانِ مَا هُوَ فَكَتَبَ إِلَيَّ مَعَ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَعْيَنَ سَأَلْتَ رَحِمَكَ اللَّهُ عَنِ الْإِيمَانِ وَ الْإِيمَانُ هُوَ الْإِقْرَارُ بِاللِّسَانِ وَ عَقْدٌ فِي الْقَلْبِ وَ عَمَلٌ بِالْأَرْكَانِ وَ الْإِيمَانُ بَعْضُهُ مِنْ بَعْضٍ وَ هُوَ دَارٌ وَ كَذَلِكَ الْإِسْلاَمُ دَارٌ وَ الْكُفْرُ دَارٌ فَقَدْ يَكُونُ الْعَبْدُ مُسْلِماً قَبْلَ أَنْ يَكُونَ مُؤْمِناً وَ لاَ يَكُونُ مُؤْمِناً حَتَّى يَكُونَ مُسْلِماً فَالْإِسْلاَمُ قَبْلَ الْإِيمَانِ وَ هُوَ يُشَارِكُ الْإِيمَانَ فَإِذَا أَتَى الْعَبْدُ كَبِيرَةً مِنْ كَبَائِرِ الْمَعَاصِي أَوْ صَغِيرَةً مِنْ صَغَائِرِ الْمَعَاصِي الَّتِي نَهَى اللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ عَنْهَا كَانَ خَارِجاً مِنَ الْإِيمَانِ سَاقِطاً عَنْهُ اسْمُ الْإِيمَانِ وَ ثَابِتاً عَلَيْهِ اسْمُ الْإِسْلاَمِ فَإِنْ تَابَ وَ اسْتَغْفَرَ عَادَ إِلَى دَارِ الْإِيمَانِ وَ لاَ يُخْرِجُهُ إِلَى الْكُفْرِ إِلاَّ الْجُحُودُ وَ الاِسْتِحْلاَلُ أَنْ يَقُولَ لِلْحَلاَلِ هَذَا حَرَامٌ وَ لِلْحَرَامِ هَذَا حَلاَلٌ وَ دَانَ بِذَلِكَ فَعِنْدَهَا يَكُونُ خَارِجاً مِنَ الْإِسْلاَمِ وَ الْإِيمَانِ دَاخِلاً فِي الْكُفْرِ وَ كَانَ بِمَنْزِلَةِ مَنْ دَخَلَ الْحَرَمَ ثُمَّ دَخَلَ الْكَعْبَةَ وَ أَحْدَثَ فِي الْكَعْبَةِ

① تفسیر البرہان:۵/۱۱۸؛ بحارالانوار:۶۵/۲۵۰؛ تفسیر نور الثقلین:۴/۲۷۸؛ تفسیر کنز الدقائق:۱۰/۳۸۸؛ المحاسن:۱/۲۸۵؛ مسند الامام الصادق:۵/۱۳۵

② مراۃ العقول:۷/۱۵۳؛ موسوعہ الامام الخوئی:۳۱/۳۱۸؛ حدود الشریعہ محسنی:۱/۱۹۸؛ مقالات اجتماعی میقات حجی از نویسندگان:۲/۱۳۲

حَدَثاً فَأُخْرِجَ عَنِ الْكَعْبَةِ وَعَنِ الْحَرَمِ فَضُرِبَتْ عُنُقُهُ وَصَارَ إِلَى النَّارِ ۔

عبدالرحیم بن القصیر سے روایت ہے کہ میں نے عبدالملک بن اعین کے ساتھ امام جعفر صادق کی خدمت اقدس میں ایک خط لکھا اور اس میں آپؑ سے ایمان کے بارے میں سوال کیا کہ وہ کیا ہے؟

آپؑ نے عبدالملک بن اعین کے ہمراہ لکھا: تو نے ایمان کے بارے میں سوال کیا ہے، خدا تجھ پر رحم فرمائے، ایمان زبان سے اقرار، دِل میں پختہ عقیدہ اور ارکان پر عمل کرنے کا نام ہے اور ایمان کا بعض اس کے بعض سے ہے اور وہ ایک گھر کی مانند ہے اور اسی طرح اسلام بھی ایک گھر ہے اور کفر بھی ایک گھر ہے۔ پس بندہ مومن ہونے سے قبل مسلمان ہو سکتا ہے لیکن مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ مسلمان نہ ہو کیونکہ اسلام ایمان سے پہلے ہے وہ ایمان میں شریک ہے۔ پس بندہ جب گناہ کبیرہ میں سے کسی گناہ یا صغیرہ میں سے کوئی گناہ کرتا ہے کہ جن سے خدا نے منع کیا ہے تو وہ ایمان سے خارج ہو جاتا ہے، اس سے مومن کا نام سقط ہو جاتا ہے مگر مسلمان کا نام اس پر باقی رہتا ہے پس اگر وہ توبہ کرے اور طلب مغفرت کرے تو دوبارہ ایمان کے گھر کی طرف آجاتا ہے۔ انکار و استحلال کے سوا کوئی چیز اسے کفر کی طرف نہیں لے جا سکتی کہ وہ کسی حلال کے لیے کہے کہ یہ حرام ہے یا کسی حرام کے لیے کہے کہ یہ حلال ہے اور اس کی پیروی کرے۔ پس جب یہ کرلے گا تو پھر وہ اسلام و ایمان سے خارج ہو کر کفر کے گھر میں داخل ہو جائے گا اور وہ بمنزلہ اس کے ہے کہ جو مسجد الحرام میں داخل ہوا، پھر خانہ کعبہ میں داخل ہوا اور وہاں پاخانہ کر دیا تو اس کو پہلے خانہ کعبہ سے نکالا جائے گا پھر حرم سے نکالا جائے گا اور اس کی گردن ماری جائے گی اور وہ جہنم میں جائے گا۔ [1]

بیان:

إنما شبه الإيمان و الإسلام بالدار لأن كلا منها بمنزلة حصن لصاحبه يدخل فيها و يخرج منها كما أن الدار حصن لصاحبه كذلك قوله و هو يشارك الإيمان معناه أنه كلما يتحقق الإيمان فهو يشاركه في التحقق و أما ما مضى في الأخبار أنه لا يشارك الإيمان فمعناه أنه ليس كلما تحقق تحقق الإيمان فلا منافاة و يحتمل أن يكون قد سقط من الكلام شيء و كان هكذا و هو يشارك الإسلام و الإسلام لا يشارك الإيمان فيكون على وتيرة ما سبق:

یہ ایمان اور اسلام کو گھر سے تشبیہ دے رہا ہے، کیونکہ ان میں سے ہر ایک اپنے مالک کے لیے ایک قلعہ کی مانند ہے، جو اس میں داخل ہوتا ہے اور اسے چھوڑ دیتا ہے، جس طرح گھر اپنے مالک کے لیے ایک قلعہ ہے، اسی طرح

[1] تفسیر البرہان: ۵/۱۱۹؛ بحار الانوار: ۶۵/۲۵۶؛ تفسیر نور الثقلین: ۵/۱۰۱؛ الفصول المہمہ: ۱/۳۳۱؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۲/۳۵۸

ان کا قول ہے:

”وھو یشارك الإیمان“

اور وہ ایمان میں شریک ہے۔

اس کا معنی یہ ہے کہ جب بھی ایمان حاصل ہوتا ہے تو وہ اس کے حصول میں شریک ہوتا ہے، جب بھی ایمان حاصل ہوتا ہے تو اس میں کوئی تضاد نہیں ہوتا اور ممکن ہے کہ تقریر سے کوئی چیز خارج ہو گئی ہو، اور وہ اس طرح تھی، اور وہ اسلام کو شریک کرتا ہے، اور اسلام ایمان کا اشتراک نہیں کرتا لہٰذا یہ اوپر کی تعدد پر ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے [1] اور علامہ مجلسی کے نزدیک مجہول ہے [2] اور میرے نزدیک حدیث حسن کالصحیح ہے کیونکہ عبدالرحیم تفسیر قمی کا راوی اور ثقہ ہے۔ [3]

13/1688 الکافی، ۲/۲۸/۲/۱ العدة عن أحمد عن عثمان عن سماعة قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ اَلْإِيمَانِ وَ اَلْإِسْلاَمِ قُلْتُ لَهُ أَ فَرْقٌ بَيْنَ اَلْإِسْلاَمِ وَ اَلْإِيمَانِ قَالَ فَأَضْرِبُ لَكَ مَثَلَهُ قَالَ قُلْتُ أَوْرِدْ ذَلِكَ قَالَ مَثَلُ اَلْإِيمَانِ وَ اَلْإِسْلاَمِ مَثَلُ اَلْكَعْبَةِ اَلْحَرَامِ مِنَ اَلْحَرَمِ قَدْ يَكُونُ فِي اَلْحَرَمِ وَ لاَ يَكُونُ فِي اَلْكَعْبَةِ وَ لاَ يَكُونُ فِي اَلْكَعْبَةِ حَتَّى يَكُونَ فِي اَلْحَرَمِ وَ قَدْ يَكُونُ مُسْلِماً وَ لاَ يَكُونُ مُؤْمِناً وَ لاَ يَكُونُ مُؤْمِناً حَتَّى يَكُونَ مُسْلِماً قَالَ قُلْتُ فَيُخْرِجُ مِنَ اَلْإِيمَانِ شَيْءٌ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ فَيُصَيِّرُهُ إِلَى مَا ذَا قَالَ إِلَى اَلْإِسْلاَمِ أَوِ اَلْكُفْرِ وَ قَالَ لَوْ أَنَّ رَجُلاً دَخَلَ اَلْكَعْبَةَ فَأَفْلَتَ مِنْهُ بَوْلُهُ أُخْرِجَ مِنَ اَلْكَعْبَةِ وَ لَمْ يُخْرَجْ مِنَ اَلْحَرَمِ فَغَسَلَ ثَوْبَهُ وَ تَطَهَّرَ ثُمَّ لَمْ يُمْنَعْ أَنْ يَدْخُلَ اَلْكَعْبَةَ وَ لَوْ أَنَّ رَجُلاً دَخَلَ اَلْكَعْبَةَ فَبَالَ فِيهَا مُعَانِداً أُخْرِجَ مِنَ اَلْكَعْبَةِ وَ مِنَ اَلْحَرَمِ وَ ضُرِبَتْ عُنُقُهُ.

سماعہ سے روایت ہے کہ میں نے ان (یعنی امام علیہ السلام) سے ایمان اور اسلام کے بارے میں سوال کیا اور آپؑ سے عرض کیا: کیا ایمان واسلام میں کوئی فرق ہے؟

[1] کتاب الزکاۃ منتظری: ۱/ ۱۴؛ بہجۃ الآمال تبریزی: ۵/ ۳۰۶؛ بلغۃ الفقیہ بحر العلوم: ۴/ ۱۹۹؛ فقہ الصادق: ۴/ ۳۴۹؛ منتھی المقال مازندرانی: ۴/ ۱۱۹؛ مجمع الفوائد: ۳۸۷؛ مصباح المنہاج (الطہارۃ) ۸/ ۳۵۳؛ کتاب الطہارۃ انصاری: ۵/ ۱۳۵؛ العالم الزلفی عراقی: ۳۴۳؛ الموسوعۃ القضائیہ سند: ۱۹۷

[2] مراۃ العقول: ۷/ ۱۵۹

[3] المفید من معجم رجال الحدیث: ۳۱۵

آپؑ نے فرمایا: کیا تیرے لیے مثال بیان کروں تاکہ مطلب روشن ہو جائے۔

میں نے عرض کیا: بیان فرمائیں۔

آپؑ نے فرمایا: ایمان کی مثال کعبہ کی ہے اور اسلام کی مثال مسجد الحرام کی ہے۔ بعض اوقات بندہ مسجد الحرام میں ہوتا ہے لیکن کعبہ میں نہیں ہوتا اور کعبہ میں اس وقت تک نہیں جا سکتا جب تک وہ حرم میں داخل نہ ہو۔ ایسے ہی بعض اوقات بندہ مسلمان ہو گا لیکن مومن نہیں ہوتا جبکہ مومن ہے تو مسلمان ضرور ہے کیونکہ بغیر مسلمان ہوئے مومن نہیں بن سکتا۔

میں نے عرض کیا: کیا کوئی چیز ہے کہ جو انسان کو ایمان سے خارج کر دے؟

آپؑ نے مجھ سے فرمایا: ہاں۔

میں نے عرض کیا: وہ بندے کو کہاں لے جاتی ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اسلام کی طرف یا کفر کی طرف۔

پھر فرمایا: اگر ایک شخص کعبہ میں داخل ہوا اور اچانک اس کا پیشاب نکل جائے تو وہ کعبہ سے نکالا جائے گا لیکن حرم سے نہیں نکالا جائے گا اور اگر وہ حرم سے نکلے پس اپنے کپڑوں کو دھو کر پاک کرے تو دوبارہ کعبہ میں داخل ہونے سے اسے کوئی ممانعت نہیں ہے اور اگر ایک شخص کعبہ میں داخل ہوا اور جان بوجھ کر وہاں پیشاب یا پاخانہ کر دے تو اس کو کعبہ اور حرم دونوں سے باہر نکالا جائے گا پھر اس کی گردن اڑا دی جائے گی۔ ①

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند موثق ہے۔ ②

14/1689 الکافی، ۱/۴/۲۲/۲ محمد عن أحمد عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَلْحَكَمِ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ اَلسِّمْطِ قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَنِ اَلْإِسْلاَمِ وَ اَلْإِيمَانِ مَا اَلْفَرْقُ بَيْنَهُمَا فَلَمْ يُجِبْهُ ثُمَّ سَأَلَهُ فَلَمْ يُجِبْهُ ثُمَّ اِلْتَقَيَا فِي اَلطَّرِيقِ وَ قَدْ أَزِفَ مِنَ اَلرَّجُلِ اَلرَّحِيلُ فَقَالَ لَهُ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ كَأَنَّهُ قَدْ أَزِفَ مِنْكَ رَحِيلٌ فَقَالَ نَعَمْ فَقَالَ فَالْقَنِي فِي اَلْبَيْتِ فَلَقِيَهُ فَسَأَلَهُ عَنِ اَلْإِسْلاَمِ وَ اَلْإِيمَانِ مَا اَلْفَرْقُ بَيْنَهُمَا فَقَالَ اَلْإِسْلاَمُ هُوَ اَلظَّاهِرُ اَلَّذِي عَلَيْهِ اَلنَّاسُ شَهَادَةُ

---

① معانی الاخبار:۱۸۶؛ تفسیر البرہان:۵/ ۱۲۰؛ بحار الانوار:۶۵/ ۲۷۱

② مراۃ العقول:۷/ ۱۴۳؛ بحوث فی القواعد الفقہیہ سند:۱/ ۴۲۶؛ سند العروۃ (الطہارۃ):۲/ ۱۱۱؛ کتاب الزکاۃ منتظری:۱/ ۱۵؛ مجمع الفوائد منتظری:۴۷۹؛ مسائل معاصرہ حکیم:۱۶۷؛ حدود الشریعہ محسنی:۱/ ۱۹۸

أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اَللَّهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَإِقَامُ اَلصَّلاَةِ وَإِيتَاءُ اَلزَّكَاةِ وَ(حِجُّ اَلْبَيْتِ) وَصِيَامُ شَهْرِ رَمَضَانَ فَهَذَا اَلْإِسْلاَمُ وَقَالَ اَلْإِيمَانُ مَعْرِفَةُ هَذَا اَلْأَمْرِ مَعَ هَذَا فَإِنْ أَقَرَّ بِهَا وَلَمْ يَعْرِفْ هَذَا اَلْأَمْرَ كَانَ مُسْلِماً وَكَانَ ضَالاًّ.

سفیان بن سمط سے روایت ہے کہ ایک شخص نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اسلام اور ایمان کے بارے میں۔ پوچھا کہ ان میں کیا فرق ہے تو آپؑ نے اس کا جواب نہ دیا۔ اس نے پھر سوال کیا تو آپؑ نے پھر اس کا جواب نہ دیا۔ چنانچہ ایک دن راستے میں اس کی آپؑ سے ملاقات ہوگئی اور وہ بندہ سفر شروع کرنے ہی والا تھا۔ پس آپؑ نے اس نے فرمایا: گویا تیرا کوچ کرنا قریب ہے؟

اس نے عرض کیا: جی ہاں۔

آپؑ نے فرمایا: میرے گھر میں مجھ ملاقات کرو۔ پس وہ شخص آپؑ کے گھر آیا اور آپؑ سے ملاقات کی تو آپؑ سے ایمان اور اسلام کے بارے میں پوچھا کہ ان میں کیا فرق ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اسلام ظاہری طور پر ہے کہ جس پر لوگ قائم ہیں: گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود، وہ وحد ہے اس کو کوئی شریک نہیں اور حضرت محمدؐ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوۃ دینا، بیت اللہ کا حج کرنا اور ماہ مبارک رمضان کے روزے رکھنا پس یہ اسلام ہے۔

نیز فرمایا: ایمان اس سب کے ساتھ اس امر (امامت) کی معرفت حاصل کرنا اور اس کا اقرار کرنا ہے پس جو اس کا اقرار کرتا ہے مگر اس امر کی معرفت نہیں رکھتا تو وہ مسلمان ہے اور گمراہ ہے۔[1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے۔[2] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ سفیان بن سمط تحقیق سے ثقہ ثابت ہے اس لیے کہ ابن ابی عمیر اس سے روایت کرتا ہے[3] لہٰذا اس کا مجہول ہونا مضر نہیں ہے۔ (واللہ اعلم)

15/1690 الکافی، ۱/۱/۲۴/۲ الثلاثة عن الحکم بن أیمن الکافی، ۱/۶/۲۵/۲ الاثنان و العدة عن أحمد عن الحسین عن الحکم عَنِ اَلْقَاسِمِ اَلصَّيْرَفِيِّ شَرِيكِ اَلْمُفَضَّلِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ

[1] تفسیر البرہان:۵/۱۱۷؛ بحارالانوار:۶۵/۲۴۶؛ تفسیر نورالثقلین:۵/۱۰۶؛ تفسیر کنز الدقائق:۱۲/۳۵۹؛ مسند الامام الصادق:۵/۱۳۴

[2] مراۃ العقول:۷/۱۲۵

[3] الکافی:۶/۵۰ ح۱؛ وسائل الشیعہ:۲/۶۰ ح۱۳۸۰؛ الوافی:۶/۱۳۲ ح۵۱۰۵؛ ثواب الاعمال وعقاب الاعمال:۱۹؛ وسائل الشیعہ:۲/۶۱ ح۱۳۸۳؛ بحارالانوار:۷۳/۸۶

اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: اَلْإِسْلاَمُ يُحْقَنُ بِهِ اَلدَّمُ وَ تُؤَدَّى بِهِ اَلْأَمَانَةُ وَ تُسْتَحَلُّ بِهِ اَلْفُرُوجُ وَ اَلثَّوَابُ عَلَى اَلْإِيمَانِ.

مفضل کے ساتھی قاسم صیرفی سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ فرماتے تھے: اسلام کے ذریعے جان بچائی جاتی ہے، امانت کی حفاظت ہوتی ہے اور اس کے ذریعے فروج کو حلال کیا جاتا ہے جبکہ ثواب کا دارومدار ایمان پر ہے۔ [1]

بیان:

إن قيل أداء أمانة الكافر أيضا واجب فلم خص بالمسلم قلنا إنما يجب أداء أمانة الكافر إذا صار في حكم المسلم بالذمة

اگر یہ کہا جائے کہ کافر کی امانت ادا کرنا بھی واجب ہے تو پھر اس حکم کی مسلمان کے ساتھ کیا خصوصیت رہ جائے گی؟

اس کے جواب میں ہم یہ عرض کریں گے کہ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ کافر کی امانت کرنا بھی واجب ہے لیکن اس کی شرط یہ ہے کہ وہ مسلمان زمی کے حکم میں ہو۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی ایک سند مجہول بلکہ حسن ہے [2] اور دوسری سند حسن علی الاصح ہے۔ [3] اور میرے نزدیک دونوں سندیں حسن ہیں۔ (واللہ اعلم)

16/1691 الكافي ،۲/۲۵/۵/۱ الاثنان و العدة عن أحمد جميعاً عَنِ اَلْوَشَّاءِ عَنْ أَبَانٍ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ: (قَالَتِ اَلْأَعْرَابُ آمَنَّا قُلْ لَمْ تُؤْمِنُوا وَ لٰكِنْ قُولُوا أَسْلَمْنٰا) فَمَنْ زَعَمَ أَنَّهُمْ آمَنُوا فَقَدْ كَذَبَ وَ مَنْ زَعَمَ أَنَّهُمْ لَمْ يُسْلِمُوا فَقَدْ كَذَبَ.

ابوبصیر سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا، آپؑ فرما رہے تھے: ''اعراب کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے آپ ان سے کہہ دیں کہ تم ایمان نہیں لائے بلکہ تم کہو کہ ہم اسلام لائے ہیں۔ (الحجرات: ۱۴)۔'' پس جو

---

[1] وسائل الشیعہ: ۲۰/ ۵۵۶؛ تفسیر البرہان: ۵/ ۱۱۷؛ بحارالانوار: ۶۵/ ۲۴۳؛ المحاسن: ۱/ ۲۸۵

[2] مرآۃ العقول: ۷/ ۱۲۰

[3] مرآۃ العقول: ۷/ ۱۲۵

https://www.shiabookspdf.com

اس کا اعتقاد رکھتا ہے کہ وہ ایمان لایا ہے وہ جھوٹ بولتا ہے اور جو یہ گمان کرتا ہے کہ وہ اسلام نہیں لایا تو وہ بھی جھوٹ بولتا ہے۔[1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند موثق کالصحیح ہے[2] یا پھر حدیث کی سند صحیح ہے[3] اور میرے نزدیک بھی حدیث کی سند صحیح ہے۔(واللہ اعلم)

17/1692 الکافی،۲/۲۲/۳/۱ علی عن العبیدی عَنْ یُونُسَ عَنْ جَمِیلِ بْنِ دَرَّاجٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَنْ قَوْلِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (قَالَتِ اَلْأَعْرَابُ آمَنَّا قُلْ لَمْ تُؤْمِنُوا وَ لٰكِنْ قُولُوا أَسْلَمْنَا وَ لَمَّا يَدْخُلِ اَلْإِيمَانُ فِي قُلُوبِكُمْ)۔-فَقَالَ لِي أَلاَ تَرَى أَنَّ اَلْإِيمَانَ غَيْرُ اَلْإِسْلاَمِ۔

جمیل بن دراج سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے خدا کے قول: ''اعراب کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے ہیں۔آپ ان سے فرمادیں کہ تم ایمان نہیں لائے بلکہ تم کہو کہ ہم اسلام لائے ہیں۔خدا نے ایمان کو تو ابھی تک تمہارے دلوں میں داخل ہی نہیں کیا۔(الحجرات: ۱۴)۔'' کے بارے میں پوچھا تو آپؑ نے مجھ سے فرمایا: کیا تو نہیں جانتا کہ ایمان اسلام کا غیر ہے۔[4]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے[5] یا پھر موثق ہے[6] اور میرے نزدیک سند صحیح ہے۔(واللہ اعلم)

۲۔باب حدود الایمان و الاسلام و دعائمھما

باب: ایمان اور اسلام کی حدود اور ان دونوں کے ارکان

1/1693 الکافی،۲/۱۸/۲/۱ علی عن العبیدی عَنْ یُونُسَ عَنْ عَجْلاَنَ أَبِي صَالِحٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اَللَّهِ

[1] تفسیر البرہان:۵/۱۱۷؛بحارالانوار:۶۵/۲۴۳؛تفسیر نور الثقلین:۵/۱۰۰؛تفسیر کنز الدقائق:۱۲/۳۵۶

[2] مراۃ العقول:۷/۱۲۶

[3] بحوث فی القواعد الفقہیہ سند:۱/۴۳۵

[4] تفسیر البرہان:۵/۱۱۷؛بحارالانوار:۶۵/۲۴۶؛تفسیر نور الثقلین:۵/۱۰۰؛تفسیر کنز الدقائق:۱۲/۳۵۶

[5] مراۃ العقول:۷/۱۲۲؛الانوار الحیریہ بحرانی:۱۵۱؛تنقیح مبانی العروۃ(الطہارۃ):۳/۷۷؛التعلیقہ الاستدلالیہ:۷/۱۹۰؛الشہاب الثاقب بحرانی:۱۶۹

[6] کتاب الطہارۃ خمینی:۳/۳۴۳؛الباقیات الصالحات:۸۱۷؛آیات الاحکام:۲۹۷؛تفسیر القرآن ایازی:۵/۱۵۵

عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أَوْقِفْنِي عَلَى حُدُودِ اَلْإِيمَانِ فَقَالَ شَهَادَةُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اَللَّهُ وَ أَنَّ مُحَمَّداً رَسُولُ اَللَّهِ وَ اَلْإِقْرَارُ بِمَا جَاءَ بِهِ مِنْ عِنْدِ اَللَّهِ وَ صَلَوَاتُ اَلْخَمْسِ وَ أَدَاءُ اَلزَّكَاةِ وَ صَوْمُ شَهْرِ رَمَضَانَ وَ حِجُّ اَلْبَيْتِ وَ وَلاَيَةُ وَلِيِّنَا وَ عَدَاوَةُ عَدُوِّنَا وَ اَلدُّخُولُ مَعَ اَلصَّادِقِينَ۔

عجلان ابوصالح سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: آپ مجھے ایمان کی حدود کے بارے میں آگاہ فرمائیں؟

آپؑ نے فرمایا: گواہی دینا کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اور یہ کہ حضرت محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور اس کا اقرار جو آپؐ کے ذریعے اللہ کی طرف سے آیا ہے، پنگانہ نماز، زکوٰۃ کی ادائیگی، ماہ رمضان کے روزے، بیت اللہ کا حج، ہمارے ولی کی ولایت، ہمارے دشمن کی دشمنی اور صادقین کے ساتھ ہونا (ایمان کے حدود ہیں)۔ [1]

بیان:

لعل المراد بالدخول مع الصادقين متابعة أهل بيت العصمة و الطهارة في أقوالهم و أفعالهم و هو ناظر إلى قوله سبحانه ﴿يا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ﴾

"الدخول مع الصّادقين" یعنی صادقین کے ساتھ داخل ہونا، شاید اس دخول سے مراد اہلبیت عصمت وطہارت علیہم السلام کی پیروی کرنا ہے اُن کے اقوال اور افعال میں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللهَ وَكُونُوا مَعَ الصّٰدِقِينَ:

"اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔" (سورہ التوبہ: ۱۱۹)

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے۔ [2]

2/1694 الكافي، ١/١/١٨/٢ الاثنان عن الوشاء عن أبان عن الفضيل عن الثمالي عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: بُنِيَ اَلْإِسْلاَمُ عَلَى خَمْسٍ عَلَى اَلصَّلاَةِ وَ اَلزَّكَاةِ وَ اَلصَّوْمِ وَ اَلْحَجِّ وَ اَلْوَلاَيَةِ وَ لَمْ يُنَادَ بِشَيْءٍ كَمَا نُودِيَ بِالْوَلاَيَةِ۔

ثمالی سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج اور

[1] وسائل الشیعہ: ۱/ ۱۷؛ بحارالانوار: ۶۵/ ۳۳۰

[2] مرآۃ العقول: ۷/ ۱۰۱؛ اسس النظام السند: ۱۵۶؛ الضروریات الدینیہ والیلی: ۲۰۲؛ الولایۃ الالٰہیہ: ۱/ ۱۱۵

https://www.shiabookspdf.com

ولایت اور کسی چیز کی اس طرح منادی نہیں کرائی گئی جیسے ولایت کے بارے میں منادی کروائی گئی ہے۔[1]

بیان:

یعنی أدخل هذه الأعمال فی حقیقة الإسلام و اعتبرت فیه و عد تارکها من الکفار و الولایة بالفتح بمعنی المحبة و المودة و هی المراد بها فی الحدیث السابق و لهذا لم یکتف بها حتی أردفه بقوله و الدخول مع الصادقین و بالکسر تولی الأمر و مالکیة التصرف فیه و هو المراد بها هاهنا و فیما یأتی و النداء بالولایة إشارة إلی حدیث یوم الغدیر

یعنی امام علیہ السلام نے ان اعمال کو اسلام کی حقیقت میں شامل کیا اور اس میں ان کا اعتبار کیا گیا اور ان کے چھوڑنے والے کو کافروں میں شمار کیا۔

"الولایة" فتح کے ساتھ، اس کا معنی محبت ومودت ہے اور اس سے مراد وہی ہے جو گزشتہ حدیث میں بیان ہوا اور اسی وجہ سے وہ اس سے مطمئن نہ ہوا جب تک کہ میں نے اسے شامل نہ کرلیا اور سچے کے ساتھ داخل کر دیا۔ اور یہ "الولایة" کسرہ کے ساتھ، اس سے مراد صاحبِ ولایت اور صاحبِ تصرّف ہونا ہے۔ اس سے یہی مراد ہے۔ یہاں اور رولایت کی دعوت یوم غدیر کی حدیث کی طرف اشارہ ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف علی المشہور ہے[2] یا پھر حدیث کی سند معتبر ہے[3] اور میرے نزدیک حدیث کی سند حسن ہے کیونکہ معلّی بن محمد کامل الزیارات کا راوی اور ثقہ ہے[4] (واللہ اعلم)

3/1695 الکافی،۲/۲۱/۸/۱ عَلِیٌّ عَنْ صَالِحِ بْنِ اَلسِّنْدِیِّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بَشِیرٍ عَنْ أَبَانٍ عَنْ فُضَيْلٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: بُنِيَ اَلْإِسْلاَمُ عَلَى خَمْسٍ اَلصَّلاَةِ وَ اَلزَّكَاةِ وَ اَلصَّوْمِ وَ اَلْحَجِّ وَ اَلْوَلاَيَةِ وَلَمْ يُنَادَ بِشَيْءٍ مَا نُودِيَ بِالْوَلاَيَةِ يَوْمَ اَلْغَدِيرِ .

فضیل سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج

---

[1] وسائل الشیعہ: ۱/ ۱۷؛ بحارالانوار: ۶۵/ ۳۲۹؛ مسند الامام الباقرؑ: ۲/ ۱۸۰؛ سفینۃ البحار: ۱/ ۱۵۱

[2] مرآۃ العقول: ۷/ ۱۰۰

[3] الشہادۃ الثالثۃ المقدسۃ: ۳۴۷

[4] المفید من معجم رجال الحدیث: ۶۱۳

اور ولایت اور اور کسی چیز کی اس قدر منادی نہیں کرائی گئی جتنی منادی غدیر کے دن ولایت کے لیے کرائی گئی۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث کی سند حسن ہے کیونکہ صالح بن سندی کامل الزیارات کا راوی ہے [3] لہٰذا اس کا مجہول ہونا مضر نہیں ہے۔ (واللہ اعلم)۔

4/1696 الکافی، ۱/۳/۱۸/۲ القمی عن الکوفی عَنْ عَبَّاسِ بْنِ عَامِرٍ عَنْ أَبَانٍ عَنْ فُضَيْلٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: بُنِيَ اَلْإِسْلاَمُ عَلَى خَمْسٍ عَلَى اَلصَّلاَةِ وَ اَلزَّكَاةِ وَ اَلصَّوْمِ وَ اَلْحَجِّ وَ اَلْوَلاَيَةِ

فضیل سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: نماز، زکوۃ، روزہ، حج اور ولایت۔ اور کسی چیز کے بارے میں ایسے منادی نہیں کروائی گئی جیسے ولایت کے بارے میں منادی کروائی گئی پس لوگوں نے چار کو تو لے لیا مگر اس کو چھوڑ دیا یعنی ولایت کو۔ [4]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند موثق کالصحیح ہے [5] لیکن میرے نزدیک حدیث صحیح ہے۔ (واللہ اعلم)

5/1697 الکافی، ۱/۷/۲۱/۲ العدۃ عن سھل عن البزنطی عَنْ مُثَنًّى اَلْحَنَّاطِ عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ عَجْلاَنَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: بُنِيَ اَلْإِسْلاَمُ عَلَى خَمْسٍ اَلْوَلاَيَةِ وَ اَلصَّلاَةِ وَ اَلزَّكَاةِ وَ صَوْمِ شَهْرِ رَمَضَانَ وَ اَلْحَجِّ.

عبداللہ بن عجلان سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: اسلام کی بنیاد پانچ پر ہے: ولایت، نماز، زکوۃ، ماہِ رمضان کے روزے اور حج۔ [6]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف علی المشہور ہے [7] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق ہے کیونکہ سہل بن زیادہ ثقہ ثابت

---

[1] وسائل الشیعہ: ۱/ ۱۷؛ بحارالانوار: ۶۵/ ۳۲۹؛ مسند الامام الباقرؑ: ۲/ ۱۸۰؛ سفینۃ البحار: ۱/ ۱۵۱

[2] مراۃ العقول: ۷/ ۱۱۲

[3] کامل الزیارات: ۲۹ اباب ۷۴ ح ۲؛ مستدرک الوسائل: ۱۰/ ۳۴۸ ح ۱۲۱۵۴

[4] وسائل الشیعہ: ۱/ ۱۷؛ بحارالانوار: ۶۵/ ۳۲۹؛ مسند الامام الباقرؑ: ۲/ ۱۸۰؛ سفینۃ البحار: ۱/ ۱۵۱

[5] مراۃ العقول: ۷/ ۱۱۶

[6] وسائل الشیعہ: ۱/ ۱۷؛ بحارالانوار: ۶۵/ ۳۲۹؛ مسند الامام الباقرؑ: ۲/ ۱۸۰؛ سفینۃ البحار: ۱/ ۱۵۱

[7] مراۃ العقول: ۷/ ۱۱۲

https://www.shiabookspdf.com

ہے مگر غیر امامی ہے اور عبداللہ بن عجلان سے البزنطی روایت کرتا ہے [1] جو اس کے ثقہ ہونے کے لیے کافی ہے اور راس کا مجہول ہونا مضر نہیں ہے۔(واللہ اعلم)۔

6/1698 الکافی، ۲/۲۲/۱۲/۱ الاثنان عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُمْهُورٍ عَنْ فَضَالَةَ عَنْ أَبِي زَيْدٍ[زید] اَلْحَلاَّلِ عَنْ عَبْدِ اَلْحَمِيدِ بْنِ أَبِي اَلْعَلاَءِ اَلْأَزْدِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: إِنَّ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ فَرَضَ عَلَى خَلْقِهِ خَمْساً فَرَخَّصَ فِي أَرْبَعٍ وَ لَمْ يُرَخِّصْ فِي وَاحِدَةٍ.

عبدالحمید بن ابوالعلاء ازدی سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ فرماتے تھے: اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق پر پانچ چیزیں فرض کی ہیں پس اس نے چار میں تو رخصت دی ہے لیکن ایک میں رخصت نہیں دی ہے۔[2]

بیان:

لعل الرخصة فی الأربع سقوط الصلاة عن فاقد الطهورين و الزكاة عمن لم يبلغ ماله النصاب و الحج عمن لم يستطع و الصوم عن الذين لا يطيقونه

شاید یہ چار چیزیں جن میں رخصت دی گئی ہے اُن سے مراد یہ ہیں:

① اُن لوگوں سے نماز ساقط ہے جن کو طہارت کے وسائل مہیا نہ ہوں۔
② اُن لوگوں سے زکاۃ ساقط ہے جن کا مال نصاب کی حد تک نہ پہنچے۔
③ اُن لوگوں سے حج ساقط ہے جو استطاعت نہیں رکھتے۔
④ اُن لوگوں سے روزہ ساقط ہے جو اس کو رکھنے کی طاقت نہیں رکھتے۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [3] لیکن میرے نزدیک حدیث ابی زید الحلال کی وجہ سے مجہول ہے اور معلیٰ بن محمد و محمد بن جمہور دونوں ثقہ ثابت ہیں۔(واللہ اعلم)

7/1699 الکافی، ۲/۱۸/۵/۱ عَلِيٌّ عَنْ أَبِيهِ وَ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ اَلصَّلْتِ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ حَرِيزٍ عَنْ زُرَارَةَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: بُنِيَ اَلْإِسْلاَمُ عَلَى خَمْسَةِ أَشْيَاءَ عَلَى اَلصَّلاَةِ وَ اَلزَّكَاةِ وَ اَلْحَجِّ وَ

[1] مستطرفات السرائر: ۳۰/۲۲؛ وسائل الشیعہ: ۳/۲۷۹ ح ۵۱۶۲؛ بحار الانوار: ۸۳/۵۳ و ۸۷/۲۴
[2] وسائل الشیعہ: ۱/۱۷؛ بحار الانوار: ۶۵/۳۲۹؛ مسند الامام الباقرؑ: ۲/۱۸۰؛ سفینۃ البحار: ۱/۱۵۱
[3] مرآۃ العقول: ۷/۱۱۶

https://www.shiabookspdf.com

الصَّوْمِ وَ الْوَلاَيَةِ قَالَ زُرَارَةُ فَقُلْتُ وَ أَيُّ شَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ أَفْضَلُ فَقَالَ الْوَلاَيَةُ أَفْضَلُ لِأَنَّهَا مِفْتَاحُهُنَّ وَ الْوَالِي هُوَ الدَّلِيلُ عَلَيْهِنَّ قُلْتُ ثُمَّ الَّذِي يَلِي ذَلِكَ فِي الْفَضْلِ فَقَالَ الصَّلاَةُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ قَالَ الصَّلاَةُ عَمُودُ دِينِكُمْ قَالَ قُلْتُ ثُمَّ الَّذِي يَلِيهَا فِي الْفَضْلِ قَالَ الزَّكَاةُ لِأَنَّهُ قَرَنَهَا بِهَا وَ بَدَأَ بِالصَّلاَةِ قَبْلَهَا وَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ الزَّكَاةُ تُذْهِبُ الذُّنُوبَ قُلْتُ وَ الَّذِي يَلِيهَا فِي الْفَضْلِ قَالَ الْحَجُّ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ: (وَ لِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلاً وَ مَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ)۔ وَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ لَحَجَّةٌ مَقْبُولَةٌ خَيْرٌ مِنْ عِشْرِينَ صَلاَةً نَافِلَةً وَ مَنْ طَافَ بِهَذَا الْبَيْتِ طَوَافاً أَحْصَى فِيهِ أُسْبُوعَهُ وَ أَحْسَنَ رَكْعَتَيْهِ غَفَرَ اللَّهُ لَهُ وَ قَالَ فِي يَوْمِ عَرَفَةَ وَ يَوْمِ الْمُزْدَلِفَةِ مَا قَالَ قُلْتُ فَمَا ذَا يَتْبَعُهُ قَالَ الصَّوْمُ قُلْتُ وَ مَا بَالُ الصَّوْمِ صَارَ آخِرَ ذَلِكَ أَجْمَعَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ الصَّوْمُ جُنَّةٌ مِنَ النَّارِ قَالَ ثُمَّ قَالَ إِنَّ أَفْضَلَ الْأَشْيَاءِ مَا إِذَا فَاتَكَ لَمْ تَكُنْ مِنْهُ تَوْبَةٌ دُونَ أَنْ تَرْجِعَ إِلَيْهِ فَتُؤَدِّيَهُ بِعَيْنِهِ إِنَّ الصَّلاَةَ وَ الزَّكَاةَ وَ الْحَجَّ وَ الْوَلاَيَةَ لَيْسَ يَقَعُ شَيْءٌ مَكَانَهَا دُونَ أَدَائِهَا وَ إِنَّ الصَّوْمَ إِذَا فَاتَكَ أَوْ قَصَّرْتَ أَوْ سَافَرْتَ فِيهِ أَدَّيْتَ مَكَانَهُ أَيَّاماً غَيْرَهَا وَ جَزَيْتَ ذَلِكَ الذَّنْبَ بِصَدَقَةٍ وَ لاَ قَضَاءَ عَلَيْكَ وَ لَيْسَ مِنْ تِلْكَ الْأَرْبَعَةِ شَيْءٌ يُجْزِيكَ مَكَانَهُ غَيْرُهُ قَالَ ثُمَّ قَالَ ذِرْوَةُ الْأَمْرِ وَ سَنَامُهُ وَ مِفْتَاحُهُ وَ بَابُ الْأَشْيَاءِ وَ رِضَا الرَّحْمَنِ الطَّاعَةُ لِلْإِمَامِ بَعْدَ مَعْرِفَتِهِ إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ يَقُولُ: (مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللهَ وَ مَنْ تَوَلَّى فَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظاً)۔ أَمَا لَوْ أَنَّ رَجُلاً قَامَ لَيْلَهُ وَ صَامَ نَهَارَهُ وَ تَصَدَّقَ بِجَمِيعِ مَالِهِ وَ حَجَّ جَمِيعَ دَهْرِهِ وَ لَمْ يَعْرِفْ وَلاَيَةَ وَلِيِّ اللَّهِ فَيُوَالِيَهُ وَ يَكُونَ جَمِيعُ أَعْمَالِهِ بِدَلاَلَتِهِ إِلَيْهِ مَا كَانَ لَهُ عَلَى اللَّهِ جَلَّ وَ عَزَّ حَقٌّ فِي ثَوَابِهِ وَ لاَ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْإِيمَانِ ثُمَّ قَالَ أُولَئِكَ الْمُحْسِنُ مِنْهُمْ يُدْخِلُهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهِ۔

زرارہ سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: نماز، زکوۃ، حج روزہ اور ولایت۔

میں نے عرض کیا: ان میں سے افضل کون ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ولایت سب سے افضل ہے کیونکہ یہ سب کی چابی ہے اور ولایت والا ان پر دلیل ہے۔

https://www.shiabookspdf.com

میں نے عرض کیا: اس کے بعد کون زیادہ افضل ہے؟

آپؑ نے فرمایا: نماز ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نماز تمہارے دین کا ستون ہے۔

میں نے عرض کیا: اس کے بعد کون افضل ہے؟

آپؑ نے فرمایا: زکوٰۃ ہے کیونکہ اس کو اس کے ساتھ ملایا گیا ہے اور ہمیشہ نماز کا ذکر اس سے قبل ہوا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ زکوٰۃ گناہوں کو ختم کر دیتی ہے۔

میں نے عرض کیا: اس کے بعد کون افضل ہے؟

آپؑ نے فرمایا: حج ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "اللہ کے لیے لوگوں پر بیت اللہ کا حج واجب ہے جو کہ اس کے راستے کی استطاعت رکھتا ہو اور جو کفر کرے گا تو اللہ تمام عالمین سے غنی و بے نیاز ہے۔ (آل عمران: ۹۷)۔"

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک حج مقبولہ بیس نافلہ نمازوں سے افضل ہے اور جو شخص بیت اللہ کا طواف کرے اور سات چکر پورے کرے اور اس کے بعد دو رکعت نماز احسن انداز سے پڑھے تو خدا اس کو بخش دے گا اور پھر آپؑ نے عرفہ اور مزدلفہ کے دن کے اعمال اور ثواب بھی بیان فرمایا جو بھی فرمایا۔

میں نے عرض کیا: اس کے بعد کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: روزہ۔

میں نے عرض کیا: روزے کو سب سے آخر میں کیوں رکھا گیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ روزہ آگ کے لیے ڈھال ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ آپؑ نے مزید فرمایا: تحقیق جو سب سے افضل چیز ہے وہ اگر فوت ہو جائے تو اس سے توبہ نہیں ہوگی جب تک کہ اس کی طرف لوٹا نہ جائے پس بعینہ ادا کیا جائے۔ تحقیق نماز، زکوٰۃ، حج اور ولایت کو ادا کیے بغیر کوئی چیز ان کی جگہ نہیں لے سکتی اور روزہ اگر فوت ہو جائے یا قصر ہو جائے یا مسافرت ہو جائے تو وہ اس کی جگہ دوسرے دنوں میں ادا ہو جائے گا اور گناہ کا جزیہ صدقہ کے ذریعے دیا جائے گا اور تجھ پر کوئی قضا نہیں ہوگی لیکن ان چار (نماز، زکوٰۃ، حج اور ولایت) کی جگہ کوئی دوسری چیز نہیں لے سکتی۔

پھر فرمایا: امر کی بلندی اس کی کوہان، اس کی چابی، تمام چیزوں کا باب اور خدائے رحمٰن کی رضا امام کی معرفت کے بعد اس کی اطاعت ہے۔ تحقیق اللہ فرماتا ہے: "جو رسول کی اطاعت کرے گا اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جو روگردانی کرے تو ہم نے آپ کو ان پر نگران بنا کر نہیں بھیجا۔ (الانبیاء: ۸۰)۔" پس اگر کوئی اپنی رات کو قیام کرے، اپنے دن کو روزہ رکھے، اپنا سارا مال صدقہ کر دے اور اپنی پوری زندگی حج کرتا رہے لیکن اگر وہ ولی اللہ

https://www.shiabookspdf.com

کی ولایت کونہیں پہچانتا کہ اس کوولی مانے اوراس کے تمام اعمال اس کی رہنمائی میں واقع ہوں تو اس کے لیے خدا کی طرف سے اس کے ثواب کا کوئی حق نہیں ہے اور نہ ہی وہ اہل ایمان میں سے ہوگا۔

پھر آپؑ نے فرمایا: ان میں سے نیکی کرنے والوں کوخدا اپنی رحمت سے جنت میں داخل کرے گا۔ [1]

بیان:

استدل ع على أن فضل الزكاة بعد الصلاة و قبل غيرها بمجموع مقارنتهما في الذكر مع البدأة بذكر الصلاة ثم أكد الجزء الأخير بذكر الحديث و قال في يوم عرفة و يوم المزدلفة ما قال أشار ع بذلك إلى ما جاء في ثواب عبادة اليومين و فضل الوقوف بالمشعرين و إنما ذكر ع أولا حديثا في فضل الصوم رفعا لما عسى أن يتوهم السائل أنه مما لا فضل فيه أو أنه قليل الأجر ثم ذكر قاعدة كلية في معرفة الأفضل و ذكر أن الصوم قد يقضى مع الفوات أياما أخر و قد لا يقضى بل ينوب غيره منابه كالفدية لمن يطيقه بخلاف الأربعة فإنها مما لا ينوب غيره منابه قوله أو قصرت يعني في شيء من شرائطه أو أركانه و أشار بإيراد آية طاعة الرسول إلى أن طاعة الإمام هي بعينها طاعة الرسول إما لأنه أمر بطاعته أو أنه نائب منابه أو أن الرسول يشمل الإمام في المعنى

- امام علیہ السلام نے استدلال فرمایا کہ بیشک نماز کے بعد زکاۃ افضل ترین عمل ہے اور باقی تمام اعمال سے پہلے ہے اور ان دونوں کا ذکر اکٹھا کیا گیا یعنی پہلے نماز کا اور پھر دوسرے جزء کی تاکید کی گئی جیسا کہ حدیث میں ہے:

"وقال في يوم عرفة ويوم مزدلفة ما قال"

اس کے ذریعہ امام علیہ السلام نے ان دونوں ایام اور مشعرین میں وقوف کے ثواب کے بارے جوآیا ہے کی طرف اشارہ فرمایا۔

آپؑ نے سب سے پہلے روزے کی فضیلت کے بارے میں ایک حدیث بیان فرمائی تا کہ سائل کا یہ گمان ہو کہ یہ وہ چیز ہے جس میں کوئی فضیلت یا فضیلت نہیں ہے کہ یہ بہت کم اجر ہے، وہ چاروں کے برعکس اسے برداشت کرسکتا ہے کیونکہ یہ ایسی چیز ہے جس سے کوئی دوسرا اس کی جگہ نہیں لے سکتا یا یہ اس کی کسی شرط یا ستون میں کمی واقع ہوئی اور اس نے آیت کو شامل کرکے اشارہ کیا رسول کی اطاعت کا، امام کی اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

---

[1] المحاسن: ۱/ ۲۸۶؛ بحارالانوار: ۶۵/ ۳۳۲و۷۹/ ۲۳۳؛ تفسیر العیاشی: ۱/ ۱۹۱؛ تفسیر البرہان: ۱/ ۲۶۳؛ تفسیر کنزالدقائق: ۳/ ۴۷۹؛ تفسیر نورالثقلین: ۱/ ۳۷۲

اطاعت کے مترادف ہے یا تو اس وجہ سے کہ اس نے اس کی اطاعت کا حکم دیا ہے یا وہ اس کے نمائندے کا نمائندہ ہے یا یہ کہ رسول ﷺ اور امام علیہ السلام اس میں شامل ہیں۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے [1]۔

18/1700 الکافی،۱/۶/۱۹/۲ محمد عن أحمد عن صفوان الکافی،۱/۶/۲۱/۲ القمیان عَنْ صَفْوَانَ عَنْ عِيسَى بْنِ اَلسَّرِيِّ أَبِي اَلْيَسَعِ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أَخْبِرْنِي بِدَعَائِمِ اَلْإِسْلاَمِ اَلَّتِي لاَ يَسَعُ أَحَداً اَلتَّقْصِيرُ عَنْ مَعْرِفَةِ شَيْءٍ مِنْهَا اَلَّذِي مَنْ قَصَّرَ عَنْ مَعْرِفَةِ شَيْءٍ مِنْهَا فَسَدَ دِينُهُ وَلَمْ يَقْبَلِ اَللَّهُ مِنْهُ عَمَلَهُ وَمَنْ عَرَفَهَا وَعَمِلَ بِهَا صَلَحَ لَهُ دِينُهُ وَقَبِلَ مِنْهُ عَمَلَهُ وَلَمْ يَضِقْ بِهِ مِمَّا هُوَ فِيهِ لِجَهْلِ شَيْءٍ مِنَ اَلْأُمُورِ جَهِلَهُ فَقَالَ شَهَادَةُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اَللَّهُ وَاَلْإِيمَانُ بِأَنَّ مُحَمَّداً رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَاَلْإِقْرَارُ بِمَا جَاءَ بِهِ مِنْ عِنْدِ اَللَّهِ وَحَقٌّ فِي اَلْأَمْوَالِ اَلزَّكَاةُ وَاَلْوَلاَيَةُ اَلَّتِي أَمَرَ اَللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ بِهَا وَلاَيَةُ آلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ قَالَ فَقُلْتُ لَهُ هَلْ فِي اَلْوَلاَيَةِ شَيْءٌ دُونَ شَيْءٍ فَضْلٌ يُعْرَفُ لِمَنْ أَخَذَ بِهِ قَالَ نَعَمْ قَالَ اَللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: (يَا أَيُّهَا اَلَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اَللَّهَ وَأَطِيعُوا اَلرَّسُولَ وَأُولِي اَلْأَمْرِ مِنْكُمْ) وَقَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ مَنْ مَاتَ وَلاَ يَعْرِفُ إِمَامَهُ مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً وَكَانَ رَسُولَ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَكَانَ عَلِيّاً عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَقَالَ اَلْآخَرُونَ كَانَ مُعَاوِيَةُ ثُمَّ كَانَ اَلْحَسَنَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ ثُمَّ كَانَ اَلْحُسَيْنَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَقَالَ اَلْآخَرُونَ يَزِيدَ بْنَ مُعَاوِيَةَ وَحُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ وَلاَ سَوَاءَ وَلاَ سَوَاءَ قَالَ ثُمَّ سَكَتَ ثُمَّ قَالَ أَزِيدُكَ فَقَالَ لَهُ حَكَمٌ اَلْأَعْوَرُ نَعَمْ جُعِلْتُ فِدَاكَ قَالَ ثُمَّ كَانَ عَلِيَّ بْنَ اَلْحُسَيْنِ ثُمَّ كَانَ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ أَبَا جَعْفَرٍ وَكَانَتِ اَلشِّيعَةُ قَبْلَ أَنْ يَكُونَ أَبُو جَعْفَرٍ وَهُمْ لاَ يَعْرِفُونَ مَنَاسِكَ حَجِّهِمْ وَحَلاَلَهُمْ وَحَرَامَهُمْ حَتَّى كَانَ أَبُو جَعْفَرٍ فَفَتَحَ لَهُمْ وَبَيَّنَ لَهُمْ مَنَاسِكَ حَجِّهِمْ وَحَلاَلَهُمْ وَحَرَامَهُمْ حَتَّى صَارَ اَلنَّاسُ يَحْتَاجُونَ إِلَيْهِمْ مِنْ بَعْدِ مَا كَانُوا

---

[1] مرآۃ العقول: ۷/ ۱۰۲؛ الرسائل الاعتقادیہ: ۳۱۳؛ صراط الحق محسنی: ۳/ ۲۵۴؛ الضرورات الدینیہ واعلی: ۱۹۰؛ الولایۃ الالٰہیہ: ۱/ ۱۲۲؛ دراسات فی ولایۃ الفقیہ: ۳/ ۲۸۶؛ اسس النظام سند: ۳۱۱؛ حکمت حکومت فقیہ ممدوحی: ۱۱۳؛ الشاهد والمشهود: ۱۷؛ بحوث فی القواعد سند: ۱/ ۵۰۳؛ فقہ الصادق: ۲۴/ ۲۵؛ کمال المکارم اصفہانی: ۵۵۱

يَحْتَاجُونَ إِلَى ٱلنَّاسِ وَهَكَذَا يَكُونُ ٱلْأَمْرُ وَٱلْأَرْضُ لَا تَكُونُ إِلَّا بِإِمَامٍ وَمَنْ مَاتَ لَا يَعْرِفُ إِمَامَهُ مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً وَأَحْوَجُ مَا تَكُونُ إِلَى مَا أَنْتَ عَلَيْهِ إِذَا بَلَغَتْ نَفْسُكَ هَذِهِ وَأَهْوَى بِيَدِهِ إِلَى حَلْقِهِ وَانْقَطَعَتْ عَنْكَ ٱلدُّنْيَا تَقُولُ لَقَدْ كُنْتُ عَلَى أَمْرٍ حَسَنٍ۔

عیسیٰ بن سری ابوالیسع سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: مجھے اسلام کے ان ارکان کے بارے میں بتائیں کہ جن میں کسی کی معرفت میں تقصیر جائز نہ ہو۔ جو ان میں کوتاہی کرے اس نے اپنا دین تباہ و برباد کر دیا ہو، اس کا عمل اللہ قبول نہ کرے اور جو اسے جانتا ہے اور اس پر عمل کرتا ہے، اس کے لیے اس کا دین درست ہو جائے اور اس کا عمل قبول کیا جائے اور اسے کسی بات سے جہالت اس کی جہالت کی وجہ سے کوئی پریشانی نہ دے؟

آپؑ نے فرمایا: گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور ایمان رکھنا کہ حضرت محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور اقرار کرنا اس کا جو کچھ آپؐ کے ذریعے اللہ کی طرف سے آیا ہے اور اموال میں زکوۃ کو حق ماننا اور ولایت کہ جس کا خدا نے حکم دیا ہے (اسے ماننا) جو آل محمدؑ کی ولایت۔

میں نے عرض کیا: ولایت کے بارے میں کوئی دلیل ہے جس کے ذریعے اس کا فضل پہنچانا جائے؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں! خدا نے فرمایا ہے: ''اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول اور صاحبان امر کی جو تم میں سے ہیں۔(النساء: ۵۹)۔'' نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو مر جائے اور اپنے امام کی معرفت نہ رکھتا ہو وہ جہالت کی موت مرا ہے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے اور حضرت علی علیہ السلام تھے لیکن دوسرے لوگوں نے کہا کہ معاویہ (امام) تھا۔ پھر حضرت حسن علیہ السلام اور حضرت حسین علیہ السلام تھے جبکہ دوسروں نے یزید بن معاویہ کہا ہے۔ کیا حضرت حسین بن علی علیہ السلام (اور یزید) برابر ہو سکتے ہیں؟ یہ برابر نہیں ہو سکتے۔

پھر آپؑ خاموش ہو گئے، پھر فرمایا: کیا اس سے زیادہ بیان کروں؟

پس حکم الاعوار نے آپؑ سے عرض کیا: جی ہاں، میں آپؑ پر فدا ہوں۔

آپؑ نے فرمایا: اس کے بعد حضرت علی بن حسین علیہ السلام ہیں، پھر محمد بن علی ابوجعفر علیہ السلام ہیں اور حضرت ابوجعفر علیہ السلام سے قبل شیعوں کو اپنی حج کا مناسک، اپنے حلال اور اپنے حرام کا بھی علم نہیں تھا یہاں تک کہ حضرت ابوجعفر علیہ السلام نے ان کے لیے اسے کھولا اور ان کے لیے ان کی حج کے مناسک، ان کے حلال اور ان کے حرام کو واضح فرمایا یہاں تک کہ لوگوں کو لوگوں کی محتاجی کے بعد ان کی احتیاج پڑنے لگی پس امر اس طرح ہے اور زمین امام کے بغیر باقی نہیں رہ سکتی اور جو مر جائے مگر اپنے امام کی معرفت نہ رکھتا ہو تو وہ جاہلیت کی موت مرتا ہے اور جس پر تم ہو اس

کی سب سے زیادہ ضرورت اس وقت ہوگی جب تیرا نفس یہاں تک پہنچ جائے گا اور آپؑ نے اپنے ہاتھ سے اپنے حلق کی طرف اشارہ فرمایا اور دنیا تجھ سے منہ موڑ لے گی تو تو اس وقت کہے گا: تحقیق میں ایک بہترین امر پر ہوں۔[1]

بیان:

لم يضر به على البناء للمفعول و جهله فعل ماض و من في مما صلة الضر أو على البناء للفاعل و جهله على المصدر فاعله و من ابتدائية و الجملة معترضة يقال ضره و ضر به و حق في الأموال إما عطف مفرد على مفرد و الزكاة بدل من حق و إما إقامة جملة مقام المفرد لتبيين و تأكيد و إنما لم يذكر الصلاة لظهور أمرها فاكتفى عنها بما جاء به و أراد ع بالولاية المأمور بها من الله بالكسر الإمارة و أولوية التصرف و بالأمر بها ما ورد فيها من الكتاب و السنة كالآية المذكورة في هذا الحديث و كآية إِنَّمٰا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وحديث الغدير و غير ذلك و لعل مراد السائل بقوله هل في الولاية شيء دون شيء فضل يعرف لمن أخذ به أنه هل يوجد فضل في رجل خاص من آل محمد ع بعينه يقتضي أن يكون هو ولي الأمر دون غيره يعرفه من أخذ به كما يستفاد من جوابه ع و ذكر أن ذلك الرجل كان أولا رسول الله ص ثم كان علي ع و قال الآخرون بل كان معاوية في زمن علي إماما دون علي ثم كان الحسن ع إماما بعد علي ع ثم كان الحسين ع بعد الحسن إماما و قال الآخرون بل كان يزيد بن معاوية بعد معاوية إماما مع الحسين بن علي ع و لا سواء أي لا سواء علي و معاوية و لا الحسين ع و يزيد حتى لا يعرف الفضل و يلتبس الأمر فهو جواب لقول السائل يعرف لمن أخذ به أبا جعفر نصبه بتقدير أعني يحتاجون إليهم يعني إلى الشيعة إلى الناس يعني فقهاء العامة و النفس بالتسكين الروح

⚙ ''لم يضرّ به'' یہ مبنی بر مفعول ہے،

''جهله'' یعنی جو اس نے ماضی میں کیا،

''من'' جو ''مما'' میں ہے یہ ''الضرر'' کا صلہ ہے یا یہ مبنی بر فاعل ہے اور ''جهله'' اس کا فاعل ہے۔

''من'' یہ ابتدائیہ ہے اور جملہ معترضہ ہے جیسا کہ کہا گیا ہے کہ ''ضرّہ و ضرّ به''

''وحق فی الاموال'' یا تو یہ مفرد کا عطف مفرد پر ہے اور ''زکاۃ'' بدل ہے ''حق'' کا اور یا وضاحت

[1] بحار الانوار: ۶۵/ ۳۳۷؛ تفسیر کنز الدقائق: ۳/ ۴۴۲

https://www.shiabookspdf.com

کے لیئے اور تاکید کے لیئے جملہ کو مفرد کے مقام پر رکھا گیا ہے اور نماز کا ذکر نہیں کیا اس کے امر کے ظاہر ہونے کی وجہ سے اور اسی پر اکتفاء کیا گیا۔

''الولایۃ'' سے امام علیہ السلام کی مراد اس کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور ہونا اور یہ کسرہ کے ساتھ ہو تو اس کا معنی حکومت اور تصرف ہے جس کا حکم کتاب وسنّت میں وارد ہوا ہے جیسا کہ آیتِ ولایت ہے:

اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَ رَسُوْلُہٗ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَ یُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَ ھُمْ رٰکِعُوْنَ۔

''تمہارا ولی تو صرف اللہ اور اس کا رسول اور وہ اہل ایمان ہیں جو نماز قائم کرتے ہیں اور حالت رکوع میں زکوٰۃ دیتے ہیں۔(سورہ المآئدہ:۵۵)۔''

حدیث غدیر بھی اسی معنی میں ہے۔

شاید سوال کرنے والے کے یہ کہنے سے کیا مراد ہے کہ ''کیا ولایت میں کوئی ایسی چیز ہے جس کو ترجیح دی جائے، جو اسے اختیار کرے اسے معلوم ہے'' یعنی کیا آل محمد علیہ السلام کے کسی خاص آدمی میں یہ خوبی ہے؟ اس کا تقاضہ ہے کہ وہ ولی ہو نہ کہ کوئی اور جو اسے جانتا ہو جس نے اسے لیا جیسا کہ اس کے جواب سے معلوم ہوا اور امام علیہ السلام نے ذکر کیا کہ وہ شخص اول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے پھر مولا علی علیہ السلام تھے اور دوسروں نے کہا کہ بلکہ معاویہ مولا علی علیہ السلام کے زمانے میں مولا علی علیہ السلام کے بغیر امام تھے پھر امام حسن علیہ السلام مولا علی علیہ السلام کے بعد امام تھے پھر امام حسین علیہ السلام امام حسن کے بعد امام تھے اور دوسروں نے کہا کہ لیکن معاویہ کے بعد یزید بن معاویہ امام حسین بن علی علیہ السلام کے ساتھ امام تھا اور یہ برابر نہیں، یعنی نہ مولا علی علیہ السلام اور نہ معاویہ اور نہ امام حسین علیہ السلام اور یزید تاکہ افضل معلوم نہ ہو اور معاملہ مبہم ہو جائے۔ یہ سوال کرنے والے کے کہنے کا جواب ہے کہ وہ جانتا ہے کہ اسے کس نے لیا ہے۔

''اباجعفر'' یہ تقدیری فعل ''اعنی'' کی وجہ سے منصوب ہے۔

''یحتاجون الیھم'' وہ لوگ ان کے محتاج ہیں، یعنی شیعوں کے،

"الی الناس" یعنی فقہاء عامہ۔

"النفس" یعنی تسکین روح۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی دونوں سندیں صحیح ہیں۔ [1]

[1] مرآۃ العقول: ۷/۱۱۲

https://www.shiabookspdf.com

9/1701 الکافی،۲/۲۱/۹/۱اعلی عن العبیدی عن عَنْ يُونُسَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ عِيسَى بْنِ ٱلسَّرِيِّ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ ٱللَّهِ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ حَدِّثْنِي عَمَّا بُنِيَتْ عَلَيْهِ دَعَائِمُ ٱلْإِسْلاَمِ إِذَا أَنَا أَخَذْتُ بِهَا زَكَى عَمَلِي وَ لَمْ يَضُرَّنِي جَهْلُ مَا جَهِلْتُ بَعْدَهُ فَقَالَ شَهَادَةُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ ٱللَّهُ وَ أَنَّ مُحَمَّداً رَسُولُ ٱللَّهِ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ ٱلْإِقْرَارُ بِمَا جَاءَ بِهِ مِنْ عِنْدِ ٱللَّهِ وَ حَقٌّ فِي ٱلْأَمْوَالِ مِنَ ٱلزَّكَاةِ وَ ٱلْوَلاَيَةُ ٱلَّتِي أَمَرَ ٱللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ بِهَا وَلاَيَةُ آلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَإِنَّ رَسُولَ ٱللَّهِ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ قَالَ مَنْ مَاتَ وَ لاَ يَعْرِفُ إِمَامَهُ مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً قَالَ ٱللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ: (أَطِيعُوا ٱللهَ وَ أَطِيعُوا ٱلرَّسُولَ وَ أُولِي ٱلْأَمْرِ مِنْكُمْ) فَكَانَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ ثُمَّ صَارَ مِنْ بَعْدِهِ ٱلْحَسَنُ ثُمَّ مِنْ بَعْدِهِ ٱلْحُسَيْنُ ثُمَّ مِنْ بَعْدِهِ عَلِيُّ بْنُ ٱلْحُسَيْنِ ثُمَّ مِنْ بَعْدِهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ ثُمَّ هَكَذَا يَكُونُ ٱلْأَمْرُ إِنَّ ٱلْأَرْضَ لاَ تَصْلُحُ إِلاَّ بِإِمَامٍ وَ مَنْ مَاتَ لاَ يَعْرِفُ إِمَامَهُ مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً وَ أَحْوَجُ مَا يَكُونُ أَحَدُكُمْ إِلَى مَعْرِفَتِهِ إِذَا بَلَغَتْ نَفْسُهُ هَاهُنَا قَالَ وَ أَهْوَى بِيَدِهِ إِلَى صَدْرِهِ يَقُولُ حِينَئِذٍ لَقَدْ كُنْتُ عَلَى أَمْرٍ حَسَنٍ.

عیسیٰ بن سری سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: آپؑ مجھے اسلام کے وہ ارکان بتائیں کہ جن پر اس کی بنیاد ہے تاکہ اگر میں ان کو حاصل کرلوں میرا عمل پاک ہوجائے اور اس کے بعد کسی کی کوئی جہالت میرے لیے نقصان دہ نہ ہو؟

آپؑ نے فرمایا: گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، اقرار کرنا اس کا جو آپؐ کے ذریعے اللہ کی طرف سے آیا ہے، اموال میں زکوٰۃ کا حق ہونا اور ولایت کہ جس کے بارے میں خدا نے حکم دیا ہے جو آل محمد علیہم السلام کی ولایت ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو مر جائے اور اپنے امام کی معرفت نہ رکھتا ہو تو وہ جہالت کی موت مرا ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اور صاحبان امر کی اطاعت کرو جو تم میں سے ہیں۔ (النساء:۵۹)۔'' پس وہ حضرت علی علیہ السلام ہیں، پھر ان کے بعد حضرت حسن علیہ السلام ہیں، پھر ان کے بعد حضرت حسین علیہ السلام ہیں، پھر ان کے بعد حضرت علی بن حسین علیہ السلام ہیں، پھر ان کے بعد حضرت محمد بن علی علیہ السلام ہیں اور پھر ایسے ہی اَمر امامت چلے گا کیونکہ زمین امام کے بغیر باقی نہیں رہ سکتی اور جو مر جائے اور اپنے امام کی معرفت نہ رکھتا ہو وہ جہالت کی موت مرا ہے اور تم میں سے ہر کوئی اس وقت اس کی معرفت کا زیادہ محتاج ہے جب اس کی سانس یہاں پہنچ جائے۔ راوی کا بیان ہے کہ آپؑ نے اپنے ہاتھ سے

اپنے حلق کی طرف اشارہ کیا اور اس وقت وہ کہے گا: میں کتنے ہی خوب امر پر ہوں۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے [2] اور واضح رہے کہ یہ حدیث گزشتہ کا اختصار ہے اور یہ سند وہی ہے۔ (واللہ اعلم)

10/1702 الکافی، ۲/۲۱/۱۰/۱ عنہ عَنْ أَبِي ٱلْجَارُودِ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ يَا اِبْنَ رَسُولِ ٱللَّهِ هَلْ تَعْرِفُ مَوَدَّتِي لَكُمْ وَ اِنْقِطَاعِي إِلَيْكُمْ وَ مُوَالاَتِي إِيَّاكُمْ قَالَ فَقَالَ نَعَمْ قَالَ فَقُلْتُ فَإِنِّي أَسْأَلُكَ مَسْأَلَةً تُجِيبُنِي فِيهَا فَإِنِّي مَكْفُوفُ ٱلْبَصَرِ قَلِيلُ ٱلْمَشْيِ وَ لاَ أَسْتَطِيعُ زِيَارَتَكُمْ كُلَّ حِينٍ قَالَ هَاتِ حَاجَتَكَ قُلْتُ أَخْبِرْنِي بِدِينِكَ ٱلَّذِي تَدِينُ ٱللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ بِهِ أَنْتَ وَ أَهْلُ بَيْتِكَ لِأَدِينَ ٱللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ بِهِ قَالَ إِنْ كُنْتَ أَقْصَرْتَ ٱلْخُطْبَةَ فَقَدْ أَعْظَمْتَ ٱلْمَسْأَلَةَ وَ ٱللَّهِ لَأُعْطِيَنَّكَ دِينِي وَ دِينَ آبَائِيَ ٱلَّذِي نَدِينُ ٱللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ بِهِ شَهَادَةَ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ ٱللَّهُ وَ أَنَّ مُحَمَّداً رَسُولُ ٱللَّهِ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ ٱلْإِقْرَارَ بِمَا جَاءَ بِهِ مِنْ عِنْدِ ٱللَّهِ وَ ٱلْوَلاَيَةَ لِوَلِيِّنَا وَ ٱلْبَرَاءَةَ مِنْ عَدُوِّنَا وَ ٱلتَّسْلِيمَ لِأَمْرِنَا وَ اِنْتِظَارَ قَائِمِنَا وَ ٱلاِجْتِهَادَ وَ ٱلْوَرَعَ.

ابوالجارود سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: اے فرزند رسولؐ! کیا آپؐ میری آپؑ حضرات سے محبت، میری عقیدت اور میری وفاداری کو جانتے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں۔

میں نے عرض کیا: میں آپؑ سے ایک مسئلہ پوچھنا چاہتا ہوں۔ آپؑ مجھے اس کا جواب دیں کیونکہ میں آنکھوں سے نابینا ہوں اور زیادہ چل بھی نہیں سکتا اور ہر وقت آپؑ کی زیارت کا شرف بھی حاصل نہیں کر سکتا۔

آپؑ نے فرمایا: اپنی حاجت کو بیان کرو۔

میں نے عرض کیا: آپؑ مجھے اس دین کے بارے میں بتائیں جس پر آپؑ اور آپؑ کا خاندان رہ کر خدا کی عبادت کرتا ہے تاکہ میں بھی اسی پر عمل پیرا ہوں۔

آپؑ نے فرمایا: اگرچہ تو نے پیش گفتار کو چھوٹا ذکر کیا ہے لیکن سوال بہت بڑا پوچھ لیا ہے۔ خدا کی قسم! میں تجھے اپنا دین اور اپنے آباواجداد علیہم السلام کا دین ضرور بیان کروں گا کہ جس کے تحت ہم خدا کی عبادت کرتے ہیں: گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، حضرت محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور اقرار کرنا اس کا جو کچھ آپؐ کے ذریعے اللہ کی

[1] تفسیر البرہان: ۲/۱۰۷؛ تفسیر نورالثقلین: ۱/۵۰۳

[2] مرآۃ العقول: ۷/۱۱۳

طرف سے آیا ہے، ہمارے ولی کی ولایت رکھنا، ہمارے دشمن سے بیزاری کرنا، ہمارے امر کو تسلیم کرنا، ہمارے قائم علیہ السلام کا انتظام کرنا، اجتہاد کرنا اور ورع (پرہیزگاری) اختیار کرنا۔ [1]

بیان:

لعله ع أراد بالخطبة بالضم ما مهده قبل السؤال و إقصاره إياها اكتفاؤه بالاستفهام من غير بيان و إعلام

۞ شاید امام علیہ السلام کی مراد خطبہ ہے جو ضمہ کے ساتھ ہے۔ سوال سے پہلے جو کچھ اس نے ہموار کیا اسے شامل کر کے اور اسے اس تک محدود کر کے بغیر وضاحت اور مطلع کیے سوال سے خود کو کافی کر لیا۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق ہے کیونکہ ابوالجارود تفسیر قمی کا راوی اور ثقہ ہے البتہ زیدی المذہب ہے۔ [3] (واللہ اعلم)

11/1703 الکافی، ۱/۱۱/۲۱/۲ عَلِيٌّ عَنْ صَالِحِ بْنِ اَلسِّنْدِيِّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بَشِيرٍ عَنْ عَلِيٍّ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ: سَمِعْتُهُ يَسْأَلُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَقَالَ لَهُ جُعِلْتُ فِدَاكَ أَخْبِرْنِي عَنِ اَلدِّينِ اَلَّذِي اِفْتَرَضَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ عَلَى اَلْعِبَادِ مَا لاَ يَسَعُهُمْ جَهْلُهُ وَ لاَ يُقْبَلُ مِنْهُمْ غَيْرُهُ مَا هُوَ فَقَالَ أَعِدْ عَلَيَّ فَأَعَادَ عَلَيْهِ فَقَالَ شَهَادَةُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اَللَّهُ وَ أَنَّ مُحَمَّداً رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ إِقَامُ اَلصَّلاَةِ وَ إِيتَاءُ اَلزَّكَاةِ وَ (حِجُّ اَلْبَيْتِ مَنِ اِسْتَطٰاعَ إِلَيْهِ سَبِيلاً) وَ صَوْمُ شَهْرِ رَمَضَانَ ثُمَّ سَكَتَ قَلِيلاً ثُمَّ قَالَ وَ اَلْوَلاَيَةُ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ قَالَ هَذَا اَلَّذِي فَرَضَ اَللَّهُ عَلَى اَلْعِبَادِ وَ لاَ يَسْأَلُ اَلرَّبُّ اَلْعِبَادَ يَوْمَ اَلْقِيَامَةِ فَيَقُولُ أَلاَّ زِدْتَنِي عَلَى مَا اِفْتَرَضْتُ عَلَيْكَ وَ لَكِنْ مَنْ زَادَ زَادَهُ اَللَّهُ إِنَّ رَسُولَ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ سَنَّ سُنَناً حَسَنَةً جَمِيلَةً يَنْبَغِي لِلنَّاسِ اَلْأَخْذُ بِهَا

ابوبصیر سے روایت ہے میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہوں! مجھے اس دین کے بارے میں خبر دیں جو خدا نے اپنے بندوں کے لیے واجب قرار دیا ہے اور اس کے بارے میں بندوں کی جہالت جائز نہ ہو اور اس سے کم تر بندوں سے قبول نہ کیا جائے کہ وہ کیا ہے؟

---

[1] بحارالانوار:۶۶/ ۱۳؛ منتخب الاثر صافی:۳/ ۳۱۲؛ مسند الامام الباقرؑ:۲/ ۱۸۳؛ القطرۃ من بحار:۲/ ۳۵۴؛ غایۃ المرام بحرانی:۶/ ۱۸۶

[2] مراۃ العقول:۷/ ۱۱۳

[3] المفید من معجم رجال الحدیث:۲۳۵۵

آپؑ نے فرمایا: دوبارہ بیان کرو۔

میں نے دوبارہ ذکر کیا تو آپؑ نے فرمایا: گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوۃ دینا، جو راستے کی استطاعت رکھتا ہے اس کا حج بیت اللہ کرنا، ماہِ رمضان کے روزے رکھنا اور پھر آپؑ کچھ دیر کے لیے خاموش ہو گئے، پھر فرمایا: اور ولایت۔ جبکہ اس کا ذکر دو مرتبہ کیا۔

پھر فرمایا: یہ وہ دین ہے جو خدا نے اپنے بندوں پر واجب قرار دیا ہے۔ قیامت کے دن خدا بندوں سے اس سے زیادہ کا سوال نہیں کرے گا کہ جو میں نے تم پر واجب کیا تھا اس سے زیادہ کیوں انجام نہیں دیا لیکن جو زیادہ انجام دے گا اس کو وہ زیادہ (جزاء وثواب) دے گا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہت ہی احسن سنتیں قائم کی ہیں۔ لوگوں کو چاہیے کہ ان پر عمل پیرا ہوں۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف علی المشہور ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق ہے کیونکہ صالح بن سندی کامل الزیارات کا راوی ہے [3] اور ابوحمزہ بطائنی بھی کامل الزیارات کا راوی ہے نیز یہ کہ یہ کثیر الروایہ بھی ہے۔ نیز تفسیر قمی کا بھی راوی ہے۔ (واللہ اعلم)

12/1704 الکافی، ۱۳/۱۳/۲۲/۲ الاثنان عَنِ اَلْوَشَّاءِ عَنْ أَبَانٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ اَلْجُعْفِيِّ قَالَ: دَخَلَ رَجُلٌ عَلَى أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ مَعَهُ صَحِيفَةٌ فَقَالَ لَهُ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ هَذِهِ صَحِيفَةُ مُخَاصِمٍ يَسْأَلُ عَنِ اَلدِّينِ اَلَّذِي يُقْبَلُ فِيهِ اَلْعَمَلُ فَقَالَ رَحِمَكَ اَللَّهُ هَذَا اَلَّذِي أُرِيدُ فَقَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ شَهَادَةُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اَللَّهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ وَ أَنَّ مُحَمَّداً صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ عَبْدُهُ وَ رَسُولُهُ وَ تُقِرَّ بِمَا جَاءَ مِنْ عِنْدِ اَللَّهِ وَ اَلْوَلاَيَةُ لَنَا أَهْلَ اَلْبَيْتِ وَ اَلْبَرَاءَةُ مِنْ عَدُوِّنَا وَ اَلتَّسْلِيمُ لِأَمْرِنَا وَ اَلْوَرَعُ وَ اَلتَّوَاضُعُ وَ اِنْتِظَارُ قَائِمِنَا فَإِنَّ لَنَا دَوْلَةً إِذَا شَاءَ اَللَّهُ جَاءَ بِهَا ۔

ترجمہ: اسماعیل جعفی سے روایت ہے کہ ایک شخص امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا جبکہ اس کے پاس ایک صحیفہ تھا۔ پس امام محمد باقر علیہ السلام نے اس سے فرمایا: یہ مخاصم کا صحیفہ ہے اور اس دین کے بارے میں سوال کرنا چاہتے ہو کہ جس کے بغیر کوئی عمل قبول نہ ہوتا ہو۔

---

[1] الفصول المہمہ: ۱/ ۶۸۸؛ بحارالانوار: ۶۶/ ۱۵؛ مسند ابوبصیر: ۱/ ۵۱۹

[2] مرآۃ العقول: ۷/ ۱۱۵

[3] کامل الزیارات: ۲۹، ۱۲۹ باب ۴۷

اس بندے نے عرض کیا: خدا آپؑ پر رحم فرمائے! یہ ہی میں چاہتا ہوں۔
امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول اور اس کے بندے ہیں، جو کچھ خدا کی طرف سے آپؐ کے ذریعے آیا ہے اس کا اقرار کرنا، ہم اہل بیت علیہم السلام کی ولایت کو قبول کرنا، ہمارے دشمنوں سے برأت اختیار کرنا، ہمارے اُمر کے سامنے سر تسلیم خم کرنا، پرہیزگاری کرنا، اِنکساری کرنا اور ہمارے قائم علیہ السلام کا انتظار کرنا کیونکہ خدا جب چاہے گا ہماری حکومت آن پہنچے گی۔ [1]

بیان:

صحیفة مخاصم سأل أی صحیفة مناظر سأل فیها یعنی جئتنی لتناظرنی فی الدین الذی یقبل فیه العمل و فی بعض النسخ سل فعل أمر یعنی لا تناظرنی بل سل من غیر تعنت و هو أوضح

"صحیفة مخاصم" اس نے سوال کی یعنی مناظر کے صحیفہ کا اس میں جو اس نے سوال کئے یعنی تو میرے پاس اس لیئے آیا تا کہ اس دین کے بارے میں مجھ سے مناظرہ کرے جس میں اعمال قبول کئے جاتے ہیں۔
بعض نسخوں میں "سل" آیا ہے اور یہ فعل امر ہے یعنی تو مجھ سے مناظرہ نہ کر بلکہ تو سوال کر اور یہ واضح ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث کی سند حسن کالصحیح ہے کیونکہ معلّٰی بن محمد تفسیر قمی اور کامل الزیارات دونوں کا راوی اور ثقہ ہے (واللہ اعلم)

13/1705 الکافی، ۱/۱۴/۲۳/۲ علی عن أبیه و القمیان جمیعا عن صفوان عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ هُوَ فِي مَنْزِلِ أَخِيهِ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ فَقُلْتُ لَهُ جُعِلْتُ فِدَاكَ مَا حَوَّلَكَ إِلَى هَذَا اَلْمَنْزِلِ قَالَ طَلَبُ اَلنُّزْهَةِ فَقُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ أَ لاَ أَقُصُّ عَلَيْكَ دِينِي فَقَالَ بَلَى قُلْتُ أَدِينُ اَللَّهَ بِشَهَادَةِ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اَللَّهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ وَ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَ رَسُولُهُ (وَ أَنَّ اَلسّٰاعَةَ آتِيَةٌ لاٰ رَيْبَ فِيهٰا وَ أَنَّ اَللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي اَلْقُبُورِ) وَ إِقَامِ اَلصَّلاَةِ وَ إِيتَاءِ اَلزَّكَاةِ وَ صَوْمِ شَهْرِ رَمَضَانَ وَ حَجِّ اَلْبَيْتِ وَ اَلْوَلاَيَةِ لِعَلِيٍّ أَمِيرِ اَلْمُؤْمِنِينَ بَعْدَ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ اَلْوَلاَيَةِ لِلْحَسَنِ وَ اَلْحُسَيْنِ وَ اَلْوَلاَيَةِ لِعَلِيِّ بْنِ اَلْحُسَيْنِ وَ اَلْوَلاَيَةِ

[1] تفسیر نور الثقلین: ۴/۵۷۶؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۱/۴۹۱
[2] مرآة العقول: ۷/۱۱۷

https://www.shiabookspdf.com

لِمُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ وَ لَكَ مِنْ بَعْدِهِ صَلَوَاتُ اَللَّهِ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ وَ أَنَّكُمْ أَئِمَّتِي عَلَيْهِ أَحْيَا وَ عَلَيْهِ أَمُوتُ وَ أَدِينُ اَللَّهَ بِهِ فَقَالَ يَا عَمْرُو هَذَا وَ اَللَّهِ دِينُ اَللَّهِ وَ دِينُ آبَائِيَ اَلَّذِي أَدِينُ اَللَّهَ بِهِ فِي اَلسِّرِّ وَ اَلْعَلاَنِيَةِ فَاتَّقِ اَللَّهَ وَ كُفَّ لِسَانَكَ إِلاَّ مِنْ خَيْرٍ وَ لاَ تَقُلْ إِنِّي هَدَيْتُ نَفْسِي بَلِ اَللَّهُ هَدَاكَ فَأَدِّ شُكْرَ مَا أَنْعَمَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ بِهِ عَلَيْكَ وَ لاَ تَكُنْ مِمَّنْ إِذَا أَقْبَلَ طُعِنَ فِي عَيْنِهِ وَ إِذَا أَدْبَرَ طُعِنَ فِي قَفَاهُ وَ لاَ تَحْمِلِ اَلنَّاسَ عَلَى كَاهِلِكَ فَإِنَّكَ أَوْشَكَ إِنْ حَمَلْتَ اَلنَّاسَ عَلَى كَاهِلِكَ أَنْ يُصَدِّعُوا شَعَبَ كَاهِلِكَ۔

عمرو بن حریث سے روایت ہے کہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوا جبکہ آپؑ اپنے بھائی عبداللہ بن محمد کے گھر میں تھے۔ پس میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہوں! آپؑ یہاں کس لیے آئے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: تفریح اور لوگوں سے کچھ دُوری کی خاطر۔

میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہوں! کیا میں آپؑ کے سامنے اپنا دین بیان کروں۔

آپؑ نے فرمایا: کیوں نہیں۔

میں نے عرض کیا: میں عقیدہ رکھتا ہوں کہ اللہ سواء کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور حضرت محمدؐ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، قیامت آنے والی ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے اور س میں خدا تمام لوگوں کو قبروں سے مبعوث فرمائے گا، نماز کا قائم کرنا، زکوٰۃ دینا، ماہ رمضان کے روزے رکھنا، بیت اللہ کا حج کرنا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی ولایت کا اقرار کرنا اور حضرت حسن علیہ السلام و حضرت حسین علیہ السلام کی ولایت ماننا، حضرت علی بن حسین علیہ السلام کی ولایت ماننا، حضرت محمد بن علی علیہ السلام کی ولایت ماننا اور ان کے بعد آپؑ کی ولایت کا کو ماننا اور آپ حضرات میرے آئمہ ہیں کہ میں اس عقیدہ پر زندہ ہوں اور اس پر ہی مروں گا اور اس پر ہی میں خدا کی عبادت کرتا ہوں۔

آپؑ نے فرمایا: اے عمرو! خدا کی قسم! یہ ہی میرا دین ہے اور میرے آباؤ واجداد علیہ السلام کا بھی یہی دین ہے کہ جس دین پر ہم اعلانیہ اور پوشیدہ دونوں اعتبار سے اللہ کی عبادت کرتے ہیں پس اللہ سے ڈرو اور اپنی زبان کو سوائے خیر کے بند رکھو اور یہ کبھی نہ کہنا کہ میں نے خود ہدایت حاصل کی ہے بلکہ خدا نے تجھے ہدایت دی ہے اور اس پر اس کا شکر ادا کرو کہ جس نے اس کے ذریعے تجھ پر اپنا انعام نازل فرمایا ہے، ان لوگوں میں سے نہ ہو جانا کہ جو جب سامنے آتے ہیں تو اُن کے سامنے ان کی سرزنش ہوتی ہے اور جب وہ غائب ہوتے ہیں تو ان کی غیبت ہوتی

https://www.shiabookspdf.com

ہے، لوگوں کو اپنے کندھوں پر سوار مت کرنا کیونکہ اگر تو نے لوگوں کو اپنے کندھوں پر سوار کر لیا تو بہت جلدی تیرے کندھے ٹوٹ جائیں گے۔[1]

بیان:

لا تقل إني هديت نفسي يعني لا تفسد دينك بالعجب بل زد يقينك بالشكر ثم نهاه ع عن التظاهر بدينه بحيث يطعنه المخالفون في حضوره و غيبته و يؤذونه بما يثقل عليه و لا يطيق حمله و الشعب بالتحريك بعد ما بين المنكبين

"لا تقل انی ھدیت نفسی" تو یہ نہ کہو کہ میں نے اپنے نفس کی ہدایت کی یعنی تم اپنے دین کو حیرانگی کی وجہ سے فاسد نہ کرو بلکہ اپنے اپنے یقین کو شکر کے ذریعہ زیادہ کر، اس کے بعد امام علیہ السلام نے دین کو ظاہر کرنے سے روکا اس حیثیت کے ساتھ کہ مخالف لوگ اس کو اس کے حضور اور عدم موجودگی میں سبّ وشتم کا نشانہ نہ بنائیں۔

"الشعب" تحریک کے ساتھ، اس کے بعد کہ جو کندھوں کے درمیان ہو۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے[2]

14/1706 الكافي، ٢/٢٣/١٥/١ محمد عن أحمد عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَلنُّعْمَانِ عَنِ اِبْنِ مُسْكَانَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ خَالِدٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: أَلاَ أُخْبِرُكَ بِالْإِسْلاَمِ أَصْلِهِ وَ فَرْعِهِ وَ ذِرْوَةِ سَنَامِهِ قُلْتُ بَلَى جُعِلْتُ فِدَاكَ قَالَ أَمَّا أَصْلُهُ فَالصَّلاَةُ وَ فَرْعُهُ اَلزَّكَاةُ وَ ذِرْوَةُ سَنَامِهِ اَلْجِهَادُ ثُمَّ قَالَ إِنْ شِئْتَ أَخْبَرْتُكَ بِأَبْوَابِ اَلْخَيْرِ قُلْتُ نَعَمْ جُعِلْتُ فِدَاكَ قَالَ اَلصَّوْمُ جُنَّةٌ مِنَ اَلنَّارِ وَ اَلصَّدَقَةُ تَذْهَبُ بِالْخَطِيئَةِ وَ قِيَامُ اَلرَّجُلِ فِي جَوْفِ اَللَّيْلِ بِذِكْرِ اَللَّهِ ثُمَّ قَرَأَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ: (تَتَجٰافىٰ جُنُوبُهُمْ عَنِ اَلْمَضٰاجِعِ).

سلیمان بن خالد سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: اے سلیمان! کیا میں تجھے اسلام کی اصل اور اس کی فرع اور اسلام کے بلند ترین کنگرے کے بارے میں خبر نہ دوں؟

میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہوں! کیوں نہیں۔

آپؑ نے فرمایا: نماز اسلام کی اصل ہے اور زکوٰۃ اس کی فرع ہے اور بلند ترین چوٹی و کنگرہ جہاد ہے۔

[1] تفسیر نور الثقلین: ۴/ ۵۲۶؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۱/ ۴۹۱

[2] مرآۃ العقول: ۷/ ۱۱۹؛ الرسائل الاعتقادیہ خواجوی: ۱/ ۷۸

https://www.shiabookspdf.com

پھر آپؑ نے فرمایا: اگر تو چاہے تو میں تجھے خیر کے دروازوں کے بارے میں بیان نہ کروں؟
میں نے عرض کیا: کیوں نہیں، میں آپؑ پر فدا ہوں۔
آپؑ نے فرمایا: روزہ آگ کے لیے ڈھال ہے، صدقہ گناہوں کو ختم کرتا ہے اور ایسے ہی رات کی تاریکی میں خدا کے ذکر کے ساتھ قیام کرنا جیسا کہ خدا فرماتا ہے: "ان کے پہلو گرم بستر سے دُور ہو جاتے ہیں۔ (السجدہ: ۱۶)"۔ [1]

بیان:

إنما صارت الصلاة أصل الإسلام لأن الإسلام بدونها لا يثبت على ساق و إنما صارت الزكاة فرع الإسلام لأنها بدونه لا تصح و لا تقبل و إنما صار الجهاد ذروة سنامه لأنه فوق كل بر كما ورد في الحديث و معنى الحديث الأخير أن أبواب الخير ثلاثة أحدها جنة من النار و الثاني مذهب لدرن الخطايا و الثالث موجب لما أخفي لأهل الجنة من قرة أعين و يأتي هذا الحديث مسندا إلى رسول الله ص بأدنى تفاوت في ألفاظه في باب فضل الصلاة من كتاب الصلاة إن شاء الله

"بیشک نماز اصلِ اسلام ہے اس لیئے کہ اس کے بغیر اسلام کسی صورت میں ثابت نہیں ہوتا اور زکاۃ اسلام کی شاخ ہے کیونکہ اس کے بغیر اسلام صحیح نہیں ہے اور نہ ہی اس کو قبول کیا جائے گا۔
بلکہ جہاد اس کا معراج بن گیا، کیونکہ یہ سب سے بڑھ کر ہے۔ نیکی جیسا کہ حدیث میں بیان ہوا ہے اور آخری حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ نیکی کے دروازے تین ہیں جن میں سے ایک جہنم سے باغ ہے، دوسرا گناہوں کی تپ دق کا ٹھکانہ ہے اور تیسرا دروازہ کیا چیز لاتا ہے۔ اہل جنت کے لیے ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک کے لیے مخفی ہے، یہ حدیث رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب ہے جو "کتاب الصلاۃ" کے "باب فضل الصلاۃ" میں معمولی اختلاف کے ساتھ ان شاء اللہ بیان ہو گی۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے۔ [2]

15/1707 الكافي، ۲/۱۸/۱۴/۱ محمد عن ابن عيسى عن الحسين عَنِ اِبْنِ اَلْعَرْزَمِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنِ اَلصَّادِقِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ: أَثَافِيُّ اَلْإِسْلاَمِ ثَلاَثَةٌ اَلصَّلاَةُ وَ اَلزَّكَاةُ وَ اَلْوَلاَيَةُ لاَ تَصِحُّ وَاحِدَةٌ

[1] المحاسن: ۱/ ۲۸۹؛ تفسیر البرهان: ۴/ ۳۹۳؛ بحار الانوار: ۶۵/ ۳۳۰ و ۶۶/ ۳۹۲؛ تفسیر نور الثقلین: ۴/ ۲۲۸؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۰/ ۳۰۳

[2] مرآۃ العقول: ۷/ ۱۲۰؛ مهذب الاحکام: ۱۵/ ۸۷؛ مقالات اسلامیہ الکاشف الغطاء: ۲/ ۶؛ بحوث و مقالات: الکاشف الغطاء ۱۱: ۳

مِنْهُنَّ إِلاَّ بِصَاحِبَتَيْهَا ۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: اسلام کے بنیادی تین ستون ہیں: نماز، ولایت اور زکوۃ۔ان میں سے کوئی بھی باقی دو کے بغیر اصلاح نہیں پاتا۔[1]

بیان:

الأثافي جمع الأثفية بالضم و الكسر و هو الحجر يوضع عليه القدر و إنما اقتصر في هذا الحديث على هذه الثلاث لأنها أهمهن

"الأثافي" یہ جمع ہے۔"الأُثفية" کی جس کو ضمہ اور کسرۃ کے ساتھ پڑھا جاسکتا ہے اور اس کا معنی ہے پتھر جس پر ہانڈی رکھی جاتی ہے۔

اس حدیث میں ان تین (۱: نماز، ۲: زکاۃ، ۳: ولایت) پر اکتفاء کیا گیا ہے وہ اس لیئے کہ ان تینوں کو ان (فروعِ دین) میں بہت ہی زیادہ اہمیت دی گئی ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے [2] یا پھر حدیث کی سند صحیح ہے [3] اور میرے نزدیک بھی حدیث کی سند مجہول لیکن معتبر ہے کیونکہ ابن العزرمی سے بہر حال ثقہ روایت کرتے ہیں۔(واللہ اعلم)۔

۷۔باب مجمل القول فی الایمان و مفصله

باب: ایمان میں مجمل قول اور اس کی تفصیل

1/1708 الکافی، ۲/۳۳/۳/۱ علی عن العبیدی عَنْ يُونُسَ عَنْ سَلاَّمٍ اَلْجُعْفِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَنِ اَلْإِيمَانِ فَقَالَ اَلْإِيمَانُ أَنْ يُطَاعَ اَللَّهُ فَلاَ يُعْصَى.

سلام جعفی سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایمان کے بارے میں پوچھا تو آپؑ نے فرمایا:

[1] وسائل الشیعہ: ۱/۱۶؛ اثبات الہداۃ: ۱/۱۱۷؛ بحار الانوار: ۶۵/۳۳۰

[2] مرآۃ العقول: ۷/۱۰۲

[3] رسائل فقہی و اصولی اردبیلی: ۱/۳۶۲

ایمان وہ ہے جس کے ذریعے اللہ کی اطاعت کی جاتی ہے اور کوئی گناہ نہیں کیا جاتا۔ [1]

بیان:

هذا مجمل القول في الإيمان و تفصيله الأخبار الآتية بعض التفصيل و أما الضابط الكلي الذي يحيط بحدوده و مراتبه و يعرفه حق التعريف فهو ما سنح لي بيانه في بعض مؤلفاتي من قبل هذا بنحو من عشرين سنة باستفادة من محكمات القرآن و بعض الأخبار و لا بأس بإيراد محصله هاهنا ملخصا فنقول و بالله التوفيق الإيمان الكامل الخالص المنتهي تمامه هو التسليم لله تعالى و التصديق بجميع ما جاء به النبي ص لسانا و قلبا على بصيرة مع امتثال جميع الأوامر و النواهي كما هي و ذلك إنما يمكن تحققه بعد بلوغ الدعوة النبوية إليه في جميع الأمور أما من لم يصل إليه الدعوة في جميع الأمور أو في بعضها لعدم سماعه أو عدم فهمه فهو ضال أو مستضعف ليس بكافر و لا مؤمن و هو أهون الناس عذابا بل أكثر هؤلاء لا يرون عذابا و إليهم الإشارة بقوله سبحانه إِلَّا الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجالِ وَ النِّساءِ وَ الْوِلْدانِ لا يَسْتَطِيعُونَ حِيلَةً وَ لا يَهْتَدُونَ سَبِيلًا و من وصلت إليه الدعوة فلم يسلم و لم يصدق و لو ببعضها إما لاستكبار و علو أو لتقليد للأسلاف و تعصب لهم أو غير ذلك فهو كافر بحسبه أي بقدر عدم تسليمه و ترك تصديقه كفر جحود و عذابه عظيم على حسب جحوده و إليهم الإشارة بقوله سبحانه إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَواءٌ عَلَيْهِمْ أَأَنْذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لا يُؤْمِنُونَ خَتَمَ اللهُ عَلى قُلُوبِهِمْ وَ عَلى سَمْعِهِمْ وَ عَلى أَبْصارِهِمْ غِشاوَةٌ وَ لَهُمْ عَذابٌ عَظِيمٌ و من وصلت إليه الدعوة فصدقها بلسانه و ظاهره لعصمة ماله أو دمه أو غير ذلك من الأغراض و أنكرها بقلبه و باطنه لعدم اعتقاده بها فهو كافر كفر نفاق و هو أشدهم عذابا و عذابه أليم بقدر نفاقه و إليهم الإشارة بقوله سبحانه وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ آمَنَّا بِاللهِ وَ بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَ ما هُمْ بِمُؤْمِنِينَ يُخادِعُونَ اللهَ وَ الَّذِينَ آمَنُوا وَ ما يَخْدَعُونَ إِلَّا أَنْفُسَهُمْ وَ ما يَشْعُرُونَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ فَزادَهُمُ اللهُ مَرَضاً وَ لَهُمْ عَذابٌ أَلِيمٌ بِما كانُوا يَكْذِبُونَ إلى قوله إِنَّ اللهَ عَلى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ و من وصلت إليه الدعوة فاعتقدها بقلبه و باطنه لظهور حقيتها لديه و جحدها أو بعضها بلسانه و لم يعترف بها حسدا و بغيا و عتوا و علوا أو تقليدا و تعصبا أو غير ذلك فهو كافر كفر تهود و عذابه قريب من عذاب المنافق و إليهم

---

[1] وسائل الشیعہ: ۱/۱۶ ؛ اثبات الھداۃ: ۱/ ۷۱ ؛ بحار الانوار: ۶۵/ ۳۳۰

الإشارة بقوله عز و جل الَّذِينَ آتَيْناهُمُ الْكِتابَ يَعْرِفُونَهُ كَما يَعْرِفُونَ أَبْناءَهُمْ وَ إِنَّ فَرِيقاً مِنْهُمْ لَيَكْتُمُونَ الْحَقَّ وَ هُمْ يَعْلَمُونَ و قوله فَلَمَّا جاءَهُمْ ما عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ فَلَعْنَةُ اللهِ عَلَى الْكافِرِينَ و قوله إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ ما أَنْزَلْنا مِنَ الْبَيِّناتِ وَ الْهُدى مِنْ بَعْدِ ما بَيَّنَّاهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتابِ أُولئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللهُ وَ يَلْعَنُهُمُ اللَّاعِنُونَ و قوله وَ يَقُولُونَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَ نَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَ يُرِيدُونَ أَنْ يَتَّخِذُوا بَيْنَ ذلِكَ سَبِيلًا أُولئِكَ هُمُ الْكافِرُونَ حَقًّا 1 و قوله أَ فَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتابِ وَ تَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ إلى قوله أَشَدِّ الْعَذابِ و من وصلت إليه الدعوة فصدقها بلسانه و قلبه و لكن لا يكون على بصيرة من دينه إما لسوء فهمه مع استبداده بالرأي و عدم تابعيته للإمام أو نائبه المقتفي أثره حقا و إما لتقليد و تعصب للآباء و الأسلاف المستبدين بآرائهم مع سوء إفهامهم أو غير ذلك فهو كافر كفر ضلالة و عذابه على قدر ضلالته و قدر ما يضل فيه من أمر الدين و إليهم الإشارة بقوله عز و جل يا أَهْلَ الْكِتابِ لا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ وَ لا تَقُولُوا عَلَى اللهِ إِلَّا الْحَقَّ حيث قالوا عزير ابن الله أو المسيح ابن الله و بقوله تعالى يا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لا تُحَرِّمُوا طَيِّباتِ ما أَحَلَّ اللهُ لَكُمْ وَ لا تَعْتَدُوا إِنَّ اللهَ لا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ و بقول نبينا ص اتخذ الناس رؤساء جهالا فسئلوا فأفتوا بغير علم فضلوا و أضلوا و من وصلت إليه الدعوة فصدقها بلسانه و قلبه على بصيرة و اتباع للإمام أو نائبه الحق إلا أنه لم يمتثل جميع الأوامر و النواهي بل أتى ببعض دون بعض بعد أن اعترف بقبح ما يفعله و لكن لغلبة نفسه و هواه عليه فهو فاسق عاص و الفسق لا ينافي أصل الإيمان و لكن ينافي كماله و قد يطلق عليه الكفر و عدم الإيمان أيضا إذا ترك كبار الفرائض أو أتى بكبار المعاصي كما في قوله عز و جل وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا وَ مَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعالَمِينَ و قول النبي ص لا يزني الزاني حين يزني و هو مؤمن و ذلك لأن إيمان مثل هذا لا يدفع عنه أصل العذاب و دخول النار و إن دفع عنه الخلود فيها فحيث لا يفيده في جميع الأحوال فكأنه مفقود و التحقيق فيه أن المتروك إن كان أحد الأصول الخمسة التي بني الإسلام عليها أو المأتي به إحدى الكبائر من المنهيات فصاحبه خارج عن أصل الإيمان أيضا ما لم يتب أو لم يحدث نفسه بتوبة لعدم اجتماع ذلك مع التصديق القلبي فهو كافر كفر استخفاف و عليه يحمل ما روي من دخول العمل في أصل الإيمان روى ابن أبي شعبة عن الصادق ع في حديث طويل أنه قال لا يخرج المؤمن من صفة الإيمان إلا بترك ما استحق أن يكون به مؤمنا و إنما استوجب و استحق اسم الإيمان و معناه

بأداء كبار الفرائض موصولة و ترك كبار المعاصي و اجتنابها و إن ترك صغار الطاعة و ارتكب صغار المعاصي فليس بخارج من الإيمان و لا تارك له ما لم يترك شيئا من كبار الطاعة و ارتكاب شيء من كبار المعاصي فما لم يفعل ذلك فهو مؤمن يقول الله إِنْ تَجْتَنِبُوا كَبائِرَ ما تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئاتِكُمْ وَ نُدْخِلْكُمْ مُدْخَلًا كَرِيماً يعني مغفرة ما دون الكبائر فإن هو ارتكب كبيرة من كبائر المعاصي كان مأخوذا بجميع المعاصي صغارها و كبارها معاقبا عليها معذبا بها إلى هنا كلام الصادق ع إذا عرفت هذا فاعلم أن كل من جهل أمرا من أمور دينه بالجهل البسيط فقد نقص إيمانه بقدر ذلك الجهل و كل من أنكر حقا واجب التصديق لاستكبار أو هوى أو تقليد أو تعصب فله عرق من كفر الجحود و كل من أظهر بلسانه ما لم يعتقد بباطنه و قلبه لغير غرض ديني كالتقية في محلها و نحو ذلك أو عمل عملا أخرويا لغرض دنيوي فله عرق من النفاق و كل من كتم حقا بعد عرفانه أو أنكر ما لم يوافق هواه و قبل ما يوافقه فله عرق من التهود و كل من استبد برأيه و لم يتبع إمام زمانه أو نائبه الحق أو من هو أعلم منه في أمر من الأمور الدينية فله عرق من الضلالة و كل من أتى حراما أو شبهه أو توانى في طاعة مصرا على ذلك فله عرق من الفسوق فإن كان ذلك ترك كبير فريضة أو إتيان كبير معصية فله عرق من كفر الاستخفاف و من أسلم وجهه لله في جميع الأمور من غير غرض و هوى و اتبع إمام زمانه أو نائبه الحق آتيا بجميع أوامر الله و نواهيه من غير توان و لا مداهنة فإذا أذنب ذنبا استغفر من قريب و تاب أو زلت قدمه استقام و أناب فهو المؤمن الكامل الممتحن و دينه هو الدين الخالص و هو الشيعي حقا و الخاصي صدقا أولئك أصحاب أمير المؤمنين بل هو من أهل البيت ع إذا كان عالما بأمرهم محتملا لسرهم كما قالوا سلمان منا أهل البيت:

❁ ایمان اوراس کی تفصیلات کے بارے میں مندرجہ ذیل بیانات میں کچھ تفصیل کے ساتھ یہ بات کہی گئی ہے، جہاں تک عمومی رہنما اصول جو اس کی حدود و قیود پر محیط ہے اور اس کی صحیح وضاحت کرتا ہے، یہ وہی ہے جو مجھے اپنی بعض تحریروں میں بیان کرنے کی اجازت ملی ہے۔ بیس سال پہلے قرآن کی آیات اور بعض احادیث سے استفادہ کرتے ہوئے اور ذکر کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ پس ہم اللہ تعالیٰ کی توفیق کے ساتھ عرض کرتے ہیں کہ کامل، خالص اور کامل ایمان خدائے بزرگ و برتر کے سامنے سر تسلیم خم کرنا اور ان تمام باتوں کی

https://www.shiabookspdf.com

توثیق ہے جو رسول اللہ ﷺ کی زبان وقلب کے ساتھ بصیرت کے ساتھ تمام احکام وممنوعات کی تعمیل کے ساتھ آئے اور یہ ہوسکتا ہے کہ تمام معاملات میں نبی کی دعوت تک پہنچنے کے بعد ہی حاصل ہوتا ہے۔
رہی بات جس کو تمام معاملات میں یا ان میں سے بعض میں اذان نہ پہنچی کیونکہ اس نے اسے سنا یا سمجھا نہیں تو وہ گمراہ ہے یا کمزور نہ کافر ہے اور نہ مومن اور وہ ادنیٰ ترین ہے اور لوگ عذاب میں ہیں لیکن ان میں سے اکثر عذاب کو نہیں دیکھتے جیسا کہ ان کی طرف اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے ذریعہ اشارہ کیا گیا:
اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَ النِّسَآءِ وَ الْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ حِيْلَةً وَّ لَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا۔
بجز ان بے بس مردوں اور عورتوں اور بچوں کے جو نہ کوئی چارہ کر سکتے ہیں اور نہ کوئی راہ پاتے ہیں۔ (سورہ النسآء آیہ ۹۸) جس کو بھی دعوت ملی اس نے سر تسلیم خم نہیں کیا اور اس میں سے کچھ کو بھی نہیں مانتا یا تو تکبر اور برتری کی وجہ سے، یا اسلاف کی مشابہت اور ان پر انکار یا اس کے علاوہ اس لیے وہ اس کے نزدیک کافر ہے جیسا کہ ان کی طرف اللہ تعالیٰ کے فرمان کے ذریعہ اشارہ کیا گیا:
اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۶﴾ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ وَعَلٰٓى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ۔
جن لوگوں نے کفر اختیار کیا ان کے لیے یکساں ہے کہ آپ انہیں متنبہ کریں یا نہ کریں وہ ایمان نہیں لائیں گے (۶) اللہ نے ان کے دلوں اور ان کی سماعت پر مہر لگا دی ہے نیز ان کی نگاہوں پر پردہ پڑا ہوا ہے اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے۔ (سورہ البقرۃ: ۶،۷)۔ ''جو شخص دعوت کو پہنچتا ہے اور زبان سے اس پر ایمان لاتا ہے کیونکہ اس کا مال، خون یا دیگر چیزیں محفوظ ہیں اور دل میں اس کا انکار کرتا ہے اور باطن میں اس وجہ سے کہ وہ اس پر ایمان نہیں لاتا تو وہ کافر، کفر، منافق اور منافقت ہے اور وہ ان میں سب سے سخت سزا دینے والا ہے اور اس کا عذاب اس کی منافقت کے مطابق دردناک ہے جیسا کہ ان کی طرف اللہ تعالیٰ کے فرمان کے ذریعہ اشارہ کیا گیا:
وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ مَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ (8) يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا۔وَ مَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّاۤ اَنْفُسَهُمْ وَ مَا يَشْعُرُوْنَ (9) فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ۔فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا۔وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ (10) وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ۔قَالُوْۤا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ (11) اَلَاۤ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَ لٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ (12) وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَاۤ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْۤا اَنُؤْمِنُ كَمَاۤ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ۔اَلَاۤ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ

https://www.shiabookspdf.com

وَلٰكِنۡ لَّا يَعۡلَمُوۡنَ (13) وَاِذَا لَقُوا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا قَالُوۡۤا اٰمَنَّا ۖۚ وَاِذَا خَلَوۡا اِلٰى شَيٰطِيۡنِهِمۡ ۙ قَالُوۡۤا
اِنَّا مَعَكُمۡ ۙ اِنَّمَا نَحۡنُ مُسۡتَهۡزِءُوۡنَ (14) اَللّٰهُ يَسۡتَهۡزِئُ بِهِمۡ وَيَمُدُّهُمۡ فِىۡ طُغۡيَانِهِمۡ يَعۡمَهُوۡنَ (15)
اُولٰٓئِكَ الَّذِيۡنَ اشۡتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالۡهُدٰى فَمَا رَبِحَتۡ تِّجَارَتُهُمۡ وَمَا كَانُوۡا مُهۡتَدِيۡنَ (16) مَثَلُهُمۡ
كَمَثَلِ الَّذِى اسۡتَوۡقَدَ نَارًا ۚ فَلَمَّآ اَضَآءَتۡ مَا حَوۡلَهٗ ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوۡرِهِمۡ وَتَرَكَهُمۡ فِىۡ ظُلُمٰتٍ لَّا
يُبۡصِرُوۡنَ (17) صُمٌّۢ بُكۡمٌ عُمۡىٌ فَهُمۡ لَا يَرۡجِعُوۡنَ (18) اَوۡ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِيۡهِ ظُلُمٰتٌ وَّرَعۡدٌ
وَّبَرۡقٌ ۚ يَجۡعَلُوۡنَ اَصَابِعَهُمۡ فِىۡۤ اٰذَانِهِمۡ مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الۡمَوۡتِ ؕ وَاللّٰهُ مُحِيۡطٌ ۢ
بِالۡكٰفِرِيۡنَ (19) يَكَادُ الۡبَرۡقُ يَخۡطَفُ اَبۡصَارَهُمۡ ؕ كُلَّمَآ اَضَآءَ لَهُمۡ مَّشَوۡا فِيۡهِ ۙ وَاِذَآ اَظۡلَمَ
عَلَيۡهِمۡ قَامُوۡا ؕ وَلَوۡ شَآءَ اللّٰهُ لَذَهَبَ بِسَمۡعِهِمۡ وَاَبۡصَارِهِمۡ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ (20)

لوگوں میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں ہم اللہ اور روز آخرت پر ایمان لے آئے، حالانکہ وہ ایمان لانے والے نہیں ہیں (۸) وہ اللہ اور ایمان والوں کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں، جبکہ (حقیقت میں) وہ صرف اپنی ذات کو ہی دھوکہ دے رہے ہوتے ہیں لیکن وہ اس بات کا شعور نہیں رکھتے (۹) ان کے دلوں میں بیماری ہے، پس اللہ نے ان کی بیماری اور بڑھا دی اور ان کے لیے دردناک عذاب اس وجہ سے ہے کہ وہ جھوٹ بولا کرتے تھے (۱۰) اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ زمین میں فساد برپا نہ کرو تو کہتے ہیں: ہم تو بس اصلاح کرنے والے ہیں (۱۱) یاد رہے! فسادی تو یہی لوگ ہیں، لیکن وہ اس کا شعور نہیں رکھتے (۱۲) اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ دیگر لوگوں کی طرح تم بھی ایمان لے آؤ تو وہ کہتے ہیں کہ کیا ہم (بھی ان) بیوقوفوں کی طرح ایمان لے آئیں؟ یاد رہے! بیوقوف تو خود یہی لوگ ہیں لیکن یہ اس کا (بھی) علم نہیں رکھتے (۱۳) اور جب وہ ایمان والوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں: ہم ایمان لے آئے ہیں اور جب اپنے شیطانوں کے ساتھ تخلیے میں ہوتے ہیں تو کہتے ہیں: ہم تو تمہارے ساتھ ہیں، (ان مسلمانوں کا تو) ہم صرف مذاق اڑاتے ہیں (۱۴) اللہ بھی ان کے ساتھ تمسخر کرتا ہے اور انہیں ڈھیل دیتا ہے کہ یہ اپنی سرکشی میں سرگرداں رہیں گے (۱۵) یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے میں گمراہی خرید لی ہے، چنانچہ نہ تو ان کی تجارت سودمند رہی اور نہ ہی انہیں ہدایت حاصل ہوئی۔ (۱۶) ان کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے (تلاش راہ کے لیے) آگ جلائی، پھر جب اس آگ نے گردو پیش کو روشن کر دیا تو اللہ نے ان کی روشنی سلب کر لی اور انہیں اندھیروں میں (سرگرداں) چھوڑ دیا کہ انہیں کچھ بجھائی نہیں دیتا (۱۷) وہ بہرے، گونگے اور اندھے ہیں پس وہ (اس ضلالت سے) باز نہیں آئیں گے۔ (۱۸) یا جیسے آسمان سے بارش ہو رہی ہو جس میں تاریکیاں اور گرج و چمک ہو، بجلی کی کڑک کی وجہ سے

موت سے خائف ہو کر وہ اپنی انگلیاں کانوں میں دے لیتے ہیں، حالانکہ اللہ کافروں کو ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہے۔(۱۹) قریب ہے کہ بجلی ان کی آنکھیں سلب کر لے، جب وہ ان کے لیے چمک دکھاتی ہے تو وہ اس کی روشنی میں چل پڑتے ہیں اور جب تاریکی ان پر چھا جاتی ہے تو وہ رک جاتے ہیں اور اللہ اگر چاہتا تو ان کی سماعت اور بینائی (کی طاقت) سلب کر لیتا، بلاشبہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔(۲۰)۔(البقرۃ:۸۔۲۰)۔"

جو شخص دعوت کو پہنچتا ہے اور اسے اپنے دل اور باطن میں مانتا ہے کیونکہ اس کی حقیقت اس پر ظاہر ہے، اور اس کا یا اس میں سے کسی چیز کا اپنی زبان سے انکار کرتا ہے، اور حسد، فسق، تکبر، سربلندی، تقلید، جنون کی وجہ سے اس کا اقرار نہیں کرتا۔ یا اس کے علاوہ، تو وہ کافر، کافر، یہودی ہے، اور اس کی سزا منافق کے عذاب کے قریب ہے جیسا کہ ان کی طرف اللہ تعالیٰ کے فرمان کے ذریعہ اشارہ کیا گیا:

اَلَّذِیۡنَ اٰتَیۡنٰہُمُ الۡکِتٰبَ یَعۡرِفُوۡنَہٗ کَمَا یَعۡرِفُوۡنَ اَبۡنَآءَہُمۡ ؕ وَ اِنَّ فَرِیۡقًا مِّنۡہُمۡ لَیَکۡتُمُوۡنَ الۡحَقَّ وَ ہُمۡ یَعۡلَمُوۡنَ(146)

"جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس (رسول ﷺ) کو اسی طرح پہچانتے ہیں جیسے وہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں اور ان میں سے ایک گروہ جان بوجھ کر حق کو چھپا رہا ہے۔(سورہ البقرۃ:۱۴۶)۔"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَلَمَّا جَآءَہُمۡ مَّا عَرَفُوۡا کَفَرُوۡا بِہٖ ۫ فَلَعۡنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الۡکٰفِرِیۡنَ(89)

پھر جب ان کے پاس وہ آ گیا جسے وہ خوب پہچانتے تھے تو وہ اس کے منکر ہو گئے، پس کافروں پر اللہ کی لعنت ہو۔(البقرۃ:۸۹)۔"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّ الَّذِیۡنَ یَکۡتُمُوۡنَ مَاۤ اَنۡزَلۡنَا مِنَ الۡبَیِّنٰتِ وَ الۡہُدٰی مِنۡۢ بَعۡدِ مَا بَیَّنّٰہُ لِلنَّاسِ فِی الۡکِتٰبِ ۙ اُولٰٓئِکَ یَلۡعَنُہُمُ اللّٰہُ وَ یَلۡعَنُہُمُ اللّٰعِنُوۡنَ

جو لوگ ہماری نازل کردہ واضح نشانیوں اور ہدایت کو چھپاتے ہیں باوجودیکہ ہم کتاب میں انہیں لوگوں کے لیے کھول کر بیان کر چکے ہیں، تو ایسے لوگوں پر اللہ اور دیگر لعنت کرنے والے سب لعنت کرتے ہیں۔(سورہ البقرۃ آیہ ۱۵۹)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَ یَقُوۡلُوۡنَ نُؤۡمِنُ بِبَعۡضٍ وَّ نَکۡفُرُ بِبَعۡضٍ ۙ وَّ یُرِیۡدُوۡنَ اَنۡ یَّتَّخِذُوۡا بَیۡنَ ذٰلِکَ سَبِیۡلًا ۙ اُولٰٓئِکَ

https://www.shiabookspdf.com

هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ وَ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ○

اور کہتے ہیں: ہم بعض پر ایمان لائیں گے اور بعض کا انکار کریں گے اور وہ اس طرح کفر و ایمان کے درمیان ایک راہ نکالنا چاہتے ہیں۔ ایسے لوگ حقیقی کافر ہیں۔ (سورہ النسآء:۱۵۱،۱۵۰)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَ تَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ۚ فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰۤى اَشَدِّ الْعَذَابِ۔

"کیا تم کتاب کے کچھ حصے پر ایمان لاتے ہو اور کچھ حصے سے کفر اختیار کرتے ہو؟ پس تم میں سے جو ایسا کرے دنیاوی زندگی میں اس کی سزا رسوائی کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے؟ اور آخرت میں (ایسے لوگ) سخت ترین عذاب کی طرف لوٹائے جائیں گے۔ (سورہ البقرۃ:۸۵)۔"

جو شخص دعوت کو پہنچتا ہے اور اسے اپنی زبان اور دل سے مانتا ہے لیکن اسے اپنے دین کی بصیرت نہیں ہے یا تو اس کی غلط فہمی کی وجہ سے اس کے قول کے بارے میں غلط فہمی ہے اور اس کے امام کی پیروی نہ کرنے کی وجہ سے یا اس کے نائب کی جو صحیح معنوں میں اس کے نقش قدم پر ہے یا تو ان باپ دادا اور اسلاف کی تقلید اور عدم برداشت کی وجہ سے جنہوں نے اپنی غلط فہمی سے اپنی رائے پر ظلم کیا یا اس کے علاوہ وہ کافر ہے اس کی گمراہی اور اس کا عذاب اس کی گمراہی کے درجے کے مطابق ہے اس نے دین کے معاملے میں کیا گمراہ کیا جیسا کہ ان کی طرف اللہ تعالیٰ کے فرمان کے ذریعہ اشارہ کیا گیا:

يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَ لَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ۔

اے اہل کتاب! اپنے دین میں غلو سے کام نہ لو اور اللہ کے بارے میں حق بات کے سوا کچھ نہ کہو۔" (سورہ النسآء:۱۷۱)۔"

جس وقت ان لوگوں نے حضرت عزیر علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا قرار دیا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَ لَا تَعْتَدُوْا ۚ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ۔

"اے ایمان والو! جو پاکیزہ چیزیں اللہ نے تمہارے لیے حلال کر دی ہیں انہیں حرام نہ کرو اور حد سے تجاوز بھی نہ کرو، اللہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو یقیناً دوست نہیں رکھتا۔ (سورہ المآئدہ:۸۷)۔"

ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

https://www.shiabookspdf.com

اِتَّخَذَ النَّاسُ رُؤَسَاءَ جُهَّالاً فَسُئِلُوا فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا۔

لوگوں نے جاہل لوگوں کو اپنا سردار بنالیا پس جب ان (جاہل سرداروں سے) سوال کیا جائے تو وہ بغیر علم کے فتوئی دیتے ہیں لہٰذا وہ خود بھی گمراہ ہیں اور (دوسروں کو بھی) گمراہ کر رہے ہیں۔

جس نے دعوت قبول کی اور وہ اپنی زبان اور دل سے بصیرت کے ساتھ اس پر ایمان لایا اور امام یا اس کے نائب کی پیروی کی سوائے اس کے کہ اس نے تمام احکام وممنوعات کی تعمیل نہیں کی بلکہ اس کے بعد بعض پر عمل کیا۔ جو کچھ وہ کر رہا ہے اس کی بد صورتی کو تسلیم کر لیا لیکن اپنے اوپر غلبہ اور اپنی خواہشات کی وجہ سے، پھر وہ فاسق گنہگار ہے اور فسق ایمان کی اصل کے منافی نہیں ہے لیکن یہ اس کے کمال کے منافی ہے اور کبھی کبھی اس پر کفر کا اطلاق کیا جاتا ہے عدمِ ایمان کا بھی لیکن شرط یہ ہے کہ وہ کبیرہ واجبات کو چھوڑ دے یا کبیرہ گناہوں کا ارتکاب کرے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان میں ذکر کیا گیا ہے:

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ۔

اور لوگوں پر اللہ کا حق ہے کہ جو اس گھر تک جانے کی استطاعت رکھتا ہو وہ اس گھر کا حج کرے اور جو کوئی اس سے انکار کرتا ہے تو (اس کا اپنا نقصان ہے) اللہ تو عالمین سے بے نیاز ہے۔ (سورہ آل عمران: ۹۷)

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَا يَزْنِي الزَّانِي حِيْنَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ

زانی جب زنا کرتا ہے تو وہ زنا نہیں کرتا حالانکہ وہ مؤمن ہوتا ہے

اس لیے کہ اس جیسا ایمان عذاب کے شروع ہونے اور آگ میں داخل ہونے سے نہیں روکتا اور اگر اس سے امر کا دفاع کیا جائے چونکہ اس سے ہر حال میں فائدہ نہیں ہوتا تو گویا وہ غائب ہے اور اس کی تحقیق یہ ہے کہ جو چیز ساقط ہے۔ اگر یہ ان پانچ بنیادوں میں سے ایک ہے جن پر اسلام کی بنیاد رکھی گئی ہے یا ان کبیرہ گناہوں میں سے ایک ہے جن سے منع کیا گیا ہے تو اس کا مالک بھی ایمان کے اصول سے باہر ہے جب تک کہ وہ توبہ نہ کرے یا توبہ کا خیال نہ کرے کیونکہ ذلت جمع نہیں ہوتی۔ وہ دلی توثیق کے ساتھ ہے اس لیے وہ اسے حقیر کہہ کر کفر کا مرتکب ہے اور وہ وہی برداشت کرتا ہے جو ایمان کی اصل میں کام کے داخل ہونے کے بارے میں بیان کیا گیا تھا۔

ابن ابی شعبہ نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اور امام علیہ السلام نے ایک طویل حدیث کے ضمن میں ارشاد فرمایا:

https://www.shiabookspdf.com

لاَ يَخْرُجُ اَلْمُؤْمِنُ مِنْ صِفَةِ اَلْإِيمَانِ إِلاَّ بِتَرْكِ مَا اِسْتَحَقَّ أَنْ يَكُونَ بِهِ مُؤْمِناً وَ إِنَّمَا اِسْتَوْجَبَ وَ اِسْتَحَقَّ اِسْمَ اَلْإِيمَانِ وَ مَعْنَاهُ بِأَدَاءِ كِبَارِ اَلْفَرَائِضِ مَوْصُولَةً وَ تَرْكِ كِبَارِ اَلْمَعَاصِي وَ اِجْتِنَابِهَا وَ إِنْ تَرَكَ صِغَارَ اَلطَّاعَةِ وَ اِرْتَكَبَ صِغَارَ اَلْمَعَاصِي فَلَيْسَ بِخَارِجٍ مِنَ اَلْإِيمَانِ وَ لاَ تَارِكٍ لَهُ مَا لَمْ يَتْرُكْ شَيْئاً مِنْ كِبَارِ اَلطَّاعَةِ وَ اِرْتِكَابِ شَيْءٍ مِنَ اَلْمَعَاصِي فَمَا لَمْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَهُوَ مُؤْمِنٌ لِقَوْلِ اَللَّهِ "إِنْ تَجْتَنِبُوا كَبٰائِرَ مٰا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئٰاتِكُمْ وَ نُدْخِلْكُمْ مُدْخَلاً كَرِيماً يَعْنِي مَغْفِرَةً مَا دُونَ اَلْكَبَائِرِ فَإِنْ هُوَ اِرْتَكَبَ كَبِيرَةً مِنْ كَبَائِرِ اَلْمَعَاصِي كَانَ مَأْخُوذاً بِجَمِيعِ اَلْمَعَاصِي صِغَارِهَا وَ كِبَارِهَا مُعَاقَباً عَلَيْهَا مُعَذَّباً بِهَا

مومن ایمان کی صفت سے نہیں نکلتا سوائے اس کے کہ جس چیز پر وہ مومن ہونے کا حق رکھتا ہو اسے چھوڑ دے، بلکہ وہ کبیرہ واجبات کو ادا کرنے اور کبیرہ گناہوں کو چھوڑ کر اور ان سے اجتناب کر کے ایمان اور اس کے معنی کو ضروری اور مستحق بناتا ہے۔ جب تک وہ اطاعت کے کبیرہ کاموں میں سے کسی چیز کو نہ چھوڑے اور کبیرہ گناہوں میں سے کسی کام کا ارتکاب نہ کرے تو اگر وہ ایسا نہ کرے تو وہ مومن ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا۔

اگر تم ان بڑے بڑے گناہوں سے اجتناب کرو جن سے تمہیں منع کیا گیا ہے تو ہم تمہارے (چھوٹے چھوٹے) گناہ معاف کر دیں گے اور تمہیں عزت کے مقام میں داخل کر دیں گے۔ (سورہ النسآء:۳۱)

اس سے مراد وہ گناہوں کی معافی ہے جو کبیرہ گناہوں سے کم ہیں، اگر اس نے کبیرہ گناہ کیا تو اس سے چھوٹے اور بڑے تمام گناہوں کا حساب لیا جائے گا، ان کو سزا دی جائے گی اور انہیں عذاب دیا جائے گا۔

اگر تم یہ جانتے ہو تو جان لو کہ جو شخص اپنے دین کے کسی معاملے سے ناواقف ہے اس کے ایمان میں اس جہالت کے برابر کمی واقع ہوئی ہے اور جو بھی حق کا انکار کرتا ہے اس پر تکبر، طمع، تقلید یا جنون کی بنا پر ایمان لانا فرض ہے۔ توہین رسالت کی ایک رگ ہے، اور ہر وہ شخص جو اپنی زبان سے وہ بات بیان کرتا ہے جس پر وہ اپنے باطن اور دل سے یقین نہیں رکھتا، کسی غیر مذہبی مقصد کے لیے، جیسے کہ اس کے مناسب مقام پر تقویٰ، اور اس طرح، یا اس کے لیے کوئی دوسری دنیاوی حرکت کرتا ہے۔ دنیاوی مقصد، اس کے پاس منافقت کا ایک سلسلہ ہے، اور ہر وہ شخص جو کسی سچائی کو جاننے کے بعد چھپاتا ہے یا اس سے انکار کرتا ہے جو اس کی خواہشات سے متفق نہیں ہے اور اس سے متفق نہیں ہے، اس کے پاس یہودیت کا ایک سلسلہ ہے، اور ہر وہ شخص جو اپنی رائے پر ظلم کرتا ہے۔ اپنے زمانے کے امام یا اس کے صحیح نائب یا کسی ایسے شخص کی پیروی نہیں کرتا جو دینی معاملات میں اس سے زیادہ

علم رکھتا ہو۔ گمراہی کی رگ ہے اور ہر وہ شخص جو کسی حرام کام کا ارتکاب کرتا ہے یا اس سے مشابہت رکھتا ہے یا اطاعت میں تاخیر کرتا ہے اور اس پر اصرار کرتا ہے تو اس کے لیے رگ فسق ہے اور اگر یہ کسی بڑے فرض کو چھوڑ رہا تھا یا کبیرہ گناہ کا ارتکاب کر رہا تھا تو اس میں استخفاف کفر کی رگ ہے۔

جو شخص بغیر کسی مقصد اور خواہش کے تمام معاملات میں اپنا چہرہ خدا کے سامنے پیش کرتا ہے اور اپنے وقت کے صحیح امام یا اپنے نائب کی پیروی کرتا ہے اور خدا کے تمام احکام وممنوعات پر بلا جھجک اور چاپلوسی کرتا ہے۔ اگر اس سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو وہ کسی رشتہ دار سے استغفار کرتا ہے اور توبہ کرتا ہے یا پاؤں پھسل جاتا ہے تو سیدھا ہو کر توبہ کرتا ہے، اس لیے وہ کامل اور آزمایا ہوا مومن ہے اور اس کا دین خالص دین ہے اور وہ شیعہ ہے اور سچائی میں خالص ہے۔ یہ امیر المومنین کے اصحاب ہیں بلکہ وہ اہلبیت علیہ السلام میں سے ہیں۔ اگر وہ ان کے بارے میں جانتا تھا تو ان کے اسرار کا متحمل ہے جیسا کہ آئمہ معصومین علیہ السلام نے فرمایا:

سلمان منا أهل البيت

سلمانؓ ہم اہلبیت علیہ السلام میں سے ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث کی سند حسن ہے کیونکہ سلام الجعفی کامل الزیارات کا راوی ہے لہٰذا توثیق واضح ہے۔ (واللہ اعلم)

2/1709 الكافي، ۲/۳۳/۲/۱ محمد عن أحمد عن المحمدين عن اَلْكِنَانِيِّ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: قِيلَ لِأَمِيرِ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ مَنْ شَهِدَ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اَللَّهُ وَ أَنَّ مُحَمَّداً رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ كَانَ مُؤْمِناً قَالَ فَأَيْنَ فَرَائِضُ اَللَّهِ قَالَ وَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ كَانَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ لَوْ كَانَ اَلْإِيمَانُ كَلاَماً لَمْ يَنْزِلْ فِيهِ صَوْمٌ وَ لاَ صَلاَةٌ وَ لاَ حَلاَلٌ وَ لاَ حَرَامٌ قَالَ وَ قُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ إِنَّ عِنْدَنَا قَوْماً يَقُولُونَ إِذَا شَهِدَ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اَللَّهُ وَ أَنَّ مُحَمَّداً رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ قَالَ فَلِمَ يُضْرَبُونَ اَلْحُدُودَ وَ لِمَ تُقْطَعُ أَيْدِيهِمْ وَ مَا خَلَقَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ خَلْقاً أَكْرَمَ عَلَى اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ مِنَ اَلْمُؤْمِنِ لِأَنَّ اَلْمَلاَئِكَةَ خُدَّامُ اَلْمُؤْمِنِينَ وَ أَنَّ جِوَارَ اَللَّهِ لِلْمُؤْمِنِينَ وَ أَنَّ اَلْجَنَّةَ لِلْمُؤْمِنِينَ وَ أَنَّ اَلْحُورَ اَلْعِينَ لِلْمُؤْمِنِينَ ثُمَّ قَالَ فَمَا بَالُ مَنْ

[1] مرآة العقول: ۷/۲۰۸

https://www.shiabookspdf.com

جَحَدَ الْفَرَائِضَ كَانَ كَافِراً۔

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا: امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ جو شخص یہ کلمہ پڑھ لے: ''شَهِدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّداً رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ'' تو کیا وہ مومن ہو جائے گا؟

آپؑ نے فرمایا: پھر خدا کے فرائض کہاں جائیں گے؟

راوی بیان کرتا ہے کہ امام علیہ السلام نے فرمایا: حضرت علی علیہ السلام فرماتے تھے کہ ایمان فقط زبانی شہادتین کا نام ہوتا تو خدا نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج کو نازل نہ کرتا اور نہ کوئی حلال اور نہ حرام بیان کرتا۔

راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: ہمارے پاس ایک قوم ہے جن کو گمان ہے کہ جب بندہ یہ گواہی دے کہ کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے اور محمد اللہ کے رسول ہیں تو وہ مومن ہے۔

آپؑ نے فرمایا: پھر حدود کے تازیانے کیوں کھاتے ہیں اور ان کے ہاتھ کیوں کاٹے جاتے ہیں؟ اور خدا نے کوئی مخلوق مومن سے زیادہ عزت دار خلق نہیں کی کیونکہ ملائکہ مومنین کے خادم ہیں اور اللہ کا جوار (ہمسائیگی) مومن کے لیے ہے اور یقیناً جنت مومنین کے لیے ہے اور حور العین بھی مومنین کے لیے ہیں۔

پھر فرمایا: پھر اس کا کیا ہوگا کہ جو فرائض کا انکار کرتا ہے اور کافر ہو جاتا ہے۔ [1]

بیان:

يعني لو لم يعتبر الفرائض في الإيمان لما كان جاحدها كافرا فإن قيل إن أردتم باعتبار الفرائض في الإيمان اعتبار الاعتقاد بها فذلك داخل في الشهادة بالرسالة و إن أردتم اعتبار العمل بها فلا يتم المدعى إذ تركها لا يستلزم جحودها قلنا كما أن من عرف أن شرب السم يقتله لا يجترئ على شربه كذلك من عرف أن ترك الفرائض يوجب النار لا يجترئ على تركها فتركها ينبئ عن عدم اعتقاده بها و خصوصا إذا لم يكن له شهوة في تركها و إنما كان مجرد استخفاف كما في ترك الصلاة و تمام الكلام فيه يأتي في الخبر الآتي

یعنی اگر وہ فرضوں کو ایمان میں نہ سمجھتا تو ان کا انکار نہ کرتا، اگر کہا جائے کہ اگر فرضوں کو ایمان میں ماننا چاہتے ہو تو ان پر ایمان لاؤ تو وہ اس میں گواہی کو شامل ہے۔ بذریعہ پیغام اور اگر اس پر عمل کرنا چاہیں تو دعویٰ کرنے والا مکمل نہیں ہے کیونکہ اسے چھوڑنے سے انکار نہیں ہوتا، ہم نے کہا جس طرح یہ معلوم ہو کہ زہر پینے سے وہ ہلاک ہو جاتا ہے وہ اسے پینے کی جرأت نہیں کرتا۔ جو شخص جانتا ہے کہ فرضوں کو چھوڑنے سے آگ لگ جاتی ہے تو وہ

[1] الفصول المہمہ: ۱/ ۳۳۲؛ بحار الانوار: ۶۶/ ۱۹

ان کو چھوڑنے کی جرأت نہیں کرتا، اسے چھوڑنے کی خواہش نہیں تھی، لیکن یہ محض ایک بے وقعتی تھی، جیسا کہ نماز چھوڑنے میں، اور اس پر مکمل گفتگو آتی ہے۔ درج ذیل خبروں میں حقیقت یہ ہے کہ اس کو جہنم سے نوازنے کے بعد اس پر غضب اور لعنت بھیجی گئی جو کافروں کے لیے مخصوص ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے[1] یا پھر حدیث کی سند صحیح ہے[2]

3/1710 الکافی ۲/۲۸/۱/۱ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِهِ عَنْ آدَمَ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ اَلرَّزَّاقِ بْنِ مِهْرَانَ عَنِ اَلْحُسَيْنِ بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَالِمٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ أُنَاساً تَكَلَّمُوا فِي هَذَا اَلْقُرْآنِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَ ذَلِكَ أَنَّ اَللَّهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى يَقُولُ: (هُوَ اَلَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ اَلْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ اَلْكِتَابِ وَ أُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ فَأَمَّا اَلَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ اِبْتِغَاءَ اَلْفِتْنَةِ وَ اِبْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ وَ مَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلاَّ اَللَّهُ) اَلْآيَةَ فَالْمَنْسُوخَاتُ مِنَ اَلْمُتَشَابِهَاتِ وَ اَلْمُحْكَمَاتُ مِنَ اَلنَّاسِخَاتِ إِنَّ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ بَعَثَ نُوحاً إِلَى قَوْمِهِ: (أَنِ اُعْبُدُوا اَللَّهَ وَ اِتَّقُوهُ وَ أَطِيعُونِ) ثُمَّ دَعَاهُمْ إِلَى اَللَّهِ وَحْدَهُ وَ أَنْ يَعْبُدُوهُ وَ لاَ يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئاً ثُمَّ بَعَثَ اَلْأَنْبِيَاءَ عَلَيْهِمُ اَلسَّلاَمُ عَلَى ذَلِكَ إِلَى أَنْ بَلَغُوا مُحَمَّداً صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَدَعَاهُمْ إِلَى أَنْ يَعْبُدُوا اَللَّهَ وَ لاَ يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئاً وَ قَالَ (شَرَعَ لَكُمْ مِنَ اَلدِّينِ مَا وَصَّى بِهِ نُوحاً وَ اَلَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَ مَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَ مُوسَى وَ عِيسَى أَنْ أَقِيمُوا اَلدِّينَ وَ لاَ تَتَفَرَّقُوا فِيهِ كَبُرَ عَلَى اَلْمُشْرِكِينَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ اَللَّهُ يَجْتَبِي إِلَيْهِ مَنْ يَشَاءُ وَ يَهْدِي إِلَيْهِ مَنْ يُنِيبُ)۔ فَبَعَثَ اَلْأَنْبِيَاءَ إِلَى قَوْمِهِمْ بِشَهَادَةِ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اَللَّهُ وَ اَلْإِقْرَارِ بِمَا جَاءَ بِهِ مِنْ عِنْدِ اَللَّهِ فَمَنْ آمَنَ مُخْلِصاً وَ مَاتَ عَلَى ذَلِكَ أَدْخَلَهُ اَللَّهُ اَلْجَنَّةَ بِذَلِكَ وَ ذَلِكَ (أَنَّ اَللَّهَ لَيْسَ بِظَلاَّمٍ لِلْعَبِيدِ) وَ ذَلِكَ أَنَّ اَللَّهَ لَمْ يَكُنْ يُعَذِّبُ عَبْداً حَتَّى يُغَلِّظَ عَلَيْهِ فِي اَلْقَتْلِ وَ

[1] مرآۃ العقول: ۷/۲۰۶

[2] کتاب الطہارۃ خمینی: ۳/۳۳۰؛ المصباح مجلہ اسلامیہ فکریہ شاہرودی: ۴۷/۶۸؛ بحوث فی القواعد سند: ۱/۳۲۲؛ عوائد الایام مزاقی: ۲۸۳؛ کتاب الطہارۃ انصاری: ۵/۱۳۴؛ الارث فی الفقہ الجعفری کرباسی: ۱/۹۳؛ الاحکام کاشف الغطاء: ۳/۲۸۹؛ بلغۃ الفقیہ بحر العلوم: ۴/۱۹۹؛ الارتداد فی الشریعۃ الاسلامیہ سماک: ۱۱۹؛ کتاب الطہارۃ گلپایگانی: ۷/۳۰۷؛ مصباح الفقیہ ہمدانی: ۷/۲۸۰

اَلْمَعَاصِی اَلَّتِی أَوْجَبَ اَللَّهُ عَلَيْهِ بِهَا اَلنَّارَ لِمَنْ عَمِلَ بِهَا فَلَمَّا اِسْتَجَابَ لِكُلِّ نَبِيٍّ مَنِ اِسْتَجَابَ لَهُ مِنْ قَوْمِهِ مِنَ اَلْمُؤْمِنِينَ جَعَلَ لِكُلِّ نَبِيٍّ مِنْهُمْ ﴿شِرْعَةً وَمِنْهاجاً﴾ وَ اَلشِّرْعَةُ وَ اَلْمِنْهَاجُ سَبِيلٌ وَ سُنَّةٌ وَ قَالَ اَللَّهُ لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ : ﴿إِنّٰا أَوْحَيْنٰا إِلَيْكَ كَمٰا أَوْحَيْنٰا إِلىٰ نُوحٍ وَ اَلنَّبِيِّينَ مِنْ بَعْدِهِ﴾ ،-وَ أَمَرَ كُلَّ نَبِيٍّ بِالْأَخْذِ بِالسَّبِيلِ وَ اَلسُّنَّةِ وَ كَانَ مِنَ اَلسُّنَّةِ وَ اَلسَّبِيلِ اَلَّتِي أَمَرَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ بِهَا مُوسَى عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أَنْ جَعَلَ اَللَّهُ عَلَيْهِمُ اَلسَّبْتَ وَ كَانَ مِنْ أَعْظَمِ اَلسَّبْتِ وَ لَمْ يَسْتَحِلَّ أَنْ يَفْعَلَ ذَلِكَ مِنْ خَشْيَةِ اَللَّهِ أَدْخَلَهُ اَللَّهُ اَلْجَنَّةَ وَ مَنِ اِسْتَخَفَّ بِحَقِّهِ وَ اِسْتَحَلَّ مَا حَرَّمَ اَللَّهُ عَلَيْهِ مِنَ اَلْعَمَلِ اَلَّذِي نَهَاهُ اَللَّهُ عَنْهُ فِيهِ أَدْخَلَهُ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ اَلنَّارَ وَ ذَلِكَ حَيْثُ اِسْتَحَلُّوا اَلْحِيتَانَ وَ اِحْتَبَسُوهَا وَ أَكَلُوهَا يَوْمَ اَلسَّبْتِ غَضِبَ اَللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَكُونُوا أَشْرَكُوا بِالرَّحْمَنِ وَ لاَ شَكُّوا فِي شَيْءٍ مِمَّا جَاءَ بِهِ مُوسَى عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ: ﴿وَ لَقَدْ عَلِمْتُمُ اَلَّذِينَ اِعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي اَلسَّبْتِ فَقُلْنٰا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً خٰاسِئِينَ﴾ ثُمَّ بَعَثَ اَللَّهُ عِيسَى عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ بِشَهَادَةِ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اَللَّهُ وَ اَلْإِقْرَارِ بِمَا جَاءَ بِهِ مِنْ عِنْدِ اَللَّهِ وَ جَعَلَ لَهُمْ ﴿شِرْعَةً وَمِنْهاجاً﴾ فَهَدَمَتِ اَلسَّبْتَ اَلَّذِي أُمِرُوا بِهِ أَنْ يُعَظِّمُوهُ قَبْلَ ذَلِكَ وَ عَامَّةَ مَا كَانُوا عَلَيْهِ مِنَ اَلسَّبِيلِ وَ اَلسُّنَّةِ اَلَّتِي جَاءَ بِهَا مُوسَى فَمَنْ لَمْ يَتَّبِعْ سَبِيلَ عِيسَى أَدْخَلَهُ اَللَّهُ اَلنَّارَ وَ إِنْ كَانَ اَلَّذِي جَاءَ بِهِ اَلنَّبِيُّونَ جَمِيعاً أَنْ لاَ يُشْرِكُوا بِاللَّهِ شَيْئاً ثُمَّ بَعَثَ اَللَّهُ مُحَمَّداً صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ هُوَ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِينَ فَلَمْ يَمُتْ بِمَكَّةَ فِي تِلْكَ اَلْعَشْرِ سِنِينَ أَحَدٌ يَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اَللَّهُ وَ أَنَّ مُحَمَّداً صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ رَسُولُ اَللَّهِ إِلاَّ أَدْخَلَهُ اَللَّهُ اَلْجَنَّةَ بِإِقْرَارِهِ وَ هُوَ إِيمَانُ اَلتَّصْدِيقِ وَ لَمْ يُعَذِّبِ اَللَّهُ أَحَداً مِمَّنْ مَاتَ وَ هُوَ مُتَّبِعٌ لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ عَلَى ذَلِكَ إِلاَّ مَنْ أَشْرَكَ بِالرَّحْمَنِ وَ تَصْدِيقُ ذَلِكَ أَنَّ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ أَنْزَلَ عَلَيْهِ فِي سُورَةِ بَنِي إِسْرَائِيلَ بِمَكَّةَ : ﴿وَ قَضىٰ رَبُّكَ أَلاّٰ تَعْبُدُوا إِلاّٰ إِيّٰاهُ وَ بِالْوٰالِدَيْنِ إِحْسٰاناً﴾ إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى ﴿إِنَّهُ كٰانَ بِعِبٰادِهِ خَبِيراً بَصِيراً﴾ أَدَبٌ وَ عِظَةٌ وَ تَعْلِيمٌ وَ نَهْيٌ خَفِيفٌ وَ لَمْ يَعِدْ عَلَيْهِ وَ لَمْ يَتَوَاعَدْ عَلَى اِجْتِرَاحِ شَيْءٍ مِمَّا نَهَى عَنْهُ وَ أَنْزَلَ نَهْياً عَنْ أَشْيَاءَ حَذَّرَ عَلَيْهَا وَ لَمْ يُغَلِّظْ فِيهَا وَ لَمْ يَتَوَاعَدْ عَلَيْهَا وَ قَالَ ﴿وَ لاٰ تَقْتُلُوا أَوْلاٰدَكُمْ خَشْيَةَ إِمْلاٰقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَ إِيّٰاكُمْ إِنَّ قَتْلَهُمْ كٰانَ خِطْأً كَبِيراً ۔ وَ لاٰ تَقْرَبُوا اَلزِّنىٰ إِنَّهُ كٰانَ فٰاحِشَةً وَ

سَاءَ سَبِيلاً ‌ وَ لاَ تَقْتُلُوا اَلنَّفْسَ اَلَّتِي حَرَّمَ اَللَّهُ إِلاَّ بِالْحَقِّ وَ مَنْ قُتِلَ مَظْلُوماً فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهِ سُلْطَاناً فَلاَ يُسْرِفْ فِي اَلْقَتْلِ إِنَّهُ كَانَ مَنْصُوراً ‌ وَ لاَ تَقْرَبُوا مَالَ اَلْيَتِيمِ إِلاَّ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ حَتَّى يَبْلُغَ أَشُدَّهُ وَ أَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ اَلْعَهْدَ كَانَ مَسْؤُلاً ‌ وَ أَوْفُوا اَلْكَيْلَ إِذَا كِلْتُمْ وَ زِنُوا بِالْقِسْطَاسِ اَلْمُسْتَقِيمِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَ أَحْسَنُ تَأْوِيلاً ‌ وَ لاَ تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنَّ اَلسَّمْعَ وَ اَلْبَصَرَ وَ اَلْفُؤٰادَ كُلُّ أُولٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْؤُلاً ‌ وَ لاَ تَمْشِ فِي اَلْأَرْضِ مَرَحاً إِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ اَلْأَرْضَ وَ لَنْ تَبْلُغَ اَلْجِبٰالَ طُولاً ‌ كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهُ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوهاً ‌ ذٰلِكَ مِمّٰا أَوْحىٰ إِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ اَلْحِكْمَةِ وَ لاَ تَجْعَلْ مَعَ اَللّٰهِ إِلٰهاً آخَرَ فَتُلْقىٰ فِي جَهَنَّمَ مَلُوماً مَدْحُوراً) وَ أَنْزَلَ فِي (وَ اَللَّيْلِ إِذٰا يَغْشىٰ) ... (فَأَنْذَرْتُكُمْ نٰاراً تَلَظّٰى ‌ لاٰ يَصْلاٰهٰا إِلاَّ اَلْأَشْقَى ‌ اَلَّذِي كَذَّبَ وَ تَوَلّٰى) فَهٰذَا مُشْرِكٌ وَ أَنْزَلَ فِي (إِذَا اَلسَّمٰاءُ اِنْشَقَّتْ) (وَ أَمّٰا مَنْ أُوتِيَ كِتٰابَهُ وَرٰاءَ ظَهْرِهِ ‌ فَسَوْفَ يَدْعُوا ثُبُوراً ‌ وَ يَصْلىٰ سَعِيراً ‌ إِنَّهُ كٰانَ فِي أَهْلِهِ مَسْرُوراً ‌ إِنَّهُ ظَنَّ أَنْ لَنْ يَحُورَ ‌ بَلىٰ) ۔ فَهٰذَا مُشْرِكٌ وَ أَنْزَلَ فِي [سُورَةِ] تَبٰارَكَ : (كُلَّمٰا أُلْقِيَ فِيهٰا فَوْجٌ سَأَلَهُمْ خَزَنَتُهٰا أَ لَمْ يَأْتِكُمْ نَذِيرٌ ‌ قٰالُوا بَلىٰ قَدْ جٰاءَنٰا نَذِيرٌ فَكَذَّبْنٰا وَ قُلْنٰا مٰا نَزَّلَ اَللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ) فَهٰؤُلاٰءِ مُشْرِكُونَ وَ أَنْزَلَ فِي اَلْوٰاقِعَةِ : (وَ أَمّٰا إِنْ كٰانَ مِنَ اَلْمُكَذِّبِينَ اَلضّٰالِّينَ ‌ فَنُزُلٌ مِنْ حَمِيمٍ ‌ وَ تَصْلِيَةُ جَحِيمٍ) فَهٰؤُلاٰءِ مُشْرِكُونَ وَ أَنْزَلَ فِي اَلْحَاقَّةِ وَ (أَمّٰا مَنْ أُوتِيَ كِتٰابَهُ بِشِمٰالِهِ فَيَقُولُ يٰا لَيْتَنِي لَمْ أُوتَ كِتٰابِيَهْ ‌ وَ لَمْ أَدْرِ مٰا حِسٰابِيَهْ ‌ يٰا لَيْتَهٰا كٰانَتِ اَلْقٰاضِيَةَ ‌ مٰا أَغْنىٰ عَنِّي مٰالِيَهْ) إِلَى قَوْلِهِ (إِنَّهُ كٰانَ لاٰ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ اَلْعَظِيمِ) فَهٰذَا مُشْرِكٌ وَ أَنْزَلَ فِي طسم (وَ بُرِّزَتِ اَلْجَحِيمُ لِلْغٰاوِينَ ‌ وَ قِيلَ لَهُمْ أَيْنَ مٰا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ ‌ مِنْ دُونِ اَللّٰهِ هَلْ يَنْصُرُونَكُمْ أَوْ يَنْتَصِرُونَ ‌ فَكُبْكِبُوا فِيهٰا هُمْ وَ اَلْغٰاوُونَ ‌ وَ جُنُودُ إِبْلِيسَ أَجْمَعُونَ) جُنُودُ إِبْلِيسَ ذُرِّيَّتُهُ مِنَ اَلشَّيَاطِينِ وَ قَوْلُهُ (وَ مٰا أَضَلَّنٰا إِلاَّ اَلْمُجْرِمُونَ) ، - يَعْنِي اَلْمُشْرِكِينَ اَلَّذِينَ اِقْتَدَوْا بِهِمْ هٰؤُلاٰءِ فَاتَّبَعُوهُمْ عَلَى شِرْكِهِمْ وَ هُمْ قَوْمُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ لَيْسَ فِيهِمْ مِنَ اَلْيَهُودِ وَ اَلنَّصَارَى أَحَدٌ وَ تَصْدِيقُ ذٰلِكَ قَوْلُ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ) (كَذَّبَ أَصْحٰابُ اَلْأَيْكَةِ) (كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ) لَيْسَ فِيهِمُ اَلْيَهُودُ اَلَّذِينَ قَالُوا (عُزَيْرٌ اِبْنُ اَللّٰهِ) وَ لاَ اَلنَّصَارَى اَلَّذِينَ قَالُوا (اَلْمَسِيحُ اِبْنُ اَللّٰهِ) سَيُدْخِلُ اَللَّهُ اَلْيَهُودَ وَ اَلنَّصَارَى اَلنَّارَ وَ يُدْخِلُ كُلَّ قَوْمٍ بِأَعْمَالِهِمْ وَ قَوْلُهُمْ (وَ مَا

https://www.shiabookspdf.com

أَضَلَّنَا إِلاَّ الْمُجْرِمُونَ) ،-إِذْ دَعَوْنَا إِلَى سَبِيلِهِمْ ذَلِكَ قَوْلُ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ فِيهِمْ حِينَ جَمَعَهُمْ إِلَى النَّارِ : (قَالَتْ أُخْرَاهُمْ لِأُولَاهُمْ رَبَّنَا هَؤُلاءِ أَضَلُّونَا فَآتِهِمْ عَذَاباً ضِعْفاً مِنَ النَّارِ) وَ قَوْلُهُ (كُلَّمَا دَخَلَتْ أُمَّةٌ لَعَنَتْ أُخْتَهَا حَتَّى إِذَا ادَّارَكُوا فِيهَا جَمِيعاً) بَرِءَ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ وَ لَعَنَ بَعْضُهُمْ بَعْضاً يُرِيدُ بَعْضُهُمْ أَنْ يَحُجَّ بَعْضاً رَجَاءَ الْفَلْجِ فَيُفْلِتُوا مِنْ عَظِيمِ مَا نَزَلَ بِهِمْ وَ لَيْسَ بِأَوَانِ بَلْوَى وَ لاَ اخْتِبَارٍ وَ لاَ قَبُولِ مَعْذِرَةٍ وَ لاَتَ حِينَ نَجَاةٍ وَ الْآيَاتُ وَ أَشْبَاهُهُنَّ مِمَّا نَزَلَ بِهِ بِمَكَّةَ وَ لاَ يُدْخِلُ اللَّهُ النَّارَ إِلاَّ مُشْرِكاً فَلَمَّا أَذِنَ اللَّهُ لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فِي الْخُرُوجِ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِينَةِ بَنَى الْإِسْلاَمَ عَلَى خَمْسٍ شَهَادَةِ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللَّهُ وَ أَنَّ مُحَمَّداً صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ عَبْدُهُ وَ رَسُولُهُ وَ إِقَامِ الصَّلاَةِ وَ إِيتَاءِ الزَّكَاةِ وَ حَجِّ الْبَيْتِ وَ صِيَامِ شَهْرِ رَمَضَانَ وَ أَنْزَلَ عَلَيْهِ الْحُدُودَ وَ قِسْمَةَ الْفَرَائِضِ وَ أَخْبَرَهُ بِالْمَعَاصِي الَّتِي أَوْجَبَ اللَّهُ عَلَيْهَا وَ بِهَا النَّارَ لِمَنْ عَمِلَ بِهَا وَ أَنْزَلَ فِي بَيَانِ الْقَاتِلِ (وَ مَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِناً مُتَعَمِّداً فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِداً فِيهَا وَ غَضِبَ اللهُ عَلَيْهِ وَ لَعَنَهُ وَ أَعَدَّ لَهُ عَذَاباً عَظِيماً) ،-وَ لاَ يَلْعَنُ اللَّهُ مُؤْمِناً قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ: (إِنَّ اللهَ لَعَنَ الْكَافِرِينَ وَ أَعَدَّ لَهُمْ سَعِيراً خَالِدِينَ فِيهَا أَبَداً لاَ يَجِدُونَ وَلِيًّا وَ لاَ نَصِيراً) ،-وَ كَيْفَ يَكُونُ فِي الْمَشِيئَةِ وَ قَدْ أَلْحَقَ بِهِ حِينَ جَزَاهُ جَهَنَّمَ الْغَضَبَ وَ اللَّعْنَةَ وَ قَدْ بَيَّنَ ذَلِكَ مَنِ الْمَلْعُونُونَ فِي كِتَابِهِ وَ أَنْزَلَ فِي مَالِ الْيَتِيمِ مَنْ أَكَلَهُ ظُلْماً: (إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَى ظُلْماً إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَاراً وَ سَيَصْلَوْنَ سَعِيراً) ،-وَ ذَلِكَ أَنَّ آكِلَ مَالِ الْيَتِيمِ يَجِيءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَ النَّارُ تَلْتَهِبُ فِي بَطْنِهِ حَتَّى يَخْرُجَ لَهَبُ النَّارِ مِنْ فِيهِ حَتَّى يَعْرِفَهُ كُلُّ أَهْلِ الْجَمْعِ أَنَّهُ آكِلُ مَالِ الْيَتِيمِ وَ أَنْزَلَ فِي الْكَيْلِ (وَيْلٌ لِلْمُطَفِّفِينَ) ،-وَ لَمْ يَجْعَلِ الْوَيْلَ لِأَحَدٍ حَتَّى يُسَمِّيَهُ كَافِراً قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ (فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ مَشْهَدِ يَوْمٍ عَظِيمٍ) ،-وَ أَنْزَلَ فِي الْعَهْدِ (إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللهِ وَ أَيْمَانِهِمْ ثَمَناً قَلِيلاً أُولَئِكَ لاَ خَلاَقَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ وَ لاَ يُكَلِّمُهُمُ اللهُ وَ لاَ يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَ لاَ يُزَكِّيهِمْ وَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ) ،-وَ الْخَلاَقُ النَّصِيبُ فَمَنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ نَصِيبٌ فِي الْآخِرَةِ فَبِأَيِّ شَيْءٍ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ وَ أَنْزَلَ بِالْمَدِينَةِ (الزَّانِي لاَ يَنْكِحُ إِلاَّ زَانِيَةً أَوْ مُشْرِكَةً وَ الزَّانِيَةُ لاَ يَنْكِحُهَا إِلاَّ زَانٍ أَوْ مُشْرِكٌ وَ حُرِّمَ ذَلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ) فَلَمْ يُسَمِّ اللَّهُ الزَّانِيَ

https://www.shiabookspdf.com

مُؤْمِناً وَ لاَ اَلزَّانِيَةَ مُؤْمِنَةً وَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ لَيْسَ يَمْتَرِي فِيهِ أَهْلُ اَلْعِلْمِ أَنَّهُ قَالَ لاَ يَزْنِي اَلزَّانِي حِينَ يَزْنِي وَ هُوَ مُؤْمِنٌ وَ لاَ يَسْرِقُ اَلسَّارِقُ حِينَ يَسْرِقُ وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَإِنَّهُ إِذَا فَعَلَ ذَلِكَ خُلِعَ عَنْهُ اَلْإِيمَانُ كَخَلْعِ اَلْقَمِيصِ وَ نَزَلَ بِالْمَدِينَةِ (وَ اَلَّذِينَ يَرْمُونَ اَلْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً وَ لاَ تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَداً وَ أُولَئِكَ هُمُ اَلْفَاسِقُونَ إِلاَّ اَلَّذِينَ تَابُوا مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ وَ أَصْلَحُوا فَإِنَّ اَللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ) ۔فَبَرَّأَهُ اَللَّهُ مَا كَانَ مُقِيماً عَلَى اَلْفِرْيَةِ مِنْ أَنْ يُسَمَّى بِالْإِيمَانِ قَالَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ: (أَ فَمَنْ كَانَ مُؤْمِناً كَمَنْ كَانَ فَاسِقاً لاَ يَسْتَوُونَ) ۔وَ جَعَلَهُ اَللَّهُ مُنَافِقاً قَالَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ: (إِنَّ اَلْمُنَافِقِينَ هُمُ اَلْفَاسِقُونَ) وَ جَعَلَهُ عَزَّ وَ جَلَّ مِنْ أَوْلِيَاءِ إِبْلِيسَ قَالَ (إِلاَّ إِبْلِيسَ كَانَ مِنَ اَلْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ أَمْرِ رَبِّهِ) وَ جَعَلَهُ مَلْعُوناً فَقَالَ: (إِنَّ اَلَّذِينَ يَرْمُونَ اَلْمُحْصَنَاتِ اَلْغَافِلاَتِ اَلْمُؤْمِنَاتِ لُعِنُوا فِي اَلدُّنْيَا وَ اَلْآخِرَةِ وَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ أَلْسِنَتُهُمْ وَ أَيْدِيهِمْ وَ أَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ) وَ لَيْسَتْ تَشْهَدُ اَلْجَوَارِحُ عَلَى مُؤْمِنٍ إِنَّمَا تَشْهَدُ عَلَى مَنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ كَلِمَةُ اَلْعَذَابِ فَأَمَّا اَلْمُؤْمِنُ فَيُعْطَى كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ قَالَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ (فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ) (فَأُولَئِكَ يَقْرَؤُنَ كِتَابَهُمْ وَ لاَ يُظْلَمُونَ فَتِيلاً) وَ سُورَةُ اَلنُّورِ أُنْزِلَتْ بَعْدَ سُورَةِ اَلنِّسَاءِ وَ تَصْدِيقُ ذَلِكَ أَنَّ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ أَنْزَلَ عَلَيْهِ فِي سُورَةِ اَلنِّسَاءِ (وَ اَللاَّتِي يَأْتِينَ اَلْفَاحِشَةَ مِنْ نِسَائِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوا عَلَيْهِنَّ أَرْبَعَةً مِنْكُمْ فَإِنْ شَهِدُوا فَأَمْسِكُوهُنَّ فِي اَلْبُيُوتِ حَتَّى يَتَوَفَّاهُنَّ اَلْمَوْتُ أَوْ يَجْعَلَ اَللَّهُ لَهُنَّ سَبِيلاً) ۔وَ اَلسَّبِيلُ اَلَّذِي قَالَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ: (سُورَةٌ أَنْزَلْنَاهَا وَ فَرَضْنَاهَا وَ أَنْزَلْنَا فِيهَا آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ اَلزَّانِيَةُ وَ اَلزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَ لاَ تَأْخُذْكُمْ بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِينِ اَللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَ اَلْيَوْمِ اَلْآخِرِ وَ لْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِنَ اَلْمُؤْمِنِينَ) ۔

محمد بن سالم سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: یہ لوگ قرآن کے بارے میں بغیر علم کے باتیں کرتے ہیں۔اسی وجہ سے خدا نے فرمایا: ''وہی ذات ہے جس نے آپ پر وہ کتاب نازل فرمائی جس کی بعض آیات محکم ہیں وہی اصل کتاب ہے اور کچھ متشابہ آیات ہیں جن کے دلوں میں کجی ہے، وہ فتنہ اور تاویل کی تلاش میں متشابہات کے پیچھے پڑے رہتے ہیں اور ان کی تاویل سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا۔۔۔آخر آیت

تک۔(آل عمران:۷)۔" پس منسوخات سب متشابہات میں سے ہیں اور محکمات ناسخات میں سے ہیں۔
اللہ عزوجل نے حضرت نوح علیہ السلام کو ان کی قوم کی طرف مبعوث کیا تو فرمایا:"اللہ کی عبادت کرو اور اس سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔(نوح:۳)۔" پھر انہوں نے ان لوگوں کو یکتا اللہ کی دعوت دی کہ اس کی عبادت کرو اور کسی کو اس کا شریک قرار نہ دو۔ پھر اس نے دوسرے نبیوں کو بھی اسی دعوت پر مبعوث فرمایا یہاں تک کہ خدا نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا تو اُنھوں نے لوگوں کو اسی بات کی دعوت دی کہ اللہ کی عبادت کرو اور کسی کو اس کا شریک مت قرار دو۔ پھر خدا نے فرمایا:"اس نے تمہارے لیے وہی دستور معین کیا جس کا اس نے نوح علیہ السلام کو حکم دیا تھا اور جس کی ہم نے آپ کی طرف وحی فرمائی اور جس کا ہم نے ابراہیم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ اس دین کو قائم رکھنا، اس میں تفرقہ نہ ڈالنا۔ مشرکین کو یہی بات ناگوار گذری ہے جس کی طرف آپ انہیں دعوت دیتے ہیں۔ اللہ جسے چاہتا ہے اپنا برگزیدہ بنالیتا ہے اور جو اس کی اتباع کرتے ہیں وہ اس کو اپنی طرف رہنمائی کرتا ہے۔(الشوریٰ:۱۳)۔" پس اللہ نے انبیاء کو ان کی قوموں کی طرف لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کی گواہی پر اور جو کچھ ان پر اللہ کی طرف سے آیا ہے اس کے اقرار پر مبعوث کیا پس جو خالص ایمان لایا اور اس پر مرا تو وہ جنت میں داخل ہوگا اور اس لیے ہے کہ "بے شک اللہ اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔(آل عمران:۱۸۲)۔" اور یہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کسی بندے کو اس وقت تک عذاب نہیں دیتا جب تک کہ وہ قتل ومعاصی میں سخت نہ ہوجائے جن کے ارتکاب کے لیے اللہ تعالیٰ نے اس پر جہنم کی آگ واجب کردی ہے اور جب ہر نبی کی قوم نے اس کی دعوت الی اللہ کو قبول کرلیا اور اس پر ایمان لے آئے تو اس نے ان میں سے ہر نبی کے لیے "ایک شریعت اور ایک منہاج۔(المائدۃ:۴۸)۔" بنایا اور شریعت اور منہاج سے مراد راستہ اور سنت ہے اور اللہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا:"ہم آپ کی طرف ایسے ہی وحی فرماتے ہیں جیسے آپ سے قبل نوح اور دوسرے نبیوں پر وحی فرمائی تھی۔(النساء:۱۶۳)۔" اور خدا نے ہر نبی کو حکم دیا کہ وہ راستہ اور سنت پر قائم رہے اور اللہ کا راستہ اور سنت وہی ہے کہ جس کے بارے میں اللہ نے موسیٰ علیہ السلام پر وحی کی اور اُن کے لیے ہفتہ کا دِن مقرر کیا جو سبت میں سے اعظم تھا پس جس نے ہفتہ کے دِن کو حلال شمار نہ کیا اور یہ اللہ کے خوف کی وجہ سے کیا تو خدا اسے جنت میں داخل کرتا تھا اور جس نے اس کے حق کو ہلکا جانا اور اس نے اس میں وہ کام حلال سمجھا جو خدا نے اس پر حرام کر دیا تھا تو خدا اس کو دوزخ میں داخل کرتا تھا۔ یہ وہ زمانہ تھا جس میں مچھلی کا شکار اُنھوں نے حلال جانا اور وہ مچھلی کو حبس کرلیتے تھے اور ہفتہ کے دن اس کو کھاتے تھے پس خدا ان پر غضبناک ہوا حالانکہ وہ خدا کا کسی کو شریک نہیں قرار دیتے تھے اور جو کچھ حضرت موسیٰ علیہ السلام لائے تھے اس میں کسی چیز پر شک بھی نہیں کرتے تھے۔ خدا نے

https://www.shiabookspdf.com

فرمایا: "افراد جنھوں نے ہفتہ کے دن میں تجاوز کیا ان کے بارے میں جان لو کہ ہم نے ان سے کہا ذلیل قسم کے بندر بن جاو۔ (البقرۃ: ۶۵)۔" پھر اللہ نے لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کی گواہی پر اور اس کے اقرار پر کہ جو کچھ ان کے ذریعے اللہ کی طرف سے آیا ہے حضرت عیسیٰ کو بھیجا اور ان کے لیے ایک شریعت اور منہاج قرار دیا۔ پس سبت کے جو احکام اس سے پہلے قابل احترام تھے اور راستہ اور سنت جس پر وہ عمومی طور پر تھے جسے حضرت موسیٰ علیہ السلام لائے تھے وہ ختم کر دیئے گئے پس اب جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے راستہ کا اتباع نہ کرے گا اللہ اس کو جہنم میں ڈال دے گا اور تمام انبیاء جو لائے تھے وہ یہ تھا کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک قرار نہ دیں۔ پھر اللہ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھیجا اور آپؐ دس سال مکہ میں رہے اور ان دس سالوں میں مکہ میں کوئی بھی اس بات کی گواہی دینے والا نہیں مرا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں مگر یہ کہ اللہ اس کے اسی اقرار پر اسے جنت میں داخل کرے گا اور وہ ایمان بالتصدیق ہے اور اور خدا کسی ایسے شخص کو سزا نہیں دے گا جو اس میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرتے ہوئے مرجائے سوائے اس کے جو رحمٰن کے ساتھ شرک کرتا ہے اور اس کی تصدیق سورہ بنی اسرائیل سے ہوتی ہے جسے اس نے آپؐ پر مکہ میں نازل فرمایا: "اور تیرا رب فیصلہ کر چکا ہے اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو۔۔۔۔ سے لے کر اس کے قول۔۔۔۔ بے شک وہ اپنے بندوں کو جاننے والا دیکھنے والا ہے۔ (بنی اسرائیل: ۲۳-۳۰)۔" یہ ادب، نصیحت، تعلیم اور بہت ہلکے طریقے کی نہی ہے اور اس نے اس پر کوئی وعدہ نہیں کیا اور نہ ہی اس نے کسی چیز کو متعارف کرانے کا وعدہ کیا ہے جس سے اس نے منع کیا تھا اور اس نے ان چیزوں کے بارے میں صرف ایک ممانعت نازل کی جن کے بارے میں اس نے تنبیہ کی تھی اور ان کے بارے میں سختی نہیں کی تھی اور نہ ہی اس نے ان کے بارے میں وعدہ کیا تھا اور وہ فرماتا ہے: "اور اپنی اولاد کو تنگ دستی کے ڈر سے قتل نہ کرو، ہم انہیں بھی رزق دیتے ہیں اور تمہیں بھی، بے شک ان کا قتل کرنا بڑا گناہ ہے۔ اور زنا کے قریب نہ جاؤ، بے شک وہ بے حیائی ہے اور بری راہ ہے۔ اور جس جان کو قتل کرنا اللہ نے حرام کر دیا ہے اسے ناحق قتل نہ کرنا، اور جو کوئی ظلم سے مارا جائے تو ہم نے اس کے ولی کے واسطے اختیار دے دیا ہے لہٰذا قصاص میں زیادتی نہ کرے، بے شک اس کی مدد کی گئی ہے۔ اور یتیم کے مال کے پاس نہ جاؤ مگر جس طریقہ سے بہتر ہو جب تک وہ اپنی جوانی کو پہنچے، اور عہد کو پورا کرو، بے شک عہد کی باز پرس ہو گی۔ اور ناپ تول کر دو تو پورا ناپو اور صحیح ترازو سے تول کر دو، یہ بہتر ہے اور انجام بھی اس کا اچھا ہے۔ اور جس بات کی تجھے خبر نہیں اس کے پیچھے نہ پڑ، بے شک کان اور آنکھ اور دل ہر ایک سے باز پرس ہو گی۔ اور زمین پر اتراتا ہوا نہ چل، بے شک تو نہ زمین کو پھاڑ ڈالے گا اور نہ لمبائی میں پہاڑوں تک پہنچے گا۔ ان

https://www.shiabookspdf.com

میں سے ہر ایک بات تیرے رب کے ہاں ناپسند ہے۔ یہ اس حکمت میں سے ہے جسے تیرے رب نے تیری طرف وحی کیا ہے، اور اللہ کے ساتھ اور کسی کو معبود نہ بنا ورنہ تو ملزم مردود بنا کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ (بنی اسرائیل: ۳۰-۳۹)۔'' اور اس میں اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا: ''رات کی قسم ہے جب کہ وہ چھا جائے۔۔۔۔۔ پس میں نے تمہیں بھڑکتی ہوئی آگ سے ڈرایا ہے۔ جس میں صرف وہی بد بخت داخل ہوگا۔ جس نے جھٹلایا اور منہ موڑا۔ (اللیل: ۱، ۱۴-۱۶)۔'' پس ایسا شخص مشرک ہے اور اللہ نے اسی سلسلے میں یہ نازل فرمایا: ''جب آسمان پھٹ جائے گا۔۔۔۔۔ اور لیکن جس کو نامہ اعمال پیٹھ پیچھے سے دیا گیا۔ تو وہ موت کو پکارے گا۔ اور دوزخ میں داخل ہوگا۔ بے شک وہ اپنے اہل وعیال میں بڑا خوش وخرم تھا۔ بے شک اس نے سمجھ لیا تھا کہ ہرگز نہ لوٹ کر جائے گا، کیوں نہیں۔ (الانشقاق: ۱، ۱۰-۱۵)۔'' پس یہ بھی مشرک ہے اور اللہ نے ایک سورہ میں یہ نازل کیا: ''جب اس میں ایک گروہ ڈالا جائے گا تو ان سے دوزخ کے داروغہ پوچھیں گے کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا۔ وہ کہیں گے ہاں بے شک ہمارے پاس ڈرانے والا آیا تھا پر ہم نے جھٹلا دیا اور کہہ دیا کہ اللہ نے کچھ بھی نازل نہیں کیا۔ (الملک: ۸-۹)۔'' پس یہ بھی مشرکین ہیں اور اللہ نے سورہ الواقعہ میں نازل فرمایا: ''اور اگر وہ جھٹلانے والے گمراہوں میں سے ہے۔ تو کھولتا ہوا پانی مہمانی ہے۔ اور دوزخ میں داخل ہونا ہے۔ (الواقعہ: ۹۲-۹۴)۔'' پس یہ بھی مشرکین مراد ہیں۔

نیز اس نے سورہ الحاقہ میں نازل فرمایا: ''اور جس کا اعمال نامہ اس کے بائیں ہاتھ میں دیا گیا تو کہے گا اے کاش میرا اعمال نامہ نہ ملتا۔ اور میں نہ جانتا کہ میرا حساب کیا ہے۔ کاش وہ (موت) خاتمہ کرنے والی ہوتی۔ میرا مال میرے کچھ کام نہ آیا۔۔۔۔۔ سے لے کر اس کے قول۔۔۔۔۔ بے شک وہ اللہ پر یقین نہیں رکھتا تھا جو عظمت والا ہے۔ (الحاقہ: ۲۵-۳۳)۔'' پس یہ بھی مشرک ہے۔ نیز اسے طسم میں نازل فرمایا: ''اور دوزخ سرکشوں کے لیے ظاہر کی جائے گی۔ اور انہیں کہا جائے گا کہاں ہیں جنہیں تم پوجتے تھے۔ اللہ کے سوا کیا وہ تمہاری مدد کر سکتے ہیں یا بدلہ لے سکتے ہیں۔ پھر وہ اور سب گمراہ اس میں اوندھے ڈال دیے جائیں گے۔ اور شیطان کے سارے لشکروں کو بھی۔ (الشعراء: ۹۱-۹۵)۔'' اور اس کے قول: ''اور ہمیں ان بدکاروں کے سوا کسی نے گمراہ نہیں کیا۔ (الشعراء: ۹۹)۔'' اس سے مراد وہ مشرکین ہیں کہ جن کی انہوں نے پیروری کی۔ یہی لوگ ہیں جنہوں نے ان کے شرک میں ان کی پیروی کی اور یہ سب قوم محمد ﷺ ہیں اور ان میں یہود و نصاریٰ میں کوئی بھی نہیں ہے اور اس کی تصدیق اللہ کا یہ قول کرتا ہے: ان سے پہلے قوم نوح نے جھٹلایا۔ (ص: ۱۲)۔'' ''اصحاب ایکہ (جنگل والوں) نے جھٹلایا۔ (الشعراء: ۱۷۶)۔'' ''قوم لوط نے جھٹلایا۔ (الشعراء: ۱۶۰)۔'' ان میں یہود

نہیں ہیں جنہوں نے کہا: ''عزیز ابن اللہ ہے۔(التوبۃ: ۳۰)۔'' اور نہ اس میں نصاریٰ ہیں جنہوں نے کہا: ''مسیح ابن اللہ ہے۔(ایضا)۔'' ''عنقریب اللہ ان یہود ونصاری کو جہنم میں داخل کرے گا اور ہر قوم اپنے فعل وقول کے مطابق داخل ہوگی۔'' ''اور ہمیں ان بدکاروں کے سوا کسی نے گمراہ نہیں کیا۔(الشعراء: ۹۹)۔'' انھوں نے اپنے راستہ کی طرف بلایا اور خدا ان کے متعلق فرماتا ہے جبکہ وہ جہنم میں جمع ہوں گے: ''ان کے پچھلے پہلوں کے متعلق کہیں گے کہ اے ہمارے رب! ہمیں انہوں نے گمراہ کیا سو تو انہیں آگ کا دگنا عذاب دے۔(الاعراف: ۳۸)۔'' نیز اس کا فرمان ہے: ''جب ایک امت داخل ہوگی تو دوسری پر لعنت کرے گی، یہاں تک کہ جب اس میں سب گر جائیں گے۔(ایضا)۔'' ایک گروہ دوسرے گروہ سے بیزاری کا اظہار کرے گا، بعض بعض کے اوپر لعنت کرے گا، ان کے بعض بعض پر احتجاج کریں گے اور نجات کی امید کریں گے پس وہ اس عظیم (مصیبت) سے بچنا چاہیں گے کو ان پر آن پڑی ہے لیکن اب انتخاب اور امتحان کا وقت گزر چکا ہوگا، اب نہ معذرت قبول ہوگی اور نہ نجات کی کوئی صورت ہوگی۔

یہ آیات اور ان کی مثل آیات جو مکہ میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ جہنم میں صرف مشرک داخل نہیں ہوگا۔ جب اللہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مکہ سے مدینہ کی طرف خروج کی اجازت دی تو اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی: گواہی دینا اس کی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے عبد اور رسول ہیں، نماز کا قائم کرنا، زکوٰۃ دینا، حج کرنا اور ماہ صیام میں روزے رکھنا۔ نیز اس نے آپؐ پر حدود اور فرائض کی تقسیم کو نازل فرمایا اور خبر دی ان گناہوں کی جن پر اللہ نے جہنم کو واجب کیا ہے کہ ان کو انجام دے گا اور قاتل کے متعلق بیان یوں فرمایا: ''اور جو کوئی کسی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے اس کی سزا دوزخ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اس پر اللہ کا غضب اور اس کی لعنت ہے اور اللہ نے اس کے لیے بڑا عذاب تیار کیا ہے۔(النساء: ۹۳)۔'' اور اللہ مومن پر لعنت نہیں فرماتا: ''بے شک اللہ نے کافروں پر لعنت کی ہے اور ان کے لیے دوزخ تیار کر رکھا ہے۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے، نہ کوئی دوست پائیں گے اور نہ کوئی مددگار۔(الاحزاب: ۶۴-۶۵)۔'' اور اللہ کی مشیت میں کیسے ہوسکتا ہے وہ جس کی سزا جہنم، غضب اور لعنت ثابت ہو چکی ہو اور ان لوگوں کے ملعون ہونے کا بیان اس نے اپنی کتاب میں واضح کردیا ہے۔ نیز جس نے ظلم سے یتیم کے مال کو کھایا اس کے لیے یوں نازل فرماتا: ''بے شک جو لوگ یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹ آگ سے بھرتے ہیں، اور عنقریب آگ میں داخل ہوں گے۔(النساء: ۱۰)۔'' یہ اس لیے کہ یتیم کا مال ہڑپ کرنے والا قیامت کے دن پیٹ میں بھڑکتی ہوئی آگ کے ساتھ آئے گا یہاں تک کہ اس کے منہ سے

https://www.shiabookspdf.com

آگ کا شعلہ نکلے گا یہاں تک کہ تمام اہل مجمع اسے پہچان لیں گے کہ وہی یتیم کا مال کھا جانے والا ہے۔
نیز کم تولنے والوں کے لیے یہ نازل فرمایا: ''کم تولنے والوں کے لیے تباہی ہے۔(المطففین:۱)۔'' اور اس نے کسی کو اس وقت تک ویل نہیں کہا جب تک کہ اسے کافر نہیں کہا۔ اللہ فرماتا ہے: ''سو کافروں کے لیے ایک بڑے دن کے آنے سے ویل ہے۔(مریم:۳۷)۔'' اور وعدہ کے بارے میں فرمایا: ''بے شک جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے بدلے حقیر معاوضہ لیتے ہیں آخرت میں ان کا کوئی حصہ نہیں اور ان سے اللہ کلام نہیں کرے گا اور قیامت کے دن ان کی طرف نہ دیکھے گا اور انہیں پاک بھی نہ کرے گا، اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔(آل عمران:۷۷)۔'' اور مخلوق کے لیے حصہ مقرر ہے پس جس کا آخرت میں حصہ نہیں وہ جنت میں کسی چیز کے ساتھ داخل ہوگا؟
نیز مدینہ میں یہ نازل فرمایا: ''بدکار مرد سوائے بدکار عورت یا مشرکہ کے نکاح نہیں کرے گا اور بدکار عورت سے سوائے بدکار مرد یا مشرک کے اور کوئی نکاح نہیں کرے گا، اور ایمان والوں پر یہ حرام کیا گیا ہے۔(النور:۳)۔''
پس اللہ زانی کو مومن نہیں کہتا اور زانیہ کو مومنہ نہیں کہتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اور اہل علم اس میں اختلاف نہیں کرتے کہ آپؐ نے فرمایا: زنا کرنے والا زنا نہیں کرتا اور چور چوری کرتے وقت چوری نہیں کرتا جبکہ وہ حالت ایمان میں ہو کیونکہ جب اس نے ایسا کیا تو اس وقت اس کا ایمان اس سے ایسے الگ ہو جاتا ہے جیسے قمیص الگ ہو جاتی ہے۔
نیز مدینہ میں یہ بھی نازل فرمایا: ''اور جو لوگ پاک دامن عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں اور پھر چار گواہ نہیں لاتے تو انہیں اسی دُرّے مارو اور کبھی ان کی گواہی قبول نہ کرو، اور وہی لوگ نافرمان ہیں۔ مگر جنہوں نے اس کے بعد توبہ کرلی اور درست ہو گئے تو بے شک اللہ بھی بخشنے والا نہایت رحم والا ہے۔(النور:۴-۵)۔'' پس خدا نے اسے اس وقت تک مومن کہلانے سے بری کردیا جب تک وہ بہتان لگانے میں مبتلا تھا۔ اور اللہ فرماتا ہے: ''کیا مومن اس کے برابر ہے جو نافرمان ہو، نہیں برابر ہو سکتے۔(السجدۃ:۱۸)۔'' نیز اللہ نے اسے منافق قرار دیا اور وہ فرماتا ہے: ''یقینا منافقین ہی فاسق ہیں۔(التوبۃ:۶۷)۔'' نیز اللہ نے اسے ابلیس کے دوستوں میں سے قرار دیا اور وہ فرماتا ہے: ''سوائے ابلیس کے (سب نے سجدہ کیا) وہ جنوں میں سے تھا سو اپنے رب کے حکم کی نافرمانی کی۔(الکہف:۵۰)۔'' نیز اسے ملعون قرار دیا تو فرمایا: ''جو لوگ پاک دامنوں بے خبر ایمان والیوں پر تہمت لگاتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت ہے اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے۔ جس دن ان پر ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ پاؤں گواہی دیں گے جو کچھ وہ کیا کرتے تھے۔(النور:۲۳-۲۴)۔'' اور اعضاء مومن

کے خلاف گواہی نہیں دیں گے بلکہ اس کے خلاف گواہی دیں گے جس پر عذاب کا فیصلہ ہو چکا ہو گا پس جہاں تک مومن کا تعلق ہے تو اسے اس کی کتاب اس کے دائیں ہاتھ سے دی جائے گی۔ اللہ فرماتا ہے۔ ''جس کو اس کا اعمال نامہ اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا۔(الحاقہ:۱۹)۔'' ''سو جسے اس کا اعمال نامہ اس کے داہنے ہاتھ میں دیا گیا سو وہ لوگ اپنا اعمال نامہ پڑھیں گے اور وہ تاگے کے برابر ظلم نہیں کیے جائیں گے۔(الاسراء: ۷۱)۔''

اور سورہ النور سورہ النساء کے بعد نازل ہوئی اور اس کی تصدیق اس سے ہوتی جسے اللہ نے سورہ النساء میں نازل کیا ہے: ''اور تمہاری عورتوں میں سے جو کوئی بدکاری کرے ان پر اپنوں میں سے چار مرد گواہ لاؤ، پھر اگر وہ گواہی دے دیں تو ان عورتوں کو گھروں میں بند رکھو یہاں تک کہ انہیں موت آ جائے یا پھر اللہ ان کے لیے کوئی راستہ نکال دے۔(النساء:۱۵)۔'' اور سبیل وہ ہے جس کے بارے میں اللہ نے فرمایا: ''یہ ایک سورت ہے جسے ہم نے نازل کیا ہے اور اس کے احکام ہم نے ہی فرض کیے ہیں اور ہم نے اس میں صاف صاف آیتیں نازل کی ہیں تاکہ تم سمجھو۔ بدکار عورت اور بدکار مرد پس دونوں میں سے ہر ایک کو سو سو دُرّے مارو، اور تمہیں اللہ کے معاملہ میں ان پر ذرا رحم نہ آنا چاہیے اگر تم اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہو، اور ان کی سزا کے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت کو حاضر رہنا چاہیے۔(النور:۱-۲)۔''[1]

بیان:

المحكم ما لا يحتمل غير المعنى المقصود منه و المتشابه بخلافه و لما كان بعض المحكمات مقصور الحكم على الأزمنة السابقة منسوخا بآيات أخرى و نسخها خافيا على أكثر الناس فيزعمون بقاء حكمها صارت متشابه من هذه الجهة و لهذا قال ع فالمنسوخات من المتشابهات و في بعض النسخ من المشتبهات و إنما غير الأسلوب في أختها و قال و المحكمات من الناسخات دون أن يقول و الناسخات من المحكمات لأن المحكم أخص من الناسخ من وجه بخلاف المتشابه فإنه أعم من المنسوخ مطلقا أدخله الله النار و إن كان الذي جاء به النبيون جميعا كان هاهنا تامة يعني و إن كان منه الإقرار بما جاء به النبيون و هو التوحيد و نفي الشرك فقوله أن لا يشرك بالله شيئا بدل من الذي جاء و لم يعذب الله أحدا إلى قوله إلا من أشرك بالرحمن و ذلك لأنهم لم يكلفوا بعد إلا بالشهادتين فحسب و إنما نهوا عن أشياء نهي

[1] بحارالانوار:۲۶/ ۸۵

أدب و عظة و تخفیف ثم نسخ ذلك بالتغليظ فی الکبائر و التواعد عليها و لم یکن التغليظ و التواعد یومئذ إلا فی الشرك خاصة فلما جاء التغليظ و الإيعاد بالنار فی الکبائر ثبت الکفر و العذاب بالمخالفة فيها و البرح الاختيال و التبختر و الحور الرجوع و الغواية الضلال و الکبکبة الرمی فی الهوة من الکب جعل التکریر فی اللفظ دليلا علی التکریر فی المعنی کأنه إذا ألقی فی النار یکب مرة بعد مرة حتی یستقر فی قعر جهنم أعاذنا الله منها و هم قوم محمد ص لعل المراد أن القائلین بهذا القول أعنی قولهم وَ ما أَضَلَّنا إِلَّا الْمُجْرِمُونَ هم مشرکو قوم نبينا ص الذين اتبعوا آباءهم المکذبين للأنبياء بدليل أن الله سبحانه ذکر عقيب ذلك فی مقام التفصيل المکذبين للأنبياء طائفة بعد طائفة و ليس المراد بهم أحدا من اليهود و النصاری الذين صدقوا نبيهم و إنما أشرکوا من جهة أخری و إن کان الفريقان يدخلان النار أيضا فقوله سيدخل الله استدراك لدفع توهم عدم دخولهما النار و عدم دخول غيرهما ممن أساء العمل إذا ادارکوا الحق آخرهم بأولهم و أصله تدارکوا أن يحج بعضا بالحجة و الفلج الظفر و الفوز و الإفلات التخلص و ليس بأوان بلوی يعنی أنهم يطمعون فی غير مطمع و التاء فی و الآلات حين نجاة کما يوجد فی بعض النسخ زائدة أصلها لا و کيف يکون فی المشيئة يعنی کيف يکون أمر القاتل فی مشيئة الله إن شاء عذبه و إن شاء غفر له و الحال أنه قد ألحق به بعد أن جزاه جهنم الغضب و اللعنة المختصين بالکفار

✿ ''المحکم ''وہ ہے جو اپنے معنی مقصود کے غیر کا متحمل نہ ہو اور متشابہ اس کے خلاف ہے جب بعض محکمات کو سابقہ ادوار تک محدود کر دیا تو دوسری آیات کے ذریعہ ان کو منسوخ کر دیا گیا اور منسوخات اکثر لوگوں سے چھپی ہوئی ہیں اس لیے وہ اس پہلو سے متشابہ بن ہو گئیں۔

اس لیئے امام علیہ السلام نے فرمایا:

فَالْمَنْسُوخَاتُ مِنَ الْمُتَشَابِهَاتِ

پس منسوخات متشابھات میں سے ہیں۔

بعض نسخوں میں ''من المشبّھات'' آیا ہے، بیشک اس کے اسلوب کو اس کی اخوات میں بدلا گیا۔

آپ نے بیان کیا کہ محکمات ناسخات میں سے ہیں نہ یہ کہ آپ نے یہ کہا ہو کہ ناسخات متشابھات میں سے ہیں کیونکہ محکم ایک جہت سے ناسخ سے خاص ہے اور یہ بات متشابہ کے خلاف ہے کیونکہ متشابہ منسوخ سے عام

https://www.shiabookspdf.com

ہے اللہ تعالیٰ نے اسے آگ میں داخل کیا اور اگر تمام انبیاء علیہم السلام اسی کے ساتھ آئے تو وہ یہاں مکمل طور پر موجود ہوگا مطلب یہ کہ خواہ اس کی طرف سے اس بات کا اقرار کیا جائے جو انبیاء لائے ہیں جو توحید اور شرک کی نفی ہے۔

اس کا یہ کہنا کہ ''أن لا یشرك باللہ شیئا '' وہ خدا کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں کرتا ہے، اس کے بدلے جو آیا ہے وہ یہ ہے کہ ''الذی جاء و لم یعذب اللہ أحدا '' اور خدا نے اس کے کہنے پر کسی کو سزا نہیں دی سوائے رحمن کے ساتھ شریک کرنے والوں کے۔ اس لیے کہ ان پر ابھی تک ان دو شہادتوں کے علاوہ کسی چیز کا الزام نہیں لگایا گیا ہے، بلکہ انہوں نے حرام چیزوں کو حرام قرار دیا ہے شائستگی، نصیحت اور تخفیف سے، پھر کبیرہ گناہوں میں سخت ہونے اور ان کی نصیحت کرنے سے اسے منسوخ کر دیا اور اس وقت کی نصیحتیں خاص طور پر شرک کی صورت میں تھیں۔ جب کبیرہ گناہوں میں سختی اور آگ کی دھمکیاں آگئیں تو ان کی مخالفت پر کفر و سزا قائم ہوگئی اور مذاق تکبر و تکبر تھا اور مال لوٹ رہے تھے اور دھوکہ گمراہی تھا اور پاتال میں پھینکنا بہتان تھا۔ اس نے الفاظ میں تکریر کو معنی میں تکریر کا ثبوت بنایا، گویا اسے آگ میں ڈالا جاتا ہے، اسے وقتاً فوقتاً ڈالا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ جہنم کی تہہ میں آباد ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں جہنم کے عذاب سے بچائے۔ آمین۔

''وهم قوم محمد'' میری مراد ان لوگوں سے یہ ہے کہ جو اس قول کے قائل تھے:

وَمَآ اَضَلَّنَآ اِلَّا الْمُجْرِمُوْنَ:

اور ہمیں تو ان مجرموں نے گمراہ کیا ہے۔ (سورہ الشعراء آیہ ۹۹)۔''

ان سے مراد ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قوم تھی جو شرک تھی اور وہ لوگ اپنے آباؤاجداد کی پیروی کرتے تھے اور وہ انبیاء کرام علیہ السلام کو جھٹلاتے تھے۔ انبیاء کے لیے ثبوت کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ نے تفصیل کے ساتھ اس کے بعد کے واقعات کا ذکر کیا ہے، انبیاء کے منکر گروہ در گروہ ہیں، اور ان کا مقصد یہود و نصاریٰ میں سے کسی کے لیے نہیں جو اپنے نبی کو مانتے ہیں، بلکہ ان کے لیے دوسرے پہلو سے متعلقہ شراکت دار، چاہے دونوں گروہ بھی آگ میں داخل ہوں۔

ان کا یہ قول کہ ''اللہ تعالیٰ اس بدگمانی کو دور کرنے کے لیے ایک علاج داخل کرے گا کہ وہ آگ میں داخل نہیں ہوں گے، اور وہ لوگ جنہوں نے ظلم کیا ہے وہ داخل نہیں ہوں گے۔'' اگر وہ ان میں سے آخری کا حق ان میں سے پہلے کے حق میں جان لیں اور اس کی اصل، وہ دلیل اور ثلج، فتح اور فرار کے ساتھ ایک دوسرے کو ملا دیں

https://www.shiabookspdf.com

گے۔ جب نجات جیسا کہ کچھ نسخوں میں پایا جاتا ہے، اپنی اصل میں بے کار ہیں اور یہ وصیت میں کیسے ہے، معنی قاتل کا معاملہ اللہ کی مرضی میں کیسا ہے اگر وہ چاہے گا تو اسے سزا دے گا اور اگر چاہے گا تو اسے معاف کر دے گا۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے [۱]

4/1711 الکافی، ۱/۵/۲،۸/۲ یُونُسُ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ نُعْمَانَ الرَّازِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ يَقُولُ: مَنْ زَنَى خَرَجَ مِنَ الْإِيمَانِ وَ مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ خَرَجَ مِنَ الْإِيمَانِ وَ مَنْ أَفْطَرَ يَوْماً مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ مُتَعَمِّداً خَرَجَ مِنَ الْإِيمَانِ.

نعمان الرازی سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ فرمارہے تھے: جو زنا کرتا ہے وہ ایمان سے خارج ہوجاتا ہے اور جو شراب نوشی کرتا ہے وہ بھی ایمان سے خارج ہوجاتا ہے اور جو شخص جان بوجھ کر ماہ رمضان کا ایک روزہ (نہ رکھے یا) توڑے تو وہ بھی ایمان سے خارج ہے۔ [۲]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے۔ [۳]

5/1712 الکافی، ۱/۲۱/۲۸۴/۲ الثلاثة عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَكِيمٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ اَلْكَبَائِرُ تُخْرِجُ مِنَ الْإِيمَانِ فَقَالَ نَعَمْ وَ مَا دُونَ الْكَبَائِرِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ لاَ يَزْنِي الزَّانِي وَ هُوَ مُؤْمِنٌ وَ لاَ يَسْرِقُ السَّارِقُ وَ هُوَ مُؤْمِنٌ.

محمد بن حکیم سے روایت ہے کہ میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے عرض کیا: کیا کبائر (کبیرہ گناہ) کا ارتکاب ایمان سے خارج کردیتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں بلکہ کبائر سے کم بھی خارج کردیتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: زانی مومن ہوتے ہوئے زنا نہیں کرتا اور چور مومن ہوتے ہوئے چوری نہیں کرتا۔ [۴]

---

[۱] مراۃ العقول: ۷/ ۲۰۵

[۲] ارشاد القلوب: ۱/ ۱۷۶؛ وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۳۲۲؛ بحار الانوار: ۶۶/ ۱۹۷

[۳] مراۃ العقول: ۱۰/ ۱۵

[۴] وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۳۲۵؛ بحار الانوار: ۶۶/ ۶۳

بیان:

یعنی وما دون الکبائر أیضا یخرج من الإیمان ویستفاد منه أن الزنا والسرقة

❂ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو گناہ کبیرہ نہیں ہوتے وہ بھی ایمان سے خارج کردیتے ہیں اور اس معنی کی تحقیق ان شآء اللہ ''باب تأئید المؤمن بروح الایمان'' میں بیان کی جائے گی۔

تحقیق اسناد:

حدیث حسن علی الظاہر ہے اور اسے مجہول بھی شمار کیا گیا ہے کیونکہ محمد بن حکیم ممدوح اور مجہول کے درمیان مشترک ہے ور میرے (یعنی علامہ مجلسی کے) نزدیک ان دونوں میں ایک مجہول ہے اور خثعمی ممدوح ہے جبکہ ساباطی امام کاظم علیہ السلام سے نہیں ملا ہے [1] یا پھر حدیث صحیح ہے [2] یا پھر حدیث معتبر ہے [3] اور میرے نزدیک حدیث حسن کالصحیح ہے کیونکہ سند میں محمد بن حکیم خثعمی ہی ہے اور وہ ممدوح ہے [4] نیز یہ کہ اس سے ابن ابی عمیر روایت کررہا ہے اور اس پر اجماع ہے کہ وہ سوائے ثقہ کے کسی سے روایت نہیں کرتا۔ (واللہ علم)

6/1713 الکافی، ۲/۲۸۵/۲۲/۲۲ الثلاثة عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَلزَّيَّاتِ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ زُرَارَةَ قَالَ: دَخَلَ اِبْنُ قَيْسٍ اَلْمَاصِرِ وَ عَمْرُو بْنُ ذَرٍّ وَ أَظُنُّ مَعَهُمَا أَبُو حَنِيفَةَ عَلَى أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَتَكَلَّمَ اِبْنُ قَيْسٍ اَلْمَاصِرِ فَقَالَ إِنَّا لاَ نُخْرِجُ أَهْلَ دَعْوَتِنَا وَ أَهْلَ مِلَّتِنَا مِنَ اَلْإِيمَانِ فِي اَلْمَعَاصِي وَ اَلذُّنُوبِ قَالَ فَقَالَ لَهُ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَا اِبْنَ قَيْسٍ أَمَّا رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَقَدْ قَالَ لاَ يَزْنِي اَلزَّانِي وَ هُوَ مُؤْمِنٌ وَ لاَ يَسْرِقُ اَلسَّارِقُ وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَاذْهَبْ أَنْتَ وَ أَصْحَابُكَ حَيْثُ شِئْتَ.

ترجمہ: عبید بن زرارہ سے روایت ہے کہ ابن قیس الماصر اور عمرو بن ذر اور شاید ان کے ساتھ ابوحنیفہ بھی تھے۔ یہ امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ابن قیس الماصر نے عرض کیا: ہم اہل ملت و دعوت (یعنی مسلمانوں) کو خدا کی نافرمانیوں اور گناہوں کی وجہ سے ایمان سے خارج قرار نہیں دیتے؟

امام محمد باقر علیہ السلام نے اس سے فرمایا: اے ابن قیس! لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو فرمایا ہے کہ زانی زنا

---

[1] مراۃ العقول: ۱۰/ ۴۴

[2] مصباح المنہاج: (الاجتہاد والتقلید): ۲۶۰

[3] المنہاج مجلۃ اسلامیہ شہر ودی: ۵۱/ ۵۱

[4] المفید من معجم رجال الحدیث: ۵۲۱

نہیں کرتا جبکہ مومن ہو اور چور چوری نہیں کرتا جبکہ مومن ہو۔ پس تم اور تیرے ساتھی جدھر جانا چاہتے ہو جاو۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے [2] یا پھر معتبر ہے [3] اور میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ علی بن زیات ثقہ ہے اور یہ علی بن عطیہ الزیات ہے لیکن اگر کوئی دوسرا بھی ہو تو بھی ابن ابی عمیر اس سے روایت کر رہا ہے جو اس کے ثقہ ہونے کی دلیل ہے۔ (واللہ اعلم)

7/1714 الکافی، ۱/۲۲/۲۸۵/۲ علی عن العبیدی عَنْ یُونُسَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سِنَانٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَنِ اَلرَّجُلِ يَرْتَكِبُ اَلْكَبِيرَةَ مِنَ اَلْكَبَائِرِ فَيَمُوتُ هَلْ يُخْرِجُهُ ذَلِكَ مِنَ اَلْإِسْلاَمِ وَ إِنْ عُذِّبَ كَانَ عَذَابُهُ كَعَذَابِ اَلْمُشْرِكِينَ أَمْ لَهُ مُدَّةٌ وَ اِنْقِطَاعٌ فَقَالَ مَنِ اِرْتَكَبَ كَبِيرَةً مِنَ اَلْكَبَائِرِ فَزَعَمَ أَنَّهَا حَلاَلٌ أَخْرَجَهُ ذَلِكَ مِنَ اَلْإِسْلاَمِ وَ عُذِّبَ أَشَدَّ اَلْعَذَابِ وَ إِنْ كَانَ مُعْتَرِفاً أَنَّهُ أَذْنَبَ وَ مَاتَ عَلَيْهِ أَخْرَجَهُ مِنَ اَلْإِيمَانِ وَ لَمْ يُخْرِجْهُ مِنَ اَلْإِسْلاَمِ وَ كَانَ عَذَابُهُ أَهْوَنَ مِنْ عَذَابِ اَلْأَوَّلِ.

عبداللہ بن سنان سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا: وہ بندہ جو گناہان کبیرہ میں سے کسی کا ارتکاب کرے اور مر جائے تو کیا وہ اسلام سے خارج ہو جائے گا؟ اور اگر اس کو عذاب ہو گا تو کیا مشرکین کی طرح ہو گا یا کوئی مدت کا ہو گا یا منقطع ہونے والا ہو گا؟

آپؑ نے فرمایا: اگر وہ گناہان کبیرہ میں سے کسی کو انجام دے اور گمان کرے کہ یہ حلال ہے تو وہ اسلام سے خارج ہے اور اس کو سخت ترین عذاب ہو گا اور اگر وہ اعتراف کرتا ہے کہ یہ گناہ ہے اور اسی (عقیدے پر) مر جاتا ہے تو وہ ایمان سے خارج ہو جائے گا لیکن اسلام سے خارج نہیں ہو گا اور اس کا عذاب پہلے والے عذاب سے کم ہو گا۔ [4]

---

[1] بحار الانوار: ۶۶/ ۹۳؛ تفسیر الصراط المستقیم بروجردی: ۳/ ۲۱؛ مسند الامام الباقرؑ: ۲/ ۲۶۶

[2] مراۃ العقول: ۱۰/ ۳۵

[3] المنہاج مجلۃ اسلامیہ شاہرودی: ۵۱/ ۵۱

[4] وسائل الشیعہ: ۱/ ۳۳؛ الفصول المہمہ: ۱/ ۶۳۵؛ بحار الانوار: ۶۵/ ۲۹۹ و ۷۹/ ۲۱۷؛ ھدایۃ الامہ: ۱/ ۳۷

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے [1]

8/1715 الکافی ۲/۲۸۰/۱۰/۱ علی عن الاثنین عن أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ: أنه قِيلَ لَهُ أَ رَأَيْتَ اَلْمُرْتَكِبَ لِلْكَبِيرَةِ يَمُوتُ عَلَيْهَا أَ تُخْرِجُهُ مِنَ اَلْإِيمَانِ وَ إِنْ عُذِّبَ بِهَا فَيَكُونُ عَذَابُهُ كَعَذَابِ اَلْمُشْرِكِينَ أَوْ لَهُ اِنْقِطَاعٌ قَالَ يَخْرُجُ مِنَ اَلْإِسْلاَمِ إِذَا زَعَمَ أَنَّهَا حَلاَلٌ وَ لِذَلِكَ يُعَذَّبُ أَشَدَّ اَلْعَذَابِ وَ إِنْ كَانَ مُعْتَرِفاً بِأَنَّهَا كَبِيرَةٌ وَ هِيَ عَلَيْهِ حَرَامٌ وَ أَنَّهُ يُعَذَّبُ عَلَيْهَا وَ أَنَّهَا غَيْرُ حَلاَلٍ فَإِنَّهُ مُعَذَّبٌ عَلَيْهَا وَ هُوَ أَهْوَنُ عَذَاباً مِنَ اَلْأَوَّلِ وَ يُخْرِجُهُ مِنَ اَلْإِيمَانِ وَ لاَ يُخْرِجُهُ مِنَ اَلْإِسْلاَمِ ۔

الاثنین سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا گیا: آپؑ اس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جوان گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرتا ہے اور اسی حالت میں مرجاتا ہے تو کیا وہ ایمان سے خارج ہو جائے گا؟ اور اگر اس کو عذاب دیا جائے گا تو کیا مشرکوں والا ہوگا یا منقطع ہو جائے گا؟

آپؑ نے فرمایا: اگر وہ حلال سمجھ کر انجام دیتا ہے تو اسلام سے خارج ہو جائے گا اور اس کو اسی وجہ سے سخت ترین عذاب ہوگا اور اگر وہ اعتراف کرتا ہے کہ یہ کبیرہ (گناہ) ہے اور وہ اس پر اسے عذاب ہوگا کیونکہ یہ اس پر حلال نہیں تھا لہذا اس پر اس کو عذاب ہوگا مگر اس کا یہ عذاب پہلے والے عذاب سے کم ہوگا اور وہ ایمان سے بھی خارج ہو جائے گا مگر اسلام سے خارج نہیں ہوگا۔ [2]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف علی المشہور ہے [3] یا پھر حدیث کی سند موثق ہے [4] اور میرے نزدیک بھی حدیث موثق ہے کیونکہ مسعدہ تفسیر قمی کا روای اور ثقہ ہے مگر غیر امامی ہے [5] (واللہ اعلم)

---

[1] مراۃ العقول: ۱۰/ ۳۵؛ کتاب الزکاۃ منتظری: ۱/ ۱۸؛ الموسوعۃ الفقہیہ المیسرۃ: ۶/ ۲۰۳؛ المساجد واحکامھا فی الشریعہ ساعدی: ۲۹۷؛ القواعد الفقہیہ بجنوردی: ۵/ ۳۶۹؛ تعالیق مبسوطہ: ۵/ ۱۰؛ دلیل العروۃ: ۱/ ۳۳۶؛ بلغۃ الفقیہ: ۳/ ۲۰۰؛ فقہ الصادق: ۳/ ۳۳۹؛ کتاب الطہارۃ اراکی: ۱/ ۵۲۴؛ موسوعہ البرغانی: ۳/ ۲۹؛ کتاب الطہارۃ انصاری: ۵/ ۱۳۵؛ مجمع الفوائد منتظری: ۳۸۳؛ التکفیر من منظار رضوانی: ۱/ ۲۷؛ الضرورات الدینیہ: ۱۰۳؛ بحوث فی القواعد الفقہیہ: ۱/ ۳۲۷؛ القواعد الاصولیہ محسنی ۲۰۵؛ مہذب الاحکام: ۱/ ۳۷۳؛ الحدائق الناضرۃ: ۶/ ۱۷

[2] وسائل الشیعہ: ۱/ ۳۳؛ بحار الانوار: ۶۵/ ۲۶۰

[3] مراۃ العقول: ۱۰/ ۴۳

[4] سند العروۃ (الطہارۃ): ۲/ ۱۱۲؛ کتاب الزکاۃ منتظری: ۱/ ۱۷؛ مجمع الفوائد منتظری: ۳۸۲

[5] المفید من معجم رجال الحدیث: ۶۰۱

https://www.shiabookspdf.com

۸۔باب ان الایمان مبثوث فی الجوارح

باب: یہ کہ ایمان اعضاء میں پوشیدہ ہے

1/1716 الکافی،۲/۳۳/۱/۱ عَلِیٌّ عَنْ أَبِیهِ عَنْ بَکْرِ بْنِ صَالِحٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ بُرَیْدٍ عَنْ أَبِی عَمْرٍو الزُّبَیْرِیِّ عَنْ أَبِی عَبْدِ اللَّهِ عَلَیْهِ السَّلاَمُ قَالَ: قُلْتُ لَهُ أَیُّهَا الْعَالِمُ أَخْبِرْنِی أَیُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ عِنْدَ اللَّهِ قَالَ مَا لاَ یَقْبَلُ اللَّهُ شَیْئاً إِلاَّ بِهِ قُلْتُ وَ مَا هُوَ قَالَ الْإِیمَانُ بِاللَّهِ الَّذِی لاَ إِلَهَ إِلاَّ هُوَ أَعْلَی الْأَعْمَالِ دَرَجَةً وَ أَشْرَفُهَا مَنْزِلَةً وَ أَسْنَاهَا حَظّاً قَالَ قُلْتُ أَلاَ تُخْبِرُنِی عَنِ الْإِیمَانِ أَ قَوْلٌ هُوَ وَ عَمَلٌ أَمْ قَوْلٌ بِلاَ عَمَلٍ فَقَالَ الْإِیمَانُ عَمَلٌ کُلُّهُ وَ الْقَوْلُ بَعْضُ ذَلِکَ الْعَمَلِ بِفَرْضٍ مِنَ اللَّهِ بَیَّنَ فِی کِتَابِهِ وَاضِحٍ نُورُهُ ثَابِتَةٍ حُجَّتُهُ یَشْهَدُ لَهُ بِهِ الْکِتَابُ وَ یَدْعُوهُ إِلَیْهِ قَالَ قُلْتُ صِفْهُ لِی جُعِلْتُ فِدَاکَ حَتَّی أَفْهَمَهُ قَالَ الْإِیمَانُ حَالاَتٌ وَ دَرَجَاتٌ وَ طَبَقَاتٌ وَ مَنَازِلُ فَمِنْهُ التَّامُّ الْمُنْتَهَی تَمَامُهُ وَ مِنْهُ النَّاقِصُ الْبَیِّنُ نُقْصَانُهُ وَ مِنْهُ الرَّاجِحُ الزَّائِدُ رُجْحَانُهُ قُلْتُ إِنَّ الْإِیمَانَ لَیَتِمُّ وَ یَنْقُصُ وَ یَزِیدُ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ کَیْفَ ذَلِکَ قَالَ لِأَنَّ اللَّهَ تَبَارَکَ وَ تَعَالَی فَرَضَ الْإِیمَانَ عَلَی جَوَارِحِ ابْنِ آدَمَ وَ قَسَّمَهُ عَلَیْهَا وَ فَرَّقَهُ فِیهَا فَلَیْسَ مِنْ جَوَارِحِهِ جَارِحَةٌ إِلاَّ وَ قَدْ وُکِّلَتْ مِنَ الْإِیمَانِ بِغَیْرِ مَا وُکِّلَتْ بِهِ أُخْتُهَا فَمِنْهَا قَلْبُهُ الَّذِی بِهِ یَعْقِلُ وَ یَفْقَهُ وَ یَفْهَمُ وَ هُوَ أَمِیرُ بَدَنِهِ الَّذِی لاَ تَرِدُ الْجَوَارِحُ وَ لاَ تَصْدُرُ إِلاَّ عَنْ رَأْیِهِ وَ أَمْرِهِ وَ مِنْهَا عَیْنَاهُ اللَّتَانِ یُبْصِرُ بِهِمَا وَ أُذُنَاهُ اللَّتَانِ یَسْمَعُ بِهِمَا وَ یَدَاهُ اللَّتَانِ یَبْطِشُ بِهِمَا وَ رِجْلاَهُ اللَّتَانِ یَمْشِی بِهِمَا وَ فَرْجُهُ الَّذِی الْبَاهُ مِنْ قِبَلِهِ وَ لِسَانُهُ الَّذِی یَنْطِقُ بِهِ وَ رَأْسُهُ الَّذِی فِیهِ وَجْهُهُ فَلَیْسَ مِنْ هَذِهِ جَارِحَةٌ إِلاَّ وَ قَدْ وُکِّلَتْ مِنَ الْإِیمَانِ بِغَیْرِ مَا وُکِّلَتْ بِهِ أُخْتُهَا بِفَرْضٍ مِنَ اللَّهِ تَبَارَکَ اسْمُهُ یَنْطِقُ بِهِ الْکِتَابُ لَهَا وَ یَشْهَدُ بِهِ عَلَیْهَا فَفَرَضَ عَلَی الْقَلْبِ غَیْرَ مَا فَرَضَ عَلَی السَّمْعِ وَ فَرَضَ عَلَی السَّمْعِ غَیْرَ مَا فَرَضَ عَلَی الْعَیْنَیْنِ وَ فَرَضَ عَلَی الْعَیْنَیْنِ غَیْرَ مَا فَرَضَ عَلَی اللِّسَانِ وَ فَرَضَ عَلَی اللِّسَانِ غَیْرَ مَا فَرَضَ عَلَی الْیَدَیْنِ وَ فَرَضَ عَلَی الْیَدَیْنِ غَیْرَ مَا فَرَضَ عَلَی الرِّجْلَیْنِ وَ فَرَضَ عَلَی الرِّجْلَیْنِ غَیْرَ مَا فَرَضَ عَلَی الْفَرْجِ وَ فَرَضَ عَلَی الْفَرْجِ غَیْرَ مَا فَرَضَ عَلَی الْوَجْهِ فَأَمَّا مَا فَرَضَ عَلَی الْقَلْبِ مِنَ الْإِیمَانِ فَالْإِقْرَارُ وَ الْمَعْرِفَةُ وَ الْعَقْدُ وَ الرِّضَا وَ

https://www.shiabookspdf.com

اَلتَّسْلِيمُ بِأَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اَللَّهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ إِلَهاً وَاحِداً لَمْ يَتَّخِذْ (صَاحِبَةً وَلاَ وَلَداً) وَ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَ رَسُولُهُ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ اَلْإِقْرَارُ بِمَا جَاءَ مِنْ عِنْدِ اَللَّهِ مِنْ نَبِيٍّ أَوْ كِتَابٍ فَذَلِكَ مَا فَرَضَ اَللَّهُ عَلَى اَلْقَلْبِ مِنَ اَلْإِقْرَارِ وَ اَلْمَعْرِفَةِ وَ هُوَ عَمَلُهُ وَ هُوَ قَوْلُ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (إِلاَّ مَنْ أُكْرِهَ وَ قَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ وَ لٰكِنْ مَنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْراً) وَ قَالَ (أَلاَ بِذِكْرِ اَللَّهِ تَطْمَئِنُّ اَلْقُلُوبُ) وَ قَالَ اَلَّذِينَ آمَنُوا بِأَفْوَاهِهِمْ وَ لَمْ تُؤْمِنْ قُلُوبُهُمْ وَ قَالَ (إِنْ تُبْدُوا مَا فِي أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اَللَّهُ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَشَاءُ وَ يُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ) فَذَلِكَ مَا فَرَضَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ عَلَى اَلْقَلْبِ مِنَ اَلْإِقْرَارِ وَ اَلْمَعْرِفَةِ وَ هُوَ عَمَلُهُ وَ هُوَ رَأْسُ اَلْإِيمَانِ وَ فَرَضَ اَللَّهُ عَلَى اَللِّسَانِ اَلْقَوْلَ وَ اَلتَّعْبِيرَ عَنِ اَلْقَلْبِ بِمَا عَقَدَ عَلَيْهِ وَ أَقَرَّ بِهِ قَالَ اَللَّهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى: (وَ قُولُوا لِلنَّاسِ حُسْناً) وَ قَالَ: (وَ قُولُوا آمَنَّا بِالَّذِي أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَ أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ وَ إِلٰهُنَا وَ إِلٰهُكُمْ وَاحِدٌ وَ نَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ) فَهَذَا مَا فَرَضَ اَللَّهُ عَلَى اَللِّسَانِ وَ هُوَ عَمَلُهُ وَ فَرَضَ عَلَى اَلسَّمْعِ أَنْ يَتَنَزَّهَ عَنِ اَلاِسْتِمَاعِ إِلَى مَا حَرَّمَ اَللَّهُ وَ أَنْ يُعْرِضَ عَمَّا لاَ يَحِلُّ لَهُ مِمَّا نَهَى اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ عَنْهُ وَ اَلْإِصْغَاءِ إِلَى مَا أَسْخَطَ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ فَقَالَ فِي ذَلِكَ (وَ قَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي اَلْكِتَابِ أَنْ إِذَا سَمِعْتُمْ آيَاتِ اَللَّهِ يُكْفَرُ بِهَا وَ يُسْتَهْزَأُ بِهَا فَلاَ تَقْعُدُوا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ) ثُمَّ اِسْتَثْنَى اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ مَوْضِعَ اَلنِّسْيَانِ فَقَالَ (وَ إِمّٰا يُنْسِيَنَّكَ اَلشَّيْطٰانُ فَلاٰ تَقْعُدْ بَعْدَ اَلذِّكْرىٰ مَعَ اَلْقَوْمِ اَلظّٰالِمِينَ) وَ قَالَ (فَبَشِّرْ عِبٰادِ اَلَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ اَلْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ أُولٰئِكَ اَلَّذِينَ هَدٰاهُمُ اَللّٰهُ وَ أُولٰئِكَ هُمْ أُولُوا اَلْأَلْبٰابِ) وَ قَالَ عَزَّ وَ جَلَّ (قَدْ أَفْلَحَ اَلْمُؤْمِنُونَ اَلَّذِينَ هُمْ فِي صَلاٰتِهِمْ خٰاشِعُونَ وَ اَلَّذِينَ هُمْ عَنِ اَللَّغْوِ مُعْرِضُونَ وَ اَلَّذِينَ هُمْ لِلزَّكٰاةِ فٰاعِلُونَ) وَ قَالَ (وَ إِذٰا سَمِعُوا اَللَّغْوَ أَعْرَضُوا عَنْهُ وَ قٰالُوا لَنٰا أَعْمٰالُنٰا وَ لَكُمْ أَعْمٰالُكُمْ) وَ قَالَ (وَ إِذٰا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرٰاماً) فَهَذَا مَا فَرَضَ اَللَّهُ عَلَى اَلسَّمْعِ مِنَ اَلْإِيمَانِ أَنْ لاَ يُصْغِيَ إِلَى مَا لاَ يَحِلُّ لَهُ وَ هُوَ عَمَلُهُ وَ هُوَ مِنَ اَلْإِيمَانِ وَ فَرَضَ عَلَى اَلْبَصَرِ أَنْ لاَ يَنْظُرَ إِلَى مَا حَرَّمَ اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ أَنْ يُعْرِضَ عَمَّا نَهَى اَللَّهُ عَنْهُ مِمَّا لاَ يَحِلُّ لَهُ وَ هُوَ عَمَلُهُ وَ هُوَ مِنَ اَلْإِيمَانِ فَقَالَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى: (قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصٰارِهِمْ وَ يَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ) فَنَهَاهُمْ أَنْ يَنْظُرُوا إِلَى عَوْرَاتِهِمْ وَ أَنْ يَنْظُرَ اَلْمَرْءُ إِلَى فَرْجِ أَخِيهِ وَ يَحْفَظَ فَرْجَهُ أَنْ يُنْظَرَ إِلَيْهِ وَ قَالَ (وَ

https://www.shiabookspdf.com

قُلْ لِلْمُؤْمِنٰاتِ) يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصٰارِهِنَّ وَ يَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ) مِنْ أَنْ تَنْظُرَ إِحْدَاهُنَّ إِلَى
فَرْجِ أُخْتِهَا وَ تَحْفَظَ فَرْجَهَا مِنْ أَنْ يُنْظَرَ إِلَيْهَا وَ قَالَ كُلُّ شَيْءٍ فِي اَلْقُرْآنِ مِنْ حِفْظِ اَلْفَرْجِ فَهُوَ
مِنَ اَلزِّنَا إِلاَّ هٰذِهِ اَلْآيَةَ فَإِنَّهَا مِنَ اَلنَّظَرِ ثُمَّ نَظَمَ مَا فَرَضَ عَلَى اَلْقَلْبِ وَ اَللِّسَانِ وَ اَلسَّمْعِ وَ
اَلْبَصَرِ فِي آيَةٍ أُخْرَى فَقَالَ (وَ مٰا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُونَ أَنْ يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَ لاٰ أَبْصٰارُكُمْ وَ
لاٰ جُلُودُكُمْ) يَعْنِي بِالْجُلُودِ اَلْفُرُوجَ وَ اَلْأَفْخَاذَ وَ قَالَ (وَ لاٰ تَقْفُ مٰا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنَّ
اَلسَّمْعَ وَ اَلْبَصَرَ وَ اَلْفُؤٰادَ كُلُّ أُولٰئِكَ كٰانَ عَنْهُ مَسْؤُلاً) فَهٰذَا مَا فَرَضَ اَللَّهُ عَلَى اَلْعَيْنَيْنِ مِنْ
غَضِّ اَلْبَصَرِ عَمَّا حَرَّمَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ وَ هُوَ عَمَلُهُمَا وَ هُوَ مِنَ اَلْإِيمَانِ وَ فَرَضَ اَللَّهُ عَلَى اَلْيَدَيْنِ أَنْ
لاَ يَبْطِشَ بِهِمَا إِلَى مٰا حَرَّمَ اَللَّهُ وَ أَنْ يَبْطِشَ بِهِمَا إِلَى مٰا أَمَرَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ وَ فَرَضَ عَلَيْهِمٰا مِنَ
اَلصَّدَقَةِ وَ صِلَةِ اَلرَّحِمِ وَ اَلْجِهَادِ فِي سَبِيلِ اَللَّهِ وَ اَلطَّهُورِ لِلصَّلاَةِ فَقَالَ: (يٰا أَيُّهَا اَلَّذِينَ آمَنُوا إِذٰا
قُمْتُمْ إِلَى اَلصَّلاٰةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَ أَيْدِيَكُمْ إِلَى اَلْمَرٰافِقِ وَ اِمْسَحُوا بِرُؤُسِكُمْ وَ أَرْجُلَكُمْ
إِلَى اَلْكَعْبَيْنِ) وَ قَالَ (فَإِذٰا لَقِيتُمُ اَلَّذِينَ كَفَرُوا فَضَرْبَ اَلرِّقٰابِ حَتّٰى إِذٰا أَثْخَنْتُمُوهُمْ
فَشُدُّوا اَلْوَثٰاقَ فَإِمّٰا مَنًّا بَعْدُ وَ إِمّٰا فِدٰاءً حَتّٰى تَضَعَ اَلْحَرْبُ أَوْزٰارَهٰا) ۔فَهٰذَا مَا فَرَضَ اَللَّهُ عَلَى
اَلْيَدَيْنِ لِأَنَّ اَلضَّرْبَ مِنْ عِلاَجِهِمَا وَ فَرَضَ عَلَى اَلرِّجْلَيْنِ أَنْ لاَ يَمْشِيَ بِهِمَا إِلَى شَيْءٍ مِنْ
مَعَاصِي اَللَّهِ وَ فَرَضَ عَلَيْهِمَا اَلْمَشْيَ إِلَى مَا يُرْضِي اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ فَقَالَ (وَ لاٰ تَمْشِ فِي اَلْأَرْضِ
مَرَحاً إِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ اَلْأَرْضَ وَ لَنْ تَبْلُغَ اَلْجِبٰالَ طُولاً) وَ قَالَ (وَ اِقْصِدْ فِي مَشْيِكَ وَ اُغْضُضْ
مِنْ صَوْتِكَ إِنَّ أَنْكَرَ اَلْأَصْوٰاتِ لَصَوْتُ اَلْحَمِيرِ) وَ قَالَ فِيمَا شَهِدَتِ اَلْأَيْدِي وَ اَلْأَرْجُلُ عَلَى
أَنْفُسِهِمٰا وَ عَلَى أَرْبَابِهِمَا مِنْ تَضْيِيعِهِمٰا لِمٰا أَمَرَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ بِهِ وَ فَرَضَهُ عَلَيْهِمَا (اَلْيَوْمَ
نَخْتِمُ عَلىٰ أَفْوٰاهِهِمْ وَ تُكَلِّمُنٰا أَيْدِيهِمْ وَ تَشْهَدُ أَرْجُلُهُمْ بِمٰا كٰانُوا يَكْسِبُونَ) فَهٰذَا أَيْضاً مِمَّا
فَرَضَ اَللَّهُ عَلَى اَلْيَدَيْنِ وَ عَلَى اَلرِّجْلَيْنِ وَ هُوَ عَمَلُهُمَا وَ هُوَ مِنَ اَلْإِيمَانِ وَ فَرَضَ عَلَى اَلْوَجْهِ
اَلسُّجُودَ لَهُ بِاللَّيْلِ وَ اَلنَّهَارِ فِي مَوَاقِيتِ اَلصَّلاَةِ فَقَالَ (يٰا أَيُّهَا اَلَّذِينَ آمَنُوا) اِرْكَعُوا وَ اُسْجُدُوا
وَ اُعْبُدُوا رَبَّكُمْ وَ اِفْعَلُوا اَلْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ) فَهٰذِهِ فَرِيضَةٌ جَامِعَةٌ عَلَى اَلْوَجْهِ وَ اَلْيَدَيْنِ وَ
اَلرِّجْلَيْنِ وَ قَالَ فِي مَوْضِعٍ آخَرَ (وَ أَنَّ اَلْمَسٰاجِدَ لِلّٰهِ فَلاٰ تَدْعُوا مَعَ اَللّٰهِ أَحَداً) وَ قَالَ فِيمَا فَرَضَ
عَلَى اَلْجَوَارِحِ مِنَ اَلطَّهُورِ وَ اَلصَّلاَةِ بِهَا وَ ذٰلِكَ أَنَّ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ لَمَّا صَرَفَ نَبِيَّهُ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ

وَ آلِهِ إِلَى ٱلْكَعْبَةِ عَنِ ٱلْبَيْتِ ٱلْمَقْدِسِ فَأَنْزَلَ ٱللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ: (وَمٰا كٰانَ ٱللّٰهُ لِيُضِيعَ إِيمٰانَكُمْ إِنَّ ٱللّٰهَ بِٱلنّٰاسِ لَرَؤُفٌ رَحِيمٌ) فَسَمَّى ٱلصَّلاَةَ إِيمَاناً فَمَنْ لَقِيَ ٱللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ حَافِظاً لِجَوَارِحِهِ مُوفِياً كُلَّ جَارِحَةٍ مِنْ جَوَارِحِهِ مَا فَرَضَ ٱللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ عَلَيْهَا لَقِيَ ٱللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ مُسْتَكْمِلاً لِإِيمَانِهِ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ ٱلْجَنَّةِ وَمَنْ خَانَ فِي شَيْءٍ مِنْهَا أَوْ تَعَدَّى مَا أَمَرَ ٱللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيهَا لَقِيَ ٱللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ نَاقِصَ ٱلْإِيمَانِ قُلْتُ قَدْ فَهِمْتُ نُقْصَانَ ٱلْإِيمَانِ وَ تَمَامَهُ فَمِنْ أَيْنَ جَاءَتْ زِيَادَتُهُ فَقَالَ قَوْلُ ٱللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (وَإِذٰا مٰا أُنْزِلَتْ سُورَةٌ فَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ أَيُّكُمْ زٰادَتْهُ هٰذِهِ إِيمٰاناً فَأَمَّا ٱلَّذِينَ آمَنُوا فَزٰادَتْهُمْ إِيمٰاناً وَ هُمْ يَسْتَبْشِرُونَ ۝ وَ أَمَّا ٱلَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ فَزٰادَتْهُمْ رِجْساً إِلَى رِجْسِهِمْ) وَ قَالَ (نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَأَهُمْ بِالْحَقِّ إِنَّهُمْ فِتْيَةٌ آمَنُوا بِرَبِّهِمْ وَ زِدْنٰاهُمْ هُدىً) وَلَوْ كَانَ كُلُّهُ وَاحِداً لاَ زِيَادَةَ فِيهِ وَلاَ نُقْصَانَ لَمْ يَكُنْ لِأَحَدٍ مِنْهُمْ فَضْلٌ عَلَى ٱلْآخَرِ وَلاَسْتَوَتِ ٱلنِّعَمُ فِيهِ وَلاَسْتَوَى ٱلنَّاسُ وَبَطَلَ ٱلتَّفْضِيلُ وَلَكِنْ بِتَمَامِ ٱلْإِيمَانِ دَخَلَ ٱلْمُؤْمِنُونَ ٱلْجَنَّةَ وَبِٱلزِّيَادَةِ فِي ٱلْإِيمَانِ تَفَاضَلَ ٱلْمُؤْمِنُونَ بِٱلدَّرَجَاتِ عِنْدَ ٱللَّهِ وَبِٱلنُّقْصَانِ دَخَلَ ٱلْمُفَرِّطُونَ ٱلنَّارَ.

ابوعمرو زبیری سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: اے عالم! مجھے خبر دیجیے کہ وہ کون سا عمل ہے جو اللہ کے ہاں سب سے افضل ہے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ کہ جس کے بغیر کوئی عمل قبول نہیں ہوتا۔

میں نے عرض کیا: وہ کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ اللہ پر ایمان لانا ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ سب اعمال سے اعلیٰ درجہ پر ہے اور ہر عمل سے منزلت و مقام سے اشرف ہے اور نصیب میں سب سے بلند ہے۔

میں نے عرض کیا: آپؑ بتائیں ایمان قول اور عمل کا نام ہے یا فقط قول کا نام ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ایمان کامل عمل کا نام ہے اور قول عمل کا ایک جزء ہے جو اللہ نے فرض کیا ہے۔ اس کو اپنی کتاب میں واضح انداز میں بیان کیا ہے، اس کا نُور واضح ہے اور اس کی دلیل و حجت ثابت ہے تا کہ کتاب اس کی گواہی اور اس کی طرف دعوت دے۔

میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہوں! اس کو میرے لیے واضح کر کے بیان فرما دیں تا کہ میں اس کو سمجھ جاؤں

اور اس کا فہم حاصل کر لوں۔

آپؑ نے فرمایا: ایمان کے مختلف حالات، درجات، طبقات اور منازل ہیں۔ پس اس میں ایک تام ہے جس پر اس کے تمام کی انتہا ہوتی ہے، اس سے ایک ناقص ہے جس کا نقص واضح ہے اور ایک درجہ راجح کا کہ جس کا رجحان زیادہ ہے۔

میں نے عرض کیا: کیا ایمان تام، ناقص، کم اور زیادہ بھی ہوتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں۔

میں نے عرض کیا: یہ کیسے؟

آپؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ایمان کو فرزند آدم علیہ السلام کے تمام اعضاء پر فرض کیا ہے اور اس کو تمام اعضاء پر تقسیم کر دیا ہے۔ انسان کے اعضاء و جوارح میں سے کوئی عضو ایسا نہیں ہے مگر یہ کہ اس پر ایمان کا وہ حصہ قرار دیا گیا ہے جو اس کے غیر پر نہیں قرار دیا گیا۔ انسان کا سب سے عمدہ عضو اور جارحہ دل ہے جن سے انسان تعقل کر کے تفقہ و فہم حاصل کرتا ہے۔ یہ سارا بدن اس کا اسیر ہے کہ جس کو جوارح رد نہیں کرتے اور کوئی اس کی رائے کے بغیر عمل انجام نہیں دیتا اور سارے اس کے امر کے تابع ہیں اور اس کے اعضاء میں سے دو آنکھیں ہیں جن سے وہ دیکھتا ہے اور اس کے دو کان ہیں جن سے وہ سنتا ہے، دو ہاتھ ہیں جن سے وہ گرفت کرتا ہے، دو پاؤں ہیں جن سے وہ چلتا ہے، اس کی شرمگاہ ہے جس سے جماع کرتا ہے جو اس کی شرمگاہ کی طرف سے ہے، اس کی زبان ہے جس سے وہ بولتا ہے اور اس کا سر ہے جس کے ساتھ اس کا چہرہ ہے۔ پس ان اعضاء و جوارح میں سے کوئی نہیں ہے مگر یہ کہ اس کے ذمہ ایمان کا کوئی نہ کوئی حصہ ہے کہ جو حصہ اس کے دوسرے ساتھی پر نہیں ہے۔ اس کو اللہ تعالیٰ نے اسی پر فرض کیا ہے اور کتاب خدا اس کو بیان کرتی ہے اور اس پر گواہی دیتی ہے۔ پس اللہ نے دل پر وہ واجب کیا ہے جو کانوں پر واجب نہیں کیا اور جو کانوں پر فرض کیا ہے وہ دل اور آنکھوں پر فرض نہیں کیا اور جو اس نے آنکھوں پر فرض کیا ہے وہ زبان پر فرض نہیں ہے اور جو اس نے زبان پر فرض کیا ہے وہ ہاتھوں پر فرض نہیں اور جو ہاتھوں پر فرض کیا ہے وہ دونوں قدموں پر فرض نہیں کیا اور جو اس نے دونوں قدموں پر فرض کیا ہے وہ شرم گاہ پر فرض نہیں ہے اور جو شرم گاہ پر فرض کیا ہے وہ چہرے پر فرض نہیں ہے۔ پس جو دل پر ایمان کا حصہ فرض کیا ہے، وہ اقرار، معرفت، محبت، رضا اور تسلیم ہے اور وہ یہ گواہی دینا ہے کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، وہ وحدہ لاشریک ہے، وہ یکتا ہے، اس کا کوئی بچہ نہیں اور نہ کوئی اس کی ہمسر ہے اور نہ اس کا کوئی ساتھی ہے اور حضرت محمدؐ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور اللہ کی طرف سے جو کچھ آیا ہے خواہ وہ نبی ہو یا کوئی کتاب، سب کا اقرار کرنا

https://www.shiabookspdf.com

ہے۔ پس یہ وہ ہے جو اقرار اور معرفت میں سے اللہ نے دل پر فرض کیا ہے اور یہی اس کا عمل ہے اور اسی بارے اللہ کا یہ قول ہے: ''مگر وہ جو مجبور کیا گیا ہو اور اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو اور لیکن وہ جو دل کھول کر منکر ہوا۔(النحل:۱۰۶)۔''نیز فرمایا: ''آگاہ ہو جاو اللہ کے ذکر سے دلوں کو اطمینان ہوتا ہے۔(الرعد:۲۸)۔''نیز فرمایا: ''وہ لوگ جو اپنے منہ سے کہتے ہیں کہ ہم مومن ہیں حالانکہ ان کے دل مومن نہیں ہیں۔(المائدۃ:۴۱)۔'' نیز فرمایا: ''تم اپنے دلوں کی باتوں کو ظاہر کرو یا پوشیدہ رکھو، اللہ تم سے حساب لے گا۔ پھر وہ جسے چاہے گا معاف کردے اور جسے چاہے عذاب دے۔(البقرۃ:۲۸۴)۔''پس یہ وہ ہے جو اللہ نے اقرار و معرفت سے دل پر ایمان کا حصہ فرض کیا ہے اور یہی اس کا عمل ہے اور یہ اصل ایمان ہے اور ایمان کا سر ہے۔

اور اللہ نے زبان پر قول کو فرض کیا ہے اور قلب میں جو عقیدہ ہے اس کو بیان کرنا اور اقرار کرنا ہے چنانچہ وہ فرماتا ہے: ''لوگوں سے احسن انداز میں بات کرو۔(البقرۃ:۸۳)۔''نیز فرمایا: ''اور کہہ دو ہم اللہ پر ایمان لائے اور جو کچھ ہماری طرف نازل ہوا اور جو کچھ تمہاری طرف نازل ہوا اس پر ایمان لائے، ہمارا اور تمہارا معبود ایک ہے اور ہم اس کے فرماں بردار ہیں۔(العنکبوت:۴۶)۔''پس یہ وہ ہے جو زبان پر فرض کیا گیا ہے اور یہی اس کا عمل ہے۔

کانوں پر فرض ہے کہ جس کا سننا اللہ نے حرام قرار دیا ہے اس کے سننے سے پرہیز کریں اور جو اس کے لیے جائز نہیں اور جس سے نہی کی گئی ہے اس کے سننے سے بچیں اور جو خدا کے غضب و ناراضگی کا باعث ہو اس سے اپنے آپ کو بند رکھیں اور اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ''اور تحقیق اللہ نے تم پر کتاب میں نازل کیا ہے جہاں کہیں تم سن رہے ہو کہ اللہ کی آیات کا انکار کیا جارہا ہے اور ان کا مذاق اُڑایا جارہا ہے تو تم ان کے ساتھ نہ بیٹھا کرو جب تک وہ کسی بات میں نہ لگ جائیں۔(النساء:۱۴۰)۔''اس کے بعد نسیان اور بھول چوک کا استثناء کردیا ہے اور فرمایا: ''اگر شیطان آپ کو بھلا دے تو یاد آنے پر آپ ظالموں کے ساتھ نہ بیٹھیں۔(الانعام:۶۸)۔''

نیز فرمایا: ''پس آپ میرے ان بندوں کو بشارت دے دیں جو بات سنتے ہیں اور اس میں سے جو بہتر ہو اس کی پیروی کرتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن کو اللہ نے ہدایت دی ہے اور یہ ہی عقل مند ہیں۔(الزمر:۱۷۔۱۸)۔''نیز فرمایا: ''وہ ایمان والے کامیاب ہوں گے جو اپنی نماز میں خشوع کرتے ہیں اور جو لغویات سے پرہیز کرتے ہیں اور جو زکوۃ ادا کرتے ہیں۔(المومنون:۱:۴)۔''نیز فرمایا: ''جب وہ بیہودہ بات سنتے ہیں تو اس سے منہ موڑ لیتے ہیں اور کہتے ہیں: ہمارے اعمال ہمارے لیے اور تمہارے اعمال تمہارے لیے۔(القصص:۵۵)۔''نیز

فرمایا: ''اور جب بیہودہ باتوں سے ان کا گزر ہوتا ہے تو وہ شریفانہ انداز میں گزر جاتے ہیں۔(الفرقان: ۷۲)۔'' پس یہ سب کانوں پر فرض کیا گیا ہے۔لہذا اس کے لیے جائز نہیں ہے کہ حرام کردہ کو غور سے سنیں۔یہ ایمان کا حصہ کانوں پر فرض ہے اور یہی ان کا عمل ہے۔

اور آنکھوں پر جو فرض ہے کہ جن کی طرف دیکھنا اللہ نے حرام قرار دیا ہے ان کی طرف نہ دیکھیں اور جن سے اللہ نے روکا ہے ان سے رُوگردانی کریں۔یہ ان پر فرض ہے اور یہی ان کا عمل ہے اور یہ ایمان کا وہ حصہ ہے جو ان پر فرض کیا گیا ہے۔اللہ تعالی نے فرمایا: ''آپ مومنین سے کہہ دیں کہ اپنی آنکھوں کو بند رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں۔(النور:۳۰)۔''

پس مومنین کو روکا گیا ہے کہ وہ دوسرں کی شرمگاہوں کی طرف اور اپنے بھائی کی شرمگاہ کی طرف نظر کریں۔نیز وہ حفاظت کریں کہ کوئی ان کی شرمگاہ کو دیکھے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: قرآن میں جہاں حفاظت فرج کا ذکر ہے وہ زنا کے سلسلے میں ہے سوائے اس آیت کے کہ یہ نظر سے متعلق ہے اور خدا نے مجموعی طور پر دل زبان اور کان اور آنکھ کے فرض کا ذکر ایک دوسری میں کر دیا ہے۔ وہ فرماتا ہے: ''اور تم اپنے کانوں اور آنکھوں اور چمڑوں کی اپنے اوپر گواہی دینے سے پردہ نہ کرتے تھے۔(فصلت:۲۲)۔'' یعنی جلود سے مراد شرمگاہیں اور رانیں ہیں۔نیز فرمایا: ''اور جس بات کی تجھے خبر نہیں اس کے پیچھے نہ پڑ، بے شک کان اور آنکھ اور دل ہر ایک سے باز پرس ہوگی۔(الاسراء:۳۶)۔'' پس یہ ہے جو اللہ نے آنکھوں پر فرض کیا ہے کہ وہ حرام چیزوں سے بند رہیں، یہ ان دونوں کا عمل ہے اور یہ ان کا عمل ایمان کا وہ حصہ ہے جو ان پر فرض ہے۔

اور جو اللہ نے دونوں ہاتھوں پر فرض کیا ہے کہ جو اللہ نے حرام کیا ہے یہ دونوں اس کی طرف نہ بڑھیں بلکہ ان کی طرف بڑھیں جو ان کے لیے اللہ نے حلال کیا ہے اور دونوں پر فرض ہے کہ وہ صدقہ دیں، جہاد کریں، اللہ کی راہ میں صلہ رحمی کریں اور نماز کے لیے طہارت کریں جیسا کہ اللہ نے فرمایا: ''اے ایمان والو! جب تم نماز کے لیے آمادہ ہو، تو اپنے چہروں کو اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھولیا کرو۔نیز اپنے سروں کا مسح کرو اور اپنے قدموں کا ٹخنوں تک مسح کرو۔(المائدہ:۶)۔'' نیز فرمایا: ''پس جب کفار سے تمہارا سامنا ہو تو ان کی گردنیں مارو یہاں تک کہ جب انہیں خوب قتل کر چکو تو (بچنے والوں کو) مضبوطی سے قید کر لو۔اس کے بعد ان پر احسان رکھ کر یا فدیہ لے کر چھوڑ دو تا وقتیکہ لڑائی تھم جائے۔(محمد:۴)۔'' پس یہ وہ ہے جو اللہ نے ہاتھوں پر فرض کیا ہے کیوں کہ مار پیٹ کی ہاتھوں کو مشق ہوتی ہے۔

اور جو قدموں پر فرض ہے وہ یہ ہے کہ حرام کی طرف چل کر نہ جائیں۔ ان پر فرض ہے کہ اس طرح چل کر جائیں جو خدا کی خوشنودی ہو۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اور زمین پر اکڑ کر نہ چلو بلاشبہ تم نہ زمین کو پھاڑ سکتے ہو اور نہ ہی بلندی کے لحاظ سے پہاڑوں تک پہنچ سکتے ہو۔ (الاسراء: ۳۷)'' نیز فرمایا: ''اور اپنی چال میں اعتدال رکھو اور اپنی آواز کو نیچی رکھو، یقیناً سب آوازوں سے بری آواز گدھے کی ہے۔ (لقمان: ۱۸)۔''

پھر آپؑ نے فرمایا: جیسا کہ ہاتھ پاؤں اپنے خلاف اور اپنے مالکوں کے خلاف گواہی دے رہے ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ نے جو حکم دیا اور ان پر فرض کیا، اس نے اس سے غفلت برتی ہے۔ ''آج ہم ان کے منہ پر مہر لگا دیں گے اور ان کے ہاتھ ہم سے بولیں گے اور ان کے پاوں گواہی دیں گے اس کے بارے میں جو وہ کرتے رہے ہیں۔ (یٰسین: ۶۵)۔'' پس یہ وہ ہے جو اللہ نے ہاتھوں اور قدموں پر فرض کیا ہے اور یہی ان کے عمل ہیں اور یہی ان کا ایمان ہے۔

اور چہرے پر دن و رات میں نمازوں کے اوقات میں سجدہ کرنا فرض کیا گیا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اے ایمان والو! رکوع کرو، سجدہ کرو اور اپنے ربّ کی عبادت کرو۔ نیز نیک اعمال انجام دو اس طرح تم فلاح پاو گے۔ (الحج: ۷۷)۔'' پس یہ وہ فریضہ ہے جو ہاتھوں، چہرہ اور قدموں پر مشترکہ قرار دیا گیا ہے۔ نیز ایک دوسرے مقام پر فرماتا ہے: ''اور یہ مساجد اللہ کے لیے ہیں لہٰذا اللہ کے ساتھ کسی کو نہ پکارو۔ (الجن: ۱۸)۔''

آپؑ نے فرمایا: اللہ نے اعضاء پر نماز کے لئے طہارت اور نماز کو فرض قرار دیا ہے۔ یہ اس طرح کہ جب خدا نے اپنے نبیؐ کو بیت المقدس سے کعبہ کی طرف رخ پھیرنے کا حکم دیا تو یہ آیت نازل کی: ''اور اللہ تمہارے ایمان کو ضائع نہیں کرے گا۔ اللہ لوگوں کے لیے مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔ (البقرۃ: ۱۴۳)۔'' پس اللہ نے اس آیت میں نماز کو ایمان کا نام دیا ہے تو جو بندہ اللہ سے اس حالت میں ملاقات کرے گا کہ وہ اپنے جوارح کی حفاظت کرنے والا ہے اور اپنے تمام جوارح سے اس کو پورا کرنے والا ہے جو ان پر اللہ نے فرض کیا ہے تو وہ اس حالت میں اللہ سے ملاقات کرنے والا ہوگا کہ جس کا ایمان کامل ہوگا اور وہ اہلِ جنت میں سے شمار ہوگا اور جو خیانت کرے گا اور جو اللہ نے اس کو حکم دیا ہے ان میں تجاوز کرنے والا ہوگا وہ اللہ سے اس سے حالت میں ملاقات کرے گا کہ اس کا ایمان ناقص ہوگا۔

میں نے عرض کیا: میں ایمان کا کامل ہونا اور ناقص ہونا سمجھ گیا ہوں۔ پس اس کی زیادتی پر کون سی دلیل ہے؟ آپؑ نے فرمایا: ''اور جب کوئی سورت نازل ہوتی ہے تو ان میں سے کچھ لوگ (ازراہِ تمسخر) کہتے ہیں: اس

https://www.shiabookspdf.com

سورت نے تم میں سے کس کے ایمان میں اضافہ کیا ہے۔ ایمان والوں کے ایمان میں تو اُس نے اضافہ ہی کیا ہے اور وہ خوش حال ہیں اور جن کے دلوں میں مرض ہے ان کی نجاست وخباثت میں اور اضافہ ہوا ہے۔(التوبہ: ۱۲۴۔ ۱۲۵)۔" نیز فرمایا: "ہم آپ کو ان کا حقیقی واقعہ سناتے ہیں، وہ کئی جوان تھے جو اپنے ربّ پر ایمان لے آئے تھے اور ہم نے ان کو مزید ہدایت دی۔ (الکہف: ۱۳)۔"

پھر آپؑ نے فرمایا: اگر سب میں ایمان ایک جیسا ہوتا اور اس میں کمی وزیادتی ممکن نہ ہوتی تو پھر مومنین میں سے کوئی بھی دوسرے پر فضیلت نہ رکھتا اور سب میں نعمات برابر ہوتیں، سب انسان برابر ہوتے اور تفضیل باطل ہو جاتی لیکن ایمان میں اضافے کے ساتھ ہی مومنین خدا کی بارگاہ میں درجات حاصل کریں گے اور کمی کے ساتھ ہی غافل آگ میں داخل ہوں گے۔ ①

بیان:

واضح نوره صفة للفرض و كذا ثابتة حجته يشهد له أي لكونه عملا أو للعامل به أي بذلك الفرض و يدعوه إليه أي يدعو العامل إلى ذلك الفرض أثخنتموهم قتلتم أكثرهم و أوهنتموهم و ضعفتموهم حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا أثقالها يعني تنتهي و العلاج المزاولة

اس کا نور واجب کی صفت کے طور پر واضح ہے اسی طرح اس کی حجت بھی قائم ہے اور اس کی حجت اس کے فعل ہونے یا اس کے مطابق عمل کرنے والے کے لیے یعنی اس فرض سے اور دعوت دینے کے لیے ثابت ہے۔ اسے اس کی طرف یعنی وہ کارکن کو اس ذمہ داری کی طرف بلاتا ہے۔

اس کی واضح روشنی فرض کی خصوصیت ہے اور اسی طرح اس کا ثبوت بھی قائم ہے، یہ اس کی گواہی دیتا ہے، یعنی اس لیے کہ یہ عمل ہے یا اس کو انجام دینے والے کے لیے، یعنی اس فرض کی طرف سے اور اسے اس کی طرف بلاتا ہے۔ یعنی اس کو اس فرض کی طرف بلاتا ہے، کیا تم نے ان پر ظلم کیا ہے، ان میں سے اکثر کو قتل کیا ہے، ان کو کمزور کیا ہے، اور ان کو کمزور کیا ہے۔

"حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا" یہاں تک کہ جنگ اپنا بوجھ اتار دے، یعنی ختم ہو جائے اور اس کا علاج عمل ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف علی المشہور ہے لیکن دیگر اخبار اس کی تائید میں موجود ہیں۔ ② لیکن میرے نزدیک

① تفسیر البرہان: ۲/ ۱۷۱؛ بحارالانوار: ۶۶/ ۲۳؛ مسند الامام الصادق: ۵/ ۱۳۹؛ نہج السعادۃ: ۷/ ۹۶؛ الانوار النعمانیہ: ۲/ ۲۱۷؛ دعائم الاسلام: ۱/ ۳؛ مستدرک الوسائل: ۱۱/ ۳۹ ح ۱۲۶۶۲؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۲/ ۲۷۳

② مرآۃ العقول: ۷/ ۲۱۳

حدیث حسن ہے کیونکہ ابی عمرو الزبیری تفسیر قمی کا راوی ہے۔[1] اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ الزبیری نہیں بلکہ زبیدی ہے اور یہی پرانے نسخوں میں ہے اور تفسیر قمی کی روایت میں ہونے کی وجہ سے اُس کا ثقہ ہونا بعید نہیں ہے۔[2] اور بکر بن صالح بھی تفسیر قمی کا راوی ہے۔[3] (واللہ اعلم)۔

2/1717 الكافی، ۱/۷/۳۸/۲ بعض أصحابنا عن علی بن العباس عن علی بن میسر عن حماد بن عمرو النصیبی قال سأل رجل العالم ع فقال أیها العالم أخبرنی فی الحدیث إلی قوله و أن محمدا عبده و رسوله بأدنی اختصار و تفاوت.

حماد بن عمرو نصیبی سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عالم (یعنی امام موسیٰ کاظم علیہ السلام) سے عرض کیا: اے عالم علیہ السلام! مجھے خبر دیجیے۔۔۔آگے حدیث: و أن محمدا عبده و رسوله۔ تک بفرق الفاظ اسی جیسی ہے۔[4]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف علی المشہور ہے۔[5] لیکن میرے نزدیک سند مجہول ہے۔(واللہ اعلم)

3/1718 الكافی، ۱/۲/۳۷/۲ العدة عن البرقی و محمد عن ابن عیسی جمیعا عن محمد بن خالد البرقی عن النضر عن یحیی الحلبی عَنْ عُبَيْدِ ٱللَّهِ بْنِ ٱلْحَسَنِ عَنِ ٱلْحَسَنِ بْنِ هَارُونَ قَالَ قَالَ لِی أَبُو عَبْدِ ٱللَّهِ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ : ﴿إِنَّ ٱلسَّمْعَ وَ ٱلْبَصَرَ وَ ٱلْفُؤٰادَ كُلُّ أُولٰئِكَ كٰانَ عَنْهُ مَسْؤُلاً﴾ قَالَ يُسْأَلُ ٱلسَّمْعُ عَمَّا سَمِعَ وَ ٱلْبَصَرُ عَمَّا نَظَرَ إِلَيْهِ وَ ٱلْفُؤٰادُ عَمَّا عَقَدَ عَلَيْهِ.

حسن بن ہارون سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: ''یہ یقینی بات ہے کہ کان، آنکھ اور دل سب سے سوال کیا جائے گا۔(الاسراء:۳۶)۔'' آپؑ نے فرمایا: کان سے اس کے بارے میں پوچھا جائے گا جو اس نے سنا، آنکھ سے اس کے بارے میں پوچھا جائے گا جو اس نے دیکھا اور دل سے اس کے بارے میں سوال کیا جائے گا جس پر اس نے عقیدہ قائم کیا ہے۔[6]

---

[1] تفسیر القمی:۱/ ۳۲

[2] المفید من معجم رجال الحدیث:۱۵۷

[3] تفسیر القمی:۱/ ۳۲؛ بحار الانوار:۶۹/ ۹۲

[4] نہج السعادۃ:۷/ ۹۸؛ موسوعۃ العدل الالٰہی حیدری:۱/ ۳۵۶

[5] مرآۃ العقول:۷/ ۲۳۷

[6] وسائل الشیعہ:۱۵/ ۱۶۷؛ بحار الانوار:۶۶/ ۲۲؛ تفسیر نور الثقلین:۳/ ۱۶۵؛ تفسیر کنز الدقائق:۷/ ۴۰۹؛ مشکاۃ الانوار:۲۵۵؛ دلائل الامامۃ:۲۹۰ ح ۲۴۶؛ مسند الامام الصادق:۵/ ۱۳۱

https://www.shiabookspdf.com

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے[①] لیکن یہ مضمون دیگر کئی صحیح احادیث میں موجود ہے۔(واللہ اعلم)۔

۹۔باب السبق الی الایمان

باب:ایمان کی طرف سبقت

1/1719 الکافی ۱/۱/۴۰/۲ عَلِيٌّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ بَكْرِ بْنِ صَالِحٍ عَنِ اَلْقَاسِمِ بْنِ بُرَيْدٍ عَنْ أَبُو عَمْرٍو اَلزُّبَيْرِيُّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: قُلْتُ لَهُ إِنَّ لِلْإِيمَانِ دَرَجَاتٍ وَ مَنَازِلَ يَتَفَاضَلُ اَلْمُؤْمِنُونَ فِيهَا عِنْدَ اَللَّهِ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ صِفْهُ لِي رَحِمَكَ اَللَّهُ حَتَّى أَفْهَمَهُ قَالَ إِنَّ اَللَّهَ سَبَّقَ بَيْنَ اَلْمُؤْمِنِينَ كَمَا يُسَبَّقُ بَيْنَ اَلْخَيْلِ يَوْمَ اَلرِّهَانِ ثُمَّ فَضَّلَهُمْ عَلَى دَرَجَاتِهِمْ فِي اَلسَّبْقِ إِلَيْهِ فَجَعَلَ كُلَّ اِمْرِئٍ مِنْهُمْ عَلَى دَرَجَةِ سَبْقِهِ لاَ يَنْقُصُهُ فِيهَا مِنْ حَقِّهِ وَ لاَ يَتَقَدَّمُ مَسْبُوقٌ سَابِقاً وَ لاَ مَفْضُولٌ فَاضِلاً تَفَاضَلَ بِذَلِكَ أَوَائِلُ هَذِهِ اَلْأُمَّةِ وَ أَوَاخِرُهَا وَ لَوْ لَمْ يَكُنْ لِلسَّابِقِ إِلَى اَلْإِيمَانِ فَضْلٌ عَلَى اَلْمَسْبُوقِ إِذاً لَلَحِقَ آخِرُ هَذِهِ اَلْأُمَّةِ أَوَّلَهَا نَعَمْ وَ لَتَقَدَّمُوهُمْ إِذَا لَمْ يَكُنْ لِمَنْ سَبَقَ إِلَى اَلْإِيمَانِ اَلْفَضْلُ عَلَى مَنْ أَبْطَأَ عَنْهُ وَ لَكِنْ بِدَرَجَاتِ اَلْإِيمَانِ قَدَّمَ اَللَّهُ اَلسَّابِقِينَ وَ بِالْإِبْطَاءِ عَنِ اَلْإِيمَانِ أَخَّرَ اَللَّهُ اَلْمُقَصِّرِينَ لِأَنَّا نَجِدُ مِنَ اَلْمُؤْمِنِينَ مِنَ اَلْآخِرِينَ مَنْ هُوَ أَكْثَرُ عَمَلاً مِنَ اَلْأَوَّلِينَ وَ أَكْثَرُهُمْ صَلاَةً وَ صَوْماً وَ حَجّاً وَ زَكَاةً وَ جِهَاداً وَ إِنْفَاقاً وَ لَوْ لَمْ يَكُنْ سَوَابِقُ يَفْضُلُ بِهَا اَلْمُؤْمِنُونَ بَعْضُهُمْ بَعْضاً عِنْدَ اَللَّهِ لَكَانَ اَلْآخِرُونَ بِكَثْرَةِ اَلْعَمَلِ مُقَدَّمِينَ عَلَى اَلْأَوَّلِينَ وَ لَكِنْ أَبَى اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ أَنْ يُدْرِكَ آخِرُ دَرَجَاتِ اَلْإِيمَانِ أَوَّلَهَا وَ يُقَدَّمَ فِيهَا مَنْ أَخَّرَ اَللَّهُ أَوْ يُؤَخَّرَ فِيهَا مَنْ قَدَّمَ اَللَّهُ قُلْتُ أَخْبِرْنِي عَمَّا نَدَبَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ اَلْمُؤْمِنِينَ إِلَيْهِ مِنَ اَلاِسْتِبَاقِ إِلَى اَلْإِيمَانِ فَقَالَ قَوْلُ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (سَابِقُوا إِلىٰ مَغْفِرَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ وَ جَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ اَلسَّمٰاءِ وَ اَلْأَرْضِ أُعِدَّتْ لِلَّذِينَ آمَنُوا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهِ) وَ قَالَ (اَلسّٰابِقُونَ اَلسّٰابِقُونَ ۔ أُولٰئِكَ اَلْمُقَرَّبُونَ) وَ قَالَ (وَ اَلسّٰابِقُونَ اَلْأَوَّلُونَ مِنَ اَلْمُهٰاجِرِينَ وَ

[①] مرآۃ العقول: ۷/ ۲۴۲

اَلْأَنْصَارِ وَ اَلَّذِينَ اِتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اَللَّهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوا عَنْهُ) فَبَدَأَ بِالْمُهَاجِرِينَ اَلْأَوَّلِينَ عَلَى دَرَجَةِ سَبْقِهِمْ ثُمَّ ثَنَّى بِالْأَنْصَارِ ثُمَّ ثَلَّثَ بِالتَّابِعِينَ لَهُمْ بِإِحْسَانٍ فَوَضَعَ كُلَّ قَوْمٍ عَلَى قَدْرِ دَرَجَاتِهِمْ وَ مَنَازِلِهِمْ عِنْدَهُ ثُمَّ ذَكَرَ مَا فَضَّلَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ بِهِ أَوْلِيَاءَهُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ فَقَالَ عَزَّ وَجَلَّ (تِلْكَ اَلرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ مِنْهُمْ مَنْ كَلَّمَ اَللَّهُ وَ رَفَعَ بَعْضَهُمْ) فَوْقَ بَعْضٍ (دَرَجَاتٍ) إِلَى آخِرِ اَلْآيَةِ وَ قَالَ (وَ لَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ اَلنَّبِيِّينَ عَلَى بَعْضٍ) وَ قَالَ (اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ وَلَلْآخِرَةُ أَكْبَرُ دَرَجَاتٍ وَ أَكْبَرُ تَفْضِيلاً) وَ قَالَ (هُمْ دَرَجَاتٌ عِنْدَ اَللَّهِ) وَ قَالَ (وَ يُؤْتِ كُلَّ ذِي فَضْلٍ فَضْلَهُ) وَ قَالَ (اَلَّذِينَ آمَنُوا وَ هَاجَرُوا وَ جَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اَللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَ أَنْفُسِهِمْ أَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اَللَّهِ) وَ قَالَ (فَضَّلَ اَللَّهُ اَلْمُجَاهِدِينَ عَلَى اَلْقَاعِدِينَ أَجْراً عَظِيماً دَرَجَاتٍ مِنْهُ وَ مَغْفِرَةً وَ رَحْمَةً) وَ قَالَ (لاَ يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ اَلْفَتْحِ وَ قَاتَلَ أُولٰئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِنَ اَلَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدُ وَ قَاتَلُوا) وَ قَالَ (يَرْفَعِ اَللَّهُ اَلَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَ اَلَّذِينَ أُوتُوا اَلْعِلْمَ دَرَجَاتٍ) وَ قَالَ (ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ لاَ يُصِيبُهُمْ ظَمَأٌ وَ لاَ نَصَبٌ وَ لاَ مَخْمَصَةٌ فِي سَبِيلِ اَللَّهِ وَ لاَ يَطَؤُنَ مَوْطِئاً يَغِيظُ اَلْكُفَّارَ وَ لاَ يَنَالُونَ مِنْ عَدُوٍّ نَيْلاً إِلاَّ كُتِبَ لَهُمْ بِهِ عَمَلٌ صَالِحٌ) وَ قَالَ (وَ مَا تُقَدِّمُوا لِأَنْفُسِكُمْ مِنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِنْدَ اَللَّهِ) وَ قَالَ (فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْراً يَرَهُ وَ مَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرّاً يَرَهُ) فَهٰذَا ذِكْرُ دَرَجَاتِ اَلْإِيمَانِ وَ مَنَازِلِهِ عِنْدَ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ.

ابوعمرو زبیری سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: کیا ایمان کے درجات اور اس کی مختلف منازل ہیں جن کی وجہ سے مومنین کو ایک دوسرے پر خدا کی بارگاہ فضیلت حاصل ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں۔

میں نے عرض کیا: خدا آپؑ پر رحم فرمائے! اس کو میرے لیے بیان کریں تا کہ میں اس کو سمجھ سکوں۔

آپؑ نے فرمایا: خدا نے مومنین کے درمیان ایمان کے میدان میں مقابلہ قرار دیا ہے جیسا کہ دوڑ کے میدان میں گھوڑوں کے درمیان مسابقہ کروایا جاتا ہے اور پھر اس درجات کے اعتبار سے مومنین کو وہ فضیلت عطاء کرتا ہے۔ اس کے بعد اس نے جیتنے کے لیے بہترین کارکردگی کا مظاہرہ کرنے والوں کو ڈگریاں دی ہیں۔ وہاں ہر مقابلہ کرنے والے کے لیے اس نے ایک درجہ مقرر کیا ہے اور ہر ایک کو بالکل اسی حد تک (انعام) ملتا ہے جو اس

https://www.shiabookspdf.com

نے حاصل کیا ہے۔ پیچھے رہ جانے والے ان لوگوں سے آگے نہیں بڑھتے جو آگے بڑھے ہیں اور دوسروں پر سبقت لے گئے ہیں۔ یہی حال اس قوم کی تاریخ کے ابتدائی دور میں رہنے والوں اور بعد میں رہنے والوں کا تھا۔ اگر ایمان میں آگے بڑھنے والوں کے لیے پیچھے والوں پر کوئی امتیاز نہ ہوتا تو اس قوم کا آخری حصہ اس قوم کے ابتدائی دور کے لوگوں سے مل سکتا تھا۔ ہاں ان کے تقدم کی یہ صورت ہو سکتی ہے کہ ایمان کی طرف سبقت کرنے والوں کو پیچھے رہ جانے والوں پر کوئی فضیلت نہ ہو لیکن ایمان کے درجات کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ نے آگے بڑھنے والوں کو ترجیح دی ہے اور ایمان میں سست رفتاری کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ایمان میں کوتاہی والوں کو پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ بعد کے مومنین میں سے کچھ ایسے ہیں جن کے پاس پچھلی نسلوں کے مقابلے بہت زیادہ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، جہاد اور انفاق ہے اور اگر آگے بڑھنے کو اللہ کے نزدیک مومنین میں امتیاز کا سبب نہ سمجھا جاتا تو بعد کے لوگوں کو زیادہ اعمال کی وجہ سے پہلے والوں پر فضیلت حاصل ہوتی لیکن خدا نے انکار کیا ہے اس کو کہ اولین کے مدارج آخرین کو مل جائیں اور جن کو خدا نے موخر کیا ہے وہ مقدم ہو جائیں اور جو مقدم ہیں وہ موخر ہوں

میں نے عرض کیا: خدا نے مومنین کو خود ایمان کی طرف سبقت حاصل کرنے کی دعوت دی ہے تو اس کے بارے میں ارشاد فرمائیں۔

آپؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "اپنے رب کی مغفرت کی طرف دوڑو اور جنت کی طرف جس کا عرض آسمان اور زمین کے عرض کے برابر ہے، ان کے لیے تیار کی گئی ہے جو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے۔ (الحدید: ۲۱)۔"

نیز فرمایا: "وہ سبقت کرنے والے ہیں وہ تو سابق ہی ہیں اور وہ ہی خدا کے مقرب ہیں۔ (الواقعہ: ۱۰)۔"

نیز فرمایا: "اور جو لوگ قدیم میں پہلے ہجرت کرنے والوں اور مدد دینے والوں میں سے ہیں اور وہ لوگ جو نیکی میں ان کی پیروی کرنے والے ہیں، اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اس سے راضی ہوئے (۱۰۰)۔" پس خداوند کریم نے پہلے مہاجرین سے ابتداء کی ہے اور ان کو مقدم کیا کہ جو درجہ ایمان میں سبقت رکھتے تھے۔ پھر خدا نے انصار کی مدحت و تعریف فرمائی ہے اور پھر تابعین میں سے جو انصار و مہاجرین کی احسان میں اتباع کرنے والے تھے ان کا ذکر فرمایا ہے۔ پس خدا نے ہر قوم کو ان کے درجات و منازل کے حساب سے رکھا ہے جو ان کے اس کے نزدیک ہیں۔ پھر خدا نے اپنے اولیاء کی ان فضیلتوں کو بیان کیا جو ایک کو دوسرے پر ہیں اور فرمایا: "پھر ان رسولوں میں سے بعض کو بعض پر ہم نے فضیلت عطا فرمائی ہے۔ بعض وہ ہیں جن سے خدا نے کلام کی ہے اور ان

میں سے بعض کو دوسرے بعض پر درجات کے اعتبار سے فوقیت عطا فرمائی ہے۔(البقرہ: ۲۵۳)۔"
نیز فرمایا: "آپ دیکھیں کہ ہم نے کیسے بعض کو بعض پر فضیلت عطا فرمائی ہے اور آخرت میں ان کے بہت بڑے درجات ہیں اور ان کو بہت زیادہ فضیلت حاصل ہے۔(اسراء: ۵۵)۔" نیز فرمایا: "ان کے لیے خدا کے نزدیک درجات ہیں۔(آل عمران: ۱۶۳)۔"
نیز فرمایا: "ہر صاحب فضل کو اس کے فضل کا حصہ عطاء کیا جائے گا۔(ھود: ۳)۔"
نیز فرمایا: "وہ لوگ جو ایمان لائے اور انھوں نے خدا کے لیے ہجرت کی اور راہِ خدا میں اپنی جان و مال کے ذریعے جہاد کیا ان کے لیے اللہ کے نزدیک بہت بڑا درجہ ہے۔(التوبہ: ۲۰)۔" نیز فرمایا: "خدا نے مجاہدین کو گھر میں بیٹھے رہنے والوں پر بہت زیادہ فضیلت عطاء فرمائی ہے۔ ان کے لیے درجات، مغفرت اور رحمت ہے۔(النساء: ۹۵)۔"
نیز فرمایا: "اور تم میں سے جس نے فتح سے پہلے راہ خدا میں خرچ کیا اور قتال کیا وہ دوسروں کے برابر نہیں ہوسکتا ان کا درجہ بہت بڑا ہے ان سے جنھوں نے فتح کے بعد خرچ کیا ہے۔(الحدید: ۱۰)۔"
نیز فرمایا: "خدا نے تم میں سے جو ایمان والے اور علم والے ہیں ان کے درجات کو بلند کیا ہے۔(المجادلہ: ۱۱)۔"
نیز فرمایا: "اس لیے ان کو پیاس کی تکلیف ہوگی، نہ مشقت ہوگی اور نہ راہ خدا میں بھوک کی اور نہ وہ کوئی ایسا قدم اُٹھائیں گے جو کافروں کو ناگوار اور نہ انھیں دشمن سے کوئی گزند پہنچے گا مگر یہ کہ ان کے لیے نیک عمل لکھا جائے گا۔(التوبہ: ۱۲۰)۔" نیز فرمایا: "جو نیکی اپنے لیے آگے بھیجو گے اسے خدا کے پاس موجود پاؤ گے۔(البقرۃ: ۱۱۰)۔" نیز فرمایا: "پس جو ذرہ بھر نیکی کرے گا وہ اسے دیکھے گا اور جس نے ذرہ برابر برائی کی ہوگی وہ اسے بھی دیکھے گا۔(الزلزال: ۷۔۸)۔"
آپؑ نے فرمایا: یہ ایمان کے درجات اور خدا کے نزدیک اس کی منزلت ہے۔ ①

بیان:

الغرض من هذا الحديث أن يبين أن تفاضل درجات الإيمان بقدر السبق و المبادرة إلى إجابة الدعوة إلى الإيمان و هذا يحتمل عدة معان أحدها أن يكون المراد بالسبق السبق فى الذر و عند الميثاق كما يدل عليه الخبران الإتيان و على هذا يكون المراد بأوائل هذه الأمة و أواخرها أوائلها و أواخرها فى الإقرار و الإجابة هناك فالفضل للمتقدم فى قوله بلى و المبادرة

① تفسیر البرہان: ۵ / ۲۹۳؛ بحار الانوار: ۲۲ / ۳۰۸ و ۲۶ / ۲۳؛ تفسیر کنز الدقائق: ۵ / ۵۲۳؛ دعائم الاسلام: ۱ / ۴؛ تفسیر نور الثقلین: ۲ / ۲۵۴

إلى ذلك ثم المتقدم و المبادر و المعنى الثاني أن يكون المراد بالسبق السبق في الشرف و الرتبة و العلم و الحكمة و زيادة العقل و البصيرة في الدين و وفور سهام الإيمان الآتي ذكرها و لا سيما اليقين كما يستفاد من أخبار الباب الآتي و على هذا يكون المراد بأوائل هذه الأمة و أواخرها أوائلها و أواخرها في مراتب الشرف و العقل و العلم فالفضل للأعقل و الأعلم و الأجمع للكمالات و هذا المعنى يرجع إلى المعنى الأول لتلازمهما و وحدة مالهما و اتحاد محصلهما و الوجه في أن الفضل للسابق على هذين المعنيين ظاهر لا مرية فيه و مما يدل على إرادة هذين المعنيين اللذين مرجعهما إلى واحد قوله ع و لو لم تكن سوابق يفضل بها المؤمنون إلى قوله من قدم الله و لا سيما قوله أبى الله تعالى أن يدرك آخر درجات الإيمان أولها و من تأمل في تتمة الحديث أيضا حق التأمل يظهر له أنه المراد إن شاء الله تعالى و المعنى الثالث أن يكون المراد بالسبق السبق الزماني في الدنيا عند دعوة النبي ص إياهم إلى الإيمان و على هذا يكون المراد بأوائل هذه الأمة و أواخرها أوائلها و أواخرها في الإجابة للنبي ص و قبول الإسلام و التسليم بالقلب و الانقياد للتكاليف الشرعية طوعا و يعرف الحكم في سائر الأزمنة بالمقايسة و سبب فضل السابق على هذا المعنى أن السبق في الإجابة للحق دليل على زيادة البصيرة و العقل و الشرف التي هي الفضيلة و الكمال و المعنى الرابع أن يراد بالسبق السبق الزماني عند بلوغ الدعوة فيعم الأزمنة المتأخرة عن زمن النبي ص و هذا المعنى يحتمل وجهين أحدهما أن يكون المراد بالأوائل و الأواخر ما ذكرناه أخيرا و كذا السبب في الفضل و الآخر أن يكون المراد بالأوائل من كان في زمن النبي ص و بالأواخر من كان بعد ذلك و يكون سبب فضل الأوائل صعوبة قبول الإسلام و ترك ما نشئوا عليه في تلك الزمن و سهولته فيما بعد استقرار الأمر و ظهور الإسلام و انتشاره في البلاد مع أن الأوائل سبب لاهتداء الأواخر إذ بهم و بنصرتهم استقر ما استقر و قوي ما قوي و بان ما استبان و الله المستعان

❂ اس حدیث کی غرض وغایت یہ ہے کہ ایمان کے درجات کا فرق، ایمان کی دعوت پر لبیک کہنے کی ترجیح اور پہل کے تناسب سے ہے اور چند معانی پر مشتمل ہے:

۱۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ سبقت سے مراد تیج اور عہد میں مقدم ہے جیسا کہ آنے والی دو روایتوں سے ظاہر ہے اور اس کے مطابق اس امت کے اولین و آخرین سے مراد اولیت ہے۔

۲۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ سبقت سے مراد عزت، مرتبے، علم، حکمت، عقل وبصیرت میں اضافہ اور ایمان کے تیروں کی کثرت میں سبقت کا پایا جانا۔

اس کا بیان آگے آنے والا ہے خصوصاً یقین کے بارے میں جیسا کہ اخبار سے استفادہ ہوتا ہے۔اس بنا پر اس قوم کے اول وآخر سے مراد عزت، عقل اور علم کی صف میں اول وآخر ہے اور تمام کمالات میں۔ان دونوں معانی پر نظیر کی فضیلت ظاہر ہے اور اس میں کوئی شک نہیں ہے اور ان دونوں معانی کی وصیت پر کیا دلالت کرتا ہے جن کا حوالہ آپؑ کے ایک قول کی طرف ہے۔اور جو شخص حدیث کے تسلسل پر بھی غور وفکر کے ساتھ غور کرے گا تو اس پر یہ بات واضح ہو جائے گی کہ اس کا ارادہ، انشاء اللہ ہے، اور تیسرا مطلب یہ ہے کہ اس سے مراد دنیا میں وقتی فضیلت ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعاؤں اور سلام نے انہیں ایمان کی طرف بلایا۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسلام قبول کیا، دل سے سر تسلیم خم کیا اور اپنی مرضی سے قانونی ذمہ داریوں کو تسلیم کیا۔اس لحاظ سے سابقہ کی برتری کی وجہ یہ ہے کہ حق کا جواب دینے میں مقدم ہونا بصیرت، عقل اور شرافت میں اضافے کی دلیل ہے جو کہ فضیلت اور کمال ہے۔اذان، یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے سے دیر تک جاری ہے۔اور یہ معنی دو پہلوؤں سے ممکن ہے جن میں سے ایک یہ ہے کہ اول سے مراد وہی ہے جو ہم نے آخر میں ذکر کی ہے اور یہی وجہ فضیلت ہے۔دوسرا یہ ہے کہ اوّل سے مراد وہ ہیں کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں تھے اور بعد میں جو اس کے بعد تھے اور اولین کی فضیلت کا سبب اسلام قبول کرنے اور جو چاہتے تھے اسے چھوڑنے میں دشواری ہے۔اس زمانے میں ان پر آسانی تھی اور بعد میں اس کے بعد معاملہ مستحکم ہوا اور اسلام کا ظہور اور ملک میں اس کا پھیلاؤ حالانکہ پہلے والے بعد والوں کی ہدایت کا سبب ہیں کیونکہ ان کے ساتھ اور ان کی فتح کیا ہے۔پس طے ہو گیا اور جو مضبوط ہو گیا اور جو واضح ہو گیا، اور خدا ہی مددگار ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے اور اس کی تفصیل حدیث ۱۷۱۶ کے تحت گزر چکی ہے۔(واللہ اعلم)

2/1720 الکافی، ۱/۶/۳۳۱/۱ العدۃ عن أحمد الکافی ۱/۱/۱۰/۲ محمد عن أحمد عن السراد عَنْ صَالِحِ بْنِ سَهْلٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : أَنَّ بَعْضَ قُرَيْشٍ قَالَ لِرَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ بِأَيِّ شَيْءٍ سَبَقْتَ اَلْأَنْبِيَاءَ وَ أَنْتَ بُعِثْتَ آخِرَهُمْ وَ خَاتَمَهُمْ فَقَالَ إِنِّي كُنْتُ أَوَّلَ مَنْ آمَنَ بِرَبِّي وَ

[1] مرآۃ العقول: ۷/۲۶۱

https://www.shiabookspdf.com

أَوَّلَ مَنْ أَجَابَ حَيْثُ (أَخَذَ ٱللهُ مِيثَاقَ ٱلنَّبِيِّينَ) (وَ أَشْهَدَهُمْ عَلىٰ أَنْفُسِهِمْ أَ لَسْتُ بِرَبِّكُمْ) فَكُنْتُ أَنَا أَوَّلَ نَبِيٍّ قَالَ (بَلىٰ) فَسَبَقْتُهُمْ بِالْإِقْرَارِ بِاللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ۔

صالح بن سہل سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: قریشیوں میں سے کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا: آپؐ تمام انبیاء سے افضل اور سابق کیسے ہوئے جبکہ آپؐ تو تمام انبیاء کے آخر میں اور خاتمہ پر آئے؟

آپؐ نے ارشاد فرمایا: میں ہی وہ پہلی مخلوق ہوں جس نے اپنے رب کی ربوبیت کا اقرار کیا اور جب انبیاء سے عہد و میثاق لیا تو ان کو ان کے نفسوں پر شاہد بنایا اور پوچھا: کیا میں تم تمہارا رب نہیں ہوں۔ پس میں پہلا نبی ہوں جس نے سب سے پہلے بلیٰ کہا۔ چنانچہ میں اللہ تعالیٰ کے اقرار میں سب سے سابق ہوں۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے [2] یا پھر حدیث کی سند صحیح ہے [3] اور میرے نزدیک حدیث کی سند حدیث حسن کالصحیح ہے کیونکہ صالح بن سہل ہمدانی تفسیر قمی اور کامل الزیارات کا راوی اور ثقہ ہے۔ [4] (واللہ اعلم)

3/1721 الکافی، ۱/۳/۱۲/۲ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ ٱلْحُسَيْنِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ إِسْمَاعِيلَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ عَنْ سَعْدَانَ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ سَهْلٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ ٱللّٰهِ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ ٱللّٰهِ صَلَّى ٱللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ بِأَيِّ شَيْءٍ سَبَقْتَ وُلْدَ آدَمَ قَالَ إِنِّي أَوَّلُ مَنْ أَقَرَّ بِرَبِّي إِنَّ ٱللّٰهَ أَخَذَ (مِيثَاقَ ٱلنَّبِيِّينَ) (وَ أَشْهَدَهُمْ عَلىٰ أَنْفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلىٰ) فَكُنْتُ أَوَّلَ مَنْ أَجَابَ۔

صالح بن سہل سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ کس وجہ سے آپؐ سب اولادِ آدم سے اوّل ہیں؟

آپؐ نے فرمایا: میں سب سے پہلا ہوں جس نے اپنے ربّ کا اقرار کیا تھا۔ بے شک خدا نے انبیاء سے میثاق لیا

---

[1] بصائر الدرجات: ۸۳؛ تفسیر العیاشی: ۲/۳۹؛ علل الشرائع: ۱/۱۲۴؛ مختصر البصائر: ۹۲؛ الفصول المہمہ: ۱/۴۲۲؛ تفسیر البرہان: ۲/۶۰۵؛ بحار الانوار: ۱۵/۱۵ و ۱۶/۳۵۳؛ تفسیر نور الثقلین: ۲/۹۳ و ۳/۵/۱۷۵؛ تفسیر کنز الدقائق: ۵/۲۳۱ و ۷/۴۲۹؛ مسند الامام الصادق: ۲/۴۰۰

[2] مراۃ العقول: ۵/۱۹۳ و ۷/۳۲

[3] قراءات فی المنظومہ المعرفیہ للسید کمال الحیدری: ۳/۱۸۱؛ العصمۃ فی آیۃ التطہیر موسوی: ۳۴

[4] المفید من معجم رجال الحدیث: ۲۸۲

https://www.shiabookspdf.com

اور ان کو ان پر گواہ بنایا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟

سب نے عرض کیا: کیوں نہیں۔

پس میں سب سے پہلے جواب دینے والا تھا۔①

بیان:

قد مضى فی باب العرش و الكرسی من الجزء الأول حديث فی هذا المعنى و بيان له و فی باب العقل منه أيضا ما يصلح لشرحه

۞ بیشک اس کتاب کے جزءِ اوّل کے "باب العرش والکرسی" میں اس معنی پر مشتمل ایک حدیث اور اس کا بیان گزر چکا ہے اور اسی جزءِ اوّل کے "باب العقل" میں بھی اس کی شرح بیان کی گئی ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے ② لیکن میرے نزدیک حدیث کی سند علی بن اسماعیل کی وجہ سے مجہول ہے اور صالح ثقہ ہے۔جیسا کہ اوپر گزر چکا البتہ حدیث کا مضمون کئی صحیح احادیث میں موجود ہے۔(واللہ اعلم)۔

۱۰۔باب: درجات الایمان ومنازله

باب: ایمان کے درجات اور اس کی منازل

1/1722 الكافی، ۲/۴۲/۱/۱ العدة عن البرقی عن السراد عَنْ عَمَّارِ بْنِ أَبِي اَلْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ وَضَعَ اَلْإِيمَانَ عَلَى سَبْعَةِ أَسْهُمٍ عَلَى اَلْبِرِّ وَ اَلصِّدْقِ وَ اَلْيَقِينِ وَ اَلرِّضَا وَ اَلْوَفَاءِ وَ اَلْعِلْمِ وَ اَلْحِلْمِ ثُمَّ قَسَمَ ذَلِكَ بَيْنَ اَلنَّاسِ فَمَنْ جَعَلَ فِيهِ هَذِهِ اَلسَّبْعَةَ اَلْأَسْهُمِ فَهُوَ كَامِلٌ مُحْتَمِلٌ وَ قَسَمَ لِبَعْضِ اَلنَّاسِ اَلسَّهْمَ وَ لِبَعْضٍ اَلسَّهْمَيْنِ وَ لِبَعْضٍ اَلثَّلاَثَةَ حَتَّى اِنْتَهَوْا إِلَى اَلسَّبْعَةِ ثُمَّ قَالَ لاَ تَحْمِلُوا عَلَى صَاحِبِ اَلسَّهْمِ سَهْمَيْنِ وَ لاَ عَلَى صَاحِبِ اَلسَّهْمَيْنِ ثَلاَثَةً فَتَبْهَضُوهُمْ ثُمَّ قَالَ كَذَلِكَ حَتَّى يَنْتَهِيَ إِلَى اَلسَّبْعَةِ.

عمار بن ابی الاحوص سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ایمان کو سات حصوں پر

① بصائر الدرجات: ۸۶؛ مختصر البصائر: ۹۳ ۳؛ تفسیر البرہان: ۲/ ۶۰۲؛ بحار الانوار: ۱۵/ ۱۶و۱۹/ ۵۳ ۳و۲۶۳/ ۵۶؛ تفسیر نور الثقلین: ۲/ ۹۳؛ تفسیر کنز الدقائق: ۵/ ۲۳۱

② مرآۃ العقول: ۷/ ۳۶

تقسیم کیا ہے: نیکی، سچائی، یقین، رضا، وفاء، علم اور بردباری۔ پھر خدا نے اس کو لوگوں میں تقسیم کیا ہے پس جس کو سات حصے عطا فرمائے اس کا ایمان کامل ہے اور بعض کو اس نے ایک حصہ تقسیم کیا ہے اور بعض وہ جن کو دو حصے تقسیم کیے ہیں اور بعض وہ ہیں جن کو تین حصے عطا تقسیم کیے ہیں۔ یہاں تک یہ سات تک منتہا ہوئے۔

پھر فرمایا: ایک حصے والے پر دو حصے والے (کے احکام) کو حمل نہ کرو اور نہ دو حصوں والے پر تین والے کو حمل کرو ورنہ تم انہیں عاجز بنادو گے یہاں تک آپؑ نے ساتویں درجہ تک انتہا کی۔ [1]

بیان:

لما كان تعدد درجات الإيمان و منازله تارة بحسب الأخلاق الحسنة كثرة و قلة و شدة و ضعفا و تارة بحسب الاعتقادات الحقة قوة و ضعفا كلا و بعضا و تارة بحسب الأعمال الصالحة كثرة و قلة خالصة و مشوبة و لا يدخل شيء من ذلك تحت الحصر و العد و إنما يتعين عددها باعتبار المعتبر بإدخال بعضها في بعض جاز أن يخبر عنها تارة بالسبعة أسهم و أخرى بالعشر درجات و أخرى بغير ذلك فلا منافاة بين أخبار هذا الباب فتبهظوهم بالمعجمة تثقلوا عليهم و توقعوهم في المشقة

❁ چونکہ ایمان کے درجات اور اس کی منازل کی کثرت کبھی اچھے اخلاق، کثرت اور کمی، شدت اور کمزوری اور کبھی صحیح عقیدہ، قوت یا کمزوری دونوں اور بعض اور بعض اوقات اعمال صالحہ، کثرت اور کمی کے مطابق ہوتی ہے کہ خالص اور مخلوط اور اس میں سے کوئی بھی تعداد میں شامل نہیں ہے لیکن ان میں سے کچھ کو ایک دوسرے میں شامل کرنے سے کیا سمجھا جاتا ہے اس پر غور کرتے ہوئے ان کی تعداد کرنا ضروری ہے۔ اس کے بارے میں بعض اوقات سات درجات سے اور بعض اوقات دس درجے سے اور بعض اوقات اس کے علاوہ۔ پس اس باب کی اخبار میں کو تضاد نہیں ہے۔

''فتبہظوھم ''معجمہ کے ساتھ، ان پر بوجھ ڈالیں اور ان سے تکلیف کی توقع کریں۔

تحقیق اسناد:

حدیث عمار کی وجہ سے مجہول ہے۔ [2]

2/1723 الكافي، ۱/۲/۴۲/۲ القميان و محمد عن ابن عيسى جميعا عن ابن فضال عَنِ اَلْحَسَنِ بْنِ اَلْجَهْمِ عَنْ أَبِي اَلْيَقْظَانِ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ اَلضَّحَّاكِ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِنَا سَرَّاجٍ وَ كَانَ خَادِماً لِأَبِي

[1] مشکاۃ الانوار: ۱/۲۳۹؛ وسائل الشیعہ: ۱۶/۱۵۹؛ بحار الانوار: ۶۶/۱۵۹

[2] مراۃ العقول: ۷/۲۷۲

عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: بَعَثَنِي أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فِي حَاجَةٍ وَ هُوَ بِالْحِيرَةِ أَنَا وَ جَمَاعَةً مِنْ مَوَالِيهِ قَالَ فَانْطَلَقْنَا فِيهَا ثُمَّ رَجَعْنَا مُغْتَمِّينَ قَالَ وَ كَانَ فِرَاشِي فِي اَلْحَائِرِ اَلَّذِي كُنَّا فِيهِ نُزُولاً فَجِئْتُ وَ أَنَا بِحَالٍ فَرَمَيْتُ بِنَفْسِي فَبَيْنَا أَنَا كَذَلِكَ إِذَا أَنَا بِأَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَدْ أَقْبَلَ قَالَ فَقَالَ قَدْ أَتَيْنَاكَ أَوْ قَالَ جِئْنَاكَ فَاسْتَوَيْتُ جَالِساً وَ جَلَسَ عَلَى صَدْرِ فِرَاشِي فَسَأَلَنِي عَمَّا بَعَثَنِي لَهُ فَأَخْبَرْتُهُ فَحَمِدَ اَللَّهَ ثُمَّ جَرَى ذِكْرُ قَوْمٍ فَقُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ إِنَّا نَبْرَأُ مِنْهُمْ إِنَّهُمْ لاَ يَقُولُونَ مَا نَقُولُ قَالَ فَقَالَ يَتَوَلَّوْنَا وَ لاَ يَقُولُونَ مَا تَقُولُونَ تَبْرَءُونَ مِنْهُمْ قَالَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَهُوَ ذَا عِنْدَنَا مَا لَيْسَ عِنْدَكُمْ فَيَنْبَغِي لَنَا أَنْ نَبْرَأَ مِنْكُمْ قَالَ قُلْتُ لاَ جُعِلْتُ فِدَاكَ قَالَ وَ هُوَ ذَا عِنْدَ اَللَّهِ مَا لَيْسَ عِنْدَنَا أَ فَتَرَاهُ اِطَّرَحَنَا قَالَ قُلْتُ لاَ وَ اَللَّهِ جُعِلْتُ فِدَاكَ مَا نَفْعَلُ قَالَ فَتَوَلَّوْهُمْ وَ لاَ تَبَرَّءُوا مِنْهُمْ إِنَّ مِنَ اَلْمُسْلِمِينَ مَنْ لَهُ سَهْمٌ وَ مِنْهُمْ مَنْ لَهُ سَهْمَانِ وَ مِنْهُمْ مَنْ لَهُ ثَلاَثَةُ أَسْهُمٍ وَ مِنْهُمْ مَنْ لَهُ أَرْبَعَةُ أَسْهُمٍ وَ مِنْهُمْ مَنْ لَهُ خَمْسَةُ أَسْهُمٍ وَ مِنْهُمْ مَنْ لَهُ سِتَّةُ أَسْهُمٍ وَ مِنْهُمْ مَنْ لَهُ سَبْعَةُ أَسْهُمٍ فَلَيْسَ يَنْبَغِي أَنْ يُحْمَلَ صَاحِبُ اَلسَّهْمِ عَلَى مَا عَلَيْهِ صَاحِبُ اَلسَّهْمَيْنِ وَ لاَ صَاحِبُ اَلسَّهْمَيْنِ عَلَى مَا عَلَيْهِ صَاحِبُ اَلثَّلاَثَةِ وَ لاَ صَاحِبُ اَلثَّلاَثَةِ عَلَى مَا عَلَيْهِ صَاحِبُ اَلْأَرْبَعَةِ وَ لاَ صَاحِبُ اَلْأَرْبَعَةِ عَلَى مَا عَلَيْهِ صَاحِبُ اَلْخَمْسَةِ وَ لاَ صَاحِبُ اَلْخَمْسَةِ عَلَى مَا عَلَيْهِ صَاحِبُ اَلسِّتَّةِ وَ لاَ صَاحِبُ اَلسِّتَّةِ عَلَى مَا عَلَيْهِ صَاحِبُ اَلسَّبْعَةِ وَ سَأَضْرِبُ لَكَ مَثَلاً إِنَّ رَجُلاً كَانَ لَهُ جَارٌ وَ كَانَ نَصْرَانِيّاً فَدَعَاهُ إِلَى اَلْإِسْلاَمِ وَ زَيَّنَهُ لَهُ فَأَجَابَهُ فَأَتَاهُ سُحَيْراً فَقَرَعَ عَلَيْهِ اَلْبَابَ فَقَالَ لَهُ مَنْ هَذَا قَالَ أَنَا فُلاَنٌ قَالَ وَ مَا حَاجَتُكَ فَقَالَ تَوَضَّأْ وَ اِلْبَسْ ثَوْبَيْكَ وَ مُرَّ بِنَا إِلَى اَلصَّلاَةِ قَالَ فَتَوَضَّأَ وَ لَبِسَ ثَوْبَيْهِ وَ خَرَجَ مَعَهُ قَالَ فَصَلَّيَا مَا شَاءَ اَللَّهُ ثُمَّ صَلَّيَا اَلْفَجْرَ ثُمَّ مَكَثَا حَتَّى أَصْبَحَا فَقَامَ اَلَّذِي كَانَ نَصْرَانِيّاً يُرِيدُ مَنْزِلَهُ فَقَالَ لَهُ اَلرَّجُلُ أَيْنَ تَذْهَبُ اَلنَّهَارُ قَصِيرٌ وَ اَلَّذِي بَيْنَكَ وَ بَيْنَ اَلظُّهْرِ قَلِيلٌ قَالَ فَجَلَسَ مَعَهُ إِلَى أَنْ صَلَّى اَلظُّهْرَ ثُمَّ قَالَ وَ مَا بَيْنَ اَلظُّهْرِ وَ اَلْعَصْرِ قَلِيلٌ فَاحْتَبَسَهُ حَتَّى صَلَّى اَلْعَصْرَ قَالَ ثُمَّ قَامَ وَ أَرَادَ أَنْ يَنْصَرِفَ إِلَى مَنْزِلِهِ فَقَالَ لَهُ إِنَّ هَذَا آخِرُ اَلنَّهَارِ وَ أَقَلُّ مِنْ أَوَّلِهِ فَاحْتَبَسَهُ حَتَّى صَلَّى اَلْمَغْرِبَ ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يَنْصَرِفَ إِلَى مَنْزِلِهِ فَقَالَ لَهُ إِنَّمَا بَقِيَتْ صَلاَةٌ وَاحِدَةٌ قَالَ فَمَكَثَ حَتَّى صَلَّى اَلْعِشَاءَ اَلْآخِرَةَ ثُمَّ تَفَرَّقَا فَلَمَّا

كَانَ سُحَيْرٌ غَدَا عَلَيْهِ فَضَرَبَ عَلَيْهِ اَلْبَابَ فَقَالَ مَنْ هَذَا قَالَ أَنَا فُلاَنٌ قَالَ وَ مَا حَاجَتُكَ قَالَ تَوَضَّأْ وَ اِلْبَسْ ثَوْبَيْكَ وَ أَخْرُجْ بِنَا فَصَلِّ قَالَ اُطْلُبْ لِهَذَا اَلدِّينِ مَنْ هُوَ أَفْرَغُ مِنِّي وَ أَنَا إِنْسَانٌ مِسْكِينٌ وَ عَلَيَّ عِيَالٌ فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أَدْخَلَهُ فِي شَيْءٍ أَخْرَجَهُ مِنْهُ أَوْ قَالَ أَدْخَلَهُ مِنْ مِثْلِ ذِهْ وَ أَخْرَجَهُ مِنْ مِثْلِ هَذَا ۔

یعقوب بن ضحاک نے ہمارے اصحاب میں سے ایک شخص سراج سے روایت کی ہے جو کہ امام صادق علیہ السلام کا خادم ہے، وہ بیان کرتا ہے کہ امام صادق علیہ السلام حیرہ میں تھے پس آپؑ نے مجھے اپنے دوستوں کی ایک جماعت کے ساتھ ایک کام کے لیے روانہ کیا۔ چنانچہ ہم چلے گئے اور ہم نماز عشاء کے بعد اس کام سے واپس آئے۔ جہاں ہماری رہائش تھی وہاں پر میرا بستر ڈھلان میں تھا پس میں اس بستر پر آ کر گر پڑا کیونکہ میں سفر میں بہت زیادہ تھک چکا تھا اور کمزوری محسوس کر رہا تھا کہ اسی دوران امام جعفر صادق علیہ السلام میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: میں تیرے پاس آیا ہوں۔ میں سیدھا ہو کر بیٹھ گیا جبکہ آپؑ میرے سرہانے کی جانب تشریف فرما ہوئے اور جس کام کے لیے آپؑ نے مجھے روانہ کیا تھا اس کے بارے میں دریافت کیا۔ میں نے اس کے بارے میں گزارش دی تو آپؑ نے اس پر خدا کی حمد بیان کی۔ اس کے بعد ایک گروہ کے بارے میں گفتگو ہوئی تو میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہوں: میں ان سے بیزاری اختیار کرتا ہوں کیونکہ جو ہمارا عقیدہ ہے وہ ان کا عقیدہ نہیں ہے۔

آپؑ نے فرمایا: وہ ہم سے محبت کرتے ہیں۔ چونکہ وہ تیرے والد والا عقیدہ نہیں رکھتے تو اس لیے ان سے بیزاری اختیار کر رہے ہو؟

میں نے عرض کیا: جی ہاں۔

آپؑ نے فرمایا: ہم بھی وہ عقیدہ نہیں رکھتے جو تو عقیدہ رکھتا ہے۔ تو کیا سزاوار ہے کہ ہم بھی تم سے بیزاری اختیار کریں؟

میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہوں! نہیں۔

آپؑ نے فرمایا: خدا کے نزدیک کچھ ایسے حقائق ہیں جو ہمارے پاس نہیں ہیں تو تو کیا گمان رکھتا ہے کہ خدا ہم سے دُور ہو جائے گا؟

میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہوں! نہیں۔ خدا کی قسم! میں یہ گمان نہیں رکھتا۔

آپؑ نے فرمایا: اے سراج! ان سے دوستی رکھو اور ان سے بیزاری اختیار مت کرو کیونکہ بعض مسلمان وہ ہیں جن

کو ایمان کا ایک حصہ دیا گیا ہے اور بعض وہ ہیں جن کو دو حصے ملے ہیں اور بعض وہ ہیں جن کو تین اور بعض کو چار اور بعض کو پانچ اور بعض کو چھے اور بعض وہ ہیں جن کو ایمان کے سات حصے ملے ہیں۔ پس جس کے پاس ایک حصہ ایمان ہے اس پر وہ ذمہ داریاں حمل نہیں ہوں گی جو دو حصے والوں کی ہیں اور جن کے پاس دو حصے ہیں ان پر وہ ذمہ داریاں نہیں ڈالی جاسکتیں جو تین حصے والوں کی ہیں اور جن کے پاس تین حصے ہیں ان پر چار حصے والوں کی ذمہ داریاں نہیں ڈالی جاسکتیں اور جس کے پاس چار حصے ہیں اس پر وہ ذمہ داری نہیں ڈالی جاسکتی جو پانچ حصے والے کی ہے اور جس کے پاس ایمان کے پانچ حصے ہیں اس پر وہ ذمہ داریاں نہیں ڈالی جاسکتیں جو اس کی ہیں جس کے پاس چھ حصے ہیں اور جس کے پاس چھے حصے ہیں اس پر سات حصے والے کی ذمہ داری نہیں ڈالی جا سکتیں۔ اب میں تیرے لیے ایک مثال پیش کرتا ہوں: ایک مسلمان کے ہمسائے میں ایک نصرانی رہتا تھا تو اس مسلمان نے اس نصرانی کو اسلام کی دعوت دی اور اس خوبصورت انداز میں اس کو دعوت دی کہ اس نے اس کی دعوت کو قبول کر لیا اور مسلمان ہو گیا۔ پس وہ مسلمان سحری کے وقت اس کے دروازے پر آیا اور دروازے پر دستک دی اور اس نے دروازہ کھولا اور کہا: کون ہو؟

مسلمان نے کہا: میں فلاں تیرا مسلمان دوست ہوں۔ اس نے کہا: کیا کام ہے؟

مسلمان نے کہا: وضو کرو اور کپڑے پہنو اور میرے ساتھ نماز ادا کرنے کے لیے چلو۔

پس اس نے کپڑے زیب تن کیے، وضو کیا اور اس کے ساتھ مسجد میں نماز ادا کرنے کے لیے نکل پڑا۔ پس جو خدا چاہتا تھا وہ اس نے نماز ادا کر دی (یعنی نماز شب پڑھی) اور اس کے بعد نماز فجر کا وقت ہو گیا تو وہ بھی اس نے ادا کی اور پھر وہیں رہے یہاں تک کہ صبح روشن ہو گئی۔ اس تازہ مسلمان نے چاہا کہ گھر جائے چنانچہ وہ اُٹھا اور جانے لگا تو اس مسلمان نے کہا: دیکھو بھائی! آج کل دن چھوٹے ہیں، ظہر کا وقت ہونے میں زیادہ وقت باقی نہیں ہے لہٰذا اس کے ساتھ رُک جاو۔ پس اس نے نماز ظہر ادا کی اور پھر گھر جانے کے لیے اُٹھا تو اس مسلمان نے کہا: ظہر و عصر کے درمیان تھوڑا سا وقت ہے۔ صبر کرو تو نماز عصر ادا کرنے کے بعد جائیں گے۔ پس وہ رُک گیا اور نماز عصر کا وقت ہو گیا اور اس نے نماز عصر بھی ادا کی اور اب جب وہ تازہ مسلمان گھر جانے لگا تو اس مسلمان نے پھر کہا: دیکھو اب کچھ وقت رہ گیا ہے مغرب ہونے میں لہٰذا رُک جاو اور نماز مغرب ادا کرنے کے بعد پھر گھر جائیں گے۔ وہ پھر رُک گیا اور نماز مغرب کا وقت ہو گیا اور اس نے اول وقت میں نماز مغرب ادا کی اور اب پھر وہ گھر جانے کے لیے اُٹھا تو اس مسلمان نے پھر کہا کہ دیکھو! ایک نماز رہ گئی ہے، رُک جاو تا کہ وہ نماز بھی ادا کر لیں تو پھر جائیں گے۔ لہٰذا وہ پھر رُک گیا اور اس نے نماز عشاء کو بھی ادا کیا اور اب دونوں اپنے اپنے گھروں کی طرف

https://www.shiabookspdf.com

چلے گئے۔

جب دوسرا دن ہوا اور وہ مسلمان پھر سحر کے وقت اس تازہ مسلمان کے دروازے پر آیا اور دروازے پر دستک دی تو اس نے کہا: کون؟

اس نے کہا: میں فلاں ہوں۔

اس نے کہا: کیا کام ہے؟

مسلمان نے کہا: اُٹھو، وضو کرو، لباس پہنو اور نماز کے لیے چلیں تاکہ نماز ادا کریں۔

اس نے کہا: اس دین کے لیے کسی فارغ شخص کو تلاش کرو۔ میں تو مسکین سا آدمی ہوں، مجھ پر اہل وعیال کی ذمہ داری بھی ہے۔

آپؑ نے فرمایا: اسے اس نے ایک چیز میں داخل کیا پھر اس سے نکال دیا۔ یا آپؑ نے فرمایا: اس نے ایک شخص کو جیسے داخل کیا ویسے ہی اس کو نکال دیا۔ [1]

بیان:

الحيرة بالكسر بلد قرب الكوفة و الحائر البستان و أنا بحال أي بحال سوء من الغم

❂ ''الحیرۃ'' کسرہ کے ساتھ، اس سے مراد ایک شہر ہے جو کوفہ کے نزدیک ہے۔''الحائر'' اس سے مراد ایک باغ ہے۔''وأنا بحال'' اس سے مراد غم کی وجہ سے بُرا حال ہونا ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث کی سند معتبر ہے کیونکہ صحیح سند ابن فضال تک پہنچ رہی ہے۔ (واللہ اعلم)

3/1724 الكافی، ۱/۲/۴۴/۲ محمد عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِهِ عَنِ اَلْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَمَّادٍ اَلْخَزَّازِ عَنْ عَبْدِ اَلْعَزِيزِ اَلْقَرَاطِيسِيِّ قَالَ قَالَ لِي أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : يَا عَبْدَ اَلْعَزِيزِ إِنَّ اَلْإِيمَانَ عَشْرُ دَرَجَاتٍ بِمَنْزِلَةِ اَلسُّلَّمِ يُصْعَدُ مِنْهُ مِرْقَاةً بَعْدَ مِرْقَاةٍ فَلاَ يَقُولَنَّ صَاحِبُ اَلاِثْنَيْنِ لِصَاحِبِ اَلْوَاحِدِ لَسْتَ عَلَى شَيْءٍ حَتَّى يَنْتَهِيَ إِلَى اَلْعَاشِرِ فَلاَ تُسْقِطْ مَنْ هُوَ دُونَكَ فَيُسْقِطَكَ مَنْ هُوَ فَوْقَكَ وَإِذَا رَأَيْتَ مَنْ هُوَ أَسْفَلُ مِنْكَ

---

[1] بحار الانوار: ۶۶/۱۶۱؛ وسائل الشیعہ: ۱۶/۱۶۰ح ۲۱۲۳۲؛ مسند الامام الصادق: ۵/۱۱۸

[2] مرآۃ العقول: ۷/۲۷۳

بِدَرَجَةٍ فَارْفَعْهُ إِلَيْكَ بِرِفْقٍ وَ لاَ تَحْمِلَنَّ عَلَيْهِ مَا لاَ يُطِيقُ فَتَكْسِرَهُ فَإِنَّ مَنْ كَسَرَ مُؤْمِناً فَعَلَيْهِ جَبْرُهُ.

عبدالعزیز قراطیسی سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھے فرمایا: اے عبدالعزیز! ایمان کے دس درجات ہیں جو سیڑھی کے زینے کی مانند ہیں جس پر ایک کے بعد دوسرے پر چڑھا جائے گا پس جو دوسرے زینے پر ہے اس کا حق نہیں ہے کہ وہ پہلے زینے والے سے کہے کہ تو کچھ بھی نہیں ہے یہاں تک آپؑ نے اس طرح دسویں زینے تک کو بیان فرمایا۔ پس جو تم سے نیچے والے درجہ پر ہے اس کو حقیر نہ جانو تا کہ تیرے سے اُوپر والا تجھے حقیر نہ قرار دے۔ لہٰذا جب تو کسی کو دیکھے کہ وہ تیرے سے ایک درجے کم ہے تو اس کو نرمی و محبت سے اپنے والے درجہ تک لے کر آنے کی کوشش کرو اور اس کے ذمہ وہ اُمور نہ لگاؤ جس کی وہ طاقت ہی نہیں رکھتا تا کہ وہ ٹوٹ نہ جائے۔ پس جو کسی مومن کو توڑے گا اس کے ذمہ ہوگا کہ وہ اس کا جبران کرے۔[1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے[2]۔

4/1725 الكافي، ۲/۴۵/۳/۱ محمد عن ابن عيسى عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَلْحَكَمِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ عَنِ اَلصَّبَّاحِ بْنِ سَيَابَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: مَا أَنْتُمْ وَ اَلْبَرَاءَةَ يَبْرَأُ بَعْضُكُمْ مِنْ بَعْضٍ إِنَّ اَلْمُؤْمِنِينَ بَعْضُهُمْ أَفْضَلُ مِنْ بَعْضٍ وَ بَعْضُهُمْ أَكْثَرُ صَلاَةً مِنْ بَعْضٍ وَ بَعْضُهُمْ أَنْفَذُ بَصَراً مِنْ بَعْضٍ وَ هِيَ اَلدَّرَجَاتُ.

صباح بن سیابہ سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تمہارے بعض دوسرے بعض سے برائت کرتے ہیں۔ بے شک بعض مومنین دوسروں سے افضل ہیں اور ان میں سے بعض نمازوں کے اعتبار سے دوسروں سے افضل ہیں اور بعض کی بصارت بعض سے زیادہ نافذ ہے اور یہی درجات ہیں۔[3]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف علی المشہور ہے۔[4]

---

[1] وسائل الشیعہ: ۱۶/ ۱۶۲؛ بحارالانوار: ۶۶/ ۱۶۵؛ السیرۃ النبویہ بنظر اہل البیتؑ: ۳/ ۵۵۱؛ الانوار النعمانیہ: ۲/ ۲۱۳؛ مسند الامام الصادق: ۵/ ۱۱۹؛ ھدایۃ الامہ: ۵/ ۵۷۹؛ الخصال: ۲/ ۴۴۷

[2] مراۃ العقول: ۷/ ۲۷۸

[3] وسائل الشیعہ: ۱۶/ ۱۶۳؛ بحارالانوار: ۶۶/ ۱۶۸؛ مسند الامام الصادق: ۵/ ۱۲۰

[4] مراۃ العقول: ۷/ ۲۸۱

5/1726 الکافی، ۲/۴۵/۳/۱ محمد عن ابن عیسی عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ عَنِ اِبْنِ مُسْكَانَ عَنْ سَدِيرٍ قَالَ قَالَ لِي أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : إِنَّ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَى مَنَازِلَ مِنْهُمْ عَلَى وَاحِدَةٍ وَ مِنْهُمْ عَلَى اِثْنَتَيْنِ وَ مِنْهُمْ عَلَى ثَلاَثٍ وَ مِنْهُمْ عَلَى أَرْبَعٍ وَ مِنْهُمْ عَلَى خَمْسٍ وَ مِنْهُمْ عَلَى سِتٍّ وَ مِنْهُمْ عَلَى سَبْعٍ فَلَوْ ذَهَبْتَ تَحْمِلُ عَلَى صَاحِبِ اَلْوَاحِدَةِ ثِنْتَيْنِ لَمْ يَقْوَ وَ عَلَى صَاحِبِ اَلثِّنْتَيْنِ ثَلاَثاً لَمْ يَقْوَ وَ عَلَى صَاحِبِ اَلثَّلاَثِ أَرْبَعاً لَمْ يَقْوَ وَ عَلَى صَاحِبِ اَلْأَرْبَعِ خَمْساً لَمْ يَقْوَ وَ عَلَى صَاحِبِ اَلْخَمْسِ سِتّاً لَمْ يَقْوَ وَ عَلَى صَاحِبِ اَلسِّتِّ سَبْعاً لَمْ يَقْوَ وَ عَلَى هَذِهِ اَلدَّرَجَاتُ.

سدیر سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: بے شک مومنین کی مختلف منزلیں ہیں۔ ان میں سے کچھ پہلی منزل پر، کچھ دوسری منزل پر، کچھ تیسری پر، کچھ چوتھی منزل پر، کچھ پانچویں منزل پر، کچھ چھٹی منزل پر اور کچھ ساتویں منزل پر ہیں۔ پس اگر تم ایک والے پر دو کا بوجھ لادو گے تو وہ عاجز آجائے گا، دو والے پر تین کا بوجھ لادو گے تو وہ عاجز آجائے گا، اگر تین والے پر چار کا بوجھ لادو گے تو وہ عاجز آجائے گا، اگر چار والے پر پانچ کا بوجھ لادو گے تو وہ عاجز آجائے گا، اگر پانچ والے پر چھ کا بوجھ لادو گے تو وہ عاجز آجائے گا، اگر چھ والے پر سات کا بوجھ لادو گے تو وہ عاجز آجائے گا اور درجات بھی ایسے ہی ہیں۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف علی المشہور ہے [2] یا پھر حسن ہے [3] اور میرے نزدیک بھی حدیث حسن ہے کیونکہ محمد بن سنان ثقہ ثابت ہے اور شیخ کا اسے ضعیف کہنا سہو ہے۔ (واللہ اعلم)۔

6/1727 الکافی، ۲/۴۴/۱/۱ أحمد عَنِ اَلْحَسَنِ بْنِ مُوسَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ عُمَرَ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبَانٍ عَنْ شِهَابٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: لَوْ عَلِمَ اَلنَّاسُ كَيْفَ خَلَقَ اَللَّهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى هَذَا اَلْخَلْقَ لَمْ يَلُمْ أَحَدٌ أَحَداً فَقُلْتُ أَصْلَحَكَ اَللَّهُ فَكَيْفَ ذَاكَ فَقَالَ إِنَّ اَللَّهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى خَلَقَ أَجْزَاءً بَلَغَ بِهَا تِسْعَةً وَ أَرْبَعِينَ جُزْءاً ثُمَّ جَعَلَ اَلْأَجْزَاءَ أَعْشَاراً فَجَعَلَ اَلْجُزْءَ عَشَرَةَ أَعْشَارٍ ثُمَّ قَسَمَهُ بَيْنَ اَلْخَلْقِ فَجَعَلَ فِي رَجُلٍ عُشْرَ جُزْءٍ وَ فِي آخَرَ عُشْرَيْ جُزْءٍ حَتَّى بَلَغَ بِهِ جُزْءاً تَامّاً وَ فِي

[1] وسائل الشیعہ: ۱۶/ ۱۶۳؛ بحار الانوار: ۶۶/ ۱۶۷

[2] مراۃ العقول: ۷/ ۲۸۰

[3] الرسائل الاعتقادیہ خواجوی: ۲۷۶

آخَرَ جُزْءاً وَ عُشْرَ جُزْءٍ وَ آخَرَ جُزْءاً وَ عُشْرَيْ جُزْءٍ وَ آخَرَ جُزْءاً وَ ثَلاَثَةَ أَعْشَارِ جُزْءٍ حَتَّى بَلَغَ بِهِ جُزْءَيْنِ تَامَّيْنِ ثُمَّ بِحِسَابِ ذَلِكَ حَتَّى بَلَغَ بِأَرْفَعِهِمْ تِسْعَةً وَ أَرْبَعِينَ جُزْءاً فَمَنْ لَمْ يَجْعَلْ فِيهِ إِلاَّ عُشْرَ جُزْءٍ لَمْ يَقْدِرْ عَلَى أَنْ يَكُونَ مِثْلَ صَاحِبِ اَلْعُشْرَيْنِ وَ كَذَلِكَ صَاحِبُ اَلْعُشْرَيْنِ لاَ يَكُونُ مِثْلَ صَاحِبِ اَلثَّلاَثَةِ اَلْأَعْشَارِ وَ كَذَلِكَ مَنْ تَمَّ لَهُ جُزْءٌ لاَ يَقْدِرُ عَلَى أَنْ يَكُونَ مِثْلَ صَاحِبِ اَلْجُزْءَيْنِ وَ لَوْ عَلِمَ اَلنَّاسُ أَنَّ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ خَلَقَ هَذَا اَلْخَلْقَ عَلَى هَذَا لَمْ يَلُمْ أَحَدٌ أَحَداً۔

شہاب سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ فرما رہے تھے: اگر لوگوں کو معلوم ہو جاتا کہ خداوند حکیم نے کس طرح اس مخلوق کو پیدا کیا ہے تو کوئی کسی کی ملامت نہ کرتا۔

میں نے عرض کیا: اللہ آپؑ کا بھلا کرے! وہ کس طرح؟

آپؑ نے فرمایا: خداوند عالم نے چند اجزاء پیدا کئے جن کو انچاس (۴۹) تک پہنچایا، پھر اجزاء کو اعشار بنایا پس ایک ایک جزء کے دس دس جزء بنائے، پھر ان کو لوگوں میں تقسیم کیا۔ پس کسی میں ایک جزء کا دسواں حصہ، کسی میں دس میں سے دو حصے رکھے یہاں تک کہ کسی میں پورا جزء رکھا اور کسی میں ایک پورا جز اور دوسرے کا دسواں حصہ اور کسی میں ایک جزء اور دوسرے جزء کے دس میں سے دو حصے تا آخر یہاں تک کہ کسی میں پورے دو جزء رکھے۔ پھر اسی حساب سے کسی اجل و ارفع شخص میں پورے انچاس حصے رکھ دیئے۔ پس جس شخص میں خدا نے ایک جزء کا دسواں حصہ رکھا ہے وہ بیس اجزاء والے کی مانند نہیں ہو سکتا اور اسی طرح بیس جزوں والا صاحب اعشار (تیس اور چالیس) اجزاء والے کی طرح نہیں ہو سکتا۔ بالکل اسی طرح جس میں ایک کامل جزء ہے وہ دو جزء والے کی مانند نہیں ہو سکتا۔ پس اگر لوگوں کو معلوم ہو جاتا کہ خدا نے اس مخلوق کو اسی طرح خلق کیا ہے تو کوئی کسی کی ملامت نہ کرتا۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے۔ [2]

---

[1] وسائل الشیعہ: ۱۶/ ۱۶۱؛ بحارالانوار: ۶۶/ ۱۶۳؛ علم الیقین کاشانی: ۱/ ۹؛ مسند الامام الصادقؑ: ۵/ ۱۱۹

[2] مراۃ العقول: ۷/ ۲۷۷

https://www.shiabookspdf.com

۱۱۔باب ارکان ألایمان و صفاته

باب:ایمان کے ارکان اور اس کی صفات

1/1728 الکافی، ۲/۴۷/۲/۱ الأربعة عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَنْ أَبِيهِ عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ صَلَوَاتُ اَللَّهِ عَلَيْهِ: اَلْإِيمَانُ لَهُ أَرْكَانٌ أَرْبَعَةٌ اَلتَّوَكُّلُ عَلَى اَللَّهِ وَ تَفْوِيضُ اَلْأَمْرِ إِلَى اَللَّهِ وَ اَلرِّضَا بِقَضَاءِ اَللَّهِ وَ اَلتَّسْلِيمُ لِأَمْرِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ۔

ترجمہ: امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے والد بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: ایمان کے چار ارکان ہیں: اللہ پر بھروسہ، اللہ کی طرف معاملات کی تفویض، اللہ کے فیصلے پر راضی ہونا اور اللہ کے امر کو تسلیم کرنا۔[1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف علی المشہور ہے۔[2] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق ہے اور اس مشہور سند پر جلد اول میں کئی مقامات پر گفتگو گزر چکی ہے اور آئندہ بھی آئے گی۔(واللہ اعلم)۔

2/1729 الکافی، ۲/۴۷/۳/۱ العدة عن البرقی عَنْ أَبِيهِ عَمَّنْ ذَكَرَهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اَلرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِنَّكُمْ لاَ تَكُونُونَ صَالِحِينَ حَتَّى تَعْرِفُوا وَ لاَ تَعْرِفُونَ حَتَّى تُصَدِّقُوا وَ لاَ تُصَدِّقُونَ حَتَّى تُسَلِّمُوا أَبْوَاباً أَرْبَعَةً لاَ يَصْلُحُ أَوَّلُهَا إِلاَّ بِآخِرِهَا ضَلَّ أَصْحَابُ اَلثَّلاَثَةِ وَ تَاهُوا تَيْهاً بَعِيداً إِنَّ اَللَّهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى لاَ يَقْبَلُ إِلاَّ اَلْعَمَلَ اَلصَّالِحَ وَ لاَ يَتَقَبَّلُ اَللَّهُ إِلاَّ بِالْوَفَاءِ بِالشُّرُوطِ وَ اَلْعُهُودِ وَ مَنْ وَفَى اَللَّهَ بِشُرُوطِهِ وَ اِسْتَكْمَلَ مَا وَصَفَ فِي عَهْدِهِ نَالَ مَا عِنْدَهُ وَ اِسْتَكْمَلَ وَعْدَهُ إِنَّ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ أَخْبَرَ اَلْعِبَادَ بِطَرِيقِ اَلْهُدَى وَ شَرَعَ لَهُمْ فِيهَا اَلْمَنَارَ وَ أَخْبَرَهُمْ كَيْفَ يَسْلُكُونَ فَقَالَ (وَ إِنِّي لَغَفّٰارٌ لِمَنْ تٰابَ وَ آمَنَ وَ عَمِلَ صٰالِحاً ثُمَّ اِهْتَدىٰ) وَ قَالَ (إِنَّمٰا يَتَقَبَّلُ اَللّٰهُ مِنَ اَلْمُتَّقِينَ) فَمَنِ اِتَّقَى اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ فِيمَا أَمَرَهُ لَقِيَ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ مُؤْمِناً بِمَا جَاءَ بِهِ مُحَمَّدٌ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ فَاتَ قَوْمٌ وَ مَاتُوا قَبْلَ

[1] مشکاۃ الانوار:۱۸؛ جامع الاخبار:۳۶؛ مجموعہ ورام:۲/ ۱۸۳؛ وسائل الشیعہ:۱۵/ ۱۸۵و۱۹۹؛ بحار الانوار:۶۵/ ۳۴۰و۶۸/ ۱۵۷و۶۹/ ۳۳۳؛ مستدرک الوسائل:۲/ ۴۱۲و۱۱/ ۱۸۸و۲۱۵؛ الجعفریات:۲۳۲

[2] مرآۃ العقول:۷/ ۲۹۳

أَنْ يَهْتَدُوا وَ ظَنُّوا أَنَّهُمْ آمَنُوا وَ أَشْرَكُوا مِنْ حَيْثُ لاَ يَعْلَمُونَ إِنَّهُ مَنْ أَتَى (الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا) اِهْتَدَى وَ مَنْ أَخَذَ فِي غَيْرِهَا سَلَكَ طَرِيقَ اَلرَّدَى وَصَلَ اَللَّهُ طَاعَةَ وَلِيِّ أَمْرِهِ بِطَاعَةِ رَسُولِهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ طَاعَةَ رَسُولِهِ بِطَاعَتِهِ فَمَنْ تَرَكَ طَاعَةَ وُلاَةِ اَلْأَمْرِ لَمْ يُطِعِ اَللَّهَ وَ لاَ رَسُولَهُ وَ هُوَ اَلْإِقْرَارُ بِمَا نَزَلَ مِنْ عِنْدِ اَللَّهِ: (خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ) وَ اِلْتَمِسُوا اَلْبُيُوتَ اَلَّتِي (أَذِنَ اَللَّهُ أَنْ تُرْفَعَ وَ يُذْكَرَ فِيهَا اِسْمُهُ) فَإِنَّهُ قَدْ خَبَّرَكُمْ أَنَّهُمْ (رِجالٌ لا تُلْهِيهِمْ تِجارَةٌ وَ لا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اَللهِ) عَزَّ وَ جَلَّ (وَ إِقامِ اَلصَّلاةِ وَ إِيتاءِ اَلزَّكاةِ يَخافُونَ يَوْماً تَتَقَلَّبُ فِيهِ اَلْقُلُوبُ وَ اَلْأَبْصارُ) إِنَّ اَللَّهَ قَدِ اِسْتَخْلَصَ اَلرُّسُلَ لِأَمْرِهِ ثُمَّ اِسْتَخْلَصَهُمْ مُصَدِّقِينَ لِذَلِكَ فِي نُذُرِهِ فَقَالَ (وَ إِنْ مِنْ أُمَّةٍ إِلاّٰ خَلا فِيها نَذِيرٌ) تَاهَ مَنْ جَهِلَ وَ اِهْتَدَى مَنْ أَبْصَرَ وَ عَقَلَ إِنَّ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ يَقُولُ (فَإِنَّها لا تَعْمَى اَلْأَبْصارُ وَ لكِنْ تَعْمَى اَلْقُلُوبُ اَلَّتِي فِي اَلصُّدُورِ) وَ كَيْفَ يَهْتَدِي مَنْ لَمْ يُبْصِرْ وَ كَيْفَ يُبْصِرُ مَنْ لَمْ يُنْذَرْ اِتَّبِعُوا رَسُولَ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ أَقِرُّوا بِمَا نَزَلَ مِنْ عِنْدِ اَللَّهِ وَ اِتَّبِعُوا آثَارَ اَلْهُدَى فَإِنَّهُمْ عَلاَمَاتُ اَلْأَمَانَةِ وَ اَلتُّقَى وَ اِعْلَمُوا أَنَّهُ لَوْ أَنْكَرَ رَجُلٌ عِيسَى اِبْنَ مَرْيَمَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ أَقَرَّ بِمَنْ سِوَاهُ مِنَ اَلرُّسُلِ لَمْ يُؤْمِنْ اِقْتَصُّوا اَلطَّرِيقَ بِالْتِمَاسِ اَلْمَنَارِ وَ اِلْتَمِسُوا مِنْ وَرَاءِ اَلْحُجُبِ اَلْآثَارَ تَسْتَكْمِلُوا أَمْرَ دِينِكُمْ وَ تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ رَبِّكُمْ.

اس حدیث کا ترجمہ وہی ہے جو حدیث نمبر 526 /6 کے تحت گزر چکا ہے۔[1]

بیان:

يعنى أن الصلاح موقوف على المعرفة و المعرفة موقوفة على التصديق و التصديق موقوف على تسليم أبواب أربعة لا يتم بعضها بدون بعض وهى التوبة عن الشرك و الإيمان بالتوحيد و العمل الصالح و الاهتداء بالإمام فصاحب الثلاثة الأول من دون الاهتداء بالإمام ضال تائه لا تقبل توبته و لا توحيده و لا عمله لعدم وفائه بجميع الشروط و العهود أجمل ع هذا المعنى أولا ثم فصل بقوله إن الله أخبر العباد بطرق الهدى إلى آخر ما قال و كنى بالمنار عن الأئمة ع فإنها صيغة جمع على ما صرح به ابن الأثير فى نهايته و بتقوى الله فيما أمره عن الاهتداء إلى

[1] الکافی: ۱/ ۱۸۱ ح ۶؛ الوافی: ۲/ ۸۳ ح ۵۲۶؛ تفسیر البرہان: ۳/ ۷۳؛ بحار الانوار: ۲۶/ ۱۰؛ اثبات الہداۃ: ۱/ ۱۲۰

الإمام و الاقتداء به و بإتيان البيوت من أبوابها عن الدخول في المعرفة من جهة الإمام ع و أشار بقوله وصل الله إلى قوله بطاعته إلى قوله عز وجل يا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَ أُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ و أول الزينة بمعرفة الإمام و المسجد بمطلق العبادة و البيوت ببيوت أهل العصمة س و الرجال بهم ع و المراد بعدم إلهائهم البيع و التجارة عن الذكر إنهم يجمعون بين ذين و ذا لا إنهم يتركونهما رأسا كما ورد النص عليه في خبر آخر و ثم في قوله ثم استخلصهم مصدقين لذلك في نذره للتراخي في الرتبة دون الزمان يعني وقع ذلك الاستخلاص لهم حال كونهم مصدقين لذلك الاستخلاص في سائر نذره أيضا بمعنى تصديق كل منهم لذلك في الباقين و استشهد على استمرارهم في الإنذار بقوله تعالى وَ إِنْ مِنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلا فِيها نَذِيرٌ [1] ثم بين وجوب النذير و وجوب معرفته بتوقف الاهتداء على الأبصار و توقف الأبصار على الإنذار و توقف الإنذار على وجود النذير و معرفته و أشار بآثار الهدى إلى الأئمة ع و في بعض النسخ ابتغوا آثار الهدى بتقديم الموحدة على المثناة و الغين المعجمة و نبه بقوله لو أنكر رجل عيسى ع على وجوب الإيمان بهم جميعا من غير تخلف عن أحد منهم ثم كرر الوصية بالاقتداء بهم معللا بأنهم منار طريق الله و أمر بالتماس آثارهم إن لم يتيسر الوصول إليهم

۞ اس کا مطلب یہ ہے کہ نیکی کا دارومدار علم پر ہے، علم کا دارومدار یقین پر ہے اور یقین کا دارومدار چار دروازوں کے تابع ہونے پر ہے جن میں سے کچھ دوسرے کے بغیر مکمل نہیں ہو سکتے جو گناہوں سے توبہ ہے۔ شرک، توحید پر عقیدہ، نیک اعمال اور امام کی طرف سے ہدایت یافتہ ہونا پس جو شخص امام کی ہدایت کے بغیر پہلے تین کام کرتا ہے وہ ضائع و برباد ہو جاتا ہے اس کی توبہ، توحید اور اعمال قبول نہیں ہوتے کیونکہ وہ پورا نہیں کرتا۔ تمام شرائط اور معاہدات یہ معنی پہلے زیادہ خوبصورت ہیں پھر یہ کہہ کر الگ ہو گئے کہ خدا نے آخر تک بندوں کو ہدایت کی راہوں سے آگاہ کیا۔ جو کچھ کہا اور ائمہ اربعہ کی طرف سے اس کا لقب المنار ہے کیونکہ یہ جمع کا صیغہ ہے جس کی تصریح ابن اثیر نے اپنی کتاب النھایہ میں بیان کی ہے اور اس میں انہوں بیان کیا کہ اس کے مطابق صلاۃ کثیر ہے اور خدا کے خوف کے ساتھ اس نے امام کی رہنمائی کرنے اور ان کے نمونے کی پیروی کرنے اور گھروں کو ان کے دروازوں سے جانے کا حکم دیا ہے۔ اور امام علیہ السلام کی طرف سے علم میں داخل ہونا اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کے فرمان کی طرف اشارہ کیا:

https://www.shiabookspdf.com

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ

اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اور تم میں سے جو صاحبان امر ہیں ان کی اطاعت کرو۔ (النساء ۵۹:)

زینت کا آغاز عام طور پر عبادت کے لحاظ سے امام اور مسجد کے علم سے ہے، اور معصومین علیہم السلام کے لوگوں کے گھروں میں اور ان میں مردوں کے گھر، اور ذکر کے علاوہ بیچنے اور تجارت میں نہ بھٹکنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ دو کو جمع کرتے ہیں اور یہ نہیں کہ وہ ان کو پہلے چھوڑ دیتے ہیں جیسا کہ ایک اور روایت میں بیان ہوا ہے اور پھر اس کے قول میں پھر اس نے ان کو اس بات پر یقین دلایا کہ اس نے سستی کی نذر کی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ اخراج ان کے لیے اس صورت میں واقع ہوا جب وہ اس کی باقی نذروں میں بھی اس نتیجے پر یقین رکھتے تھے، اس معنی میں کہ ان میں سے ہر ایک باقی ماننے پر یقین رکھتا تھا، اور اس نے ان کی تنبیہ کے جاری رہنے کا حوالہ دیا:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ

اور کوئی امت ایسی نہیں گزری جس میں کوئی متنبہ کرنے والا نہ آیا ہو۔ (فاطر: ۲۴)۔"

پھر آپ نے ڈرانے والے کی ضرورت اور اسے پہچاننے کی ضرورت کو اس حقیقت سے بیان کیا کہ ہدایت کا دارومدار نگاہ پر ہے اور نظر کا دارومدار تنبیہ پر ہے اور تنبیہ کا دارومدار ڈرانے والے کی موجودگی اور اس کے علم پر ہے اور ہدایت کے اثرات کی طرف اشارہ فرمایا۔ ائمہ اطہار علیہم السلام کو اور بعض نسخوں میں انہوں نے دوسری اور لغوی بکواس پر یکتا کو ترجیح دے کر ہدایت کے اثرات تلاش کیے اور یہ کہہ کر تنبیہ کی کہ "اگر وہ عیسیٰ علیہ السلام کا انکار کرتے ہیں تو ان پر اصرار کیا جاتا ہے۔ ان میں سے کسی کو چھوڑے بغیر ان سب پر ایمان لانے کی ضرورت، پھر آپ نے ان کی تقلید کا حکم دہرایا، یہ سمجھاتے ہوئے کہ یہ خدا کے راستے کے مینار ہیں، اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو ان کے آثار تلاش کرنے کا حکم دیا۔"

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث مرسل ہے۔ (واللہ اعلم)۔

3/1730 الکافی، ۱/۱/۲۹/۲ علی عن أبیه و محمد عن ابن عیسی و العدة عن البرقی جمیعاً عن السراد عَنْ يَعْقُوبَ اَلسَّرَّاجِ عَنْ جَابِرٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ بِأَسَانِيدَ مُخْتَلِفَةٍ عَنِ اَلْأَصْبَغِ بْنِ

[1] مرآۃ العقول: ۷/ ۲۹۴

https://www.shiabookspdf.com

نُبَاتَةَ قَالَ: خَطَبَنَا أَمِيرُ ٱلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ فِي دَارِهِ أَوْ قَالَ فِي ٱلْقَصْرِ وَ نَحْنُ مُجْتَمِعُونَ ثُمَّ أَمَرَ صَلَوَاتُ ٱللَّهِ عَلَيْهِ فَكُتِبَ فِي كِتَابٍ وَ قُرِئَ عَلَى ٱلنَّاسِ وَ رَوَى غَيْرُهُ أَنَّ اِبْنَ ٱلْكَوَّاءِ سَأَلَ أَمِيرَ ٱلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ عَنْ صِفَةِ ٱلْإِسْلاَمِ وَ ٱلْإِيمَانِ وَ ٱلْكُفْرِ وَ ٱلنِّفَاقِ فَقَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ ٱللَّهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى شَرَعَ ٱلْإِسْلاَمَ وَ سَهَّلَ شَرَائِعَهُ لِمَنْ وَرَدَهُ وَ أَعَزَّ أَرْكَانَهُ لِمَنْ حَارَبَهُ وَ جَعَلَهُ عِزّاً لِمَنْ تَوَلاَّهُ وَ سِلْماً لِمَنْ دَخَلَهُ وَ هُدًى لِمَنِ ٱئْتَمَّ بِهِ وَ زِينَةً لِمَنْ تَجَلَّلَهُ وَ عُذْراً لِمَنِ ٱنْتَحَلَهُ وَ عُرْوَةً لِمَنِ ٱعْتَصَمَ بِهِ وَ حَبْلاً لِمَنِ ٱسْتَمْسَكَ بِهِ وَ بُرْهَاناً لِمَنْ تَكَلَّمَ بِهِ وَ نُوراً لِمَنِ ٱسْتَضَاءَ بِهِ وَ عَوْناً لِمَنِ ٱسْتَغَاثَ بِهِ وَ شَاهِداً لِمَنْ خَاصَمَ بِهِ وَ فَلْجاً لِمَنْ حَاجَّ بِهِ وَ عِلْماً لِمَنْ وَعَاهُ وَ حَدِيثاً لِمَنْ رَوَى وَ حُكْماً لِمَنْ قَضَى وَ حِلْماً لِمَنْ جَرَّبَ وَ لِبَاساً لِمَنْ تَدَبَّرَ وَ فَهْماً لِمَنْ تَفَطَّنَ وَ يَقِيناً لِمَنْ عَقَلَ وَ بَصِيرَةً لِمَنْ عَزَمَ وَ آيَةً لِمَنْ تَوَسَّمَ وَ عِبْرَةً لِمَنِ ٱتَّعَظَ وَ نَجَاةً لِمَنْ صَدَّقَ وَ تُؤَدَةً لِمَنْ أَصْلَحَ وَ زُلْفَى لِمَنِ ٱقْتَرَبَ وَ ثِقَةً لِمَنْ تَوَكَّلَ وَ رَخَاءً لِمَنْ فَوَّضَ وَ سُبْقَةً لِمَنْ أَحْسَنَ وَ خَيْراً لِمَنْ سَارَعَ وَ جُنَّةً لِمَنْ صَبَرَ وَ لِبَاساً لِمَنِ ٱتَّقَى وَ ظَهِيراً لِمَنْ رَشَدَ وَ كَهْفاً لِمَنْ آمَنَ وَ أَمَنَةً لِمَنْ أَسْلَمَ وَ رَجَاءً لِمَنْ صَدَقَ وَ غِنًى لِمَنْ قَنِعَ فَذَلِكَ ٱلْحَقُّ سَبِيلُهُ ٱلْهُدَى وَ مَأْثُرَتُهُ ٱلْمَجْدُ وَ صِفَتُهُ ٱلْحُسْنَى فَهُوَ أَبْلَجُ ٱلْمِنْهَاجِ مُشْرِقُ ٱلْمَنَارِ ذَاكِي ٱلْمِصْبَاحِ رَفِيعُ ٱلْغَايَةِ يَسِيرُ ٱلْمِضْمَارِ جَامِعُ ٱلْحَلْبَةِ سَرِيعُ ٱلسَّبْقَةِ أَلِيمُ ٱلنَّقِمَةِ كَامِلُ ٱلْعُدَّةِ كَرِيمُ ٱلْفُرْسَانِ فَٱلْإِيمَانُ مِنْهَاجُهُ وَ ٱلصَّالِحَاتُ مَنَارُهُ وَ ٱلْفِقْهُ مَصَابِيحُهُ وَ ٱلدُّنْيَا مِضْمَارُهُ وَ ٱلْمَوْتُ غَايَتُهُ وَ ٱلْقِيَامَةُ حَلْبَتُهُ وَ ٱلْجَنَّةُ سُبْقَتُهُ وَ ٱلنَّارُ نَقِمَتُهُ وَ ٱلتَّقْوَى عُدَّتُهُ وَ ٱلْمُحْسِنُونَ فُرْسَانُهُ فَبِٱلْإِيمَانِ يُسْتَدَلُّ عَلَى ٱلصَّالِحَاتِ وَ بِٱلصَّالِحَاتِ يُعْمَرُ ٱلْفِقْهُ وَ بِٱلْفِقْهِ يُرْهَبُ ٱلْمَوْتُ وَ بِٱلْمَوْتِ تُخْتَمُ ٱلدُّنْيَا وَ بِٱلدُّنْيَا تَجُوزُ ٱلْقِيَامَةَ وَ بِٱلْقِيَامَةِ تُزْلَفُ ٱلْجَنَّةُ وَ ٱلْجَنَّةُ حَسْرَةُ أَهْلِ ٱلنَّارِ وَ ٱلنَّارُ مَوْعِظَةُ ٱلْمُتَّقِينَ وَ ٱلتَّقْوَى سِنْخُ ٱلْإِيمَانِ.

اصبغ بن نباتہ سے روایت ہے کہ ہم امیر المومنین علیہ السلام نے ہمیں خطبہ دیا جبکہ ہم آپؑ کے گھر میں یا ان کے محل میں جمع تھے۔ پھر حکم دیا کہ اسے کتاب میں لکھ کر لوگوں کو سنایا جائے اور اس کے علاوہ نے بھی اس کو نقل کیا ہے: اب الکواء نے امیر المومنین علیہ السلام سے اسلام، ایمان، کفر اور نفاق کے بارے میں سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا: امابعد! اللہ تعالیٰ نے اسلام کو مقرر فرمایا اور جو اس میں داخل ہونا چاہتا ہے اس کے لیے اس کے راستوں کو آسان فرمایا،

جواس سے جھگڑا کرے اس کے لیے اس کو غالب کیا، جواس سے محبت کرے اس کے لیے اس کو باعث عزت قرار دیا، جواس میں داخل ہواس کے لیے اس کو باعث سلامتی قرار دیا، جواس کی اقتداء کرے اس کے لیے اس کو باعث ہدایت قرار دیا، اس پر عمل کرنے والوں کے لیے اس کو زینت قرار دیا، جواس کے ساتھ اپنا تعلق قرار دے اس کے لیے اس کو عذر قرار دیا، جواس سے پناہ طلب کرے اس کے لیے اس کو عروۃ (دست رسی کرنے والا) قرار دیا، جواس سے تمسک کرے اس کے لیے اس کو حبل (رسی) قرار دیا، جواس کے بارے میں گفتگو کرے اس کے لیے اس کو برھان ودلیل قرار دیا، جواس سے روشنی طلب کرے اس کے لیے اس کو نور قرار دیا، جواس سے فریاد کرے اس کے لیے اس کو غوث ومددگار قرار دیا، جواس کے ذریعے مناظرہ کرے اس کے لیے اس کو گواہ قرار دیا، جواس کے ذریعے احتجاج کرے اس کے لیے اس کو کامیابی قرار دیا، جواس کو غور سے سنے اس کے لیے اس کو علم قرار دیا، جواس کی روایت کرے اس کے لیے اس کو حدیث قرار دیا، جو فیصلہ کرے اس کے لیے اس کو حاکم قرار دیا، جو تجربہ کرے اس کے لیے اس کو حلم وبردباری قرار دیا، جو تدبر کرے اس کے لیے اس کو لباس وحافظ ونگہبان قرار دیا، فطین کے لیے اس کو فہم قرار دیا، صاحب عقل کے لیے اس کو یقین آور قرار دیا، جو صاحب عزم ہواس کے لیے بصیرت اور جو باریک بین ہواس کے لیے اس کو ایک نشانی قرار دیا، جو وعظ کو قبول کرے اس کے لیے اس کو عبرت قرار دیا، سچے کے لیے اس کو نجات قرار دیا، جو اصلاح کرنا چاہتا ہواس کے لیے آرام دہ قرار دیا، جو تقرب حاصل کرنا چاہے اس کے لیے قرب، جو توکل کرنا چاہے اس کے لیے وثوق ہے، جو اپنے اُمور خدا کے سپرد کرے اس کے لیے خوشحالی ہے اور جو نیکی کرے اس کے لیے سبقت ہے، جو جلدی کرے اس کے لیے خیر ہے، جو صبر کرے اس کے لیے ڈھال ہے، جو تقویٰ اختیار کرے اس کے لیے لباس ہے، جو رشد وہدایت حاصل کرے اس کے لیے مددگار ہے، جو ایمان لائے اس کے لیے پناہ ہے اور جو قناعت کرے اس کے لیے غنا وثروت ہے۔ پس یہ سب کچھ حق ہے، اس کا راستہ ہدایت ہے، اس کا نشان بزرگواری ہے اور اس کا وصف اچھائی ہے۔ پس اس کا نظام صاف ہے، اس کا مینارہ چمکتا ہے، اس کا چراغ صاف اور روشن ہے، اس کے مقاصد بلند ہیں، اس کی تربیت آسان ہے، اس کی ترقی بہت زیادہ ہے، اس کی پیش قدمی تیز ہے، اس کا نظم وضبط تکلیف دہ ہے، اس کے اثاثے کافی ہیں اور اس کا عملہ معزز ہے۔ نیز ایمان اس کا نظام ہے، اعمال صالحہ اس کا مینارہ ہیں، قوانین اور فہم اس کے نور کا سرچشمہ ہیں، دنیا اس کا میدان ہے، موت اس کا انجام ہے، آخرت اس کا اجر ہے، جنت اس کی آخری حد ہے، جہنم اس کی ناراضگی ہے، تقویٰ اس کا سامان ہے اور اچھے اعمال کے لوگ اس کے سپاہی ہیں۔ پس ایمان سے نیکیاں ملتی ہیں، اچھے عمل سے اچھی سمجھ حاصل ہوتی ہے،

https://www.shiabookspdf.com

اچھی سمجھ سے موت کا خوف محسوس ہوتا ہے، موت کے ساتھ ہی دنیا ختم ہو جاتی ہے، دنیا سے قیامت جائز ہوتی ہے، قیامت کے دن جنت سجادی جائے گی، اہل جہنم کے لیے جنت ندامت کا سبب ہے، پرہیزگاروں کے لیے جہنم بہترین سبق ہے اور تقویٰ ایمان کی بنیاد ہے۔ [1]

بیان:

الشریعة مورد الشاربة و تقال لما شرع الله تعالى لعباده إذ به حياة الأرواح كما بالماء حياة الأبدان و أعز أركانه كأنه جعلها قاهرة غالبة منيعة قوية و محاربة الإسلام إما كناية عن محاربة أهله و أما على حقيقته بمعنى أنه حاربه في نفسه ببغضه له و شنئانه إياه و في نهج البلاغة و أعز أركانه على من غالبة و هو أوضح و السلم بالكسر الصلح و المسالم و ربما يفتح و بالتحريك الاستسلام تحلله جعله حله على نفسه و في بعض النسخ بالجيم من الجلل بمعنى الغطاء و الستر و لعله الأصح و عذرا لمن انتحله أي ادعاه كاذبا و الفلج بالجيم الظفر على الخصم و الحلم يجوز أن يكون بمعنى العقل و بمعنى الأناة فإن كليهما يحصلان باختيار الإسلام و التدثر بالمثلثة بين المهملتين الاشتمال بالثوب و التوسم التفرس و التؤدة الرزانة و التأني و التثبت في الأمر و المأثرة المكرمة لأنها تؤثر أي تروى و الأبلج بالجيم المتضح ذاكي المصباح من الذكاء بمعنى التوقد و اشتداد اللهب و المضمار الموضع الذي تضمر فيه الخيل و الحلبة بالمهملة و الموحدة و التسكين خيل تجمع للسباق من كل أوب فبالإيمان يستدل على الصالحات أي يستدل بوجوده في قلب العبد على ملازمته لها و يعمر بصدورها منه فقهه و إيمانه و بفقهه و قوة إيمانه يرهب الموت الذي يحول بينه و بين العمل له و لما بعده و بالموت تختم الدنيا لأن الدنيا عبارة عما فيه الإنسان قبل موته و بالدنيا تجوز القيامة بالجيم و الزاي من الجواز و في بعض النسخ تجاز بالبناء للمفعول و لعله الأصح و ربما يوجد في بعضها بالمهملة من الحيازة و على التقادير فالوجه فيه أن كل ما يلقاه العبد في القيامة فإنما هو نتائج أعماله و أخلاقه و عقائده المكتسبة في الدنيا فبالدنيا تجاز القيامة أو تحاز

❂ "الشریعة" قوم کے لیئے ماخذ شریعت ہے اور کہا جاتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے قانون

[1] بحارالانوار:۶۵/ ۳۴۹؛ نہج السعادۃ:۱/ ۶۱۵؛ کتاب سلیم بن قیس ہلالی:۲/ ۶۱۸؛ الغارات:۱/ ۸۲؛ امالی مفید:۲۷۵؛ امالی طوسی:۳۷

https://www.shiabookspdf.com

وضع کیا ہے تو اس میں روحوں کی زندگی ہے جیسے پانی جسموں کی زندگی ہے اور اس کے ستونوں میں سب سے پیارا ہے گویا کہ اسے زبردست، غالب، نا قابل تسخیر اور مضبوط بنایا۔ "محاربة الاسلام" یا تو یہ کنایہ ہے اپنے خاندان سے لڑنے کا یا اس کے لیے جو حقیقت میں ہے یعنی اس نے اس کے لیے اپنی نفرت کی وجہ سے اسے اپنے اندر دشمن گردانا۔ کتاب نہج البلاغہ میں ہے کہ اس کے ستون غالب آنے والوں کو سب سے زیادہ عزیز ہیں اور یہ زیادہ واضح ہے۔ "السلم" کسرہ کے ساتھ، اس سے مراد صلح اور سلامتی ہے اور بعض اوقات یہ فتح اور تحریک کے ساتھ آتا ہے اور اس سے مراد ہتھیار ڈالنا ہے۔ "تحلله" اس کا گلنا سڑنا ہے یعنی اس نے اسے اپنے اوپر مسلط کرلیا۔ بعض نسخوں میں جیم کے ساتھ ہے اور اس کا مصدر "جلال" ہے اور اس کا معنی پردہ اور چادر ہے اور شاید وہ زیادہ صحیح ہے۔ "وعذراً لمن انتحله" جھوٹا دعویٰ، "الفلج" جیم کے ساتھ، مناظرہ میں کامیابی، "الحلم" جائز ہے کہ اس کا معنی عقل ہو اور دانائی کا معنی مراد ہو کیونکہ یہ دونوں معانی اسلام کے انتخاب سے ہوتے ہیں۔

"التدثر" دو مہملوں کے درمیان مثلثہ کے ساتھ، اس سے مراد لباس میں شمولیت ہونا ہے۔

"التوسّم" نظر جما کر دیکھنا،

"التؤدہ" سنجیدگی، غور و فکر اور معاملے کی تصدیق۔

"الماثرۃ" قابل احترام کیونکہ یہ کسی بھی روایت کو متاثر کرتا ہے۔

"الابلج" جیم کے ساتھ، یہ ثابت ہوتا ہے۔

"ذاکی المصباح من الذکاء" ذکی ذہانت کا چراغ یعنی یعنی شعلے کو بھڑکانے اور شدت کے معنی میں، "المضمار" وہ جگہ جہاں گھوڑا رکھا جاتا ہے۔ "الحلبة" مھملہ، موحدۃ اور تسکین کے ساتھ، ہر طرف سے گھوڑوں کا ہجوم، "فبالإیمان یستدل علی الصالحات" پس ایمان کے ذریعہ صالحات پر استدلال کیا جانا یعنی وہ بندے کے دل میں اپنی موجودگی کا اندازہ لگاتا ہے کہ وہ اس پر عمل پیرا ہے اور اس سے وہ اپنا فقہ اور ایمان تیار کرتا ہے، اور اپنے فقہ اور اپنے ایمان کی مضبوطی سے وہ موت سے ڈرتا ہے جو اسے اس کے لیے کام کرنے سے روکتی ہے۔ "بالموت تختم الدنیا" موت کے ساتھ دنیا ختم ہو جائے گی کیونکہ دنیا وہی ہے جو انسان اپنی موت سے پہلے اور دنیا میں گزارتا ہے۔ "تجوذالقیامة" جیم اور زاء کے ساتھ، یعنی جائز ہونا، بعض نسخوں میں "تجاز" ہے اور یہ مبنی بر مفعول ہے لیکن شاید وہ زیادہ صحیح ہے۔ "ربما یوجد فی بعضها" مهمله" کے ساتھ، قبضے سے لے کر تقدیر تک، بات یہ ہے کہ بندے کو قیامت کے دن جو کچھ بھی

https://www.shiabookspdf.com

ملے گا وہ اس کے اعمال، اخلاق اور اس دنیا میں حاصل کیے گئے عقائد کا نتیجہ ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے بلکہ تین احادیث حسن اور دو صحیح ہیں بلکہ ان (یعنی شیخ کلینی) کے قول کہ اصبغ بن نباتہ سے مختلف اسانید سے یہ مروی ہے، سے استفادہ ہوتا ہے کہ یہ تواتر کو پہنچ جاتی ہے۔[1] (واللہ اعلم)۔

4/1731 الکافی ۲/۵۰/۱/۱ بِالْإِسْنَادِ اَلْأَوَّلِ عَنْ جَابِرٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: سُئِلَ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَنِ اَلْإِيمَانِ فَقَالَ إِنَّ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ جَعَلَ اَلْإِيمَانَ عَلَى أَرْبَعِ دَعَائِمَ عَلَى اَلصَّبْرِ وَ اَلْيَقِينِ وَ اَلْعَدْلِ وَ اَلْجِهَادِ فَالصَّبْرُ مِنْ ذَلِكَ عَلَى أَرْبَعِ شُعَبٍ عَلَى اَلشَّوْقِ وَ اَلْإِشْفَاقِ وَ اَلزُّهْدِ وَ اَلتَّرَقُّبِ فَمَنِ اِشْتَاقَ إِلَى اَلْجَنَّةِ سَلاَ عَنِ اَلشَّهَوَاتِ وَ مَنْ أَشْفَقَ مِنَ اَلنَّارِ رَجَعَ عَنِ اَلْمُحَرَّمَاتِ وَ مَنْ زَهِدَ فِي اَلدُّنْيَا هَانَتْ عَلَيْهِ اَلْمُصِيبَاتُ وَ مَنْ رَاقَبَ اَلْمَوْتَ سَارَعَ إِلَى اَلْخَيْرَاتِ وَ اَلْيَقِينُ عَلَى أَرْبَعِ شُعَبٍ تَبْصِرَةِ اَلْفِطْنَةِ وَ تَأَوُّلِ اَلْحِكْمَةِ وَ مَعْرِفَةِ اَلْعِبْرَةِ وَ سُنَّةِ اَلْأَوَّلِينَ فَمَنْ أَبْصَرَ اَلْفِطْنَةَ عَرَفَ اَلْحِكْمَةَ وَ مَنْ تَأَوَّلَ اَلْحِكْمَةَ عَرَفَ اَلْعِبْرَةَ وَ مَنْ عَرَفَ اَلْعِبْرَةَ عَرَفَ اَلسُّنَّةَ وَ مَنْ عَرَفَ اَلسُّنَّةَ فَكَأَنَّمَا كَانَ مَعَ اَلْأَوَّلِينَ وَ اِهْتَدَى إِلَى اَلَّتِي (هِيَ أَقْوَمُ) وَ نَظَرَ إِلَى مَنْ نَجَا بِمَا نَجَا وَ مَنْ هَلَكَ بِمَا هَلَكَ وَ إِنَّمَا أَهْلَكَ اَللَّهُ مَنْ أَهْلَكَ بِمَعْصِيَتِهِ وَ أَنْجَى مَنْ أَنْجَى بِطَاعَتِهِ وَ اَلْعَدْلُ عَلَى أَرْبَعِ شُعَبٍ غَامِضِ اَلْفَهْمِ وَ غَمْرِ اَلْعِلْمِ وَ زَهْرَةِ اَلْحُكْمِ وَ رَوْضَةِ اَلْحِلْمِ فَمَنْ فَهِمَ فَسَّرَ جَمِيعَ اَلْعِلْمِ وَ مَنْ عَلِمَ عَرَفَ شَرَائِعَ اَلْحُكْمِ وَ مَنْ حَلُمَ لَمْ يُفَرِّطْ فِي أَمْرِهِ وَ عَاشَ فِي اَلنَّاسِ حَمِيداً وَ اَلْجِهَادُ عَلَى أَرْبَعِ شُعَبٍ عَلَى اَلْأَمْرِ بِالْمَعْرُوفِ وَ اَلنَّهْيِ عَنِ اَلْمُنْكَرِ وَ اَلصِّدْقِ فِي اَلْمَوَاطِنِ وَ شَنَآنِ اَلْفَاسِقِينَ فَمَنْ أَمَرَ بِالْمَعْرُوفِ شَدَّ ظَهْرَ اَلْمُؤْمِنِ وَ مَنْ نَهَى عَنِ اَلْمُنْكَرِ أَرْغَمَ أَنْفَ اَلْمُنَافِقِ وَ أَمِنَ كَيْدَهُ وَ مَنْ صَدَقَ فِي اَلْمَوَاطِنِ قَضَى اَلَّذِي عَلَيْهِ وَ مَنْ شَنِئَ اَلْفَاسِقِينَ غَضِبَ لِلَّهِ وَ مَنْ غَضِبَ لِلَّهِ غَضِبَ اَللَّهُ لَهُ فَذَلِكَ اَلْإِيمَانُ وَ دَعَائِمُهُ وَ شُعَبُهُ۔

ترجمہ جابر سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: امیر المومنین علیہ السلام سے ایمان کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ایمان کو چار ستونوں پر قرار دیا ہے: صبر، یقین، عدل اور جہاد۔

[1] مراۃ العقول: ۷/۲۹۷

https://www.shiabookspdf.com

پس صبر کے چار شعبے ہیں: شوق، اشفاق، زھد (دنیا سے کنارہ کشی) اور ترقب (انتظار) پس جنت کی تمنا رکھنے والا دنیاوی خواہشات کو بھول جاتا ہے، جس کو جہنم کا خوف ہو وہ حرام چیزوں سے پرہیز کرتا ہے، جو شخص دنیاوی معاملات میں تحمل سے کام لیتا ہے اس کے لیے دنیا کی مشکلات آسان ہو جاتی ہیں اور جو موت سے بیدار رہتا ہے وہ نیکیوں کی طرف جلدی کرتا ہے۔

یقین کے بھی چار شعبے ہیں: تیز فہمی، زیرکی، حقائق تک جانا، عبرت شناسی اور اولین کی سنت۔

پس جو تیز فہم رکھتا ہے وہ حکمت کے معاملات کو پہچانتا ہے، جس نے زیرکی کی (حکمت کو صحیح طریقے سے استعمال کیا) وہ اچھے سبق کو پہچانتا ہے، جس نے اچھے اسباق کو پہچانا وہ روایات کو پہچانتا ہے، جو روایات کو پہچانتا ہے وہ اس شخص کی طرح ہے جس نے ماضی کے لوگوں کے ساتھ زندگی گزاری ہو اور اس نے صحیح اور مضبوط رہنمائی حاصل کی ہو۔ اُس نے دیکھا ہے کہ نجات کس نے پائی اور کس وسیلے سے پائی۔ اس نے ان لوگوں کو بھی دیکھا ہے جو تباہ ہوئے اور ان چیزوں کو جنہوں نے انہیں تباہ کیا۔ اللہ تعالیٰ صرف ان لوگوں کو ہلاک کرتا ہے جو اس کی نافرمانی کرتے ہیں اور اس کے احکام کی اطاعت کرنے والوں کو نجات دیتا ہے۔

عدل کے بھی چار شعبے ہیں: فہم میں دقت کرنا، علم کی حقیقت تک جانا، حکم کا روشن کرنا اور حلم و بردباری کا باغ۔ پس جو گہرا فہم رکھتا ہے وہ تمام علم کی تشریح کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ جس کے پاس بہت بڑا علم ہے وہ حکمت کے طریقے جانتا ہے اور جو بردبار ہے وہ اپنے احکام میں انتہا پسند نہیں ہے اور لوگوں میں نیک نامی کے ساتھ رہتا ہے۔

جہاد کے بھی چار شعبے ہیں: امر بالمعروف، نہی المنکر، ہر حال میں سچائی اور فاسقین و بدکاوں سے نفرت۔ پس جو امر بالمعروف کرتا ہے اس نے مومن کی مدد کی ہے اور اس کی پشت کو محکم و مضبوط کیا ہے اور جو نہی از منکر کرتا ہے اس نے منافقوں کو ذلیل کیا اور ان کے شیطانی منصوبوں کو ناکام بنا دیا، جو صحیح وقت پر سچ بولتا ہے جیت اسی کی ہوتی ہے، جس نے فاسقین سے پرہیز کیا اس نے اللہ کے لیے غضب کیا اور جو اللہ کے لیے غضبناک ہوتا ہے تو اللہ اس کے لیے غضبناک ہوتا ہے۔ پس یہ ایمان، اس کے ستون اور شاخیں ہیں۔ [1]

بیان:

الإشفاق الخوف و سلا عن الشیء نسیه فتسلی و تبصرة الفطنة جعلها بصیرة بالشیء و تأول

[1] بحار الانوار: ۶۵/ ۳۵۰؛ امالی طوسی: ۳۷؛ امالی مفید: ۲۷۵؛ الغارات: ۱/ ۱۳۸؛ ایمان و منتخب: ۱۲؛ موسوعہ معارف الکتاب والسنۃ: ۵/ ۱۹۹؛ موسوعۃ الامام امیر المومنینؑ: ۵/ ۲۳

الحكمة تأويلها أي جعلها مكشوفة بالتدبر فيها و معرفة العبرة أي المعرفة بأنه كيف ينبغي أن يعتبر من الشيء أي يتعظ به و ينتقل منه إلى ما يناسبه للتي هي أقوم أي الطريقة التي هي أقوم الطرق غامض الفهم أي الفهم الغامض المتعمق الغائر و غمر العلم أي العلم الكثير و زهرة الحكم أي الحكم الزاهر الواضح و روضة الحلم أي الحلم الواسع النزه الأنيق و الشنئان البغض و هذا الحديث أورده السيد رضي الدين طاب ثراه في كتاب نهج البلاغة على اختلاف في بعض ألفاظه و حذف لبعض فقراته و أردفه بذكر دعائم الكفر و الشك كما يأتي ذكره و أورد بدل معرفة العبرة موعظة العبرة و بدل غامض الفهم غائص الفهم بالصاد المهملة و بدل غمر العلم غور العلم و بدل روضة الحلم رساخة الحلم قال فمن فهم علم غور العلم و من علم غور العلم صدر عن شرائع الحكم و ذكر المنافقين مكان الفاسقين:

"الاشفاق "خوف، "سلا" کسی چیز کے بارے میں وہ بھول گیا تھا، اس لیے اس کا دل بہلایا گیا۔ "تبصرة الفطنة "اسے کسی چیز سے آگاہ کریں۔ "تأوّل "حکمت کی تشریح کی جاتی ہے یعنی اس پر غور وفکر کر کے اسے بے نقاب کرنا۔ "معرفة العبرة "یعنی یہ علم کہ کسی چیز کو کس طرح سمجھنا چاہیے یعنی اس سے سیکھنا اور اس سے اس چیز کو منتقل کرنا جو اس کے لیے مناسب ہو۔ "للتي هي اقوم "یعنی وہ راستہ جو تمام راستوں میں سب سے زیادہ سیدھا، "غامض الفهم "صاد کے ساتھ مھملہ، یعنی مبہم، گہرائی میں، پھرتی ہوئی سمجھ۔ "غمر العلم "یعنی بہت زیادہ علم کا ہونا، "زهرة الحكم "یعنی واضح ترین، "روضة الحلم "کوئی خواب کشادہ پھیلنے والا خوبصورت۔ "الشنان "بغض ونفرت، یہ وہ حدیث ہے جس کو سیّد رضی الدین نے اپنی کتاب نہج البلاغ میں اس کے بعض الفاظ کے اختلاف کے ساتھ اور اس کے بعض جملوں کو حذف کرنے کے ساتھ بعنون "ذکر دعائم الکفر والشك" وارد کیا جیسا کہ اس کا ذکر آئے گا اور انہوں نے "معرف" "العبرة" کی جگہ "موعظة العبرة" اور "غامض الفهم" کی جگہ "غائص الفهم "صاد کے ساتھ مھملہ اور "غمر العلم "کی جگہ "غور العلم "اور "روضة الحلم "کی جگہ "رساخة الحلم "درج کیا۔

انہوں نے بیان کیا:

فمن فهم علم غور العلم و من علم غور العلم صدر عن شرائع الحكم

پس جس نے علم کی گہرائیوں کے علم کو سمجھا اور جس نے علم کی گہرائیوں کو جانا اس نے حکمت کے قوانین کو صادر کیا۔

انہوں نے "فاسقین" کی جگہ "منافقین" کا لفظ درج کیا۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے۔ [1]

5/1732 الکافی،۱/۱/۴۵/۲ العدۃ عن البرقی عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا رَفَعَهُ قَالَ قَالَ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : لَأَنْسُبَنَّ اَلْإِسْلاَمَ نِسْبَةً لاَ يَنْسُبُهُ أَحَدٌ قَبْلِي وَ لاَ يَنْسُبُهُ أَحَدٌ بَعْدِي إِلاَّ بِمِثْلِ ذَلِكَ إِنَّ اَلْإِسْلاَمَ هُوَ اَلتَّسْلِيمُ وَ اَلتَّسْلِيمَ هُوَ اَلْيَقِينُ وَ اَلْيَقِينَ هُوَ اَلتَّصْدِيقُ وَ اَلتَّصْدِيقَ هُوَ اَلْإِقْرَارُ وَ اَلْإِقْرَارَ هُوَ اَلْعَمَلُ وَ اَلْعَمَلَ هُوَ اَلْأَدَاءُ إِنَّ اَلْمُؤْمِنَ لَمْ يَأْخُذْ دِينَهُ عَنْ رَأْيِهِ وَ لَكِنْ أَتَاهُ مِنْ رَبِّهِ فَأَخَذَهُ إِنَّ اَلْمُؤْمِنَ يُرَى يَقِينُهُ فِي عَمَلِهِ وَ اَلْكَافِرَ يُرَى إِنْكَارُهُ فِي عَمَلِهِ فَوَ اَلَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا عَرَفُوا أَمْرَهُمْ فَاعْتَبِرُوا إِنْكَارَ اَلْكَافِرِينَ وَ اَلْمُنَافِقِينَ بِأَعْمَالِهِمُ اَلْخَبِيثَةِ۔

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: میں اسلام کو اس طرح بیان کروں گا جو مجھ سے پہلے کوئی نہ کرسکا اور نہ ہی میرے بعد کرے گا، سوائے اس کے جس طرح میری وضاحت ہے: اسلام تسلیم ہے، تسلیم یقین ہے۔ یقین تصدیق ہے، تصدیق اقرار ہے، اقرار عمل ہے، عمل ادائیگی ہے۔ مومن اپنے مذہب کو اپنی ذاتی رائے سے نہیں لیتا بلکہ یہ اس کے رب کی طرف سے آتا ہے اور وہ اسے قبول کرتا ہے۔ مومن اپنے عمل میں اپنا یقین پاتا ہے جبکہ ایک کافر اپنے کاموں میں اپنا رد پاتا ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے؛ انہوں نے اپنا مقصد نہیں پہچانا پس کافروں اور منافقین کے غلیظ کاموں سے عبرت حاصل کریں۔ [2]

بیان:

أريد بالإسلام هاهنا الإيمان لا معناه الأعم ألا ترى إلى قوله إن المؤمن لم يأخذ دينه عن رأيه و قوله إن المؤمن يرى يقينه في عمله

یہاں پر اسلام سے ایمان مراد لیا گیا ہے نا کہ اس کا عام معنی، کیا آپ نے اس قول کی طرف غور نہیں کیا کہ جس میں بیان کیا گیا:

إنّ المؤمن لم يأخذ دينه رأيه

"بیشک مؤمن اپنے دین کو اپنی رائے سے نہیں لیتا"

[1] مرآۃ العقول: ۷/ ۳۱۳

[2] المحاسن: ۱/ ۲۲۲؛ بحار الانوار: ۶۵/ ۳۱۱؛ مشکاۃ الانوار: ۳۸؛ وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۱۸۳ ح ۲۰۲۳۱

ایک قول یہ ہے:

إنّ المؤمن یری یقینه فی عمله

''بیشک مؤمن کا یقین اس کے عمل نظر آتا ہے''

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مرفوع ہے۔ [1]

6/1733 الکافی، ۱/۲/۴۶/۲ عَنْهُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ اَلْقَاسِمِ الکافی، 2/ 46/ 2/ 1 عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مَعْبَدٍ عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ اَلْقَاسِمِ عَنْ مُدْرِكِ بْنِ عَبْدِ اَلرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: اَلْإِسْلاَمُ عُرْيَانٌ فَلِبَاسُهُ اَلْحَيَاءُ وَ زِينَتُهُ اَلْوَقَارُ وَ مُرُوءَتُهُ اَلْعَمَلُ اَلصَّالِحُ وَ عِمَادُهُ اَلْوَرَعُ وَ لِكُلِّ شَيْءٍ أَسَاسٌ وَ أَسَاسُ اَلْإِسْلاَمِ حُبُّنَا أَهْلَ اَلْبَيْتِ.

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اسلام عریاں (ننگا) ہے، اس کا لباس شرم وحیا ہے، اس کی زینت وقار ہے، اس کی مروت (مردانگی) نیک عمل ہے، اس کا ستون ورع (پرہیزگاری) ہے اور ہر چیز کی کوئی اساس ہوتی ہے اور اسلام کی اساس ہم اہل بیت کی محبت ہے۔ [2]

تحقیق اسناد:

حدیث دونوں سندوں سے ضعیف ہے [3] لیکن میرے نزدیک دونوں سندیں مدرک بن عبدالرحمٰن کی وجہ سے مجہول، ہیں اور عبداللہ بن قاسم کامل الزیارات کا راوی ہے۔ لہٰذا ہم توثیق کو تضعیف پر ترجیح دیتے ہیں۔ (واللہ اعلم)

7/1734 الکافی، ۱/۳/۴۶/۲ العدة عن أحمد عَنْ عَبْدِ اَلْعَظِيمِ بْنِ عَبْدِ اَللَّهِ اَلْحَسَنِيِّ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ اَلثَّانِي عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ صَلَوَاتُ اَللَّهِ عَلَيْهِمْ قَالَ قَالَ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: إِنَّ اَللَّهَ خَلَقَ اَلْإِسْلاَمَ فَجَعَلَ لَهُ عَرْصَةً وَ جَعَلَ

---

[1] مرآۃ العقول: ۷/ ۲۸۲

[2] المحاسن: ۱/ ۲۸۶؛ شرح الاخبار: ۳/ ۸؛ امالی صدوق: ۲۶۸؛ روضۃ الواعظین: ۲/ ۲۶۰؛ مشکاۃ الانوار: ۸۷ و ۲۳۳؛ وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۱۸۳؛ بحار الانوار: ۶۵/ ۲۸۱ و ۳۳۳

[3] مرآۃ العقول: ۷/ ۲۸۸

لَهُ نُوراً وَ جَعَلَ لَهُ حِصْناً وَ جَعَلَ لَهُ نَاصِراً فَأَمَّا عَرْصَتُهُ فَالْقُرْآنُ وَ أَمَّا نُورُهُ فَالْحِكْمَةُ وَ أَمَّا حِصْنُهُ فَالْمَعْرُوفُ وَ أَمَّا أَنْصَارُهُ فَأَنَا وَ أَهْلُ بَيْتِي وَ شِيعَتُنَا فَأَحِبُّوا أَهْلَ بَيْتِي وَ شِيعَتَهُمْ وَ أَنْصَارَهُمْ فَإِنَّهُ لَمَّا أُسْرِيَ بِي إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَنَسَبَنِي جَبْرَئِيلُ عَلَيْهِ السَّلاَمُ لِأَهْلِ السَّمَاءِ اسْتَوْدَعَ اللَّهُ حُبِّي وَ حُبَّ أَهْلِ بَيْتِي وَ شِيعَتِهِمْ فِي قُلُوبِ الْمَلاَئِكَةِ فَهُوَ عِنْدَهُمْ وَدِيعَةٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ثُمَّ هَبَطَ بِي إِلَى أَهْلِ الْأَرْضِ فَنَسَبَنِي إِلَى أَهْلِ الْأَرْضِ فَاسْتَوْدَعَ اللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ حُبِّي وَ حُبَّ أَهْلِ بَيْتِي وَ شِيعَتِهِمْ فِي قُلُوبِ مُؤْمِنِي أُمَّتِي فَمُؤْمِنُو أُمَّتِي يَحْفَظُونَ وَدِيعَتِي فِي أَهْلِ بَيْتِي إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ أَلاَ فَلَوْ أَنَّ الرَّجُلَ مِنْ أُمَّتِي عَبَدَ اللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ عُمُرَهُ أَيَّامَ الدُّنْيَا ثُمَّ لَقِيَ اللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ مُبْغِضاً لِأَهْلِ بَيْتِي وَ شِيعَتِي مَا فَرَّجَ اللَّهُ صَدْرَهُ إِلاَّ عَنِ النِّفَاقِ.

حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک! اللہ نے اسلام کو خلق کیا۔ پھر اس کے لیے صحن، نور، قلعہ اور مددگار بنائے۔ پس اس کا صحن قرآن ہے اور اس کا نُور حکمت ہے اور اس کا قلعہ نیکی کرنا ہے اور اس کے مددگار میں اور میرے اہلِ بیت علیہ السلام اور ہمارے شیعہ ہیں۔ پس تم لوگ میرے اہلِ بیت علیہ السلام اور ان کے شیعوں سے محبت رکھو اور ان کے مددگار بنو کیونکہ جب مجھے معراج کے لیے آسمان پر لے جایا گیا اور جبرئیل علیہ السلام نے آسمانی مخلوق کے سامنے میرا نسب بیان کیا اور اللہ نے میری، میرے اہلِ بیت علیہ السلام اور ان کے شیعوں کی محبت ملائکہ کے دلوں میں ودیعت فرمائی (یعنی بطور امانت رکھی) تو یہ محبت ان کے پاس قیامت کے دن تک بطور امانت موجود ہے۔

پھر میں زمین پر اُترا تو جبرئیل علیہ السلام نے زمین کی مخلوق کے سامنے میرا نسب بیان کیا اور اللہ نے میری، میرے اہلِ بیت علیہ السلام اور ان کے شیعوں کی محبت زمین کی مخلوق کے دلوں میں ودیعت فرمائی۔ پس میری اُمت میں سے مومنین قیامت کے دن تک میرے اہلِ بیت علیہ السلام کے متعلق میری اس امانت کی حفاظت کریں گے۔ اگر میری اُمت میں سے کوئی شخص دنیا کے دنوں کی تعداد کے برابر عبادت کرے پھر وہ اس حالت میں اللہ عزوجل کی بارگاہ میں پیش ہو کہ میرے اہلِ بیت علیہ السلام اور ان کے شیعوں سے بُغض و کینہ رکھتا ہو تو اللہ اس کا سینہ نفاق کے سوا کسی

https://www.shiabookspdf.com

چیز کے لیے نہیں کھولے گا۔[1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند حسن کالصحیح ہے بلکہ میرے (یعنی علامہ مجلسی کے) نزدیک صحیح ہے[2] اور میرے نزدیک بھی حدیث صحیح ہے۔ (واللہ اعلم)

۱۲۔ باب فضل الایمان علی الاسلام و التقوی علی الایمان الیقین علی التقوی

باب: اسلام پر ایمان کی، ایمان پر تقویٰ کی اور تقویٰ پر یقین کی فضیلت

1/1735 الکافی، ۱/۲/۵۱/۲ العدة عن سهل و الاثنان عَنِ الْوَشَّاءِ عَنْ أَبِي الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ: اَلْإِيمَانُ فَوْقَ الْإِسْلاَمِ بِدَرَجَةٍ وَ التَّقْوَى فَوْقَ الْإِيمَانِ بِدَرَجَةٍ وَ الْيَقِينُ فَوْقَ التَّقْوَى بِدَرَجَةٍ وَ مَا قُسِمَ فِي النَّاسِ شَيْءٌ أَقَلُّ مِنَ الْيَقِينِ۔

وشاء سے روایت ہے کہ میں نے امام علی رضاؑ سے سنا، آپؑ فرماتے تھے: ایمان اسلام سے ایک درجے اوپر ہے، تقویٰ یقین سے ایک درجہ اوپر ہے، یقین تقویٰ سے ایک درجہ اوپر ہے اور لوگوں میں یقین سے کم کسی چیز کو تقسیم نہیں کیا گیا۔[3]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف علی المشہور معتبر ہے[4] اور میرے نزدیک حدیث کی ایک سند موثق ہے کیونکہ اس میں سہل غیر امامی ہے مگر ثقہ ہے اور دوسری سند حسن ہے کیونکہ معلی ثقہ ثابت ہے۔ (واللہ اعلم)۔

2/1736 الکافی، ۱/۶/۵۲/۲ محمد عن ابن عیسی عن البزنطی عن الرضا ع مثله۔

---

[1] بیج رۃ المصطفیٰ (مترجم): ۳۱۸ ح ۲۹۹ مطبوعہ تراب پبلیکیشنز لاہور۔ بحار الانوار: ۶۵/ ۳۴۱؛ تفسیر نور الثقلین: ۳/ ۱۲۹؛ تفسیر کنز الدقائق: ۷/ ۴۴۳؛ عوالم العلوم: ۲۳/ ۱۶۸؛ وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۱۸۴ ح ۲۰۲۳۳؛ مکیال المکارم: ۱/ ۳۶۳

[2] مرآۃ العقول: ۷/ ۲۸۹

[3] بحار الانوار: ۶۷/ ۱۳۶ و ۱۳۹؛ مسند الامام الکاظمؑ: ۱/ ۳۸۵؛ تفسیر صراط المستقیم: ۴/ ۱۷۰

[4] مرآۃ العقول: ۷/ ۳۲۵

البزنطی سے امام علی رضاعلیہ السلام سے اسی کے مثل روایت کی ہے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے۔ [2]

3/1737 الکافی، ۱/۵/۵۲/۲ عَلِیُّ بْنُ إِبْرَاهِیمَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِیسَی عَنْ یُونُسَ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا اَلْحَسَنِ اَلرِّضَا عَلَیْهِ اَلسَّلاَمُ عَنِ اَلْإِیمَانِ وَ اَلْإِسْلاَمِ فَقَالَ قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَیْهِ اَلسَّلاَمُ إِنَّمَا هُوَ اَلْإِسْلاَمُ وَ اَلْإِیمَانُ فَوْقَهُ بِدَرَجَةٍ وَ اَلتَّقْوَی فَوْقَ اَلْإِیمَانِ بِدَرَجَةٍ وَ اَلْیَقِینُ فَوْقَ اَلتَّقْوَی بِدَرَجَةٍ وَ لَمْ یُقْسَمْ بَیْنَ اَلنَّاسِ شَیْءٌ أَقَلُّ مِنَ اَلْیَقِینِ قَالَ قُلْتُ فَأَیُّ شَیْءٍ اَلْیَقِینُ قَالَ اَلتَّوَکُّلُ عَلَی اَللَّهِ وَ اَلتَّسْلِیمُ لِلَّهِ وَ اَلرِّضَا بِقَضَاءِ اَللَّهِ وَ اَلتَّفْوِیضُ إِلَی اَللَّهِ قُلْتُ فَمَا تَفْسِیرُ ذَلِكَ قَالَ هَکَذَا قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَیْهِ اَلسَّلاَمُ ۔

یونس سے روایت ہے کہ میں نے امام علی رضاعلیہ السلام سے ایمان اور اسلام کے بارے میں پوچھا تو آپؑ نے فرمایا: امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ایمان اسلام سے ایک درجہ بلند ہے، تقویٰ ایمان سے ایک درجہ بلند ہے اور یقین تقویٰ سے ایک درجہ بلند ہے اور لوگوں کے درمیان یقین سے کم تر کوئی چیز تقسیم نہیں کی گئی۔

میں نے عرض کیا: یقین کیا چیز ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اللہ پر توکل، اللہ کے لیے سر تسلیم خم، اللہ کی قضا پر راضی ہونا اور اپنے اُمور اللہ کے سپرد کر دینا۔

میں نے عرض کیا: اس کی تفسیر کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: امام ابوجعفر علیہ السلام نے ایسے ہی بیان فرمایا ہے۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے۔ [4]

4/1738 الکافی، ۱/۴/۵۲/۲ العدۃ عن البرقی عَنْ أَبِیهِ عَنْ هَارُونَ بْنِ اَلْجَهْمِ أَوْ غَیْرِهِ عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبَانٍ اَلْکَلْبِیِّ عَنْ عَبْدِ اَلْحَمِیدِ اَلْوَاسِطِیِّ عَنْ أَبِی بَصِیرٍ قَالَ قَالَ لِی أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَیْهِ اَلسَّلاَمُ : یَا أَبَا

---

[1] گزشتہ حدیث کا حاشیہ دیکھیے۔

[2] مرأۃ العقول: ۷/ ۳۲۸؛ اخلاق محمدی ریشہری: ۸۵

[3] المؤمن: ۲۳؛ مشکاۃ الانوار: ۱۱؛ بحار الانوار: ۶۷/ ۱۳۸ و ۱۸۰؛ التمحیص: ۶۳ ح ۱۴۵

[4] مرأۃ العقول: ۷/ ۳۲۷؛ خود رابسازیم محسنی: ۷۲

مُحَمَّدٍ اَلْإِسْلاَمُ دَرَجَةٌ قَالَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ وَ اَلْإِيمَانُ عَلَى اَلْإِسْلاَمِ دَرَجَةٌ قَالَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ وَ اَلتَّقْوَى عَلَى اَلْإِيمَانِ دَرَجَةٌ قَالَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ وَ اَلْيَقِينُ عَلَى اَلتَّقْوَى دَرَجَةٌ قَالَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَمَا أُوتِيَ اَلنَّاسُ أَقَلَّ مِنَ اَلْيَقِينِ وَ إِنَّمَا تَمَسَّكْتُمْ بِأَدْنَى اَلْإِسْلاَمِ فَإِيَّاكُمْ أَنْ يَنْفَلِتَ مِنْ أَيْدِيكُمْ.

ابوبصیر سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق نے مجھ سے فرمایا: اے ابومحمد! کیا اسلام ایک درجہ ہے؟

میں نے عرض کیا: جی ہاں۔

آپؑ نے فرمایا: کیا ایمان اسلام سے ایک درجہ بلند ہے؟

میں نے عرض کیا: جی ہاں۔

آپؑ نے فرمایا: کیا تقویٰ ایمان سے ایک درجہ بلند ہے؟

میں نے عرض کیا: جی ہاں۔

آپؑ نے فرمایا: کیا یقین تقویٰ پر ایک درجہ بلند ہے؟

میں نے عرض کیا: جی ہاں۔

آپؑ نے فرمایا: یقین سے کم تر کوئی چیز لوگوں میں تقسیم نہیں کی گئی اور تم اسلام کے ادنیٰ درجہ سے تمسک رکھو پس بچو اس سے کہ وہ تمہاری ہاتھوں سے چلا جائے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے۔ [2]

5/1739 الکافی، ۲/۵۱/۱/۱ القمی عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَالِمٍ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ اَلنَّضْرِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شِمْرٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ لِي أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ: يَا أَخَا جُعْفٍ إِنَّ اَلْإِيمَانَ أَفْضَلُ مِنَ اَلْإِسْلاَمِ وَ إِنَّ اَلْيَقِينَ أَفْضَلُ مِنَ اَلْإِيمَانِ وَ مَا مِنْ شَيْءٍ أَعَزُّ مِنَ اَلْيَقِينِ.

جابر سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اے جعف کے بھائی! ایمان اسلام سے افضل ہے، یقین ایمان سے افضل ہے اور یقین سے زیادہ قابل قدر کوئی چیز نہیں ہے۔ [3]

---

[1] بحارالانوار: ۶۷/ ۱۳۷؛ مسند ابوبصیر: ۱/ ۵۶۰؛ دارالسلام نوری: ۳/ ۲۳۷

[2] مرآۃ العقول: ۷/ ۳۲۶

[3] بحارالانوار: ۶۷/ ۱۳۵؛ المحجۃ البیضاء: ۱/ ۲۸۰؛ مسند الامام الصادق: ۵/ ۱۶۵؛ مشکوۃ الانوار: ۳۶

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث محمد بن سالم کی وجہ سے مجہول ہے اور عمرو بن شمر ثقہ ثابت ہے جس کے دلائل کئی جگہ پر درج کیے جا چکے ہیں۔(واللہ اعلم)۔

6/1740 الکافی،۲/۵۲/۳/۱ محمد عن ابن عیسی عن السراد عَنْ عَلِيِّ بْنِ رِئَابٍ عَنْ حُمْرَانَ بْنِ أَعْيَنَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: إِنَّ اَللَّهَ فَضَّلَ اَلْإِيمَانَ عَلَى اَلْإِسْلاَمِ بِدَرَجَةٍ كَمَا فَضَّلَ اَلْكَعْبَةَ عَلَى اَلْمَسْجِدِ اَلْحَرَامِ ۔

ترجمہ: حمران بن اعین سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا، آپؑ فرماتے تھے: اللہ تعالیٰ نے ایمان کو اسلام پر ایک درجہ فضیلت دی ہے جس طرح کعبہ کو مسجد حرام پر فضیلت دی ہے۔ [2]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند حسن ہے [3] لیکن میرے نزدیک حدیث صحیح ہے۔(واللہ اعلم)۔

۱۳۔باب حقيقة الايمان و اليقين

باب: ایمان اور یقین کی حقیقت

1/1741 الکافی،۲/۵۲/۴/۱ الأربعة عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ صَلَوَاتُ اَللَّهِ عَلَيْهِ: إِنَّ عَلَى كُلِّ حَقٍّ حَقِيقَةً وَ عَلَى كُلِّ صَوَابٍ نُوراً ۔

ترجمہ: امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: ہر سچائی پر یقیناً ایک حقیقت ہے اور ہر صواب (صحیح مسئلے) پر ایک نور ہے۔ [4]

بیان:

أريد بالحقيقة ما يثبت به الشيء و يتضح كما يظهر من الأخبار الآتية و النور ما يظهر به

---

[1] مرآۃ العقول:۷/۳۲۴

[2] تفسیر القمی:۱/۹۹؛ نزھۃ الناظر:۱۰۵؛ تفسیر البرہان:۱/۶۰۵؛ بحار الانوار:۶۵/۲۶۰و۲۶۴؛ مسند الامام الباقرؑ:۲/۱۸۰

[3] مرآۃ العقول:۷/۳۲۶

[4] تفسیر العیاشی:۱/۸؛ رسالہ فی المہر:۳۰؛ المحاسن:۱/۳۲۶؛ امالی صدوق:۳۶۷؛ مشکوۃ الانوار:۱۵۶؛ بحار الانوار:۲/۱۶۵؛ وسائل الشیعہ:۲۷/۱۰۹ ح۳۳۳۴۳؛ تفسیر البرہان:۱/۶۷؛ مستدرک الوسائل:۱۷/۳۲۵؛ مجمع البحرین:۵/۱۳۹؛ مسند الامام الصادقؑ:۷/۳۹

الشیء و قد مضی ھذا الحدیث فی الجزء الاول عن النبی ص مع ذیل له

حقیقت سے مراد وہ چیز ہے کہ جس کے ذریعہ کسی شیء کو ثابت کیا جائے اور اس کی وضاحت کی جائے جیسا کہ آگے آنے والی اخبار میں بیان ہوگا اور نور سے مراد وہ شیء ہے جس کے ذریعہ کسی چیز کو ظاہر کیا جائے اور بیشک یہ حدیث پہلے جزء میں گزر چکی ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے[1] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق ہے اور اس سند کو علماء کی ایک جماعت نے موثق قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے جلد اول حدیث نمبر 13 کی طرف رجوع کیجیے۔ (واللہ علم)

2/1742 الکافی، ۱/۱/۵۲/۲ العدۃ عن البرقی عن ابن بزیع عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُذَافِرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: بَيْنَا رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ إِذْ لَقِيَهُ رَكْبٌ فَقَالُوا اَلسَّلاَمُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اَللَّهِ فَقَالَ مَا أَنْتُمْ فَقَالُوا نَحْنُ مُؤْمِنُونَ يَا رَسُولَ اَللَّهِ قَالَ فَمَا حَقِيقَةُ إِيمَانِكُمْ قَالُوا اَلرِّضَا بِقَضَاءِ اَللَّهِ وَ اَلتَّفْوِيضُ إِلَى اَللَّهِ وَ اَلتَّسْلِيمُ لِأَمْرِ اَللَّهِ فَقَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ عُلَمَاءُ حُكَمَاءُ كَادُوا أَنْ يَكُونُوا مِنَ اَلْحِكْمَةِ أَنْبِيَاءَ فَإِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ فَلاَ تَبْنُوا مَا لاَ تَسْكُنُونَ وَ لاَ تَجْمَعُوا مَا لاَ تَأْكُلُونَ وَ اِتَّقُوا اَللَّهَ اَلَّذِي إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ.

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک سفر میں سواروں کا ایک گروہ آپؐ سے ملنے آیا تو ان لوگوں نے کہا: السلام علیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!

آپؐ نے فرمایا: تم لوگ کون ہو؟

انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم مومنین ہیں۔

آپؐ نے فرمایا: تم لوگوں کے ایمان کی حقیقت کیا ہے؟

انہوں نے عرض کیا: قضائے الٰہی پر راضی رہنا، اپنے کاموں کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دینا اور حکم خدا کے سامنے سر تسلیم خم کرنا۔

آپؐ نے فرمایا: علماء اور حکماء قریب تھا کہ اپنی حکمت کی وجہ سے انبیاء ہو جاتے پس اگر تم جو کہتے ہو وہ سچ ہے تو پھر وہ جگہ نہ بناؤ جسے تم گھر کے طور پر استعمال نہیں کرتے، جو کھاتے نہیں ہو اسے جمع نہ کرو اور اللہ کے حضور تقویٰ

[1] مرآۃ العقول: ۷/۳۳۷

https://www.shiabookspdf.com

اختیار کرو جس کی طرف تم لوٹو گے۔ [1]

بیان:

الحلم بالکسر العقل و منه قوله تعالی أَمْ تَأْمُرُهُمْ أَحْلَامُهُمْ

"الحلم" کسرہ کے ساتھ، اس سے مراد عقل ہے جیسا کہ اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

أَمْ تَأْمُرُهُمْ أَحْلَامُهُمْ

"یا ان کو ان کی عقلیں حکم دیتی ہیں۔ (سورہ الطور: ۳۲)۔"

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے لیکن اس کا مضمون صحیح سند کے ساتھ گزر چکا ہے۔ [2]

3/1743 الکافی، ۲/۴۸/۴/۱ البرقی عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْجَعْفَرِيِّ عَنْ أَبِي الْحَسَنِ الرِّضَا عَنْ أَبِيهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: رَفَعَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ قَوْمٌ فِي بَعْضِ غَزَوَاتِهِ فَقَالَ مَنِ الْقَوْمُ فَقَالُوا مُؤْمِنُونَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ وَ مَا بَلَغَ مِنْ إِيمَانِكُمْ قَالُوا الصَّبْرُ عِنْدَ الْبَلَاءِ وَ الشُّكْرُ عِنْدَ الرَّخَاءِ وَ الرِّضَا بِالْقَضَاءِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ حُلَمَاءُ عُلَمَاءُ كَادُوا مِنَ الْفِقْهِ أَنْ يَكُونُوا أَنْبِيَاءَ إِنْ كُنْتُمْ كَمَا تَصِفُونَ فَلَا تَبْنُوا مَا لَا تَسْكُنُونَ وَ لَا تَجْمَعُوا مَا لَا تَأْكُلُونَ وَ اتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ۔

امام علی رضا نے اپنے والد گرامی علیہ السلام سے روایت کی ہے، انہوں نے فرمایا: ایک غزوہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک قوم آئی تو آپ نے ان سے فرمایا: تم کس جماعت سے ہو؟

اُنہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم مومنین ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہارا ایمان کا درجہ کیا ہے؟

اُنہوں نے عرض کیا: بلاؤں اور مصیبتوں پر صبر کرتے ہیں، نعمت کے وقت شکر کرتے ہیں اور اس کی قضاء پر راضی رہتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ بردبار اور علم والے لوگ ہیں۔ قریب ہے کہ اپنے علم و دانش کی وجہ سے انبیاء ہو جائیں۔ اگر تم وہی ہو جو تم کہتے ہو تو ایسی چیز نہ بناؤ جو تم رہائش کے لیے استعمال نہیں کرو گے، جو کچھ نہیں کھاؤ

[1] المحاسن: ۱/۲۲۶؛ معانی الاخبار: ۱۸۷؛ مشکاۃ الانوار: ۱۹؛ بحار الانوار: ۲۸۶/۳۶؛ مستدرک الوسائل: ۱۶۷/۱۲

[2] مرآۃ العقول: ۳۳۱/۷

گے اسے جمع نہ کرو اور اللہ کے حضور تقویٰ اختیار کرو کہ جس کی طرف تمہیں لوٹنا ہے۔ ①

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے۔ ②

4/1744 الکافی،۲/۵۳/۲/۱ محمد عن ابن عیسی و علی عن أبیه جمیعا عن السراد عَنْ أَبِی مُحَمَّدٍ اَلْوَابِشِیِّ وَ إِبْرَاهِیمَ بْنِ مِهْزَمٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَمَّارٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَیْهِ اَلسَّلاَمُ یَقُولُ: إِنَّ رَسُولَ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَیْهِ وَ آلِهِ صَلَّى بِالنَّاسِ اَلصُّبْحَ فَنَظَرَ إِلَى شَابٍّ فِی اَلْمَسْجِدِ وَ هُوَ یَخْفِقُ وَ یَهْوِی بِرَأْسِهِ مُصْفَرّاً لَوْنُهُ قَدْ نَحِفَ جِسْمُهُ وَ غَارَتْ عَیْنَاهُ فِی رَأْسِهِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَیْهِ وَ آلِهِ کَیْفَ أَصْبَحْتَ یَا فُلاَنُ قَالَ أَصْبَحْتُ یَا رَسُولَ اَللَّهِ مُوقِناً فَعَجِبَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَیْهِ وَ آلِهِ مِنْ قَوْلِهِ وَ قَالَ إِنَّ لِکُلِّ یَقِینٍ حَقِیقَةً فَمَا حَقِیقَةُ یَقِینِکَ فَقَالَ إِنَّ یَقِینِی یَا رَسُولَ اَللَّهِ هُوَ اَلَّذِی أَحْزَنَنِی وَ أَسْهَرَ لَیْلِی وَ أَظْمَأَ هَوَاجِرِی فَعَزَفَتْ نَفْسِی عَنِ اَلدُّنْیَا وَ مَا فِیهَا حَتَّى کَأَنِّی أَنْظُرُ إِلَى عَرْشِ رَبِّی وَ قَدْ نُصِبَ لِلْحِسَابِ وَ حُشِرَ اَلْخَلاَئِقُ لِذَلِکَ وَ أَنَا فِیهِمْ وَ کَأَنِّی أَنْظُرُ إِلَى أَهْلِ اَلْجَنَّةِ یَتَنَعَّمُونَ فِی اَلْجَنَّةِ وَ یَتَعَارَفُونَ وَ عَلَى اَلْأَرَائِکِ مُتَّکِئُونَ وَ کَأَنِّی أَنْظُرُ إِلَى أَهْلِ اَلنَّارِ وَ هُمْ فِیهَا مُعَذَّبُونَ مُصْطَرِخُونَ وَ کَأَنِّی اَلْآنَ أَسْمَعُ زَفِیرَ اَلنَّارِ یَدُورُ فِی مَسَامِعِی فَقَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَیْهِ وَ آلِهِ لِأَصْحَابِهِ هَذَا عَبْدٌ نَوَّرَ اَللَّهُ قَلْبَهُ بِالْإِیمَانِ ثُمَّ قَالَ لَهُ اِلْزَمْ مَا أَنْتَ عَلَیْهِ فَقَالَ اَلشَّابُّ اُدْعُ اَللَّهَ لِی یَا رَسُولَ اَللَّهِ أَنْ أُرْزَقَ اَلشَّهَادَةَ مَعَکَ فَدَعَا لَهُ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَیْهِ وَ آلِهِ فَلَمْ یَلْبَثْ أَنْ خَرَجَ فِی بَعْضِ غَزَوَاتِ اَلنَّبِیِّ صَلَّى اَللَّهُ عَلَیْهِ وَ آلِهِ فَاسْتُشْهِدَ بَعْدَ تِسْعَةِ نَفَرٍ وَ کَانَ هُوَ اَلْعَاشِرَ ـ

(ترجمہ) اسحاق بن عمار سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ فرما رہے تھے: ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو صبح کی نماز پڑھانے کے بعد مسجد میں ایک نوجوان کی طرف دیکھا جس کا سر جھکا ہوا تھا۔ وہ پیلا اور پتلا لگ رہا تھا اور اس کی آنکھیں اس کے سر میں دھنسی ہوئی تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے فلاں! تو نے آج صبح کیسے کی ہے؟

---

① المومن: ۶۱؛ مشکاۃ الانوار: ۳۴؛ بحار الانوار: ۲۲/ ۱۳۴ و ۶۴/ ۲۸۴ و ۶۸/ ۱۵۳؛ التمحیص: ۶۱ ح ۱۳۷؛ مسند الامام الباقرؑ: ۱/ ۱۸۶

② مرآۃ العقول: ۷/ ۲۹۷

https://www.shiabookspdf.com

اس نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں نے صبح یقین پر کی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے قول پر تعجب کیا اور فرمایا: ہر یقین کی کوئی حقیقت ہوتی ہے۔ تیرے یقین کی حقیقت کیا ہے؟

اس نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میرے یقین نے مجھے غمگین کیا ہوا ہے۔ راتوں کی بیداری اور پانی کی پیاس میں مبتلا کیا ہوا ہے، دنیا اور جو کچھ اس میں ہے اس سے مجھے بے رغبت کر دیا ہے یہاں تک کہ میں اپنے ربّ کے عرش کو دیکھ رہا ہوں کہ حساب و کتاب کا میزان نصب شدہ ہے اور تمام مخلوق کو حساب و کتاب کے لیے جمع کیا گیا ہے اور میں ان کے درمیان موجود ہوں۔ میں جنت والوں کو دیکھ رہا ہوں جو خدا کی نعمات سے جنت میں لطف اندوز ہو رہے ہیں اور ایک دوسرے سے تعارف کر رہے ہیں اور وہ تکیوں پر ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے ہیں اور میں جہنم میں اہل جہنم کو بھی دیکھ رہا ہوں جو اس میں عذاب میں مبتلا ہیں اور فریاد کر رہے ہیں اور نالہ و زاری کر رہے ہیں۔ گویا میں آگ کے بھڑکنے کی آواز کو اپنے کانوں سے سن رہا ہوں جو میرے کانوں میں گونج رہی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا: یہ وہ بندہ ہے جس کے دل کو خدا نے ایمان کے نور سے منور کر دیا ہے اور پھر اس بندے سے فرمایا: اس حالت پر ثابت قدم رہو۔

اس نوجوان نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میرے لیے دُعا کریں کہ خدا مجھے آپؐ کے ساتھ جہاد کرتے ہوئے شہادت عطا فرمائے۔

پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے لیے دُعا کی اور کچھ مدت گزری کہ وہ آپؐ کے ساتھ ایک جنگ میں گیا اور نو افراد کی شہادت کے بعد اس کو بھی خدا نے شہادت عطا کر دی اور وہ دسواں شہید قرار پایا۔[1]

بیان:

الخفقة بالخاء المعجمة و الفاء و القاف تحريك الرأس بسبب النعاس و الهاجرة اشتداد الحر نصف النهار و العزوف عن الشيء الزهد فيه و الاصطراخ الاستغاثة و هذا التنوير الذي أشير به في الحديث إنما يحصل بزيادة الإيمان و شدة اليقين فإنهما ينتهيان بصاحبهما إلى أن يطلع على حقائق الأشياء محسوساتها و معقولاتها فينكشف له حجبها و أستارها فيعرفها بعين اليقين على ما هي عليه من غير وصمة ريب أو شائبة شك فيطمئن لها قلبه و يستريح بها

[1] بحارالانوار: ۶۷/ ۱۵۹؛ مشکوٰۃ الانوار: ۱۳؛ المحاسن: ۱/ ۲۵۰؛ مسند الامام الصادقؑ: ۵/ ۱۲۴؛ عین الحیاۃ: ۲۹۲

روحه و هذه هي الحكمة الحقيقية التي من أوتيها فقد أوتي خيرا كثيرا و إليه أشار أمير المؤمنين ع بقوله هجم بهم العلم على حقائق الأمور و باشروا روح اليقين و استلانوا ما استوعره المترفون و أنسوا بما استوحش منه الجاهلون و صحبوا الدنيا بأبدان أرواحها معلقة بالمحل الأعلى أراد ع بما استوعره المترفون يعني المتنعمون رفض الشهوات البدنية و قطع التعلقات الدنيوية و ملازمة الصمت و السهر و الجوع و المراقبة و الاحتراز عما لا يعني و نحو ذلك و إنما يتيسر ذلك بالتجافي عن دار الغرور و الترقي إلى عالم النور و الأنس بالله و الوحشة مما سواه و صيرورة الهموم جميعا هما واحدا و ذلك لأن القلب مستعد لأن يتجلى فيه حقيقة الحق في الأشياء كلها من اللوح المحفوظ الذي هو منقوش بجميع ما قضى الله به إلى يوم القيامة و إنما حيل بينه و بينها حجب كنقصان في جوهره أو كدورة تراكمت عليه من كثرة الشهوات أو عدول به عن جهة الحقيقة المطلوبة أو اعتقاد سبق إليه و رسخ فيه على سبيل التقليد و القبول بحسن الظن أو جهل بالجهة التي منها يقع العثور على المطلوب و إلى بعض هذه الحجب أشير في الحديث النبوي لو لا أن الشياطين يحومون على قلوب بني آدم لنظروا إلى ملكوت السماء ص سرية فبعثه فيها فقاتل فقتل تسعة أو ثمانية ثم قتل

❂ ''الخفقة'' خاء معجمہ کے ساتھ، فاء اور قاف کے ساتھ، یعنی غنودگی کی وجہ سے سر ہلانا۔ ''الهاجرة'' دن کے وسط میں گرمی کی شدت بڑھ جاتی ہے اور کسی چیز سے پرہیز کرنا اس میں پرہیز گاری ہے۔ ''الاصطراخ'' فریاد کرنا اور یہ وہ روشن خیالی ہے جس کی طرف اس حدیث میں اشارہ کیا گیا ہے:

إنما يحصل بزيادة الإيمان و شدة اليقين فإنهما ينتهيان بصاحبهما إلى أن يطلع على حقائق الأشياء محسوساتها و معقولاتها فينكشف له حجبها و أستارها فيعرفها بعين اليقين على ما هي عليه من غير وصمة ريب أو شائبة شك فيطمئن لها قلبه و يستريح بها روحه و هذه هي الحكمة الحقيقية التي من أوتيها فقد أوتي خيرا كثيرا

یہ صرف ایمان کے بڑھنے اور یقین کی شدت کے ساتھ ہوتا ہے کیونکہ وہ اپنے مالک پر ختم ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ وہ چیزوں کی حقیقتوں، ان کے باشعور اور فہم وفراست سے واقف ہو جاتا ہے پھر اس کے پردے اور پردے اس پر آشکار ہو جاتے ہیں تو وہ ان کو جانتا ہے۔ وہ جو کچھ ہیں اس پر یقین کے ساتھ، بغیر کسی شک وشبہ کے تو اس کے دل کو ان سے تسلی ملتی ہے اور اس کی روح ان کے ساتھ رہتی ہے، اور یہی حقیقی حکمت ہے، جس کو یہ

https://www.shiabookspdf.com

دیا گیا اسے بہت زیادہ بھلائی ملی۔

اس کی طرف امیر المؤمنین علیہ السلام نے اپنے فرمان میں اشارہ کیا ہے:

هجم بهم العلم على حقائق الأمور و بأشروا روح اليقين و استلانوا ما استوعره المترفون و أنسوا بما استوحش منه الجاهلون و صحبوا الدنيا بأبدان أرواحها معلقة بالمحل الأعلى

علم نے ان کے ذریعہ حقائق الامور پر منطبق ہوا اور انہوں نے یقین کی روح کو شروع کیا اور انہوں نے وہ چیز تلاش کی جس سے امیر ڈرتے تھے اور وہ بھول گئے کہ جاہل کس چیز سے نفرت کرتے تھے اور وہ دنیا کے ساتھ ایسے جسموں کے ساتھ چلے گئے جن کی روحیں ہیں۔ سب سے اونچے مقام سے منسلک ہیں۔ اس جملے "ما استوعره المترفون" سے امام علیہ السلام مراد یہ ہے کہ جو لوگ اپنے آپ سے لطف اندوز ہوتے ہیں ان کا مطلب ہے جسمانی خواہشات کا رد کرنا، دنیاوی لگاؤوں کو توڑنا، خاموش رہنا، چوکنا رہنا، بھوک لگانا، دیکھنا، اور جس چیز کا مطلب نہیں اس سے محتاط رہنا وغیرہ۔ وہ ایک ہیں اور وہ اس لیے کہ دل اس لیے تیار ہے کہ اس میں ہر چیز میں حق کی سچائی ظاہر ہو جائے جو محفوظ شدہ تختی سے ہے جس میں ان تمام چیزوں کے ساتھ لکھا ہوا ہے جو اللہ تعالیٰ نے قیامت تک کے لیے لکھی ہیں لیکن وہاں صرف ایک ہے۔ اس کے درمیان اور ان کے درمیان رکاوٹ جیسے اس کے مادہ میں کمی یا خواہشات کی کثرت سے اس پر جمع ہونے والے چکر کے طور پر یا اس کا اس سے منہ موڑنا، مطلوبہ سچائی کی سمت یا ایسا عقیدہ جو پہلے ہی قائم ہو چکا ہے۔ اس میں تقلید اور نیک نیتی کی قبولیت یا اس سمت سے لاعلمی جس سے مطلوبہ تلاش واقع ہے۔

اس میں سے بعض حجابات کی طرف اس حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ میں اشارہ ہے:

لَوْلَا أَنَّ الشَّيَاطِينَ يَحُومُونَ عَلَى قُلُوبِ بَنِي آدَمَ لَنَظَرُوا إِلَى مَلَكُوتِ السَّمَاءِ

اگر شیاطین اولادِ آدم علیہ السلام کے دلوں پر مسلّط نہ ہوتے تو یقیناً وہ (اولادِ آدم علیہ السلام) آسمانوں کے ملکوت کا نظارہ کرتے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند موثق ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ اسحاق بن عمار کے واقفی ہونے میں کلام ہے بلکہ وہ امامی ہے۔ (واللہ اعلم)۔

[1] مرآۃ العقول: ۷/۳۳۲

5/1745 الکافی، ۱/۳/۵۴/۲ محمد عن أحمد عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ عَنِ ابْنِ مُسْكَانَ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: اِسْتَقْبَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ حَارِثَةَ بْنَ مَالِكِ بْنِ النُّعْمَانِ الْأَنْصَارِيَّ فَقَالَ لَهُ كَيْفَ أَنْتَ يَا حَارِثَةَ بْنَ مَالِكٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مُؤْمِنٌ حَقّاً فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ لِكُلِّ شَيْءٍ حَقِيقَةٌ فَمَا حَقِيقَةُ قَوْلِكَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ عَزَفَتْ نَفْسِي عَنِ الدُّنْيَا فَأَسْهَرَتْ لَيْلِي وَ أَظْمَأَتْ هَوَاجِرِي وَ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى عَرْشِ رَبِّي [وَ] قَدْ وُضِعَ لِلْحِسَابِ وَ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى أَهْلِ الْجَنَّةِ يَتَزَاوَرُونَ فِي الْجَنَّةِ وَ كَأَنِّي أَسْمَعُ عُوَاءَ أَهْلِ النَّارِ فِي النَّارِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ عَبْدٌ نَوَّرَ اللَّهُ قَلْبَهُ أَبْصَرْتَ فَاثْبُتْ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ادْعُ اللَّهَ لِي أَنْ يَرْزُقَنِي الشَّهَادَةَ مَعَكَ فَقَالَ اللَّهُمَّ ارْزُقْ حَارِثَةَ الشَّهَادَةَ فَلَمْ يَلْبَثْ إِلَّا أَيَّاماً حَتَّى بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ سَرِيَّةً فَبَعَثَهُ فِيهَا فَقَاتَلَ فَقَتَلَ تِسْعَةً أَوْ ثَمَانِيَةً ثُمَّ قُتِلَ.

ابوبصیر سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حارثہ بن مالک بن نعمان انصاری سے ملاقات ہوئی تو آپؐ نے اس سے فرمایا: اے حارثہ بن مالک! تیری کیا حالت ہے؟

اس نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں حقیقی مومن ہوں۔

آپؐ نے فرمایا: ہر چیز کی کوئی حقیقت ہوتی ہے۔ پس تیرے اس قول کی حقیقت کیا ہے؟

اس نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں دنیا سے بے رغبت ہو چکا ہوں، راتوں کو بیداری اور دن کو پیاسا (روزے میں) رہتا ہوں۔ گویا میں اپنے ربّ کے عرش کی طرف دیکھ رہا ہوں اور دیکھ رہا ہوں کہ میزان حساب لگ چکا ہے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ جنت والے جنت میں نعمات سے لطف لے رہے ہیں اور میں اہل جہنم کی آہ و بکا اور فریاد سن رہا جہنم میں ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ وہ بندہ ہے جس کے دِل کو خدا نے روشن کر دیا ہے اور صاحب بصیرت ہے۔

نیز فرمایا: اسی حالت پر باقی رہو۔

اس نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میرے لیے دُعا کریں کہ خدا مجھے آپؐ کے ساتھ شہادت نصیب کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! رسول خداؐ نے ایک سریہ پر روانہ کیا اور اُس کو بھی اس میں روانہ کیا۔

پس اس نے جنگ کی اور اس میں آٹھ یا نو افراد کو قتل کیا اور اس کے بعد وہ خود قتل ہو گیا۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف علی المشہور ہے اور میرے (یعنی علامہ مجلسی کے) نزدیک صحیح سے کم نہیں ہے [2] اور میرے نزدیک حدیث حسن کالصحیح ہے کیونکہ محمد بن سنان ثقہ ثابت ہے۔ (واللہ اعلم)۔

6/1746 الکافی، ۱/۳/۵۴/۲ وَ فِي رِوَايَةِ اَلْقَاسِمِ بْنِ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ: أُسْتُشْهِدَ مَعَ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ بَعْدَ تِسْعَةِ نَفَرٍ وَ كَانَ هُوَ اَلْعَاشِرَ.

ابوبصیر سے روایت ہے کہ (امام علیہ السلام نے فرمایا:) حارثہ کو جعفر بن ابوطالب علیہ السلام کے لشکر میں نو افراد کی شہادت کے بعد دسویں نمبر پر شہید ہوئے۔ [3]

بیان:

العواء الصیاح و کأنه بالذئب و الکلب أخص

«العوآء» بہت زیادہ چیخنے اور چلّانے والا جیسے کہ بھیڑیا اور خاص طور پر کتا۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مرسل ہے مگر یہ ارسال مضر نہیں ہے اور یہ صحیح سے کم نہیں ہے۔ (واللہ اعلم)

۱۴۔ باب صفات المومن و علاماته

باب: مومن کی صفات اور اس کی علامات

1/1747 الکافی، ۱/۱/۲۲۶/۲ محمد عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ دَاهِرٍ عَنِ اَلْحَسَنِ بْنِ يَحْيَى عَنْ قُثَمَ أَبِي قَتَادَةَ اَلْحَرَّانِيِّ عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ يُونُسَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: قَامَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ هَمَّامٌ وَ كَانَ عَابِداً نَاسِكاً مُجْتَهِداً إِلَى أَمِيرِ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ هُوَ يَخْطُبُ فَقَالَ يَا أَمِيرَ اَلْمُؤْمِنِينَ صِفْ لَنَا صِفَةَ اَلْمُؤْمِنِ كَأَنَّنَا نَنْظُرُ إِلَيْهِ فَقَالَ يَا هَمَّامُ اَلْمُؤْمِنُ هُوَ

---

[1] بحارالانوار: ۲۲/۱۲۶ و ۹۳/۲۸۷؛ اعیان الشیعہ: ۱۸/۳۷۸؛ المحاسن: ۱/۲۳۶

[2] مرآۃ العقول: ۷/۳۳۵

[3] گزشتہ حدیث کے حوالہ جات کی طرف رجوع کیجیے۔

https://www.shiabookspdf.com

اَلْكَيِّسُ اَلْفَطِنُ بِشْرُهُ فِي وَجْهِهِ وَ حُزْنُهُ فِي قَلْبِهِ أَوْسَعُ شَيْءٍ صَدْراً وَ أَذَلُّ شَيْءٍ نَفْساً زَاجِرٌ عَنْ كُلِّ فَانٍ حَاضٌّ عَلَى كُلِّ حَسَنٍ لاَ حَقُودٌ وَ لاَ حَسُودٌ وَ لاَ وَثَّابٌ وَ لاَ سَبَّابٌ وَ لاَ عَيَّابٌ وَ لاَ مُغْتَابٌ يَكْرَهُ اَلرِّفْعَةَ وَ يَشْنَأُ اَلسُّمْعَةَ طَوِيلُ اَلْغَمِّ بَعِيدُ اَلْهَمِّ كَثِيرُ اَلصَّمْتِ وَقُورٌ ذَكُورٌ صَبُورٌ شَكُورٌ مَغْمُومٌ بِفِكْرِهِ مَسْرُورٌ بِفَقْرِهِ سَهْلُ اَلْخَلِيقَةِ لَيِّنُ اَلْعَرِيكَةِ رَصِينُ اَلْوَفَاءِ قَلِيلُ اَلْأَذَى لاَ مُتَأَفِّكٌ وَ لاَ مُتَهَتِّكٌ إِنْ ضَحِكَ لَمْ يَخْرَقْ وَ إِنْ غَضِبَ لَمْ يَنْزَقْ ضِحْكُهُ تَبَسُّمٌ وَ اِسْتِفْهَامُهُ تَعَلُّمٌ وَ مُرَاجَعَتُهُ تَفَهُّمٌ كَثِيرٌ عِلْمُهُ عَظِيمٌ حِلْمُهُ كَثِيرُ اَلرَّحْمَةِ لاَ يَبْخَلُ وَ لاَ يَعْجَلُ وَ لاَ يَضْجَرُ وَ لاَ يَبْطَرُ وَ لاَ يَحِيفُ فِي حُكْمِهِ وَ لاَ يَجُورُ فِي عِلْمِهِ نَفْسُهُ أَصْلَبُ مِنَ اَلصَّلْدِ وَ مُكَادَحَتُهُ أَحْلَى مِنَ اَلشَّهْدِ لاَ جَشِعٌ وَ لاَ هَلِعٌ وَ لاَ عَنِفٌ وَ لاَ صَلِفٌ وَ لاَ مُتَكَلِّفٌ وَ لاَ مُتَعَمِّقٌ جَمِيلُ اَلْمُنَازَعَةِ كَرِيمُ اَلْمُرَاجَعَةِ عَدْلٌ إِنْ غَضِبَ رَفِيقٌ إِنْ طَلَبَ لاَ يَتَهَوَّرُ وَ لاَ يَتَهَتَّكُ وَ لاَ يَتَجَبَّرُ خَالِصُ اَلْوُدِّ وَثِيقُ اَلْعَهْدِ وَفِيُّ اَلْعَقْدِ شَفِيقٌ وَصُولٌ حَلِيمٌ خَمُولٌ قَلِيلُ اَلْفُضُولِ رَاضٍ عَنِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ مُخَالِفٌ لِهَوَاهُ لاَ يَغْلُظُ عَلَى مَنْ دُونَهُ وَ لاَ يَخُوضُ فِيمَا لاَ يَعْنِيهِ نَاصِرٌ لِلدِّينِ مُحَامٍ عَنِ اَلْمُؤْمِنِينَ كَهْفٌ لِلْمُسْلِمِينَ لاَ يَخْرِقُ اَلثَّنَاءُ سَمْعَهُ وَ لاَ يَنْكِي اَلطَّمَعُ قَلْبَهُ وَ لاَ يَصْرِفُ اَللَّعِبُ حُكْمَهُ وَ لاَ يُطْلِعُ اَلْجَاهِلَ عِلْمَهُ قَوَّالٌ عَمَّالٌ عَالِمٌ حَازِمٌ لاَ بِفَحَّاشٍ وَ لاَ بِطَيَّاشٍ وَصُولٌ فِي غَيْرِ عُنْفٍ بَذُولٌ فِي غَيْرِ سَرَفٍ لاَ بِخَتَّالٍ وَ لاَ بِغَدَّارٍ وَ لاَ يَقْتَفِي أَثَراً وَ لاَ يَحِيفُ بَشَراً رَفِيقٌ بِالْخَلْقِ سَاعٍ فِي اَلْأَرْضِ عَوْنٌ لِلضَّعِيفِ غَوْثٌ لِلْمَلْهُوفِ لاَ يَهْتِكُ سِتْراً وَ لاَ يَكْشِفُ سِرّاً كَثِيرُ اَلْبَلْوَى قَلِيلُ اَلشَّكْوَى إِنْ رَأَى خَيْراً ذَكَرَهُ وَ إِنْ عَايَنَ شَرّاً سَتَرَهُ يَسْتُرُ اَلْعَيْبَ وَ يَحْفَظُ اَلْغَيْبَ وَ يُقِيلُ اَلْعَثْرَةَ وَ يَغْفِرُ اَلزَّلَّةَ لاَ يَطَّلِعُ عَلَى نُصْحٍ فَيَذَرَهُ وَ لاَ يَدَعُ جِنْحَ حَيْفٍ فَيُصْلِحَهُ أَمِينٌ رَصِينٌ تَقِيٌّ نَقِيٌّ زَكِيٌّ رَضِيٌّ يَقْبَلُ اَلْعُذْرَ وَ يُجْمِلُ اَلذِّكْرَ وَ يُحْسِنُ بِالنَّاسِ اَلظَّنَّ وَ يَتَّهِمُ عَلَى اَلْعَيْبِ نَفْسَهُ يُحِبُّ فِي اَللَّهِ بِفِقْهٍ وَ عِلْمٍ وَ يَقْطَعُ فِي اَللَّهِ بِحَزْمٍ وَ عَزْمٍ لاَ يَخْرَقُ بِهِ فَرَحٌ وَ لاَ يَطِيشُ بِهِ مَرَحٌ مُذَكِّرٌ لِلْعَالِمِ مُعَلِّمٌ لِلْجَاهِلِ لاَ يُتَوَقَّعُ لَهُ بَائِقَةٌ وَ لاَ يُخَافُ لَهُ غَائِلَةٌ كُلُّ سَعْيٍ أَخْلَصُ عِنْدَهُ مِنْ سَعْيِهِ وَ كُلُّ نَفْسٍ أَصْلَحُ عِنْدَهُ مِنْ نَفْسِهِ عَالِمٌ بِعَيْبِهِ شَاغِلٌ بِغَمِّهِ لاَ يَثِقُ بِغَيْرِ رَبِّهِ غَرِيبٌ وَحِيدٌ جَرِيدٌ حَزِينٌ يُحِبُّ فِي اَللَّهِ وَ يُجَاهِدُ فِي اَللَّهِ لِيَتَّبِعَ رِضَاهُ وَ لاَ يَنْتَقِمُ لِنَفْسِهِ بِنَفْسِهِ وَ لاَ يُوَالِي فِي سَخَطِ رَبِّهِ مُجَالِسٌ لِأَهْلِ اَلْفَقْرِ مُصَادِقٌ لِأَهْلِ

اَلصِّدْقِ مُؤَازِرٌ لِأَهْلِ اَلْحَقِّ عَوْنٌ لِلْقَرِيبِ أَبٌ لِلْيَتِيمِ بَعْلٌ لِلْأَرْمَلَةِ حَفِيٌّ بِأَهْلِ اَلْمَسْكَنَةِ مَرْجُوٌّ لِكُلِّ كَرِيهَةٍ مَأْمُولٌ لِكُلِّ شِدَّةٍ هَشَّاشٌ بَشَّاشٌ لاَ بِعَبَّاسٍ وَ لاَ بِجَسَّاسٍ صَلِيبٌ كَظَّامٌ بَسَّامٌ دَقِيقُ اَلنَّظَرِ عَظِيمُ اَلْحَذَرِ لاَ يَجْهَلُ وَإِنْ جُهِلَ عَلَيْهِ يَحْلُمُ لاَ يَبْخَلُ وَإِنْ بُخِلَ عَلَيْهِ صَبَرَ عَقَلَ فَاسْتَحْيَا وَ قَنِعَ فَاسْتَغْنَى حَيَاؤُهُ يَعْلُو شَهْوَتَهُ وَ وُدُّهُ يَعْلُو حَسَدَهُ وَ عَفْوُهُ يَعْلُو حِقْدَهُ لاَ يَنْطِقُ بِغَيْرِ صَوَابٍ وَ لاَ يَلْبَسُ إِلاَّ اَلاِقْتِصَادَ مَشْيُهُ اَلتَّوَاضُعُ خَاضِعٌ لِرَبِّهِ بِطَاعَتِهِ رَاضٍ عَنْهُ فِي كُلِّ حَالاَتِهِ نِيَّتُهُ خَالِصَةٌ أَعْمَالُهُ لَيْسَ فِيهَا غِشٌّ وَ لاَ خَدِيعَةٌ نَظَرُهُ عِبْرَةٌ سُكُوتُهُ فِكْرَةٌ وَ كَلاَمُهُ حِكْمَةٌ مُنَاصِحاً مُتَبَاذِلاً مُتَوَاخِياً نَاصِحٌ فِي اَلسِّرِّ وَ اَلْعَلاَنِيَةِ لاَ يَهْجُرُ أَخَاهُ وَلاَ يَغْتَابُهُ وَلاَ يَمْكُرُ بِهِ وَلاَ يَأْسَفُ عَلَى مَا فَاتَهُ وَلاَ يَحْزَنُ عَلَى مَا أَصَابَهُ وَلاَ يَرْجُو مَا لاَ يَجُوزُ لَهُ اَلرَّجَاءُ وَ لاَ يَفْشَلُ فِي اَلشِّدَّةِ وَلاَ يَبْطَرُ فِي اَلرَّخَاءِ يَمْزُجُ اَلْحِلْمَ بِالْعِلْمِ وَ اَلْعَقْلَ بِالصَّبْرِ تَرَاهُ بَعِيداً كَسَلُهُ دَائِماً نَشَاطُهُ قَرِيباً أَمَلُهُ قَلِيلاً زَلَلُهُ مُتَوَقِّعاً لِأَجَلِهِ خَاشِعاً قَلْبُهُ ذَاكِراً رَبَّهُ قَانِعَةً نَفْسُهُ مَنْفِيّاً جَهْلُهُ سَهْلاً أَمْرُهُ حَزِيناً لِذَنْبِهِ مَيِّتَةً شَهْوَتُهُ كَظُوماً غَيْظَهُ صَافِياً خُلُقُهُ آمِناً مِنْهُ جَارُهُ ضَعِيفاً كِبْرُهُ قَانِعاً بِالَّذِي قُدِّرَ لَهُ مَتِيناً صَبْرُهُ مُحْكَماً أَمْرُهُ كَثِيراً ذِكْرُهُ يُخَالِطُ اَلنَّاسَ لِيَعْلَمَ وَ يَصْمُتُ لِيَسْلَمَ وَ يَسْأَلُ لِيَفْهَمَ وَ يَتَّجِرُ لِيَغْنَمَ لاَ يُنْصِتُ لِلْخَبَرِ لِيَفْجُرَ بِهِ وَ لاَ يَتَكَلَّمُ لِيَتَجَبَّرَ بِهِ عَلَى مَنْ سِوَاهُ نَفْسُهُ مِنْهُ فِي عَنَاءٍ وَ اَلنَّاسُ مِنْهُ فِي رَاحَةٍ أَتْعَبَ نَفْسَهُ لِآخِرَتِهِ فَأَرَاحَ اَلنَّاسَ مِنْ نَفْسِهِ إِنْ بُغِيَ عَلَيْهِ صَبَرَ حَتَّى يَكُونَ اَللَّهُ اَلَّذِي يَنْتَصِرُ لَهُ بُعْدُهُ مِمَّنْ تَبَاعَدَ مِنْهُ بُغْضٌ وَ نَزَاهَةٌ وَ دُنُوُّهُ مِمَّنْ دَنَا مِنْهُ لِينٌ وَ رَحْمَةٌ لَيْسَ تَبَاعُدُهُ تَكَبُّراً وَ لاَ عَظَمَةً وَ لاَ دُنُوُّهُ خَدِيعَةً وَ لاَ خِلاَبَةً بَلْ يَقْتَدِي بِمَنْ كَانَ قَبْلَهُ مِنْ أَهْلِ اَلْخَيْرِ فَهُوَ إِمَامٌ لِمَنْ بَعْدَهُ مِنْ أَهْلِ اَلْبِرِّ قَالَ فَصَاحَ هَمَّامٌ صَيْحَةً ثُمَّ وَقَعَ مَغْشِيّاً عَلَيْهِ فَقَالَ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أَمَا وَ اَللَّهِ لَقَدْ كُنْتُ أَخَافُهَا عَلَيْهِ وَ قَالَ هَكَذَا تَصْنَعُ اَلْمَوْعِظَةُ اَلْبَالِغَةُ بِأَهْلِهَا فَقَالَ لَهُ قَائِلٌ فَمَا بَالُكَ يَا أَمِيرَ اَلْمُؤْمِنِينَ فَقَالَ إِنَّ لِكُلٍّ أَجَلاً لاَ يَعْدُوهُ وَسَبَباً لاَ يُجَاوِزُهُ فَمَهْلاً لاَ تُعِدْ فَإِنَّمَا نَفَثَ عَلَى لِسَانِكَ شَيْطَانٌ .

عبداللہ بن یونس سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ایک دفعہ ہمام نامی ایک شخص جو کہ عابد، زاہد اور مجتہد شخص تھا، امیر المومنین علیہ السلام کے سامنے کھڑا ہوا جبکہ آپؑ خطبہ دے رہے تھے، پس اس نے عرض کیا: اے

امیر المومنین علیہ السلام! ہمارے لیے مومن کی صفت اس طرح بیان کیجیے کہ جیسے ہم اسے دیکھ رہے ہوں۔
امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: اے ہمام! مومن عقلمند، ذہین ہوتا ہے، جس کے چہرے پر خوشی اور جس کے دل میں غم ہوتا ہے، اس کا سینہ کھلا ہوا ہوتا ہے، اس کی روح سب سے زیادہ عاجز ہوتی ہے، وہ ہر بشر کی طرف جھکاؤ پر تنقید کرتا ہے، ہر چیز کی بھلائی کی تلقین کرتا ہے، وہ نفرت انگیز، جھگڑالو، بدتمیز، عیب تلاش کرنے والا یا غیبت کرنے والا نہیں ہوتا۔ وہ بلند و برتر ہونے کو ناپسند کرتا ہے، شہرت اور مشہوری کا دشمن ہوتا ہے، اس کی اداسی مدتوں تک رہتی ہے، اس کی ہمت بہت بلند ہوتی ہے، وہ اکثر خاموش، باوقار، ہمیشہ (رب کو یاد کرنے والا) صبر سے کام لینے والا، شکر گزار، اپنے خیالات سے غمگین، اپنی غربت سے خوش، اپنی فطرت میں آسان، نرم دل، مضبوط، وفادار، بہت کم مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے، وہ جھوٹا نہیں ہوتا، توہین آمیز نہیں ہوتا، ہنستے وقت قہقہہ نہیں مارتا، جب غصہ آتا ہے تو بے قابو نہیں ہوتا، اس کا ہنسنا مسکراہٹ ہے، اس کا سوال سیکھنا ہے، اس کا جائزہ سمجھنا ہے، اس کا علم بہت زیادہ ہے، اس کی بردباری عظیم ہے اور اس کی برکت بہت زیادہ ہے۔ وہ کنجوس نہیں ہوتا، وہ جلد بازی نہیں کرتا، چڑچڑا پن نہیں کرتا، انتہا پسند کے طور پر کام نہیں کرتا، اپنے فیصلے میں ناانصافی نہیں کرتا اور اپنے علم کی وجہ سے غیر منصفانہ نہیں ہے۔ اس کی روح چٹان سے زیادہ ٹھوس ہے، اس کی محنت شہد سے زیادہ میٹھی ہے، وہ لالچی، عدم برداشت، متشدد، متکبر، دکھاوا یا مبالغہ آرائی کرنے والا نہیں ہے، وہ اختلافی معاملات میں مہربان ہے، ملاقات کا معزز ہے، غصے میں انصاف کرنے والا اور جب بھی پوچھا جائے تو دوست ہوتا ہے۔ وہ خطرناک بہادر، توہین آمیز اور زبردستی کرنے والا نہیں ہے۔ اس کی محبت خالص ہے، وہ پختہ وعدہ کرنے والا ہے، عہد نبھانے والا ہے، محبت کرنے والا ہے، اچھے تعلقات کا رکھوالا ہے، بردبار ہے، پرسکون ہے، بہت گمنام ہے، اللہ سے خوش ہے، سب سے زیادہ عظمت والا ہے، سب سے زیادہ مقدس ہے اور اپنی ہی خواہشات کی مخالفت کرتا ہے۔ وہ اپنے سے کمتر لوگوں کے ساتھ سخت نہیں ہے اور جو اس کا کاروبار نہیں ہے اس میں ملوث نہیں ہے۔ وہ دین کا حامی ہے، مومنوں کا محافظ ہے، مسلمانوں کا قلعہ ہے، اور تعریف اس پر منفی اثر نہیں ڈالتی، لالچ اس کے دل کو تکلیف نہیں دیتی، چنچل پن اس کے فیصلے کو نہیں بدلتا اور جاہل اس کے علم کی حد نہیں پا سکتے، اس کے الفاظ بہت ہیں، وہ ایک پرعزم عالم ہے اور وہ بدسلوکی یا غصہ کرنے والا نہیں ہے۔ وہ سختی کے بغیر نتیجہ پر پہنچتا ہے، فیاض ہے، فضول خرچ کرنے والا نہیں، دھوکہ باز یا خیانت کرنے والا نہیں اور انسان کے ساتھ عیب تلاش کرنے والا یا ناانصافی کرنے والا نہیں ہے۔ وہ مخلوق کا دوست، زمین پر کوشش کرنے والا، کمزوروں کا مددگار اور بے بسوں کا ناصر ہے۔ وہ چھپی ہوئی باتوں کو ظاہر نہیں کرتا اور نہ راز کھولتا ہے، اس کی آزمائش بہت زیادہ ہے

https://www.shiabookspdf.com

اوراس کی شکایتیں بہت کم ہیں۔وہ اپنی دیکھی ہوئی بھلائی کو یادرکھتا ہے، برائیوں کو چھپاتا ہے کہ جن کا وہ مشاہدہ کرتا ہے، عیبوں کو چھپاتا ہے، غیب کی حفاظت کرتا ہے، پر چی کو درست کرتا ہے اور غلطیوں کو معاف کرتا ہے۔وہ ایسی نصیحت سے پیچھے نہیں ہٹتا جسے وہ دے سکتا ہے اور وہ کسی غیر منصفانہ مثال کی اصلاح کرنا نہیں چھوڑتا۔وہ امانت دار، ثابت قدم، متقی، پاکیزہ، صاف ستھرا اور رضامند ہے۔وہ عذر قبول کرتا ہے، کسی کے بارے میں بھی فضل سے بات کرتا ہے اور وہ اچھا ہے اور لوگوں سے بھلائی کی امید رکھتا ہے۔وہ اپنے نفس پر عیب لگاتا ہے، اللہ کی رضا کے لیے سمجھ اور علم سے محبت کرتا ہے اور اللہ ہی کے لیے مضبوطی اور عزم کے ساتھ تعلقات منقطع کرتا ہے۔خوشی اس پر تجاوز نہیں کرتی اور شدید خوشی اسے پر جوش نہیں کرتی۔وہ عالم کے لیے نصیحت اور جاہلوں کے لیے استاد ہے اور اس سے کسی آفت کی توقع نہیں ہے۔اسے کسی سانحہ کا اندیشہ نہیں ہوتا، اس کی ہر کوشش اس کی ذات سے زیادہ مخلص اور ہر ذی روح اس کی ذات سے زیادہ درست ہے، وہ اپنے عیب جانتا ہے، وہ اپنے غم میں مصروف ہے، وہ اپنے رب کے سوا کسی پر بھروسہ نہیں کرتا، وہ اجنبی، تنہا، بے بس اور اداس محسوس کرتا ہے، وہ اللہ کی رضا کے لیے محبت کرتا ہے، اللہ کی رضا کے لیے اور اس کی خوشنودی کے لیے کوشش کرتا ہے۔وہ اپنی ذات کا بدلہ نہیں لیتا، وہ اپنے رب کو ناراض کرنے کے لیے دوستی نہیں کرتا، غریبوں کے ساتھ بیٹھتا ہے، سچوں کا دوست ہے، اہل حق کا حامی ہے اور اپنے قریبی لوگوں کا مددگار ہے۔وہ یتیموں کے لیے باپ کی طرح، بیواؤں کے لیے شوہر کی طرح اور بے سہاراوں کے لیے پہلی امید ہے، ہر ناراضگی کو دور کرنے اور ہر مشکل کو دور کرنے کی امید رکھتا ہے، وہ ہلکا اور خوش مزاج ہے، نہ بھونکنے والا ہے اور نہ ہی چالاک ہے۔وہ مضبوط، غصے پر قابو پانے والا، مسکرانے والا، تیز نظر رکھنے والا اور بہت محتاط ہے۔وہ نظر انداز نہیں کرتا اور اگر نظر انداز کیا جائے تو وہ بردبار ہے۔وہ بخل نہیں کرتا اور اگر بخل اس کے خلاف کیا جائے تو وہ صبر سے کام لیتا ہے۔وہ سمجھتا ہے اس لیے حیادار ہے، مطمئن ہے اس لیے خود مختار اور خود کفیل ہے۔اس کی حیا اس کی شہوت سے بلند ہے، اس کی محبت اس کے حسد سے زیادہ ہے اور اس کی عفوو درگزر اس کی نفرت سے زیادہ ہے۔وہ درستی کے بغیر بات نہیں کرتا اور جب تک کفایت شعاری نہ ہو لباس نہیں پہنتا۔وہ عاجزی سے چلتا ہے، اطاعت میں اپنے رب کے سامنے سر تسلیم خم کرتا ہے اور ہر حال میں اس سے خوش رہتا ہے۔اس کی نیت خالص اور مخلص ہے، اس کے اعمال دھوکہ اور فریب سے پاک ہیں، اس کے مشاہدات اچھے سبق ہیں، اس کی خاموشی فکر انگیز ہے اور اس کی باتیں حکمت ہیں۔وہ مشورہ دینے والا، خیراتی اور برادرانہ ہے، وہ عوامی اور نجی طور پر اچھے مشورے دیتا ہے، وہ اپنے بھائی کو نہیں چھوڑتا، اس کی غیبت نہیں کرتا اور اس کے خلاف سازش نہیں کرتا۔جو کچھ اس سے چھوٹ گیا اس پر وہ

https://www.shiabookspdf.com

پشیمان نہیں ہوتا اور جو کچھ بھی اس پر آتا ہے اس پر وہ غمگین نہیں ہوتا، وہ اس چیز کی امید نہیں رکھتا جو حلال نہیں ہے، وہ سختیوں میں ناکام نہیں ہوتا اور آرام میں سست نہیں ہوتا۔ وہ تحمل کو علم کے ساتھ اور استدلال کو صبر کے ساتھ ملا دیتا ہے۔ وہ کاہل نہیں ہے بلکہ ہمیشہ سرگرم رہتا ہے، بہت کم خواہش اور بہت کم پھسلنے والا ہے، اس کے ذریعے (اچھے) کی توقع کی جاتی ہے، اس کا دل ڈرتا ہے، وہ ہر وقت اپنے رب کا ذکر کرتا ہے، اس کی روح مطمئن ہے، اس کی جہالت منفی ہے، اس کے معاملات آسان ہیں، وہ اپنے گناہوں پر غمگین ہے، اس کی ہوس مر چکی ہے، اس کا غصہ قابو میں ہے اور اس کے اخلاقی رویے روشن ہیں۔ اس کے پڑوسی اس کے ساتھ محفوظ رہتے ہیں، اس کا غرور کمزور ہے، وہ اس پر راضی ہے جو اس کے لیے مقرر ہے، اس کا صبر مضبوط ہے، اس کا معاملہ ٹھیک ہے اور اس کا ذکر (رب) بہت زیادہ ہے۔ وہ سیکھنے کے لیے لوگوں سے ملتا ہے اور حفاظت کے لیے خاموش رہتا ہے، وہ سمجھنے کے لیے سوال کرتا ہے اور وہ کمانے کے لیے تجارت کرتا ہے۔ وہ ناانصافی ہونے کے ضمن میں اچھائی کے لیے خاموش نہیں رہتا اور دوسروں پر ظلم کرنے کے لیے بات نہیں کرتا۔ اس کی روح اس سے تھک گئی ہے اور لوگ اس کے ساتھ آرام سے ہیں۔ اس نے اگلی زندگی کے فائدے کے لیے اپنی روح کو تھکا دیا ہے اور اپنی روح کے ذریعے دوسروں کو سکون پہنچایا ہے۔ اگر اس کے خلاف سرکشی کی جائے تو وہ اس وقت تک صبر کرتا ہے جب تک کہ اللہ اس کی مدد نہ کر لے، جب دوری کی ضرورت ہوتی ہے تو اس کا فاصلہ نظر انداز کرنا ہوتا ہے اور اس کا نظر انداز کرنا احسن انداز میں ہوتا ہے، جب قربت کی ضرورت ہوتی ہے تو اس کی قربت احسان اور برکت کے طور پر آتی ہے۔ اس کی دوری تکبر یا عظمت سے نہیں ہے اور اس کی قربت کوئی تدبیر یا فریب نہیں ہے بلکہ وہ اپنے سے قبل والوں کی خیر و نیکی میں اتباع کرتا ہے اور بعد والوں کے لیے خیر و نیکی میں امام و رہنما ہوتا ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ ہمام نے ایک چیخ ماری اور بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ پس امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: اللہ کی قسم! مجھے اس کے اس پر اثر کا خوف تھا۔

نیز فرمایا: اہل لوگوں کے لیے وعظ کا اثر ایسے ہی ہوتا ہے۔

کسی کہنے والے نے عرض کیا: اے امیر المومنین علیہ السلام! آپؑ پر اس طرح کا اثر کیوں نہیں ہوتا؟

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: ہر چیز کے لیے ایک وقت مقرر ہے جو تجاوز نہیں کرتا اور ایک ایسا سبب ہے جو نا کام

https://www.shiabookspdf.com

نہیں ہوتا۔ انتظار کر اور زیادتی نہ کر۔ یقیناً یہ ایک پھونک ہے جو شیطان نے تیری زبان پر ماری ہے۔ ①

بیان:

همام هذا هو همام بن شريح بن يزيد بن مرة و كان من شيعة علي ع و أوليائه البشر بالكسر الطلاقة و الحض الترغيب و الوثبة 1 الطيش و الشناءة البغض و السمعة الصيت و العريكة الطبيعة لأنت عريكته إذا انكسرت نخوته الرصين كأمين بالمهملتين المحكم الثابت الإفك الكذب الخرق الحمق النزق الطيش الضجر الملال البطر إفراط الفرح الحيف الظلم و يقال حجر صلد أي صلب أملس الكدح الكد و السعي و حلاوة مكادحته لحلاوة ثمرتها و يقينه في نيلها فإن التعب في سبيل المحبوب راحة الجشع محركة أشد الحرص و أسوؤه و إن تأخذ نصيبك و تطمع في نصيب غيرك و الهلع الجزع الصلف أن تدعي ما ليس فيك من الكمال الرفق المداراة التهور إيقاع النفس فيما لا تطيق و النكاية الجرح و نفي الخرق و النكاية كناية عن عدم التأثر بهما و الحكم الحكمة و الختر الغدر و الخديعة أو أقبح الغدر و نفي اقتفاء الأثر كناية عن عدم التجسس لعيوب الناس الجنح الجانب الحزم التيقظ المرح شدة الفرح يعني لا يحمله الفرح على الحماقة و لا شدته على العدول عن الحق و الميل إلى الباطل يقال طاش السهم عن الهدف أي عدل البائقة الشر الغائلة الشدة الموازرة المعاونة مرجو لكل كريمة أي خصلة كريمة و في بعض النسخ كريهة بالهاء و هو أوفق لقوله مأمول لكل شدة و المراد رفعهما و الهشاشة الارتياح و الخفة و البشاشة طلاقة الوجه و رجل هشاش بشاش و هش بش أي طلق الوجه طيبة الاقتصاد في الملبس أن لا تلبس ما يلحقك بدرجة المترفين و لا ما يلحقك بأهل الخسة و الدناءة و يحتمل أن يكون المراد جعله الاقتصاد لباسا لنفسه يعني مقتصد في كل أموره و التواضع في المشي العدل بين رذيلتي المهانة و الكبر بغض و نزاهة أي بغض له في الله أو بغض لما في أيدي الناس من متاع الدنيا و نزاهة عنه و في نهج البلاغة زهد و نزاهة و هو أوضح و الخلابة الخديعة باللسان و هذه الصفات و العلامات قد يتداخل بعضها في بعض و لكن تورد بعبارة أخرى أو تذكر مفردة ثم تذكر ثانيا مركبة مع غيرها و هذه الخطبة

① بحار الانوار: ۶۴/ ۳۶۵؛ مستدرک الوسائل: ۱۱/ ۱۸۰ ح ۱۲۶۸۷؛ اعلام الدین: ۱۱۵؛ التمحیص: ۷۰ ح ۱۷۰؛ صفات الشیعہ: ۱۸؛ امالی صدوق: ۵۷۰؛ کتاب سلیم بن قیس ہلالی: ۲/ ۸۴۹

من جليل خطبه و بليغ وصفه فعلت بهما م ما فعلت و قد أوردها صاحب نهج البلاغة باختلافات كثيرة في ألفاظه و في آخره فصعق همام صعقة كانت نفسه فيها يعني مات منها قول السائل فما بالك أي لم تقع مغشيا عليك أو ذكرت له ذلك مع خوفك عليه الموت فأجابه ع بالإشارة إلى السبب البعيد و هو الأجل المحكوم به القضاء الإلهي و هو جواب مقنع للسامع مع أنه حق و صدق و أما السبب القريب للفرق بينه و بين همام و نحوه فقوة نفسه القدسية على قبول الواردات الإلهية و تعوده بها و بلوغ رياضته حد السكينة عند ورود أكثرها و ضعف نفس همام عما ورد عليه من خوف الله و رجائه و أيضا فإنه ع كان متصفا بهذه الصفات لم يفقدها حتى يتحسر على فقدها قيل و لم يجب ع بمثل هذا الجواب لاستلزامه تفضيل نفسه أو لقصور فهم السائل و نهيه له عن مثل هذا السؤال و التنفير عنه بكونه من نفثات الشيطان لوضعه له في غير موضعه و هو من آثار الشيطان و بالله العصمة و التوفيق إن قيل كيف جاز منه ع أن يجيبه مع غلبة ظنه بهلاكه و هو كالطبيب يعطي كلا من المرضى بحسب احتمال طبيعته من الدواء قلت إنه لم يكن يغلب على ظنه إلا الصعقة عن الوجد الشديد فإما أن تلك الصعقة فيها موته فلم يكن مظنونا له كذا قاله ابن ميثم رحمه الله

❂ ''همام'' ان سے مراد وہ ہمام بن شریح بن یزید بن مرۃ ہیں جو امیرالمؤمنین امام علی علیہ السلام شیعوں اور ان کے دوستوں میں تھے۔ ''البشر'' کسرہ کے ساتھ، روانی۔ ''الحض'' ترغیب ''الوثبۃ'' بے راہ روی ''الشناءۃ'' بغض وعداوت۔ ''السمعۃ'' بدنامی ''العریکۃ'' فطرت ''لانت عریکتہ'' اگر اس کی نخوت ٹوٹ جائے۔ ''الرصین'' جیسے امین، دو مہملوں کے ساتھ، یعنی ثابت شدہ فیصلہ ''الافق'' جھوٹ ''الخرق'' حماقت۔ ''النزق'' عقل زائل ہونا۔ ''الضجر'' ملال ''البطر'' حد سے زیادہ خوشی۔ ''الحیف'' ناانصافی، اور کہا جاتا ہے کہ یہ سخت پتھر ہے یعنی ہموار فولاد ''الکدح'' محنت اور کوشش کرنا۔ ''حلاوۃ مکادحتہ'' اس کے پھل کی مٹھاس کے لیے اور اس کے حاصل ہونے کا یقین کیونکہ محبوب کی راہ کی راحت ہے۔ ''الجشع'' سب سے زیادہ محتاط اور بدترین اور اپنا حصہ لینے اور دوسروں کے حصہ کی لالچ کرنے کے لئے۔ ''الهلع'' جزع کرنا۔ ''الصلف'' تیرا اس کمال کا دعویٰ کرنا جو تجھ میں نہ ہو۔ ''الرفق'' شائستگی ''التهور'' روح کی تال جس میں آپ کھڑے نہیں ہو سکتے۔ ''النکایۃ'' زخم۔ ''نفی الخرق و النکایۃ'' ان دونوں سے متاثر نہ ہونے کا کنایہ۔ ''الحکم'' حکمت۔ ''الختر'' گھوم پھرنا اور دھوکہ دینا یا

بدترین خیانت اور سراغ لگانے سے انکار کرنا لوگوں کے عیبوں کی جاسوسی نہ کرنے کا کنایہ ہے۔''الجنح'' جانب۔''الحزم'' نگرانی ''المرح'' خوشی کی شدت کا مطلب یہ ہے کہ خوشی اسے حماقت کی طرف نہیں لے جاتی اور نہ ہی اس کی شدت حق سے منہ موڑنے اور باطل کی طرف مائل ہونے کا باعث بنتی ہے۔''الباثقة'' شر یا برائی ''الغائلة'' شدت ''المؤازرة'' ایک دوسرے کی مدد کرنا ''المرجولکل کریمه'' یعنی اچھی عادت، بعض نسخوں میں ''کریهة'' ھاء کے ساتھ ہے، اور یہ ان کے اس قول کے موافق ہے: مأمول لکل شدة ہر شدت کے لیے پرامید ہونا۔اس سے مراد ان دونوں کی بلندی ہے۔ ''الهشاشة'' آرام اور ہلکا پن۔''البشاشة'' چہرے کی روانی اور نازک آدمی گوج اور نزاکت یعنی خوشگوار چہرہ، لباس میں اچھی معیشت، ایسا نہ پہننا جو آپ کو متمول طبقے میں شامل کردے اور نہ ہی وہ چیز جو آپ کو کم ظرفی اور گھٹیا لوگوں سے جوڑتی ہے۔''بغض ونزاهة'' یعنی خدا کے بارے میں اس سے بغض یا اس سے نفرت جو لوگوں کے ہاتھ میں ہے دنیا کی لذت اور اس سے اس کی سالمیت ہے۔کتاب نہج البلاغۃ میں ''زهدونزاهة'' اور وہ زیادہ واضح ہے۔''الخلابة'' فریب زبان میں ہے اور یہ خصوصیات اور نشانیاں ایک دوسرے کے ساتھ مل سکتی ہیں۔لیکن ایک دوسری عبارت بھی وارد ہوئی ہے یا اس کا مفرد لکھا گیا ہے اس کے بعد دوسرے کو اس کے غیر کی طرف مرکب کیا گیا ہے۔یہ امیر المؤمنین علیہ السلام کے جلیل ترین خطبات م ع ں سے ایک ہے اور اس میں بلیغ صفات بیان ہوئی ہیں جن کو ہمام نے اپنایا۔بیشک صاحب نہج البلاغۃ نے اس کے الفاظ کو کثرت سے اختلاف کے ساتھ وارد کیا ہے اور اس کے آخر میں ہمام نے چیخ ماری اور اس کو ایک ایسا جھٹکا لگا جس میں اس کی روح تھی یعنی وہ اس سے مر گیا جیسا کہ سائل نے کہا کہ تمہارے دماغ کو کیا ہو گیا ہے؟ جہاں تک اس کے اور ہمام کے درمیان فرق کی قربت کی وجہ ہے تو یہ اس کی روح القدس کی طاقت ہے کہ وہ احکام الٰہی کو قبول کرے اور ان سے مانوس ہو جائے اور اس کی مشق کو سکون کی حد تک پہنچ جانا جب ان میں سے اکثر آؤ اور ہمام کی روح کی کمزوری وہ چیز تھی جو اس کے پاس خدا کے خوف اور امید کی وجہ سے آئی تھی چنانچہ اس نے اس کے ضائع ہونے پر افسوس کا اظہار کیا، کہا گیا، اور اس نے اس کو اس طرح کا جواب نہیں دیا کیونکہ اس نے اپنے آپ کو ترجیح دینے کی ضرورت تھی۔سائل کی سمجھ میں کمی کی وجہ سے اور اس نے اسے ایسے سوال سے منع کیا اور اسے غلط جگہ پر ڈالنے پر شیطان کے طیاروں میں سے ہو کر اس سے بیگانہ کر دیا اور وہ شیطان کے اثرات میں سے ہے یہ اس کے لیے کیسے جائز ہے؟ اس کا جواب دینا جب وہ یہ سمجھتا ہے کہ اس کے برباد ہونے کا زیادہ امکان ہے جب وہ ایک طبیب کی طرح ہے جو ہر ایک مریض کو اس کی نوعیت کے امکان کے

https://www.shiabookspdf.com

مطابق دواء دیتا ہے۔ میں نے کہا کہ اس نے سوچا کہ یہ شدید جذبات کا جھٹکا ہے، تو یا تو اس صدمے میں اس کی موت شامل ہے یا نہیں۔ ہم نے اس کے بارے میں نہیں سوچا یا ابن میثم رحمہ اللہ نے کہا ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف علی المشہور ہے لیکن یہ کافی فرق کے ساتھ نہج البلاغہ میں بھی منقول ہے۔ [1]

2/1748 الکافی، ۲/۲۳۰/۱/۲ علی عن أبیه عن السراد عَنْ جَمِيلِ بْنِ صَالِحٍ عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ {عَبْدِ اَلْمَلِكِ} بْنِ غَالِبٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: يَنْبَغِي لِلْمُؤْمِنِ أَنْ يَكُونَ فِيهِ ثَمَانِي خِصَالٍ وَقُوراً عِنْدَ اَلْهَزَاهِزِ صَبُوراً عِنْدَ اَلْبَلاَءِ شَكُوراً عِنْدَ اَلرَّخَاءِ قَانِعاً بِمَا رَزَقَهُ اَللَّهُ لاَ يَظْلِمُ اَلْأَعْدَاءَ وَ لاَ يَتَحَامَلُ لِلْأَصْدِقَاءِ بَدَنُهُ مِنْهُ فِي تَعَبٍ وَ اَلنَّاسُ مِنْهُ فِي رَاحَةٍ إِنَّ اَلْعِلْمَ خَلِيلُ اَلْمُؤْمِنِ وَ اَلْحِلْمَ وَزِيرُهُ وَ اَلْعَقْلَ أَمِيرُ جُنُودِهِ وَ اَلرِّفْقَ أَخُوهُ وَ اَلْبِرَّ وَالِدُهُ.

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: مومن کے لیے سزاوار ہے کہ اس میں آٹھ خصال ہونے چاہییں: شدائد و مصائب کے وقت پُروقار رہے، مصائب کے وقت صابر رہے، نعمات کی فراوانی کی صورت میں شاکر ہو، جو خدا نے اس کو رزق عطا کیا ہے اس پر قناعت کرے، دشمنوں پر بھی ظلم نہ کرے، دوستوں پر اپنا بوجھ نہ ڈالے، اس کا بدن اس سے مشکل میں رہے اور دوسرے اس سے راحت میں رہیں۔

تحقیق علم مومن کا خلیل ہے، بردباری اس کا وزیر ہے، عقل اس کے لشکر کا امیر ہے، نرمی اس کا بھائی اور نیکی اس کا والد ہے۔ [2]

بیان:

الهزاهز الفتن و لا يتحامل للأصدقاء أى لا يتكلف لهم يقال تحامل فى الأمر و به تكلفه على مشقة وفى الحديث النبوى أنا و أتقياء أمتى براء من التكلف

❂ ''الهزاهز'' فتنے۔ ''لا يتحامل للاصدقاء'' یعنی ان کے لیئے تکلف نہیں ہے اس معاملے میں متعصب کہا جاتا ہے اور اس پر مشقت کا بوجھ ہوتا ہے۔

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہے:

[1] مراۃ العقول: ۹/ ۲۰۲

[2] المومن: ۲۶؛ الخصال: ۲/ ۴۰۶؛ امالی صدوق: ۵۹۲؛ مشکاۃ الانوار: ۷۷؛ اعلام الدین: ۱۰۹؛ وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۱۸۵؛ بحار الانوار: ۶۴/ ۲۶۴؛ التمحیص: ۶۶ ح ۱۵۴؛ سفینۃ البحار: ۱/ ۱۳۵؛ روضۃ الواعظین: ۲/ ۲۹۲

https://www.shiabookspdf.com

أَنَاوَأَتْقِيَاءُأُمَّتِي بِرَاءٌمِنَ التَّكَلُّفِ

میں اور میری امت کے پرہیزگار تکلف سے بری ہیں۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند حسن کالصحیح ہے۔ ①

3/1749 الکافی،۲/۲۳۱/۳/۱ القمیان عن ابن فضال عن بزرج عن الثمالی عَنْ عَلِيِّ بْنِ ٱلْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا ٱلسَّلاَمُ قَالَ: اَلْمُؤْمِنُ يَصْمُتُ لِيَسْلَمَ وَ يَنْطِقُ لِيَغْنَمَ لاَ يُحَدِّثُ أَمَانَتَهُ ٱلْأَصْدِقَاءَ وَ لاَ يَكْتُمُ شَهَادَتَهُ مِنَ ٱلْبُعَدَاءِ وَلاَ يَعْمَلُ شَيْئاً مِنَ ٱلْخَيْرِ رِيَاءً وَلاَ يَتْرُكُهُ حَيَاءً إِنْ زُكِّيَ خَافَ مِمَّا يَقُولُونَ وَيَسْتَغْفِرُ ٱللَّهَ لِمَا لاَ يَعْلَمُونَ لاَ يَغُرُّهُ قَوْلُ مَنْ جَهِلَهُ وَيَخَافُ إِحْصَاءَ مَا عَمِلَهُ.

ثمالی سے روایت ہے کہ امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا: مومن خاموش رہتا ہے تاکہ وہ سالم رہ سکے، بولتا ہے تاکہ فائدہ حاصل کرے، اپنے دوستوں کی امانت میں خیانت نہیں کرتا، دور دراز کے لوگوں سے گواہی کو پوشیدہ نہیں رکھتا، نیکی میں دکھاوا نہیں کرتا، حیا کی وجہ سے اسے ترک نہیں کرتا، کوئی اس کی تعریف کرے تو لوگوں کی باتوں سے خائف ہوتا ہے، اس پر استغفار کرتا ہے جو وہ نہیں جانتے، وہ جہالت کی باتوں سے دھوکا نہیں کھاتا اور جو کچھ اس نے کیا ہے اسے شمار کرنے سے ڈرتا ہے۔ ②

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند موثق ہے ③ لیکن میرے نزدیک حدیث کی سند موثق کالصحیح بلکہ صحیح ہے کیونکہ ابن فضال ثقہ جلیل ہے اور اس نے فطحی مذہب سے رجوع کرلیا تھا اور بزرج کا بھی فطحی ہونا ثابت نہیں ہے۔ (واللہ اعلم)

4/1750 الکافی،۲/۱۱۱/۲/۱ محمد عن أحمد عَنْ عَلِيِّ بْنِ ٱلنُّعْمَانِ عَنِ اِبْنِ مُسْكَانَ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ قَالَ: اَلْمُؤْمِنُ خَلَطَ عَمَلَهُ بِالْحِلْمِ يَجْلِسُ لِيَعْلَمَ وَ يَنْطِقُ لِيَفْهَمَ لاَ يُحَدِّثُ أَمَانَتَهُ ٱلْأَصْدِقَاءَ وَ لاَ يَكْتُمُ شَهَادَتَهُ ٱلْأَعْدَاءَ الحديث بأدنى تفاوت.

ابوحمزہ سے روایت ہے کہ (معصوم علیہ السلام نے) فرمایا: مومن اپنے عمل کو حلم سے مخلوط کرتا ہے، وہ (کسی مجلس میں) بیٹھتا ہے تاکہ سیکھے، وہ بولتا ہے تاکہ سمجھے، وہ اپنے دوستوں کی امانت (اسرار) کو بیان نہیں کرتا اور دشمنوں کے

---

① مراۃ العقول:۹/۲۲۵

② اعلام الدین:۱۰۹؛ وسائل الشیعہ:۱۵/۱۸۶؛ بحار الانوار:۶۴/۲۷۰؛ سفینۃ البحار:۱/۱۳۵

③ مراۃ العقول:۹/۲۲۶

https://www.shiabookspdf.com

لیے بھی اپنی گواہی کو نہیں چھپاتا۔۔آگے بفرق الفاظ وہی حدیث ہے۔[1]

بیان:

یعنی إن الصداقة لا تحمله علی أن یؤدی الأمانة إلی غیر أهلها و کذا البعد أو العداوة لا تحمله علی کتمان الشهادة

اس کا مطلب یہ ہے کہ دوستی اسے اپنے لوگوں کے علاوہ کسی کو امانت دینے پر مجبور نہیں کرتی اور دوری یا دشمنی اسے گواہی چھپانے پر مجبور نہیں کرتی۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے۔[2]

5/1751 الکافی،۲/۲۳۱/۱/۴ العدة عن البرقی عَنْ بَعْضِ مَنْ رَوَاهُ رَفَعَهُ إِلَى أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: اَلْمُؤْمِنُ لَهُ قُوَّةٌ فِي دِينٍ وَ حَزْمٌ فِي لِينٍ وَ إِيمَانٌ فِي يَقِينٍ وَ حِرْصٌ فِي فِقْهٍ وَ نَشَاطٌ فِي هُدًى وَ بِرٌّ فِي اِسْتِقَامَةٍ وَ عِلْمٌ فِي حِلْمٍ وَ كَيْسٌ فِي رِفْقٍ وَ سَخَاءٌ فِي حَقٍّ وَ قَصْدٌ فِي غِنًى وَ تَجَمُّلٌ فِي فَاقَةٍ وَ عَفْوٌ فِي قُدْرَةٍ وَ طَاعَةٌ لِلَّهِ فِي نَصِيحَةٍ وَ اِنْتِهَاءٌ فِي شَهْوَةٍ وَ وَرَعٌ فِي رَغْبَةٍ وَ حِرْصٌ فِي جِهَادٍ وَ صَلاَةٌ فِي شُغُلٍ وَ صَبْرٌ فِي شِدَّةٍ وَ فِي اَلْهَزَاهِزِ وَقُورٌ وَ فِي اَلْمَكَارِهِ صَبُورٌ وَ فِي اَلرَّخَاءِ شَكُورٌ وَ لاَ يَغْتَابُ وَ لاَ يَتَكَبَّرُ وَ لاَ يَقْطَعُ اَلرَّحِمَ وَ لَيْسَ بِوَاهِنٍ وَ لاَ فَظٍّ وَ لاَ غَلِيظٍ وَ لاَ يَسْبِقُهُ بَصَرُهُ وَ لاَ يَفْضَحُهُ بَطْنُهُ وَ لاَ يَغْلِبُهُ فَرْجُهُ وَ لاَ يَحْسُدُ اَلنَّاسَ يُعَيِّرُ وَ لاَ يُعَيَّرُ وَ لاَ يُسْرِفُ يَنْصُرُ اَلْمَظْلُومَ وَ يَرْحَمُ اَلْمِسْكِينَ نَفْسُهُ مِنْهُ فِي عَنَاءٍ وَ اَلنَّاسُ مِنْهُ فِي رَاحَةٍ لاَ يَرْغَبُ فِي عِزِّ اَلدُّنْيَا وَ لاَ يَجْزَعُ مِنْ ذُلِّهَا لِلنَّاسِ هَمٌّ قَدْ أَقْبَلُوا عَلَيْهِ وَ لَهُ هَمٌّ قَدْ شَغَلَهُ لاَ يُرَى فِي حُكْمِهِ نَقْصٌ وَ لاَ فِي رَأْيِهِ وَهْنٌ وَ لاَ فِي دِينِهِ ضَيَاعٌ يُرْشِدُ مَنِ اسْتَشَارَهُ وَ يُسَاعِدُ مَنْ سَاعَدَهُ وَ يَكِيعُ عَنِ اَلْخَنَا وَ اَلْجَهْلِ.

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: مومن دین میں قوی ہوتا ہے، نرم روی میں محتاط ہوتا ہے، وہ پختہ عزم کا حامل ہوتا ہے لیکن نرم الفاظ کے ساتھ، اس کا ایمان یقین پر ہوتا ہے، اس کی سمجھ بوجھ میں لالچ ہوتی ہے، وہ ہدایت میں سرگرم ہوتا ہے اور ثابت قدمی میں نیک ہوتا ہے۔وہ بردباری میں علم رکھتا ہے، دوستی میں ہوشیار، سچائی میں سخی، دولت میں معمولی، غریبی میں مہربان، طاقت میں درگزر کرنے والا اور اچھی نصیحت میں اللہ کا فرمانبردار

[1] امالی صدوق: ۴۹۳؛ بحارالانوار: ۶۴/ ۲۹۱؛ مسند الامام السجاد: ۱/ ۳۷۰

[2] مراۃ العقول: ۸/ ۲۰۶

https://www.shiabookspdf.com

ہے۔وہ شہوت رانی سے باز رہتا ہے، رغبت کے باوجود ورع وتقویٰ اختیار کرتا ہے، جہاد کرنے میں حریص ہوتا ہے، باوجود مصروفیت کے نمازی ہوتا ہے، سختی کے وقت صابر ہوتا ہے، فتنوں میں باوقار ہوتا ہے، مصائب میں صابر ہوتا ہے، آرام وآسائش کے وقت شاکر ہوتا ہے، وہ گلہ گو نہیں ہوتا، وہ متکبر نہیں ہوتا ہے، وہ قطع رحمی نہیں کرتا، وہ (دین ومذہب میں) کمزور نہیں ہوتا، نہ ہی وہ بدزبان اور بدخلق ہوتا ہے، اس کی آنکھ (حرام کی طرف دیکھنے میں) اس سے سبقت نہیں لے جاتی، اس کا پیٹ اسے کبھی رسوا نہیں کرتا، اس کی شرمگاہ اس پر غالب نہیں آتی، وہ لوگوں سے حسد نہیں کرتا، لوگ اسے طعنہ دیتے ہیں مگر وہ لوگوں پر طعنہ زنی نہیں کرتا، وہ اسراف اور فضول خرچی نہیں کرتا، وہ مظلوم کی نصرت کرتا ہے، وہ مسکین پر رحم کرتا ہے، اس کی جان زحمت میں ہوتی ہے مگر لوگ اس سے آرام میں ہوتے ہیں، اسے دنیاوی عزت سے کوئی دلچسپی نہیں ہوتی، وہ دنیاوی ذلت کی وجہ سے شکایت نہیں کرتا، لوگ اس کے قریب ہونے کے منتظر ہوتے ہیں لیکن وہ اپنے کاروبار میں مصروف ہے، اس کے فیصلے میں کوئی عیب نہیں پایا جاتا، اس کی رائے میں کوئی نقص نہیں پایا جاتا اور اس کے دین میں کوئی ناکامی واقع نہیں ہوتی۔ وہ ان لوگوں کے لئے ہدایت فراہم کرتا ہے جو اس سے مشورہ کرتے ہیں اور ان کی مدد کرتا ہے جو اس کی مدد کرتے ہیں اور وہ بے حیائی اور جہالت سے پرہیز کرتا ہے۔[1]

بیان:

لعل المراد بالصلاة في الشغل ذكر الله في إشغاله أو أن المراد أنه لا يشغله إشغاله عن إتيان الصلاة بل يدع الشغل و يأتي الصلاة ثم يعود إليه و يشملهما قوله سبحانه رِجالٌ لا تُلْهِيهِمْ تِجارَةٌ وَ لا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللهِ يعير و لا يعير من التعيير وفي بعض النسخ لا يحسد الناس بعز أي بسبب عزه و لا يقتر و لا يسرف و لعله الأصح و الكتع بالمثناة الفوقانية الهرب و بالتحتانية التجنب و كلاهما موجودان في النسخ

۞ شاید کام کی جگہ پر نماز پڑھنے سے مراد یہ ہے کہ اس کے مشاغل میں خدا کا ذکر ہو یا اس سے مراد یہ ہے کہ وہ اپنے مشاغل سے نماز میں مشغول نہیں ہوتا ہے بلکہ وہ کام چھوڑ کر نماز کی طرف آتا ہے اور پھر واپس آتا ہے۔ ان دونوں کے بارے اللہ تعالیٰ یہ فرمان ہے:

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللهِ

ایسے لوگ جنہیں تجارت اور خرید و فروخت، ذکر خدا سے غافل نہیں کرتیں۔ ''یعیّر و لا یعیّر'' اس

[1] اعلام الدین: ۱/۱۰۹؛ وسائل الشیعہ: ۱۵/۱۸۷؛ بحار الانوار: ۶۴/۲۷۱و۲۶۶/۲۹۴؛ الخصال: ۲/۵۷۱؛ صفات الشیعہ: ۴۳ح ۵۴

کا مصدر ''تعییر'' ہے۔ (سورہ النور: ۳۷)

بعض نسخوں میں اس طرح ہے: ''لا یحسد الناس بعز و لا یقتر و لا یسرف'' لوگوں سے عزت کے ساتھ حسد نہیں کرتے یعنی اس کے جلال کی وجہ سے، اور وہ کنجوسی نہیں کرتا اور نہ اسراف کرتا ہے، اور شاید یہ زیادہ صحیح ہے۔

''الکنع'' مثناۃ فوقانیہ کے ساتھ ہو تو اس معنی فرار ہونا ہوگا اور مثناۃ تحتانیہ کے ساتھ ہو تو اس کا معنی اجتناب کرنا ہے۔ یہ دونوں نسخوں میں موجود ہیں۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مرسل ہے۔ [1]

6/1752 الکافی،۲/۲۳۲/۵/۱ عَنْهُ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا رَفَعَهُ عَنْ أَحَدِهِمَا عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ قَالَ: مَرَّ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ بِمَجْلِسٍ مِنْ قُرَيْشٍ فَإِذَا هُوَ بِقَوْمٍ بِيضٍ ثِيَابُهُمْ صَافِيَةٍ أَلْوَانُهُمْ كَثِيرٍ ضِحْكُهُمْ يُشِيرُونَ بِأَصَابِعِهِمْ إِلَى مَنْ يَمُرُّ بِهِمْ ثُمَّ مَرَّ بِمَجْلِسٍ لِلْأَوْسِ وَ اَلْخَزْرَجِ فَإِذَا قَوْمٌ بَلِيَتْ مِنْهُمُ اَلْأَبْدَانُ وَ دَقَّتْ مِنْهُمُ اَلرِّقَابُ وَ اِصْفَرَّتْ مِنْهُمُ اَلْأَلْوَانُ وَ قَدْ تَوَاضَعُوا بِالْكَلاَمِ فَتَعَجَّبَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ مِنْ ذَلِكَ وَ دَخَلَ عَلَى رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَقَالَ بِأَبِي أَنْتَ وَ أُمِّي إِنِّي مَرَرْتُ بِمَجْلِسٍ لِآلِ فُلاَنٍ ثُمَّ وَصَفَهُمْ وَ مَرَرْتُ بِمَجْلِسٍ لِلْأَوْسِ وَ اَلْخَزْرَجِ فَوَصَفَهُمْ ثُمَّ قَالَ وَ جَمِيعٌ مُؤْمِنُونَ فَأَخْبِرْنِي يَا رَسُولَ اَللَّهِ بِصِفَةِ اَلْمُؤْمِنِ فَنَكَسَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ عِشْرُونَ خَصْلَةً فِي اَلْمُؤْمِنِ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ فِيهِ لَمْ يَكْمُلْ إِيمَانُهُ إِنَّ مِنْ أَخْلاَقِ اَلْمُؤْمِنِينَ يَا عَلِيُّ اَلْحَاضِرُونَ اَلصَّلاَةَ وَ اَلْمُسَارِعُونَ إِلَى اَلزَّكَاةِ وَ اَلْمُطْعِمُونَ اَلْمَسَاكِينَ اَلْمَاسِحُونَ رَأْسَ اَلْيَتِيمِ اَلْمُطَهِّرُونَ أَطْمَارَهُمُ اَلْمُتَّزِرُونَ عَلَى أَوْسَاطِهِمُ اَلَّذِينَ إِنْ حَدَّثُوا لَمْ يَكْذِبُوا وَ إِذَا وَعَدُوا لَمْ يُخْلِفُوا وَ إِذَا اُؤْتُمِنُوا لَمْ يَخُونُوا وَ إِذَا تَكَلَّمُوا صَدَقُوا رُهْبَانٌ بِاللَّيْلِ أُسُدٌ بِالنَّهَارِ صَائِمُونَ اَلنَّهَارَ قَائِمُونَ اَللَّيْلَ لاَ يُؤْذُونَ جَاراً وَ لاَ يَتَأَذَّى بِهِمْ جَارٌ اَلَّذِينَ مَشْيُهُمْ عَلَى اَلْأَرْضِ هَوْنٌ وَ خُطَاهُمْ إِلَى بُيُوتِ اَلْأَرَامِلِ وَ عَلَى أَثَرِ اَلْجَنَائِزِ جَعَلَنَا اَللَّهُ وَ إِيَّاكُمْ مِنَ اَلْمُتَّقِينَ.

ہمارے کسی ساتھی نے مرفوع روایت کی ہے کہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام نے فرمایا: امیر المومنین علیہ السلام

[1] مراۃ العقول: ۹/ ۲۲۷

قریش کے چند لوگوں کی محفل کے قریب سے گزرے جن کے لباس سفید تھے اور اُن کے چہروں کے رنگ بھی خوبصورت تھے اور وہ بہت زیادہ ہنس رہے تھے اور جو بھی ان کے قریب سے گزرتا اس کی طرف اُنگلیوں کے ساتھ اشارے کر کے ہنستے تھے۔ پھر آپؐ اوس وخزرج کی ایک مجلس کے پاس سے گزرے جہاں آپؐ کو ایسے لوگ ملے جن کی گردنیں دبلی پڑی ہوئی تھیں، ان کے رنگ پیلے پڑ گئے تھے اور وہ اپنی باتوں میں نہایت عاجز تھے۔ پس حضرت علی علیہ السلام نے ان دونوں سے تعجب کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میرے ماں اور باپ آپؐ پر فدا ہوں! میں فلاں قبیلہ کے افراد کی محفل سے گزرا اور پھر اُن کے آپؐ نے اوصاف کو بیان کیا، پھر عرض کیا: پھر میں اوس خزرج کی محفل سے گزرا اور پھر اُن کے اوصاف کو بھی رسول خداؐ کے سامنے عرض کیا اور اس کے بعد عرض کیا: وہ تمام اپنے مومن ہونے کے دعویدار ہیں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ مجھے مومن کے اوصاف بیان فرمائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا سر اقدس جھکا دیا اور کچھ دیر کے بعد اپنا سر اقدس اُٹھایا اور فرمایا: مومن کے بیس خصال واوصاف ہیں۔ پس جس میں وہ نہیں پائے جاتے اس کا ایمان کامل نہیں ہے اور یہ مومنین کے اخلاق میں سے ہیں۔ یا علی وہ ہیں: وہ نماز با جماعت میں حاضر ہوتے ہیں، زکوٰۃ ادا کرنے میں جلدی کرتے ہیں، مساکین کو کھانا کھلانے والے ہوتے ہیں، یتیموں کے سر پر دست شفقت رکھنے والے ہوتے ہیں، اپنے لباسوں کو پاک رکھتے ہیں، اپنے جامہ کے زار بند کو ناف سے اُوپر باندھتے ہیں (تاکہ ان کی شرمگاہ ظاہر نہ ہو)، کوئی خبر دیتے ہیں تو جھوٹ نہیں بولتے، اگر وعدہ کرتے ہیں تو وعدہ خلافی نہیں کرتے، امانت میں خیانت نہیں کرتے، جب بات کریں گے تو سچ بولتے ہیں، راتوں کو اللہ کی عبادت کرتے ہوئے روتے ہیں، دِن میں شیر کی مانند بہادر ہوتے ہیں، دِن کو روزہ رکھتے ہیں، راتوں کو عبادت میں قیام کرتے ہیں، ہمسائے کو اذیت نہیں دیتے، ہمسائے ان سے اذیت میں نہیں ہوتے، زمین پر اکڑ کر نہیں چلتے، بلکہ نرمی سے چلتے ہیں، بیواؤں کی مدد کرتے ہیں، تشیع جنازہ کرتے ہیں اور وہ متقی ہوتے ہیں۔

خدا ہمیں اور تمہیں متقین میں سے قرار دے۔ [1]

بیان:

الاتزار بالوسط إما كناية عن اجتهادهم البليغ فی العبادة أو محمول علی ظاهره رهبان من الرهبة أی خاشعون من خشية الله أشداء بالنهار يعنی علی الكفار كما قال الله عز وجل أَشِدَّاءُ

[1] بحار الانوار: ۶۴/ ۲۷۶؛ اعلام الدین: ۱۱۷؛ کنز الفوائد: ۱/ ۸۶؛ وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۱۸۸؛ امالی صدوق: ۵۴۷

عَلَى الْكُفَّارِ رُحَماءُ بَيْنَهُمْ وفي بعض النسخ أسد بالمهملة و هو جمع أسد و المعدود من الخصال تسع عشرة و لعل واحدة منها سقطت من قلم النساخ و لا يبعد أن يكون تلك رحماء بينهم

❂ ''الاتزاد''مشاۃ وسط کے ساتھ، یا تو یہ کنایہ ہے عبادت میں بہت ہی زیادہ ریاضت کرنا یا یہ اپنے ظاہر پر محمول ہے۔ ''رھبان''اس کا مصدر ہے''الرھبة''ہے اوراس کا معنی اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے ہیں۔

''اشداہ بالنھار''نہار پر سختی کرنا یعنی کافروں پر، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ

وہ کفار پر سخت گیر اور آپس میں مہربان ہیں۔ (سورہ الفتح: ۲۹)

بعض نسخوں میں ''اُسُدٌ''ہے مھملہ کے ساتھ، اور یہ ''اَسَدٌ''کی جمع ہے۔

یہاں خصائل کی تعداد انیس (۱۹) تھیں، شاید ایک خصلت ان میں سے کاتب کے قلم سے ساقط ہوگئی ہے اور بعید نہیں ہے کہ وہ یہ ''رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ''ہو۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مرفوع ہے۔ [1]

7/1753 الکافی، ۱/۶/۲۳۲/۲ الثلاثة عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ: مَنْ سَرَّتْهُ حَسَنَتُهُ وَسَاءَتْهُ سَيِّئَتُهُ فَهُوَ مُؤْمِنٌ.

ابو العباس سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص اپنے نیک کام سے خوش ہو اور اپنی برائی سے بیزار ہو وہ مومن ہے۔ [2]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے [3] لیکن میرے نزدیک حدیث کی سند حسن کالصحیح ہے کیونکہ قاسم بن عروہ ثقہ ثابت ہے اور اس کی ایک سند شیخ صدوق نے صفات الشیعہ میں ذکر کی ہے وہ موثق ہے۔ (واللہ اعلم)۔

8/1754 الکافی، ۱/۱۱/۲۳۳/۲ علی عن العبیدی عَنْ يُونُسَ عَنْ صَفْوَانَ الْجَمَّالِ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ

---

[1] مرآۃ العقول: ۹/ ۲۳۳

[2] مجموعہ ورام: ۱/ ۹۸؛ عوالی اللئالی: ۱/ ۱۲۳؛ بحار الانوار: ۶۴/ ۳۵۰؛ جامع الاخبار: ۹۱۷؛ وسائل الشیعہ: ۱/ ۱۰۶ ح ۲۵۹؛ عیون اخبار الرضاؑ: ۱/ ۱۳۷؛ حدایۃ الامہ: ۵/ ۵۵۸؛ الخصال: ۱/ ۳۷؛ امالی صدوق: ۲۰۰

[3] مرآۃ العقول: ۹/ ۲۳۷

عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : إِنَّمَا اَلْمُؤْمِنُ اَلَّذِي إِذَا غَضِبَ لَمْ يُخْرِجْهُ غَضَبُهُ مِنْ حَقٍّ وَإِذَا رَضِيَ لَمْ يُدْخِلْهُ رِضَاهُ فِي بَاطِلٍ وَإِذَا قَدَرَ لَمْ يَأْخُذْ أَكْثَرَ مِمَّا لَهُ ۔

(ترجمہ) اصفوان جمال سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: مومن وہ ہے کہ جب اسے غصہ آئے تو اس کا غصہ اسے حق سے خارج نہیں کرتا، جب راضی ہو تو اس کی رضا اسے کسی باطل کام میں داخل نہیں کرتی اور جب قدرت ہو تو اپنے حق سے زیادہ حاصل نہ کرتا۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے۔ [2]

9/1755 الکافی ۱/۱۲/۲۲۳/۲ محمد عن ابن عیسی عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَلنُّعْمَانِ عَنِ اِبْنِ مُسْكَانَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ خَالِدٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : يَا سُلَيْمَانُ أَ تَدْرِي مَنِ اَلْمُسْلِمُ قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ أَنْتَ أَعْلَمُ قَالَ اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ اَلْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ ثُمَّ قَالَ وَ تَدْرِي مَنِ اَلْمُؤْمِنُ قَالَ قُلْتُ أَنْتَ أَعْلَمُ قَالَ إِنَّ اَلْمُؤْمِنَ مَنِ اِئْتَمَنَهُ اَلْمُسْلِمُونَ عَلَى أَمْوَالِهِمْ وَ أَنْفُسِهِمْ وَ اَلْمُسْلِمُ حَرَامٌ عَلَى اَلْمُسْلِمِ أَنْ يَظْلِمَهُ أَوْ يَخْذُلَهُ أَوْ يَدْفَعَهُ دَفْعَةً تُعَنِّتُهُ ۔

(ترجمہ) سلیمان بن خالد سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: اے سلیمان: کیا تم جانتے ہو کہ مسلمان کون ہے؟

میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہوں! آپؑ سب سے زیادہ جانتے ہیں۔

آپؑ نے فرمایا: مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

پھر فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ مومن کون ہے؟

میں نے عرض کیا: آپؑ بہتر جانتے ہیں۔

آپؑ نے فرمایا: مومن وہ ہے کہ جسے مسلمان اپنے مال و نفوس پر امین قرار دیں اور رہا مسلمان تو مسلمان کے لیے حرام ہے کہ وہ کسی مسلمان کے ساتھ ناانصافی کرے، اس کے ساتھ خیانت کرے یا اس کی بے بسی میں اسے

---

[1] صفات الشیعہ: ۲۶؛ نزھۃ الناظر: ۱۰۹؛ کشف الغمہ: ۲/ ۲۰۸؛ اعلام الدین: ۱/ ۳۰۳؛ وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۳۵۸؛ بحار الانوار: ۶۴/ ۳۰۳و۷۵/ ۲۰۹؛ عوالم العلوم: ۲۰/ ۸۲۲؛ سفینۃ البحار: ۱/ ۱۳۷

[2] مرآۃ العقول: ۹/ ۱۴۲

https://www.shiabookspdf.com

ایک طرف دھکیل دے۔ (۱)

بیان:

العنت محركة الفساد و الإثم و الهلاك و دخول المشقة على الإنسان و أعنته غيره و لقاء الشدة و الوهى و الانكسار و عنته تعنيتا شدد عليه و ألزمه ما يصعب عليه أداؤه كذا فى القاموس و الكل محتمل

"العنت" بدگمانی، یعنی کسی شخص پر بدعنوانی، گناہ، تباہی اور مشکلات میں داخل ہوتی ہے، دوسرے اس کی مدد کرتے ہیں، اور وہ سختی، کمزوری اور ٹوٹ پھوٹ کا سامنا کرتا ہے جیسا کہ کتاب القاموس میں ہے۔

بہرحال! ان سب کا احتمال پایا جاسکتا ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے۔ (۲)

10/1756 الكافى، ۱/۱۹/۲۳۵/۲ القميان عَنِ اَلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِي كَهْمَسٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ خَالِدٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: أَلاَ أُنَبِّئُكُمْ بِالْمُؤْمِنِ مَنِ اِئْتَمَنَهُ اَلْمُؤْمِنُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَ أَمْوَالِهِمْ أَلاَ أُنَبِّئُكُمْ بِالْمُسْلِمِ مَنْ سَلِمَ اَلْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَ يَدِهِ وَ اَلْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ اَلسَّيِّئَاتِ وَ تَرَكَ مَا حَرَّمَ اَللَّهُ وَ اَلْمُؤْمِنُ حَرَامٌ عَلَى اَلْمُؤْمِنِ أَنْ يَظْلِمَهُ أَوْ يَخْذُلَهُ أَوْ يَغْتَابَهُ أَوْ يَدْفَعَهُ دَفْعَةً.

(ترجمہ) امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں مومن کے بارے میں خبر نہ دوں؟ وہ وہ ہے جس کو مومنین اپنے مالوں اور اپنی جانوں پر امین قرار دیتے ہوں۔

کیا میں تمہیں مسلمان کے بارے میں خبر دوں؟

وہ وہ ہے کہ جس کی زبان اور اس کے ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ ہوں اور مہاجر وہ ہے جو گناہوں سے ہجرت کرے اور جسے خدا نے حرام کیا ہے اسے ترک کرے اور رہا مومن، تو مومن پر حرام ہے کہ وہ اس پر ظلم کرے یا اس کو رسواء کرے یا اس کی غیبت کرے یا اُس کو اپنے سے دُور کرے۔ (۳)

(۱) رجال الکشی: ۱۵۵؛ بحارالانوار: ۶۴/ ۳۵۴؛ تفسیر نور الثقلین: ۵/ ۱۰۱؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۲/ ۳۵۷

(۲) مرآۃ العقول: ۹/ ۲۴۶

(۳) وسائل الشیعہ: ۱۲/ ۲۷۸ ح ۱۶۳۰۰؛ بحارالانوار: ۶۴/ ۳۵۸؛ مجموعہ ورام: ۲/ ۸۵؛ اعلام الدین: ۱۱۰

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے۔[1]

11/1757 الکافی، ۱/۱۳/۲۳۴/۲ محمد عن أحمد عن السراد عن الخراز عن الحذاء عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِنَّمَا اَلْمُؤْمِنُ اَلَّذِي إِذَا رَضِيَ لَمْ يُدْخِلْهُ رِضَاهُ فِي إِثْمٍ وَ لاَ بَاطِلٍ وَ إِذَا سَخِطَ لَمْ يُخْرِجْهُ سَخَطُهُ مِنْ قَوْلِ اَلْحَقِّ وَ اَلَّذِي إِذَا قَدَرَ لَمْ تُخْرِجْهُ قُدْرَتُهُ إِلَى اَلتَّعَدِّي إِلَى مَا لَيْسَ لَهُ بِحَقٍّ.

ترجمہ: حذاء سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: مومن وہ ہے کہ جب وہ راضی ہوتو اس کی رضا اس کو گناہ اور باطل میں داخل نہ کرے اور جب غصے ہوتو اس کا غصہ اس کو قول حق سے نکال نہ دے اور وہ وہ ہے کہ قدرت رکھتا ہوتو اس کی قدرت اس کو اس کی طرف آمادہ نہ کرے جو اس کا حق نہ ہو۔[2]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے[3]

12/1758 الکافی، ۱/۱۴/۲۳۴/۲ العدة عن البرقی عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي اَلْبَخْتَرِيِّ رَفَعَهُ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ: اَلْمُؤْمِنُونَ هَيِّنُونَ لَيِّنُونَ كَالْجَمَلِ اَلْأَنِفِ إِذَا قِيدَ اِنْقَادَ وَ إِنْ أُنِيخَ عَلَى صَخْرَةٍ اِسْتَنَاخَ.

ابوالبختری نے مرفوع روایت کی ہے کہ میں نے امام علیہ السلام سے سنا، آپ فرمار ہے تھے: مومن باوقار اور نرم مزاج ہوتے ہیں۔ ان کی مثال اُس اُونٹ کی ہے جس کے ناک میں نکیل ڈالی ہوتی ہے اور وہ مطیع ہوتا ہے کہ اگر اسے چٹان پر بھی بٹھا دیا جائے تو وہ وہاں بیٹھا رہتا ہے۔[4]

بیان:

هينون لينون بالتخفيف و التشديد معا و قال ابن الأعرابي العرب تمدح بالهين و اللين مخففين و تذم بهما مثقلين و هين فيعل من الهون و هو السكينة و الوقار و السهولة فعينه واو و شيء هين و هين أي سهل و الآلف في النسخ التي رأيناها باللام من الألفة أي الذي لا يكون

---

[1] مرآۃ العقول: ۹/ ۲۴۶

[2] الخصال: ۱/ ۱۰۵؛ اعلام الدین: ۱۳۱؛ وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۱۹۶؛ بحارالانوار: ۶۴/ ۳۵۵ و ۶۸/ ۳۵۸ و ۷۲/ ۲۳۵

[3] مرآۃ العقول: ۹/ ۲۴۲؛ بحارالانوار: ۷۲/ ۲۳۵

[4] مجموعہ ورام: ۲/ ۲۰۳؛ وسائل الشیعہ: ۱۲/ ۱۵۹؛ بحارالانوار: ۶۴/ ۳۵۵؛ اعلام الدین: ۱۱۰

وحشيا و فى كتب اللغة صحح بالنون من أنف البعير إذا اشتكى أنفه من الحلقة التى تجعل فيه فهو أنف ككتف و صاحب فهو لا يمتنع على قائده للوجع الذى به فهو ذلول منقاد و كان الأصل فيه أن يقال مأنوف لأنه مفعول به كما قالوا مصدور للذى يشتكى صدره و المبطون و جميع ما فى الجسد ولكنه جاء شاذا

❁ ''هينون لينون ''تخفیف اورتشدید کے ساتھ، ابن عربی بیان کرتے ہیں: عرب ''ھین'' اور ''لین'' کی تعریف کرتے ہیں اور ان دونوں کوثقیل قرار دیتے ہیں۔ ''ھین ''اس کا مصدر''ھون '' ہےاوراس سے مراد سکون، وقاراور سہولت ہے۔ پس اس کا عین کلمہ واو ہےاوروہ ایک شیٔ ''ھین'' ہے یعنی آسان۔ہم ایک نسخہ میں لام کے ساتھ الف کو دیکھا ہے جس کا مصدر''الفت'' ہے یعنی وہ جوسفاک نہ ہو۔لغت کی کتابوں میں اونٹ کی ناک کے حرف''نون'' سے اس کی تصحیح کی جاتی ہے اگراس کی ناک اس میں رکھی ہوئی انگوٹھی کی شکایت کرے تو وہ کندھے کی طرح ناک اور ساتھی ہے، اس سے باز نہیں آتا۔ رہنمااس تکلیف کی وجہ سے جو اسے محسوس ہورہا ہے، اس لیے وہ مطیع اور مطیع ہے، اصل اصول یہ تھا کہ اسے''نفس'' کہا جائے کیونکہ یہ براہ راست چیز ہے، جس طرح انہوں نے کہا کہ جس کے سینے میں شکایت ہو، اس کے لیے''نفس'' کہا جاتا ہےاور جو کچھ جسم میں ہے لیکن یہ غیر معمولی طور پر آیا۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے۔ ①

13/1759 الکافی، ۲/۱۲۶/۹/۱ العدة عن البرقی عَنْ عَلِيِّ بْنِ حَسَّانَ عَمَّنْ ذَكَرَهُ عَنْ دَاوُدَ بْنِ فَرْقَدٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: ثَلاَثٌ مِنْ عَلاَمَاتِ اَلْمُؤْمِنِ عِلْمُهُ بِاللَّهِ وَ مَنْ يُحِبُّ وَ مَنْ يُبْغِضُ

(ترجمہ) داود بن فرقد سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: تین چیزیں مؤمن کی علامات میں سے ہیں: اسے اللہ کا، جس سے محبت کرتا ہے اس کا اور جس سے دشمنی کرتا ہے اس کا علم ہو۔ ②

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے ③ لیکن میرے نزدیک حدیث مرسل ہے۔ (واللہ اعلم)۔

14/1760 الکافی، ۲/۲۳۵/۱۵/۱۱ الأربعة عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: ثَلاَثَةٌ مِنْ عَلاَمَاتِ اَلْمُؤْمِنِ

---

① مراۃ العقول: ۹/ ۲۳۲

② المحاسن: ۱/ ۲۴۳؛ وسائل الشیعہ: ۱۶/ ۱۶۸؛ بحار الانوار: ۱/ ۲۱۵ و ۶۶/ ۲۳۶؛ ھدایۃ الامہ: ۵/ ۵۷۹

③ مراۃ العقول: ۸/ ۲۶۳

اَلْعِلْمُ بِاللّٰهِ وَمَنْ يُحِبُّ وَمَنْ يَكْرَهُ.

(ترجمہ) امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: تین چیزیں مومن کی نشانیوں میں سے ہیں: اسے اللہ کا، جس سے محبت کرتا ہے اس کا اور جس سے کراہت کرتا ہے اس کا علم ہو۔[1]

بیان:

یعنی و یعلم من یحبه الله ممن یکرهه أو یعلم من ینبغی حبه و من ینبغی بغضه یعنی حبه لمن یحب و بغضه لمن یبغض علی بصیرة و علم و لعل الثانی أقرب

❂ اس کا مطلب ہے اور وہ جانتا ہے کہ خدا کس سے محبت کرتا ہے جس سے وہ نفرت کرتا ہے یا وہ جانتا ہے کہ اسے کس سے محبت کرنی چاہئے اور کس سے نفرت کرنی چاہئے یعنی اس کی محبت جس سے وہ محبت کرتا ہے اور اس کی نفرت جس سے وہ بصیرت اور علم کے ساتھ نفرت کرتا ہے، اور شاید دوسرا قریب ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف علی المشہور ہے[2] لیکن میرے نزدیک یہ سند موثق ہے اور یہ مشہور سند ہے جس پر کئی مرتبہ گفتگو کی جاچکی ہے۔(واللہ اعلم)۔

15/1761 الکافی، ۲/۲۳۵/۱۶/۱ بِهٰذَا اَلْإِسْنَادِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اَللّٰهِ صَلَّى اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ: اَلْمُؤْمِنُ كَمَثَلِ شَجَرَةٍ لاَ يَتَحَاتُّ وَرَقُهَا فِي شِتَاءٍ وَلاَ صَيْفٍ قَالُوا يَا رَسُولَ اَللّٰهِ وَمَا هِيَ قَالَ اَلنَّخْلَةُ.

(ترجمہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مومن اس درخت کی مانند ہے جس کے پتے نہ گرمیوں میں اور نہ سردیوں میں جھڑتے ہیں۔

لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہ کون سا (درخت) ہے؟

آپ نے فرمایا: کھجور کا۔[3]

بیان:

یعنی أنه مستقیم الأحوال ینتفع منه دائما

❂ یعنی وہ تمام حالات میں ایک جیسا رہتا ہے جس سے ہر وقت فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔

---

[1] بحار الانوار: ۶۴/ ۳۵۷؛ مسند الامام الصادق: ۵/ ۲۵۵؛ نہج السعادۃ: ۹/ ۹؛ مستدرک سفینۃ البحار: ۷/ ۳۷۱

[2] مرآۃ العقول: ۹/ ۲۴۴

[3] اعلام الدین: ۱۱۰؛ فضائل الشیعہ ابو معاش: ۲/ ۲۱؛ مسند الامام الصادق: ۵/ ۳۶۰؛ مسند الامام الکاظمؑ: ۱/ ۳۶۲

https://www.shiabookspdf.com

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے اور میرے نزدیک حدیث موثق ہے جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔ [1] (واللہ اعلم)

16/1762 الکافی، ۱/۱۷/۲۳۵/۲ العدۃ عن سہل عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أُورَمَةَ عَنْ أَبِي إِبْرَاهِيمَ اَلْأَعْجَمِيِّ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: اَلْمُؤْمِنُ حَلِيمٌ لاَ يَجْهَلُ وَإِنْ جُهِلَ عَلَيْهِ يَحْلُمُ وَلاَ يَظْلِمُ وَإِنْ ظُلِمَ غَفَرَ وَلاَ يَبْخَلُ وَإِنْ بُخِلَ عَلَيْهِ صَبَرَ.

(ترجمہ) امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: مومن بردبار رہتا ہے، وہ جاہل نہیں ہوتا، اگر اسے نظر انداز کیا جائے تو وہ بردبار رہتا ہے، وہ ظلم نہیں کرتا، اگر اس پر ظلم ہوتا ہے تو معاف کر دیتا ہے، وہ بخل نہیں کرتا اور اگر اس سے بخل کیا جائے تو صبر کرتا ہے۔ [2]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [3] لیکن میرے نزدیک حدیث مجہول مرسل ہے۔ (واللہ اعلم)۔

17/1763 الکافی، ۱/۱۸/۲۳۵/۲ العدۃ عن البرقی عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مِهْرَانَ عَنْ مُنْذِرِ بْنِ جَيْفَرٍ عَنْ آدَمَ أَبِي اَلْحُسَيْنِ اَللُّؤْلُؤِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: اَلْمُؤْمِنُ مَنْ طَابَ مَكْسَبُهُ وَحَسُنَتْ خَلِيقَتُهُ وَصَحَّتْ سَرِيرَتُهُ وَأَنْفَقَ اَلْفَضْلَ مِنْ مَالِهِ وَأَمْسَكَ اَلْفَضْلَ مِنْ كَلاَمِهِ وَكَفَى اَلنَّاسَ شَرَّهُ وَأَنْصَفَ اَلنَّاسَ مِنْ نَفْسِهِ.

(ترجمہ) امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: مومن وہ ہے جس کی کمائی صاف ستھری ہو، جس کا اخلاق بہترین ہو، جس کا ضمیر خراب نہ ہو، وہ اپنے مال سے زائد رقم صدقہ کرتا ہو، اپنے الفاظ کی اضافت کو روک لیتا ہو، لوگوں کو اس کے شر سے کوئی خطرہ نہیں ہوتا اور وہ اپنی جان کے خلاف لوگوں کے لیے انصاف کرتا ہے۔ [4]

بیان:

الموجود فی کتب الرجال آدم أبو الحسین اللؤلؤی مصغرا و کأنه صحف فی الکافی

---

[1] مرآۃ العقول: ۹/ ۲۴۴

[2] مجموعہ ورام: ۱/ ۱۳۱ و ۲/ ۲۰۲؛ اعلام الدین: ۱۱۰؛ وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۱۸۹؛ بحار الانوار: ۶۴/ ۳۵۸

[3] مرآۃ العقول: ۹/ ۲۴۸

[4] الخصال: ۲/ ۳۵۱؛ اعلام الدین: ۱۱۰؛ وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۱۸۹؛ بحار الانوار: ۶۴/ ۲۹۳

✪ کتب الرّجال میں آدم ابوالحسین اللؤلؤی تصغیر کے ساتھ موجود ہے لیکن الکافی میں اس کی تصحیف کی گئی ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ منذر بن جیفر تحقیق سے ثقہ ثابت ہے اور اس کی ذیل یہ ہے کہ صفوان بن یحییٰ اس سے روایت کرتا ہے [2]۔ (واللہ اعلم)

18/1764 الکافی، ۱/۲۹/۲۳۹/۲ عنه عن ابن فضال عن عاصم بن حمید عن الثمالی عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ اَلْحَسَنِ عَنْ أُمِّهِ فَاطِمَةَ بِنْتِ اَلْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: ثَلاَثُ خِصَالٍ مَنْ كُنَّ فِيهِ اِسْتَكْمَلَ خِصَالَ اَلْإِيمَانِ إِذَا رَضِيَ لَمْ يُدْخِلْهُ رِضَاهُ فِي بَاطِلٍ وَ إِذَا غَضِبَ لَمْ يُخْرِجْهُ اَلْغَضَبُ مِنَ اَلْحَقِّ وَ إِذَا قَدَرَ لَمْ يَتَعَاطَ مَا لَيْسَ لَهُ.

عبداللہ بن حسن (مثنیٰ) اپنی والدہ جناب فاطمہ بنت حسین بن علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تین خصلتیں ایسی ہیں کہ جس میں بھی پائی جائیں تو اس کے ایمان کی خصوصیات مکمل ہوتی ہیں: جب راضی ہو تو اس کی رضا اسے کسی باطل میں داخل نہ کرے، جب ناراض ہو تو اس کی ناراضی اسے حق سے خارج نہ کرے اور جب قادر ہو تو وہ چیز نہ لے جو اس کے لیے (حلال) نہیں ہے۔ [3]

بیان:

الموجود فی نسخ الکافی التی رأیناها فی إسناد هذا الحدیث هکذا و الظاهر أن الراوی هو الحسین بن علی و أن بن تصحیف عن و التعاطی التناول

ترجمہ: کتاب الکافی کا وہ نسخہ جو ہم نے دیکھا ہے اس میں اس حدیث کی اسناد اس طرح ہیں کہ بیشک راوی حسین بن علی ہے اور ''أنّ ابن تصحیف عن والتعاطی'' اور اس سے مراد تناول کرنا ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [4] لیکن میرے نزدیک حدیث معتبر ہے اور فاطمہ بنت حسین علیہا السلام کے حالت اگر چہ مذکور نہیں ہے پھر بھی ہم اعتبار کو ترجیح سمجھتے ہیں۔ رہا یہ مسئلہ کہ فاطمہ بنت حسین علیہا السلام نے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کبھی

---

[1] مرآۃ العقول: ۹/۲۳۵

[2] تہذیب الاحکام: ۸/۳۲۴ ح ۱۲۰۳؛ الوافی: ۱۶/۵۷۷ ح ۱۵۷۱۸؛ وسائل الشیعہ: ۲۲/۳۹۹ ح ۲۸۸۸۸

[3] الاصول الستہ عشر: ۱۷۳؛ المحاسن: ۱/۶؛ الخصال: ۱/۱۰۵؛ تحف العقول: ۳۳؛ الاختصاص: ۲۳۳؛ امالی طوسی: ۷۰۳؛ روضۃ الواعظین: ۲/۳۶۵؛ مجموعہ ورام: ۲/۷۶؛ اعلام الدین: ۱۱۳ و ۲۱۶؛ وسائل الشیعہ: ۱۵/۱۹۰ و ۲۶۳؛ بحار الانوار: ۶۴/۳۰۰ و ۶۸/۳۵۸ و ۷۲/۲۸ و ۷۴/۱۳۶

[4] مرآۃ العقول: ۹/۲۷۳

ملاقات نہیں کہ لہٰذا حدیث میں ارسال ہے تو واضح ہونا چاہیے کہ شیخ صدوق کی الخصال میں یہ ارسال موجود ہی نہیں ہے بلکہ وہاں فاطمہ بنت حسین علیہا السلام نے اپنے والد گرامی امام حسین علیہ السلام اور انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے لہٰذا حدیث کا بہر حال معتبر ہونے میں کچھ مانع نہیں ہے۔ (واللہ اعلم)

19/1765 الکافی، ۱/۳۰/۲۳۹/۲ عَنْهُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ قَالَ قَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ : إِنَّ لِأَهْلِ الدِّينِ عَلاَمَاتٍ يُعْرَفُونَ بِهَا صِدْقَ الْحَدِيثِ وَ أَدَاءَ الْأَمَانَةِ وَ وَفَاءً بِالْعَهْدِ وَ صِلَةَ الْأَرْحَامِ وَ رَحْمَةَ الضُّعَفَاءِ وَ قِلَّةَ الْمُرَاقَبَةِ لِلنِّسَاءِ أَوْ قَالَ قِلَّةَ الْمُوَاتَاةِ لِلنِّسَاءِ وَ بَذْلَ الْمَعْرُوفِ وَ حُسْنَ الْخُلُقِ وَ سَعَةَ الْخُلُقِ وَ اِتِّبَاعَ الْعِلْمِ وَ مَا يُقَرِّبُ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ زُلْفَى (طُوبىٰ لَهُمْ وَ حُسْنُ مَآبٍ) وَ طُوبَى شَجَرَةٌ فِي الْجَنَّةِ أَصْلُهَا فِي دَارِ النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ لَيْسَ مِنْ مُؤْمِنٍ إِلاَّ وَ فِي دَارِهِ غُصْنٌ مِنْهَا لاَ يَخْطُرُ عَلَى قَلْبِهِ شَهْوَةُ شَيْءٍ إِلاَّ أَتَاهُ بِهِ ذَلِكَ وَ لَوْ أَنَّ رَاكِباً مُجِدّاً سَارَ فِي ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ مَا خَرَجَ مِنْهُ وَ لَوْ طَارَ مِنْ أَسْفَلِهَا غُرَابٌ مَا بَلَغَ أَعْلاَهَا حَتَّى يَسْقُطَ هَرِماً أَلاَ فَفِي هَذَا فَارْغَبُوا إِنَّ الْمُؤْمِنَ مِنْ نَفْسِهِ فِي شُغُلٍ وَ النَّاسُ مِنْهُ فِي رَاحَةٍ إِذَا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ افْتَرَشَ وَجْهَهُ وَ سَجَدَ لِلَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ بِمَكَارِمِ بَدَنِهِ يُنَاجِي الَّذِي خَلَقَهُ فِي فَكَاكِ رَقَبَتِهِ أَلاَ فَهَكَذَا كُونُوا .

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: اہل دین (مذہبی) لوگوں کی کچھ نشانیاں ہوتی ہیں جن کے ذریعے وہ پہچانے جاتے ہیں: ان کی باتوں میں سچائی ہوتی ہے، امانت کی حفاظت کرتے ہیں، اپنے وعدے پر ثابت قدم ہوتے ہیں، رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کرتے ہیں، کمزوروں کے ساتھ حسن سلوک کرتے ہیں، عورتوں سے کم توقعات رکھتے ہیں، [یا فرمایا: عورتوں کی کم چاپلوسی کرتے ہیں]، اخلاقی رویے میں فضیلت رکھتے ہیں، اخلاقی نظم وضبط کی وسعت رکھتے ہیں، علم کی پیروی کرتے ہیں اور وہ چیز جو اللہ کے قریب لے جائے اسے اختیار کرتے ہیں۔ ”ان کے لیے طوبیٰ اور اچھا انجام ہے۔ (الرعد: ۲۹)“ طوبیٰ جنت میں ایک درخت ہے جس کی جڑ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر میں ہوگی اور جنت میں کسی مومن کا گھر نہیں ہو گا مگر یہ کہ اس میں اس کی ایک شاخ ہوگی اور مومن کے دل میں جو خواہش پیدا ہوگی تو اس شاخ کے ذریعے اس کی خواہش پوری کر دی جائے گی۔ اگر ایک مضبوط سوار اس کے سائے میں سو سال چلتا رہے تب بھی اس کے سائے سے باہر نہیں جا سکے گا اور ایک پرندہ اس کی جڑ سے پرواز کرے تو اس سے بلند نہیں ہو سکے گا یہاں تک کہ

https://www.shiabookspdf.com

وہ بوڑھا ہو کر گر جائے گا۔ پس اس بارے میں آگاہ ہو جاؤ اور اس درخت کے بارے میں رغبت پیدا کرو۔ تحقیق مؤمن اپنے آپ میں مشغول رہتا ہے جب کہ دوسرے اس سے راحت میں رہتے ہیں، جب رات چھا جاتی ہے تو وہ اپنا چہرہ زمین پر بچھا دیتا ہے اور اپنے وجود کے بہترین اعضاء کے ساتھ اللہ کی بارگاہ میں سجدہ کرتا ہے، اس سے التجاء کرتا ہے جس نے اسے پیدا کیا ہے کہ وہ اس کی گردن کو آگ سے آزاد کر دے۔ آگاہ ہو جاؤ! وہ ایسے ہی ہوتے ہیں۔ [1]

بیان:

المواتاة المطاوعة و الزلفى القرب و تأويل طوبى العلم فإن لكل نعيم من الجنة مثالا فى الدنيا و مثال شجرة طوبى شجرة العلوم الدينية التى أصلها فى دار النبى ص الذى هو مدينة العلم و فى دار كل مؤمن غصن منها و إنما شهوات المؤمن و مثوباته فى الآخرة فروع معارفه و أعماله الصالحة فى الدنيا فإن المعرفة بذر المشاهدة و العمل الصالح غرس النعيم إلا أن من لم يذق لم يعرف و لا يذوق إلا من أخلص دينه لله و قوى إيمانه بالله بأن يتصف بصفات المؤمن المذكورة فى هذا الباب

''المؤتاة''اطاعت،''الزلفیٰ''قرب وتاویل،''طوبیٰ''علم، بیشک ہر وہ نعمت جو جنّت میں ہے اس کی ایک مثال اس دنیا میں ہے اور شجرہ طوبیٰ کی مثال علوم دینیہ کے شجرہ جیسی ہے جس کی جڑ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر میں ہے اور علم کا شہر ہیں اور اور ہر مومن کے گھر میں اس کی ایک شاخ ہوتی ہے لیکن مومن کی خواہشات اور آخرت میں اس کے انعامات کی شاخیں ہیں اسے اور اس کا اعمال صالحہ کو جاننا ہے اس دنیا میں کیونکہ علم گواہی کا بیج ہے اور اعمال صالحہ نعمتوں کا پودا ہے سوائے اس کے کہ جس نے چکھا نہ ہو وہ نہ جان سکے گا اور نہ چکھ سکے گا سوائے ان لوگوں کے جو اپنے دین میں سچے ہوں اور اللہ پر ایمان رکھتے ہوں۔ اس باب کو مؤمن کی مذکورہ صفات کی وجہ سے ترتیب دیا گیا ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق ہے کیونکہ عبداللہ بن قاسم کامل الزیارات

[1] امالی صدوق: ۲۲۱؛ صفات الشیعہ: ۳۶؛ تفسیر البرہان: ۳/ ۲۵۴؛ بحارالانوار: ۶۴/ ۲۸۹ و ۶۶/ ۶۴؛ تفسیر نور الثقلین: ۲/ ۵۰۳؛ تفسیر کنز الدقائق: ۶/ ۴۳۹؛ وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۱۹۰ ح ۲۰۲۴۷؛ تفسیر العیاشی: ۲/ ۲۱۳؛ الخصال: ۲/ ۴۸۳؛ مشکاۃ الانوار: ۸۶؛ روضۃ الواعظین: ۲/ ۴۳۶

[2] مرآۃ العقول: ۹/ ۲۷۴

کا راوی ہے اور ہم اس توثیق کو اس کی تضعیف پر ترجیح دیتے ہیں۔ (واللہ اعلم)۔

20/1766 الکافی،۲/۲۴۰/۳۱/۱ عَنْهُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مِهْرَانَ عَنْ سَيْفِ بْنِ عَمِيرَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَمْرٍو النَّخَعِيِّ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَيْفٍ عَنْ أَخِيهِ عَلِيٍّ عَنْ سُلَيْمَانَ عَمَّنْ ذَكَرَهُ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ قَالَ: سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ عَنْ خِيَارِ الْعِبَادِ فَقَالَ اَلَّذِينَ إِذَا أَحْسَنُوا اِسْتَبْشَرُوا وَ إِذَا أَسَاءُوا اِسْتَغْفَرُوا وَ إِذَا أُعْطُوا شَكَرُوا وَ إِذَا اُبْتُلُوا صَبَرُوا وَ إِذَا غَضِبُوا غَفَرُوا۔

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بندوں میں سب سے بہتر کے بارے میں پوچھا گیا تو آپؐ نے فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جو اچھے کام کرنے میں لطف اندوز ہوتے ہیں، جب برے کام کریں تو استغفار کرتے ہیں، جب ان پر احسان کیا جائے تو شکر ادا کرتے ہیں، جب انہیں تکلیف پہنچتی ہے تو صبر کرتے ہیں اور جب غصہ آئے تو معاف کرتے ہیں۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے۔ [2]

21/1767 الکافی،۲/۲۴۰/۳۲/۱ بِإِسْنَادِهِ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: إِنَّ خِيَارَكُمْ أُولُو النُّهَى قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَ مَنْ أُولُو النُّهَى قَالَ هُمْ أُولُو الْأَخْلاَقِ الْحَسَنَةِ وَ الْأَحْلاَمِ الرَّزِينَةِ وَ صِلَةِ الْأَرْحَامِ وَ الْبَرَرَةُ بِالْأُمَّهَاتِ وَ الْآبَاءِ وَ الْمُتَعَاهِدِينَ لِلْفُقَرَاءِ وَ الْجِيرَانِ وَ الْيَتَامَى (وَ يُطْعِمُونَ الطَّعَامَ) وَ يُفْشُونَ السَّلاَمَ فِي الْعَالَمِ وَ يُصَلُّونَ وَ النَّاسُ نِيَامٌ غَافِلُونَ۔

امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم میں سب سے بہتر وہ ہے جس کے پاس النُّہیٰ ہے۔

آپؐ سے عرض کیا گیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! النُّہیٰ کا مالک کون ہے؟

آپؐ نے فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جو بہترین اخلاق نظم وضبط اور عقل کی بھاری طاقت رکھتے ہیں، رشتہ داروں کے

[1] وسائل الشیعہ: ۱/۱۰۶ و ۱۵/۱۹۱؛ بحار الانوار: ۶۶/۳۰۵

[2] مراۃ العقول: ۹/۲۷۷

https://www.shiabookspdf.com

ساتھ اچھے تعلقات رکھتے ہیں، ماؤں اور باپوں کے ساتھ حسن سلوک کرتے ہیں غریبوں، پڑوسیوں، یتیموں کی مدد کرتے ہیں، ضرورت مندوں کو کھانا کھلاتے ہیں، دنیا میں امن پھیلاتے ہیں اور جب لوگ غفلت سے سوتے ہیں تو یہ نماز پڑھتے ہیں۔ [1]

بیان:

الأحلام الرزينة العقول المتينة

۞ ''الأحلام الرّزينة'' اس سے معنی مُردہ عقلیں ہے۔

تحقیق اسناد:

گزشتہ حدیث والاحکم ہے۔ [2]

22/1768 الکافی، ۲/۲۴۰/۳۳/۱ عَنْهُ عَنِ اَلنَّهْدِيِّ عَنْ عَبْدِ اَلْعَزِيزِ بْنِ عُمَرَ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِهِ عَنْ يَحْيَى اَلْحَلَبِيِّ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أَيُّ اَلْخِصَالِ بِالْمَرْءِ أَجْمَلُ فَقَالَ وَقَارٌ بِلاَ مَهَابَةٍ وَ سَمَاحٌ بِلاَ طَلَبِ مُكَافَأَةٍ وَ تَشَاغُلٌ بِغَيْرِ مَتَاعِ اَلدُّنْيَا ۔

یحییٰ حلبی سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: وہ کون سے خصال ہیں جو مرد کو خوب صورت بناتے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: وہ تعظیم جو کسی خوف سے نہ ہو، وہ بڑائی جو کسی اجر کے بغیر ہو اور وہ مشغلہ جو مال دنیا کے بغیر ہو۔ [3]

بیان:

مهابة بالباء الموحدة و السماح العطاء

۞ ''مهابة'' بآءموحّدہ کے ساتھ یعنی ایسی جو خوف کا باعث ہو، ''السّماح'' عطآء کرنا۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے۔ [4]

---

[1] اعلام الدین: ۱۱۴؛ تفسیر الصافی: ۳/ ۳۱۰؛ وسائل الشیعه: ۱۵/ ۱۹۱؛ بحار الانوار: ۵۷/ ۷۱و۶۶/ ۳۰۵؛ تفسیر نور الثقلین: ۳/ ۳۸۱؛ تفسیر کنز الدقائق: ۸/ ۳۲۰

[2] مرآۃ العقول: ۹/ ۲۷۸

[3] الخصال: ۱/ ۹۲؛ امالی صدوق: ۲۸۹؛ روضۃ الواعظین: ۲/ ۳۸۳؛ مشکاۃ الانوار: ۲۳۱؛ مجموعہ ورام: ۲/ ۲۰۳؛ بحار الانوار: ۶۶/ ۳۶۷ و ۶۸/ ۳۳۷؛ تفسیر نور الثقلین: ۵/ ۷۸۴؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۳/ ۵۸؛ عوالم العلوم: ۲۰/ ۸۵۱

[4] مرآۃ العقول: ۹/ ۲۷۸

23/1769 الکافی، ۱/۳۳/۲۴۰/۲ محمد عن ابن عیسی عن السراد عَنْ أَبِي وَلاَّدٍ اَلْحَنَّاطِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ كَانَ عَلِيُّ بْنُ اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: إِنَّ اَلْمَعْرِفَةَ بِكَمَالِ دِينِ اَلْمُسْلِمِ تَرْكُهُ اَلْكَلاَمَ فِيمَا لاَ يَعْنِيهِ وَ قِلَّةُ مِرَائِهِ وَ حِلْمُهُ وَ صَبْرُهُ وَ حُسْنُ خُلُقِهِ.

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ امام علی بن حسین علیہما السلام فرمایا کرتے تھے: مسلمان کے کمال دین کی معرفت یہ ہے کہ ایسی گفتگو کو ترک کرے جس سے اس کا کوئی تعلق نہیں، اس کا اختلاف کم ہو، اس کی بردباری ہو، اس کا صبر ہو اور اس کا بہترین اخلاق ہو۔[1]

بیان:

المراء المجادلة و الاعتراض علی کلام الغیر من غیر غرض دینی

❂ "المرآء" مجادلہ یعنی جھگڑا کرنا اور ایسی بات پر اعتراض کرنا جو دینی غرض وغایت پر مبنی نہ ہو۔

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے۔[2]

24/1770 الکافی، ۱/۳۵/۲۴۰/۲ علی عن العبیدی عَنْ يُونُسَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَرَفَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ اَلنَّبِيُّ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: أَلاَ أُخْبِرُكُمْ بِأَشْبَهِكُمْ بِي قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اَللَّهِ قَالَ أَحْسَنُكُمْ خُلُقاً وَ أَلْيَنُكُمْ كَنَفاً وَ أَبَرُّكُمْ بِقَرَابَتِهِ وَ أَشَدُّكُمْ حُبّاً لِإِخْوَانِهِ فِي دِينِهِ وَ أَصْبَرُكُمْ عَلَى اَلْحَقِّ وَ أَكْظَمُكُمْ لِلْغَيْظِ وَ أَحْسَنُكُمْ عَفْواً وَ أَشَدُّكُمْ مِنْ نَفْسِهِ إِنْصَافاً فِي اَلرِّضَا وَ اَلْغَضَبِ.

امام جعفر صادق سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ تم میں سے سب سے زیادہ مجھ سے مشابہ کون ہے؟

عرض کیا گیا: کیوں نہیں، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!

آپ نے فرمایا: جس کا اخلاق سب سے اچھا ہو، جو سب سے زیادہ نرم خو ہو، جو اپنے رشتہ داروں کے ساتھ سب سے زیادہ نیک ہو، جو دین میں اپنے بھائیوں سے سب سے زیادہ محبت کرنے والا ہو، جو حق پر سب سے زیادہ

---

[1] الخصال: ۱/ ۲۹۰؛ تحف العقول: ۲۷۹؛ مشکاۃ الانوار: ۲۲۱؛ وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۱۹۱؛ بحار الانوار: ۲/ ۱۲۹ و ۶/ ۳۶۱ و ۶۶/ ۷۸ و ۳ ۷۵/ ۱۳۷؛ مستدرک الوسائل: ۸/ ۴۴۴

[2] مرآۃ العقول: ۹/ ۲۷۹

https://www.shiabookspdf.com

صبر کرنے والا ہو، جو اپنے غصے کو سب سے زیادہ دباتا ہو، جو سب سے زیادہ معاف کرنے والا ہو اور جو رضا اور غضب میں اپنی ذات سے انصاف کرنے والا ہو۔ [1]

بیان:

الکنف الجانب

❂ ''الکنف'' اس سے مراد جانب یعنی طرف ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے۔ [2]

25/1771 اَلْکَافِی ،۲/۲۴۱/۳۶/۱ مُحَمَّدٌ عَنْ أَحْمَدَ عَنِ اَلسَّرَّادِ عَنْ مَالِكِ بْنِ عَطِيَّةَ عَنِ اَلثُّمَالِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ قَالَ: مِنْ أَخْلاَقِ اَلْمُؤْمِنِ اَلْإِنْفَاقُ عَلَى قَدْرِ اَلْإِقْتَارِ وَ اَلتَّوَسُّعُ عَلَى قَدْرِ اَلتَّوَسُّعِ وَ إِنْصَافُ اَلنَّاسِ مِنْ نَفْسِهِ وَ اِبْتِدَاؤُهُ إِيَّاهُمْ بِالسَّلاَمِ عَلَيْهِمْ.

ثمالی سے روایت ہے کہ امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا: ایک بندہ مومن کے اخلاق میں سے یہ بھی ہے کہ وہ تنگدستی کے مطابق (تھوڑا) خرچ کرے اور وسعت کے مطابق (زیادہ) خرچ کرے، لوگوں سے انصاف کرے اور لوگوں پر سلام کرنے میں ابتداء کرے۔ [3]

بیان:

یعنی یقتر علی أهله و عیاله بقدر ما قتر الله علیه و یوسع علیهم بقدر ما وسع الله علیه

❂ یعنی جو اپنے اہل وعیال پر نان ونفقہ اس قدر تنگ کرے کہ جتنی اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے روزی تنگ کی گئی ہو اور ان پر نان ونفقہ کو اس قدر وسیع کردے کہ جتنی اللہ تعالیٰ نے اس کے رزق میں وسعت عطا فرمائی ہو۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے۔ [4]

26/1772 الکافی ،۲/۲۴۱/۳۸/۱ علی عَنْ صَالِحِ بْنِ اَلسِّنْدِيِّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بَشِيرٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَمَّارٍ عَنْ أَبِي

---

[1] وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۱۹۳؛ بحار الانوار: ۶۶/ ۳۰۶؛ مستدرک سفینۃ البحار: ۵/ ۳۳۶

[2] مرآۃ العقول: ۹/ ۲۷۹

[3] تحف العقول: ۲۸۲؛ وسائل الشیعہ: ۱۲/ ۵۵ و ۱۵/ ۱۹۲؛ بحار الانوار: ۶۳/ ۶۱ و ۷۵/ ۱۴۰

[4] مرآۃ العقول: ۹/ ۲۸۰

https://www.shiabookspdf.com

عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: اَلْمُؤْمِنُ حَسَنُ اَلْمَعُونَةِ خَفِيفُ اَلْمَئُونَةِ جَيِّدُ اَلتَّدْبِيرِ لِمَعِيشَتِهِ لاَ يُلْسَعُ مِنْ جُحْرٍ مَرَّتَيْنِ.

اسحاق بن عمار سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جو مومن ہوتا ہے اس کی اعانت اچھی ہوتی ہے اور اس کے مؤاونت (اخراجات) کم ہوتی ہے، اس کی معاش کی تدبیر عمدہ ہوتی ہے اور مومن ایک بل سے دوبارہ نہیں ڈسا جاتا۔[1]

بیان:

يعني لا يقع في آفة بعد وقوعه فيها بل يكون شديد التيقظ في أمر قد غفل عنه يوما ما

یعنی وہ کسی ایسی آفت ومصیبت میں گرفتار نہیں ہوتا جو اس پر پہلے بھی واقع ہو چکی ہو بلکہ وہ ایسے امر کے بارے میں متنبہ رہتا ہے جس میں اس نے ایک دن غفلت سے کام لیا تھا۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے[2] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ صالح بن سندی کامل الزیارات کا راوی ہے۔ (واللہ اعلم)

27/1773 الكافي، ۱/۳۹/۲۴۱/۲ ابن بندار عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ سَهْلِ بْنِ اَلْحَارِثِ عَنِ اَلدِّلْهَاثِ مَوْلَى اَلرِّضَا عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ سَمِعْتُ اَلرِّضَا عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: لاَ يَكُونُ اَلْمُؤْمِنُ مُؤْمِناً حَتَّى يَكُونَ فِيهِ ثَلاَثُ خِصَالٍ سُنَّةٌ مِنْ رَبِّهِ وَ سُنَّةٌ مِنْ نَبِيِّهِ وَ سُنَّةٌ مِنْ وَلِيِّهِ فَأَمَّا اَلسُّنَّةُ مِنْ رَبِّهِ فَكِتْمَانُ سِرِّهِ قَالَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ: (عٰالِمُ اَلْغَيْبِ فَلاٰ يُظْهِرُ عَلىٰ غَيْبِهِ أَحَداً `إِلاّٰ مَنِ اِرْتَضىٰ مِنْ رَسُولٍ) وَ أَمَّا اَلسُّنَّةُ مِنْ نَبِيِّهِ فَمُدَارَاةُ اَلنَّاسِ فَإِنَّ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ أَمَرَ نَبِيَّهُ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ بِمُدَارَاةِ اَلنَّاسِ فَقَالَ (خُذِ اَلْعَفْوَ وَ أْمُرْ بِالْعُرْفِ) وَ أَمَّا اَلسُّنَّةُ مِنْ وَلِيِّهِ فَالصَّبْرُ (فِي اَلْبَأْسٰاءِ وَ اَلضَّرّٰاءِ).

امام علی رضا علیہ السلام کے غلام الدلھاث سے روایت ہے کہ میں نے امام رضا علیہ السلام سے سنا، آپؑ فرما رہے تھے: مومن اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک اس میں تین خصال نہیں پائے جاتے: اپنے پروردگار کی سنت،

[1] وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۱۹۳؛ بحارالانوار: ۶۴/ ۳۶۲؛ مسند الامام الصادقؑ: ۵/ ۳۶۲

[2] الخصال: ۱/ ۸۲؛ عیون اخبار الرضاؑ: ۱/ ۲۵۶؛ صفات الشیعہ: ۳۷؛ روضۃ الواعظین: ۲/ ۳۶۶؛ مشکاۃ الانوار: ۸۵؛ کشف الغمہ: ۲/ ۲۹۲؛ بحارالانوار: ۷۲/ ۶۸ و ۳۱۷؛ تفسیر نور الثقلین: ۵/ ۴۴۴

https://www.shiabookspdf.com

اپنے نبی کی سنت اور اپنے ولی کی سنت۔

پس ربّ کی سنت ہے کہ اپنے راز کو پوشیدہ رکھے۔ اللہ فرماتا ہے: ''اللہ غیب کو جانتا ہے اور وہ اپنے غیب پر کسی کو ظاہر نہیں کرتا مگر اپنے رسولوں میں سے جس کو وہ چن لے۔ (الجن: ۲۶)۔''، اپنے نبی کی سنت، پس لوگوں سے اچھے انداز سے برتاو کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کو لوگوں سے اچھے برتاو کا حکم دیا۔ پس فرماتا ہے: ''اور درگزر کو اپنا وطیرہ بناو اور نیکی کا حکم دو۔ (الاعراف: ۹۹)۔'' اور ولی کی سنت، صبر کرے، ''بلاو اور مصیبت کے وقت۔ (البقرۃ: ۱۷۷)۔''[1]

بیان:

لما کان صبر أمیر المؤمنین و أولاده المعصومین ع فی البأساء و الضراء غیر خاف لم یتعرض ع لبیانه کما تعرض للآخرین فإنهم لم یزالوا صابرین فی بأس أعدائهم و ضرهم

جب امیر المؤمنین علیہ السلام اور آپؑ کی معصوم علیہ السلام اولاد نے شدید اور سخت ترین حالات میں بغیر کسی خوف کے صبر کیا تو آپؑ نے اس کو بیان سے منع نہیں کیا جس طرح دوسروں کو منع کیا کیونکہ وہ لوگ تو ہمیشہ سے اپنے دشمنوں کے طرف سے ہونی والی شدید ترین تکلیفوں پر صبر کرتے چلے آرہے تھے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے[2] لیکن میرے نزدیک حدیث حارث بن الدلهاث کی وجہ سے مجہول ہے۔ (واللہ اعلم)۔

28/1774 الکافی، ۱/۷/۲۳۳/۲ محمد عن ابن عیسی عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَلْحَسَنِ بْنِ زَعْلاَنَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ اَلْخُرَاسَانِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ جُمَيْعٍ اَلْعَبْدِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: شِيعَتُنَا هُمُ اَلشَّاحِبُونَ اَلذَّابِلُونَ اَلنَّاحِلُونَ اَلَّذِينَ إِذَا جَنَّهُمُ اَللَّيْلُ اِسْتَقْبَلُوهُ بِحُزْنٍ.

ترجمہ: امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ہمارے شیعہ ہدایت والے، تقوی والے، نیکی والے، ایمان والے اور فتح و کامیابی والے ہوتے ہیں۔[3]

بیان:

السائح بالمهملتین بینهما مثناة تحتانیة الملازم للمساجد و السیح أیضا الذهاب فی الأرض للعبادة و فی بعض النسخ بالشین المعجمة و تقدیم المهملة علی الموحدة و الشحب تغیر

[1] مرآۃ العقول: ۹/ ۲۸۲
[2] مرآۃ العقول: ۹/ ۲۸۲
[3] وسائل الشیعہ: ۱/ ۸۶؛ بحار الانوار: ۶۵/ ۱۸۶؛ مستدرک الامام الصادق: ۵/ ۵۹؛ المحجۃ البیضاء کاشانی: ۴/ ۳۵۳

اللون و الهزال و الذابل اليابس الشفة و الناحل من ذهب جسمه من مرض و نحوه

۞ ''السائح'' دو مھملوں کے ساتھ اوران کے درمیان مثناۃ تحتانیہ،یعنی مساجد سے منسلک،اوراس کو''السیح'' بھی کہتے ہیں یعنی مسجد میں عبادت کے لیئے جانا۔ بعض نسخوں میں شین کے ساتھ معجمہ ہےاور مھملہ کوموحدہ پر مقدم کیا گیا ہے۔''الشحب ''یعنی رنگت کا تبدیل ہونا اور دھندلا پن۔''الذابل ''خشک ہونٹ۔

''الناحل ''جس کا جسم بیماری وغیرہ سے کمزور ہو گیا ہو۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے۔[1]

29/1775 الکافی،۱/۸/۲۳۳/۲ علی عَنْ أَبِيهِ عَنْ حَمَّادِ بْنِ عِيسَى عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْيَمَانِيِّ عَنْ رَجُلٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ قَالَ: شِيعَتُنَا أَهْلُ الْهُدَى وَ أَهْلُ التُّقَى وَ أَهْلُ الْخَيْرِ وَ أَهْلُ الْإِيمَانِ وَ أَهْلُ الْفَتْحِ وَ الظَّفَرِ .

(ترجمہ) حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: ہمارے شیعہ ہدایت والے،تقویٰ والے،نیکی والے،ایمان والے اور فتح و کامیابی والے ہوتے ہیں۔[2]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مرسل ہے۔[3]

30/1776 الکافی،۱/۹/۲۳۳/۲ محمد عن ابن عيسى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ عَنْ بُزُرْجَ عَنِ الْمُفَضَّلِ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ : إِيَّاكَ وَ السَّفِلَةَ فَإِنَّمَا شِيعَةُ عَلِيٍّ مَنْ عَفَّ بَطْنُهُ وَ فَرْجُهُ وَ اشْتَدَّ جِهَادُهُ وَ عَمِلَ لِخَالِقِهِ وَ رَجَا ثَوَابَهُ وَ خَافَ عِقَابَهُ فَإِذَا رَأَيْتَ أُولَئِكَ فَأُولَئِكَ شِيعَةُ جَعْفَرٍ .

(ترجمہ) امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: بےوقوف لوگوں سے بچو۔کیونکہ حضرت علی علیہ السلام کا شیعہ وہ ہے جس کا پیٹ اور شرمگاہ پاکیزہ ہو اور جہاد میں شدت سے شریک ہو اور وہ اپنے خالق کے لیے،اس کے ثواب کی امید اور اس کے عذاب کے

[1] مرآۃ العقول:۹/۲۳۷

[2] بحارالانوار:۶۵/۱۸۶؛تفسیر کنز الدقائق:۱۴/۳۷۳؛شرح الاخبار:۳/۵۰۴

[3] مرآۃ العقول:۹/۲۳۸

خوف سے عمل کرتا ہے پس اگر تم ایسے لوگوں کو دیکھو گے تو وہی جعفر (صادق علیہ السلام) کے شیعہ ہوں گے۔ [1]

بیان:

السفلة أراذل الناس و أدانيهم و قد ورد النهي عن مخالطتهم و معاملتهم و فسر في الحديث بمن لا يبالي ما قال و لا ما قيل له و بمعان أخر يأتي ذكرها في باب من يكره معاملته و مخالطته من كتاب المعايش و هاهنا قوبل بالشيعة الموصوفين بالصفات المذكورة و حذر عن مخالطتهم و رغب في مصاحبة هؤلاء

❁ ''السفلة'' اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو مرتبہ کے لحاظ سے رذیل ترین اور کمترین ہوں اور اس طرح کے لوگوں کے ساتھ کسی طرح کا معاملہ ومخالطہ کرنے کی نہی وارد ہوئی ہے اور حدیث میں اس کی وضاحت کی گئی ہے جو کسی طرح کی قیل وقال کی پرواہ نہیں کرتا اور دیگر معانی جن کو ''کتاب المعایش'' کے ''باب من یکرہ معاملتہ ومخالطہ'' میں ذکر کیا گیا ہے اور یہاں اس سے مراد ایسے شیعہ ہیں جو مذکورہ صفات سے متصف ہوں اور ان اسے مخالطہ کرنے سے روکا گیا ہے حالانکہ ان کے ساتھ مصاحبت کی رغبت دلائی گئی ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مختلف فیہ ہے اور میرے (یعنی علامہ مجلسی کے) نزدیک معتبر ہے۔ [2] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق ہے اور منصور واقفی مگر ثقہ ہے جبکہ مفضل ثقہ جلیل ہے اور جو سند الخصال میں ہے وہ حسن ہے۔ (واللہ اعلم)

31/1777 الكافي،۲/۲۳۳/۱۰/۱ العدة عن سهل عن السراد عَنِ ابْنِ رِئَابٍ عَنِ ابْنِ أَبِي يَعْفُورٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ شِيعَةَ عَلِيٍّ كَانُوا خُمُصَ الْبُطُونِ ذُبْلَ الشِّفَاهِ أَهْلَ رَأْفَةٍ وَ عِلْمٍ وَ حِلْمٍ يُعْرَفُونَ بِالرَّهْبَانِيَّةِ فَأَعِينُوا عَلَى مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ بِالْوَرَعِ وَ الِاجْتِهَادِ.

(ترجمہ) ابن ابی یعفور سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: حضرت علی علیہ السلام کے شیعہ وہ ہوتے تھے جن کے پیٹ پشت سے لگے ہوئے اور ہونٹ خشک ہوتے تھے اور وہ ہمدردی، علم اور بردباری والے لوگ تھے، وہ دنیا میں بے رغبتی کے سبب پہچانے جاتے تھے پس تم جس حال میں بھی رہو ورع (حرام سے بچنے) اور اجتہاد

[1] الخصال:۱/۲۹۵؛ صفات الشیعہ:۱۱؛ مشکاۃ الانوار:۵۸؛ اعلام الدین:۱۲۹؛ وسائل الشیعہ:۱/۸۶ و ۱۵/۲۸۱؛ بحار الانوار:۶۵/۱۸۷؛ عوالم العلوم:۲۰/۷۴۷

[2] مرآۃ العقول:۹/۲۳۹

https://www.shiabookspdf.com

(واجب کی ادائیگی میں کوشش) کے ساتھ ہماری اعانت کرو۔[1]

بیان:

خماص البطن كناية عن قلة الأكل أو العفة عن أكل أموال الناس

❁ ”خماص البطن“ یہ کنایہ ہے کم کھانے سے یا لوگوں کا مال کھانے سے دور رہنا۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے لیکن میرے (یعنی علامہ مجلسی کے) نزدیک کالصحیح ہے۔[2] اور میرے نزدیک حدیث موثق کالصحیح ہے۔(واللہ اعلم)

32/1778 الكافي، ۱/۲۰/۲۳۵/۲ محمد عن ابن عيسى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ مُفَضَّلِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْعَطَّارِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ: إِنَّمَا شِيعَةُ عَلِيٍّ اَلْحُلَمَاءُ اَلْعُلَمَاءُ اَلذُّبُلُ الشِّفَاهِ تُعْرَفُ الرَّهْبَانِيَّةُ عَلَى وُجُوهِهِمْ.

(ترجمہ) جابر سے روایت ہے کہ امام محمد باقر نے فرمایا: حضرت علی علیہ السلام کے شیعہ بردبار اور علماء ہوتے ہیں، ان کے لب (روزوں کی وجہ سے) خشک ہوتے ہیں اور رہبانیت (دنیا سے بے رغبتی) ان کے رخساروں سے پہچانی جاتی ہے۔[3]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے اور میرے (یعنی علامہ مجلسی کے) نزدیک مجہول ہے۔[4] اور میرے نزدیک بھی ابی ایوب العطار کی وجہ سے مجہول ہے۔(واللہ اعلم)

33/1779 الكافي، ۲۹۳/۲۱۵/۸ محمد عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي الْمِقْدَامِ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ: إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى زَيَّنَ شِيعَتَنَا بِالْحِلْمِ وَ غَشَّاهُمْ بِالْعِلْمِ لِعِلْمِهِ بِهِمْ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ.

(ترجمہ) عمرو بن ابی مقدام سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے ہمارے شیعوں کو بردباری

---

[1] المومن: ۶۶؛ صفات الشیعہ: ۹؛ وسائل الشیعہ: ۱/۸۷ و ۱۵/۱۸۹؛ بحار الانوار: ۶۵/۱۸۸؛ عوالم العلوم: ۲۰/۷۲۷

[2] مراۃ العقول: ۹/۲۳۰

[3] مجموعہ ورام: ۲/۲۰۲؛ بحار الانوار: ۶۵/۱۸۹؛ مسند الامام الباقرؑ: ۲/۳۷۹

[4] مراۃ العقول: ل ۹/۲۳۸

سے آراستہ کیا ہے اور حضرت آدم علیہ السلام کو خلق کرنے سے پہلے اپنے علم کے ذریعے ان کو علم سے ڈھانپ دیا۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث عبداللہ کی وجہ سے مجہول ہے اور عبداللہ بن قاسم کامل الزیارات کا راوی ہے اور محمد بن سنان بھی ثقہ ثابت ہے۔ (واللہ اعلم)۔

34/1780 الکافی، ۱/۲۳/۲۳۶/۲ علی عَنْ صَالِحِ بْنِ اَلسِّنْدِيِّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بَشِيرٍ عَنِ اَلْمُفَضَّلِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : إِذَا أَرَدْتَ أَنْ تَعْرِفَ أَصْحَابِي فَانْظُرْ إِلَى مَنِ اِشْتَدَّ وَرَعُهُ وَ خَافَ خَالِقَهُ وَرَجَا ثَوَابَهُ وَإِذَا رَأَيْتَ هَؤُلاَءِ فَهَؤُلاَءِ أَصْحَابِي ۔

(ترجمہ) امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: اگر تم میرے اصحاب کو دیکھنا چاہتے ہو تو اس شخص کی طرف دیکھو جس کی ورع شدید ہے، جو اپنے خالق سے ڈرتا ہے اور اس کے ثواب کی اُمید میں ہے پس ایسے لوگ مل جائیں تو (سمجھو کہ) یہی میرے صحابی ہیں۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف علی المشہور ہے [4] لیکن میرے نزدیک حدیث کی سند حسن ہے کیونکہ صالح بن سندی کامل الزیارات کا راوی ہے اور مفضل بن عمر ثقہ جلیل ثابت ہے۔ (واللہ اعلم)

35/1781 الکافی، ۱/۲۴/۲۳۶/۲ العدۃ عن البرقی عن ابن شمون عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ اَلْأَشْعَثِ عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ حَمَّادٍ اَلْأَنْصَارِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي اَلْمِقْدَامِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : شِيعَتُنَا اَلْمُتَبَاذِلُونَ فِي وَلاَيَتِنَا اَلْمُتَحَابُّونَ فِي مَوَدَّتِنَا اَلْمُتَزَاوِرُونَ فِي إِحْيَاءِ أَمْرِنَا اَلَّذِينَ إِنْ غَضِبُوا لَمْ يَظْلِمُوا وَ إِنْ رَضُوا لَمْ يُسْرِفُوا بَرَكَةٌ عَلَى مَنْ جَاوَرُوا سِلْمٌ لِمَنْ خَالَطُوا ۔

(ترجمہ) امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: ہمارے شیعہ ہماری ولایت کے لیے خرچ کرتے ہیں، ہماری مودت کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں، ہمارے امر کی خاطر ایک دوسرے سے

---

[1] معجم المحاسن والمساوی تجلیل تبریزی: ۷/ ۹؛ الرسائل الاعتقادیہ: ۱/ ۲۱۵؛ تنقیح المقال: ۲/ ۳۲۳

[2] مراۃ العقول: ۲۶/ ۳۱۸

[3] شرح الاخبار: ۳/ ۵۰۳؛ بحار الانوار: ۶۵/ ۱۸۹؛ مسند الامام الصادق: ۵/ ۳۶۰؛ مستدرک سفینۃ البحار: ۶/ ۱۸۸

[4] مراۃ العقول: ۹/ ۲۵۱

https://www.shiabookspdf.com

ملاقات کرتے ہیں۔ یہ وہ ہیں جو غصے میں ہوں تو ظلم نہیں کرتے، جب راضی ہوں تو زیادتی نہیں کرتے، اپنے پڑوسیوں کے لیے برکت اور جن سے میل جول رکھتے ہیں ان کے لیے سلامتی ہوتے ہیں۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث عبداللہ بن عمرو بن اشعث کی وجہ سے مجہول ہے اور محمد بن حسن بن شمعون کامل الزیارات کا راوی ہے اور ثابت بن ہرمز تفسیر قمی کا راوی ہے اور ثابت ابوالمقدام کے نام سے موجود ہے۔ (واللہ اعلم)۔

36/1782 الکافی، ۱/۲۷/۲۳۸/۲ علی عن العبیدی عَنْ يُونُسَ عَنْ مِهْزَمٍ وَ بَعْضُ أَصْحَابِنَا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ ٱلْكَاهِلِيِّ وَ القمی عن الکوفی عَنِ ٱلْعَبَّاسِ بْنِ عَامِرٍ عَنْ رَبِيعِ بْنِ مُحَمَّدٍ جَمِيعاً عَنْ مِهْزَمٍ ٱلْأَسَدِيِّ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ ٱللَّهِ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ : يَا مِهْزَمُ شِيعَتُنَا مَنْ لاَ يَعْدُو صَوْتُهُ سَمْعَهُ وَ لاَ شَحْنَاؤُهُ بَدَنَهُ وَ لاَ يَمْتَدِحُ بِنَا مُعْلِناً وَ لاَ يُجَالِسُ لَنَا عَائِباً وَ لاَ يُخَاصِمُ لَنَا قَالِياً إِنْ لَقِيَ مُؤْمِناً أَكْرَمَهُ وَ إِنْ لَقِيَ جَاهِلاً هَجَرَهُ قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ فَكَيْفَ أَصْنَعُ بِهَؤُلاَءِ ٱلْمُتَشَيِّعَةِ قَالَ فِيهِمُ ٱلتَّمْيِيزُ وَ فِيهِمُ ٱلتَّبْدِيلُ وَ فِيهِمُ ٱلتَّمْحِيصُ تَأْتِي عَلَيْهِمْ سِنُونَ تُفْنِيهِمْ وَ طَاعُونٌ يَقْتُلُهُمْ وَ إِخْتِلاَفٌ يُبَدِّدُهُمْ شِيعَتُنَا مَنْ لاَ يَهِرُّ هَرِيرَ ٱلْكَلْبِ وَ لاَ يَطْمَعُ طَمَعَ ٱلْغُرَابِ وَ لاَ يَسْأَلُ عَدُوَّنَا وَ إِنْ مَاتَ جُوعاً قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ فَأَيْنَ أَطْلُبُ هَؤُلاَءِ قَالَ فِي أَطْرَافِ ٱلْأَرْضِ أُولَئِكَ ٱلْخَفِيضُ عَيْشُهُمُ ٱلْمُنْتَقِلَةُ دِيَارُهُمْ إِنْ شَهِدُوا لَمْ يُعْرَفُوا وَ إِنْ غَابُوا لَمْ يُفْتَقَدُوا وَ مِنَ ٱلْمَوْتِ لاَ يَجْزَعُونَ وَ فِي ٱلْقُبُورِ يَتَزَاوَرُونَ وَ إِنْ لَجَأَ إِلَيْهِمْ ذُو حَاجَةٍ مِنْهُمْ رَحِمُوهُ لَنْ تَخْتَلِفَ قُلُوبُهُمْ وَ إِنِ اخْتَلَفَ بِهِمُ ٱلدَّارُ ثُمَّ قَالَ قَالَ رَسُولُ ٱللَّهِ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ أَنَا ٱلْمَدِينَةُ وَ عَلِيٌّ ٱلْبَابُ وَ كَذَبَ مَنْ زَعَمَ أَنَّهُ يَدْخُلُ ٱلْمَدِينَةَ لاَ مِنْ قِبَلِ ٱلْبَابِ وَ كَذَبَ مَنْ زَعَمَ أَنَّهُ يُحِبُّنِي وَ يُبْغِضُ عَلِيّاً صَلَوَاتُ ٱللَّهِ عَلَيْهِ۔

ترجمہ: مہزم اسدی سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اے مہزم! ہمارے شیعہ کی آواز نہ اس کے سامع سے تجاوز کرتی ہے، نہ اس کے اپنے بدن سے آگے بڑھتی ہے، وہ اعلانیہ ہماری تعریف نہیں کرتا، وہ

[1] الخصال: ۲/ ۳۹۷؛ صفات الشیعہ: ۱۳؛ تحف العقول: ۳۰۰؛ اعلام الدین: ۱۱۲؛ وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۱۹۰؛ بحارالانوار: ۶۵/ ۱۹۰ و ۷۵/ ۱۸۰

[2] مرآۃ العقول: ۹/ ۲۵۲

ہمارے عیب بیان کرنے والے کے ساتھ نہیں بیٹھتا اور ہمارے دشمن کے ساتھ ہماری وجہ سے جھگڑا نہیں کرتا۔ جب وہ مومن سے ملتا ہے تو اس کا اکرام کرتا ہے اور جب وہ جاہل سے ملاقات کرتا ہے تو اس سے ہجرت کر جاتا ہے۔

میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہوں! میں ان بظاہر شیعوں کے ساتھ کیسے معاملہ کروں؟

آپؑ نے فرمایا: ان کے ساتھ تمیز ہوتی ہے، تبدیلی ہوتی ہے اور تمحیص (آزمائش) ہوتی ہے۔ کچھ سال آتے ہیں جو ان کو تباہ کر دیتے ہیں، طاعون انہیں مار ڈالتے ہیں اور اختلاف انہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دیتے ہیں۔ ہمارا شیعہ وہ ہے جو نہ کتے کی طرح بھونکتا ہے، نہ کوے کی طمع کی طرح طمع کرتا ہے اور نہ ہمارے دشمن سے مانگتا ہے اگرچہ بھوک سے مر جائے۔

میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہوں! میں ان کو کہاں تلاش کروں؟

آپؑ نے فرمایا: تم انہیں پوری دنیا میں ڈھونڈ سکتے ہو۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کی روزی کم ہے، ان کے گھر عارضی ہیں، اگر موجود ہوں تو پہچانے نہیں جاتے، اگر غیر موجود ہوں تو یاد نہیں کیے جاتے، وہ موت سے خوفزدہ نہیں ہوتے، قبروں پر (ایک دوسرے کی) زیارت کرتے ہیں، اگر کوئی حاجت مند ان کے پاس آ جائے تو مہربانی کا مظاہرہ کرتے ہیں اور ان کے دلوں میں اختلاف نہیں ہوتا اگرچہ ان کے گھر مختلف ہوں۔

پھر امام علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں شہر ہوں اور علی (ع) دروازہ ہے۔ پس جو یہ سمجھتا ہے کہ وہ شہر میں داخل ہو سکتا ہے مگر دروازے سے نہیں تو وہ جھوٹا ہے اور جو یہ سمجھتا ہے کہ وہ مجھ سے محبت کرتا ہے مگر علی (ع) سے بغض رکھتا ہے تو وہ بھی جھوٹا ہے۔ [1]

بیان:

الشحناء العداوة القلاء البغض التمحیص الاختبار و الامتحان السنون القحط الهریر صوت الکلب دون نباحه من قلة صبره علی البرد خفض العیش دناءته

❂ "الشحناء" عداوت ودشمنی، "القلا" بغض رکھنا، "التمحیص" امتحان وآگاہی، "السنون" "قحط"، "الهرهر" کتے کے بھونکنے کی آواز۔

کتے کے بھونکنے کے بغیر اس کی سردی سے صبر نہ کرنے کی وجہ سے اس کی آواز زندگی کی معیوبیت کو کم کر دیتی ہے۔

[1] اعلام الدین: ۱۱۳؛ بحار الانوار: ۶۵/ ۱۸۰؛ مسند الامام الصادق: ۳/ ۴۲۹

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے[1] اور میرے نزدیک پہلی سند حسن کالصحیح اور دوسری مجہول اور تیسری حسن ہے۔(واللہ اعلم)

37/1783 الکافی، ۲/۷۴/۳/۱ القمی عن محمد بن سالم و البرقی عَنْ أَبِيهِ جَمِيعاً عَنْ أَحْمَدَ بْنِ اَلنَّضْرِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شِمْرٍ عَنْ جَابِرٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ لِي: يَا جَابِرُ أَ يَكْتَفِي مَنِ اِنْتَحَلَ اَلتَّشَيُّعَ أَنْ يَقُولَ بِحُبِّنَا أَهْلَ اَلْبَيْتِ فَوَ اَللَّهِ مَا شِيعَتُنَا إِلاَّ مَنِ اِتَّقَى اَللَّهَ وَ أَطَاعَهُ وَ مَا كَانُوا يُعْرَفُونَ يَا جَابِرُ إِلاَّ بِالتَّوَاضُعِ وَ اَلتَّخَشُّعِ وَ اَلْأَمَانَةِ وَ كَثْرَةِ ذِكْرِ اَللَّهِ وَ اَلصَّوْمِ وَ اَلصَّلاَةِ وَ اَلْبِرِّ بِالْوَالِدَيْنِ وَ اَلتَّعَاهُدِ لِلْجِيرَانِ مِنَ اَلْفُقَرَاءِ وَ أَهْلِ اَلْمَسْكَنَةِ وَ اَلْغَارِمِينَ وَ اَلْأَيْتَامِ وَ صِدْقِ اَلْحَدِيثِ وَ تِلاَوَةِ اَلْقُرْآنِ وَ كَفِّ اَلْأَلْسُنِ عَنِ اَلنَّاسِ إِلاَّ مِنْ خَيْرٍ وَ كَانُوا أُمَنَاءَ عَشَائِرِهِمْ فِي اَلْأَشْيَاءِ قَالَ جَابِرٌ فَقُلْتُ يَا اِبْنَ رَسُولِ اَللَّهِ مَا نَعْرِفُ اَلْيَوْمَ أَحَداً بِهَذِهِ اَلصِّفَةِ فَقَالَ يَا جَابِرُ لاَ تَذْهَبَنَّ بِكَ اَلْمَذَاهِبُ حَسْبُ اَلرَّجُلِ أَنْ يَقُولَ أُحِبُّ عَلِيّاً وَ أَتَوَلاَّهُ ثُمَّ لاَ يَكُونَ مَعَ ذَلِكَ فَعَّالاً فَلَوْ قَالَ إِنِّي أُحِبُّ رَسُولَ اَللَّهِ فَرَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ خَيْرٌ مِنْ عَلِيٍّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ ثُمَّ لاَ يَتَّبِعُ سِيرَتَهُ وَ لاَ يَعْمَلُ بِسُنَّتِهِ مَا نَفَعَهُ حُبُّهُ إِيَّاهُ شَيْئاً فَاتَّقُوا اَللَّهَ وَ اِعْمَلُوا لِمَا عِنْدَ اَللَّهِ لَيْسَ بَيْنَ اَللَّهِ وَ بَيْنَ أَحَدٍ قَرَابَةٌ أَحَبُّ اَلْعِبَادِ إِلَى اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ أَكْرَمُهُمْ عَلَيْهِ أَتْقَاهُمْ وَ أَعْمَلُهُمْ بِطَاعَتِهِ يَا جَابِرُ وَ اَللَّهِ مَا يُتَقَرَّبُ إِلَى اَللَّهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى إِلاَّ بِالطَّاعَةِ وَ مَا مَعَنَا بَرَاءَةٌ مِنَ اَلنَّارِ وَ لاَ عَلَى اَللَّهِ لِأَحَدٍ مِنْ حُجَّةٍ مَنْ كَانَ لِلَّهِ مُطِيعاً فَهُوَ لَنَا وَلِيٌّ وَ مَنْ كَانَ لِلَّهِ عَاصِياً فَهُوَ لَنَا عَدُوٌّ وَ مَا تُنَالُ وَلاَيَتُنَا إِلاَّ بِالْعَمَلِ وَ اَلْوَرَعِ.

(ترجمہ) جابر سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اے جابر! کیا تشیع کی نقالی کرنے والے کے لیے صرف زبانی قول کافی ہے کہ وہ ہم اہل بیت علیہم السلام سے محبت کرتا ہے؟ خدا کی قسم! ہمارا شیعہ کوئی اور نہیں مگر صرف وہ جو اللہ سے ڈرے اور اس کی اطاعت کرے۔

اے جابر! ان کو کوئی نہیں پہچان سکتا سوائے ان کی عاجزی، تواضع، امانت داری، اللہ تعالیٰ کے ذکر کی کثرت، روزے، نماز، والدین کے ساتھ نیکی، پڑوسیوں، فقیروں، مسکینوں، قرض داروں اور یتیموں کے ساتھ حسن

[1] مرآۃ العقول: ۹/۲۶۶

سلوک، گفتگو کی سچائی قرآن مجید کی تلاوت اور اپنی زبانوں کو لوگوں سے روکے رکھنا سوائے بھلائی کے اور ہر چیز میں اپنے قبیلے کے لوگوں کے درمیان ان پر اعتماد کیے جانے کے۔

جابر کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا! اے فرزند رسول علیہ السلام! اس دور میں تو ہم کسی کو ان اوصاف کے ساتھ نہیں پہچانتے۔

آپؑ نے فرمایا: اے جابر! (مختلف) مذاہب کو اجازت مت دو کہ وہ تجھے الجھا دیں۔ کسی کو یہ نہیں سوچنا چاہیے کہ چونکہ وہ حضرت علی علیہ السلام سے محبت کرتا ہے اور ان کا موالی ہے تو اس کے بعد اسے کسی عمل کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ پس اگر کوئی کہے کہ وہ اللہ کے رسولؐ سے محبت کرتا ہے حالانکہ وہ حضرت علی علیہ السلام سے بہتر بھی ہیں مگر ان کی سیرت کی اتباع نہیں کرتا اور ان کی سنت پر عمل نہیں کرتا تو ان کی محبت بھی اس کے لیے کوئی فائدہ مند نہیں ہے پس تم اللہ سے ڈرو اور جو کچھ اللہ کے پاس (اجر وثواب) ہے اس کی خاطر عمل کرو کیونکہ اس کے اور کسی (بندے) کے درمیان کوئی قرابت داری نہیں ہے۔ اللہ کے نزدیک بندوں میں سب سے زیادہ محبوب وہ ہے جو اس کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا، اس کے نزدیک سب سے زیادہ متقی اور سب سے زیادہ فرمانبردار ہے۔ اے جابر! اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل نہیں ہوتا سوائے اس کی اطاعت کے، جہنم سے کوئی برات نہیں ہے اور اللہ پر کسی کو کوئی اختیار نہیں ہے۔ جو اللہ کی اطاعت کرنے والا ہے وہ ہمارا دوست ہیں اور جو اللہ کا نافرمان ہے وہ ہمارا دشمن ہے اور ہماری ولایت نہیں پایا جاسکتا مگر عمل اور ورع (پرہیزگاری) کے ذریعے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث کی سند حسن ہے کیونکہ عمرو بن شمر تفسیر قمی اور کامل الزیارات دونوں کا راوی ہے اور یہ توثیق کافی ہے۔ (واللہ اعلم)۔

38/1784 الکافی، ۲/۲۳۵/۲۱/۱ العدۃ عن البرقی عن السراد عَنْ عَبْدِ اَللّٰهِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ مَعْرُوفِ بْنِ خَرَّبُوذَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: صَلَّى أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ بِالنَّاسِ اَلصُّبْحَ بِالْعِرَاقِ فَلَمَّا اِنْصَرَفَ وَعَظَهُمْ فَبَكَى وَ أَبْكَاهُمْ مِنْ خَوْفِ اَللّٰهِ ثُمَّ قَالَ أَمَا وَ اَللّٰهِ لَقَدْ

[1] صفات الشیعہ: ۱۱؛ مجموعہ ورام: ۲/ ۱۸۵؛ بحار الانوار: ۶۷/ ۹۷؛ امالی طوسی: ۵۰۷ ح ۱۵۳۵؛ مشکاۃ الانوار: ۵۹؛ السرائر: ۳/ ۶۳۶؛ امالی صدوق: ۶۲۵؛ روضۃ الواعظین: ۲/ ۲۹۴؛ وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۲۳۴ ح ۲۰۳۶۲

[2] مراۃ العقول: ۸/ ۵۰

عَهِدْتُ أَقْوَاماً عَلَى عَهْدِ خَلِيلِي رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ إِنَّهُمْ لَيُصْبِحُونَ وَ يُمْسُونَ شُعْثاً غُبْراً خُمْصاً بَيْنَ أَعْيُنِهِمْ كَرُكَبِ اَلْمِعْزَى (يَبِيتُونَ لِرَبِّهِمْ سُجَّداً وَ قِيَاماً) يُرَاوِحُونَ بَيْنَ أَقْدَامِهِمْ وَ جِبَاهِهِمْ يُنَاجُونَ رَبَّهُمْ وَ يَسْأَلُونَهُ فَكَاكَ رِقَابِهِمْ مِنَ اَلنَّارِ وَ اَللَّهِ لَقَدْ رَأَيْتُهُمْ مَعَ هَذَا وَ هُمْ خَائِفُونَ مُشْفِقُونَ.

(ترجمہ) معروف بن خربوذ سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: امیر المومنین علیہ السلام نے عراق میں لوگوں کے ساتھ صبح کی نماز پڑھی پس جب نماز سے فارغ ہوئے تو وعظ فرمایا، خوف خدا سے خود بھی روئے اور ان کو بھی رلایا۔ پھر فرمایا: خدا کی قسم! میں اپنے خلیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں ایک قوم کے ساتھ رہا ہوں جو صبح و شام پراگندہ اور غبار آلود رہتے تھے، اُن کی آنکھوں کے درمیان (ماتھوں پر) گٹے پڑے ہوئے تھے جیسے بکری کے گھٹنے ہوں، اپنے رب کے سامنے سجدہ میں اور کھڑے ہو کر رات گزارتے تھے، وہ اپنے پاوں اور پیشانیوں پر آرام پاتے تھے، وہ اپنے ربّ کے ساتھ مناجات کیا کرتے تھے اور وہ اس سے اپنی گردنوں کو آگ سے آزاد کرنے کے لیے سوال کرتے تھے۔ خدا کی قسم! میں نے ان کو اس حالت میں کے ساتھ دیکھا ہے پھر بھی خوفزدہ اور پریشان رہتے تھے۔[1]

بیان:

الركب جمع الركبة و المعز من الغنم خلاف الضأن و المراوحة بين الأقدام و الجباة أن يقوم على القدمين مرة و يضع جبهته على الأرض أخرى

❂ ''الرکب'' یہ جمع ہے ''الرکبة'' کی یعنی بھیڑ کے علاوہ غنم سے بکری۔

''المراوحة'' پاؤں اور پیشانی کے درمیان ایک بار پاؤں پر کھڑا ہونا ہے اور دوسری بار پیشانی زمین پر رکھنا ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے[2]

39/1785 الکافی، ۲/۲۳۶/۲۲ عنه عن السندی بن محمد عن محمد بن الصلت عن الثمالی عَنْ عَلِيِّ بْنِ

[1] امالی طوسی: ۱۰۲؛ مجموعہ ورام: ۲/ ۲۰۳؛ اعلام الدین: ۱۱۱؛ بحارالانوار: ۲۲/ ۳۰۶ و ۶۶/ ۳۰۳؛ تفسیر نور الثقلین: ۵/ ۱۳۱؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۲/ ۳۵۷؛ وسائل الشیعہ: ۱/ ۸۷ ح ۲۰۶ مستدرک الوسائل: ۳/ ۷۳؛ مسند الامام الباقرؑ: ۲/ ۱۹۲

[2] مرآۃ العقول: ۹/ ۲۴۸

اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: صَلَّى أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ اَلْفَجْرَ ثُمَّ لَمْ يَزَلْ فِي مَوْضِعِهِ حَتَّى صَارَتِ اَلشَّمْسُ عَلَى قِيدِ رُمْحٍ وَ أَقْبَلَ عَلَى اَلنَّاسِ بِوَجْهِهِ فَقَالَ وَ اَللَّهِ لَقَدْ أَدْرَكْتُ أَقْوَاماً (يَبِيتُونَ لِرَبِّهِمْ سُجَّداً وَ قِيَاماً) يُخَالِفُونَ بَيْنَ جِبَاهِهِمْ وَ رُكَبِهِمْ كَأَنَّ زَفِيرَ اَلنَّارِ فِي آذَانِهِمْ إِذَا ذُكِرَ اَللَّهُ عِنْدَهُمْ مَادُوا كَمَا يَمِيدُ اَلشَّجَرُ كَأَنَّمَا اَلْقَوْمُ بَاتُوا غَافِلِينَ قَالَ ثُمَّ قَامَ فَمَا رُئِيَ ضَاحِكاً حَتَّى قُبِضَ صَلَوَاتُ اَللَّهِ عَلَيْهِ۔

(ترجمہ) ثمالی سے روایت ہے کہ امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا: امیر المومنین علیہ السلام نے ایک مقام پر نمازِ فجر ادا کی اور پھر وہیں پر بیٹھے رہے یہاں تک کہ سورج ایک نیزہ کے برابر بلند ہو چکا تو آپؑ نے لوگوں کی طرف رُخ کیا اور فرمایا: خدا کی قسم! میں ایسے لوگوں کے ساتھ رہ چکا ہوں کہ جو اپنے رب کے سامنے سجدہ میں اور کھڑے ہو کر رات گزارتے تھے، کبھی اپنے زانو زمین پر رکھتے اور کبھی پیشانی زمین پر رکھتے تھے گویا وہ اپنے کانوں سے آگ کی دہاڑ سنتے تھے اور جب ان کے سامنے خدا کا ذکر کیا جاتا تھا تو اس طرح کانپ جاتے جیسے تیز ہواوں میں درخت کی شاخ کانپتی ہے اور اب تو لوگ گویا غافل ہو کر راتوں کو بسر کرتے ہیں۔

راوی کا بیان ہے کہ پھر آپؑ اُٹھ کھڑے ہوئے اور بعد میں کبھی مسکراتے ہوئے نہیں دیکھے گئے یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ [1]

بیان:

القيد المقدار المخالفة هنا بمعنى المراوحة هناك ماد يميد إذا مال و تحرك كأنما القوم يعني أنهم مع ذلك كانوا خائفين وجلين كأنما باتوا غافلين

❂ ''القید'' مقدار، ''المخالفة'' ایسا مواد ہے جو فنا ہو جائے گا اگر وہ مائل ہو اور متحرک ہو۔ ''كأنما القوم'' اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے باوجود وہ خوفزدہ اور پُرسکون تھے اور گویا وہ غافل ہو کر سو گئے تھے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے۔ [2]

40/1786 الکافی، ۲/۲۳۷/۲۵/۱ عَنْهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ عِيسَى اَلنَّهْرِيرِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: مَنْ عَرَفَ اَللَّهَ وَ عَظَّمَهُ مَنَعَ

[1] بحارالانوار: ۴۱/ ۲۴ و ۴۲/ ۲۴۷ و ۶۴/ ۳۶۰

[2] مرآۃ العقول: ۹/ ۲۵۰

https://www.shiabookspdf.com

فَاهُ مِنَ الْكَلَامِ وَ بَطْنَهُ مِنَ الطَّعَامِ وَ عَفَّ نَفْسَهُ بِالصِّيَامِ وَ الْقِيَامِ قَالُوا بِآبَائِنَا وَ أُمَّهَاتِنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ هَؤُلَاءِ أَوْلِيَاءُ اللَّهِ قَالَ إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ سَكَتُوا فَكَانَ سُكُوتُهُمْ ذِكْراً وَ نَظَرُوا فَكَانَ نَظَرُهُمْ عِبْرَةً وَ نَطَقُوا فَكَانَ نُطْقُهُمْ حِكْمَةً وَ مَشَوْا فَكَانَ مَشْيُهُمْ بَيْنَ النَّاسِ بَرَكَةً لَوْ لَا الْآجَالُ الَّتِي قَدْ كُتِبَتْ عَلَيْهِمْ لَمْ تَقِرَّ أَرْوَاحُهُمْ فِي أَجْسَادِهِمْ خَوْفاً مِنَ الْعَذَابِ وَ شَوْقاً إِلَى الثَّوَابِ۔

(ترجمہ) امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے اللہ کو اور اس کی عظمت کو پہچان لیا وہ منہ کو بولنے سے منع کر لیتا ہے، پیٹ کھانے سے روک لیتا ہے اور اپنے نفس کو روزے اور قیام سے پاک کر لیتا ہے۔

لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہمارے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوں! یہ لوگ تو اولیاء اللہ ہیں؟

آپؐ نے فرمایا: اولیاء اللہ تو خاموش ہوتے ہیں مگر ان کی خاموشی ذکر خدا ہوتی ہے، وہ دیکھتے ہیں تو ان کی نگاہ عبرت ہوتی ہے، وہ بولتے ہیں تو ان کا بولنا حکمت ہوتا ہے اور وہ چلتے ہیں تو ان کا لوگوں کے درمیان چلنا برکت ہوتا ہے اور اگر ان کی عمر کا مقررہ وقت نہ ہوتا جو ان کے لیے لکھ دیا گیا ہے تو عذاب کے خوف اور ثواب کی تمنا سے ان کی روحیں ان کے جسموں میں باقی نہ رہتیں۔ [1]

بیان:

هذا الخبر رواه الشيخ الصدوق رحمه الله عن الحسين بن أحمد بن إدريس عن أبيه عن البرقي عن محمد بن علي عن محمد بن سنان عن عيسى الجريري عن أبي عبد الله عن أبيه عن أبيه عن أبيه أمير المؤمنين ع قال قال رسول الله ص الحديث و زاد فيه هكذا سكتوا فكان سكوتهم فكرا و تكلموا فكان كلامهم ذكرا صحف في نسخ الكافي عنى نفسه بالعين المهملة و النون المشددة أي أتعب و العناء بالفتح و المد التعب بآبائنا أي نفديك بهم هؤلاء أولياء الله استفهام أن أولياء الله إما رد لقولهم و قول بأنهم أناس أخر صفاتهم فوق هذه الصفات أو تصديق لقولهم و وصف لأولياء الله بصفات أخرى زيادة على ما ذكر و ما في رواية الصدوق من جعل كلامهم تارة ذكرا و أخرى حكمة إشعار بأنه لا يخرج عن هذين فالأول في الخلوة و الثاني بين الناس كذا قيل و في آخر الحديث إشعار بأن خوفهم و رجاءهم في الدرجة العليا و الغاية

[1] امالی صدوق: ۳۰۳ مجلس ۵۰ و ۵۵۲ مجلس ۸۲؛ روضۃ الواعظین: ۲ / ۲۹۲ و ۳۳۳؛ مشکاۃ الانوار: ۶۰ و ۱۲۴؛ تفسیر الصافی: ۲ / ۴۰۹؛ وسائل الشیعہ: ۱ / ۸۷؛ بحار الانوار: ۶۶ / ۲۸۸؛ تفسیر کنز الدقائق: ۶ / ۷۳

https://www.shiabookspdf.com

القصوی کما ینبغی أن یکونا

❁ بیان وہ خبر ہے جس کو شیخ صدوقؒ نے حسین بن احمد بن ادریس سے نقل کیا، انہوں نے روایت کی اپنے والد سے، انہوں نے برقی سے، انہوں نے محمد بن علیؒ سے، انہوں نے محمد بن سنان سے، انہوں نے عیسیٰ جریری سے، انہوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے، امام علیہ السلام نے اپنے والد محترم علیہ السلام سے، انہوں نے اپنے والد محترم علیہ السلام سے، انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے والد محترم امیر المؤمنین علیہ السلام سے اور آپؑ نے بیان کیا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

انہوں نے اس حدیث میں اس طرح زیادہ بیان کیا:

هكذا سكتوا فكان سكوتهم فكرا و تكلموا فكان كلامهم ذكرا

اس طرح وہ خاموش ہوئے پس ان کی خاموشی فکر تھی اور انہوں نے کلام کیا پس ان کا کلام ذکر تھا۔

عیسیٰ وہ ہے جس کو کتبِ رجال میں موثق ذکر کیا گیا ہے اور اعین اسدی کا بیٹا ہے۔

گویا کہ یہ ان صحیفوں میں سے ہے جو کتاب الکافی کے نسخے ہیں۔

''عنّی نفسہ'' عین کے ساتھ مھملہ اور نون مشددہ کے ساتھ، یعنی تھکاوٹ اور پریشانی کھلنے اور جوار کی تھکاوٹ۔

''بَاْیَانَا'' یعنی ہم آپ کو ان کے بارے میں آگاہ کریں گے، یہ خدا کے ولی ہیں استفسار کے ساتھ کہ خدا کے ولی یا تو ان کے اس قول کا جواب ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ یہ دوسرے لوگ ہیں جن کی صفات ان صفات سے بالاتر ہیں، یا ان کی توثیق اور قول اور خدا کے ولیوں کی تفصیل کے علاوہ دیگر صفات کے ساتھ جو ذکر کیا گیا ہے۔

وہ کہ جو شیخ صدوقؒ کی روایت میں آیا ہے کہ جو شخص اپنی تقریر کو کبھی ذکر اور کبھی دوسری بناتا ہے اس کا حکم یہ ہے کہ وہ ان دونوں سے انحراف نہ کرے پہلی خلوت میں ہے اور دوسری لوگوں کے درمیان ہے چنانچہ یہ فرمایا گیا اور حدیث کے آخر میں ہے ایک اطلاع کہ ان کا خوف اور امید اعلیٰ ترین درجے اور حتمی مقصد میں ہے جیسا کہ انہیں ہونا چاہیے۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث عیسی النھریری کی وجہ سے مجہول ہے اور ابو سمینہ کامل الزیارات کا راوی ہے اور محمد بن سنان ثقہ ثابت ہے۔(واللہ اعلم)۔''

41/1787 الکافی، ۲/۲۳۷/۲۶/۱ عِدَّةٌ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِهِ مِنَ الْعِرَاقِيِّينَ رَفَعَهُ قَالَ: خَطَبَ النَّاسَ الْحَسَنُ

[1] مراۃ العقول: ۹/ ۲۵۳

بْنُ عَلِيٍّ صَلَوَاتُ اَللَّهِ عَلَيْهِ فَقَالَ أَيُّهَا اَلنَّاسُ أَنَا أُخْبِرُكُمْ عَنْ أَخٍ لِي كَانَ مِنْ أَعْظَمِ اَلنَّاسِ فِي عَيْنِي وَ كَانَ رَأْسُ مَا عَظُمَ بِهِ فِي عَيْنِي صِغَرَ اَلدُّنْيَا فِي عَيْنِهِ كَانَ خَارِجاً مِنْ سُلْطَانِ بَطْنِهِ فَلاَ يَشْتَهِي مَا لاَ يَجِدُ وَ لاَ يُكْثِرُ إِذَا وَجَدَ كَانَ خَارِجاً مِنْ سُلْطَانِ فَرْجِهِ فَلاَ يَسْتَخِفُّ لَهُ عَقْلَهُ وَ لاَ رَأْيَهُ كَانَ خَارِجاً مِنْ سُلْطَانِ اَلْجَهَالَةِ فَلاَ يَمُدُّ يَدَهُ إِلاَّ عَلَى ثِقَةٍ لِمَنْفَعَةٍ كَانَ لاَ يَتَشَهَّى وَ لاَ يَتَسَخَّطُ وَ لاَ يَتَبَرَّمُ كَانَ أَكْثَرَ دَهْرِهِ صَمَّاتاً فَإِذَا قَالَ بَذَّ اَلْقَائِلِينَ كَانَ لاَ يَدْخُلُ فِي مِرَاءٍ وَ لاَ يُشَارِكُ فِي دَعْوَى وَ لاَ يُدْلِي بِحُجَّةٍ حَتَّى يَرَى قَاضِياً وَ كَانَ لاَ يَغْفُلُ عَنْ إِخْوَانِهِ وَ لاَ يَخُصُّ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ دُونَهُمْ كَانَ ضَعِيفاً مُسْتَضْعَفاً فَإِذَا جَاءَ اَلْجِدُّ كَانَ لَيْثاً عَادِياً كَانَ لاَ يَلُومُ أَحَداً فِيمَا يَقَعُ اَلْعُذْرُ فِي مِثْلِهِ حَتَّى يَرَى اِعْتِذَاراً كَانَ يَفْعَلُ مَا يَقُولُ وَ يَفْعَلُ مَا لاَ يَقُولُ كَانَ إِذَا اِبْتَزَّهُ أَمْرَانِ لاَ يَدْرِي أَيُّهُمَا أَفْضَلُ نَظَرَ إِلَى أَقْرَبِهِمَا إِلَى اَلْهَوَى فَخَالَفَهُ كَانَ لاَ يَشْكُو وَجَعاً إِلاَّ عِنْدَ مَنْ يَرْجُو عِنْدَهُ اَلْبُرْءَ وَ لاَ يَسْتَشِيرُ إِلاَّ مَنْ يَرْجُو عِنْدَهُ اَلنَّصِيحَةَ كَانَ لاَ يَتَبَرَّمُ وَ لاَ يَتَسَخَّطُ وَ لاَ يَتَشَكَّى وَ لاَ يَتَشَهَّى وَ لاَ يَنْتَقِمُ وَ لاَ يَغْفُلُ عَنِ اَلْعَدُوِّ فَعَلَيْكُمْ بِمِثْلِ هَذِهِ اَلْأَخْلاَقِ اَلْكَرِيمَةِ إِنْ أَطَقْتُمُوهَا فَإِنْ لَمْ تُطِيقُوهَا كُلَّهَا فَأَخْذُ اَلْقَلِيلِ خَيْرٌ مِنْ تَرْكِ اَلْكَثِيرِ وَ لاَ حَوْلَ وَ لاَ قُوَّةَ إِلاَّ بِاللَّهِ.

(ترجمہ) اسی راوی نے اپنے بعض عراقی ساتھیوں سے روایت کی ہے کہ امام حسن علیہ السلام نے لوگوں کو خطبہ دیا تو فرمایا: اے لوگو! کیا میں تم کو اپنے ایک بھائی کے بارے میں خبر دیتا ہوں جو میری نظر میں سب لوگوں سے زیادہ عظیم ہے اور اولاً جس چیز نے اسے میری نظر میں عظیم بنایا ہے وہ اس کی نظر میں دنیا کا چھوٹا پن ہے، وہ اپنے پیٹ کی سلطانی سے خارج ہے، جو پاتا نہیں اس کی خواہش نہیں کرتا اور جب پالیتا ہے تو اس کی کثرت نہیں چاہتا، وہ اپنی شرمگاہ کی سلطانی سے خارج ہے پس اس کی عقل اور رائے ہلکی نہیں ہوتی، وہ جہالت کی سلطانی سے خارج ہے پس وہ اپنے فائدے کے لیے اپنا ہاتھ نہیں بڑھاتا مگر قابل بھروسہ کی طرف۔ نہ وہ خواہش کرتا، نہ وہ غصہ کرتا ہے اور نہ ہی تکبر کرتا ہے۔ وہ اپنا زیادہ تر وقت خاموش رہتا ہے اور جب بولتا ہے تو بولنے والوں کو پیچھے چھوڑ دیتا ہے، وہ نہ کسی تنازعہ میں داخل ہوتا ہے، نہ کسی دعویٰ میں شریک ہوتا ہے اور نہ ہی دلیل پیش کرتا ہے یہاں تک کہ قاضی کو دیکھ لیتا ہے، وہ نہ اپنے بھائیوں سے غافل ہوتا ہے اور نہ ہی ان کے علاوہ اپنی ذات کو کسی چیز سے مختص کرتا ہے، وہ کمزور اور لاغر ہوتا ہے مگر جب سنجیدہ معاملہ ہو تو شیر نظر آتا ہے، جب تک عذر موجود ہو وہ کسی کی ملامت نہیں کرتا

یہاں تک کہ اعتذار دیکھ لیتا ہے، وہ جو کہتا ہے تو بھی اسی کے مطابق کرتا ہے اور جو نہیں کہتا تو بھی اسی کے مطابق کرتا ہے، جب بھی اسے دو کاموں کا سامنا ہوتا جاتا مگر وہ نہیں جانتا کہ ان میں سے افضل کون سا ہے تو وہ غور کرتا ہے کہ جو اس کی خواہش کے قریب ہوتا ہے پھر اس کی مخالفت کرتا ہے، وہ درد کی شکایت نہیں کرتا تھا مگر اس سے جس سے وہ راحت کی امید رکھتا ہے، اور وہ کسی سے مشورہ نہیں کرتا تھا مگر اس سے جس سے وہ نصیحت کی امید رکھتا ہو۔ نہ وہ اوازار ہوتا ہے، نہ وہ غضبناک ہوتا ہے، نہ شکوہ کرتا ہے، نہ خواہشات کرتا ہے، نہ انتقام لیتا ہے اور نہ دُشمن سے غافل ہوتا ہے۔ پس اگر تم طاقت رکھتے ہو تو اس طرح کے اخلاق کریمہ تم پر لازم ہیں اور اگر تم سب کی طاقت نہیں رکھتے تو (یاد رکھو کہ) تھوڑا سا لینا بہت کچھ چھوڑنے سے بہتر ہوتا ہے اور کوئی قوت و طاقت نہیں سوائے اللہ کے۔ [1]

بیان:

لا یتبرم لا یتسام و لا یغتم بذ القائلین سبقهم و غلبهم لا یدلی بحجة لا یأتی بها لیثا أسدا حتی یری اعتذارا یعنی یمهل حتی یری اعتذارا ابتزه غلبه و هجم علیه و یأتی أخبار أخر فی وصف الشیعة فی باب حقوق الإخوة إن شاء الله

۞ ''لایتبرم'' نہ وہ مسکراتا ہے اور نہ وہ غمگین ہوتا ہے۔ ''بذ القائلین'' ان پر سبقت لے گئے اور انہیں شکست دی۔ ''لایدلی بحجة'' یعنی وہ اس کے ساتھ نہیں آئے گا۔ ''لیثا'' اسد یعنی شیر۔ ''حتی یری اعتذاراً'' جس کا مطلب یہ ہے کہ جب تک وہ معافی نہیں دیکھ لیتا تب تک دستبردار ہو جائے۔ ''ابتزہ'' اس پر غالب آؤ اور اس پر حملہ کرو۔ دیگر اخبار شیعوں کی صفات میں ان شآء اللہ ''باب حقوق ال اخوۃ'' میں آئیں گے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مرسل ہے۔ [2]

42/1788 التہذیب، ۱/۳۷/۵۲/۶ وَرُوِيَ عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ اَلْحَسَنِ اَلْعَسْكَرِيِّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أَنَّهُ قَالَ: عَلاَمَاتُ اَلْمُؤْمِنِ خَمْسٌ صَلاَةُ اَلْخَمْسِينَ وَزِيَارَةُ اَلْأَرْبَعِينَ وَ اَلتَّخَتُّمُ فِي اَلْيَمِينِ وَ تَعْفِيرُ اَلْجَبِينِ وَ اَلْجَهْرُ بِبِسْمِ اَللَّهِ اَلرَّحْمٰنِ اَلرَّحِيمِ ۔

[1] بحار الانوار: ۶۶ / ۲۹۴؛ مشکاۃ الانوار: ۲۴۰؛ اعلام الدین: ۱۱۳
[2] مراۃ العقول: ۹ / ۲۵۸

https://www.shiabookspdf.com

(ترجمہ) امام ابومحمد حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا: مومن کی پانچ علامتیں ہیں: پچاس رکعت نماز، اربعین کی زیارت، دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننا، پیشانی کو خاک پر رگڑنا اور بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ کو بلند آواز سے پڑھنا۔[1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مرسل ہے۔[2]

باب: النوادر

باب: متفرقات

1/1789 الکافی، ۱/۱۶/۴۵۷/۲ علی عن أبیه عن السراد عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مِهْزَمٍ عَنِ اَلْحَكَمِ بْنِ سَالِمٍ قَالَ: دَخَلَ قَوْمٌ فَوَعَظَهُمْ ثُمَّ قَالَ مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلاَّ وَ قَدْ عَايَنَ اَلْجَنَّةَ وَ مَا فِيهَا وَ عَايَنَ اَلنَّارَ وَ مَا فِيهَا إِنْ كُنْتُمْ تُصَدِّقُونَ بِالْكِتَابِ ۔

(ترجمہ) حکم بن سالم سے روایت ہے کہ ایک قوم امام علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی پس آپؑ نے ان کو وعظ کیا پھر فرمایا: تم میں سے کوئی بندہ نہیں ہے مگر یہ کہ وہ جنت اور جو کچھ اس میں ہے، اس کا معائنہ کرتا ہے اور دوزخ اور جو کچھ اس میں ہے، کا بھی معائنہ کرتا ہے، اگر تم کتاب خدا کی تصدیق کرنے والے ہو۔[3]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند حکم کی وجہ سے مجہول ہے۔[4]

2/1790 الکافی، ۵۹۵/۳۹۵/۸ عَلِيٌّ رَفَعَهُ قَالَ: قَالَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ لِرَجُلٍ مَا اَلْفَتَى عِنْدَكُمْ فَقَالَ لَهُ اَلشَّابُّ فَقَالَ لاَ اَلْفَتَى اَلْمُؤْمِنُ إِنَّ أَصْحَابَ اَلْكَهْفِ كَانُوا شُيُوخاً فَسَمَّاهُمُ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ فِتْيَةً بِإِيمَانِهِمْ ۔

---

[1] المزار مفید: ۵۳؛ مصباح المتہجد: ۲ /۷۸۷؛ روضۃ الواعظین: ۱ /۱۹۵؛ المزار الکبیر: ۳۵۲؛ اقبال الاعمال: ۲ /۵۸۹؛ مصباح الزائر: ۲۸۶؛ معوالی اللئالی: ۴ /۳۷؛ وسائل الشیعہ: ۱۴ /۴۷۸؛ بحار الانوار: ۸۲ /۷۵ و ۹۵ /۳۴۸ و ۹۸ /۱۰۶ و ۳۲۹؛ زاد المعاد: ۲۴۷ و ۵۲۹

[2] ملاذ الاخیار: ۹ /۱۲۵

[3] عالم العلوم: ۲۰ /۲۹۶؛ مسند الامام الصادق: ۲۱ /۳۲۳

[4] مراۃ العقول: ۱۱ /۳۷۰

(ترجمہ) علی نے مرفوع روایت کی ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک آدمی سے فرمایا: تمہارے نزدیک "فتی" کسے سمجھا جاتا ہے؟

اس نے عرض کیا: جوان کو۔

آپؑ نے فرمایا: نہیں، فتیٰ مومن کو کہا جاتا ہے۔ یقیناً اصحاب کہف بوڑھے تھے مگر اللہ نے ان کے ایمان کی وجہ سے ان کو فتیہ کا نام دیا ہے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مرفوع ہے۔ [2]

---

[1] تفسیر کنز الدقائق:۸/۳۸؛ تفسیر البرہان:۳/۶۱۲؛ تفسیر نور الثقلین:۳/۲۴۵؛ مجمع البحرین:۱/۳۲۵؛ تفسیر الصافی:۳/۲۳۴

[2] مراۃ العقول:۲۶/۲۰۶

https://www.shiabookspdf.com

ابواب تفسیر الکفر والشرک ومایتعلق بهما

کفروشرک کی تفسیر اور اس سے متعلق ابواب

الآیات:

قال اللہ تعالیٰ: فی إبلیس

أَبَىٰ وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ ۔

''اس نے انکار کیا اور تکبر کیا اور کافروں میں سے ہوگیا۔(البقرہ:۳۴)۔''

وقال عزوجل

إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيُرِيدُونَ أَنْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ اللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيَقُولُونَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَنَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَيُرِيدُونَ أَنْ يَتَّخِذُوا بَيْنَ ذَٰلِكَ سَبِيلًا أُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ حَقًّا وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُهِينًا ۔

''بے شک ایسے لوگ جو اللہ اور اس کے رسولوں کے ساتھ کفر کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان فرق رکھیں اور کہتے ہیں کہ ہم بعضوں پر ایمان لائے ہیں اور بعضوں کے منکر ہیں اور چاہتے ہیں کہ کفر اور ایمان کے درمیان ایک راہ نکالیں۔ایسے لوگ یقیناً کافر ہیں،اور ہم نے کافروں کے لیے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔(النساء:۱۵۰۔۱۵۱)۔''

وقال سبحانہ:

وَمَنْ يَكْفُرْ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا ۔

''اور جو کوئی انکار کرے اللہ کا اور اس کے فرشتوں کا اور اس کی کتابوں کا اور اس کے رسولوں کا اور قیامت کے دن کا تو پس وہ شخص بڑی دور کی گمراہی میں جا پڑا۔(النساء:۱۳۶)۔''

وقال جل ذکرہ:

وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللَّهِ إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُونَ ۔

''اور ان میں سے اکثر ایسے بھی ہیں جو اللہ کو مانتے بھی ہیں اور شرک بھی کرتے ہیں۔(یوسف:۱۰۶)۔''

بیان:

قد ورد أن المراد بالشرك في هذه الآية شرك الطاعة لا شرك العبادة

أقول معنى شرك العبادة أن يعبد غير الله من صنم أو كوكب أو إنسان أو غير ذلك و يسمى بالشرك الجلي و معنى شرك الطاعة أن يطيع غير الله فيما لا يرضى الله من هوى أو شيطان أو إنسان أو غير ذلك و يسمى بالشرك الخفي و الوجه في أن المراد بالشرك في هذه الآية شرك الطاعة أن الله سبحانه نسبهم إلى الإيمان مع أنه أثبت لهم الشرك و شرك العبادة لا يجتمع مع الإيمان إلا أنه ينبغي أن يعلم أن شرك الطاعة لاستلزامه معصية الله عز و جل يرجع إلى شرك العبادة و لذا أطلق اسم الشرك عليه و ذلك لأن كل من أطاع مخلوقا في معصية الخالق فقد عبده و كل من عبد غير الخالق فقد عبد هواه كما قال الله سبحانه أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلٰهَهُ هَوَاهُ و من عبد هواه فقد عبد الشيطان كما قال عز و جل أَلَمْ أَعْهَدْ إِلَيْكُمْ يا بَنِي آدَمَ أَنْ لا تَعْبُدُوا الشَّيْطانَ و تمام الكلام في هذا المقام يأتي في باب وجوه الشرك إن شاء الله

بیان:

بیشک وارد ہوا ہے کہ اس آیت میں شرک سے مراد شرکِ اطاعت ہے نا کہ شرکِ عبادت۔

اقول:

میں کہتا ہوں کہ عبادت کے شرک کے معنی یہ ہیں کہ خدا کے سوا کسی کی عبادت کسی بت، سیارے، کسی شخص یا کسی اور چیز کی صورت میں کی جائے، اور اسے شرک جلی کہتے ہیں اور شرک کے معنی اطاعت کے ہیں خدا کے علاوہ جن چیزوں کو خدا پسند نہیں کرتا جیسے خواہشات، شیطان، انسان یا کوئی اور چیز اور اسے شرکِ خفی کہا جاتا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اس آیت میں شرک سے کیا مراد ہے شرک اطاعت یہ کہ خدا تعالی نے ان کو ایمان کی طرف منسوب کیا حالانکہ اس نے ان کے لئے شرک کی تصدیق کی ہے اور شرک عبادت ایمان کے ساتھ نہیں ہے لیکن یہ جاننا چاہئے کہ اطاعت کا شرک کیونکہ اس کے لئے خدا تعالی کی نافرمانی کی ضرورت ہے اس سے مراد شرک عبادت ہے۔اس لیے اسے شرک کا نام دیا گیا، یہ اس لیے کہ جس نے خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت کی اس نے اس کی عبادت کی اور جو خالق کے علاوہ کسی اور کی عبادت کرتا ہے اس نے اپنی خواہشات کی عبادت کی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اَفَرَءَیۡتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰـهَهٗ هَوٰٮهُ

''مجھے بتلاؤ جس نے اپنی خواہش نفس کو اپنا معبود بنا رکھا ہے۔(الجاثیہ:۲۳)۔''

پس جس نے اپنی خواہش کی عبادت کی اس نے شیطان کی عبادت کی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ

''اے اولاد آدم! کیا ہم نے تم سے عہد نہیں لیا تھا کہ تم شیطان کی پرستش نہ کرنا۔ (یٰسین: ۶۰)۔''

اس مقام کے بارے میں مکمل گفتگو ان شاء اللہ ''باب وجوہ الشرك ''میں بیان ہوگی۔

۱۶۔ باب: وُجُوهِ الْكُفْرِ

باب: کفر کی وجوہات

1/1791 الکافی، ۲/۳۸۹/۱/۱ علی عَنْ أَبِيهِ عَنْ بَكْرِ بْنِ صَالِحٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ أَبِي عَمْرٍو الزُّبَيْرِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ قَالَ: قُلْتُ لَهُ أَخْبِرْنِي عَنْ وُجُوهِ الْكُفْرِ فِي كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ قَالَ الْكُفْرُ فِي كِتَابِ اللّٰهِ عَلَى خَمْسَةِ أَوْجُهٍ فَمِنْهَا كُفْرُ الْجُحُودِ وَ الْجُحُودُ عَلَى وَجْهَيْنِ وَ الْكُفْرُ بِتَرْكِ مَا أَمَرَ اللّٰهُ وَ كُفْرُ الْبَرَاءَةِ وَ كُفْرُ النِّعَمِ فَأَمَّا كُفْرُ الْجُحُودِ فَهُوَ الْجُحُودُ بِالرُّبُوبِيَّةِ وَ هُوَ قَوْلُ مَنْ يَقُولُ لاَ رَبَّ وَ لاَ جَنَّةَ وَ لاَ نَارَ وَ هُوَ قَوْلُ صِنْفَيْنِ مِنَ الزَّنَادِقَةِ يُقَالُ لَهُمُ الدَّهْرِيَّةُ وَ هُمُ الَّذِينَ يَقُولُونَ (وَ مٰا يُهْلِكُنٰا إِلاَّ الدَّهْرُ) وَ هُوَ دِينٌ وَضَعُوهُ لِأَنْفُسِهِمْ بِالاِسْتِحْسَانِ عَلَى غَيْرِ تَثَبُّتٍ مِنْهُمْ وَ لاَ تَحْقِيقٍ لِشَيْءٍ مِمَّا يَقُولُونَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ: (إِنْ هُمْ إِلاّٰ يَظُنُّونَ) أَنَّ ذَلِكَ كَمَا يَقُولُونَ وَ قَالَ: (إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَوٰاءٌ عَلَيْهِمْ أَ أَنْذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لاٰ يُؤْمِنُونَ) يَعْنِي بِتَوْحِيدِ اللّٰهِ تَعَالَى فَهَذَا أَحَدُ وُجُوهِ الْكُفْرِ وَ أَمَّا الْوَجْهُ الْآخَرُ مِنَ الْجُحُودِ عَلَى مَعْرِفَةٍ وَ هُوَ أَنْ يَجْحَدَ الْجَاحِدُ وَ هُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ حَقٌّ قَدِ اسْتَقَرَّ عِنْدَهُ وَ قَدْ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ: (وَ جَحَدُوا بِهٰا وَ اسْتَيْقَنَتْهٰا أَنْفُسُهُمْ ظُلْماً وَ عُلُوًّا) وَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ: (وَ كٰانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَمّٰا جٰاءَهُمْ مٰا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰافِرِينَ) فَهَذَا تَفْسِيرُ وَجْهَيِ الْجُحُودِ وَ الْوَجْهُ الثَّالِثُ مِنَ الْكُفْرِ كُفْرُ النِّعَمِ وَ ذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى يَحْكِي قَوْلَ سُلَيْمَانَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ (هٰذٰا مِنْ فَضْلِ رَبِّي لِيَبْلُوَنِي أَ أَشْكُرُ أَمْ أَكْفُرُ وَ مَنْ شَكَرَ فَإِنَّمٰا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ وَ مَنْ كَفَرَ فَإِنَّ رَبِّي غَنِيٌّ كَرِيمٌ) وَ قَالَ (لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَ لَئِنْ

كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ) وَقَالَ (فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ) وَالْوَجْهُ الرَّابِعُ مِنَ الْكُفْرِ تَرْكُ مَا أَمَرَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ بِهِ وَهُوَ قَوْلُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ (وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُونَ دِمَاءَكُمْ وَلَا تُخْرِجُونَ أَنْفُسَكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ أَقْرَرْتُمْ وَأَنْتُمْ تَشْهَدُونَ ثُمَّ أَنْتُمْ هٰؤُلَاءِ تَقْتُلُونَ أَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُونَ فَرِيقاً مِنْكُمْ مِنْ دِيَارِهِمْ تَظَاهَرُونَ عَلَيْهِمْ بِالْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَإِنْ يَأْتُوكُمْ أُسَارَىٰ تُفَادُوهُمْ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ إِخْرَاجُهُمْ أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَاءُ مَنْ يَفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ) فَكَفَّرَهُمْ بِتَرْكِ مَا أَمَرَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ بِهِ وَنَسَبَهُمْ إِلَى الْإِيمَانِ وَلَمْ يَقْبَلْهُ مِنْهُمْ وَلَمْ يَنْفَعْهُمْ عِنْدَهُ فَقَالَ (فَمَا جَزَاءُ مَنْ يَفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ إِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرَدُّونَ إِلَىٰ أَشَدِّ الْعَذَابِ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ) وَالْوَجْهُ الْخَامِسُ مِنَ الْكُفْرِ كُفْرُ الْبَرَاءَةِ وَذٰلِكَ قَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ يَحْكِي قَوْلَ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: (كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَداً حَتَّىٰ تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَحْدَهُ) يَعْنِي تَبَرَّأْنَا مِنْكُمْ وَقَالَ يَذْكُرُ إِبْلِيسَ وَتَبَرِّيَهُ مِنْ أَوْلِيَائِهِ مِنَ الْإِنْسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (إِنِّي كَفَرْتُ بِمَا أَشْرَكْتُمُونِ مِنْ قَبْلُ) وَقَالَ (إِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَوْثَاناً مَوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ثُمَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ وَيَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضاً) يَعْنِي يَتَبَرَّأُ بَعْضُكُمْ مِنْ بَعْضٍ.

(ترجمہ) ابوعمرو الزبیری سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: آپؑ مجھے کتاب خدا مذکور کفر کی اقسام کے بارے میں خبر دیجیے۔

آپؑ نے فرمایا: کتاب خدا میں مذکور کفر کی پانچ اقسام ہیں:

کفر جحود: نیز جحود کی دو قسمیں ہیں: جو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اس کو ترک کر کے کفر کرنا اور کفر برأت یعنی نعمتوں کا کفر۔

پس کفر جحود سے مراد اللہ کی ربوبیت کا انکار ہے اور یہ اس کا قول ہے جو یہ کہتا ہے کہ نہ کوئی ربّ، نہ کوئی جنّت ہے اور نہ کوئی جہنم ہے اور یہ دو قسم کا قول ہے جو زنادقہ کا ہے جن کو دہریہ بھی کہا جاتا ہے اور یہ وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں: ''ہمیں دھر کے علاوہ کوئی نہیں مارتا۔ (الجاثیۃ: ۲۴)۔'' اور یہ وہ دین ہے جو انہوں نے اپنی طرف سے بغیر کسی ثبوت کے استحسان کے ذریعے اپنے لیے گھڑلیا ہے اور جو وہ کہتے ہیں اس پر کوئی تحقیقی چیز نہیں ہے بلکہ اللہ فرماتا

ہے: ''یہ کچھ بھی نہیں مگر صرف گمان۔(ایضا)۔'' یہ اسی طرح ہے جیسا کہ وہ کہتے ہیں۔نیز وہ فرماتا ہے:
''یہ ایسے کافر ہیں کہ آپ ان کو ڈرائیں یا نہ ڈرائیں برابر ہے، یہ ایمان لانے والے نہیں ہیں۔(البقرۃ:۶)۔''
یعنی اللہ کی توحید پر۔پس یہ کفر کی اقسام میں سے ایک ہے۔
کفر کی دوسری قسم: جحود معرفت ہے اور یہ وہ ہے کہ انکار کرنے والا کسی چیز کا انکار کرے جبکہ وہ جانتا ہو کہ یہ ایک حق ہے جو اس کے ساتھ مستقر (یعنی ثابت) ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:
''اور انہوں نے ان معجزات کا انکار کیا، ظلم وتکبر کی وجہ سے حالانکہ ان کے دلوں میں ان کے بارے میں مکمل یقین اور اطمینان تھا۔(النمل:۱۴)۔'' نیز وہ فرماتا ہے: ''اور اس سے پہلے وہ کفار پر فتح مانگا کرتے تھے، پھر جب ان کے پاس وہ چیز آئی جسے انہوں نے پہچان لیا تو اس کا انکار کیا، سو کافروں پر اللہ کی لعنت ہے۔(البقرۃ:۸۹)۔'' پس یہ جحود (انکار) کی دونوں قسموں کی تفسیر ہے۔
کفر کی تیسری قسم: نعمات کا کفر ہے اور اس بارے اللہ کا وہ فرمان ہے جہاں اس نے سلیمان علیہ السلام کے قول کی حکایات کی ہے: ''یہ میرے رب کا ایک فضل ہے، تاکہ میری آزمائش کرے کیا میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری، اور جو شخص شکر کرتا ہے اپنے ہی نفع کے لیے شکر کرتا ہے، اور جو ناشکری کرتا ہے تو میرا رب بھی بے پرواعزت والا ہے۔(النمل:۴۰)۔'' نیز وہ فرماتا ہے: ''اگر تم شکر گزاری کرو گے تو اور زیادہ دوں گا، اور اگر ناشکری کرو گے تو میرا عذاب بھی سخت ہے۔(ابراہیم:۷)۔'' نیز فرماتا ہے: ''پس مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا اور میرا شکر کرو اور ناشکری نہ کرو۔(البقرۃ:۱۵۲)۔''
کفر کی چوتھی قسم: اللہ تعالیٰ نے جس کا امر دیا ہے اس کو ترک کرنا ہے۔اس بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''اور جب ہم نے تم سے عہد لیا کہ آپس میں خونریزی نہ کرنا اور نہ اپنے لوگوں کو جلاوطن کرنا پھر تم نے اقرار کیا اور تم خود گواہ ہو۔پھر تم ہی وہ ہو کہ اپنے لوگوں کو قتل کرتے ہو اور ایک جماعت کو اپنے میں سے ان کے گھروں میں سے نکالتے ہو ان پر گناہ اور ظلم سے چڑھائی کرتے ہو، اور اگر وہ تمہارے پاس قیدی ہو کر آئیں تو ان کا تاوان دیتے ہو حالانکہ تم پر ان کا نکالنا بھی حرام تھا، کیا تم کتاب کے ایک حصہ پر ایمان رکھتے ہو اور دوسرے حصہ کا انکار کرتے ہو، پھر جو تم میں سے ایسا کرے اس کی یہی سزا ہے۔(البقرۃ:۸۴۔۸۵)۔'' پس اس نے ان کو خدا کے حکم کو ترک کرنے کی وجہ سے کافر قرار دیا اور ان کو ایمان کی طرف منسوب کیا لیکن اس نے ان سے اس کو قبول نہ کیا اور ان کا کوئی فائدہ نہ ہوا۔پس اس نے فرمایا: ''پھر جو تم میں سے ایسا کرے اس کی یہی سزا ہے کہ دنیا میں ذلیل ہو اور قیامت کے دن بھی سخت عذاب میں دھکیلے جائیں، اور اللہ اس سے بے خبر نہیں جو تم کرتے ہو۔(البقرۃ:۸۵)۔''

https://www.shiabookspdf.com

کفر کی پانچویں قسم: کفر برات ہے اور اس بارے اللہ کا وہ قول ہے جس میں اس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قول کی حکایت کی ہے: ''ہم نے تمہارا انکار کر دیا اور ہمارے اور تمہارے درمیان دشمنی اور بیر ہمیشہ کے لیے ظاہر ہو گیا یہاں تک کہ تم ایک اللہ پر ایمان لاؤ۔(الممتحنۃ: ۴)۔''یعنی ہم تم سے برأت اختیار کرتے ہیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: پھر وہ شیطان کا تذکرہ فرماتا ہے اور وہ انسانوں میں سے اس کے ساتھیوں سے قیامت کے دن برات کرے گا۔''میں خود تمہارے اس فعل سے بیزار ہوں کہ تم اس سے پہلے مجھے شریک بناتے تھے۔(ابراہیم: ۲۲)۔''نیز وہ فرماتا ہے: ''تم اللہ کو چھوڑ کر بتوں کو لیے بیٹھے ہو تمہاری آپس کی محبت دنیا کی زندگی میں ہے، پھر قیامت کے دن ایک دوسرے کا انکار کرے گا اور ایک دوسرے پر لعنت کرے گا۔ (العنکبوت: ۲۵)۔''یعنی تمہارے بعض بعض سے برات کریں گے۔[1]

بیان:

لما كان الجحود في اللغة مطلق الإنكار و كان المراد به هاهنا إنكار ما يتعلق بالربوبية أعني ما جاء من قبل الرب تعالى فسره ع بذلك و خصه به و أن في أن ذلك كما يقولون بفتح الهمزة و تشديد النون متعلق بيظنون و إنما خص نفي الإيمان في الآية بتوحيد الله لأن سائر ما يكفرون به من توابع التوحيد على معرفة هكذا في النسخ التي رأيناها و الصواب و أما الوجه الآخر من الجحود فهو الجحود على معرفة و لعله سقط من قلم النساخ و هذا الكفر هو كفر التهود كما أشرنا إليه من قبل و كفر النعمة هو الذي يسمى بالكفران و هو في مقابلة الشكر و كفر ترك ما أمر الله به هو كفر المخالفة و لعله ع إنما لم يذكر كفر النفاق في هذا الحديث لأنه جعل النفاق قسيما للكفر لا قسما منه لأن فيه إذعانا و يؤيده قوله سبحانه يا أَيُّهَا النَّبِيُّ جاهِدِ الْكُفَّارَ وَ الْمُنافِقِينَ حيث عطف أحدهما على الآخر

جب جحود کا معنی لغوی طور پر مطلق انکار کرنا ہے تو اس سے مراد یہاں پر ان چیزوں کا انکار ہے جن کا تعلق ربوبیت سے ہے اور میری مراد ان چیزوں سے ہر وہ شیء ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئی ہے پس اس کی وضاحت امام علیہ السلام نے فرمائی اور اس کو اس کے ساتھ خاص کیا۔

بیشک ''أَنَّ فِي ذَالِكَ كَمَا يقولون ''میں ہمزہ مفتوح ہے اور نون مشدد ہے اور یہ ''یظنون'' کے متعلق ہے۔ بیشک اس آیت میں نفس الایمان کو توحید خدا کے ساتھ خاص کیا گیا ہے کیونکہ وہ تمام چیزیں جن کا انکار کیا جاتا

[1] تفسیر البرہان: ۱/ ۱۳۱ و ۴۰۳۴ ؛ مسند الامام الصادقؑ: ۵/ ۴۹۱؛ تفسیر الصراط المستقیم: ۴/ ۱۸۹

ہے وہ بھی معرفت کی بنیاد پر توحید سے متعلّقات سے ہیں۔اسی طرح ہم نے نسخوں میں دیکھا ہے اور یہ درست ہے۔بہر حال!دوسری قسم جحود کی یہ ہے کہ معرفت رکھتے ہوئے انکار کرنا،اور شاید ہوسکتا ہے کہ یہ بعض کاتبین کے قلم سے ساقط ہو گیا اور اس کفر سے مراد کفر جحود ہے جیسا کہ اس کی طرف اس سے پہلے ہم نے اشارہ کیا ہے اور نعمتوں کے انکار کو کفران نعمت کا نام دیا گیا ہے اور یہ شکر و کفر کے مقابلہ میں ہے۔"ترك ما امر الله به" اس سے مراد کفرِ مخالفت ہے اور شاید امام علیہ السلام نے اس حدیث میں کفرِ نفاق کا ذکر نہیں کیا کیونکہ آپؑ نے اس کفر کی ایک قسم قرار دیا ہے اور اس کی تائید اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے بھی ہوتی ہے:

یاایّھا النّبی جاھد الکفار والمنافقین

اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کفار اور منافقین سے لڑو۔(التوبہ:۸۳)

اس لحاظ سے ان دونوں میں سے ایک دوسرے پر عطف ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث بکر بن صالح کی وجہ سے مجہول ہے اور ابن الغضائری نے اسے ضعیف کہا ہے اور ابوعمرو زبیری اگر چہ مجہول ہے لیکن اس کے اخبار سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ حقیقی راویوں میں سے ہے اور آئمہ علیہم السلام کے اصحاب اسرار میں سے ہے۔[1] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ بکر بن صالح تفسیر قمی کا راوی ہے اور یہ توثیق کافی ہے اور ابی عمرو زبیری بھی تفسیر قمی کا راوی ہے۔[2]

2/1792 الکافی ۱/۱/۳۸۳/۲ العدة عن أحمد عن السراد عَنْ دَاوُدَ بْنِ كَثِيرٍ اَلرَّقِّيِّ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ سُنَنُ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ كَفَرَائِضِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ فَقَالَ إِنَّ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ فَرَضَ فَرَائِضَ مُوجَبَاتٍ عَلَى اَلْعِبَادِ فَمَنْ تَرَكَ فَرِيضَةً مِنَ اَلْمُوجَبَاتِ فَلَمْ يَعْمَلْ بِهَا وَ جَحَدَهَا كَانَ كَافِراً وَ أَمَرَ رَسُولُ اَللَّهِ بِأُمُورٍ كُلُّهَا حَسَنَةٌ فَلَيْسَ مَنْ تَرَكَ بَعْضَ مَا أَمَرَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ بِهِ عِبَادَهُ مِنَ اَلطَّاعَةِ بِكَافِرٍ وَ لَكِنَّهُ تَارِكٌ لِلْفَضْلِ مَنْقُوصٌ مِنَ اَلْخَيْرِ.

(ترجمہ) داود بن کثیر رقی سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتیں بھی اللہ کے فرائض کی طرح ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: اللہ نے کچھ فرائض اپنے بندوں پر اس طرح واجب کیے ہیں کہ اگر کوئی شخص واجبات میں سے

---

[1] مرآۃ العقول:۱۱/ ۱۲۴

[2] المفید من معجم رجال الحدیث:۷۵۱

https://www.shiabookspdf.com

کسی فریضہ کو ترک کر دے اور اس کا انکار کرتے ہوئے اس پر عمل نہ کرے تو وہ کافر ہو جاتا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے جن امور کا حکم دیا ہے وہ سب بہترین ہیں پس جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اطاعت کا حکم دیا ہے ان میں سے بندہ کچھ کو ترک کر دے تو وہ کافر نہیں ہے مگر وہ فضل وفضیلت کا تارک ہے اور نیکی میں کمی کرتا ہے۔[1]

بیان:

یعنی أن الکل بأمر الله سبحانه علی لسان نبیه ﷺ بعضه فرائض موجبات ترکها مع الجحود یوجب الکفر وبعضه فضل ترکه یوجب نقص الخیر

بیشک اللہ تعالیٰ کے وہ تمام امور جو اس کے نبی ﷺ کی زبان مبارک پر وارد ہوئے ہیں ان میں سے بعض فرائض ایسے ہیں جن کا انکار کر کے ان کو ترک کرنا کفر کا موجب ہے اور بعض ایسے ہیں کہ ان کی فضیلت کا انکار نقص الخیر کا موجب ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مختلف فیہ ہے اور میرے (یعنی علامہ مجلسی کے) نزدیک صحیح ہے[2] یا پھر حدیث کی سند صحیح ہے[3] اور میرے نزدیک بھی حدیث کی سند صحیح ہے۔ (واللہ اعلم)

3/1793 الکافی، ۲/۳۸۴/۱/۲ علی عن العبیدی عن یونس عن ابن بکیر عَنْ زُرَارَةَ عَنْ حُمْرَانَ بْنِ أَعْيَنَ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ عَنْ قَوْلِهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (إِنَّا هَدَيْنٰاهُ السَّبِيلَ إِمّٰا شٰاكِراً وَ إِمّٰا كَفُوراً) قَالَ إِمَّا آخِذٌ فَهُوَ شَاكِرٌ وَ إِمَّا تَارِكٌ فَهُوَ كَافِرٌ .

حمران بن اعین سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ کے قول: ''بے شک ہم نے اسے سبیل کی ہدیت کر دی ہے، یا تو وہ شکر گزار ہے اور یا ناشکرا۔ (الدھر: ۳)۔'' کے بارے میں سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا: یا تو وہ اس کو حاصل کرنے والا ہے تو وہ شاکر ہے اور یا وہ اس کا تارک ہے تو وہ کافر ہے۔[4]

[1] وسائل الشیعہ: ۱/۳۰ح ۴۳؛ الفصول المہمہ: ۱/۳۴۰؛ مسند الامام الصادقؑ ۵/۳۸۹

[2] مرآۃ العقول: ۱۱/۱۰۸

[3] تنقیح مبانی العروۃ (الطہارۃ): ۲/۱۹۲؛ بحوث فی القواعد الفقہیہ سند: ۱/۴۲۶؛ کتاب الصوم شبیری: ۱/۲۳؛ تعالیق مبسوطہ: ۸/۳۰؛ سند العروۃ الوثقیٰ (الطہارۃ) سند: ۲/۱۱۲

[4] المحاسن: ۱/۲۷۶؛ تفسیر قمی: ۲/۳۹۸؛ وسائل الشیعہ: ۱/۳۱؛ اثبات الھداۃ: ۱/۴۷؛ تفسیر البرہان: ۵/۵۴۵؛ بحار الانوار: ۵/۲۰۳؛ تفسیر نور الثقلین: ۵/۴۶۹؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۴/۵۱

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند حسن موثق ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق کالصحیح ہے اور الحاسن کی سند بھی موثق کالصحیح ہے البتہ جو سند تفسیر قمی میں ہے وہ صحیح ہے۔(واللہ اعلم)

4/1794 الکافی، ۱/۵/۳۸۴/۲ الاثنان عن الوشاء عن حماد عَنْ عُبَيْدٍ عَنْ زُرَارَةَ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَنْ قَوْلِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ ﴿وَ مَنْ يَكْفُرْ بِالْإِيمٰانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ﴾ قَالَ تَرْكُ اَلْعَمَلِ اَلَّذِي أَقَرَّ بِهِ مِنْ ذَلِكَ أَنْ يَتْرُكَ اَلصَّلاَةَ مِنْ غَيْرِ سُقْمٍ وَ لاَ شُغُلٍ۔

(ترجمہ) زرارہ سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے خدا کے قول: ''جو ایمان کا کفر کرے گا تو اس کا عمل حبط ہو جائے گا۔(المائدہ:۵)'' کے بارے میں پوچھا تو آپؑ نے فرمایا: اس کام کو ترک کرنا جس کا وہ اقرار کرے۔اس میں کسی بیماری اور کام کے بغیر نماز کا ترک کرنا بھی شامل ہے۔ [2]

بیان:

إسناد هذا الحديث في بعض النسخ هو إسناد سابقة فسّر الكفر هاهنا بترك العمل وهو كفر المخالفة وفسّر الإيمان بالإقرار بوجوب العمل ثم ذكر لذلك مثالاً

۞ بعض نسخوں میں اس حدیث کی اسناد سابقہ حدیث کی اسناد ہیں اور امام علیہ السلام نے یہاں پر کفر سے مراد ترک عمل لیا ہے اور اس کو کفر مخالفت کہتے ہیں اور ایمان کی تفسیر عمل کے وجوب کے اقرار سے کی ہے اور اس کی مثالوں کا ذکر کیا۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف علی المشہور ہے [3] یا پھر حدیث کی سند موثق ہے۔ [4] لیکن میرے نزدیک حدیث کی سند حسن کالصحیح ہے کیونکہ معلیٰ بن محمد ثقہ جلیل ثابت ہے اور اس کی تضعیف محض سہو ہے۔(واللہ اعلم)۔

5/1795 الکافی، ۱/۱۲/۳۸۶/۲ محمد عن أحمد عن ابن فضال عن ابن بكير عَنْ عُبَيْدِ بْنِ زُرَارَةَ قَالَ:

---

[1] مرآۃ العقول: ۱۱ / ۱۱۲

[2] تفسیر البرہان: ۲ / ۲۵۴؛ تفسیر نور الثقلین: ۱ / ۵۹۵؛ تفسیر العیاشی: ۱ / ۲۹۶؛ مستدرک الوسائل: ۳ / ۴۵ ح ۲۹۸۱؛ بحار الانوار: ۶۹ / ۹۷؛ تفسیر کنز الدقائق: ۴ / ۴۴؛ وسائل الشیعہ: ۱ / ۳۲ / ۴۶

[3] مرآۃ العقول: ۱۱ / ۱۱۳

[4] موسوعہ البرقانی فی فقہ الشیعہ: ۳ / ۳۳

سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَنْ قَوْلِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: ﴿وَ مَنْ يَكْفُرْ بِالْإِيمانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ﴾ فَقَالَ مَنْ تَرَكَ اَلْعَمَلَ اَلَّذِي أَقَرَّ بِهِ قُلْتُ فَمَا مَوْضِعُ تَرْكِ اَلْعَمَلِ حَتَّى يَدَعَهُ أَجْمَعَ قَالَ مِنْهُ اَلَّذِي يَدَعُ اَلصَّلاَةَ مُتَعَمِّداً لاَ مِنْ سُكْرٍ وَ لاَ مِنْ عِلَّةٍ.

(ترجمہ) عبید بن زرارہ سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے خدا کے قول: ''جو شخص ایمان کا انکار کرے گا اس کا عمل حبط ہو جائے گا۔(المائدہ:۵)'' کے بارے میں پوچھا تو آپؑ نے فرمایا: اس کام کو ترک کرنا جس کا وہ اقرار کرے۔

میں نے عرض کیا: یہ کیسا عمل ہے کہ اگر ترک کر دیا جائے تو اس کے ایسے نتائج ہوتے ہیں۔

آپؑ نے فرمایا: اس میں یہ بھی شامل ہے کہ جو بغیر کسی نشے اور بغیر کسی بیماری کے جان بوجھ کر نماز کو ترک کرتا ہے۔[1]

بیان:

لعل المراد من السؤال استعلام أول ما يوجب الدخول في الكفر من ترك العمل حتى يترك العمل كله فينتهي في الكفر و ذلك لأن من المعلوم أنه ليس ترك كل عمل مما يوجب الكفر و يحتمل أن يكون المراد استعلام مطلق العمل الذي تركه يوجب الكفر و يكون قوله حتى يدعه أجمع استفهاما آخر يعني أ هو ترك الأعمال أجمع فأجاب ع بأنه قد يكون ترك بعض الأعمال كالصلاة

۞ شاید سوال سے مراد یہ ہے کہ سب سے پہلے اس چیز کے بارے میں دریافت کیا جائے جس سے کفر میں داخل ہونا ضروری ہے مثلاً کام چھوڑ دینا یہاں تک کہ تمام کام چھوڑ دے اور پھر کفر پر ختم ہو جائے کیونکہ معلوم ہے کہ ہر کام کو ترک کرنے سے کفر نہیں ہوتا۔

ان کا یہ قول کہ ''حتى يدعه أجمع'' یہ دوسرا سوال ہے یعنی کیا اس نے تمام اعمال کو ترک کیا؟

امام علیہ السلام نے جواب فرمایا:

أنه قد يكون ترك بعض الأعمال كالصلاة

بیشک اس نے بعض اعمال کو ترک کیا مثلاً نماز کو۔

[1] المحاسن:۱/۷۹؛ وسائل الشیعہ:۱/۳۱ح ۵۴؛ تفسیر البرہان:۲/۲۵۳؛ بحار الانوار:۲۱۹/۷۹؛ تفسیر نور الثقلین:۱/۵۹۵؛ تفسیر کنز الدقائق:۳/۴۴؛ مسند الامام الصادقؑ:۵/۵۵۴

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند موثق کالصحیح ہے [1] یا پھر موثق ہے [2] اور میرے نزدیک حدیث موثق کالصحیح ہے۔(واللہ اعلم)۔

6/1796 الکافی، ۱/۹/۳۸۶/۲ علی عن الاثنین قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : وَ سُئِلَ مَا بَالُ اَلزَّانِي لاَ تُسَمِّيهِ كَافِراً وَ تَارِكُ اَلصَّلاَةِ قَدْ سَمَّيْتَهُ كَافِراً وَ مَا اَلْحُجَّةُ فِي ذَلِكَ فَقَالَ لِأَنَّ اَلزَّانِيَ وَ مَا أَشْبَهَهُ إِنَّمَا يَفْعَلُ ذَلِكَ لِمَكَانِ اَلشَّهْوَةِ لِأَنَّهَا تَغْلِبُهُ وَ تَارِكُ اَلصَّلاَةِ لاَ يَتْرُكُهَا إِلاَّ اِسْتِخْفَافاً بِهَا وَ ذَلِكَ لِأَنَّكَ لاَ تَجِدُ اَلزَّانِيَ يَأْتِي اَلْمَرْأَةَ إِلاَّ وَ هُوَ مُسْتَلِذٌّ لِإِتْيَانِهِ إِيَّاهَا قَاصِداً إِلَيْهَا وَ كُلُّ مَنْ تَرَكَ اَلصَّلاَةَ قَاصِداً إِلَيْهَا فَلَيْسَ يَكُونُ قَصْدُهُ لِتَرْكِهَا اَللَّذَّةَ فَإِذَا نُفِيَتِ اَللَّذَّةُ وَقَعَ اَلاِسْتِخْفَافُ وَ إِذَا وَقَعَ اَلاِسْتِخْفَافُ وَقَعَ اَلْكُفْرُ قَالَ وَ سُئِلَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ قِيلَ لَهُ مَا اَلْفَرْقُ بَيْنَ مَنْ نَظَرَ إِلَى اِمْرَأَةٍ فَزَنَى بِهَا أَوْ خَمْرٍ فَشَرِبَهَا وَ بَيْنَ مَنْ تَرَكَ اَلصَّلاَةَ حَتَّى لاَ يَكُونَ اَلزَّانِي وَ شَارِبُ اَلْخَمْرِ مُسْتَخِفّاً كَمَا يَسْتَخِفُّ تَارِكُ اَلصَّلاَةِ وَ مَا اَلْحُجَّةُ فِي ذَلِكَ وَ مَا اَلْعِلَّةُ اَلَّتِي تَفْرُقُ بَيْنَهُمَا قَالَ اَلْحُجَّةُ أَنَّ كُلَّمَا أَدْخَلْتَ أَنْتَ نَفْسَكَ فِيهِ لَمْ يَدْعُكَ إِلَيْهِ دَاعٍ وَ لَمْ يَغْلِبْكَ غَالِبُ شَهْوَةٍ مِثْلَ اَلزِّنَى وَ شُرْبِ اَلْخَمْرِ وَ أَنْتَ دَعَوْتَ نَفْسَكَ إِلَى تَرْكِ اَلصَّلاَةِ وَ لَيْسَ ثَمَّ شَهْوَةٌ فَهُوَ اَلاِسْتِخْفَافُ بِعَيْنِهِ وَ هَذَا فَرْقُ مَا بَيْنَهُمَا .

(ترجمہ) الاثنین سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا جبکہ آپؑ سے پوچھا گیا: کیا بات ہے کہ زانی کو کافر نہیں کہا جاتا جبکہ نماز کے تارک کو کافر کہا جاتا ہے اور اس بارے میں دلیل کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: کیونکہ زانی اور اس کے جیسا یقیناً شہوت کی وجہ سے ایسا کرتا ہے کیونکہ یہ اس پر غالب آجاتی ہے مگر نماز چھوڑنے والا اسے نہیں چھوڑتا مگر اسے خفیف (ہلکا) جانتا ہے۔ نیز یہ اس لیے کہ زانی کسی عورت کے پاس نہیں آتا مگر یہ کہ اس سے ہمبستر ہو کر لذت حاصل کرنے کا قصد کرتا ہے مگر ہر وہ جو نماز ترک کرنے کا قصد کرتا ہے تو اس کا اسے ترک کرنا لذت نہیں ہو سکتا پس جب لذت کا انکار ہو چکا تو استخفاف (اسے ہلکا جاننا) واقع ہو گیا اور جب استخفاف واقع ہو گیا تو کفر واقع ہو گیا۔

راوی کا بیان ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے مزید پوچھا گیا اور عرض کیا گیا: جو عورت کی طرف غور کرے پس

[1] مرآۃ العقول: ۱۱/ ۱۱۹

[2] الحدائق الناضرۃ: ۶/ ۱۹

https://www.shiabookspdf.com

اس سے زنا کرے یا شراب کو پیئے اور جو نماز چھوڑ دے جبکہ زانی نہ ہو تو ان دو کے درمیان کیا فرق ہے؟ اور جیسا استخفاف شرابی کرتا ہے ویسا ہی استخفاف نماز چھوڑنے والا کرتا ہے تو اس (فرق) پر کیا دلیل ہے اور دونوں کے درمیان فرق کی علت کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: دلیل یہ ہے کہ ہر وہ چیز جس میں تو اپنے نفس کو داخل کرے جبکہ نہ کسی نے تجھے اس کی طرف دعوت نہیں دی ہو اور نہ ہی شہوت کا غلبہ تجھ پر غالب آیا ہو (تو یہ استخفاف ہی ہوتا ہے) مثال کے طور پر شرابی اور زانی ہیں (کہ ان پر شہوت کا غلبہ ہوتا ہے) جبکہ نماز ترک کرنے کی دعوت تو نے خود اپنے نفس کو دی مگر کوئی شہوت نہیں ہے پس یہی عین استخفاف ہے اور یہی ان دو کے درمیان فرق ہے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے [2] یا پھر حدیث موثق ہے [3] اور میرے نزدیک بھی حدیث موثق ہے کیونکہ مسعدہ کامل الزیارات اور تفسیر قمی دونوں کا راوی اور ثقہ ہے۔ [4]

7/1797 الکافی،۲/۳۸۸/۲۰/۱ علی عن العبیدی عَنْ يُونُسَ عَنْ فُضَيْلِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ نَصَبَ عَلِيّاً عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَلَماً بَيْنَهُ وَ بَيْنَ خَلْقِهِ فَمَنْ عَرَفَهُ كَانَ مُؤْمِناً وَ مَنْ أَنْكَرَهُ كَانَ كَافِراً وَ مَنْ جَهِلَهُ كَانَ ضَالاًّ وَ مَنْ نَصَبَ مَعَهُ شَيْئاً كَانَ مُشْرِكاً وَ مَنْ جَاءَ بِوَلاَيَتِهِ دَخَلَ اَلْجَنَّةَ وَ مَنْ جَاءَ بِعَدَاوَتِهِ دَخَلَ اَلنَّارَ.

(ترجمہ) فضیل بن یسار سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنے اور اپنی مخلوق کے درمیان حضرت علی علیہ السلام کو علَم (یعنی نشان) نصب کیا ہے پس جس نے انہیں پہچانا وہ مومن ہے، جس نے ان کا انکار کیا وہ کافر ہے، جو ان سے ناواقف رہا وہ گمراہ ہے، جس نے ان کے ساتھ کسی چیز کو نصب کیا وہ مشرک ہوا، جو ان کی ولایت کے ساتھ آئے گا وہ جنت داخل ہوا اور جو ان کی عداوت کے ساتھ آئے گا وہ آگ میں داخل ہوا۔ [5]

تحقیق اسناد:

---

[1] علل الشرائع: ۲/۳۳۹؛ وسائل الشیعہ: ۴/۴۲ ح ۴۴۶۳؛ قرب الاسناد: ۴۷ ح ۱۵۵؛ بحارالانوار: ۶۶/۲۷۹ و ۲۱۳/۲۱۴؛ مسند الامام الصادق: ۱۰/۱۷۷؛ مستدرک سفینۃ البحار: ۶/۳۲۳

[2] مراۃ العقول: ۱۱/۱۲۱

[3] سند العروۃ ۱۵/۱۰

[4] المفید معجم رجال الحدیث: ۶۰۱

[5] ملاذ الاخیار: ۷/۳۰؛ وسائل الشیعہ: ۲۸/۳۵۳؛ بحارالانوار: ۳۲/۳۲۴

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [۱] لیکن میرے نزدیک حدیث صحیح ہے اور مراۃ العقول میں یا تو کتابت کی غلطی ہے اور اگر ایسا نہیں ہے تو علامہ سے سہو ہوا ہے۔ (واللہ اعلم)۔

8/1798 الكافی، ۱/۲۱/۳۸۹/۲ يُونُسُ عَنْ مُوسَى بْنِ بَكْرٍ عَنْ أَبِي إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ عَلِيّاً عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ بَابٌ مِنْ أَبْوَابِ اَلْجَنَّةِ فَمَنْ دَخَلَ بَابَهُ كَانَ مُؤْمِناً وَمَنْ خَرَجَ مِنْ بَابِهِ كَانَ كَافِراً وَمَنْ لَمْ يَدْخُلْ فِيهِ وَلَمْ يَخْرُجْ مِنْهُ كَانَ فِي اَلطَّبَقَةِ اَلَّتِي لِلَّهِ فِيهِمُ اَلْمَشِيئَةُ.

(ترجمہ) موسیٰ بن بکر سے روایت ہے کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا: یقیناً حضرت علی علیہ السلام جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہیں پس جو اس دروازے میں داخل ہوا وہ مومن ہے اور جو اس سے خارج ہوا وہ کافر ہے اور جو نہ اس میں داخل ہوتا ہے اور نہ خارج ہوا تو وہ اس طبقہ میں شامل ہے جس میں اللہ کی مشیت کارفرما ہوگی۔ [۲]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف کالموثق ہے [۳] اور میرے نزدیک حدیث موثق ہے کیونکہ بن بکر ثقہ ہے البتہ واقفی ہے اور سند میں کوئی ضعف نہیں ہے۔ (واللہ اعلم)۔

9/1799 الكافی، ۱/۱۸/۳۸۸/۲ الاثنان عَنِ اَلْوَشَّاءِ عَنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَبِي بَكْرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا اَلْحَسَنِ مُوسَى عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: إِنَّ عَلِيّاً عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ بَابٌ مِنْ أَبْوَابِ اَلْهُدَى فَمَنْ دَخَلَ الحديث.

(ترجمہ) ابراہیم بن ابوبکر سے روایت ہے کہ میں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سنا، آپ فرما رہے تھے: بے شک حضرت علی علیہ السلام ہدایت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہیں پس جو شخص داخل ہو گیا۔ (الحدیث)۔ [۴]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف علی المشہور ہے [۵] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق ہے کیونکہ ابراہیم غیر امامی ہے مگر ثقہ ہے اور معلی بن محمد ثقہ جلیل ثابت ہے۔ (واللہ اعلم)۔

10/1800 الكافی، ۱/۱۶/۳۸۸/۲ الاثنان عن الوشاء عن محمد {عَبْدِ اَللَّهِ} بْنِ سِنَانٍ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: إِنَّ عَلِيّاً صَلَوَاتُ اَللَّهِ عَلَيْهِ بَابٌ فَتَحَهُ اَللَّهُ مَنْ دَخَلَهُ

---

[۱] مراۃ العقول: ۱۱/ ۱۲۴

[۲] مسند الامام الکاظمؑ: ۱/ ۳۶۶؛ المعاد حیدری: ۲/ ۷۷؛ الشہاب الثاقب بحرانی: ۱۹۴

[۳] مراۃ العقول: ۱۱/ ۱۲۴

[۴] الجنۃ والنار شہری: ۸۳؛ فقہ العقیدہ حیدری: ۳۲۸

[۵] مراۃ العقول: ۱۱/ ۱۲۳

https://www.shiabookspdf.com

كَانَ مُؤْمِناً وَ مَنْ خَرَجَ مِنْهُ كَانَ كَافِراً .

(ترجمہ) ابوحمزہ سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا، آپؑ فرمار ہے تھے: بے شک حضرت علی علیہ السلام ایک دروازہ ہیں جسے اللہ نے کھول رکھا ہے، جو اس میں داخل ہو گیا وہ مومن ہے اور جو اس سے نکل گیا تو وہ کافر ہے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن کالصحیح بلکہ صحیح ہے کیونکہ معلیٰ ثقہ جلیل ثابت ہے۔ (واللہ اعلم)۔

11/1801 الكافى، ۱/۱۷/۳۸۸/۲ العدة عن سهل عَنْ يَحْيَى بْنِ الْمُبَارَكِ عَنِ ابْنِ جَبَلَةَ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَمَّارٍ وَ ابْنِ سِنَانٍ وَ سَمَاعَةَ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ : طَاعَةُ عَلِيٍّ ذُلٌّ وَ مَعْصِيَتُهُ كُفْرٌ بِاللَّهِ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ تَكُونُ طَاعَةُ عَلِيٍّ ذُلاًّ وَ مَعْصِيَتُهُ كُفْراً بِاللَّهِ فَقَالَ إِنَّ عَلِيّاً يَحْمِلُكُمْ عَلَى الْحَقِّ فَإِنْ أَطَعْتُمُوهُ ذَلَلْتُمْ وَ إِنْ عَصَيْتُمُوهُ كَفَرْتُمْ بِاللَّهِ.

(ترجمہ) امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: علی علیہ السلام کی اطاعت کرنا (دنیا میں بظاہر) ذلالت (خواری) ہے اور اس کی نافرمانی کفر کرنا ہے۔

عرض کیا گیا: یارسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! حضرت علی علیہ السلام کی اطاعت ذلت وخواری اور ان کی نافرمانی اللہ کا کفر کیسے ہوگی؟ آپؐ نے فرمایا: یقیناً علی علیہ السلام تم لوگوں کو حق پر آمادہ کرے گا اور اگر تم اس کی اطاعت کرو گے تو تم کو ذلیل ہو جاو گے اور اگر اس کی نافرمانی کرو گے تو تم اللہ کے ساتھ کفر کرو گے۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے [4] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق ہے کیونکہ سہل بن ثقہ غیر امام ہے اور عبداللہ بن جبلہ بھی واقفی ہے مگر ثقہ ہے۔ (واللہ اعلم)۔

12/2802 الكافى، ۱/۱۵/۳۸۷/۲ محمد عن أحمد عن السراد عن الخراز عن محمد قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ

---

[1] کتاب سلیم بن قیس ہلالی: ۲/۸۶۱؛ ارشاد القلوب: ۱/۳۰/۹۷؛ وسائل الشیعہ: ۲۸/۳۵۳ ح ۳۴۹۵۲

[2] مراۃ العقول: ۵/۱۲۶

[3] الکافی: ۸/۱۲۶ ح ۱۸۲؛ الوافی: ۳/۷۳۵ ح ۱۳۳۸؛ مجموعہ ورام: ۲/۱۳۹؛ اثبات الھداۃ: ۳/۱۹؛ مسند الامام الصادق: ۴/۲۲

[4] مراۃ العقول: ۱۱/۱۲۲

اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: كُلُّ شَيْءٍ يَجُرُّهُ اَلْإِقْرَارُ وَ اَلتَّسْلِيمُ فَهُوَ اَلْإِيمَانُ وَ كُلُّ شَيْءٍ يَجُرُّهُ اَلْإِنْكَارُ وَ اَلْجُحُودُ فَهُوَ اَلْكُفْرُ.

(ترجمہ) محمد سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا، آپ فرمارہے تھے: ہر وہ چیز جس پر اقرار اور تسلیم کو جاری کیا جاتا ہے تو وہ ایمان ہے اور ہر وہ چیز جس پر انکار اور جحود کو جاری کیا جاتا ہے وہ کفر ہے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے [2]

۱۷۔ باب وجوہ الشرک

باب: شرک کی وجوہات

1/1803 الكافى، ۲/۳۹۷/۳/۱ العدة عن سهل عَنْ يَحْيَى بْنِ اَلْمُبَارَكِ عَنِ ابْنِ جَبَلَةَ عَنْ سَمَاعَةَ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ وَ إِسْحَاقَ بْنِ عَمَّارٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : فِي قَوْلِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ إِلاَّ وَ هُمْ مُشْرِكُونَ) قَالَ يُطِيعُ اَلشَّيْطَانَ مِنْ حَيْثُ لاَ يَعْلَمُ فَيُشْرِكُ.

(ترجمہ) ابوبصیر اور اسحاق بن عمار سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے خدا کے قول: ”ان میں سے اکثر اللہ پر ایمان رکھنے کے باوجود بھی مشرک ہیں۔ (الیوسف:۱۰۶)۔“ کے بارے میں فرمایا: اس سے مراد شیطان کی اطاعت کرنا ہے اس حال میں کہ جانتا بھی نہ ہو تو وہ شرک ہے۔ [3]

بیان:

و ذلك مثل اتباع البدع و الاستبداد بالرأى فى الأمور الشرعية و سوء الفهم لها و نحو ذلك إذا لم يتعمد المعصية فإن ذلك كله إطاعة للشيطان من حيث لا يعلم و هو شرك طاعة ليس بشرك عبادة لأنه تعالى نسبهم إلى الإيمان و لهذا قيدناه بعدم التعمد فإنه مع التعمد كفر و خروج عن الإيمان و شرك عبادة و بهذا يحصل التوفيق بين أخبار هذا الباب المختلف ظواهرها و

---

[1] وسائل الشیعہ: ۱/ ۳۰ ح ۴۰؛ ھدایۃ الامہ: ۱/ ۲۲؛ مسند الامام الباقرؑ: ۲/ ۲۸۸

[2] مرآۃ العقول: ۱۱/ ۱۲۱؛ کتاب الزکاۃ منتظری: ۱/ ۱۷

[3] مشکاۃ الانوار: ۹۳؛ تفسیر البرہان: ۳/ ۲۱۱؛ بحار الانوار: ۶۹/ ۱۰۳؛ تفسیر نور الثقلین: ۲/ ۴۷۵

تمام الفرق بين الكفر و الشرك يأتي عن قريب إن شاء الله

✪ یہ بدعت کی پیروی کرنے کی طرح ہے اور امور شرعیہ میں اپنی رائے قائم کرنے کے مترادف ہے اس کو غلط سمجھنے کی وجہ سے اور اس طرح وہ کہ جو جان بوجھ کر معصیت کا مرتکب نہ ہو لہٰذا یہ تمام امور شیطان کی اطاعت کرنے میں ہیں اور شرکِ اطاعت ہے، شرکِ عبادت نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کی نسبت ایمان کی طرف دی ہے اس لیئے ہم نے اس کے لیئے عدم تعمد (جان بوجھ کر نہ کرنا) کی قید لگائی ہے اور عمداً یعنی جان بوجھ کر ہو تو ایسا کرنا کفر ہے، ایمان سے خارج ہونے کی دلیل اور شرکِ عبادت ہے نیز کفر اور شرک کے درمیان مزید فرق انشآءاللہ عنقریب آئے گا۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق ہے کیونکہ سہل ثقہ مگر غیر امامی ہے اور یحییٰ بن مبارک تفسیر قمی کا راوی اور ثقہ ہے [2] اور عبداللہ بن جبلہ تفسیر قمی اور کامل الزیارات دونوں کا راوی اور ثقہ ہے [3] البتہ یہ دونوں بھی امامی نہیں ہیں۔ (واللہ اعلم)۔

2/1804 الكافي، ۲/۳۹۷/۱/۴ علي عن العبيدي يُونُسَ عَنِ ابْنِ بُكَيْرٍ عَنْ ضُرَيْسٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ : فِي قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (وَ مَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللَّهِ إِلاَّ وَ هُمْ مُشْرِكُونَ) قَالَ شِرْكُ طَاعَةٍ وَ لَيْسَ شِرْكَ عِبَادَةٍ وَ عَنْ قَوْلِهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَعْبُدُ اللَّهَ عَلَى حَرْفٍ) قَالَ إِنَّ الْآيَةَ تَنْزِلُ فِي الرَّجُلِ ثُمَّ تَكُونُ فِي أَتْبَاعِهِ ثُمَّ قُلْتُ كُلُّ مَنْ نَصَبَ دُونَكُمْ شَيْئاً فَهُوَ مِمَّنْ (يَعْبُدُ اللَّهَ عَلَى حَرْفٍ) فَقَالَ نَعَمْ وَ قَدْ يَكُونُ مَحْضاً ۔

(ترجمہ) ضریس سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے خدا کے قول: "ان میں سے اکثر اللہ پر ایمان رکھنے کے باوجود بھی مشرک ہیں۔ (الیوسف:۱۰۶)۔" کے بارے میں فرمایا: اس سے اطاعت میں شرک مراد ہے اور عبادت میں شرک مراد نہیں ہے۔

آپؑ نے خدا کے قول: "لوگوں میں سے کچھ وہ ہیں جو اللہ کی عبادت ایک حرف پر کرتے ہیں۔ (الحج:۱۱)۔" کے بارے میں فرمایا: یہ آیت نازل تو ایک شخص کے بارے میں ہوئی ہے لیکن بعد میں اس کی اتباع کرنے

---

[1] مراۃ العقول:۱۱/ ۱۷۴

[2] المفید من معجم رجال الحدیث:۲۲۶

[3] ایضاً ۳۲۸

https://www.shiabookspdf.com

والوں کو بھی شامل ہے۔

میں نے عرض کیا: ہر وہ شخص جو آپ حضرات علیہم السلام کے علاوہ کسی دوسرے کو (امام) نصب کرے تو کیا وہ بھی "اللہ کی عبادت ایک حرف پر کرتا ہے۔"؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں بلکہ یہ محض (مشرک) بھی ہو سکتا ہے۔ [1]

بیان:

یعنی أن الآیة قد یکون نزولها مختصا برجل و یکون حکمها عاما لکل من فعل ما فعله ذلك الرجل و قد یکون حکمها أیضا مختصا بمن نزلت فیه و ربما یوجد فی النسخ محضا بالحاء المهملة و الضاد المعجمة من دون تاء بینهما فإما أن یکون المراد بالمحوضة الاختصاص أو هو غلط من النساخ قال فی مجمع البیان عَلَی حَرْفٍ أی علی ضعف فی العبادة کضعف القائم علی حرف أی علی طرف جبل و ذلك من اضطرابه فی طریق العلم إذا لم یتمکن من الدلائل المؤدیة إلی الحق فینقاد لأدنی شبهة لا یمکنه حلها و قیل علی حرف أی علی شك کما یأتی فی الحدیث

یعنی اس آیت کا نزول خاص ہے یعنی ایک مخصوص شخص کے لیئے ہے اور اس کا حکم عام ہے یعنی ہر اس شخص کے لیئے جس اس شخص جیسا فعل سرانجام دیا اور کبھی اس آیت حکم بھی خاص ہوتا ہے یعنی اس شخص کے لیئے جس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ بعض نسخوں میں "محضاً" کا لفظ ہے، حاء کے ساتھ مہملہ اور ضاد کے ساتھ معجمہ اور ان دونوں میں تاء نہیں ہے۔ بہرحال "المحوضة" سے مراد اختصاص ہے اور یا پھر یہ کاتب کی غلطی ہے۔ کتاب مجمع البیان میں مرقوم ہے: "علی حرف" یعنی عبادت میں ضعف جیسے پہاڑ کے کنارے کھڑے ہونے والے کا ضعف اور یہ اس کے علم کی راہ میں اس کی الجھن کی وجہ سے ہے اگر وہ حق کی طرف لے جانے والی دلیل نہ پا سکے پس اسے ایک معمولی سے شبہ کی طرف لے جایا جاتا ہے جسے وہ حل نہیں کر سکتا۔ یہ بیان کیا گیا کہ "علیٰ حرف" یعنی شک پر۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [2] یا پھر حدیث صحیح ہے [3] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق کالحسن ہے کیونکہ ابن بکیر واقفی

[1] وسائل الشیعہ: ۲۷/۱۲۶؛ تفسیر البرہان: ۳/۸۵۸؛ تفسیر کنز الدقائق: ۹/۵۲؛ مسند الامام الصادق: ۵/۴۹۳

[2] مراۃ العقول: ۱۱/۱۷۶

[3] فقہ نظام سیاسی اسلام عراقی: ۳۰۴

https://www.shiabookspdf.com

کہا گیا ہے مگر ثقہ جلیل ہے اور ضریس ثقہ ہے نیز شیخ آصف محسنی نے اسے احادیث معتبرہ میں شمار کیا ہے۔ (۱)

3/1805 الکافی، ۱/۵/۳۹۸/۲ يُونُسُ عَنْ دَاوُدَ بْنِ فَرْقَدٍ عَنْ حَسَّانَ اَلْجَمَّالِ عَنْ عَمِيرَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ: أُمِرَ اَلنَّاسُ بِمَعْرِفَتِنَا وَ اَلرَّدِّ إِلَيْنَا وَ اَلتَّسْلِيمِ لَنَا ثُمَّ قَالَ وَ إِنْ صَامُوا وَ صَلَّوْا وَ شَهِدُوا أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اَللَّهُ وَ جَعَلُوا فِي أَنْفُسِهِمْ أَنْ لاَ يَرُدُّوا إِلَيْنَا كَانُوا بِذَلِكَ مُشْرِكِينَ۔

(ترجمہ) عمیرہ سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپ فرما رہے تھے: لوگوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ ہماری معرفت حاصل کریں، ہمیں جواب دیں اور ہمارے لیے تسلیم کریں۔
پھر آپ نے فرمایا: اگرچہ لوگ روزے رکھیں، نمازیں پڑھیں، گواہی دیں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں مگر اپنے دلوں میں یہ قرار دیں کہ ہماری طرف رجوع نہیں کریں گے تو اسی وجہ سے مشرک ہو جائیں گے۔ (۲)

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے۔ (۳)

4/1806 الکافی، ۱/۶/۳۹۸/۲ علی عن أبیه عن البزنطی عن الکاهلی قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ: لَوْ أَنَّ قَوْماً عَبَدُوا اَللَّهَ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ وَ أَقَامُوا اَلصَّلاَةَ وَ آتَوُا اَلزَّكَاةَ وَ حَجُّوا اَلْبَيْتَ وَ صَامُوا شَهْرَ رَمَضَانَ ثُمَّ قَالُوا لِشَيْءٍ صَنَعَهُ اَللَّهُ أَوْ صَنَعَهُ اَلنَّبِيُّ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ أَلاَّ صَنَعَ خِلاَفَ اَلَّذِي صَنَعَ أَوْ وَجَدُوا ذَلِكَ فِي قُلُوبِهِمْ لَكَانُوا بِذَلِكَ مُشْرِكِينَ ثُمَّ تَلاَ هَذِهِ اَلْآيَةَ: (فَلاٰ وَ رَبِّكَ لاٰ يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمٰا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لاٰ يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجاً مِمّٰا قَضَيْتَ وَ يُسَلِّمُوا تَسْلِيماً) ثُمَّ قَالَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَعَلَيْكُمْ بِالتَّسْلِيمِ۔

(ترجمہ) الکاہلی سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اگر لوگ اللہ کی عبادت کریں، جو اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، نمازیں پڑھیں، زکوۃ ادا کریں، بیت اللہ کا حج کریں اور ماہ رمضان کے روزے رکھیں مگر جو کچھ اللہ نے کیا ہے یا اس کے نبیؐ نے کیا ہے اس میں کچھ کہہ دیں کہ اس نے جو کچھ کیا اس کے علاوہ کیوں کچھ نہیں کیا یا اس کے بارے دل میں ہی کچھ (خیال) رکھیں تو وہ اس سے مشرک ہو جائیں گے۔ پھر آپؑ نے اس آیت کی

(۱) معجم الاحادیث المعتبرہ: ۳/۳۰

(۲) وسائل الشیعہ: ۲۷/۶۸ ح ۳۳۲۲۱؛ مسند الامام الصادق: ۵/۴۹۴؛ الانوار النعمانیہ: ۳/۵۰

(۳) مراۃ العقول: ۱۱/۱۷۷

https://www.shiabookspdf.com

تلاوت کی: ''سو تیرے رب کی قسم ہے یہ کبھی مومن نہیں ہوں گے جب تک کہ اپنے اختلافات میں تجھے منصف نہ مان لیں پھر تیرے فیصلہ پر اپنے دلوں میں کوئی تنگی نہ پائیں اور خوشی سے قبول کریں۔(النساء:٦٥)۔''

اس کے بعد امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: تم پر تسلیم واجب ہے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند حسن ہے [2] یا پھر حدیث صحیح ہے [3] اور میرے نزدیک بھی حدیث صحیح ہے۔(واللہ اعلم)

5/1807 الكافی،١/٧/٣٩٨/٢ العدة عن البرقی عن أبيه عن الكاهلی عَنِ اِبْنِ مُسْكَانَ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: قُلْتُ لَهُ: ﴿اِتَّخَذُوا أَحْبٰارَهُمْ وَ رُهْبٰانَهُمْ أَرْبٰاباً مِنْ دُونِ اَللّٰهِ﴾ فَقَالَ أَمَا وَ اَللَّهِ مَا دَعَوْهُمْ إِلَى عِبَادَةِ أَنْفُسِهِمْ وَ لَوْ دَعَوْهُمْ مَا أَجَابُوهُمْ وَ لَكِنْ أَحَلُّوا لَهُمْ حَرَاماً وَ حَرَّمُوا عَلَيْهِمْ حَلاَلاً فَعَبَدُوهُمْ مِنْ حَيْثُ لاَ يَشْعُرُونَ.

(ترجمہ) ابو بصیر سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے خدا کے قول: ''اُن لوگوں نے (یعنی نصرانیوں نے) خدا کو چھوڑ کر اپنے علماء و راہبوں کو اپنا رب بنالیا۔(التوبہ:٣١)۔'' کے بارے میں عرض کیا تو آپؑ نے فرمایا: خدا کی قسم! ان کو انہوں نے اپنے نفسوں کی عبادت کی دعوت نہیں دی تھی اور اگر وہ یہ دعوت دیتے تو وہ قبول بھی نہ کرتے لیکن انہوں نے ان کے لیے حلال کو حرام کیا اور ان کے لیے حرام کو حلال کیا پس انہوں نے ان کی عبادت کی اس حال میں کہ انہیں شعور بھی نہیں تھا۔ [4]

بیان:

هذا الخبر قد مضى مرة أخرى في باب التقليد من أبواب العقل و العلم بدون ذكر محمد بن خالد البرقي في السند في جملة أخبار و كلمات تناسب هذا الباب

✪ بیشک یہ حدیث دوسری مرتبہ ''ابواب العقل والعلم'' کے ''باب التقلید'' میں گزر چکی ہے محمد بن خالد البرقی کی سند کے ذکر کے بغیر۔

---

[1] المحاسن:١/٢٧١؛ الکافی:١/٣٩٠ح٢؛ الوافی:٢/١١٠ح٥٨٦؛ الفصول المہمہ:١/٣٩٩؛ تفسیر البرہان:٢/١١٩و٥/٨٦٨؛ بحارالانوار:٢/٢٠٥؛ تفسیر نورالثقلین:١/٥١١؛ تفسیر کنزالدقائق:٣/٤٥٧

[2] مرآۃ العقول:١١/١٧٧

[3] کمیال المکارم اصفہانی:٢/٢٣٠؛ اصول العقیدہ:٥١

[4] الکافی:١/٥٣ح٣؛ الوافی:(مترجم)١/٣٣٣ح٢٧١؛ المحاسن:١/٢٤٦؛ وسائل الشیعہ:٢٧/١٢٤؛ الفصول المہمہ:١/٥٢٣؛ تفسیر البرہان:٢/٧٦٨؛ بحارالانوار:٢/٩٨؛ تفسیر نورالثقلین:٢/٢٠٩؛ تفسیر کنزالدقائق:٥/٤٣١؛ ہدایۃ الامہ:١/٣١؛ مجمع البحرین:٢/٩٣؛ تفسیر العیاشی:٢/٨٧؛ تفسیر الصافی:٢/٣٣٦

https://www.shiabookspdf.com

تحقیق اسناد:

حدیث حسن ہے [1] یا پھر حدیث صحیح ہے [2] یا پھر حدیث موثق ہے [3] اور میرے نزدیک حدیث صحیح ہے۔ (واللہ اعلم)

6/1808 الکافی، ۱/۸/۳۹۸/۲ علی بن محمد عن صالح بن أبی حماد و الثلاثة عَنْ رَجُلٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: مَنْ أَطَاعَ رَجُلاً فِي مَعْصِيَةٍ فَقَدْ عَبَدَهُ.

(ترجمہ) امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جس نے معصیت میں کسی آدمی کی اطاعت کی تو اس نے اس کی عبادت کی۔ [4]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند حسن کالصحیح ہے۔ [5]

7/1809 الکافی، ۲۲/۳۳۴/۶ الاثنان عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ اَلْأَرْمَنِيِّ عَنِ ابْنِ يَقْطِينٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: مَنْ أَصْغَى إِلَى نَاطِقٍ فَقَدْ عَبَدَهُ فَإِنْ كَانَ اَلنَّاطِقُ يُؤَدِّي عَنِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ فَقَدْ عَبَدَ اَللَّهَ وَ إِنْ كَانَ اَلنَّاطِقُ يُؤَدِّي عَنِ اَلشَّيْطَانِ فَقَدْ عَبَدَ اَلشَّيْطَانَ.

(ترجمہ) ابن یقطین سے روایت ہے کہ امام محمد تقی علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص کسی بولنے والے کی طرف کان لگاتا ہے تو گویا وہ اس کی پرستش کرتا ہے۔ پس اگر بولنے والا خدا کی طرف سے بول رہا ہو تو اس نے بھی خدا کی پرستش کی ہے اور اگر بولنے والا شیطان کی طرف سے بول رہا ہو تو اس نے بھی شیطان کی پرستش کی ہے۔ [6]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے [7] لیکن میرے نزدیک حدیث الارمنی کی وجہ سے مجہول ہے اور معلیٰ ثقہ جلیل ثابت ہے۔ (واللہ اعلم)۔

---

[1] مراۃ العقول: ۱۱/۱۷۸

[2] الامامۃ الالہیہ: ۲/تفسیر مبسوط اردبیلی: ۱/۳۱۳؛ الکشکول: ۱/۷۶

[3] الاصول الاصیلہ کاشانی: ۱۳۵

[4] وسائل الشیعہ: ۲۷/۱۲۷؛ تفسیر الصافی: ۳/۲۵۸؛ الفصول المہمہ: ۱/۵۲۵؛ ھدایۃ الامہ: ۸/۳۸۱

[5] مراۃ العقول: ۱۱/۱۷۹

[6] تفسیر الصافی: ۳/۲۵۸؛ الفصول المہمہ: ۱/۵۲۶؛ ھدایۃ الامہ: ۶/۳۸؛ وسائل الشیعہ: ۲۷/۱۲۷ ح ۳۳۳۹۰؛ جامع احادیث الشیعہ: ۲۲/۴۲۸ ح ۳۲۰۱۷

[7] مراۃ العقول: ۲۲/۳۰۶

۱۸۔باب: الفرق بین الکفر والشرک وان الکفر اقدم

باب: کفر اور شرک کے درمیان فرق اور یہ کہ کفر مقدم ہے

1/1810 الکافی، ۱/۲/۳۸۳/۲ الأربعة عَنْ زُرَارَةَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: وَ اَللَّهِ إِنَّ اَلْكُفْرَ لَأَقْدَمُ مِنَ اَلشِّرْكِ وَ أَخْبَثُ وَ أَعْظَمُ قَالَ ثُمَّ ذَكَرَ كُفْرَ إِبْلِيسَ حِينَ قَالَ اَللَّهُ لَهُ اُسْجُدْ لِآدَمَ فَأَبَى أَنْ يَسْجُدَ فَالْكُفْرُ أَعْظَمُ مِنَ اَلشِّرْكِ فَمَنِ اِخْتَارَ عَلَى اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ أَبَى اَلطَّاعَةَ وَ أَقَامَ عَلَى اَلْكَبَائِرِ فَهُوَ كَافِرٌ وَ مَنْ نَصَبَ دِيناً غَيْرَ دِينِ اَلْمُؤْمِنِينَ فَهُوَ مُشْرِكٌ ۔

(ترجمہ) زرارہ سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: اللہ کی قسم! کفر شرک سے مقدم ہے اور اس سے زیادہ خبیث اور اعظم ہے۔ پھر آپؑ نے ابلیس کا ذکر کیا کہ جب اللہ تعالی نے اس سے فرمایا: تم آدم کے لیے سجدہ کرو تو اس نے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا۔ پس کفر شرک سے اعظم ہے۔ تو جو اللہ پر کسی کو اختیار کرے اور اطاعت کا انکار کرے اور کبائر گناہوں سے ڈٹ جائے تو وہ کافر ہے اور جو مومنین کے دین کے علاوہ کوئی دین نصب کرے تو وہ مشرک ہے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث حسن کالصحیح ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث صحیح ہے۔ (واللہ اعلم)

2/1811 الکافی، ۱/۸/۳۸۶/۲ علی عن الاثنین قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : وَ سُئِلَ عَنِ اَلْكُفْرِ وَ اَلشِّرْكِ أَيُّهُمَا أَقْدَمُ فَقَالَ اَلْكُفْرُ أَقْدَمُ وَ ذَلِكَ أَنَّ إِبْلِيسَ أَوَّلُ مَنْ كَفَرَ وَ كَانَ كُفْرُهُ غَيْرَ شِرْكٍ لِأَنَّهُ لَمْ يَدْعُ إِلَى عِبَادَةِ غَيْرِ اَللَّهِ وَ إِنَّمَا دَعَا إِلَى ذَلِكَ بَعْدُ فَأَشْرَكَ ۔

(ترجمہ) الاثنین سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا جبکہ آپؑ سے کفر اور شرک کے بارے میں پوچھا گیا کہ ان میں اقدم کون ہے؟ تو آپؑ نے فرمایا: کفر اقدم ہے اور یہ اس لیے کہ ابلیس اول کافر ہے اور اس کا کفر بغیر شرک کے ہے کیونکہ اس نے غیر اللہ کی عبادت کی طرف دعوت نہیں دی بلکہ اس نے بعد میں اس طرح کی دعوت دی تو مشرک ہوا۔ [3]

---

[1] مسند الامام الباقرؑ: ۲/ ۲۸۷؛ وسائل الشیعہ: ۱/ ۳۰ ح ۴۲ (مختصر)؛ عین الیقین کاشانی: ۱/ ۹۵

[2] مرآۃ العقول: ۱۱/ ۱۱۰

[3] قرب الاسناد: ۸۴؛ تفسیر البرہان: ۱/ ۱۷۰؛ بحار الانوار: ۶۰/ ۱۹۸ و ۶۹/ ۹۶؛ مسند الامام الصادقؑ: ۵/ ۳۸۹

https://www.shiabookspdf.com

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق ہے کیونکہ مسعدہ تفسیر قمی کا راوی اور ثقہ ہے [2]
(واللہ اعلم)

3/1812 الکافی، ۲/۳۸۴/۳/۱علی عن العبیدی عَنْ یُونُسَ عَنِ ابْنِ بُکَیْرٍ عَنْ زُرَارَةَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ قَالَ: ذُكِرَ عِنْدَهُ سَالِمُ بْنُ أَبِي حَفْصَةَ وَ أَصْحَابُهُ فَقَالَ إِنَّهُمْ يُنْكِرُونَ أَنْ يَكُونَ مَنْ حَارَبَ عَلِيّاً عَلَيْهِ السَّلاَمُ مُشْرِكِينَ فَقَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ فَإِنَّهُمْ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ كُفَّارٌ ثُمَّ قَالَ لِي إِنَّ اَلْكُفْرَ أَقْدَمُ مِنَ اَلشِّرْكِ ثُمَّ ذَكَرَ كُفْرَ إِبْلِيسَ حِينَ قَالَ لَهُ اُسْجُدْ فَأَبَى أَنْ يَسْجُدَ وَ قَالَ اَلْكُفْرُ أَقْدَمُ مِنَ اَلشِّرْكِ فَمَنِ اِجْتَرَى عَلَى اَللَّهِ فَأَبَى اَلطَّاعَةَ وَ أَقَامَ عَلَى اَلْكَبَائِرِ فَهُوَ كَافِرٌ يَعْنِي مُسْتَخِفٌّ كَافِرٌ۔

(ترجمہ) زرارہ سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام کے پاس سالم بن ابی حفصہ اور اس کے ساتھیوں کا ذکر ہوا تو اس (زرارہ) نے کہا: وہ لوگ اس کا انکار کرتے ہیں کہ جو حضرت علی علیہ السلام سے جنگ کرے وہ مشرک ہے۔

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: وہ گمان کرتے ہیں کہ وہ لوگ کافر ہیں۔

پھر آپؑ نے مجھ سے فرمایا: درحقیقت کفر شرک سے بھی مقدم ہے۔ پھر آپؑ نے ابلیس کے کفر کا ذکر کیا کہ جب اس کو اللہ سجدہ کے لیے کہا تو اس نے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا۔

نیز آپؑ نے فرمایا: کفر شرک سے مقدم ہے پس جو شخص اللہ پر جرات کرے پس اس کی اطاعت کا انکار کرے اور کبائر پر ڈٹ جائے تو وہ کافر ہے یعنی جو استخفاف کرے (ہلکا لے) وہ کافر ہے۔ [3]

بیان:

المستتر فی قال الذی فی أول الحدیث یرجع إلی ابن بکیر و فی ذکر إلی زرارة ذم زرارة سالما و أصحابه الزیدیین البتریین بأنهم لم یعتقدوا شرك محاربی علی ع فأجابه ع بما أجابه و معنی آخر الحدیث أن الإقامة علی الکبائر إنما تکون کفرا إذا کانت علی جهة الاستخفاف دون غلبة الشهوة

---

[1] مرآۃ العقول: ۱۱/۱۱۶

[2] المفید من معجم رجال الحدیث: ۶۰۱

[3] مسند الامام الباقرؑ ۲/۲۸۷؛ وسائل الشیعہ: ۱/۳۱ ح ۴۳ (مختصر)

❂ ''المستتر'' یہ ضمیر ''قال'' میں ہے جو اس حدیث کے اوّل میں آیا اور یہ ضمیر ابن بکیر کی طرف لوٹ رہی ہے اور اس میں زرارہ کا ذکر ہے اور زرارہ نے سالم اور اس کے زیدی اور بتری ساتھیوں کی مذمت کی اور بیشک وہ یہ عقیدہ نہیں رکھتے تھے کہ مولاعلیؑ علیہ السلام کے ساتھ جنگ کرنے والے مشرک ہیں۔ پس امام علیہ السلام نے وہی جواب دیا جو انہوں جواب دیا۔ حدیث کی آخری حصہ کا معنی یہ ہے کبیرہ گناہوں میں رہنا کفر ہے اگر شہوت کے غلبہ کے بغیر تحقیر کی طرف ہو۔

تحقیق اسناد:

حدیث موثق کالصحیح ہے۔ [1]

4/1813 الکافی، ۲/۳۸۵/۶/۱ العدۃ عن سھل عن ابن أسباط عَنْ مُوسَى بْنِ بُكَيْرٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ عَنِ الْكُفْرِ وَ الشِّرْكِ أَيُّهُمَا أَقْدَمُ قَالَ فَقَالَ لِي مَا عَهْدِي بِكَ تُخَاصِمُ النَّاسَ قُلْتُ أَمَرَنِي هِشَامُ بْنُ سَالِمٍ أَنْ أَسْأَلَكَ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ لِي اَلْكُفْرُ أَقْدَمُ وَ هُوَ اَلْجُحُودُ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ: (إِلاّٰ إِبْلِيسَ أَبىٰ وَ اِسْتَكْبَرَ وَ كٰانَ مِنَ الْكٰافِرِينَ) .

(ترجمہ) موسیٰ بن بکیر سے روایت ہے کہ میں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ کفر اور شرک میں سے مقدم کون سا ہے؟
آپؑ نے مجھ سے فرمایا: میں تجھ سے نہیں چاہتا کہ تو لوگوں سے جھگڑا کرے۔
میں نے عرض کیا: مجھے ہشام بن سالم نے حکم دیا تھا کہ میں آپ سے اس کے بارے میں سوال کروں۔
پس آپؑ نے مجھ سے فرمایا: کفر مقدم ہے اور یہ جحود (یعنی انکار) ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''مگر ابلیس نے انکار کیا اور تکبر کیا اور وہ کافروں میں سے ہو گیا۔ (البقرۃ: ۳۴)۔'' [2]

بیان:

ما عھدی بك یعنی لم تکن قبل ھذا ممن یخاصم الناس

❂ ''ما عھدی بك'' میرا مطلب ہے کہ آپ پہلے لوگوں سے جھگڑنے والوں میں سے نہیں تھے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف علی المشہور ہے [3] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق ہے کیونکہ سہل ثقہ ہے مگر غیر امامی ہے

---

[1] مراۃ العقول: ۱۱/۱۱

[2] تفسیر البرہان: ۱/ ۱۷۰؛ تفسیر نور الثقلین: ۱/ ۵۷؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱/ ۳۵۷؛ تفسیر العیاشی: ۱/ ۳۴؛ بحار الانوار: ۶۹/ ۹۷؛ مسند الامام الکاظمؑ: ۱/ ۳۶۵

[3] مراۃ العقول: ۱۱/ ۱۱۳

https://www.shiabookspdf.com

اور موسیٰ بن بکیر بھی ثقہ ہے اور تفسیر قمی کا راوی ہے [1] (واللہ اعلم)۔

۱۹۔باب: ادنی الکفر و الشرک و الضلال

باب: کم ترین کفر، شرک اور گمراہی

1/1814 الکافی، ۲/۲۹۰/۵/۱ الثلاثة عَنْ حَسَنِ بْنِ عَطِيَّةَ عَنْ يَزِيدَ اَلصَّائِغِ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ رَجُلٌ عَلَى هَذَا اَلْأَمْرِ إِنْ حَدَّثَ كَذَبَ وَ إِنْ وَعَدَ أَخْلَفَ وَ إِنِ اُئْتُمِنَ خَانَ مَا مَنْزِلَتُهُ قَالَ هِيَ أَدْنَى اَلْمَنَازِلِ مِنَ اَلْكُفْرِ وَ لَيْسَ بِكَافِرٍ .

(ترجمہ) یزید صائغ سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: ایک شخص اس امر (امامت) پر تو ہے لیکن اگر بات کرے تو جھوٹ بولتا ہے، اگر وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرتا ہے اور اگر امین بنایا جائے تو خیانت کرتا ہے تو اس کی کیا منزلت ہے؟

آپؑ نے فرمایا: یہ کفر کی ادنیٰ (کمترین) منزل ہے لیکن وہ شخص کافر نہیں ہے۔ [2]

بیان:

يعنى إنها أقرب منزلة من منازل الإيمان إلى الكفر إذا جاوزها العبد دخل الكفر و بهذا يعرف أول منزلة من الكفر و لهذا أوردنا هذا الحديث هاهنا

✪ یعنی بیشک یہ ایمان کی منازل میں سے ایسی منزلت ہے جو سب سے زیادہ کفر کے قریب ہے جب بندہ اس سے تجاوز کرتا ہے تو وہ کفر میں داخل ہو جاتا ہے اور اس کے ساتھ کفر کی پہلی منزلت کو بھی پہچانا جا سکتا ہے اور یہیں وجہ ہے کہ ہم نے اس حدیث کو اس مقام پر وارد کیا۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے [3]۔

2/1815 الکافی، ۲/۳۹۷/۱/۱ علی عن العبیدی عن یونس عن العجلی عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ:

---

[1] المفید من معجم رجال الحدیث: ۶۲۵

[2] وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۳۴۰؛ بحار الانوار: ۶۹/ ۱۰۶؛ مسند الامام الصادق: ۵/ ۳۰۶

[3] مراۃ العقول: ۱۰/ ۷۶

سَأَلْتُهُ عَنْ أَدْنَى مَا يَكُونُ اَلْعَبْدُ بِهِ مُشْرِكاً قَالَ فَقَالَ مَنْ قَالَ لِلنَّوَاةِ إِنَّهَا حَصَاةٌ وَلِلْحَصَاةِ إِنَّهَا نَوَاةٌ ثُمَّ دَانَ بِهِ ۔

(ترجمہ) عجلی سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ کمترین چیز کیا ہے جس کی وجہ سے بندہ مشرک ہو جاتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: جو گٹھلی کو سنگریزہ کہے اور سنگریزہ کو گٹھلی کہے اور اسی کی پیروی کرے۔ [1]

بیان:

یعنی اعتقدہ بقلبه وجعله دینا والوجه فی کونه شرکا أنه یرجع إلی متابعة الهوی أو تقلید من یهوی فصاحبه وإن عبد الله وأطاعه فقد أطاع هواه أو من یهواه مع الله وأشرکه معه

یعنی اس نے اس پر اعتقاد رکھا اپنے دل سے اور اس کے شرک ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ اپنی خواہشات کی طرف پلٹتا ہے یا خواہشات کی پیروی کرنے والے کی تقلید کرتا ہے۔ تو اس کا صاحب اگرچہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے یا اس کی اطاعت کرتا ہے تو پھر بھی اس نے اپنی خواہشات کی پیروی کی یا اس کی پیروی کی کو اللہ تعالیٰ کے ہوتے ہوئے اپنی خواہشات کی پیروی کرتا ہے اور اس کے ساتھ شرک کرتا ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے [2]

3/1816 الكافي، ۲/۳۹۷/۲/۱ عَنْهُ عَنِ ابْنِ مُسْكَانَ عَنْ أَبِي اَلْعَبَّاسِ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَنْ أَدْنَى مَا يَكُونُ بِهِ اَلْإِنْسَانُ مُشْرِكاً قَالَ فَقَالَ مَنِ اِبْتَدَعَ رَأْياً فَأَحَبَّ عَلَيْهِ أَوْ أَبْغَضَ عَلَيْهِ ۔

(ترجمہ) ابو العباس سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: وہ کمترین چیز کیا ہے جس کی وجہ سے انسان مشرک ہو جاتا ہے؟

---

[1] مسند الامام الباقرؑ: ۲/۱۸۷؛ شرح توحید صدوق قاضی سعید: ۳/۲۶۳

[2] مرآۃ العقول: ۱۱/۱۷۳؛ فقہ الشیعہ: (کتاب الطہارۃ) خوئی: ۳/۱۱۲؛ مصباح الفقیہ: 7/۲۷۸؛ الزبدۃ الفقہیہ: ۱/۸۱؛ تعلیقہ علی معالم الاصول: ۵/۳۹۹؛ المعالم الزلفی عراقی: ۳۴۳؛ المناظر الناضرۃ: ۹/۲۹۱؛ فوز العباد: ۲۳؛ کتاب الطہارۃ انصاری: ۵/۱۳۵؛ التعلیقہ الاستدلالیہ: ۸/۳۸۱؛ التعلیقہ علی فرائد الاصول: ۲/۱۴۰؛ کتاب الزکاۃ منتظری: ۱/۱۷؛ کتاب الطہارۃ گلپایگانی: ۳۰۷؛ تتمۃ الفقیہ: ۳/۲۰۰؛ مستمسک العروۃ: ۱/۳۷۹؛ فقہ الحدود والدیات: ۳/۷۰

https://www.shiabookspdf.com

آپؑ نے فرمایا: جوکوئی کسی رائے کی بدعت (ایجاد) کرے پس اسی پر محبت کرے اور اسی پر بغض رکھے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے۔ [2]

4/1817 الفقیہ، ۳/۵۷۲/۴۹۵۵ محمد عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ قَالَ: أَدْنَى ٱلشِّرْكِ أَنْ يَبْتَدِعَ ٱلرَّجُلُ رَأْياً فَيُحِبَّ عَلَيْهِ وَ يُبْغِضَ.

(ترجمہ) محمد سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: ادنیٰ شرک یہ ہے کہ آدمی اپنی رائے سے کوئی بدعت (ایجاد) کرے پھر اسی پر دوستی اور دشمنی رکھے۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند قوی کالصحیح ہے۔ [4]

5/1818 الفقیہ، ۳/۵۷۲/۴۹۵۶ السراد عَنْ عَبْدِ ٱللَّهِ بْنِ سِنَانٍ عَنِ الثمالی قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ مَا أَدْنَى ٱلنَّصْبِ قَالَ أَنْ يَبْتَدِعَ ٱلرَّجُلُ شَيْئاً فَيُحِبَّ عَلَيْهِ وَ يُبْغِضَ عَلَيْهِ.

(ترجمہ) ثمالی سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا: کمترین ناصبیت کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: بندہ کوئی ایک نئی بات ایجاد کرے پھر اسی پر کرے اور اسی پر بغض رکھے۔ [5]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے [6]

6/1819 الکافی، ۲/۴۱۴/۱/۱ علی عن أبیه عن حماد عن ٱلْيَمَانِيِّ عَنِ ابْنِ أُذَيْنَةَ عَنْ أَبَانِ بْنِ عَيَّاشٍ عَنْ سُلَيْمِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيّاً صَلَوَاتُ ٱللَّهِ عَلَيْهِ يَقُولُ: وَ أَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ لَهُ مَا أَدْنَى مَا يَكُونُ بِهِ ٱلْعَبْدُ مُؤْمِناً وَ أَدْنَى مَا يَكُونُ بِهِ ٱلْعَبْدُ كَافِراً وَ أَدْنَى مَا يَكُونُ بِهِ ٱلْعَبْدُ ضَالاًّ فَقَالَ

---

[1] تفسیر العیاشی: ۱/ ۲۳۶؛ وسائل الشیعہ: ۲۷/ ۶۰؛ تفسیر البرہان: ۲/ ۹۱؛ تفسیر نور الثقلین: ۱/ ۳۸۸؛ تفسیر کنز الدقائق: ۳/ ۴۲۳

[2] مراۃ العقول: ۱۱/ ۱۷۴

[3] المحاسن: ۱/ ۲۰۷؛ فقہ الرضا: ۳۸۳؛ ثواب الاعمال: ۲۵۸؛ بحار الانوار: ۲/ ۳۰۴؛ وسائل الشیعہ: ۱۶/ ۲۷۰؛ هدایۃ الامہ: ۵/ ۵۹۵

[4] روضۃ المتقین: ۹/ ۳۲۲

[5] ثواب الاعمال: ۲۵۸؛ بحار الانوار: ۲/ ۳۰۴؛ وسائل الشیعہ: ۱۶/ ۲۷۰؛ هدایۃ الامہ: ۵/ ۵۹۵؛ السرائر: ۳/ ۵۹۴؛ مسند الامام الباقرؑ: ۱/ ۱۸۰؛ مستدرک سفینۃ البحار: ۱/ ۳۰۴

[6] روضۃ المتقین: ۹/ ۳۲۶؛ حدود الشریعہ محسنی: ۱/ ۱۲۰

https://www.shiabookspdf.com

لَهُ قَدْ سَأَلْتَ فَافْهَمِ الْجَوَابَ أَمَّا أَدْنَى مَا يَكُونُ بِهِ الْعَبْدُ مُؤْمِناً أَنْ يُعَرِّفَهُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى نَفْسَهُ فَيُقِرَّ لَهُ بِالطَّاعَةِ وَ يُعَرِّفَهُ نَبِيَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَيُقِرَّ لَهُ بِالطَّاعَةِ وَ يُعَرِّفَهُ إِمَامَهُ وَ حُجَّتَهُ فِي أَرْضِهِ وَ شَاهِدَهُ عَلَى خَلْقِهِ فَيُقِرَّ لَهُ بِالطَّاعَةِ قُلْتُ لَهُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ وَ إِنْ جَهِلَ جَمِيعَ الْأَشْيَاءِ إِلَّا مَا وَصَفْتَ قَالَ نَعَمْ إِذَا أُمِرَ أَطَاعَ وَ إِذَا نُهِيَ انْتَهَى وَ أَدْنَى مَا يَكُونُ بِهِ الْعَبْدُ كَافِراً مَنْ زَعَمَ أَنَّ شَيْئاً نَهَى اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ اللَّهَ أَمَرَ بِهِ وَ نَصَبَهُ دِيناً يَتَوَلَّى عَلَيْهِ وَ يَزْعُمُ أَنَّهُ يَعْبُدُ الَّذِي أَمَرَهُ بِهِ وَ إِنَّمَا يَعْبُدُ الشَّيْطَانَ وَ أَدْنَى مَا يَكُونُ بِهِ الْعَبْدُ ضَالًّا أَنْ لَا يَعْرِفَ حُجَّةَ اللَّهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى وَ شَاهِدَهُ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِي أَمَرَ اللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ بِطَاعَتِهِ وَ فَرَضَ وَلَايَتَهُ قُلْتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ صِفْهُمْ لِي فَقَالَ الَّذِينَ قَرَنَهُمُ اللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ بِنَفْسِهِ وَ نَبِيِّهِ فَقَالَ: (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَ أَطِيعُوا الرَّسُولَ وَ أُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ) قُلْتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ جَعَلَنِيَ اللَّهُ فِدَاكَ أَوْضِحْ لِي فَقَالَ الَّذِينَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فِي آخِرِ خُطْبَتِهِ يَوْمَ قَبَضَهُ اللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ إِلَيْهِ إِنِّي قَدْ تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوا بَعْدِي مَا إِنْ تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابَ اللَّهِ وَ عِتْرَتِي أَهْلَ بَيْتِي فَإِنَّ اللَّطِيفَ الْخَبِيرَ قَدْ عَهِدَ إِلَيَّ أَنَّهُمَا لَنْ يَفْتَرِقَا حَتَّى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ كَهَاتَيْنِ وَ جَمَعَ بَيْنَ مُسَبِّحَتَيْهِ وَ لَا أَقُولُ كَهَاتَيْنِ وَ جَمَعَ بَيْنَ الْمُسَبِّحَةِ وَ الْوُسْطَى فَتَسْبِقَ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَى فَتَمَسَّكُوا بِهِمَا لَا تَزِلُّوا وَ لَا تَضِلُّوا وَ لَا تَقَدَّمُوهُمْ فَتَضِلُّوا۔

(ترجمہ) سلیم بن قیس سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علی علیہ السلام سے سنا، جبکہ ایک بندہ آپ کے پاس آیا اور اس نے عرض کیا: کمترین عقیدہ کہ جس سے بندہ مومن بن جائے اور کمترین چیز کہ جس کی وجہ سے بندہ کافر ہو جائے اور کمترین چیز کہ جس کی وجہ سے بندہ گمراہ ہو جائے وہ میرے لیے بیان فرمائیں۔

آپ نے اس سے فرمایا: اگر تو نے سوال کیا ہے تو اس کا جواب سمجھ لو۔ کمترین چیز جس کی وجہ سے بندہ مومن بنتا ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذاتی معرفت حاصل کرے اور اس کی اطاعت کا اقرار کرے، اس کے نبیؐ کی معرفت حاصل کرے اور ان کی اطاعت کا اقرار کرے، اس کے امام، اس کی زمین پر اس کی حجت اور اس کی مخلوق پر اس کے گواہ کی معرفت حاصل کرے اور اس کی اطاعت کا اقرار کرے۔

میں نے آپ سے عرض کیا: یا امیر المومنین علیہ السلام! خواہ اس کے علاوہ سب سے جاہل رہے اور صرف جو آپ نے

بیان کیا ہے اس کی معرفت کر لے؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں، جب وہ امر کیا جائے تو اطاعت کریں اور جب روکا جائے تو رُک جائے۔

اور کمترین چیز جس سے بندہ کافر ہو جاتا ہے، وہ یہ ہے کہ جب کوئی شخص محض گمان پر کہے کہ یہ وہی ہے جس کا اللہ نے حکم دیا ہے اور یہ وہی ہے جس سے اللہ نے منع کیا ہے، پھر وہ اسے ہی اپنا دین قرار دے کر اسی کی ولایت رکھے اور گمان کرے کہ وہ اس کی عبادت کرتا ہے جس نے اسے حکم دیا ہے حالانکہ وہ صرف شیطان کی عبادت کرتا ہے۔

اور وہ کمترین چیز جس کی وجہ سے بندہ گمراہ ہو جاتا ہے وہ یہ ہے کہ اللہ کی حجت اور اس کے بندوں پر اس کے گواہ کو نہ پہچانے کہ جس کی اطاعت کا اللہ نے حکم دیا ہے اور اس کی ولایت کو فرض کیا ہے۔

میں نے عرض کیا: اے امیر المومنین علیہ السلام! میرے لیے ان حضرات (حجج علیہم السلام) کی تفصیل فرمائیں۔

آپؑ نے فرمایا: یہ وہی لوگ ہیں جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات اور اپنے نبیؐ کے ساتھ کیا ہے۔ پس وہ فرماتا ہے: ''اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو ان کی جو تم میں سے رسول اور صاحب امر ہیں۔(النساء:۵۹)۔''

میں نے عرض کیا: اے امیر المومنین علیہ السلام! اللہ مجھے آپؑ کا فدیہ قرار دے! اس کو میرے لیے مزید واضح فرمائیں۔

آپؑ نے فرمایا: یہ وہی حضرات ہیں کہ جن کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے آخری خطبہ میں کہ جس دن اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی تھی، فرمایا: میں تم میں اپنے پیچھے امرین (دو امر) چھوڑ کر جا رہا ہوں پس اگر تم ان دونوں کو مضبوطی سے تھامے رہو گے تو کبھی گمراہ نہیں ہو گے: اللہ کی کتاب اور میری عترت جو میری اہلبیت علیہم السلام ہے۔ بے شک لطیف خبیر (اللہ) نے مجھ سے عہد کیا ہے کہ یہ دونوں کبھی ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض پر ان دو انگلیوں کی طرح (مل کر) پہنچیں گے۔ پھر آپؐ نے دونوں انگلیوں کو جمع فرمایا۔ اور میں ان دو انگلیوں کی طرح نہیں کہتا۔ پھر آپؐ نے انگوٹھے اور درمیانی انگلی کو جمع فرمایا کہ ایک دوسرے سے آگے بڑھ سکتا تھا۔ پس تم ان دونوں کو مضبوطی سے پکڑ لو تو نہ تم پھسلو گے اور نہ بھٹکو گے اور ان سے آگے نہ بڑھو ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے۔ [1]

[1] تفسیر البرہان: ۲/۱۰۶۔ اثبات الھداۃ: ۲/۳۴۳؛ کتاب سلیم بن قیس ہلالی: ۲/۶۱۳؛ بحار الانوار: ۶۶/۱۶؛ السیرۃ النبویہ بنظر اہل البیتؑ کورانی: ۳/۳۱۵؛ تفسیر صراط المستقیم: ۳/۷۰۰

https://www.shiabookspdf.com

بیان:

أريد بالكافر في هذا الحديث ما يعم المشرك كما يظهر من الجواب

اس حدیث میں کافر سے میری مراد یہ ہے کہ جو شرک سے عام ہو جیسا کہ جواب سے ظاہر ہوتا ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث مختلف فیہ ہے لیکن میرے (یعنی علامہ مجلسی کے) نزدیک معتبر ہے [1] اور میرے نزدیک بھی حدیث معتبر ہے۔ (واللہ اعلم)

۲۰۔باب: وجوه الضلال والمنزلة بين الايمان والكفر

باب: گمراہی کی وجوہات اور ایمان اور کفر کے درمیان منزل

1/1820 الكافي، ١/١/٤٠١/٢ الثلاثة عن البجلي عَنْ هَاشِمٍ صَاحِبِ اَلْبَرِيدِ قَالَ: كُنْتُ أَنَا وَ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ وَ أَبُو اَلْخَطَّابِ مُجْتَمِعِينَ فَقَالَ لَنَا أَبُو اَلْخَطَّابِ مَا تَقُولُونَ فِيمَنْ لَمْ يَعْرِفْ هَذَا اَلْأَمْرَ فَقُلْتُ مَنْ لَمْ يَعْرِفْ هَذَا اَلْأَمْرَ فَهُوَ كَافِرٌ فَقَالَ أَبُو اَلْخَطَّابِ لَيْسَ بِكَافِرٍ حَتَّى تَقُومَ عَلَيْهِ اَلْحُجَّةُ فَإِذَا قَامَتْ عَلَيْهِ اَلْحُجَّةُ فَلَمْ يَعْرِفْ فَهُوَ كَافِرٌ فَقَالَ لَهُ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ سُبْحَانَ اَللَّهِ مَا لَهُ إِذَا لَمْ يَعْرِفْ وَلَمْ يَجْحَدْ يَكْفُرُ لَيْسَ بِكَافِرٍ إِذَا لَمْ يَجْحَدْ قَالَ فَلَمَّا حَجَجْتُ دَخَلْتُ عَلَى أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ فَأَخْبَرْتُهُ بِذَلِكَ فَقَالَ إِنَّكَ قَدْ حَضَرْتَ وَ غَابَا وَ لَكِنْ مَوْعِدُكُمُ اَللَّيْلَةَ اَلْجَمْرَةُ اَلْوُسْطَى بِمِنًى فَلَمَّا كَانَتِ اَللَّيْلَةُ اِجْتَمَعْنَا عِنْدَهُ وَ أَبُو اَلْخَطَّابِ وَ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ فَتَنَاوَلَ وِسَادَةً فَوَضَعَهَا فِي صَدْرِهِ ثُمَّ قَالَ لَنَا مَا تَقُولُونَ فِي خَدَمِكُمْ وَ نِسَائِكُمْ وَ أَهْلِيكُمْ أَ لَيْسَ يَشْهَدُونَ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اَللَّهُ قُلْتُ بَلَى قَالَ أَ لَيْسَ يَشْهَدُونَ أَنَّ مُحَمَّداً رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ قُلْتُ بَلَى قَالَ أَ لَيْسَ يُصَلُّونَ وَ يَصُومُونَ وَ يَحُجُّونَ قُلْتُ بَلَى قَالَ فَيَعْرِفُونَ مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ قُلْتُ لاَ قَالَ فَمَا هُمْ عِنْدَكُمْ قُلْتُ مَنْ لَمْ يَعْرِفْ هَذَا اَلْأَمْرَ فَهُوَ كَافِرٌ قَالَ سُبْحَانَ اَللَّهِ أَ مَا رَأَيْتَ أَهْلَ اَلطَّرِيقِ وَ أَهْلَ اَلْمِيَاهِ قُلْتُ بَلَى قَالَ أَ لَيْسَ يُصَلُّونَ وَ يَصُومُونَ وَ يَحُجُّونَ أَ لَيْسَ

[1] مرآۃ العقول: ۱۱/ ۲۳۱

يَشْهَدُونَ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللَّهُ وَ أَنَّ مُحَمَّداً رَسُولُ اللَّهِ قُلْتُ بَلَى قَالَ فَيَعْرِفُونَ مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ قُلْتُ لاَ قَالَ فَمَا هُمْ عِنْدَكُمْ قُلْتُ مَنْ لَمْ يَعْرِفْ هَذَا الْأَمْرَ فَهُوَ كَافِرٌ قَالَ سُبْحَانَ اللَّهِ أَ مَا رَأَيْتَ الْكَعْبَةَ وَ الطَّوَافَ وَ أَهْلَ الْيَمَنِ وَ تَعَلُّقَهُمْ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ قُلْتُ بَلَى قَالَ أَ لَيْسَ يَشْهَدُونَ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللَّهُ وَ أَنَّ مُحَمَّداً رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ يُصَلُّونَ وَ يَصُومُونَ وَ يَحُجُّونَ قُلْتُ بَلَى قَالَ فَيَعْرِفُونَ مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ قُلْتُ لاَ قَالَ فَمَا تَقُولُونَ فِيهِمْ قُلْتُ مَنْ لَمْ يَعْرِفْ فَهُوَ كَافِرٌ قَالَ سُبْحَانَ اللَّهِ هَذَا قَوْلُ الْخَوَارِجِ ثُمَّ قَالَ إِنْ شِئْتُمْ أَخْبَرْتُكُمْ فَقُلْتُ أَنَا لاَ فَقَالَ أَمَا إِنَّهُ شَرٌّ عَلَيْكُمْ أَنْ تَقُولُوا بِشَيْءٍ مَا لَمْ تَسْمَعُوهُ مِنَّا قَالَ فَظَنَنْتُ أَنَّهُ يُدِيرُنَا عَلَى قَوْلِ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ .

(ترجمہ) ہاشم صاحب برید سے روایت ہے کہ میں، محمد بن مسلم اور ابو الخطاب ایک مقام پر اکٹھے تھے کہ ابو الخطاب نے ہم سے کہا: تم اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہو جو اس امر (امامت) کی معرفت نہیں رکھتا؟

میں نے کہا: جو اس امر کی معرفت نہیں رکھتا وہ کافر ہے۔

ابو الخطاب نے کہا: جب تک اس پر حجت قائم نہ ہو وہ کافر نہیں ہے پس اگر اس پر حجت قائم ہو جائے مگر وہ معرفت حاصل نہ کرے تب کافر ہے۔

محمد بن مسلم نے کہا: سبحان اللہ! اسے کیا ہو گیا ہے کہ جو معرفت بھی نہیں رکھتا اور اس کا انکار بھی نہیں کرتا تو بھی کافر ہے؟ وہ کافر نہیں ہوگا

جب تک کہ انکار نہ کرے۔

راوی کا بیان ہے کہ میں نے جب حج کیا تو امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپؑ کو اس کے بارے خبر دی تو آپؑ نے فرمایا: اس وقت تم اکیلے آئے ہو جب کہ وہ دونوں غائب ہیں لہذا آج رات تم سے جمرہ الوسطیٰ منیٰ میں ملاقات ہو گی ہم سب جمع ہوں گے اور وہاں اس کے بارے میں بات ہو گی۔

پس جب رات ہوئی اور ہم ابو الخطاب اور محمد بن مسلم آپؑ کے پاس جمع ہوئے۔ آپؑ نے تکیہ اٹھایا اور اسے اپنے سینے سے لگایا، پھر ہم سے فرمایا: تم اپنے خادموں، عورتوں اور اپنے گھر کے لوگوں کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ کیا وہ گواہی نہیں دیتے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے؟

میں نے عرض کیا: کیوں نہیں۔

آپؑ نے فرمایا: کیا وہ یہ گواہی نہیں دیتے کہ حضرت محمدؐ اللہ کے رسول ہیں؟

https://www.shiabookspdf.com

میں نے عرض کیا: کیوں نہیں۔
آپؑ نے فرمایا: کیا وہ نماز نہیں پڑھتے، روزے نہیں رکھتے، حج نہیں کرتے؟
میں نے عرض کیا: کیوں نہیں۔
آپؑ نے فرمایا: جس (عقیدہ) پر تم ہو کیا وہ اس کی معرفت رکھتے ہیں؟
میں نے عرض کیا: نہیں۔
آپؑ نے فرمایا: وہ تمہارے نزدیک کیا ہیں؟
میں نے عرض کیا: جو بھی اس امر (امامت) کی معرفت نہیں رکھتا وہ کافر ہے۔
آپؑ نے فرمایا: سبحان اللہ! کیا تم نے سڑکوں پر موجود لوگوں اور پانی لانے والوں پر غور کیا ہے؟
میں نے عرض کیا: کیوں نہیں۔
آپؑ نے فرمایا: کیا وہ نماز نہیں پڑھتے، وہ روزے نہیں رکھتے، حج نہیں کرتے؟ کیا وہ اس بات کی گواہی نہیں دیتے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمدؐ اللہ کے رسول ہیں؟
میں نے عرض کیا: کیوں نہیں۔
آپؑ نے فرمایا: جس (عقیدہ) پر تم ہو کیا وہ اس کی معرفت رکھتے ہیں؟
میں نے عرض کیا: نہیں۔
آپؑ نے فرمایا: تو وہ تمہارے نزدیک کیا ہیں؟
میں نے عرض کیا: جو معرفت نہیں رکھتا وہ کافر ہے۔
آپؑ نے فرمایا: سبحان اللہ! کیا تم نے کعبہ کو، طواف کو، یمن کے لوگوں کو اور کعبہ کے پردے سے چمٹے ہوئے لوگوں کو دیکھا ہے؟
میں نے عرض کیا: کیوں نہیں۔
آپؑ نے فرمایا: کیا وہ لوگ گواہی نہیں دیتے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمدؐ اللہ کے رسول ہیں، کیا وہ نماز نہیں پڑھتے، روزے نہیں رکھتے اور حج نہیں کرتے؟
میں نے عرض کیا: کیوں نہیں۔
آپؑ نے فرمایا: کیا وہ اس کی معرفت رکھتے ہیں جس پر تم ہو؟
میں نے عرض کیا: نہیں۔

https://www.shiabookspdf.com

آپؑ نے فرمایا: توتم ان کے بارے میں کیا کہتے ہو؟

میں نے عرض کیا: جو اس امر کی معرفت نہیں رکھتا وہ کافر ہے۔

آپؑ نے فرمایا: سبحان اللہ! یہ خوارج کا قول ہے۔

پھر فرمایا: اگر تم چاہو تو میں تمہیں خبر دوں؟

میں نے عرض کیا: نہیں، ہمیں مت بتایئے۔

آپؑ نے فرمایا: لیکن تمہارے لیے برا ہے کہ تم ایسی بات کہو جو تم نے ہم سے نہیں سنی۔

راوی کا بیان ہے کہ میں نے سوچا کہ آپؑ ہمیں محمد بن مسلم کے قول کی طرف پھیر رہے ہیں۔ [1]

بیان:

إنما لم يرض الراوي بإخباره ع بالحق لأنه فهم منه أنه يخبر يخبره بخلاف رأيه فيفضح عند خصميه و لعله في نفسه رجع إلى الحق و دان به

❂ بیشک راوی امام علیہ السلام کی حق بیانی سے راضی نہیں ہوا وہ اس لیئے کہ اس نے سمجھ لیا تھا کہ امام علیہ السلام نے اس کی رآئے کے خلاف بیان دیا پس امام علیہ السلام کے اختلاف سے اس کی غلطیاں واضح ہوئیں اور ہو سکتا ہے کہ وہ حق کی طرف آجائے۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے۔ [2]

2/1821 الکافی، ۱/۲/۴۰۲/۲ علی عن العبیدی عَنْ يُونُسَ عَنْ رَجُلٍ عَنْ زُرَارَةَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: قُلْتُ لَهُ مَا تَقُولُ فِي مُنَاكَحَةِ اَلنَّاسِ فَإِنِّي قَدْ بَلَغْتُ مَا تَرَاهُ وَ مَا تَزَوَّجْتُ قَطُّ فَقَالَ وَ مَا يَمْنَعُكَ مِنْ ذَلِكَ فَقُلْتُ مَا يَمْنَعُنِي إِلاَّ أَنَّنِي أَخْشَى أَنْ لاَ تَحِلَّ لِي مُنَاكَحَتُهُمْ فَمَا تَأْمُرُنِي فَقَالَ فَكَيْفَ تَصْنَعُ وَ أَنْتَ شَابٌّ أَ تَصْبِرُ قُلْتُ أَتَّخِذُ اَلْجَوَارِيَ قَالَ فَهَاتِ اَلْآنَ فَبِمَا تَسْتَحِلُّ اَلْجَوَارِيَ قُلْتُ إِنَّ اَلْأَمَةَ لَيْسَتْ بِمَنْزِلَةِ اَلْحُرَّةِ إِنْ رَابَتْنِي بِشَيْءٍ بِعْتُهَا وَ اِعْتَزَلْتُهَا قَالَ فَحَدِّثْنِي بِمَا اِسْتَحْلَلْتَهَا قَالَ فَلَمْ يَكُنْ عِنْدِي جَوَابٌ فَقُلْتُ لَهُ فَمَا تَرَى أَتَزَوَّجُ فَقَالَ مَا أُبَالِي أَنْ تَفْعَلَ قُلْتُ أَ رَأَيْتَ قَوْلَكَ مَا أُبَالِي أَنْ تَفْعَلَ فَإِنَّ ذَلِكَ عَلَى جِهَتَيْنِ تَقُولُ لَسْتُ أُبَالِي أَنْ

[1] مسند الامام الصادق: ۵/ ۴۹۷

[2] مرآۃ العقول: ۱۱/ ۱۸۸

https://www.shiabookspdf.com

تَأْثَمَ مِنْ غَيْرِ أَنْ آمُرَكَ فَمَا تَأْمُرُنِي أَفْعَلُ ذَلِكَ بِأَمْرِكَ فَقَالَ لِي قَدْ كَانَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ تَزَوَّجَ وَقَدْ كَانَ مِنْ أَمْرِ اِمْرَأَةِ نُوحٍ وَاِمْرَأَةِ لُوطٍ مَا قَدْ كَانَ إِنَّهُمَا قَدْ (كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ) فَقُلْتُ إِنَّ رَسُولَ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ لَيْسَ فِي ذَلِكَ بِمَنْزِلَتِي إِنَّمَا هِيَ تَحْتَ يَدِهِ وَهِيَ مُقِرَّةٌ بِحُكْمِهِ مُقِرَّةٌ بِدِينِهِ قَالَ فَقَالَ لِي مَا تَرَى مِنَ اَلْخِيَانَةِ فِي قَوْلِ اَللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ (فَخَانَتَاهُمَا) مَا يَعْنِي بِذَلِكَ إِلاَّ اَلْفَاحِشَةَ وَقَدْ زَوَّجَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ فُلاَناً قَالَ قُلْتُ أَصْلَحَكَ اَللَّهُ مَا تَأْمُرُنِي أَنْطَلِقُ فَأَتَزَوَّجُ بِأَمْرِكَ فَقَالَ لِي إِنْ كُنْتَ فَاعِلاً فَعَلَيْكَ بِالْبَلْهَاءِ مِنَ اَلنِّسَاءِ قُلْتُ وَمَا اَلْبَلْهَاءُ قَالَ ذَوَاتُ اَلْخُدُورِ اَلْعَفَائِفُ فَقُلْتُ مَنْ هِيَ عَلَى دِينِ سَالِمِ بْنِ أَبِي حَفْصَةَ قَالَ لاَ فَقُلْتُ مَنْ هِيَ عَلَى دِينِ رَبِيعَةِ اَلرَّأْيِ فَقَالَ لاَ وَلَكِنَّ اَلْعَوَاتِقَ اَللَّوَاتِي لاَ يَنْصِبْنَ كُفْراً وَلاَ يَعْرِفْنَ مَا تَعْرِفُونَ قُلْتُ وَهَلْ تَعْدُو أَنْ تَكُونَ مُؤْمِنَةً أَوْ كَافِرَةً فَقَالَ تَصُومُ وَتُصَلِّي وَتَتَّقِي اَللَّهَ وَلاَ تَدْرِي مَا أَمْرُكُمْ فَقُلْتُ قَدْ قَالَ اَللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: (هُوَ اَلَّذِي خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَمِنْكُمْ مُؤْمِنٌ) لاَ وَاَللَّهِ لاَ يَكُونُ أَحَدٌ مِنَ اَلنَّاسِ لَيْسَ بِمُؤْمِنٍ وَلاَ كَافِرٍ قَالَ فَقَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَوْلُ اَللَّهِ أَصْدَقُ مِنْ قَوْلِكَ يَا زُرَارَةُ أَ رَأَيْتَ قَوْلَ اَللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ: (خَلَطُوا عَمَلاً صَالِحاً وَآخَرَ سَيِّئاً عَسَى اَللَّهُ أَنْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ) فَلَمَّا قَالَ عَسَى فَقُلْتُ مَا هُمْ إِلاَّ مُؤْمِنِينَ أَوْ كَافِرِينَ قَالَ فَقَالَ مَا تَقُولُ فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ (إِلاَّ اَلْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ اَلرِّجَالِ وَاَلنِّسَاءِ وَاَلْوِلْدَانِ لاَ يَسْتَطِيعُونَ حِيلَةً وَلاَ يَهْتَدُونَ سَبِيلاً) إِلَى اَلْإِيمَانِ فَقُلْتُ مَا هُمْ إِلاَّ مُؤْمِنِينَ أَوْ كَافِرِينَ فَقَالَ وَاَللَّهِ مَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ وَلاَ كَافِرِينَ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيَّ فَقَالَ مَا تَقُولُ فِي أَصْحَابِ اَلْأَعْرَافِ فَقُلْتُ مَا هُمْ إِلاَّ مُؤْمِنِينَ أَوْ كَافِرِينَ إِنْ دَخَلُوا اَلْجَنَّةَ فَهُمْ مُؤْمِنُونَ وَإِنْ دَخَلُوا اَلنَّارَ فَهُمْ كَافِرُونَ فَقَالَ وَاَللَّهِ مَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ وَلاَ كَافِرِينَ وَلَوْ كَانُوا مُؤْمِنِينَ لَدَخَلُوا اَلْجَنَّةَ كَمَا دَخَلَهَا اَلْمُؤْمِنُونَ وَلَوْ كَانُوا كَافِرِينَ لَدَخَلُوا اَلنَّارَ كَمَا دَخَلَهَا اَلْكَافِرُونَ وَلَكِنَّهُمْ قَوْمٌ قَدِ اِسْتَوَتْ حَسَنَاتُهُمْ وَسَيِّئَاتُهُمْ فَقَصُرَتْ بِهِمُ اَلْأَعْمَالُ وَإِنَّهُمْ لَكَمَا قَالَ اَللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فَقُلْتُ أَمِنْ أَهْلِ اَلْجَنَّةِ هُمْ أَمْ مِنْ أَهْلِ اَلنَّارِ فَقَالَ اُتْرُكْهُمْ حَيْثُ تَرَكَهُمُ اَللَّهُ قُلْتُ أَفَتُرْجِئُهُمْ قَالَ نَعَمْ أُرْجِئُهُمْ كَمَا أَرْجَأَهُمُ اَللَّهُ إِنْ شَاءَ أَدْخَلَهُمُ اَلْجَنَّةَ بِرَحْمَتِهِ وَإِنْ شَاءَ سَاقَهُمْ إِلَى اَلنَّارِ بِذُنُوبِهِمْ وَلَمْ يَظْلِمْهُمْ فَقُلْتُ هَلْ

https://www.shiabookspdf.com

يَدْخُلُ الْجَنَّةَ كَافِرٌ قَالَ لَا قُلْتُ فَهَلْ يَدْخُلُ النَّارَ إِلَّا كَافِرٌ قَالَ فَقَالَ لَا إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ يَا زُرَارَةُ إِنَّنِي أَقُولُ مَا شَاءَ اللَّهُ وَ أَنْتَ لَا تَقُولُ مَا شَاءَ اللَّهُ أَمَا إِنَّكَ إِنْ كَبِرْتَ رَجَعْتَ وَ تَحَلَّلَتْ عَنْكَ عُقَدُكَ۔

(ترجمہ) زرارہ سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا: آپ (عامی) لوگوں سے شادی کرنے کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جبکہ میں بلوغ کو پہنچ چکا ہوں جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں مگر میں نے ابھی تک شادی نہیں کی؟

آپؑ نے فرمایا: تو تجھے اس سے کس نے روکا ہے؟

میں نے عرض کیا: مجھے صرف ایک چیز روک رہی ہے کہ مجھے اندیشہ ہے کہ ان (عامی لوگوں) سے نکاح کرنا میرے لیے جائز نہیں ہوگا۔ پس آپ میرے لیے کیا حکم فرماتے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: تم یہ کیسے کر سکو گے جبکہ تم جوان ہو تو کیا تم صبر کر لو گے؟

میں نے عرض کیا: میں لونڈی لے لیتا ہوں۔

آپؑ نے فرمایا: ابھی رکو! کنیز کو کیسے حلال کر رہے ہو؟

میں نے عرض کیا: کنیز بمنزلہ آزاد عورت کے تو نہیں ہے پس اگر مجھے کوئی چیز مشکوک لگے گی تو اسے بیچ دوں گا اور اس سے الگ ہو جاوں گا۔

آپؑ نے فرمایا: مجھے بیان کرو کہ تو نے اسے کیسے حلال سمجھا ہے؟

راوی کا بیان ہے کہ میرے پاس کوئی جواب ہی نہیں تھا۔ پس میں نے آپؑ کی خدمت میں عرض کیا: تو آپؑ کیا فرماتے ہیں کہ میں شادی کر لوں؟

آپؑ نے فرمایا: اگر تو کرلے گا تو مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے۔

میں نے عرض کیا: آپؑ اپنے قول پر غور فرمائیں کہ آپؑ نے فرمایا: اگر تم کرو تو مجھے کوئی پرواہ نہیں۔ تو درحقیقت اس کے دو رخ ہیں۔ آپ فرما رہے ہیں کہ مجھے کوئی پرواہ نہیں جبکہ آپ میرے حکم کے بغیر گناہ کریں گے؟ پس جو حکم آپؑ مجھے فرمائیں گے میں آپؑ کے حکم کے مطابق ہی کروں گا۔

آپؑ نے مجھے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فلاں اور فلاں جیسی عورتوں سے شادی کی تھی اور یہ معاملہ حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی اور حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی والا ہے اور دونوں کا گزر چکا کہ: ''وہ دونوں ہمارے صالح بندوں کے تحت تھیں۔ (التحریم:۱۰)۔''

https://www.shiabookspdf.com

میں نے عرض کیا: درحقیقت اس معاملے میں رسول اللہ ﷺ میری منزلت پر تو نہیں ہیں، وہ تو آپؐ کے ماتحت تھیں اور آپؐ کے فیصلے اور آپؐ کے دین کو تسلیم کرتی تھیں۔

آپؑ نے مجھے فرمایا: پھر اللہ کے قول میں خیانت کے بارے میں تو کیا کہتا ہے: ''ان دونوں نے خیانت کی۔(ایضا)۔'' اس سے مراد نہیں ہے مگر محاشی اور کیا رسول اللہ ﷺ نے فلاں عورت سے شادی نہیں کی تھی؟

میں نے عرض کیا: اللہ آپؑ کا بھلا کرے! آپؑ مجھے کیا حکم دیتے ہیں کہ میں جاوں اور آپؑ کے حکم سے شادی کر لوں؟

آپؑ نے فرمایا: اگر عمل کرنا ہے تو عورتوں میں سے بلہاء تیرے لیے ہے۔

میں نے عرض کیا: یہ بلہاء کون سی عورت ہے؟

آپؑ نے فرمایا: پردہ دار پاک دامن۔

میں نے عرض کیا: جو وہ سالم بن ابوحفصہ کے دین پر ہی ہو تو؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں۔

میں نے عرض کیا: جو وہ ربیعہ الرائے کے دین پر ہو تو؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں، بلکہ وہ نوجوان (الہُر) عورتیں جو نہ کفر کرتی ہیں اور نہ ہی اس کی معرفت رکھتی ہیں جو تم معرفت رکھتے ہو۔

میں نے عرض کیا: کیا آپؑ ان کو مومنہ شمار کریں گے یا کافرہ؟

آپؑ نے فرمایا: روزہ رکھتی ہو، نماز پڑھتی ہو اور اللہ کا تقویٰ رکھتی ہو لیکن یہ نہ جانتی ہو کہ تمہارا معاملہ کیا ہے؟

میں نے عرض کیا: اللہ فرماتا ہے: ''وہ اللہ جس نے تمہیں خلق کیا ہے پس کچھ تم میں سے کافر ہیں اور کچھ تم میں سے مومن ہیں۔(التغابن: ۲)۔'' ''نہیں، خدا کی قسم! لوگوں میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں ہوگا جو نہ مومن ہو اور نہ کافر۔

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: اے زرارہ! اللہ تعالیٰ کا قول تیرے قول سے زیادہ سچا ہے۔ کیا تو نے اللہ کا یہ قول نہیں دیکھا: ''انہوں نے اپنے نیک اور بد کاموں کو ملا دیا ہے، عنقریب ہے کہ اللہ انہیں معاف کر دے۔(التوبۃ:۱۰۲)۔'' پس اللہ نے ''عنقریب'' کیوں فرمایا ہے؟

میں نے عرض کیا: وہ یا تو مومن ہوں گے یا کافر یوں گے؟

https://www.shiabookspdf.com

آپؑ نے فرمایا: تو اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں کیا کہتا ہے: ''مگر مردوں اور عورتوں اور بچوں کے کہ جو مستضعف (کمزور عقیدہ) ہیں اور وہ کسی حیلہ کی طاقت نہیں رکھتے اور نہ راستے کی ہدایت پاتے ہیں۔ (النساء: ۹۸)۔'' تا کہ ایمان کی طرف جائیں۔

میں نے عرض کیا: وہ بھی یا مومن ہوں گے یا کافر ہوں گے۔

آپؑ نے فرمایا: خدا کی قسم! وہ نہ مومن ہیں اور نہ ہی کافر ہیں۔

پھر آپؑ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: تم اصحاب اعراف کے بارے میں کیا کہتے ہو؟

میں نے عرض کیا: وہ بھی یا مومن ہوں گے یا کافر ہوں گے۔ پس اگر وہ جنت میں داخل ہوئے تو مومن ہوں گے اور اگر جہنم میں داخل ہوئے تو کافر ہوں گے۔

آپؑ نے فرمایا: خدا کی قسم! وہ نہ ہی مومنین ہیں اور نہ ہی کافرین ہیں۔ وہ جنت میں داخل ہوں گے جس طرح مومن داخل ہوتے ہیں اور اگر وہ کافر ہوتے تو جہنم میں داخل ہوتے جیسے کافر داخل ہوں گے لیکن یہ وہ لوگ ہیں جن کی نیکیاں اور برائیاں برابر ہیں، اس لیے ان کے اعمال مختصر کر دیئے گئے ہیں، ان کے ساتھ وہی ہوگا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

میں نے عرض کیا: کیا وہ اہل جنت سے ہیں یا اہل جہنم میں سے؟

آپؑ نے فرمایا: تم ان کو ان کے حال پر چھوڑ دو جیسے کہ اللہ نے ان کو چھوڑ دیا ہے۔

میں نے عرض کیا: کیا آپؑ ان کے لیے امید رکھتے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں، میں ان کے لیے امید رکھتا ہوں جیسا اللہ نے ان کے لیے امید رکھی ہے۔ پس اگر اللہ چاہے گا تو انہیں اپنی رحمت سے جنت میں بھیج دے گا اور اگر چاہے گا تو ان کے گناہوں کی وجہ سے انہیں آگ میں ڈال دے گا مگر ان پر ظلم نہیں کرے گا۔

میں نے عرض کیا: کیا جنت میں کافر جا سکتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں۔

میں نے عرض کیا: کیا جہنم میں صرف کافر جائے گا؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں مگر یہ کہ جسے اللہ چاہے گا۔ اے زرارہ! میں کہتا ہوں کہ جو اللہ چاہے گا (وہی ہوگا) لیکن بے شک جب تو بڑا ہو جائے گا تو تُو واپس پلٹے گا اور تیرے عقدے حل ہو جائیں گی۔ [1]

[1] تفسیر البرہان: ۵/ ۳۹۴؛ جامع احادیث الشیعہ: ۲۵/ ۱۱۰۸ح ۸۲۷۴۳؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۳/ ۷۵؛ تفسیر نور الثقلین: ۵/ ۳۳۹

بیان:

فرق بين الحرة و الأمة بأن الحرة إذا لم توافقه ذهبت بصداقها مجانا مع ما في ذلك من الحزازة بخلاف الأمة فإنه يمكن بيعها و انتقاد ثمنها و رابتني من الريب و معنى قوله ع بما استحللتها إنك قبل أن تدخلها في دينك و تكلمها في ذلك كيف جاز لك نكاحها على زعمك فعجز عن الجواب فأشار ع له بعدم البأس بذلك و هو قد أخذ بظاهر كلامه تارة و أوله بما وافق ما زعمه أخرى و اقتصر على ذكر الثاني و أحال بالأول على ظهوره و قوله ع بمثل عائشة و حفصة ليس في بعض النسخ و لعل حذفه إنما كان للتقية في سالف الزمان و قوله ع ما يعني بذلك إلا الفاحشة استفهام إنكار يعني أنك زعمت أن المراد بالخيانة إنما هو الزنا ليس ذلك كذلك بل المراد به الخروج عن الدين و طاعة الرسول ثم ذكر ع تزويج رسول الله ص عثمان بنته ردا لقول زرارة إنما هي تحت يده فإن الأمر هناك كان بالعكس من ذلك و لما كان معنى البلهاء ظاهرا أعرض ع عن تفسيرها أولا إلى ذكر بعض صفاتها ثم لما ظهر أنه منعه عن فهمه إياها ما استقر في ضميره من نفي المنزلة بين المنزلتين فسرها له بما فسره و ربيعة الرأي كان فقيه أهل المدينة سمي بالإضافة إلى الرأي لأنه كان من أهل الرأي و العاتق الجارية أول ما أدركت أ فترجئهم أي تؤخرهم حتى يفعل الله بهم ما يريد من الإرجاء بمعنى التأخير و لعل زرارة كان حينئذ ابتداء أمره و شرخ شبابه [1] لم يحنكه التجارب بعد يقال للرجل إذا سكن غضبه تحللت عقده

آزادعورت اور لونڈی میں فرق یہ ہے کہ اگر آزاد عورت اس سے راضی نہ ہو تو وہ اپنا جہیز مفت میں لے کر جاتی ہے۔اس میں لونڈی کے برعکس جھگڑا ہے کیونکہ اس کو بیچنا اور اس کی قیمت منعقد کرنا ممکن ہے۔

امام علیہ السلام کے اس قول "بما استحللتها" کا معنی یہ ہے کہ اس سے پہلے کہ تم اسے اپنے مذہب میں داخل کرتے اور اس سے اس کے بارے میں بات کرتے تمہارے لیے اس سے نکاح کرنا کیونکر جائز تھا جیسا کہ تم کہتے ہو؟ پس وہ جواب دینے سے عاجز ہوا۔ آپؑ نے ان کو اشارہ کیا کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور آپؑ نے ایک وقت میں اپنے قول کے ظاہری معنی لیے اور اس کا پہلا حصہ دوسرے وقت میں اس کے دعویٰ سے متفق ہو گیا اور آپؑ نے اپنے آپ کو محدود کر دیا اور دوسرے کا ذکر کرنے کے لیے اور اس نے پہلی کا اس کی ظاہری شکل کا حوالہ دیا۔ امام علیہ السلام کا یہ قول "بمثل عائشة و حفصة" تو بعض نسخوں میں یہ الفاظ نہیں ہیں۔شاید ان کو تقیہ

کی وجہ سے حذف کر دیا گیا ہو۔ امام علیہ السلام کا یہ قول "ما یعنی بذلك إلا الفاحشة" یہ استفہام انکاری ہے یعنی تم یہ گمان کرتے ہو کہ خیانت سے مراد زنا ہے حالانکہ یہ ایسا نہیں ہے بلکہ اس سے مراد دین اور اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خارج ہونا ہے۔ پھر آپؑ نے ذکر کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بیٹی کا نکاح عثمان سے کر دیا تو یہ زرارہ کے اس قول کی رد میں ہے کہ وہ صرف آپ کے ہاتھ میں ہے اور معاملہ اس کے برعکس تھا پس جو شخص ان دونوں حالتوں کے درمیان درجہ کی نفی کرے تو اسے اس طرح سمجھاؤ جس طرح اس نے بیان کیا۔ "ربیعة الرأی" یہ اہلِ مدینہ کا فقیہ تھا اور اس کے نام کی اضافت رأی کی طرف دی گئی کیونکہ وہ اہلِ رے میں سے تھا۔ "العاتق" وہ کنیز جس کو لیا گیا۔ "اقترجئهم" یعنی ان کو اس وقت تک مؤخر کرو جب تک کہ خدا ان کے ساتھ وہ نہ کرے جو وہ التوا چاہتا ہے یعنی تاخیر اور شاید زرارہ اس وقت اس کے معاملات کا آغاز تھا اور اس کی جوانی کی شگاف تھی وہ ابھی تک آزمائشوں میں مبتلا نہیں ہوا تھا۔

اس کے بعد آدمی سے کہا جاتا ہے کہ اگر اس کا غصہ ٹھنڈا ہو جائے تو اس کی گرہ تحلیل ہو جائے گی۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مرسل ہے۔ [1]

3/1822 الکافی، ۲/۴۰۸/۱/۱ بهذا الإسناد و محمد عن أحمد عن ابن فضال عن ابن بكير عن زرارة قال قال أبو جعفر ع ما تقول في أصحاب الأعراف الحديث.

زرارہ سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: تم اصحاب اعراف کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ آگے وہی حدیث ہے۔ [2]

تحقیق اسناد:

حدیث موثق کالصحیح ہے [3] یا پھر حدیث صحیح ہے [4] یا پھر حدیث معتبر ہے [5] یا پھر حدیث موثق ہے [6]

4/1823 الکافی، ۲/۳۸۵/۷/۱ الثلاثة عن البجلي عَنْ زُرَارَةَ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَدْخُلُ

[1] مرآۃ العقول: ۱۱/ ۱۹۲

[2] تفسیر البرہان: ۲/ ۷ ۵۴؛ تفسیر نور الثقلین: ۲/ ۵ ۳؛ مسند الامام الباقرؑ: ۲/ ۲۹۰

[3] مرآۃ العقول: ۱۱/ ۲۱۶

[4] معرفۃ الحدیث وتاریخ نشرہ بہبودی: ۲۰

[5] زندگانی پیامبر ما مجلسی: ۱۷۳؛ صراط الحق مجلسی: ۳/ ۲۴۳؛ المعارفی ضوء الدین محسنی: ۱۲۴

[6] مشرعہ بحار الانوار محسنی: ۱/ ۲۱۹

https://www.shiabookspdf.com

اَلنَّارَ مُؤْمِنٌ قَالَ لاَ وَ اَللَّهِ قُلْتُ فَمَا يَدْخُلُهَا إِلاَّ كَافِرٌ قَالَ لاَ إِلاَّ مَنْ شَاءَ اَللَّهُ فَلَمَّا رَدَدْتُ عَلَيْهِ مِرَاراً قَالَ لِي أَيْ زُرَارَةُ إِنِّي أَقُولُ لاَ وَ أَقُولُ إِلاَّ مَنْ شَاءَ اَللَّهُ وَ أَنْتَ تَقُولُ لاَ وَ لاَ تَقُولُ إِلاَّ مَنْ شَاءَ اَللَّهُ قَالَ فَحَدَّثَنِي هِشَامُ بْنُ اَلْحَكَمِ وَ حَمَّادٌ عَنْ زُرَارَةَ قَالَ قُلْتُ فِي نَفْسِي شَيْخٌ لاَ عِلْمَ لَهُ بِالْخُصُومَةِ قَالَ فَقَالَ لِي يَا زُرَارَةُ مَا تَقُولُ فِيمَنْ أَقَرَّ لَكَ بِالْحُكْمِ أَ تَقْتُلُهُ مَا تَقُولُ فِي خَدَمِكُمْ وَ أَهْلِيكُمْ أَ تَقْتُلُهُمْ قَالَ فَقُلْتُ أَنَا وَ اَللَّهِ اَلَّذِي لاَ عِلْمَ لِي بِالْخُصُومَةِ.

ترجمہ: زرارہ سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا: کیا مومن جہنم میں جا سکتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: خدا کی قسم! نہیں۔

میں نے عرض کیا: تو کیا جہنم داخل میں صرف کافر داخل ہوگا؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں مگر جسے اللہ چاہے گا۔

پس جب میں نے اس کے بارے میں تکرار کیا تو آپؑ نے مجھ سے فرمایا: اے زرارہ! میں نے کہا ہے نہیں اور پھر میں نے کہا ہے کہ جسے اللہ چاہے گا اور تو نے نہیں تو کہا ہے لیکن یہ نہیں کہا کہ مگر جسے اللہ چاہے گا۔

راوی بیان کرتا ہے کہ مجھے ہشام بن حکم اور حماد نے زرارہ سے یہ بیان کیا کہ میں نے اپنے دل میں کہ کہا: بوڑھے آدمی کو خصومت کا علم نہیں ہے۔

آپؑ نے مجھ سے فرمایا: اے زرارہ! تم اس کے بارے میں کیا کہتے ہو جو تیرے حکم کا اقرار کرے (یعنی تیرا عقیدہ رکھے) تو کیا تو اسے قتل کرے گا؟ اور تو اپنے نوکروں اور گھر والوں کے بارے میں کیا کہتا ہے، کیا تو ان کو قتل کر دے گا؟

راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے عرض کیا: خدا کی قسم! میں ہی ہوں کہ جسے خصومت کا علم نہیں ہے۔ [1]

بیان:

قال فحدثني المستتر في قال يعود إلى ابن أبي عمير شيخ يعني به الإمام يعني لا يعلم طريق المجادلة فيمن أقر لك بالحكم يعني قال لك أنا على مذهبك كل ما حكمت على أن أعتقده و أدين الله به أ تقبله يعني تحكم عليه بالإيمان بمجرد تقليده إياك و كذا القول في الخدم و الأهلين فعجز زرارة عن الجواب فعلم أنه الذي لا علم له بالخصومة دون الإمام و إنما عجز عن الجواب لأنه كيف يحكم عليهم بالإيمان بمجرد التقليد المحض من دون بصيرة و كيف

[1] مسند الامام الباقر علیہ السلام: ۲/ ۲۸۸

https://www.shiabookspdf.com

یحکم علیهم بالکفر وهم یقولون إنا ندین بدینك ونقر لك بكل ما تحكم علینا فثبت المنزلة بین المنزلتین قطعا

''قال فحدثنی'' ایک ضمیر مستتر ''قال'' میں ہے جو ابن ابی عمیر کی طرف لوٹ رہی ہے۔''شیخ'' اس سے مراد امام علیہ السلام ہیں، میرا مطلب یہ ہے کہ وہ حجت کا طریقہ نہیں جانتا کہ کس نے آپ کے حکم کو تسلیم کیا، اس نے آپ سے کہا کہ میں آپ کے عقیدہ پر ہوں، آپ نے ہر چیز کا فیصلہ اس بنیاد پر کیا ہے کہ میں اس پر ایمان لاتا ہوں اور میرا مقروض ہے۔ خدا اس کے ساتھ ہے، کیا آپ اسے قبول کرتے ہیں؟ تو وہ جانتا تھا کہ وہ وہ ہے جسے امام علیہ السلام کے بغیر اختلاف کا علم نہیں ہے لیکن وہ جواب دینے سے عاجز ہے کیونکہ وہ محض ایمان کے بارے میں ان کا فیصلہ کیسے کرسکتا ہے۔ بغیر بصیرت کے خالص تقلید اور وہ ان کے کفر کا فیصلہ کیسے کرسکتا ہے جب کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم آپ کے مذہب کی پیروی کرتے ہیں اور ہم آپ کو ہر چیز کے ساتھ تسلیم کرتے ہیں جو آپ ہمارے بارے میں فیصلہ کرتے ہیں۔ لہٰذا دونوں حیثیتوں کے درمیان کی حیثیت یقینی طور پر ثابت ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے [1] یا حدیث حسن کالصحیح ہے [2] اور میرے نزدیک بھی حدیث صحیح ہے۔ (واللہ اعلم)

5/1824 الكافی،۲/۳۸۲/۳/۱ الثلاثة عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ عَنْ زُرَارَةَ قَالَ: دَخَلْتُ أَنَا وَ حُمْرَانُ أَوْ أَنَا وَ بُكَيْرٌ عَلَى أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ قُلْتُ لَهُ إِنَّا نَمُدُّ اَلْمِطْمَارَ قَالَ وَمَا اَلْمِطْمَارُ قُلْتُ اَلتُّرُّ فَمَنْ وَافَقَنَا مِنْ عَلَوِيٍّ أَوْ غَيْرِهِ تَوَلَّيْنَاهُ وَمَنْ خَالَفَنَا مِنْ عَلَوِيٍّ أَوْ غَيْرِهِ بَرِئْنَا مِنْهُ فَقَالَ لِي يَا زُرَارَةُ قَوْلُ اَللَّهِ أَصْدَقُ مِنْ قَوْلِكَ فَأَيْنَ اَلَّذِينَ قَالَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ: (إِلاَّ اَلْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ اَلرِّجٰالِ وَ اَلنِّسٰاءِ وَ اَلْوِلْدٰانِ لاٰ يَسْتَطِيعُونَ حِيلَةً وَ لاٰ يَهْتَدُونَ سَبِيلاً) أَيْنَ اَلْمُرْجَوْنَ (لِأَمْرِ اَللّٰهِ) أَيْنَ اَلَّذِينَ (خَلَطُوا عَمَلاً صٰالِحاً وَ آخَرَ سَيِّئاً) أَيْنَ (أَصْحٰابُ اَلْأَعْرٰافِ) أَيْنَ (اَلْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ) وَ زَادَ حَمَّادٌ فِي اَلْحَدِيثِ قَالَ: فَارْتَفَعَ صَوْتُ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ صَوْتِي حَتَّى كَانَ يَسْمَعُهُ مَنْ عَلَى بَابِ اَلدَّارِ ـ وَ زَادَ فِيهِ جَمِيلٌ عَنْ زُرَارَةَ: فَلَمَّا كَثُرَ اَلْكَلاَمُ بَيْنِي وَ بَيْنَهُ قَالَ لِي يَا زُرَارَةُ حَقّاً عَلَى اَللَّهِ أَنْ لاَ يُدْخِلَ اَلضُّلاَّلَ اَلْجَنَّةَ ـ

(ترجمہ) زرارہ سے روایت ہے کہ میں اور حمران یا میں اور بکیر امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو میں نے

---

[1] زندگانی پیامبر مجلسی: ۱۵۴؛ التفسیر الاثری الجامع: ۳/۲۱۷؛ صراط الحق محسنی: ۳/ ۱۱۳؛ المعاد محسنی: ۱۱۳

[2] مرآۃ العقول: ۱۱/۱۱۵

آپؑ سے عرض کیا: ہم مطمار سے مدد حاصل کرتے ہیں۔

آپ نے فرمایا: یہ مطمار کیا ہے؟

میں نے عرض کیا: سہل (جو معمار اینٹوں کی سدھائی کرنے کے لیے استعمال کرتا ہے)۔ پس جس نے ہم سے اتفاق کیا خواہ علوی ہو یا اس کے علاوہ، ہم اس سے دوستی رکھتے ہیں اور جس نے ہم سے اختلاف کیا خواہ وہ علوی ہو یا اس کے علاوہ، ہم نے اس سے برات کرتے ہیں۔

آپؑ نے مجھ سے فرمایا: اے زرارہ! تیرے قول سے اللہ کا قول زیادہ سچا ہے پس وہ لوگ کہاں جائیں گے جن کے بارے میں اللہ فرماتا ہے: ''اور وہ مستضعفین مرد یا عورتیں یا ان کی اولاد جو کفر سے بچنے کا کوئی حیلہ کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے اور راہ حق کی بھی ہدایت حاصل نہیں کرتے۔(النساء:۹۸)۔'' اور یہ لوگ کہاں جائیں گے: ''اللہ کے امر سے امید رکھتے ہیں۔(التوبۃ:۱۰۶)۔'' اور یہ لوگ کہاں جائیں گے: ''انہوں نے اپنے نیک اور بد کاموں کو ملا دیا ہے۔(التوبۃ:۱۰۲)۔'' اور یہ لوگ کہاں جائیں گے: ''اصحاب اعراف ہیں۔(الاعراف:۴۸)۔'' اور یہ لوگ کہاں جائیں گے: ''ان کے دلوں کی تالیف کرنی ہے۔(التوبۃ:۶۰)۔''

حماد نے حدیث میں اضافہ کرتے ہوئے کہا: راوی کا بیان ہے کہ میری اور امام محمد باقر علیہ السلام کی آواز بلند ہوگئی حتی کہ جو دروازے پر تھا وہ بھی سن رہا تھا۔

جمیل نے زرارہ سے مزید اضافہ روایت کیا ہے: جب میرے اور آپؑ کے درمیان بات زیادہ ہوئی تو آپؑ نے مجھ سے فرمایا: اللہ کا حق ہے کہ وہ گمراہ کو جنت میں داخل نہ کرے۔[1]

بیان:

المطمار بالمهملتين خيط للبناء يقدر به و كذا التر بضم المثناة الفوقانية و الراء المشددة يعني أنا نضع ميزانا لتولينا الناس و براءتنا منهم و هو ما نحن عليه من التشيع فمن استقام معنا عليه فهو ممن توليناه و من مال عنه و عدل فنحن منه براء كائنا من كان

''المطمار'' دو مہملوں کے ساتھ، یعنی تعمیراتی دھاگے کو سراہا گیا ہے۔ اسی طرح ''التر'' ہے ضمہ کے ساتھ مثناۃ فوقانیہ اور راء مشددہ یعنی ہم لوگوں کے ساتھ اپنی وفاداری اور ان سے اپنی نافرمانی کا ایک پیمانہ طے کرتے ہیں اور فرقہ واریت کے معاملے میں ہم اسی پر ہیں۔

[1] مسند الامام الباقر: ۳/۸۸؛ تفسیر صراط المستقیم: ۳/۶۹۹

https://www.shiabookspdf.com

جو ہمارے ساتھ سیدھا ہے وہ ان لوگوں میں سے ہے جن پر ہم نے قبضہ کیا ہے اور جو اس سے منہ موڑے گا اور عادل ہے ہم اس سے آزاد ہیں خواہ وہ کوئی بھی ہو۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند حسن کالصحیح ہے [1] یا پھر حدیث صحیح ہے [2] اور میرے نزدیک بھی حدیث صحیح ہے۔ (واللہ اعلم)۔

6/1825 الکافی، ۲/۳۸۸/۱۹/۱ محمد عن أحمد عَنِ ابْنِ سِنَانٍ عَنِ ابْنِ بُكَيْرٍ عَنْ زُرَارَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ قَالَ: لَوْ أَنَّ الْعِبَادَ إِذَا جَهِلُوا وَقَفُوا وَلَمْ يَجْحَدُوا لَمْ يَكْفُرُوا۔

(ترجمہ) زرارہ سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اگر بندے جہالت کے وقت توقف کرتے اور انکار نہ کرتے تو کافر نہ ہوتے۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف علی المشہور ہے [4] یا پھر حدیث صحیح ہے [5] یا پھر حدیث معتبر ہے۔ [6]

7/1826 الکافی، ۲/۲۸۷/۷/۱ يُونُسُ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَمَّارٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ قَالَ قُلْتُ لَهُ بَيْنَ الضَّلاَلِ وَالْكُفْرِ مَنْزِلَةٌ فَقَالَ مَا أَكْثَرَ عُرَى الْإِيمَانِ۔

(ترجمہ) اسحاق بن عمار سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: کیا گمراہی اور کفر کے درمیان بھی کوئی منزل ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ایمان کے حلقے کتنے ہی کثیر ہیں۔ [7]

---

[1] مرآۃ العقول: ۱۱/۱۰۶

[2] التفسیر الاثری الجامع: ۳/۲۱۶؛ الصحابہ بین العدالہ والعصمہ سند: ۳۱۸؛ الانوار الحیریہ بحرانی: ۴۳۳؛ الشہاب الثاقب بحرانی: ۱۸۵؛ صراط الحق: ۴/۱۱۵؛ زندگانی پیامبر مجلسی: ۱۵۶

[3] المحاسن: ۱/۲۱۶؛ وسائل الشیعہ: ۱/۳۲ و ۲۷/۱۵۸؛ بحارالانوار: ۲/۱۲۰؛ ھدایۃ الامہ: ۱/۳۵

[4] مرآۃ العقول: ۱۱/۱۲۳

[5] الامثال والحکم المستخرجہ من نہج البلاغہ غدوی: ۵۱۹؛ کتاب الطہارۃ طاھری: ۱/۵۴۳؛ کتاب الطہارۃ خمینی: ۳/۳۱۴؛ تفصیل الشریعہ (الطہارۃ): ۳/۶۷۵

[6] بحوث فی القواعد الفقہیہ سند: ۱/۴۲۵؛ سند العروۃ (الطہارۃ): ۲/۱۱۶

[7] تفسیر البرہان: ۵/۲۰۳؛ تفسیر نور الثقلین: ۵/۱۶۱؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۲/۵۰۴؛ تفسیر العیاشی: ۱/۲۶۳؛ بحارالانوار: ۶۶/۱۵۳؛ مسند الامام الصادق: ۵/۵۱۰

بیان:

أراد السائل هل يوجد ضال ليس بكافر أو كل من كان ضالا فهو كافر فأشار في جوابه باختيار الشق الأول و بين ذلك بأن عرى الإيمان كثيرة منها ما هو بحيث من يتركها يصير كافرا و منها ما هو بحيث من يتركها لا يصير كافرا بل يصير ضالا فقد تحقق المنزلة بينهما بتحقق بعض عرى الإيمان دون بعض

۞ سائل نے چاہا کیا کوئی گمراہ ہے جو کافر نہیں ہے یا ہر گمراہ کافر ہے اس کے جواب میں آپ نے پہلا حصہ چن کر اشارہ کیا اور بتایا کہ ایمان کے بندھن بہت ہیں ان میں سے بعض ایسے ہیں کہ جو ان کو چھوڑے گا وہ کافر ہو جائے گا اور بعض ایسے ہیں کہ جو ان کو چھوڑے گا وہ کافر نہیں ہوگا بلکہ گمراہ ہو جاتا ہے۔
ان کے درمیان حیثیت ایمان کے کچھ بندھنوں کو پورا کرنے سے حاصل کی گئی تھی نہ کہ کچھ کو۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند موثق ہے [1] یا پھر حدیث کی سند صحیح ہے [2] اور میرے نزدیک بھی حدیث کی سند صحیح ہے (واللہ اعلم)۔

۲۱۔ باب: اصناف الناس

باب: لوگوں کی اقسام

1/1827 الكافی، ۱/۲/۳۸۱/۲ علی عن العبیدی عَنْ يُونُسَ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ اَلطَّيَّارِ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : اَلنَّاسُ عَلَى سِتِّ فِرَقٍ يَئُولُونَ كُلُّهُمْ إِلَى ثَلاَثِ فِرَقٍ اَلْإِيمَانِ وَ اَلْكُفْرِ وَ اَلضَّلاَلِ وَ هُمْ أَهْلُ اَلْوَعْدَيْنِ اَلَّذِينَ وَعَدَهُمُ اَللَّهُ اَلْجَنَّةَ وَ اَلنَّارَ اَلْمُؤْمِنُونَ وَ اَلْكَافِرُونَ وَ اَلْمُسْتَضْعَفُونَ وَ اَلْمُرْجَوْنَ (لِأَمْرِ اَللَّهِ إِمَّا يُعَذِّبُهُمْ وَ إِمَّا يَتُوبُ عَلَيْهِمْ) وَ اَلْمُعْتَرِفُونَ (بِذُنُوبِهِمْ خَلَطُوا عَمَلاً صٰالِحاً وَ آخَرَ سَيِّئاً) وَ أَهْلُ اَلْأَعْرَافِ ۔

(ترجمہ) حمزہ بن طیار سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: لوگوں کے چھے گروہ ہیں اور یہ سب تین گروہوں

---

[1] مرآۃ العقول: ۱۰/ ۱۶

[2] حدود الشریعہ محسنی: ۱/ ۵۴۳؛ مستدرک سفینۃ البحار: ۹/ ۲۷۸

https://www.shiabookspdf.com

میں بٹے ہوئے ہیں: مومن، کافر اور گمراہ۔ اور وہ گروہ یہ ہیں: دو وعدوں والے لوگ کہ جن سے اللہ نے جنت اور جہنم کر رکھا ہے۔ یہ مومن اور کافر ہیں، مستضعفین (کمزور عقیدہ) ہیں، "اللہ کے امر کے امیدوار کہ اللہ ان کو عذاب دے یا ان کی توبہ قبول کرے۔ (التوبہ: ۱۰۶)۔" ہیں، اور معترفون ہیں "انھوں نے اپنے گناہوں کا اقرار کیا ہے انہوں نے اپنے نیک اور بد کاموں کو ملا دیا ہے۔ (التوبہ: ۱۰۶)۔" اور اہل اعراف ہیں۔ [1]

بیان:

یعنی أن الناس ینقسمون أولا إلی ثلاث فرق بحسب الإیمان و الکفر و الضلال ثم أهل الضلال ینقسمون إلی أربع فیصیر المجموع ست فرق الأولی أهل الوعد بالجنة و هم المؤمنون و أرید بهم من آمن بالله و بالرسول و بجمیع ما جاء به الرسول بلسانه و قلبه و أطاع الله بجوارحه و الثانیة أهل الوعید بالنار و هم الکافرون و أرید بهم من کفر بالله أو برسوله أو بشیء مما جاء به الرسول إما بقلبه أو بلسانه أو خالف الله فی شیء من کبائر الفرائض استخفافا و الثالثة المستضعفون و هم الذین لا یهتدون إلی الإیمان سبیلا لعدم استطاعتهم کالصبیان و المجانین و البله و من لم تصل الدعوة إلیه و الرابعة المرجون لأمر الله و هم المؤخر حکمهم إلی یوم القیامة من الإرجاء بمعنی التأخیر یعنی لم یأت لهم وعد و لا وعید فی الدنیا و إنما أخر أمرهم إلی مشیئة الله فیهم إما یعذبهم و إما یتوب علیهم و هم الذین تابوا من الکفر و دخلوا فی الإسلام إلا أن الإسلام لم یتقرر فی قلوبهم و لم یطمئنوا إلیه بعد و منهم المؤلفة قلوبهم و من یعبد الله علی حرف قبل أن یستقرا علی الإیمان أو الکفر و هذا التفسیر للمرجئین بحسب هذا التقسیم الذی فی الحدیث و إلا فأهل الضلال کلهم مرجون لأمر الله کما تأتی الإشارة إلیه فی حدیث آخر و الخامسة فساق المؤمنین الذین خلطوا عملا صالحا و آخر سیئا ثم اعترفوا بذنوبهم فعسی الله أن یتوب علیهم و السادسة أصحاب الأعراف و هم قوم استوت حسناتهم و سیئاتهم لا یرجح أحدهما علی الآخر لیدخلوا به الجنة أو النار فیکونون فی الأعراف حتی یرجح أحد الأمرین بمشیئة الله سبحانه و هذا التفسیر و التفصیل یظهر من الأخبار الآتیة إن شاء الله

[1] تفسیر العیاشی: ۲ / ۱۱۰؛ تفسیر البرہان: ۲ / ۸۳۶؛ بحار الانوار: ۶۹ / ۱۶۵؛ تفسیر نور الثقلین: ۲ / ۳۵ و ۲۶۶ و ۵ / ۳۲۰؛ تفسیر کنز الدقائق: ۵ / ۵۳۹ و ۱۳ / ۲۷۷؛ مسند الامام الصادق: ۵ / ۳۸۷

یعنی ایمان، کفر اور گمراہی کے اعتبار سے پہلے لوگوں کو تین گروہوں میں تقسیم کیا جاتا ہے، پھر اہلِ گمراہ کو چار گروہوں میں تقسیم کیا جاتا ہے، اس طرح کل چھ گروہ بنتے ہیں خدا اپنے اعضاء کے ساتھ ہے، اور دوسرا گروہ اہلِ گمراہ ہے۔ جہنم کی دھمکی اور وہ کافر ہیں اور میں ان سے ان لوگوں کو چاہتا ہوں جو خدا یا اس کے رسول کے ساتھ کفر کرتے ہیں، یا جو کچھ رسول لائے ہیں یا تو دل سے یا زبان سے، یا جو کسی بات میں خدا کی مخالفت کرتے ہیں۔ حقارت کی وجہ سے واجبات، اور تیسرے مظلوم ہیں اور وہ وہ ہیں جو ایمان کی راہ نہیں پاتے کیونکہ وہ عاجز ہیں جیسے لڑکوں، دیوانے، احمقوں اور جن تک دعوت نہ پہنچی اور چوتھے ہیں۔ خدا کے حکم کی امید رکھنے والے اور وہ لوگ ہیں جو اپنے فیصلے کو قیامت تک کے لیے تاخیر کے معنی میں ٹال دیتے ہیں یعنی اس دنیا میں ان کے لیے کوئی وعدہ یا خطرہ نہیں آیا، بلکہ ان کے معاملے کو اللہ کی مرضی کے مطابق موخر کرنا ہے۔ انہیں یا تو وہ ان کو عذاب دیتا ہے یا ان کی طرف رجوع کرتا ہے، اور یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے کفر سے توبہ کی اور اسلام میں داخل ہو گئے سوائے اس کے کہ اسلام ان کے دلوں میں بسا نہ ہوا اور انہیں ابھی تک اس کا یقین نہ ہوا اور ان میں سے وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں صلح ہو جاتی ہے اور جو لوگ ایمان یا کفر پر بسنے سے پہلے ایک حرف پر خدا کی عبادت کرتے ہیں اور یہ تعبیر مرجین کے لیے ہے اس کے مطابق حدیث میں یہی تقسیم ہے ورنہ اہل گمراہ سب کے سب مؤخر ہیں۔ خدا کا حکم جیسا کہ اس کا حوالہ ایک اور حدیث میں آیا ہے اور پانچواں مؤمنین کی قیادت ہے، جنہوں نے اچھے اور برے اعمال کو ملایا، پھر اپنے گناہوں کا اقرار کیا ان میں سے ایک جنت یا جہنم میں داخل ہونے کے لیے دوسرے پر غالب نہیں آتا۔ اس کے ساتھ، تو وہ اس وقت تک رواج میں رہیں گے جب تک کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی سے دونوں میں سے کسی ایک کو ترجیح نہ دی جائے اور یہ وضاحت اور تفصیل درج ذیل رپورٹوں سے ظاہر ہوتی ہے، انشاءاللہ۔

یعنی ایمان، کفر اور گمراہی کے اعتبار سے پہلے لوگوں کو تین گروہوں میں تقسیم کیا گیا، پھر گمراہوں کو چار گروہوں میں تقسیم کیا گیا تو کل چھ گروہ بنتے ہیں۔

پہلے وہ لوگ ہیں جن سے جنت کا وعدہ کیا گیا ہے اور وہ مومن ہیں اور ان سے میری مراد وہ لوگ ہیں جو خدا پر، رسول ﷺ پر اور ان تمام چیزوں پر جو رسول ﷺ نے اپنی زبان اور دل سے لائے ہیں اور اپنے جوارح سے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی ہے۔

دوسرے وہ لوگ ہیں جن کو جہنم کی وعید سنائی گئی ہے اور وہ کافر ہیں اور ان سے میری مراد وہ ہے جو خدا، اس کے رسول ﷺ یا رسول ﷺ کی لائی ہوئی کسی بھی چیز کا یا تو دل سے یا زبان سے کفر کرتا ہے یا جو کبیرہ گناہوں

میں سے کسی میں خدا کی مخالفت کرتا ہے اور دینی فرائض کو حقیر سمجھ کر ادا کرنا۔

تیسرا ضعیف ہے اور وہ وہ ہیں جو اپنی صلاحیت کی کمی کی وجہ سے ایمان کی طرف رہنمائی نہیں پاتے جیسے بچے، دیوانے، احمق اور وہ لوگ جن تک دعوت نہیں پہنچی۔ وہ خدا کے حکم کی امید رکھتے ہیں اور وہی لوگ ہیں جو اپنے حکم کو قیامت تک ملتوی کرتے ہیں، التوا کے معنی یہ ہیں کہ ان کو دنیا میں کوئی وعدہ یا دھمکی نہیں آئی بلکہ ان کا معاملہ اللہ کی مرضی تک موخر کر دیا گیا ان کے لیے یا تو وہ ان کو عذاب دیتا ہے یا ان کی طرف توبہ کرتا ہے اور یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے کفر سے توبہ کی اور اسلام میں داخل ہو گئے لیکن اسلام ان کے دلوں میں قائم نہیں ہوا تھا اور وہ ابھی تک اس سے مطمئن نہیں تھے اور ان میں سے وہ بھی تھے جن کے دلوں میں الفت ہو گئی تھی اور جو لوگ ایمان یا کفر پر پختہ ہونے سے پہلے خط میں خدا کی عبادت کرتے ہیں اور یہ تفسیر مرجئین کے لیے ہے اس کے مطابق حدیث میں یہی تقسیم ہے ورنہ تمام اہل گمراہ حکم کے تابع ہوں گے جیسا کہ ایک اور حدیث میں اس کا حوالہ دیا گیا ہے۔

پانچواں راستہ ان مومنوں کا ہے جنہوں نے ایک نیکی کو دوسرے برے کام کے ساتھ ملایا اور پھر اپنے گناہوں کا اقرار کیا تو شاید خدا ان کی طرف توبہ کرے۔ اصولوں کے ساتھی ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جن کے اچھے اور برے اعمال برابر ہیں ان میں سے ایک دوسرے پر غالب نہیں آتا کہ وہ انہیں جنت یا جہنم میں لے جائے، اس لیے وہ اصول کے اندر رہتے ہیں، یہاں تک کہ ان دونوں میں سے ایک چیز غالب آجائے اور یہ تفسیر اور تفصیل انشاء اللہ آگے آنے والی اخبار سے ظاہر ہوگی۔

تحقیق اسناد:

حدیث حسن ہے۔ [1] اور میرے نزدیک بھی حدیث حسن ہے بلکہ حسن کالصحیح ہے کیونکہ حمزہ الطیار ثقہ ہے اور صفوان اس سے روایت کرتا ہے لہٰذا اسے ضعیف کہنا اصول کے خلاف ہے۔ (واللہ اعلم)۔

2/1828 الکافی،۲/۳۸۱/۱/۱ العدة عن سهل عن ابن أسباط عَنْ سُلَيْمٍ مَوْلَى طِرْبَالٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ اَلطَّيَّارِ قَالَ قَالَ لِي أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : اَلنَّاسُ عَلَى سِتَّةِ أَصْنَافٍ قَالَ قُلْتُ أَ تَأْذَنُ لِي أَنْ أَكْتُبَهَا قَالَ نَعَمْ قُلْتُ مَا أَكْتُبُ قَالَ اُكْتُبْ أَهْلَ اَلْوَعِيدِ مِنْ أَهْلِ اَلْجَنَّةِ وَ أَهْلِ اَلنَّارِ وَ اُكْتُبْ (وَ آخَرُونَ اِعْتَرَفُوا بِذُنُوبِهِمْ خَلَطُوا عَمَلاً صٰالِحاً وَ آخَرَ سَيِّئاً) قَالَ قُلْتُ مَنْ هَؤُلاَءِ قَالَ وَحْشِيٌّ مِنْهُمْ قَالَ وَ اُكْتُبْ (وَ آخَرُونَ مُرْجَوْنَ لِأَمْرِ اَللّٰهِ إِمّٰا يُعَذِّبُهُمْ وَ إِمّٰا

[1] مراۃ العقول:۱۱/۱۰۵

يَتُوبُ عَلَيْهِمْ) قَالَ وَ اُكْتُبْ (إِلاَّ اَلْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ اَلرِّجَالِ وَ اَلنِّسَاءِ وَ اَلْوِلْدَانِ لاَ يَسْتَطِيعُونَ حِيلَةً وَ لاَ يَهْتَدُونَ سَبِيلاً) لاَ يَسْتَطِيعُونَ حِيلَةً إِلَى اَلْكُفْرِ وَ لاَ يَهْتَدُونَ سَبِيلاً إِلَى اَلْإِيمَانِ: (فَأُولٰئِكَ عَسَى اَللّٰهُ أَنْ يَعْفُوَ عَنْهُمْ) قَالَ وَ اُكْتُبْ أَصْحَابَ اَلْأَعْرَافِ قَالَ قُلْتُ وَ مَا (أَصْحَابُ اَلْأَعْرَافِ) قَالَ قَوْمٌ اِسْتَوَتْ حَسَنَاتُهُمْ وَ سَيِّئَاتُهُمْ فَإِنْ أَدْخَلَهُمُ اَلنَّارَ فَبِذُنُوبِهِمْ وَ إِنْ أَدْخَلَهُمُ اَلْجَنَّةَ فَبِرَحْمَتِهِ۔

حمزہ بن طیار سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: لوگ چھے اصناف پر ہیں:

میں نے عرض کیا: کیا آپؑ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ میں اسے لکھ لوں؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں۔

میں نے عرض کیا: کیا لکھوں؟

آپؑ نے فرمایا: لکھو: اہل وعید ہیں جو جنت والے اور جہنم والے ہیں،

نیز لکھو: ''اور کچھ مزید بھی ہیں کہ انھوں نے اپنے گناہوں کا اقرار کیا ہے انہوں نے اپنے نیک اور بد کاموں کو ملا دیا ہے۔(التوبۃ:۱۰۲)۔''

میں نے عرض کیا: یہ کون لوگ ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: وحشی انہی لوگوں میں سے ہے۔

نیز لکھو: ''اور کچھ مزید لوگ ہیں جن کا کام اللہ کے حکم پر موقوف ہے خواہ انہیں عذاب دے یا انہیں معاف کر دے۔(التوبۃ:۱۰٦)۔''

نیز لکھو: ''مگر وہ مرد اور عورتیں اور بچے جو کمزور ہیں جو کسی قسم کا حیلہ نہیں رکھتے اور نہ ہی کسی راہ کی ہدایت پاتے ہیں۔(النساء:۹۸)۔'' ان کے پاس نہ کفر کی طرف جانے کا کوئی حیلہ ہے اور نہ ان کے پاس ہدایت حاصل کرنے کا کوئی راہ ہے۔ ''پس عنقریب ہے کہ ایسوں کو اللہ معاف کر دے۔(النساء:۹۹)۔''

نیز لکھو: اصحاب اعراف۔

میں نے عرض کیا: یہ کون لوگ ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جن کے اچھے اور برے اعمال برابر ہیں، اگر وہ انہیں جہنم میں داخل کرے گا تو یہ

https://www.shiabookspdf.com

ان کے گناہوں کی وجہ سے ہوگا اور اگر وہ انہیں جنت میں داخل کرے گا تو یہ اس کی رحمت سے ہوگا۔[1]

بیان:

وحشی قاتل حمزة رضی اللہ عنه و قد أسلم بعد ذلك و هو عمله الصالح كما أن قتله حمزة عمله السيئ و لا ينافی ذلك دخوله فی المرجئين أيضا كما فی الحديث الآتی لأن هؤلاء أيضا مرجون لأمر اللہ و إن كانوا قسيما لهم من جهة أخرى هذا هو توجيه هذا الحديث و أما الأصل فی الفرق بين الفرق فهو ما حققناه سابقا كما يظهر من الأخبار الآتية

"وحشی" اس سے مراد حضرت حمزہ علیہ السلام کا قاتل ہے اور اس کے بعد اس نے اسلام قبول کرلیا تھا جو اس کا نیک عمل ہے، جس طرح حضرت حمزہ علیہ السلام کو قتل کرنا اس کا برا عمل تھا اور یہ اس کے ساتھیوں میں شامل ہونے کے بھی منافی نہیں ہے۔ مندرجہ ذیل حدیث میں کیونکہ جو لوگ اللہ کے حکم سے بھی ٹال مٹول کرتے ہیں خواہ وہ دوسری طرف ان کے لیے مختص کیے جائیں یہ ایک ہدایت ہے، یہ حدیث اور جہاں تک فرقوں کے درمیان اختلاف کی اصل کا تعلق ہے وہی ہے جیسا کہ درج ذیل خبروں سے ظاہر ہوتا ہے پہلے حاصل کر چکے ہیں۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف علی المشہور ہے[2] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق ہے کیونکہ سہل ثقہ ثابت ہے اور سلیم مولی طربال بھی ثقہ ہے۔[3] (واللہ اعلم)۔

3/1829 الكافی، ۱/۱/۴۰۷/۲ محمد عن أحمد عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَلْحَكَمِ عَنْ مُوسَى بْنِ بَكْرٍ عَنْ زُرَارَةَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : فِي قَوْلِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (وَ آخَرُونَ مُرْجَوْنَ لِأَمْرِ اَللَّهِ) قَالَ قَوْمٌ كَانُوا مُشْرِكِينَ فَقَتَلُوا مِثْلَ حَمْزَةَ وَ جَعْفَرٍ وَ أَشْبَاهِهِمَا مِنَ اَلْمُؤْمِنِينَ ثُمَّ إِنَّهُمْ دَخَلُوا فِي اَلْإِسْلاَمِ فَوَحَّدُوا اَللَّهَ وَ تَرَكُوا اَلشِّرْكَ وَ لَمْ يَعْرِفُوا اَلْإِيمَانَ بِقُلُوبِهِمْ فَيَكُونُوا مِنَ اَلْمُؤْمِنِينَ فَتَجِبَ لَهُمُ اَلْجَنَّةُ وَ لَمْ يَكُونُوا عَلَى جُحُودِهِمْ فَيَكْفُرُوا فَتَجِبَ لَهُمُ اَلنَّارُ فَهُمْ عَلَى تِلْكَ اَلْحَالِ (إِمَّا يُعَذِّبُهُمْ وَ إِمَّا يَتُوبُ عَلَيْهِمْ) ۔

---

[1] تفسیر البرہان: ۲/ ۱۵۵؛ تفسیر نور الثقلین: ۵/ ۳۳۹؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۳/ ۲۷۶؛ السیرة النبویہ بنظر اہل البیتؑ کورانی: ۳/ ۵۳۴؛ مسند الامام الصادقؑ: ۵/ ۳۸۷

[2] مرآة العقول: ۱۱/ ۱۰۰

[3] المفید من معجم رجال الحدیث: ۲۶۲

(ترجمہ) زرارہ سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے خدا کے قول: ''اور دوسرے وہ ہیں جو اللہ کے امر سے اُمیدوار ہیں۔(التوبہ:۱۰۶)۔''

پھر فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جو شرک تھے اور انہوں نے حضرت حمزہ علیہ السلام، حضرت جعفر علیہ السلام اور ان جیسے مومنین کو قتل کیا تھا اور پھر یہ اسلام میں داخل ہو گئے پس اللہ کی توحید کا اقرار کر لیا اور شرک ترک کر دیا مگر انہوں نے اپنے دِلوں سے ایمان کی معرفت حاصل نہیں کی پس وہ مومنین میں سے ہوں گے تو ان کے لیے جنت واجب ہو جائے گی بشرطیکہ وہ اپنے جحود (انکار) پر نہ ہوں اور وہ کفر کرتے ہوں گے تو ان کے لیے جہنم واجب ہو جائے گی۔ پس وہ اسی حالت میں ہیں۔ ''خواہ انہیں عذاب دے یا انہیں معاف کر دے۔ (التوبۃ:۱۰۶)۔''[1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے [2] یا پھر حدیث کی سند ضعیف کالموثق ہے [3] اور میرے نزدیک حدیث موثق ہے اور موسیٰ بن بکر ثقہ ہے مگر واقفی ہے۔ (واللہ اعلم)۔

4/1830 الکافی،۲/۴۰۷/۲ ۱/۲/۴۰۷/۲،العدة عن سهل عَلِيِّ بْنِ حَسَّانَ عَنْ مُوسَى بْنِ بَكْرٍ اَلْوَاسِطِيِّ عَنْ رَجُلٍ قَالَ قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : اَلْمُرْجَوْنَ قَوْمٌ كَانُوا مُشْرِكِينَ فَقَتَلُوا مِثْلَ حَمْزَةَ وَ جَعْفَرٍ وَ أَشْبَاهِهِمَا مِنَ اَلْمُؤْمِنِينَ ثُمَّ إِنَّهُمْ بَعْدَ ذَلِكَ دَخَلُوا فِي اَلْإِسْلاَمِ فَوَحَّدُوا اَللَّهَ وَ تَرَكُوا اَلشِّرْكَ وَ لَمْ يَكُونُوا يُؤْمِنُونَ فَيَكُونُوا مِنَ اَلْمُؤْمِنِينَ وَ لَمْ يُؤْمِنُوا فَتَجِبَ لَهُمُ اَلْجَنَّةُ وَ لَمْ يَكْفُرُوا فَتَجِبَ لَهُمُ اَلنَّارُ فَهُمْ عَلَى تِلْكَ اَلْحَالِ (مُرْجَوْنَ لِأَمْرِ اَللَّهِ) .

(ترجمہ) امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: مرجون (اُمیدوار) وہ لوگ ہیں جو شرک تھے اور انہوں نے حضرت حمزہ علیہ السلام، حضرت جعفر علیہ السلام اور ان جیسے مومنین کو قتل کیا تھا اور پھر وہ اسلام میں داخل ہو گئے پس اللہ کی توحید کا اقرار کر لیا اور شرک کو ترک کر دیا مگر وہ ایمان نہیں لائے البتہ مومنین میں سے ہو گئے۔ پس اگر وہ ایمان نہیں لائے تا کہ ان پر جنت واجب ہو جاتی اور وہ کفر بھی نہیں کرتے تا کہ ان پر جہنم واجب ہو جاتی لہٰذا وہ اسی حال پر ہیں کہ اللہ کے امر کے امیدوار رہوں گے۔[4]

---

[1] تفسیر الصافی:۲/۳۷۳؛تفسیر البرہان:۲/۸۴۵؛بحار الانوار:۲۰/۱۱۳؛تفسیر نور الثقلین:۲/۲۶۵؛تفسیر کنز الدقائق:۵/۵۳۸؛تفسیر العیاشی:۲/۱۱۱

[2] المصباح مجلہ اسلامیہ شاھرودی:۵۱/۴۵

[3] مراۃ العقول:۱۱/۲۱۴

[4] تفسیر البرہان:۲/۸۴۵؛تفسیر نور الثقلین:۲/۲۶۵؛تفسیر کنز الدقائق:۵/۵۳۹؛تفسیر العیاشی:۲/۱۱۰

https://www.shiabookspdf.com

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے اور اس کا متن حدیث اول کے مثل ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث مرسل ہے۔ (واللہ اعلم)

5/1831 الكافي، ۱/۱/۴۱۰/۲ محمد عن أحمد عن علي بن الحكم عن موسى بن بكر و علي عن العبيدي عن يونس عن رجل جميعاً عَنْ زُرَارَةَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: اَلْمُؤَلَّفَةُ قُلُوبُهُمْ قَوْمٌ وَحَّدُوا اَللَّهَ وَ خَلَعُوا عِبَادَةَ مَنْ يُعْبَدُ مِنْ دُونِ اَللَّهِ وَ لَمْ تَدْخُلِ اَلْمَعْرِفَةُ قُلُوبَهُمْ أَنَّ مُحَمَّداً رَسُولُ اَللَّهِ وَ كَانَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ يَتَأَلَّفُهُمْ وَ يُعَرِّفُهُمْ لِكَيْمَا يَعْرِفُوا وَ يُعَلِّمُهُمْ.

(ترجمہ) زرارہ سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: جن کے دلوں کی تالیف ہوتی ہے تو یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ کی توحید کا اقرار کرلیا اور جو اللہ کے علاوہ کسی کی عبادت کی جاتی تھی وہ چھوڑ دی مگر معرفت ان کے دلوں میں داخل نہیں ہوئی کہ حضرت محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی تالیف فرماتے تھے، انہیں معرفت کراتے تھے تاکہ وہ معرفت رکھ سکیں اور انہیں تعلیم دیتے تھے۔ [2]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مرسل ہے۔ [3]

6/1832 الكافي، ۱/۲/۴۱۱/۲ الثلاثة عن ابن أذينة عَنْ زُرَارَةَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنْ قَوْلِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (وَ اَلْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ) قَالَ هُمْ قَوْمٌ وَحَّدُوا اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ وَ خَلَعُوا عِبَادَةَ مَنْ يُعْبَدُ مِنْ دُونِ اَللَّهِ وَ شَهِدُوا أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اَللَّهُ وَ أَنَّ مُحَمَّداً رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ هُمْ فِي ذَلِكَ شُكَّاكٌ فِي بَعْضِ مَا جَاءَ بِهِ مُحَمَّدٌ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَأَمَرَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ نَبِيَّهُ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ أَنْ يَتَأَلَّفَهُمْ بِالْمَالِ وَ اَلْعَطَاءِ لِكَيْ يَحْسُنَ إِسْلاَمُهُمْ وَ يَثْبُتُوا عَلَى دِينِهِمُ اَلَّذِي دَخَلُوا فِيهِ وَ أَقَرُّوا بِهِ وَ إِنَّ رَسُولَ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ يَوْمَ حُنَيْنٍ تَأَلَّفَ رُؤَسَاءَ اَلْعَرَبِ مِنْ قُرَيْشٍ وَ سَائِرِ مُضَرَ مِنْهُمْ أَبُو سُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ وَ عُيَيْنَةُ بْنُ حُصَيْنٍ اَلْفَزَارِيُّ وَ أَشْبَاهُهُمْ مِنَ اَلنَّاسِ فَغَضِبَتِ اَلْأَنْصَارُ وَ اِجْتَمَعَتْ إِلَى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فَانْطَلَقَ

---

[1] مرآۃ العقول: ۱۱/ ۲۱۵

[2] تفسیر البرہان: ۲/ ۷۹۸؛ تفسیر نور الثقلین: ۲/ ۲۳۱؛ تفسیر کنز الدقائق: ۵/ ۴۸۲؛ مسند الامام الباقرؑ: ۲/ ۲۴۶

[3] مرآۃ العقول: ۱۱/ ۲۲۱

https://www.shiabookspdf.com

بِهِمْ إِلَى رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ بِالْجِعْرَانَةِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اَللَّهِ أَ تَأْذَنُ لِي فِي اَلْكَلاَمِ فَقَالَ نَعَمْ فَقَالَ إِنْ كَانَ هَذَا اَلْأَمْرُ مِنْ هَذِهِ اَلْأَمْوَالِ اَلَّتِي قَسَمْتَ بَيْنَ قَوْمِكَ شَيْئاً أَنْزَلَهُ اَللَّهُ رَضِينَا وَ إِنْ كَانَ غَيْرَ ذَلِكَ لَمْ نَرْضَ قَالَ زُرَارَةُ وَ سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ فَقَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ يَا مَعْشَرَ اَلْأَنْصَارِ أَ كُلُّكُمْ عَلَى قَوْلِ سَيِّدِكُمْ سَعْدٍ فَقَالُوا سَيِّدُنَا اَللَّهُ وَ رَسُولُهُ ثُمَّ قَالُوا فِي اَلثَّالِثَةِ نَحْنُ عَلَى مِثْلِ قَوْلِهِ وَ رَأْيِهِ قَالَ زُرَارَةُ فَسَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ فَحَطَّ اَللَّهُ نُورَهُمْ وَ فَرَضَ اَللَّهُ لِلْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ سَهْماً فِي اَلْقُرْآنِ.

(ترجمہ) زرارہ سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے اللہ کے قول: "ان کے دل کی تالیف کرنی ہے۔(التوبۃ: ٦٠)۔" کے بارے میں پوچھا تو آپؑ نے فرمایا:

یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے خدا تعالیٰ کی توحید کا اقرار کیا اوران لوگوں کی عبادت ترک کر دی جن کی خدا کے سوا عبادت کی جاتی تھی اور اس بات کی گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمدؐ خدا کے رسول ہیں۔ نیز وہ جو کچھ حضرت محمدؐ لائے ہیں اس کے بعض میں شک کرنے والے تھے چنانچہ اللہ نے اپنے نبیؐ کو حکم دیا کہ وہ ان کی مال اور تحائف سے تالیف کریں تا کہ وہ اپنے اسلام کو بہتر بنائیں اور اس دین پر ثابت قدم رہیں جس میں وہ داخل ہوئے تھے اور جس کا انہوں نے اقرار کیا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حنین کے دن قریش میں سے عربوں کے سرداروں اور جملہ مضر (قبائل) جن میں ابوسفیان بن حرب، عیینہ بن حصین الفزاری اور ان جیسے لوگ شامل تھے، کی تالیف فرمائی تو انصار کے لوگ غضبناک ہوئے اور وہ سعد بن عبادہ کے پاس اکٹھے ہوئے اور ان کو ساتھ لے کر جعرانہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں خدمت میں حاضر ہوئے۔ پس اس نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھے بات کرنے کی اجازت ہے؟

آپؐ نے فرمایا: ہاں۔

اس نے عرض کیا: یہ معاملہ اس مال کا ہے جسے آپؐ نے اپنی قوم میں تقسیم کیا ہے تو اگر اللہ نے اس بارے کچھ نازل کیا ہے تو ہم راضی ہیں اور اگر اس کے علاوہ بات ہے تو ہم راضی نہیں ہیں۔

زرارہ کا بیان ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا، آپؑ فرما رہے تھے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے گروہِ انصار! تم سب اپنے سردار سعد کی بات سے متفق ہو؟

انہوں نے عرض کیا: ہمارا سردار اللہ اور اس کے رسولؐ ہیں۔

https://www.shiabookspdf.com

پھر تیسری (پوچھنے پر) کہنے لگے: ہم اس (سعد) کے قول اوراس کی رائے سے متفق ہیں۔

زرارہ کا بیان ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمارہے تھے: پس اللہ نے ان کو نور عطا کیا اور اللہ نے ان کے دلوں کی تالیف کے لئے قرآن میں ایک سہم فرض کر دیا۔ [1]

بیان:

مضر أبو قبيله و الجعرانة بالجيم و المهملتين و النون موضع قريب من مكة و قد يشدد الراء فتكسر العين و أشار سعد بهذه الأموال إلى غنائم دار الحرب لم يرض هو و قومه أن يشركهم فيها أحد و إن فعل ذلك رسول الله ص نقص الله بسبب ذلك نورهم ثم فرض الله للمؤلفة سهما في مال الزكاة و أنزل فيه القرآن

مضر ابو قبیلہ "الجعرانة" جیم کے ساتھ اور دو مہملوں اور نون کے ساتھ، یہ ایک مقام ہے مکہ کے قریب، بعض اوقات راء کو مشدد کیا گیا ہے اور عین کو کسرہ دیا گیا اس رقم سے سعد نے دار الحرب کے مال غنیمت کا حوالہ دیا اور وہ اور اس کی قوم نہیں چاہتے تھے کہ کوئی ان کے ساتھ اس میں شریک ہو اور اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ اس سبب سے ان نور میں کمی کر دی اس کے بعد اللہ تعالیٰ مؤلف القلوب کے لیئے مال زکاۃ میں ایک حصہ فرض قرار دیا جس کے بارے میں قرآن مجید کو نازل کیا۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے [2] یا پھر حدیث حسن کالصحیح ہے [3]

7/1833 الكافى،۲/۴۱۱/۳/۱ علی عن العبیدی عَنْ يُونُسَ عَنْ رَجُلٍ عَنْ زُرَارَةَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: اَلْمُؤَلَّفَةُ قُلُوبُهُمْ لَمْ يَكُونُوا قَطُّ أَكْثَرَ مِنْهُمُ اَلْيَوْمَ.

(ترجمہ) زرارہ سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: جن کے دلوں کی تالیف ہوتی ہے وہ آج سے زیادہ کبھی نہیں

---

[1] تفسیر البرہان:۲/۷۹۸؛ تفسیر نور الثقلین:۲/۲۳۱؛ تفسیر کنز الدقائق:۵/۴۸۲؛ تفسیر العیاشی:۲/۹۱؛ بحار الانوار:۲۱/۱۷۷و ۹۳/۵۷؛ مسند الامام الباقرؑ:۲/۲۴۷

[2] السیرۃ النبویہ بنظر اہل البیت کورانی:۳/۴۱؛ فقہ الصادق:۱۰/۳۴۲؛ المعاد محسنی:۱۲۶؛ الولایۃ الالہیہ:۲/۲۲۵؛ تبصرۃ الفقہاء:۳/۲۵۷؛ دراسات فقہیہ:۱۴۷؛ تعالیق مبسوطہ:۶/۱۶۹ تنقیح مبانی العروہ (الزکاۃ۔الخمس):۱۱۲؛ مستمسک العروۃ:۹/۲۴۷؛ مہذب الاحکام:۱۱/۱۹۷؛ صراط الحق محسنی:۳/۱۱۶؛ آیات الاحکام:4/۳۱۵؛ موسوعہ الخوئی:۲۴/۷۰؛ الزبدۃ الفقہیہ:۳/۵۶؛ تفصیل الشریعہ:۹/۲۴۷؛ ینابیع الاحکام:۳/۴۶۶؛ دروس تمہیدیہ:۱/۳۴۸

[3] مرآۃ العقول:۱۱/۲۲۳

تھے۔[1]

بیان:

و ذلك لأن أكثر المسلمين في أكثر الأزمنة و البلاد دينهم مبتن على دنياهم إن أعطوا من الدنيا رضوا بالدين و إن لم يعطوا منها إذا هم يسخطون

اس لیے کہ اکثر اوقات اور ممالک میں اکثر مسلمانوں کا دین ان کی دنیا پر ہے، اگر انہیں دنیا کی طرف سے دیا جائے تو وہ دین پر راضی ہو جاتے ہیں، اور اگر انہیں اس سے نہ دیا جائے تو وہ ناراض ہو جاتے ہیں۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مرسل ہے۔[2]

8/1834 الكافي، ۲/۴۱۲/۴/۱ الثلاثة إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ ٱلْحَمِيدِ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ غَالِبٍ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ ٱللَّهِ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ : يَا إِسْحَاقُ كَمْ تَرَى أَهْلَ هَذِهِ ٱلْآيَةِ: (فَإِنْ أُعْطُوا مِنْهَا رَضُوا وَ إِنْ لَمْ يُعْطَوْا مِنْهَا إِذَا هُمْ يَسْخَطُونَ) قَالَ ثُمَّ قَالَ هُمْ أَكْثَرُ مِنْ ثُلُثَيِ ٱلنَّاسِ.

(ترجمہ) اسحاق بن غالب سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اے اسحاق! اس آیت کے مصداق تم کس قدر دیکھتے ہو: ''سو اگر انہیں اس میں سے مل جائے تو راضی ہوتے ہیں اور اگر نہ ملے تو فوراً ناراض ہو جاتے ہیں۔ (التوبۃ: ۵۸)۔''

راوی بیان کرتا ہے کہ پھر آپؑ نے (خود ہی) فرمایا: یہ لوگوں کی دو تہائی سے بھی زیادہ ہیں۔[3]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند حسن کالموثق ہے[4] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ ابراہیم بن عبدالحمید امامی ہے اور اس کا واقفی ہونا ثابت نہیں ہے۔ (واللہ اعلم)۔

9/1835 الكافي، ۲/۴۱۲/۵/۱ العدة عن سهل عَنْ عَلِيِّ بْنِ حَسَّانَ عَنْ مُوسَى بْنِ بَكْرٍ عَنْ رَجُلٍ قَالَ قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ : مَا كَانَتِ ٱلْمُؤَلَّفَةُ قُلُوبُهُمْ قَطُّ أَكْثَرَ مِنْهُمُ ٱلْيَوْمَ وَ هُمْ قَوْمٌ

---

[1] تفسیر البرہان: ۲/ ۷۹۹؛ تفسیر کنز الدقائق: ۵/ ۴۸۳؛ تفسیر نور الثقلین: ۲/ ۲۳۲؛ مسند الامام الباقرؑ: ۲/ ۲۴۷

[2] مرآۃ العقول: ۱۱/ ۲۲۴

[3] تفسیر العیاشی: ۲/ ۸۹؛ تفسیر البرہان: ۲/ ۷۹۴؛ بحار الانوار: ۹۳/ ۵۶؛ تفسیر نور الثقلین: ۲/ ۲۲۸؛ تفسیر کنز الدقائق: ۶/ ۴۷۶

[4] مرآۃ العقول: ۱۱/ ۲۲۵

وَحَّدُوا اَللَّهَ وَ خَرَجُوا مِنَ اَلشِّرْكِ وَ لَمْ تَدْخُلْ مَعْرِفَةُ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ قُلُوبَهُمْ وَ مَا جَاءَ بِهِ فَتَأَلَّفَهُمْ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ تَأَلَّفَهُمُ اَلْمُؤْمِنُونَ بَعْدَ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ لِكَيْمَا يَعْرِفُوا۔

(ترجمہ) امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: جن کے دلوں کی تالیف ہوتی ہے وہ آج سے زیادہ کسی زمانے میں نہیں تھے اور یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے خدا کی توحید کا اقرار کیا اور شرک کو چھوڑ دیا مگر اللہ کے رسول حضرت محمدؐ اور جو آپؐ کے ذریعے آیا اس کی ان کے دلوں میں داخل نہیں ہوئی لہذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی تالیف فرماتے تھے اور بعد میں مومنوں نے بھی ان کی تالیف کی ہے تا کہ وہ معرفت حاصل کرسکیں۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث مرسل ہے کیونکہ سہل بھی ثقہ ہے اور علی بن حسان بھی ثقہ ہے اور موسیٰ بن بکر بھی ثقہ ہے۔ (واللہ اعلم)۔

10/1836 الکافی،۲/۴۱۳/۱/۱ الثلاثة عن ابن أذينة عَنِ اَلْفُضَيْلِ وَ زُرَارَةَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ: فِي قَوْلِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ (وَ مِنَ اَلنّٰاسِ مَنْ يَعْبُدُ اَللّٰهَ عَلىٰ حَرْفٍ فَإِنْ أَصٰابَهُ خَيْرٌ اِطْمَأَنَّ بِهِ وَ إِنْ أَصٰابَتْهُ فِتْنَةٌ اِنْقَلَبَ عَلىٰ وَجْهِهِ خَسِرَ اَلدُّنْيٰا وَ اَلْآخِرَةَ) قَالَ زُرَارَةُ سَأَلْتُ عَنْهَا أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَقَالَ هَؤُلاَءِ قَوْمٌ عَبَدُوا اَللَّهَ وَ خَلَعُوا عِبَادَةَ مَنْ يُعْبَدُ مِنْ دُونِ اَللَّهِ وَ شَكُّوا فِي مُحَمَّدٍ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ مَا جَاءَ بِهِ فَتَكَلَّمُوا بِالْإِسْلاَمِ وَ شَهِدُوا أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اَللَّهُ وَ أَنَّ مُحَمَّداً رَسُولُ اَللَّهِ وَ أَقَرُّوا بِالْقُرْآنِ وَ هُمْ فِي ذَلِكَ شَاكُّونَ فِي مُحَمَّدٍ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ مَا جَاءَ بِهِ وَ لَيْسُوا شُكَّاكاً فِي اَللَّهِ قَالَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ: (وَ مِنَ اَلنّٰاسِ مَنْ يَعْبُدُ اَللّٰهَ عَلىٰ حَرْفٍ) يَعْنِي عَلَى شَكٍّ فِي مُحَمَّدٍ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ مَا جَاءَ بِهِ (فَإِنْ أَصٰابَهُ خَيْرٌ) يَعْنِي عَافِيَةً فِي نَفْسِهِ وَ مَالِهِ وَ وُلْدِهِ (اِطْمَأَنَّ بِهِ) وَ رَضِيَ بِهِ (وَ إِنْ أَصٰابَتْهُ فِتْنَةٌ) يَعْنِي بَلاَءً فِي جَسَدِهِ أَوْ مَالِهِ تَطَيَّرَ وَ كَرِهَ اَلْمُقَامَ عَلَى اَلْإِقْرَارِ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَرَجَعَ إِلَى اَلْوُقُوفِ وَ اَلشَّكِّ فَنَصَبَ اَلْعَدَاوَةَ لِلَّهِ وَ لِرَسُولِهِ وَ اَلْجُحُودَ بِالنَّبِيِّ وَ مَا جَاءَ بِهِ۔

---

[1] تفسیر الصافی:۲/۵۲۳؛ تفسیر البرہان:۲/۷۹۹؛ تفسیر نور الثقلین:۲/۲۳۲؛ تفسیر کنز الدقائق:۵/۴۸۳

[2] مرآۃ العقول:۱۱/۲۲۶

https://www.shiabookspdf.com

(ترجمہ) زرارہ سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے اللہ کے اس قول: ''اور بعض وہ لوگ ہیں کہ اللہ کی بندگی کنارے پر ہوکر کرتے ہیں، پھر اگر اسے کچھ فائدہ پہنچ گیا تو اس عبادت پر قائم ہوگیا، اور اگر تکلیف پہنچ گئی تو منہ کے بل پھر گیا، دنیا اور آخرت گنوائی۔ (الحج:۱۱)۔'' کے بارے میں فرمایا:

زرارہ کا بیان ہے میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں پوچھا تو آپؑ نے فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ کی عبادت کی اور جو اللہ کے علاوہ کسی کی عبادت کرتا ہے اس کی عبادت چھوڑ دی لیکن وہ حضرت محمدؐ میں اور جو کچھ آپؐ کے ذریعے آیا ہے، اس میں شک کرتے ہیں پس وہ اسلام کی باتیں کرتے ہیں اور گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور قرآن کا اقرار کرتے ہیں مگر اس کے باوجود وہ حضرت محمدؐ اور جو کچھ آپؐ کے ذریعے آیا ہے، اس میں شک کرتے ہیں جبکہ وہ اللہ کے بارے میں شک کرنے والے نہیں ہیں۔ چنانچہ اللہ فرماتا ہے: ''اور لوگوں میں سے کچھ وہ ہیں جو اللہ کی عبادت ایک حرف پر کرتے ہیں۔ (الحج:۱۱)۔'' یعنی وہ حضرت محمدؐ میں اور جو کچھ وہ لائے ہیں اس میں شک کرتے ہیں۔ ''پس اگر ان کو کوئی فائدہ حاصل ہو۔ (ایضا)۔'' خواہ وہ ان کے بدن میں ہو یا مال و اولاد میں تو ''وہ مطمئن ہوتے ہیں۔ (ایضا)۔'' اور اس پر راضی ہوتے ہیں اور ''اگر ان کو کوئی فتنہ لاحق ہو جائے۔ (ایضا)۔'' خواہ وہ ان کے بدن میں ہو یا مال میں تو وہ بدگمانی کرتے ہیں اور انہوں نے جو نبی اکرمؐ کا اقرار کیا ہوتا ہے، اسے برا کہتے ہیں پس وہ شک اور وقوف کی طرف رجوع کرت ہیں اور اللہ اور اس کے رسولؐ سے عداوت نصب کرتے ہیں اور نبی اکرمؐ اور جو کچھ آپؐ کے ذریعے آیا ہے، اس کا انکار کرتے ہیں۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند حسن کالصحیح ہے [2] اور میرے نزدیک حدیث صحیح ہے (واللہ اعلم)

11/1837 الکافی، ۱/۲/۴۱۳/۲ محمد عن أحمد عن علی بن الحکم عن موسی بن بکر عن زرارۃ الکافی، ۱/۲/۴۱۳/۲ علی عن العبیدی عَنْ یُونُسَ عَنْ رَجُلٍ عَنْ زُرَارَةَ: عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنْ قَوْلِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (وَ مِنَ اَلنّٰاسِ مَنْ يَعْبُدُ اَللّٰهَ عَلىٰ حَرْفٍ) قَالَ هُمْ قَوْمٌ وَحَّدُوا اَللَّهَ وَ خَلَعُوا عِبَادَةَ مَنْ يُعْبَدُ مِنْ دُونِ اَللَّهِ فَخَرَجُوا مِنَ اَلشِّرْكِ وَ لَمْ يَعْرِفُوا أَنَّ مُحَمَّداً صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ رَسُولُ اَللَّهِ فَهُمْ يَعْبُدُونَ اَللَّهَ عَلَى شَكٍّ فِي مُحَمَّدٍ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ مَا

[1] بحارالانوار: ۲۲/ ۱۳۲؛ تفسیر نورالثقلین: ۳/ ۴۷۳؛ تفسیر کنزالدقائق: ۹/ ۵۲؛ تفسیر البرہان: ۳/ ۸۵۸

[2] مرآۃ العقول: ۱۱/ ۲۲۸

https://www.shiabookspdf.com

جَاءَ بِهِ فَأَتَوْا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَقَالُوا نَنْظُرُ فَإِنْ كَثُرَتْ أَمْوَالُنَا وَعُوفِينَا فِي أَنْفُسِنَا وَأَوْلَادِنَا عَلِمْنَا أَنَّهُ صَادِقٌ وَأَنَّهُ رَسُولُ اللَّهِ وَإِنْ كَانَ غَيْرَ ذَلِكَ نَظَرْنَا قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: (فَإِنْ أَصَابَهُ خَيْرٌ اطْمَأَنَّ بِهِ) يَعْنِي عَافِيَةً فِي الدُّنْيَا (وَإِنْ أَصَابَتْهُ فِتْنَةٌ) يَعْنِي بَلَاءً فِي نَفْسِهِ وَمَالِهِ: (انْقَلَبَ عَلَى وَجْهِهِ) انْقَلَبَ عَلَى شَكِّهِ إِلَى الشِّرْكِ (خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ ذَلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِينُ يَدْعُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَضُرُّهُ وَمَا لَا يَنْفَعُهُ) قَالَ يَنْقَلِبُ مُشْرِكاً يَدْعُو غَيْرَ اللَّهِ وَيَعْبُدُ غَيْرَهُ فَمِنْهُمْ مَنْ يَعْرِفُ وَيَدْخُلُ الْإِيمَانُ قَلْبَهُ فَيُؤْمِنُ وَيُصَدِّقُ وَيَزُولُ عَنْ مَنْزِلَتِهِ مِنَ الشَّكِّ إِلَى الْإِيمَانِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَثْبُتُ عَلَى شَكِّهِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْقَلِبُ إِلَى الشِّرْكِ۔

(ترجمہ) زرارہ سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے خدا کے اس قول: ''لوگوں میں بعض وہ ہیں جو اللہ کی عبادت ایک حرف پر کرتے ہیں۔(الحج:۱۱)'' کے بارے میں سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ کی توحید کا اقرار کرتے ہیں اور اس کی عبادت چھوڑ دی ہے جو اللہ کے علاوہ کسی کی عبادت کرتا ہے پس وہ شرک سے نکل چکے ہیں لیکن وہ یہ معرفت نہیں رکھتے کہ حضرت محمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔ لہذا یہ لوگ حضرت محمدؐ اور جو کچھ آپؐ لائے ہیں اس پر شک کرتے ہوئے اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔ چنانچہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور کہا: ہم دیکھیں گے کہ اگر ہمارا مال بڑھتا ہے اور ہمارے اور ہمارے بچوں کے ساتھ انصاف کرتے ہیں تو ہم جان لیں گے کہ وہ سچ کہہ رہے ہیں اور یہ کہ وہ اللہ کے رسول ہیں اور اگر یہ اس کے علاوہ ہے تو ہم دیکھیں گے۔ ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''پس اگر اس کو کوئی فائدہ حاصل ہو۔(الحج:۱۱)۔'' یعنی دُنیاوی فائدہ و عافیت اور ''اگر اس کو کوئی فتنہ لاحق ہوا۔(ایضا)۔'' یعنی ذاتی یا مالی مصیبت۔ ''منہ کے بل پھر گیا۔(ایضا)۔'' یعنی اپنے شک سے اپنے شرک کی طرف لوٹ جائے گا۔ ''دنیا اور آخرت گنوائی، یہی وہ صریح خسارا ہے۔ اللہ کے سوا ایسی چیز کو پکارتا ہے جو نہ اسے ضرر دے سکے اور نہ اسے فائدہ پہنچا سکے۔(ایضا: ۱۱-۱۲)۔''

آپؑ نے فرمایا: وہ شرک کی طرف پلٹ جائے گا، وہ اللہ کے غیر سے دعا کرتا ہے اور اس کے غیر کی عبادت کرتا ہے اور ان میں سے ایک وہ ہے جو معرفت رکھتا ہے پس اس کے دل میں ایمان داخل ہو چکا ہے، وہ مومن بن چکا ہے اور وہ تصدیق کرتا ہے۔ وہ شک سے ایمان کی طرف نکل چکا ہے اور ان میں ایک وہ ہے جو اپنے شک پر

ثابت رہتا ہے اور ایک وہ ہے جو شرک کی طرف منقلب ہو چکا ہے۔[1]

تحقیق اسناد:

پہلی سند ضعیف کالموثق ہے اور دوسری سند مرسل ہے[2] لیکن میرے نزدیک پہلی سند موثق کالصحیح ہے کیونکہ موسیٰ بن بکر ثقہ ہے مگر واقفی ہے اور باقی راوی ثقہ جلیل ہیں اور دوسری سند مرسل ہے۔ (واللہ اعلم)۔

12/1838 الكافي، ۲/۴۰۹/۱/۱ محمد عن أحمد عَنْ مَرْوَكِ بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ رَجُلٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ ٱللَّهِ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ قَالَ: لَعَنَ ٱللَّهُ ٱلْقَدَرِيَّةَ لَعَنَ ٱللَّهُ ٱلْخَوَارِجَ لَعَنَ ٱللَّهُ ٱلْمُرْجِئَةَ لَعَنَ ٱللَّهُ ٱلْمُرْجِئَةَ قَالَ قُلْتُ لَعَنْتَ هَؤُلاَءِ مَرَّةً مَرَّةً وَ لَعَنْتَ هَؤُلاَءِ مَرَّتَيْنِ قَالَ إِنَّ هَؤُلاَءِ يَقُولُونَ إِنَّ قَتَلَتَنَا مُؤْمِنُونَ فَدِمَاؤُنَا مُتَلَطِّخَةٌ بِثِيَابِهِمْ إِلَى يَوْمِ ٱلْقِيَامَةِ إِنَّ ٱللَّهَ حَكَى عَنْ قَوْمٍ فِي كِتَابِهِ: (أَلاَّ نُؤْمِنَ لِرَسُولٍ حَتَّى يَأْتِيَنَا بِقُرْبَانٍ تَأْكُلُهُ ٱلنَّارُ قُلْ قَدْ جَاءَكُمْ رُسُلٌ مِنْ قَبْلِي بِالْبَيِّنَاتِ وَ بِالَّذِي قُلْتُمْ فَلِمَ قَتَلْتُمُوهُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ) قَالَ كَانَ بَيْنَ ٱلْقَاتِلِينَ وَ ٱلْقَائِلِينَ خَمْسُمِائَةِ عَامٍ فَأَلْزَمَهُمُ ٱللَّهُ ٱلْقَتْلَ بِرِضَاهُمْ مَا فَعَلُوا.

(ترجمہ) امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قدریہ پر لعنت کرے، اللہ تعالیٰ خوارج پر لعنت کرے، اللہ مرجئہ پر لعنت کرے، اللہ مرجئہ پر لعنت کرے۔

راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا: آپ نے ان (دونوں) پر ایک ایک بار لعنت کی ہے اور اس (مرجئہ) پر دو مرتبہ لعنت کی ہے؟

آپؑ نے فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جو ہمارے قاتلوں کو مومن شمار کرتے ہیں پس قیامت تک ان کے کپڑوں پر ہمارے خوں کا داغ رہے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ایک قوم کی حکایت اس طرح کی ہے: ''ہم کسی پیغمبر پر ایمان نہ لائیں یہاں تک کہ وہ ہمارے پاس قربانی لائے کہ اسے آگ کھا جائے، کہہ دو مجھ سے پہلے کتنے رسول نشانیاں لے کر تمہارے پاس آئے اور یہ نشانی بھی (لے کر آئے) جو تم کہتے ہو، پھر انہیں تم نے کیوں قتل کیا اگر تم سچے ہو۔ (آل عمران: ۱۸۳)۔''

امام علیہ السلام نے فرمایا: ان قاتلین اور قائلین کے درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ تھا پھر بھی اللہ نے قتل کا الزام ان پر

---

[1] تفسیر نور الثقلین: ۳/ ۴۷۳؛ تفسیر البرہان: ۳/ ۸۵۸؛ بحار الانوار: ۲۲/ ۱۳۳؛ تفسیر کنز الدقائق: ۹/ ۵۳

[2] مراۃ العقول: ۱۱/ ۲۲۹

https://www.shiabookspdf.com

لگایا ہے کیونکہ یہ ان کے فعل پر راضی تھے۔۔ ①

بیان:

القدرية هم القائلون بالتفويض و إن أفعالنا مخلوقة لنا و ليس لله فيه صنع و لا مشيئة و لا إرادة و الخوارج الذين يخرجون على الإمام ع و المرجئة المؤخرون أمير المؤمنين ع عن مرتبته في الخلافة أو القائلون بأن لا يضر مع الأيمان معصية هؤلاء يقولون يعني بهم المرجئة قتلتنا يعني قاتلي الأئمة المعصومين ع و إنما كان دماؤهم ع متلطخة بثياب هؤلاء لرضاهم بقتلهم أو عدم مبالاتهم بذلك

❂ ''القدریہ'' وہ کہ جوتفویض کے قائل ہیں یعنی ان کا عقیدہ یہ ہے کہ ہمارے اعمال مخلوق ہیں اوران میں اللہ تعالیٰ کی کوئی صنعت، مشیعت اورارادہ شامل نہیں ہے۔

''خوارج'' ان سے مرادوہ لوگ ہیں جنہوں اُمیر المؤمنین امام علیؑ علیہ السلام کے مقابلہ میں خروج کیا۔

''مرجئہ'' ان سے مرادوہ لوگ ہیں جنہوں اُمیر المؤمنین امام علیؑ علیہ السلام کوان کے مرتبہ خلافت سے گھٹایااور یہ اس بات کے قائل ہیں کہ معصیت ایمان کوضرر نہیں پہنچاتی۔

''ھوٴلآء یقولون'' ان سے مرادمرجئہ ہیں۔

''قتلنا'' ان سے مراد آئمہ معصومین علیہ السلام کے قاتل ہیں اوران کالباس آئمہ طاہرین علیہ السلام کے خون سے بھرا ہے کیونکہ یہ لوگ آئمہ طاہرین علیہ السلام کے قتل سے راضی ہوتے ہی یا وہ اس کی پرواہ نہیں کرتے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سندمرسل ہے۔ ②

13/1839 الکافی، ۱/۶/۳۱۰/۲ محمد عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَلْحُسَيْنِ عَنِ اَلنَّضْرِ بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبَانٍ عَنِ اَلْفُضَيْلِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: لاَ تُجَالِسُوهُمْ يَعْنِي اَلْمُرْجِئَةَ لَعَنَهُمُ اَللَّهُ وَ لَعَنَ اَللَّهُ مِلَلَهُمُ اَلْمُشْرِكَةَ اَلَّذِينَ لاَ يَعْبُدُونَ اَللَّهَ عَلَى شَيْءٍ مِنَ اَلْأَشْيَاءِ.

(ترجمہ) فضیل بن یسار سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: تم ان یعنی مرجئہ کے ساتھ مت بیٹھا کرو، اللہ

① تفسیر کنز الدقائق: ۳/ ۲۷۹؛ تفسیر البرہان: ۱/ ۷۱۷؛ تفسیر نور الثقلین: ۱/ ۴۱۶؛ مسند الامام الصادق: ۵/ ۵۰۰

② مراۃ العقول: ۱۱/ ۲۱۷

ان پر لعنت کرے۔ نیز اللہ ان مشرکہ ملتوں پر بھی لعنت کرے جو اللہ کی عبادت اشیاء میں سے کسی شئے پر نہیں کرتے۔[1]

بیان:

یظهر من قوله ع مللهم أن المراد بالمرجئة المعنی الأول لأنهم الذین فی مللهم کثرة

امام علیہ السلام کے فرمان سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس سے مراد ان لوگوں کے گروہ ہیں اور مرجئہ سے مراد پہلے والا معنی ہے کیونکہ ان لوگوں کے بہت سے گروہ ہیں۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے۔[2]

14/1840 الکافی، ۱/۲/۴۰۹/۲ الثلاثة عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَكِيمٍ وَ حَمَّادِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ أَبِي مَسْرُوقٍ قَالَ: سَأَلَنِي أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَنْ أَهْلِ اَلْبَصْرَةِ مَا هُمْ فَقُلْتُ مُرْجِئَةٌ وَ قَدَرِيَّةٌ وَ حَرُورِيَّةٌ فَقَالَ لَعَنَ اَللَّهُ تِلْكَ اَلْمِلَلَ اَلْكَافِرَةَ اَلْمُشْرِكَةَ اَلَّتِي لاَ تَعْبُدُ اَللَّهَ عَلَى شَيْءٍ۔

(ترجمہ) ابو مسروق سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے بصرہ کے لوگوں کے بارے میں پوچھا کہ وہ کون ہیں؟ میں نے عرض کیا: مرجئہ، قدریہ اور حروریہ ہیں۔

آپؑ نے فرمایا: اللہ ایسی کافر اور شرک ملتوں پر لعنت کرے جو کسی شئے پر اللہ کی عبادت نہیں کرتیں۔۔[3]

بیان:

الحروریة فرقة من الخوارج تنسب إلی حروراء وهی قریة بقرب الکوفة کان أول اجتماعهم بها

"الحروریہ" اس سے مراد وہ فرقہ ہے جو خوارج سے تعلق رکھتا ہے اور ان کی نسبت حروراء کی طرف ہے اور یہ ایک بستی ہے جو کوفہ کے قریب ہے اور ان کی پہلی جماعت وہی پر قائم ہوئی تھی۔

تحقیق اسناد:

حدیث حسن ہے[4] یا پھر حدیث معتبر ہے[5] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن کالصحیح ہے (واللہ اعلم)

---

[1] مسند الامام الصادق: ۵/۵۰۱

[2] مرآۃ العقول: ۱۱/۲۲۰

[3] وسائل الشیعہ: ۲۸/۳۵۵ ح ۳۴۹۵۷؛ الکافی: ۲/۳۸۷ ح ۱۳

[4] مرآۃ العقول: ۱۱/۲۱۹؛ تعلیقات نقض قزوینی: ۲/۱۰۲۳؛ بیست و پنج رسالہ فارسی مجلسی: ۳۷۴

[5] الضروریات الدینیہ وایلی: ۳۱۳؛ المصباح مجلۃ اسلامیہ شاہرودی: ۴۷/۸۲

https://www.shiabookspdf.com

15/1841 الکافی، ۲/۳۸۷/۱۴/۱ عَنْهُ عَنِ اَلْخَطَّابِ بْنِ مَسْلَمَةَ وَ أَبَانٍ عَنِ اَلْفُضَيْلِ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ عِنْدَهُ رَجُلٌ فَلَمَّا قَعَدْتُ قَامَ اَلرَّجُلُ فَخَرَجَ فَقَالَ لِي يَا فُضَيْلُ مَا هَذَا عِنْدَكَ قُلْتُ وَمَا هُوَ قَالَ حَرُورِيٌّ قُلْتُ كَافِرٌ قَالَ إِي وَ اَللَّهِ مُشْرِكٌ۔

(ترجمہ) فضیل سے روایت ہے کہ میں امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؑ کے پاس ایک بندہ موجود تھا۔ پس جیسے ہی میں بیٹھا تو وہ اٹھ کر نکل گیا۔ تو آپؑ نے مجھ سے فرمایا: اے فضیل! یہ تیرے پاس کیا ہے؟

میں نے عرض کیا: وہ کون تھا؟

آپؑ نے فرمایا: وہ حروری (مذہب رکھتا) تھا۔

میں نے عرض کیا: یہ تو کافر ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں، اللہ کی قسم! یہ مشرک ہے۔[1]

تحقیق اسناد:

حدیث حسن موثق ہے[2] یا پھر حدیث صحیح ہے[3]۔ یا حدیث حسن ہے۔[4] یا پھر حدیث موثق ہے[5] اور میرے نزدیک حدیث صحیح ہے۔ (واللہ اعلم)۔

16/1842 الکافی ۲/۴۱۰/۵/۱ محمد عن ابن عیسی عن الحسین عَنْ فَضَالَةَ عَنْ سَيْفِ بْنِ عَمِيرَةَ عَنْ اَلْحَضْرَمِيِّ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أَهْلُ اَلشَّامِ شَرٌّ أَمْ أَهْلُ اَلرُّومِ فَقَالَ إِنَّ اَلرُّومَ كَفَرُوا وَلَمْ يُعَادُونَا وَإِنَّ أَهْلَ اَلشَّامِ كَفَرُوا وَعَادَوْنَا۔

(ترجمہ) حضرمی سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: کیا اہل شام زیادہ شریر ہیں یا اہل روم؟

آپؑ نے فرمایا: اہل روم کافر ہیں لیکن ہمارے ساتھ دشمنی نہیں رکھتے اور اہل شام کافر بھی ہیں اور ہمارے دشمن

---

[1] وسائل الشیعہ: ۲۸/۳۵۶ ح ۳۴۹۵۸؛ مستدالامام الباقرؑ: ۲/۲۸۸

[2] مرآۃ العقول: ۱۱/۱۲۱

[3] التعلیقۃ الاستدلالیہ: ۷/۱۵۶

[4] بیست و پنج رسالہ فارسی مجلسی: ۵۷۵؛ تعلیقات نقض قزوینی: ۲/۱۰۲۴

[5] مصباح المنہاج (الطہارۃ): ۸/۴۵۷؛ سند العروۃ (الطہارۃ): ۲/۱۶۲

https://www.shiabookspdf.com

بھی ہیں۔[1]

بیان:

هذا مع أن أهل الروم كانوا يومئذ كفرة و أهل الشام كانوا يدعون الإسلام

❂ یہ وہ ہیں کہ جن کا تعلق اہل روم سے ہے اور وہ اس وقت کافر تھے اور اہل شام اسلام کا دعویٰ کرتے تھے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے[2] یا حدیث کی سند حسن ہے[3]

17/1843 الكافي، ۲/۴۰۹/۳/۱ محمد عن أحمد عن علي بن الحكم عن بزرج عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ خَالِدٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: أَهْلُ اَلشَّامِ شَرٌّ مِنْ أَهْلِ اَلرُّومِ وَ أَهْلُ اَلْمَدِينَةِ شَرٌّ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ وَ أَهْلُ مَكَّةَ يَكْفُرُونَ بِاللَّهِ جَهْرَةً.

(ترجمہ) سلیمان بن خالد سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: شام والے روم والوں سے زیادہ شریر ہیں اور مدینہ والے مکہ والوں سے زیادہ شریر ہیں اور اہل مکہ اعلانیہ اللہ کا کفر کرتے ہیں۔[4]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند موثق ہے[5]۔

18/1844 الكافي، ۲/۴۱۰/۴/۱ العدة عن البرقي عن عثمان عَنْ سَمَاعَةَ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَحَدِهِمَا عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ أَهْلَ مَكَّةَ لَيَكْفُرُونَ بِاللَّهِ جَهْرَةً وَإِنَّ أَهْلَ اَلْمَدِينَةِ أَخْبَثُ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ أَخْبَثُ مِنْهُمْ سَبْعِينَ ضِعْفاً.

(ترجمہ) ابو بصیر سے روایت ہے کہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام نے فرمایا: اہل مکہ اعلانیہ اللہ سے کفر کرتے ہیں اور مدینہ والے مکہ والوں سے زیادہ خبیث ہیں، ان سے ستر گنا زیادہ خبیث ہیں۔[6]

---

[1] مسند الامام الصادق: ۵/۵۰۱

[2] الصحابیہ بین العرالہ والعصمہ سند: ۳۵۰

[3] مراۃ العقول: ۱۱/۲۲۰

[4] مسند الامام الصادق: ۵/۵۰۰

[5] مراۃ العقول: ۱۱/۲۱۹

[6] مسند ابو بصیر: ۱/۷ ۵۳

https://www.shiabookspdf.com

تحقیق اسناد:

حدیث موثق ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق کالصحیح ہے بلکہ سماعہ کے واقعی ہونے میں اشکال ہے اور وہ امامی ہے پس اگر ایسا ہو تو حدیث حسن کالصحیح ہے۔(واللہ اعلم)۔

19/1845 الکافی،۲/۴۰۴/۱/۱ علی عن العبیدی عَنْ یُونُس عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِهِ عَنْ زُرَارَةَ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَنِ اَلْمُسْتَضْعَفِ فَقَالَ هُوَ اَلَّذِي لاَ يَهْتَدِي حِيلَةً إِلَى اَلْكُفْرِ فَيَكْفُرَ وَلاَ يَهْتَدِي سَبِيلاً إِلَى اَلْإِيمَانِ لاَ يَسْتَطِيعُ أَنْ يُؤْمِنَ وَلاَ يَسْتَطِيعُ أَنْ يَكْفُرَ فَهُمُ اَلصِّبْيَانُ وَمَنْ كَانَ مِنَ اَلرِّجَالِ وَاَلنِّسَاءِ عَلَى مِثْلِ عُقُولِ اَلصِّبْيَانِ مَرْفُوعٌ عَنْهُمُ اَلْقَلَمُ.

(ترجمہ) زرارہ سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے مستضعف (کمزور عقیدہ) کے بارے میں پوچھا تو آپؑ نے فرمایا: یہ وہ ہے جس کے پاس کفر کی طرف رہنمائی کا کوئی حیلہ نہیں تا کہ کافر ہو جاتا اور نہ ہی ایمان کی طرف راستے کی ہدایت پاتا ہے پس نہ وہ مومن بننے کی استطاعت رکھتے ہیں اور نہ ہی کافر بننے کی استطاعت رکھتا ہے۔پس ایسے لوگوں میں سے بچے، مردوں اور عورتوں میں سے وہ لوگ ہیں جو بچوں کی مانند عقل رکھتے ہیں کہ ان سے قلم اُٹھا لیا گیا ہے۔ [2]

تحقیق اسناد:

حدیث مرسل ہے [3] مگر یہ حدیث تفسیر قمی میں ارسال کے بغیر ہے اور وہاں توثیق موجود ہے۔(واللہ اعلم)

20/1846 الکافی،۲/۴۰۴/۲/۱ الثلاثة عَنْ جَمِيلٍ عَنْ زُرَارَةَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: اَلْمُسْتَضْعَفُونَ اَلَّذِينَ (لاٰ يَسْتَطِيعُونَ حِيلَةً وَلاٰ يَهْتَدُونَ سَبِيلاً) قَالَ لاَ يَسْتَطِيعُونَ حِيلَةً إِلَى اَلْإِيمَانِ وَلاَ يَكْفُرُونَ اَلصِّبْيَانُ وَأَشْبَاهُ عُقُولِ اَلصِّبْيَانِ مِنَ اَلرِّجَالِ وَاَلنِّسَاءِ.

(ترجمہ) زرارہ سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: مستضعفون (کمزور عقیدہ) وہ لوگ ہیں کہ: "وہ کسی حیلہ کی استطاعت نہیں رکھتے اور نہ ہی وہ ہدایت کے لیے ان کے پاس کوئی راستہ نہیں ہے۔(النساء:۹۸)۔"

نیز فرمایا: ان کے پاس ایمان کے لیے کوئی حیلہ نہیں ہے (تا کہ مومن ہو جائیں) اور نہ ہی ان کے پاس کفر کا حیلہ

---

[1] مراۃ العقول:۱۱/۲۲۰

[2] تفسیر البرہان:۲/۱۵۶؛ تفسیر کنز الدقائق:۳/۷۷۲؛ تفسیر نور الثقلین:۵/۴۰۳؛ تفسیر القمی:۱/۱۴۹؛ بحار الانوار:۶۹/۱۵۷

[3] مراۃ العقول:۱۱/۲۰۱

ہے۔یہ بچے اوران جیسے افراد ہیں جو مردوں اورعورتوں میں سے بچوں جیسی عقلیں رکھتے ہیں۔[1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے[2] یا حدیث کی سند حسن کالصحیح ہے[3] اور میرے نزدیک بھی حدیث کی سند صحیح ہے۔(واللہ اعلم)۔

21/1847 الکافی، ۱/۳/۴۰۴/۲ العدۃ عن سھل عن السراد عَنِ اِبْنِ رِئَابٍ عَنْ زُرَارَةَ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَنِ اَلْمُسْتَضْعَفِ فَقَالَ هُوَ اَلَّذِي لاَ يَسْتَطِيعُ حِيلَةً يَدْفَعُ بِهَا عَنْهُ اَلْكُفْرَ وَ لاَ يَهْتَدِي بِهَا إِلَى سَبِيلِ اَلْإِيمَانِ لاَ يَسْتَطِيعُ أَنْ يُؤْمِنَ وَ لاَ يَكْفُرَ قَالَ وَ اَلصِّبْيَانُ وَ مَنْ كَانَ مِنَ اَلرِّجَالِ وَ اَلنِّسَاءِ عَلَى مِثْلِ عُقُولِ اَلصِّبْيَانِ۔

(ترجمہ) زرارہ سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقرعلیہ السلام سے مستضعف کے بارے میں سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا: یہ وہ ہے جو کوئی حیلہ نہیں رکھتا کہ جس سے کفر کو رد کر سکے اور نہ ایمان کے راستے کی طرف ہدایت پا سکتا ہے۔یہ نہ ایمان کی استطاعت رکھتا ہے اور نہ کفر کی۔

پھر آپؑ نے فرمایا: یہ بچے اور وہ مرد اور عورتیں ہیں جن کی عقول بچوں کے مثل ہیں۔[4]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف علی المشھور ہے مگر میرے(یعنی علامہ مجلسی کے) نزدیک معتبر ہے۔[5] اور میرے نزدیک حدیث موثق ہے کیونکہ سہل غیر امامی مشہور ہے مگر ثقہ ہے۔(واللہ اعلم)

22/1848 الکافی، ۱/۵/۴۰۵/۲ محمد عن أحمد عن الحسين عَنْ فَضَالَةَ عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبَانٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَنِ اَلْمُسْتَضْعَفِينَ فَقَالَ هُمْ أَهْلُ اَلْوَلاَيَةِ فَقُلْتُ أَيُّ وَلاَيَةٍ فَقَالَ أَمَا إِنَّهَا لَيْسَتْ بِالْوَلاَيَةِ فِي اَلدِّينِ وَ لَكِنَّهَا اَلْوَلاَيَةُ فِي اَلْمُنَاكَحَةِ وَ اَلْمُوَارَثَةِ وَ اَلْمُخَالَطَةِ وَ هُمْ لَيْسُوا بِالْمُؤْمِنِينَ وَ لاَ بِالْكُفَّارِ وَ مِنْهُمُ اَلْمُرْجَوْنَ (لِأَمْرِ اَللَّهِ) عَزَّ وَ جَلَّ۔

---

[1] تفسیر العیاشی:۱/۲۶۸؛ تفسیر البرہان:۲/۱۵۶و۱۵۹؛ تفسیر نور الثقلین:۱/۵۳۸؛ تفسیر کنز الدقائق:۳/۵۱۷

[2] الرسائل الفقہیہ:۲/۱۰۲؛ المعاد محسنی:۱۱۵؛ صراط الحق محسنی:۳/۱۱۵؛ المصباح مجلۃ اسلامیہ شاھرودی:۵۱/۵۷؛ زندگانی پیامبر مجلسی:۱۵۶

[3] مراۃ العقول:۱۱/۲۰۹

[4] تفسیر البرہان:۲/۱۵۶؛ تفسیر نور الثقلین:۱/۵۳۸؛ تفسیر کنز الدقائق:۳/۵۱۸؛ تفسیر الصافی:۱/۴۹۰

[5] مراۃ العقول:۱۱/۲۰۹

https://www.shiabookspdf.com

(ترجمہ) عمر بن ابان سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے مستضعفین کے بارے میں پوچھا تو آپؑ نے فرمایا: یہ اہلِ ولایت ہوتے ہیں۔

میں نے عرض کیا: کون سی ولایت؟

آپؑ نے فرمایا: لیکن اس سے دین میں ولایت مراد نہیں ہے بلکہ مناکحت، مواریث اور میل ملاپ میں ولایت مراد ہے مگر یہ لوگ نہ مومن ہیں اور نہ ہی کفار ہیں بلکہ یہ اللہ کے امر کے اُمیدوار رہوں گے۔ [1]

بیان:

المراد بالمرجین لأمر الله فی هذا الحدیث معناه الأعم کما مر لیستقیم إدخال المستضعفین فیهم

- "المرجین" ان سے مراد وہ ہیں کہ جن کے بارے میں اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کا ایک خاص امر ہے اور اس کا معنی عام ہے جیسا کہ گزر چکا ہے تا کہ مستضعفین کو ان میں داخل کیا جائے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے [2] اور جو سند شیخ صدوق نے ذکر کی ہے وہ حسن کالصحیح ہے۔ (واللہ اعلم)

23/1849 الکافی ۱/۶/۴۰۵/۲ الاثنان عَنِ الْوَشَّاءِ عَنْ مُثَنًّى عَنْ إِسْمَاعِيلَ الْجُعْفِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ عَنِ الدِّينِ الَّذِي لاَ يَسَعُ الْعِبَادَ جَهْلُهُ فَقَالَ الدِّينُ وَاسِعٌ وَ لَكِنَّ الْخَوَارِجَ ضَيَّقُوا عَلَى أَنْفُسِهِمْ مِنْ جَهْلِهِمْ قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ فَأُحَدِّثُكَ بِدِينِيَ الَّذِي أَنَا عَلَيْهِ فَقَالَ بَلَى فَقُلْتُ أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللَّهُ وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَ رَسُولُهُ وَ الْإِقْرَارُ بِمَا جَاءَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَ أَتَوَلاَّكُمْ وَ أَبْرَأُ مِنْ عَدُوِّكُمْ وَ مَنْ رَكِبَ رِقَابَكُمْ وَ تَأَمَّرَ عَلَيْكُمْ وَ ظَلَمَكُمْ حَقَّكُمْ فَقَالَ مَا جَهِلْتَ شَيْئاً هُوَ وَ اللَّهِ الَّذِي نَحْنُ عَلَيْهِ قُلْتُ فَهَلْ سَلِمَ أَحَدٌ لاَ يَعْرِفُ هَذَا الْأَمْرَ فَقَالَ لاَ إِلاَّ الْمُسْتَضْعَفِينَ قُلْتُ مَنْ هُمْ قَالَ نِسَاؤُكُمْ وَ أَوْلاَدُكُمْ ثُمَّ قَالَ أَ رَأَيْتَ أُمَّ أَيْمَنَ فَإِنِّي أَشْهَدُ أَنَّهَا مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَ مَا كَانَتْ تَعْرِفُ مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ۔

---

[1] تفسیر العیاشی: ۱/ ۲۶۹؛ معانی الاخبار: ۲۰۲؛ وسائل الشیعہ: ۲۰/ ۵۵۷و۵۵۹؛ تفسیر البرہان: ۲/ ۱۵۶و۱۵۸و۱۶۰؛ بحار الانوار: ۶۹/ ۱۶۰و۱۰۰/ ۳۸۱؛ تفسیر نور الثقلین: ۱/ ۵۳۷و۲/ ۲۶۴؛ تفسیر کنز الدقائق: ۳/ ۵۱۶و۵/ ۵۳۸؛ مستدرک الوسائل: ۱۴/ ۴۳۲

[2] مرآۃ العقول: ۱۱/ ۲۱۰؛ کتاب نکاح شبیری: ۱۸/ ۵۷۷۰؛ المعاج مجلۃ اسلامیہ شاھرودی: ۵۱/ ۵۷؛ رسائل فقہیہ سبحانی: ۳۴۸؛ الشہاب الثاقب بحرانی: ۱۸۶؛ الآراء الفقہیہ نجفی: ۷/ ۳۴۰؛ نظام النکاح فی الشریعہ: ۲/ ۱۶؛ التعلیقۃ الاستدلالیہ: ۳/ ۱۷۴؛ الرسائل الفقہیہ خواجوی: ۱۰۲

https://www.shiabookspdf.com

(ترجمہ) اسماعیل الجعفی سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے اس دین کے بارے میں سوال کیا کہ لوگ جس کی جہالت کے متحمل نہیں ہو سکتے تو آپؑ نے فرمایا: اللہ کا دین بہت وسیع ہے لیکن خوارج نے اپنی جہالت کی وجہ سے اس کو اپنے لیے تنگ کرلیا ہے۔

میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہوں! میں آپؑ سے اپنا دین بیان کروں جس پر مَیں ہوں؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں۔

میں نے عرض کی کیا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمدؐ اللہ کے بندے اور رسول ہیں اور جو کچھ اللہ کی عبدیت سے آیا ہے مَیں اس کا اقرار کرتا ہوں اور آپ حضرات علیہم السلام سے محبت رکھتا ہوں اور آپؑ کے دشمنوں سے، ہر اس سے جس نے آپ حضرات علیہم السلام پر تسلط حاصل کیا، آپ حضرات علیہم السلام پر حکم چلانے والے سے اور آپ حضرات علیہم السلام کے حق میں ظلم کرنے والے سے برأت اختیار کرتا ہوں۔

آپؑ نے فرمایا: خدا کی قسم! تم کسی چیز سے جاہل نہیں ہو۔ یہ وہی دین ہے جس پر ہم ہیں۔

پھر میں نے عرض کیا: کیا کوئی مسلمان ہوسکتا ہے جبکہ اس امر کو نہ جانتا ہو تو؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں سوائے مستضعفین (کمزور عقیدہ) کے۔

میں نے عرض کیا: یہ کون لوگ ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: تمہاری عورتیں اور تمہارے بچے۔

پھر فرمایا: کیا تم نے اُمِ ایمن کو دیکھا ہے؟ پس مَیں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اہلِ جنّت میں سے ہے لیکن وہ اس کی معرفت نہیں رکھتی تھی جس پر تم ہو۔[1]

بیان:

لعل أم أيمن كانت امرأة في ذلك الزمان معروفة للمخاطب أو المراد بها أم أيمن التي كانت في عهد النبي ص و شهد لها النبي ص بأنها من أهل الجنة

۞ شاید اُمّ اَیمن سے مراد اس زمانہ میں وہ خاتون تھیں جو مخاطب کے لیئے معروف تھیں یا ان سے مراد جناب اُمّ اَیمن ہیں جو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں تھیں اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لیئے گواہی دی تھی کہ یہ خاتون اہلِ جنّت میں سے ہیں۔

[1] تفسیر البرہان: ۲/۱۵۶؛ مستدرک سفینۃ البحار: ۱۰/۶۰۷؛ مسند الامام الباقرؑ: ۲/۲۴۸

https://www.shiabookspdf.com

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور معتبر ہے[1] یا حدیث موثق ہے[2] اور میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ معلّی ثقہ جلیل ہے۔(واللہ اعلم)

24/1850 الكافي، ۱/۱۰/۴۰۶/۲ الثلاثة عن أبي المغراء عن أبي بصير الكافي، ۱/۷/۴۰۵/۲ علي عن أبيه عن العبيدي عَنْ يُونُسَ عَنِ اِبْنِ مُسْكَانَ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : مَنْ عَرَفَ اِخْتِلاَفَ اَلنَّاسِ فَلَيْسَ بِمُسْتَضْعَفٍ ۔

ترجمہ: ابو بصیر سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جو لوگوں کے اختلاف کی معرفت رکھتا ہے وہ مستضعف (کمزور عقیدہ) نہیں ہے۔[3]

بیان:

لعل المراد بالمعرفة الفهم و الإدراك دون مجرد السماع

شاید معرفت سے مراد ادراک اور فہم ہو، نا کہ فقط سماع یعنی سننا۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند پہلی سند حسن کالصحیح اور دوسری صحیح ہے۔[4] اور میرے نزدیک دونوں سندیں صحیح ہیں اور المحاسن ومعانی الاخبار کی سندیں بھی صحیح ہیں۔(واللہ اعلم)

25/1851 الكافي، ۲/۴۰۴/۳/۱ محمد عن ابن عيسى عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَلْحَكَمِ عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ جُنْدَبٍ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ اَلسِّمْطِ اَلْبَجَلِيِّ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ مَا تَقُولُ فِي اَلْمُسْتَضْعَفِينَ فَقَالَ لِي شَبِيهاً بِالْفَزِعِ فَتَرَكْتُمْ أَحَداً يَكُونُ مُسْتَضْعَفاً وَ أَيْنَ اَلْمُسْتَضْعَفُونَ فَوَ اَللَّهِ لَقَدْ مَشَى بِأَمْرِكُمْ هَذَا اَلْعَوَاتِقُ إِلَى اَلْعَوَاتِقِ فِي خُدُورِهِنَّ وَ تُحَدِّثُ بِهِ اَلسَّقَّايَاتُ فِي طَرِيقِ اَلْمَدِينَةِ ۔

ترجمہ: سفیان بن سمط بجلی سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: آپ مستضعفین کے بارے

[1] مرآۃ العقول:۱۱/۲۱۱

[2] فوز العباد کاشف الغطاء:۱۶

[3] المحاسن:۱/۲۷۷؛ تفسیر العیاشی:۱/۲۶۸؛ معانی الاخبار:۲۰۱؛ تفسیر البرہان:۲/۱۵۷؛ بحار الانوار:۶۹/۱۶۲

[4] مرآۃ العقول:۱۱/۲۱۳ و ۲۱۳؛ صراط الحق:۳/۱۱۲؛ المعاد محسنی:۱۱۶؛ الرسائل الفقہیہ خواجوی:۱۰۳؛ زندگانی پیامبر ما مجلسی:۱۵۶؛ المصباح مجلۃ اسلامیہ شاھرودی:۵۱/۵۷

میں کیا فرماتے ہیں؟

آپؑ نے مجھ سے ایک سہمے شخص کی مانند فرمایا: کیا تم لوگوں نے کسی کو ترک کیا ہے کہ مستضعف ہوگا؟ اور کہاں ہیں مستضعف لوگ؟ پس اللہ کی قسم! تم لوگوں کے اس امر کی شہرت جوان جوان (الہڑ) لڑکیوں کے میں بھی پہنچ چکی اور مدینہ (شہر) کی گلیوں میں پانی بردار عورتیں اس پر گفتگو کرتی پھرتی ہیں۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ سفیان ثقہ امامی ہے اور اس سے ابن ابی عمری روایت کرتے ہیں۔ [3] (واللہ اعلم)۔

26/1852 الکافی، ۲/ ۴۰۴/ ۱۱/۱ العدۃ عن سہل عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مِهْرَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مَنْصُورٍ اَلْخُزَاعِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ أَبِي اَلْحَسَنِ مُوسَى عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ اَلضُّعَفَاءِ فَكَتَبَ إِلَيَّ اَلضَّعِيفُ مَنْ لَمْ تُرْفَعْ إِلَيْهِ حُجَّةٌ وَ لَمْ يَعْرِفِ اَلاِخْتِلاَفَ فَإِذَا عَرَفَ اَلاِخْتِلاَفَ فَلَيْسَ بِمُسْتَضْعَفٍ.

(ترجمہ) علی بن سوید سے روایت ہے کہ میں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے ضعفاء (کمزور عقیدہ) کے بارے میں پوچھا تو آپؑ نے مجھے لکھا: ضعیف وہ ہے جس تک حجت (دلیل) نہ پہنچی ہو اور وہ اختلاف کی معرفت نہ رکھتا ہو پس جب وہ اختلاف کی معرفت رکھے تو مستضعف نہیں ہے۔ [4]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف علی المشہور ہے [5] لیکن میرے نزدیک حدیث کی سند محمد بن منصور کی وجہ سے مجہول ہے اور سہل بن زیاد ثقہ ثابت ہے۔ (واللہ اعلم)۔

27/1853 الکافی، ۲/ ۴۰۶/ ۱۲/۱ بَعْضُ أَصْحَابِنَا عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَلْحَسَنِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حَبِيبٍ اَلْخَثْعَمِيِّ عَنْ أَبِي

---

[1] معانی الاخبار: ۲۰۱؛ بحار الانوار: ۶۹/ ۱۶۰؛ تفسیر نور الثقلین: ۱/ ۵۳۸؛ تفسیر کنز الدقائق: ۳/ ۵۱۸؛ مسند امام الصادق: ۲۰/ ۳۶۱؛ مستدرک سفینۃ البحار: ۶/ ۳۶۹

[2] مراۃ العقول: ۱۱/ ۲۰۹

[3] ثواب الاعمال وعقاب الاعمال: ۱۹۱؛ وسائل الشیعہ: ۲/ ۶۱ ح ۱۳۸۳؛ بحار الانوار: ۷۳/ ۸۶؛ الکافی: ۶/ ۵۰۳ ح ۱؛ وسائل الشیعہ: ۲/ ۶۰ ح ۱۳۸۰؛ الوافی: ۶/ ۶۳۲ ح ۵۱۰۵

[4] تفسیر الصافی: ۱/ ۴۹۰؛ تفسیر کنز الدقائق: ۳/ ۵۱۸؛ تفسیر نور الثقلین: ۱/ ۵۳۹؛ مسند سہل بن زیاد: ۳/ ۲۲۲

[5] مراۃ العقول: ۱۱/ ۲۱۳

سَارَةَ إِمَامِ مَسْجِدِ بَنِي هِلاَلٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: لَيْسَ اَلْيَوْمَ مُسْتَضْعَفٌ أَبْلَغَ اَلرِّجَالُ اَلرِّجَالَ وَ اَلنِّسَاءُ اَلنِّسَاءَ۔

(ترجمہ) امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: آج کے دور میں کوئی مستضعف نہیں ہے۔ مردوں نے مردوں کو اور عورتوں نے عورتوں کو تبلیغ کر دی ہے۔[1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے۔[2]

28/1854 الکافی، ۱/۸/۴۰۶/۲ محمد عن ابن عیسی عن السراد عَنْ جَمِيلِ بْنِ دَرَّاجٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ إِنِّي رُبَّمَا ذَكَرْتُ هَؤُلاَءِ اَلْمُسْتَضْعَفِينَ فَأَقُولُ نَحْنُ وَ هُمْ فِي مَنَازِلِ اَلْجَنَّةِ فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ لاَ يَفْعَلُ اَللَّهُ ذَلِكَ بِكُمْ أَبَداً۔

(ترجمہ) جمیل بن دراج سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: میں جب کبھی مستضعفین کا تذکرہ کرتا ہوں تو میں کہتا ہوں: ہم اور یہ لوگ جنت کی منازل میں ہوں گے۔
پس امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تم لوگوں کے ساتھ ایسا کبھی نہیں کرے گا۔[3]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے[4]

29/1855 الکافی، ۱/۹/۴۰۶/۲ عنه عن التیمی عَنْ أَخَوَيْهِ مُحَمَّدٍ وَ أَحْمَدَ اِبْنَيِ اَلْحَسَنِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ مَرْوَانَ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ اَلْحُرِّ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ لِأَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ نَحْنُ عِنْدَهُ جُعِلْتُ فِدَاكَ إِنَّا نَخَافُ أَنْ نَنْزِلَ بِذُنُوبِنَا مَنَازِلَ اَلْمُسْتَضْعَفِينَ قَالَ فَقَالَ لاَ وَ اَللَّهِ لاَ يَفْعَلُ اَللَّهُ ذَلِكَ بِكُمْ أَبَداً۔

الکافی، ۱/۱۰/۴۰۶/۲ الثلاثة عن رجل عن أبي عبد الله ع مثله۔

(ترجمہ) ایوب بن حر سے روایت ہے کہ ایک شخص نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا جبکہ ہم کے آپؑ کے پاس موجود

[1] مسند الامام الصادق: ۵/ ۴۹۹

[2] مرآة العقول: ۱۱/ ۲۱۳

[3] تفسیر البرہان: ۲/ ۱۵۷؛ مسند الامام الصادق: ۵/ ۴۹۸

[4] مرآة العقول: ۱۱/ ۲۱۲

تھے: میں آپؑ پر فدا ہوں! ہمیں ڈر ہے کہ کہیں ہمارے گناہوں کی وجہ سے ہمیں مستضعفین کی منازل میں سے کوئی منزل نہ مل جائے؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں، اللہ کی قسم! اللہ تم لوگوں کے ساتھ ایسا کبھی نہیں کرے گا۔

ایک شخص نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اسی کے مثل روایت کی ہے۔ [1]

بیان:

إنما قال ع لا يفعل الله ذلك بكم أبدا لأن منازل المؤمنين في الجنة أرفع من منازل المستضعفين و إن كانوا جميعا يدخلونها و كان مذنبو المؤمنين إنما يدخلونها بعد التمحيص و التطهير

بیشک امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ کبھی ایسا نہیں کرے گا کیونکہ مؤمنین کی منازل جنّت میں مستضعفین کی منازل سے ارفع اور بلند ہوں گی اگرچہ وہ سب جنّت میں داخل ہوں گے اور گناہگار مؤمنین پاک ہو جانے کے بعد جنّت میں جائیں گے۔

تحقیق اسناد:

پہلی سند موثق اور دوسری سند حسن کالصحیح ہے [2] اور میرے نزدیک پہلی سند علی بن یعقوب کی وجہ سے مجہول اور دوسری سند صحیح ہے۔ (واللہ اعلم)

30/1856 الکافی،۲/۴۰۸/۲/۱ العدة عن سهل عَنْ عَلِيِّ بْنِ حَسَّانَ عَنْ مُوسَى بْنِ بَكْرٍ عَنْ رَجُلٍ قَالَ قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ : اَلَّذِينَ (خَلَطُوا عَمَلاً صٰالِحاً وَ آخَرَ سَيِّئاً) فَأُولٰئِكَ قَوْمٌ مُؤْمِنُونَ يُحْدِثُونَ فِي إِيمَانِهِمْ مِنَ اَلذُّنُوبِ اَلَّتِي يَعِيبُهَا اَلْمُؤْمِنُونَ وَ يَكْرَهُونَهَا فَأُولٰئِكَ (عَسَى اَللّٰهُ أَنْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ) .

(ترجمہ) امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: وہ لوگ جنہوں نے: ''نیکیوں کے ساتھ برائیوں کو مخلوط کر دیا۔ (التوبہ:۱۰۲)۔'' تو یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے ایمان میں گناہوں کی وجہ سے ایسی چیزیں پیدا کر لیتے ہیں جن کی مومن لوگ مذمت کرتے ہیں اور اسے ناپسند کرتے ہیں۔ پس یہ ہی وہ لوگ ہیں کہ ''شاید اللہ ان کی توبہ قبول کرے۔ (ایضا)۔'' [3]

---

[1] تفسیر کنز الدقائق:۳/۵۱۸؛ مسند الامام الصادق:۵/۴۹۹

[2] مرآة العقول:۱۱/۲۱۳

[3] تفسیر کنز الدقائق:۵/۵۲۷؛ تفسیر نور الثقلین:۲/۲۵۷؛ تفسیر البرہان:۲/۸۳۴؛ تفسیر الصافی:۲/۳۷۱

https://www.shiabookspdf.com

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث مرسل ہے اور دیگر سارے راوی ثقہ ہیں۔ (واللہ اعلم)

۲۲ باب: دعائم الکفر و النفاق و شعبهما

باب: کفر اور نفاق کے ستون اوران دونوں کے شعبے

1/1857 الکافی، ۱/۱/۳۹۱/۲ علی عن أبیه عن حماد عن الیمانی عن ابن أذینة عَنْ أَبَانِ بْنِ أَبِي عَيَّاشٍ عَنْ سُلَيْمِ بْنِ قَيْسٍ اَلْهِلاَلِيِّ عَنْ أَمِيرِ اَلْمُؤْمِنِينَ صَلَوَاتُ اَللَّهِ عَلَيْهِ قَالَ: بُنِيَ اَلْكُفْرُ عَلَى أَرْبَعِ دَعَائِمَ اَلْفِسْقِ وَ اَلْغُلُوِّ وَ اَلشَّكِّ وَ اَلشُّبْهَةِ وَ اَلْفِسْقُ عَلَى أَرْبَعِ شُعَبٍ عَلَى اَلْجَفَاءِ وَ اَلْعَمَى وَ اَلْغَفْلَةِ وَ اَلْعُتُوِّ فَمَنْ جَفَا اِحْتَقَرَ اَلْحَقَّ وَ مَقَتَ اَلْفُقَهَاءَ وَ أَصَرَّ (عَلَى اَلْحِنْثِ اَلْعَظِيمِ) وَ مَنْ عَمِيَ نَسِيَ اَلذِّكْرَ وَ اِتَّبَعَ اَلظَّنَّ وَ بَارَزَ خَالِقَهُ وَ أَلَحَّ عَلَيْهِ اَلشَّيْطَانُ وَ طَلَبَ اَلْمَغْفِرَةَ بِلاَ تَوْبَةٍ وَ لاَ اِسْتِكَانَةٍ وَ لاَ غَفْلَةٍ وَ مَنْ غَفَلَ جَنَى عَلَى نَفْسِهِ وَ اِنْقَلَبَ عَلَى ظَهْرِهِ وَ حَسِبَ غَيَّهُ رُشْداً وَ غَرَّتْهُ اَلْأَمَانِيُّ وَ أَخَذَتْهُ اَلْحَسْرَةُ وَ اَلنَّدَامَةُ إِذَا قُضِيَ اَلْأَمْرُ وَ اِنْكَشَفَ عَنْهُ اَلْغِطَاءُ وَ بَدَا لَهُ مَا لَمْ يَكُنْ يَحْتَسِبُ وَ مَنْ عَتَا عَنْ أَمْرِ اَللَّهِ شَكَّ وَ مَنْ شَكَّ تَعَالَى اَللَّهُ عَلَيْهِ فَأَذَلَّهُ بِسُلْطَانِهِ وَ صَغَّرَهُ بِجَلاَلِهِ كَمَا اِغْتَرَّ بِرَبِّهِ اَلْكَرِيمِ وَ فَرَّطَ فِي أَمْرِهِ وَ اَلْغُلُوُّ عَلَى أَرْبَعِ شُعَبٍ عَلَى اَلتَّعَمُّقِ بِالرَّأْيِ وَ اَلتَّنَازُعِ فِيهِ وَ اَلزَّيْغِ وَ اَلشِّقَاقِ فَمَنْ تَعَمَّقَ لَمْ يُنِبْ إِلَى اَلْحَقِّ وَ لَمْ يَزْدَدْ إِلاَّ غَرَقاً فِي اَلْغَمَرَاتِ وَ لَمْ تَنْحَسِرْ عَنْهُ فِتْنَةٌ إِلاَّ غَشِيَتْهُ أُخْرَى وَ اِنْخَرَقَ دِينُهُ فَهُوَ يَهْوِي (فِي أَمْرٍ مَرِيجٍ) وَ مَنْ نَازَعَ فِي اَلرَّأْيِ وَ خَاصَمَ شُهِرَ بِالْعَثَلِ مِنْ طُولِ اَللَّجَاجِ وَ مَنْ زَاغَ قَبُحَتْ عِنْدَهُ اَلْحَسَنَةُ وَ حَسُنَتْ عِنْدَهُ اَلسَّيِّئَةُ وَ مَنْ شَاقَّ اِعْوَرَّتْ عَلَيْهِ طُرُقُهُ وَ اِعْتَرَضَ عَلَيْهِ أَمْرُهُ فَضَاقَ عَلَيْهِ مَخْرَجُهُ إِذَا لَمْ يَتَّبِعْ سَبِيلَ اَلْمُؤْمِنِينَ وَ اَلشَّكُّ عَلَى أَرْبَعِ شُعَبٍ عَلَى اَلْمِرْيَةِ وَ اَلْهَوَى وَ اَلتَّرَدُّدِ وَ اَلاِسْتِسْلاَمِ وَ هُوَ قَوْلُ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ (فَبِأَيِّ آلاءِ رَبِّكَ تَتَمارى) وَ فِي رِوَايَةٍ أُخْرَى عَلَى اَلْمِرْيَةِ وَ

[1] مرآۃ العقول:۱۱/۲۱۶

اَلْهَوْلِ مِنَ اَلْحَقِّ وَ اَلتَّرَدُّدِ وَ اَلاِسْتِسْلاَمِ لِلْجَهْلِ وَ أَهْلِهِ فَمَنْ هَالَهُ مَا بَيْنَ يَدَيْهِ (نَكَصَ عَلَى عَقِبَيْهِ) وَ مَنِ اِمْتَرَى فِي اَلدِّينِ تَرَدَّدَ فِي اَلرَّيْبِ وَ سَبَقَهُ اَلْأَوَّلُونَ مِنَ اَلْمُؤْمِنِينَ وَ أَدْرَكَهُ اَلْآخِرُونَ وَ وَطِئَتْهُ سَنَابِكُ اَلشَّيْطَانِ وَ مَنِ اِسْتَسْلَمَ لِهَلَكَةِ اَلدُّنْيَا وَ اَلْآخِرَةِ هَلَكَ فِيمَا بَيْنَهُمَا وَ مَنْ نَجَا مِنْ ذَلِكَ فَمِنْ فَضْلِ اَلْيَقِينِ وَ لَمْ يَخْلُقِ اَللَّهُ خَلْقاً أَقَلَّ مِنَ اَلْيَقِينِ وَ اَلشُّبْهَةُ عَلَى أَرْبَعِ شُعَبٍ إِعْجَابٍ بِالزِّينَةِ وَ تَسْوِيلِ اَلنَّفْسِ وَ تَأَوُّلِ اَلْعِوَجِ وَ لَبْسِ اَلْحَقِّ بِالْبَاطِلِ وَ ذَلِكَ بِأَنَّ اَلزِّينَةَ تَصْدِفُ عَنِ اَلْبَيِّنَةِ وَ أَنَّ تَسْوِيلَ اَلنَّفْسِ يُقْحِمُ عَلَى اَلشَّهْوَةِ وَ أَنَّ اَلْعِوَجَ يَمِيلُ بِصَاحِبِهِ مَيْلاً عَظِيماً وَ أَنَّ اَللَّبْسَ (ظُلُمَاتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ) فَذَلِكَ اَلْكُفْرُ وَ دَعَائِمُهُ وَ شُعَبُهُ. قَالَ: وَ اَلنِّفَاقُ عَلَى أَرْبَعِ دَعَائِمَ عَلَى اَلْهَوَى وَ اَلْهُوَيْنَا وَ اَلْحَفِيظَةِ وَ اَلطَّمَعِ فَالْهَوَى عَلَى أَرْبَعِ شُعَبٍ عَلَى اَلْبَغْيِ وَ اَلْعُدْوَانِ وَ اَلشَّهْوَةِ وَ اَلطُّغْيَانِ فَمَنْ بَغَى كَثُرَتْ غَوَائِلُهُ وَ تُخُلِّيَ مِنْهُ وَ قُصِرَ عَلَيْهِ وَ مَنِ اِعْتَدَى لَمْ يُؤْمَنْ بَوَائِقُهُ وَ لَمْ يَسْلَمْ قَلْبُهُ وَ لَمْ يَمْلِكْ نَفْسَهُ عَنِ اَلشَّهَوَاتِ وَ مَنْ لَمْ يَعْذِلْ نَفْسَهُ فِي اَلشَّهَوَاتِ خَاضَ فِي اَلْخَبِيثَاتِ وَ مَنْ طَغَى ضَلَّ عَلَى عَمْدٍ بِلاَ حُجَّةٍ وَ اَلْهُوَيْنَا عَلَى أَرْبَعِ شُعَبٍ عَلَى اَلْغِرَّةِ وَ اَلْأَمَلِ وَ اَلْهَيْبَةِ وَ اَلْمُمَاطَلَةِ وَ ذَلِكَ بِأَنَّ اَلْهَيْبَةَ تَرُدُّ عَنِ اَلْحَقِّ وَ اَلْمُمَاطَلَةَ تُفَرِّطُ فِي اَلْعَمَلِ حَتَّى يَقْدَمَ عَلَيْهِ اَلْأَجَلُ وَ لَوْ لاَ اَلْأَمَلُ عَلِمَ اَلْإِنْسَانُ حَسَبَ مَا هُوَ فِيهِ وَ لَوْ عَلِمَ حَسَبَ مَا هُوَ فِيهِ مَاتَ خُفَاتاً مِنَ اَلْهَوْلِ وَ اَلْوَجَلِ وَ اَلْغِرَّةَ تَقْصُرُ بِالْمَرْءِ عَنِ اَلْعَمَلِ وَ اَلْحَفِيظَةُ عَلَى أَرْبَعِ شُعَبٍ عَلَى اَلْكِبْرِ وَ اَلْفَخْرِ وَ اَلْحَمِيَّةِ وَ اَلْعَصَبِيَّةِ فَمَنِ اِسْتَكْبَرَ أَدْبَرَ عَنِ اَلْحَقِّ وَ مَنْ فَخَرَ فَجَرَ وَ مَنْ حَمِيَ أَصَرَّ عَلَى اَلذُّنُوبِ وَ مَنْ أَخَذَتْهُ اَلْعَصَبِيَّةُ جَارَ فَبِئْسَ اَلْأَمْرُ أَمْرٌ بَيْنَ إِدْبَارٍ وَ فُجُورٍ وَ إِصْرَارٍ وَ جَوْرٍ عَلَى اَلصِّرَاطِ وَ اَلطَّمَعُ عَلَى أَرْبَعِ شُعَبٍ اَلْفَرَحِ وَ اَلْمَرَحِ وَ اَللَّجَاجَةِ وَ اَلتَّكَاثُرِ فَالْفَرَحُ مَكْرُوهٌ عِنْدَ اَللَّهِ وَ اَلْمَرَحُ خُيَلاَءُ وَ اَللَّجَاجَةُ بَلاَءٌ لِمَنِ اِضْطَرَّتْهُ إِلَى حَمْلِ اَلْآثَامِ وَ اَلتَّكَاثُرُ لَهْوٌ وَ لَعِبٌ وَ شُغُلٌ وَ اِسْتِبْدَالُ (اَلَّذِي هُوَ أَدْنَى بِالَّذِي هُوَ خَيْرٌ) .- فَذَلِكَ اَلنِّفَاقُ وَ دَعَائِمُهُ وَ شُعَبُهُ وَ اَللَّهُ قَاهِرٌ (فَوْقَ عِبَادِهِ) تَعَالَى ذِكْرُهُ وَ جَلَّ وَجْهُهُ وَ (أَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهُ) وَ اِنْبَسَطَتْ يَدَاهُ وَ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ رَحْمَتُهُ وَ ظَهَرَ أَمْرُهُ وَ أَشْرَقَ نُورُهُ وَ فَاضَتْ بَرَكَتُهُ وَ اِسْتَضَاءَتْ حِكْمَتُهُ وَ هَيْمَنَ كِتَابُهُ وَ فَلَجَتْ حُجَّتُهُ وَ خَلَصَ دِينُهُ وَ اِسْتَظْهَرَ سُلْطَانُهُ وَ حَقَّتْ كَلِمَتُهُ وَ أَقْسَطَتْ مَوَازِينُهُ وَ بَلَّغَتْ رُسُلُهُ فَجَعَلَ اَلسَّيِّئَةَ

ذَنْباً وَ اَلذَّنْبَ فِتْنَةً وَ اَلْفِتْنَةَ دَنَساً وَ جَعَلَ اَلْحُسْنَى عُتْبَى وَ اَلْعُتْبَى تَوْبَةً وَ اَلتَّوْبَةَ طَهُوراً فَمَنْ تَابَ اِهْتَدَى وَ مَنِ اُفْتُتِنَ غَوَى مَا لَمْ يَتُبْ إِلَى اَللَّهِ وَ يَعْتَرِفْ بِذَنْبِهِ وَ لاَ يَهْلِكُ عَلَى اَللَّهِ إِلاَّ هَالِكٌ اَللَّهَ اَللَّهَ فَمَا أَوْسَعَ مَا لَدَيْهِ مِنَ اَلتَّوْبَةِ وَ اَلرَّحْمَةِ وَ اَلْبُشْرَى وَ اَلْحِلْمِ اَلْعَظِيمِ وَ مَا أَنْكَلَ مَا عِنْدَهُ مِنَ اَلْأَنْكَالِ وَ اَلْجَحِيمِ وَ اَلْبَطْشِ اَلشَّدِيدِ فَمَنْ ظَفِرَ بِطَاعَتِهِ اِجْتَلَبَ كَرَامَتَهُ وَ مَنْ دَخَلَ فِي مَعْصِيَتِهِ ذَاقَ وَبَالَ نَقِمَتِهِ وَ (عَمَّا قَلِيلٍ لَيُصْبِحُنَّ نَادِمِينَ)۔

(ترجمہ) سلیم بن قیس ہلالی سے روایت ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا:

کفر کی بنیاد چار ستونوں پر ہے: فسق، غلو، شک اور شبہ۔

نیز فسق کے چار شعبے ہیں: جفاء، اندھاپن، غفلت اور تکبر۔

پس جو جفاء کرتا ہے وہ حق کو حقیر سمجھتا ہے، فقہاء (دین کی سوجھ بوجھ رکھنے والوں) سے نفرت کرتا ہے اور کبیرہ گناہوں پر اصرار کرتا ہے۔

اور جو اندھاپن کرے گا وہ ذکر کو بھول جاتا ہے، ظن کی اتباع کرتا ہے، اپنے خالق کی مخالفت کرتا ہے، شیطان اس کو دھوکا دیتا ہے اور اس پر غلبہ حاصل کر لیتا ہے اور وہ توبہ اور استکانت (سستی کا اعتراف) کے بغیر مغفرت طلب کرتا ہے۔

جو غفلت کرتا ہے اپنے نفس کے خلاف جرم کرتا ہے، وہ اپنے پیچھے کی طرف مڑ جاتا ہے، اپنی گمراہی کو ہدایت سمجھتا ہے، خواہش اسے دھوکہ دیتی ہے، حسرت اور ندامت اسے اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہیں اور جب امر کا فیصلہ ہوتا ہے اور پردہ اٹھ جاتا ہے تو وہ وہی ہوتا ہے جس کی اسے توقع نہیں ہوتی۔

اور جو اللہ کے امر میں تکبر کرتا ہے وہ شک کرتا ہے اور جو شک کرتا ہے اللہ اس پر غلبہ پاتا ہے اور اسے اپنے اختیار سے ذلیل کر دیتا ہے اور اسے اپنی شان سے چھوٹا کر دیتا ہے جیسا کہ اس نے اپنے رب کے ساتھ دھوکہ کیا اور اپنے معاملات میں حد سے تجاوز کیا۔

اور غلو کے بھی چار شعبے ہیں: رائے کی گہرائی کا حصول، کسی رائے پر اختلاف، اس میں انحراف تلاش کرنا اور اس میں تفرقہ پیدا کرنا۔

پس جو شخص انتہائی پیچیدگیوں کی تلاش میں ہے وہ حق کی طرف واپس نہیں آتا اور اسے گہری مصیبتوں میں ڈوبنے کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا، وہ ایک کو ہٹانا ختم نہیں کرتا کہ اس سے پہلے دوسری مصیبت اس پر غالب آ جاتی ہے، اس کے مذہب میں سوراخ ہو جاتے ہیں اور وہ انتشار میں گہرا پڑتا جاتا ہے۔

https://www.shiabookspdf.com

اور جو کسی رائے اور جھگڑے میں جھگڑتا ہے، طویل جھگڑے کی وجہ سے اس کی لغویت کھل کر سامنے آتی ہے۔
اور جو انحراف کرتا ہے اسے اچھائی بھیانک اور برائی پیاری لگنے لگتی ہے۔
اور جو شخص تفرقہ پیدا کرتا ہے اس کے راستے موت کی طرف لے جاتے ہیں، اس کے معاملات اس پر بوجھل ہو جاتے ہیں، اگر وہ اہل ایمان کے راستے پر نہیں چلتا تو اس کا فرار تنگ ہو جاتا ہے۔
اور شک کے بھی چار شعبے ہیں: شبہ، خواہش، ہچکچاہٹ اور تسلیم۔ اور اسی سلسلے میں اللہ کا قول ہے: ''پس اپنے رب کی کون کون سی نعمت میں تو شک کرے گا۔ (النجم: ۵۵)۔''
ایک دوسری حدیث میں ہے کہ یہ شک، سچائی کا خوف، جھجک اور جہالت اور جاہل لوگوں کے سامنے سر تسلیم خم کرنے میں شاخیں رکھتا ہے۔
پس جو اپنے سامنے موجود چیز سے ڈرتا ہے وہ پلٹ جاتا ہے، جو شخص دین میں شک کرتا ہے وہ شک میں مبتلا رہتا ہے اور سب سے بڑے ایمان والے اس کے آگے آگے بڑھتے ہیں اور پیچھے والے اسے پکڑ لیتے ہیں اور وہ شیطان کے پنجوں تلے چپٹ کر رہ جاتا ہے اور جو جہل نادانی کے سامنے سر تسلیم خم کر گیا تو وہ دنیا و آخرت دونوں میں ہلاک ہو گیا۔
پس جو اس سے نجات پا گیا وہ یقین کی فضیلت سے بہرہ مند ہو گیا اور یقین سے کم تر اللہ کی کوئی مخلوق نہیں ہے۔
اور شبہہ کے بھی چار شعبے ہیں: دنیا کی زینت پر خوش ہونا، خود نمائی کرنا، حق سے روکنا اور حق کو باطل سے مخلوط کرنا۔
پس دنیا کی زینت انسان کو حق کی روشن ادلہ سے بھی روک لیتی ہے، خود نمائی شہوت پر آمادہ کرتی ہے، حق سے روکنا اور کجی کرنا یہ اپنے ساتھی کو بہت بڑے انحراف میں ڈال دیتا ہے اور حق کو باطل سے مخلوط کرنا اندھیروں پر اندھیرا ہے۔ پس یہ کفر اور اس کے شعبے اور اس کے ارکان ہیں۔
نیز امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: نفاق کے چار ستون ہیں: خواہش، غفلت، ناراضگی اور لالچ۔
نیز خواہش چار شاخوں پر مشتمل ہے: غیر مناسب سلوک، زیادتی، ہوس اور سرکشی۔
پس جو بھی غیر مناسب برتاؤ کرتا ہے اسے بڑے خطرات کا سامنا کرنا پڑتا ہے، وہ تنہا رہتا ہے اور حمایتیوں کے بغیر رہتا ہے۔
اور جو کوئی حد سے تجاوز کرتا ہے وہ نقصان دہ نتائج سے محفوظ نہیں رہتا، اس کے دل کو سکون نہیں ہوتا اور وہ اپنے نفس کا شہوت پر قابو نہیں رکھتا اور جس نے اپنے نفس کو شہوت پرستی کے معاملات میں متوازن نہیں رکھا وہ غلیظ

https://www.shiabookspdf.com

کاموں میں ملوث ہو جاتا ہے۔ پس جو کوئی جان بوجھ کر اور بغیر ثبوت کے بے اعتنائی سے کام لیتا ہے وہ جھوٹ میں بھٹک جاتا ہے۔

اور غفلت کی بھی چار شاخیں ہیں: بے ایمانی، تڑپ، خوف اور تاخیر۔

پس خوف اور اندیشہ انسان کا سچائی سے منہ موڑ دیتا ہے اور تاخیر وقت کی تاریخ کے قریب آنے تک سرگرمیاں انتہائی کم کر دیتی ہے۔ اگر کسی کے اندر کوئی تڑپ نہ ہو تو وہ اپنی اصل حالت اور اقدامات کو جانتا ہے اور اگر اسے اپنی حالت کا صحیح اندازہ ہو جائے جس میں وہ ہے تو وہ خوف اور اندیشے کی وجہ سے اچانک مر جائے گا اور بے ایمانی کسی کے اعمال کو کم کر دیتی ہے۔

ناراضگی کی بھی چار شاخیں ہیں: تکبر، گھمنڈ، انا پرستی اور نسل پرستی۔

پس جو تکبر کرتا ہے وہ حق کی طرف سے منہ موڑ لیتا ہے، جو گھمنڈ کرتا ہے وہ گناہوں میں ملوث ہوتا ہے، جو انا پرست ہے وہ گناہوں میں لگا رہتا ہے اور جو بھی نسل پرستی کی لپیٹ میں آتا ہے وہ ناانصافی کرتا ہے۔ پس برائی وہ معاملہ ہے جو راستے میں بگاڑ، بے حیائی، ہٹ دھرمی اور ناانصافی میں جھولتا ہے۔

اور لالچ کے بھی چار شعبے ہیں: فرح (ناجائز امور پر خوش ہونا)، خوشی کی تلاش، فکرمندی اور ضرورت سے زیادہ جمع کرنا۔

پس فرح اللہ کے نزدیک قابل نفرت ہے، خوشی کی تلاش کمزوری ہے، جو گناہوں کو اٹھانے پر مجبور ہو اس کے لیے فکرمندی بدقسمتی ہے، ضرورت سے زیادہ کی تلاش بیکار ہے، بچکانہ انداز ہے، ایک وسیع مصروفیت ہے اور جو کم معیار ہے اسے بہتر میں بدلنے کی کوشش ہے۔

پس یہ نفاق ہے اور اس کے ستون و شعبے ہیں۔

اللہ اپنے بندوں پر غالب ہے، اُس کا ذکر بلند ہے اور جلال اُسی کا ہے، اس نے ہر چیز کو اچھے انداز میں پیدا کیا ہے، اس کے ہاتھ آزاد ہیں، اس کا فضل عالمگیر ہے، اس کا حکم ظاہر ہے، اس کا نور چمکتا ہے، اس کی نعمتیں چھلکتی ہیں، اس کی حکمت روشنی کا سرچشمہ ہے، اس کی کتاب غالب ہے، اس کی حجت زبردست ہے، اس کا دین خالص ہے، اس کی بادشاہی طاقتور ہے، اُس کا کلام حق ہے، اُس کے اقدامات منصفانہ ہیں اور اُس کے رسول پہلے ہی تبلیغ کر چکے ہیں اور اس طرح اس نے برائی کو گناہ، گناہ کو بدبختی اور بدبختی کو گندگی بنا دیا ہے، اس نے نیک اعمال کو ایک حد بنا دیا ہے، حد توبہ ہے اور توبہ تزکیہ ہے، توبہ کرنے والا ہدایت پاتا ہے، تدبیر کرنے والا اس وقت تک گمراہ ہو جاتا ہے جب تک وہ اللہ کے حضور توبہ نہ کرے اور اپنے گناہوں کا اعتراف نہ کرے اور اللہ کے خلاف

https://www.shiabookspdf.com

اپنی تباہی کے لیے کوئی عمل کرنے کی ہمت نہیں کرتا سوائے ان کے جو برباد ہوں۔ اللہ! اللہ! اس کے پاس توبہ، احسان، خوشی اور عظیم تحمل کے لیے کتنی وسعت ہے، اس کے سامنے عذاب، جہنم اور سخت گرفت کتنی سخت ہے۔ جو اس کی اطاعت میں کامیاب ہو جاتا ہے وہ اس کی سخاوت کو اپنی طرف متوجہ کرتا ہے اور جو اس کی نافرمانی کرے گا وہ اس کی ناراضگی کا امتحان لے گا اور بہت جلد پشیمان ہو جائے گا۔[1]

بیان:

الفسق الخروج عن الطاعة و الغلو مجاوزة الحد و الشك يعني في الدين و الشبهة ما يشبه الحق و ليس به و الجفاء نقيض الصلة و الغلظة و اليبس و الانقباض و العمى ذهاب بصر القلب و العتو الاستكبار و الحنث بالكسر الإثم و الميل من الحق إلى الباطل و الذكر ما جاء في الكتاب و السنة و الزيغ الميل و الرجوع عن الحق و الشقاق الخلاف و العداوة و الانحسار الانكشاف و أمر مريج أي مختلط و الفشل الضعف و الجبن و إنما شهر بالفشل لأن خصمه المبطل لا ينقاد للحق بل لا يزال يجادل بالباطل ليدحض به الحق فيظهر ضعف هذا المحق فيشهر به و الوعر ضد السهل يقال أوعرته الطريق إذا وعر عليه و أفضى به إلى وعر و الاعتراض المنع نكص على عقبيه أي رجع القهقرى عما كان عليه من خير و السنبك كقنفذ طرف الحافر و التسويل التزيين و تأول المعوج أي التأويل الغير المستقيم و الصدف عن البينة الصرف عنها و قحم في الأمر قحوما رمى بنفسه فيه فجأة بلا روية و الهويناء تصغير الهوناء تأنيث أهون و الحفيظة الغضب و الغوائل الدواهي و كذا البوائق و العذل اللوم و الهيبة أريد بها من غير الله و المماطلة التسويف حسب ما هو فيه محركة أي عدده و قدره و قد يسكن و خفت خفاتا مات و الجور الميل عن القصد و المرح الأشر و البطر و الاختيال و النشاط و التبختر و التكاثر يعني في الأموال و الأولاد و فضول المعاش و يعني بالذي هو أدنى الدنيا و بالذي هو خير الآخرة هيمن كتابه أي جعله شاهدا و رقيبا و مؤتمنا و فلجت حجته أي قامت و ظهرت و العتبى الرجوع عن الذنب و الإساءة وجعل الحسنى عتبى ناظر إلى قوله سبحانه إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ و على في قوله و لا يهلك على الله للإضرار أو على تضمين معنى الاجتراء و نحوه أي حين كونه خصما له جل جلاله و مضادا له في طاعته غير معترف بذنبه و إساءته إلا هالك لا

---

[1] کتاب سلیم بن قیس ہلالی: ۲/ ۹۵۰؛ بحار الانوار: ۶۹/ ۱۱۶؛ موسوعہ اہل البیتؑ: ۵/ ۱۷۳

https://www.shiabookspdf.com

یرجی نجاته و ذلك ليسر التكليف و تمام الحجة و قرب الأمر و دنو المسافة و سهولة الوصول و العناية البالغة و الرأفة السابغة و الفضل العظيم و الرحمة الواسعة

''الفسق''یعنی اطاعت سے خروج اور غلو سے مراد حد سے تجاوز کرنا ہے۔ ''الشك''یعنی دین کے بارے میں۔ ''الشبهه''جو حق سے مشابہت رکھتا ہو اور اس میں نہ ہو۔ ''الجفاء''متضاد تعلق کا جمود، کھردرا پن، خشکی، تنگی اور اندھا پن دل کی بینائی چھین لیتا ہے۔ ''العتوّ''تکبّر کرنا۔ ''الحنث''کسرہ کے ساتھ، یعنی گناہ اور حق سے غلط کی طرف جھکاؤ۔ ''الذكر''اس سے مراد وہ ہے کہ جو کتاب وسنّت میں بیان ہوا۔ ''الزيغ''حق، سے منہ موڑنا اور رجوع کانا۔ ''الشقاق''اختلاف وعداوت۔ ''الانحسار''انکشاف ہونا۔ ''امر مريج''یعنی ملا ہوا۔ ''الفشل''کمزوری اور بزدلی، بلکہ اس کو اس لیے ناکام قرار دیا گیا کہ اس کا جھوٹا مخالف حق کے سامنے سر تسلیم خم نہیں کرتا بلکہ وہ پھر بھی حق کی تردید کے لیے باطل سے بحث کرتا ہے اور اس لیے اس حق والے کی کمزوری ظاہر ہوتی ہے اور وہ اسے بدنام کرتا ہے۔ ''الوعر''یہ''السهل''کی ضد ہے، کہا جاتا ہے کہ سڑک اکھڑتی ہے اگر اس کے لیے کھٹی ہے اور اس کے لیے کھٹل بھری سڑک کی طرف لے جاتی ہے۔ ''الاعتراض''منع کرنا۔ ''نكص على عقبيه''جو اچھا تھا اس کے لیے کسی کا پیچھے ہٹنا۔ ''السنبك''جیسے''قحفد''یعنی جانور کے کھر کی نوک۔ ''التسويل''زینت کرنا۔ ''تأوّل المعوج''یعنی کوئی بھی غلط تشریح۔ ''الصدف عن البيّنة''اس نے اس سے منہ موڑلیا اور بے فکری سے اس معاملے میں کود پڑا، بغیر کسی ہچکچاہٹ کے اچانک خود کو اس میں جھونک دیا۔ ''الهوينا''یہ تصغیر ہے''الهوناء''کی جو کہ مؤنث ہے''اهون''کی۔ ''الحفيظة''غضبناک ہونا۔ ''الغوائل''دعویٰ، اسی طرح''البوائق''ہے۔ ''العذل''عیب اور عزت خدا کے سوا کسی اور سے مانگی جاتی ہے اور تاخیر ہے۔ ''حسب ماهو فيه''متحرک، کوئی بھی تعداد اور صلاحیت اور زندہ رہ سکتی ہے۔

''خفت خفآتا''وہ مرگیا۔ ''الجور''ارادے کی طرف جھکاؤ۔ ''المرح''شرارتی مزہ، عجز، اُڑ کنا، سرگرمی، اور اکڑنا۔ ''التكاثر''اس کا مطلب ہے مال، اولاد اور معیشت کا تجسس اور اس کا مطلب ہے دنیا کی سب سے کم چیز جو آخرت کی بہترین چیز ہے۔ ''هيمن كتابه''اس نے اپنی کتاب پر غلبہ حاصل کیا، یعنی اسے گواہ، نگران اور امانت دار بنایا اور اس کی دلیل پھوٹ پڑی یعنی وہ اٹھی اور ظاہر ہوئی۔ ''جعل الحسنى عتبى''اچھے کو ایک دہلیز بنائیں، اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں غور کریں:

اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ

https://www.shiabookspdf.com

نیکیاں بیشک برائیوں کو دور کر دیتی ہیں۔(سورہ ھود: ۱۱۴)

"لا یھلك علی اللہ" ضرر پہنچانا یا گستاخی کے معنی میں شامل کرنا، یعنی جب وہ اس کا مخالف ہو، تو اس کی شان میں جلالی ہو اور اس کی اطاعت میں اس کی مخالفت کرتا ہو، اس کے گناہ اور خطا کو تسلیم نہ کرتا ہو، سوائے اس کے کہ وہ برباد ہو، اور یہ امید نہیں ہے کہ وہ بچ جائے گا اور یہ تفویض کی آسانی، دلیل کی تکمیل، معاملہ کی قربت، فاصلے کی قربت، رسائی کی آسانی، انتہائی احتیاط، اور اس کی وجہ سے ہے اور وہ زبردست رحمت، بڑے فضل اور وسیع رحمت والا ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث مختلف فیہ ہے [1] لیکن میرے نزدیک معتبر ہے۔(واللہ اعلم)

2/1858 الکافی،۱/۱/۲۸۹/۲ اَلْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : أُصُولُ اَلْكُفْرِ ثَلاَثَةٌ اَلْحِرْصُ وَ اَلاِسْتِكْبَارُ وَ اَلْحَسَدُ فَأَمَّا اَلْحِرْصُ فَإِنَّ آدَمَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ حِينَ نُهِيَ عَنِ اَلشَّجَرَةِ حَمَلَهُ اَلْحِرْصُ عَلَى أَنْ أَكَلَ مِنْهَا وَ أَمَّا اَلاِسْتِكْبَارُ فَإِبْلِيسُ حَيْثُ أُمِرَ بِالسُّجُودِ لِآدَمَ فَأَبَى وَ أَمَّا اَلْحَسَدُ فَابْنَا آدَمَ حَيْثُ قَتَلَ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ.

(ترجمہ) ابوبصیر سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: کفر کی جڑیں تین ہیں: لالچ، خود پسندی اور حسد۔ پس یہ لالچ ہی تھا جس نے آدم علیہ السلام کو ممنوعہ درخت سے کھانے پر مجبور کیا اور یہ خود پسندی ہی تھی جس کی وجہ سے شیطان نے آدم علیہ السلام کے سامنے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا اور یہ حسد ہی تھا جس نے آدم علیہ السلام کے بیٹوں میں سے ایک کو دوسرے کے قتل پر اکسایا۔ [2]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے [3] اور امالی صدوق والی سند حسن کالصحیح ہے۔(واللہ اعلم)

3/1859 الکافی،۱/۲/۲۸۹/۲ الأربعة عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ اَلنَّبِيُّ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: أَرْكَانُ اَلْكُفْرِ أَرْبَعَةٌ اَلرَّغْبَةُ وَ اَلرَّهْبَةُ وَ اَلسَّخَطُ وَ اَلْغَضَبُ.

---

[1] مرآۃ العقول: ۱۱/ ۱۳۹

[2] امالی صدوق: ۳۱۹؛ بحار الانوار: ۶۹/ ۱۰۴ و ۱۲۱؛ مسند ابوبصیر: ۲/ ۲۸۹؛ مسند الامام الصادق: ۵/ ۳۰۵

[3] مرآۃ العقول: ۱۰/ ۷۳؛ حدود الشریعہ محسنی: ۱/ ۱۹۹؛ تنقیح مبانی الاحکام: ۱/ ۳۶۰

(ترجمہ) امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کفر کے ارکان چار ہیں: رغبت (لالچ)، خوف، ناراضگی اور غصہ۔ [1]

بیان:

لعل المراد بالرغبة الرغبة فی فضول الشهوات و بالرهبة الرهبة من الناس فی مخالفتهم فی النوامیس و العادات و بالسخط السخط لقضاء الله فیما یخالف الهوی و بالغضب الغضب لغیر الله فیما لا یرضی قال بعض الحکماء رؤساء الشیاطین ثلاثة شوائب الطبیعة و نوامیس العامة و وساوس العادة

- شاید خواہش سے مراد خواہشات کی زیادتی ہے، اور خوف سے، لوگوں سے قوانین اور رسوم کی خلاف ورزی کرنے پر خوف، اور غضب سے، خدا کے فیصلے سے ناراض ہونا جو خواہشات سے متصادم ہو، اور غصہ سے، دوسروں کے لیے غصہ۔ خدا کے مقابلے میں جو خوش نہیں ہے۔

بعض حکماء بیان کرتے ہیں کہ شیاطین کے سردار تین قسم کے ہیں:

۱۔شوآئب الطبیعۃ، ۲۔نوامیس العامہ، ۳۔وسواس العادہ

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق ہے اور اس مشہور سند پر متعدد بار گفتگو کی جا چکی ہے۔ (واللہ اعلم)

4/1860 الکافی،۲/۲۹۳/۱۴/۱ الثلاثة عَنْ مُيَسِّرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ : خَمْسَةٌ لَعَنْتُهُمْ وَ كُلُّ نَبِيٍّ مُجَابٍ اَلزَّائِدُ فِي كِتَابِ اَللَّهِ وَ اَلتَّارِكُ لِسُنَّتِي وَ اَلْمُكَذِّبُ بِقَدَرِ اَللَّهِ وَ اَلْمُسْتَحِلُّ مِنْ عِتْرَتِي مَا حَرَّمَ اَللَّهُ وَ اَلْمُسْتَأْثِرُ بِالْفَيْءِ وَ اَلْمُسْتَحِلُّ لَهُ ـ

(ترجمہ) امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پانچ شخص ایسے ہیں جن پر میں نے اور ہر نبی نے لعنت کی ہے جس کی دعا قبولیت سے محروم نہیں ہوتی: جو کتاب اللہ میں اضافہ کرے، جو میری سنت کا تارک ہو، جو خدا کی تقدیر کو جھٹلائے، جو میری عترت سے وہ حلال کرے جسے خدا نے حرام قرار دیا ہے اور جو مال فئے

[1] تحف العقول:۲۰۷؛امالی صدوق:۴۱۹؛وسائل الشیعہ:۱۵/۳۳۹؛بحارالانوار:۶۹/۱۰۵و۷۵/۴۵؛الجعفریات:۲۳۲

[2] مراۃ العقول:۱۰/۷۴

https://www.shiabookspdf.com

پر اپنے آپ کو ترجیح دے اور اس اپنے لئے حلال سمجھے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے۔ [2]

۲۳ باب: الشک

باب: شک

1/1861 الکافی ۲،۳۹۹/۱/۱ علی عن العبیدی عَنْ یُونُسَ عَنِ اَلْحُسَیْنِ بْنِ اَلْحَکَمِ قَالَ: کَتَبْتُ إِلَی اَلْعَبْدِ اَلصَّالِحِ عَلَیْهِ اَلسَّلاَمُ أُخْبِرُهُ أَنِّی شَاكٌّ وَ قَدْ قَالَ إِبْرَاهِیمُ عَلَیْهِ اَلسَّلاَمُ (رَبِّ أَرِنِی کَیْفَ تُحْیِ اَلْمَوْتیٰ) وَ أَنِّی أُحِبُّ أَنْ تُرِیَنِی شَیْئاً فَکَتَبَ عَلَیْهِ اَلسَّلاَمُ إِنَّ إِبْرَاهِیمَ کَانَ مُؤْمِناً وَ أَحَبَّ أَنْ یَزْدَادَ إِیمَاناً وَ أَنْتَ شَاكٌّ وَ اَلشَّاكُّ لاَ خَیْرَ فِیهِ وَ کَتَبَ إِنَّمَا اَلشَّكُّ مَا لَمْ یَأْتِ اَلْیَقِینُ فَإِذَا جَاءَ اَلْیَقِینُ لَمْ یَجُزِ اَلشَّكُّ وَ کَتَبَ إِنَّ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ یَقُولُ: (وَ مٰا وَجَدْنٰا لِأَکْثَرِهِمْ مِنْ عَهْدٍ وَ إِنْ وَجَدْنٰا أَکْثَرَهُمْ لَفٰاسِقِینَ) قَالَ نَزَلَتْ فِی اَلشَّاكِّ.

(ترجمہ) حسین بن حکم سے روایت ہے کہ میں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو لکھا: مجھے خبر دیجیے کیونکہ میں شک کرنے لگا ہوں جبکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا: ''اے میرے رب مجھے دکھا کہ تو مردوں کو کیسے زندہ کرتا ہے۔(البقرۃ: ۲۶۰)۔'' اور میں پسند کرتا ہوں کہ تو مجھے کوئی چیز دکھا؟

آپؑ نے میری طرف جواب لکھا: حضرت ابراہیم علیہ السلام مومن تھے مگر چاہتے تھے کہ ان کے ایمان میں اضافہ ہوا البتہ تو شک کرنے والا ہے جبکہ شک کرنے والے میں کوئی بھلائی نہیں ہوتی۔

نیز آپؑ نے لکھا: شک اس وقت تک ہے جب تک یقین نہ آجائے پس جب یقین حاصل ہو جائے تو پھر شک جائز نہیں ہوتا۔

نیز آپ نے یہ بھی لکھا: یقیناً اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''اور ہم نے ان کے اکثر لوگوں میں عہد کا نباہ نہیں پایا، اور ان میں سے اکثر کو نافرمان پایا۔(الاعراف:۱۰۲)۔'' آپؑ نے فرمایا: یہ آیت شک کرنے والے کے بارے میں

---

[1] وسائل الشیعہ :۱۵/ ۳۴۱ح ۲۰۶۹۲؛ بحارالانوار:۶۹/ ۱۱۵؛ مسند الامام السجادؑ:۲/ ۳۵۶

[2] مراۃ العقول:۱۰/ ۸۶

https://www.shiabookspdf.com

نازل ہوئی ہے۔[1]

بیان:

ما لم يأت اليقين يعني ما يوجب اليقين فإن الشك بعد ذلك تشاكك

"مالم يأت اليقين" جب تک یقین نہ ہوجائے یعنی وہ چیز جو یقین کا موجب ہو کیونکہ شک تمہارے شبہ کرنے کے بعد ہوتا ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے[2] لیکن اگر یہ حسین بن حکم النخعی ہے تو پھر حدیث حسن ہے کیونکہ یہ کامل الزیارات کا راوی ہے[3] (واللہ اعلم)۔

2/1862 الكافى، ۱/۲/۳۹۹/۲ العدة عن سهل عن ابْنِ أَسْبَاطٍ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ الْخُرَاسَانِيِّ قَالَ كَانَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ فِي خُطْبَتِهِ: لَا تَرْتَابُوا فَتَشُكُّوا وَلَا تَشُكُّوا فَتَكْفُرُوا

(ترجمہ) ابو اسحاق خراسانی سے روایت ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے اپنے ایک خطبہ میں فرمایا: شک کی طرف میلان نہ رکھو ورنہ تم شک میں مبتلا ہو جاؤ گے اور شک نہ کرو ورنہ کفر میں مبتلا ہو جاؤ گے۔[4]

بیان:

كان الارتياب مبدأ الشك

ارتیاب شک کی ابتداء ہوتی ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے[5] لیکن میرے نزدیک حدیث ابو اسحاق کی وجہ سے مجہول ہے ورنہ سہل بن زیاد ثقہ ہے اور ابن اسباط بھی ثقہ ہے۔ (واللہ اعلم)

3/1863 الكافى، ۱/۴/۳۹۹/۲ البرقى عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّضْرِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ عِمْرَانَ الْحَلَبِيِّ عَنْ هَارُونَ

---

[1] تفسیر البرہان: ۱/ ۵۳۶ و ۲/ ۵۲۲؛ تفسیر نور الثقلین: ۲/ ۵۳؛ تفسیر کنز الدقائق: ۵/ ۱۳۵؛ بحار الانوار: ۱۲/ ۶۲

[2] مرآۃ العقول: ۱۱/ ۱۸۰

[3] کامل الزیارات: ۳۳۱ باب ۳۹؛ وسائل الشیعہ: ۱۴/ ۳۳۱

[4] المختار من کلمات الامام المہدیؑ: ۲/ ۴۰۲؛ تحف العقول: ۲۲۸؛ مستدرک سفینۃ البحار: ۳/ ۲۷۶؛ نہج السعادۃ: ۹/ ۵۷۱

[5] مرآۃ العقول: ۱۱/ ۱۸۲

https://www.shiabookspdf.com

بْنِ خَارِجَةَ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ ٱللَّهِ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ عَنْ قَوْلِ ٱللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (ٱلَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ) قَالَ بِشَكٍّ.

ترجمہ: ابوبصیر سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے خدا کے اس قول: ''وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان کو ظلم سے آلودہ نہیں کیا۔(الانعام: ۸۲)۔'' کے بارے میں پوچھا تو آپؑ نے فرمایا: اس سے شک مراد ہے۔[1]

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے۔[2]

4/1864 الکافی،۲/۴۰۰/۵/۱ ٱلْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ ٱللَّهِ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ ٱلشَّكَّ وَ ٱلْمَعْصِيَةَ فِي ٱلنَّارِ لَيْسَا مِنَّا وَ لاَ إِلَيْنَا.

ترجمہ: بکر بن محمد سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: شک اور نافرمانی آگ میں ہیں۔ یہ ہماری طرف سے نہیں ہے اور نہ ہی ہماری طرف ہے۔[3]

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے[4] اور المحاسن و ثواب الاعمال میں جو سند ذکر ہوئی ہے وہ حسن کالصحیح ہے۔ (واللہ اعلم)

5/1865 الفقیہ،۳/۵۷۳/۴۹۵۹ ٱلْأَزْدِيُّ عَنْ أَبِي عَبْدِ ٱللَّهِ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ قَالَ: قَالَ أَمِيرُ ٱلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ: مثله.

امام جعفر صادق علیہ السلام نے امیر المومنین علیہ السلام سے اسی کے مثل روایت کی ہے۔[5]

بیان:

كنى بهما عن أهليهما لأن استحقاق الشاك و العاصي النار إنما هو من جهة الشك و المعصية و لاستلزامهما من يقومان به

---

[1] بحار الانوار: ۶۶/ ۱۵۶؛ تفسیر نور الثقلین: ۱/ ۷۴۰؛ تفسیر کنز الدقائق: ۴/ ۳۷۹؛ تفسیر البرہان: ۲/ ۴۴۴

[2] مرآۃ العقول: ۱۱/ ۱۸۳؛ المنہاج مجلۃ اسلامیہ شاہرودی: ۵۱/ ۴۵

[3] المحاسن: ۱/ ۲۴۹؛ ثواب الاعمال: ۲۵۹؛ وسائل الشیعہ: ۲۷/ ۱۶۲؛ بحار الانوار: ۶۹/ ۱۲۷ و ۷۰/ ۳۵۸؛ قرب الاسناد: ۳۴

[4] مرآۃ العقول: ۱۱/ ۱۸۵؛ روضۃ المتقین: ۹/ ۳۲۹

[5] گزشتہ حدیث کے حوالہ جات کی طرف رجوع کیجیے۔

https://www.shiabookspdf.com

ان دونوں سے مراد ان دونوں کے اہل ہیں کیونکہ شک کرنے والا اور گناہ گار دونوں جہنم کے مستحق ہوتے ہیں اور بیشک یہ شک اور گناہ کرنے کی وجہ سے ہوتا ہے کیونکہ یہ دونوں اس کے ساتھ لازم ہوتے ہیں جو ان پر قائم رہتا ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے۔[1]

6/1866 الکافی، ۲/۴۰۰/۶/۱ العدۃ عن البرقی عن عثمان عَنْ رَجُلٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: مَنْ شَكَّ فِي اَللَّهِ بَعْدَ مَوْلِدِهِ عَلَى اَلْفِطْرَةِ لَمْ يَفِئْ إِلَى خَيْرٍ أَبَداً ـ

(ترجمہ) امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص اللہ میں شک کرے بعد اس کے کہ وہ فطرت پر پیدا ہوا ہو تو وہ کبھی خیر کو نہیں پا سکے گا۔[2]

تحقیق اسناد:

حدیث مرسل ہے۔[3]

7/1867 الکافی، ۲/۴۰۰/۷/۱ عَنْهُ عَنْ أَبِيهِ رَفَعَهُ إِلَى أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: لاَ يَنْفَعُ مَعَ اَلشَّكِّ وَ اَلْجُحُودِ عَمَلٌ ـ

(ترجمہ) امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: شک اور جحود (انکار) کے ساتھ کوئی عمل فائدہ مند نہیں ہے۔[4]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مرفوع ہے۔[5]

8/1868 الکافی، ۲/۴۰۰/۸/۱ و فی روایۃ اَلْمُفَضَّلِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: مَنْ شَكَّ أَوْ ظَنَّ وَ أَقَامَ عَلَى أَحَدِهِمَا أَحْبَطَ اَللَّهُ عَمَلَهُ إِنَّ حُجَّةَ اَللَّهِ هِيَ اَلْحُجَّةُ اَلْوَاضِحَةُ ـ

(ترجمہ) مفضل کی روایت میں ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ فرما رہے تھے: جو بندہ شک کرے یا

[1] روضۃ المتقین: ۹/ ۳۲۹

[2] مسند الامام الصادقؑ: ۵/ ۳۹۶

[3] مرآۃ العقول: ۱۱/ ۱۸۵

[4] فقہ الرضاؑ: ۳۸۸؛ بحار الانوار: ۶۹/ ۱۲۳؛ مسند الامام الباقرؑ: ۲/ ۲۸۷

[5] مرآۃ العقول: ۱۱/ ۱۸۵

https://www.shiabookspdf.com

ظن کرے اور ان دونوں میں سے کسی ایک پر قائم رہے تو اللہ اس کے اعمال حبط کر دے گا۔ بے شک اللہ کی حجت واضح ہے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مرسل ہے [2]

9/1869 الکافی، ۱/۹/۴۰۰/۲ عنه عن ابن أسباط عن العلاء عن محمد عَنْ أَحَدِهِمَا عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ قَالَ: قُلْتُ إِنَّا لَنَرَى اَلرَّجُلَ لَهُ عِبَادَةٌ وَ اِجْتِهَادٌ وَ خُشُوعٌ وَ لاَ يَقُولُ بِالْحَقِّ فَهَلْ يَنْفَعُهُ ذَلِكَ شَيْئاً فَقَالَ يَا أَبَا مُحَمَّدٍ إِنَّمَا مَثَلُ أَهْلِ اَلْبَيْتِ مَثَلُ أَهْلِ بَيْتٍ كَانُوا فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ كَانَ لاَ يَجْتَهِدُ أَحَدٌ مِنْهُمْ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً إِلاَّ دَعَا فَأُجِيبَ وَ إِنَّ رَجُلاً مِنْهُمُ اِجْتَهَدَ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً ثُمَّ دَعَا فَلَمْ يُسْتَجَبْ لَهُ فَأَتَى عِيسَى اِبْنَ مَرْيَمَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَشْكُو إِلَيْهِ مَا هُوَ فِيهِ وَ يَسْأَلُهُ اَلدُّعَاءَ قَالَ فَتَطَهَّرَ عِيسَى وَ صَلَّى ثُمَّ دَعَا اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ فَأَوْحَى اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ إِلَيْهِ يَا عِيسَى إِنَّ عَبْدِي أَتَانِي مِنْ غَيْرِ اَلْبَابِ اَلَّذِي أُوتَى مِنْهُ إِنَّهُ دَعَانِي وَ فِي قَلْبِهِ شَكٌّ مِنْكَ فَلَوْ دَعَانِي حَتَّى يَنْقَطِعَ عُنُقُهُ وَ تَنْتَثِرَ أَنَامِلُهُ مَا اِسْتَجَبْتُ لَهُ قَالَ فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ عِيسَى عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَقَالَ تَدْعُو رَبَّكَ وَ أَنْتَ فِي شَكٍّ مِنْ نَبِيِّهِ فَقَالَ يَا رُوحَ اَللَّهِ وَ كَلِمَتَهُ قَدْ كَانَ وَ اَللَّهِ مَا قُلْتَ فَادْعُ اَللَّهَ لِي أَنْ يَذْهَبَ بِهِ عَنِّي قَالَ فَدَعَا لَهُ عِيسَى عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَتَابَ اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ قَبِلَ مِنْهُ وَ صَارَ فِي حَدِّ أَهْلِ بَيْتِهِ.

(ترجمہ) محمد سے روایت ہے کہ میں نے امامین علیہ السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے عرض کیا: ایک شخص کو ہم دیکھتے ہیں کہ وہ عبادت کرتا ہے، اجتہاد (کوشش) کرتا ہے اور خشوع بھی کرتا ہے لیکن وہ حق کا قائل نہیں ہے تو کیا یہ سب کچھ اس کے لیے فائدہ مند ہوگا؟

آپؑ نے فرمایا: ان اہل بیت (یعنی خاندانوں) کی مثال ان اہل بیت جیسی ہے جو بنی اسرائیل میں تھے۔ اس خاندان کا ایک فرد چالیس راتیں کوشش کرتا اور دعا کرتا تو اس کی دعا قبول ہو جاتی جبکہ اس خاندان کے کسی دوسرے آدمی نے چالیس راتیں کوشش کی اور دعا کی لیکن اس کی دعا کا کوئی جواب نہ ملا۔ پس جب عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام تشریف لائے تو انہوں نے ان سے اپنے معاملے کی شکایت کی اور ان سے دعا کی درخواست کی۔

[1] وسائل الشیعہ: ۲۷/ ۴۰و۱۵۶؛ الفصول المہمہ: ۱/ ۵۳۶

[2] مرآۃ العقول: ۱۱/ ۱۸۶

https://www.shiabookspdf.com

امام علیہ السلام نے فرمایا: پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے طہارت کی، نماز پڑھی اور اللہ سے دعا کی تو اللہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ اے عیسیٰ علیہ السلام! میرا بندہ میرے پاس ایسے دروازے سے آیا ہے جو اس دروازے کے علاوہ ہے جہاں سے میرے پاس آنا ضروری ہے۔ چنانچہ اس نے دعا کی جبکہ اس کے دل میں تیرے بارے میں شک تھا پس اگر وہ مجھ سے اس طرح دعا کرے یہاں تک کہ اس کی گردن کٹ جائے اور اس کی انگلیاں خاک میں تبدیل ہو جائیں تو بھی میں اس کی دعا کا جواب نہیں دوں گا۔

آپؑ نے فرمایا: پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس شخص کی طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا: کیا تم اپنے رب کو پکارتے ہو جبکہ تمہیں اس کے نبی میں شک ہے؟

اس نے عرض کیا: یا روح اللہ اور اس کے کلمے! اللہ کی قسم! ایسے ہی ہے جیسا آپؑ نے فرمایا ہے۔ پس آپؑ میرے بارے میں دعا کریں کہ خدا میرے شک کو دور کر دے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس کے حق میں دعا کی تو اللہ نے اس کی توبہ قبول کر لی اور اس کی دعا قبول ہوئی اور وہ اہل بیت والوں کی مانند ہو گیا۔ [1]

بیان:

إنما مثل ع أهل بيت النبي ص و أمته بعيسى ع و أمته في أنهم إذا شكوا فيهم لم تستجب دعوتهم و لم تقبل منهم عبادة و فيه تنبيه على أن الشك فيهم كالشك في النبي ص لأن عيسى ع كان نبيا

بیشک امام علیہ السلام نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہلبیت علیہ السلام کی اور آپؐ کی اُمت کی مثال حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور اُن کی اُمت سے دی ہے کیونکہ ان لوگوں نے جب ان کے بارے میں شک کیا تو ان کی دعائیں مستجاب نہ ہوئیں اور ان کی عبادات قبول نہ ہوئیں اور اس بیان میں اس بات سے آگاہ کیا گیا ہے کہ بیشک ان کے بارے میں شک کرنا ایسے ہی ہے جیسے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں شک کرنا کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبیؑ تھے۔

تحقیق اسناد:

حدیث موثق ہے [2] یا پھر صحیح ہے [3] اور میرے نزدیک حدیث موثق کالصحیح ہے کیونکہ ابن اسباط کے بارے میں وارد ہے کہ وہ واقفی ہے مگر ان کا رجوع بھی ذکر ہوا ہے۔ پس اگر اس کا رجوع مان لیا جائے تو حدیث کے

[1] قصص الانبیاء جزائری: ۳۱۳؛ بحار الانوار: ۱۴/ ۲۷۸؛ امالی مفید: ۲؛ مستدرک الوسائل: ۱/ ۱۲۶؛ تاویل الآیات: ۹۲؛ عدۃ الداعی: ۲۶؛ تفسیر کنز الدقائق: ۲/ ۲۶۱

[2] مرآۃ العقول: ۱۱/ ۱۸۶

[3] الصحابۃ بین العدالۃ والعصمۃ سند: ۳۰۳؛ المختار من کلمات الامام المہدیؑ: ۲/ ۴۰۷

https://www.shiabookspdf.com

صحیح ہونے میں کوئی شک نہیں ہوگا۔ (واللہ اعلم)۔

10/1870 الكافي، ۱/۳/۳۹۹/۲ العدة عن البرقي عن أبيه عن خلف بن حماد عن الخراز عن محمد قَالَ:

كُنْتُ عِنْدَ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ جَالِساً عَنْ يَسَارِهِ وَ زُرَارَةُ عَنْ يَمِينِهِ فَدَخَلَ عَلَيْهِ أَبُو بَصِيرٍ ، فَقَالَ يَا أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ مَا تَقُولُ فِيمَنْ شَكَّ فِي اَللَّهِ فَقَالَ كَافِرٌ يَا أَبَا مُحَمَّدٍ. قَالَ فَشَكَّ فِي رَسُولِ اَللَّهِ فَقَالَ كَافِرٌ ثُمَّ اِلْتَفَتَ إِلَى زُرَارَةَ فَقَالَ إِنَّمَا يَكْفُرُ إِذَا جَحَدَ.

(ترجمہ) محمد سے روایت ہے کہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت آپؑ کی دائیں جانب بیٹھا ہوا تھا جبکہ آپؑ کے بائیں جانب زرارہ بیٹھا ہوا تھا کہ ابوبصیر بھی آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے ابوعبداللہ علیہ السلام! جو بندہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں شک کرے اس کے بارے میں آپؑ کیا فرماتے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: اے ابومحمد! وہ کافر ہے۔

ابوبصیر نے عرض کیا: جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں شک کرے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ بھی کافر ہے۔

پھر آپؑ زرارہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: جیسے ہی وہ انکار کرے گا تو کافر ہو جائے گا۔[1]

بیان:

يعني أنه لا يكفر ما دام شاكا فإذا جحد كفر أو أن المراد بالشاك المقر تارة و الجاحد أخرى و إنه كلما أقر فهو مؤمن و كلما جحد فهو كافر و الأول أظهر

❁ یعنی انہوں اس وقت تک کفر نہیں کیا جب تک وہ شک میں مبتلا رہے اور جب انکار کیا تو کافر ہو گئے یا شک کرنے والے سے مراد اس پر ڈٹے رہنا ہے اور انکار کرنا اور ہے اور اقرار کیا تو مؤمن ہوئے اور انکار کیا تو کافر ہو گئے، بہر حال! پہلا معنی زیادہ واضح ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے[2] یا پھر حدیث کی سند حسن ہے[3]

---

[1] وسائل الشیعہ: ۲۸/ ۳۵۶؛ مسند ابوبصیر: ۲/ ۵۷۹؛ مسند الامام الصادق: ۵/ ۴۹۵

[2] بحوث فی القواعد الفقہیہ سند: ۱/ ۴۲۵؛ مصباح المنہاج (الطہارۃ): ۸/ ۴۵۲؛ المعباح مجلہ اسلامیہ شاہرودی: ۵۱/ ۴۱؛ الدر المنضود: ۲/ ۲۷۴؛ کتاب الطہارۃ طاہری: ۳۵۴؛ الضروریات الدینیہ: ۱۱۳؛ مرآۃ العقول: ۱۱/ ۱۸۲؛ فقہ الشیعہ (کتاب الطہارۃ) خوئی: ۳/ ۱۲۲

[3] دلیل العروۃ: ۲/ ۵۴۳؛ القواعد الاصولیہ محسنی: ۲۰۳؛ مدارک العروۃ: ۲/ ۳۴۷

https://www.shiabookspdf.com

11/1871 الکافی، ۱/۱۰/۳۸۶/۲ محمد عن ابن عیسی عن السراد عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: مَنْ شَكَّ فِي اَللَّهِ وَ فِي رَسُولِهِ فَهُوَ كَافِرٌ ۔

(ترجمہ) عبداللہ بن سنان سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص اللہ اور اس کے رسولؐ میں شک کرے وہ کافر ہے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے [2]

12/1872 الکافی، ۱/۱۱/۳۸۷/۲ عَلِيٌّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ صَفْوَانَ عَنْ مَنْصُورِ بْنِ حَازِمٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ مَنْ شَكَّ فِي رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ قَالَ كَافِرٌ قُلْتُ فَمَنْ شَكَّ فِي كُفْرِ اَلشَّاكِّ فَهُوَ كَافِرٌ فَأَمْسَكَ عَنِّي فَرَدَدْتُ عَلَيْهِ ثَلاَثَ مَرَّاتٍ فَاسْتَبَنْتُ فِي وَجْهِهِ اَلْغَضَبَ ۔

(ترجمہ) منصور بن حازم سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: جو بندہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں شک کرے تو؟

آپؑ نے فرمایا: وہ کافر ہے۔

میں نے عرض کیا: جو بندہ اس شک کرنے والے کے کفر میں شک کرے تو کیا وہ کافر ہوگا؟

مگر آپؑ نے مجھے کوئی جواب نہیں دیا۔ پس میں نے تین بار دوہرایا تو میں نے آپؑ کے چہرے پر غصہ دیکھا۔ [3]

بیان:

إنما أمسك ع عن جوابه و غضب منه لأن هذا ليس مما ينبغي أن يسأل عنه و ظاهر أن هذا الشك ليس مما يوجب الكفر كيف و السائل نفسه كان شاكا فيه جاهلا به و لهذا سأل عنه إلا أن يقال بإيجابه للكفر بعد سماعه عنه ع مشافهة و الكفر من هذه الجهة يرجع إلى تكذيبه ع و هذا حديث آخر

[1] المحاسن: ۱/۸۹؛ وسائل الشیعہ: ۲۸/۳۴۵؛ بحار الانوار: ۶۹/۱۲۷؛ مسند الامام الصادق: ۵/۳۹۰

[2] مرآۃ العقول: ۱۱/۱۱۸؛ جامع المدارک: ۷/۱۱۳؛ حدود الشریعہ محسنی: ۲/۹۷؛ انوار الفقاہۃ: ۲/۲۳۹؛ الزبدۃ الفقہیہ: ۹/۳۲۳؛ تکملہ شوارق الالہام محمدی گیلانی: ۸۸؛ وسائل العباد: ۳/۳۶۹؛ التعلیقۃ الاستدلالیہ: ۸/۴۰۰

[3] وسائل الشیعہ: ۲۸/۳۵۵ ح ۳۴۹۵۶؛ مسند الامام الصادق: ۵/۳۹۰

https://www.shiabookspdf.com

☸ بیشک امام علیہ السلام اس کا جواب دینے سے خاموش رہے اوراس پر غصہ ہوئے کیونکہ یہ مناسب نہیں ہے کہ اس طرح کا امام علیہ السلام سے سوال کیا جائے اور ظاہر ہے کہ بیشک یہ شک ان چیزوں میں سے نہیں ہے جو کفر کا موجب ہوتی ہیں اور یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ سائل اس کے بارے میں شک کرے جس سے وہ جاہل ہو اوراس لیئے اس نے امام علیہ السلام سے سوال کیا مگر یہ کہ اس کو کفر کا جواب دیا جائے اوراس جہت سے کفر امام علیہ السلام کی تکذیب کا سبب قرار پائے گا اور یہ ایک دوسری حدیث ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے[1] یا حدیث حسن کالصحیح ہے[2] یا پھر حدیث حسن ہے[3] اور میرے نزدیک بھی حدیث صحیح ہے۔(واللہ اعلم)

۲۴ باب النفاق

باب: نفاق

1/1873 الكافی،۲/۳۹۵/۱/۲ مُحَمَّدٌ عَنِ اَلْحُسَيْنِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مَهْزِيَارَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اَلْحَمِيدِ وَ اَلْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ جَمِيعاً عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَلْفُضَيْلِ قَالَ: كَتَبْتُ إِلَى أَبِي اَلْحَسَنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أَسْأَلُهُ عَنْ مَسْأَلَةٍ فَكَتَبَ إِلَيَّ: (إِنَّ اَلْمُنَافِقِينَ يُخَادِعُونَ اَللَّهَ وَ هُوَ خَادِعُهُمْ وَ إِذَا قَامُوا إِلَى اَلصَّلاَةِ قَامُوا كُسَالَى يُرَاؤُنَ اَلنَّاسَ وَ لاَ يَذْكُرُونَ اَللَّهَ إِلاَّ قَلِيلاً مُذَبْذَبِينَ بَيْنَ ذٰلِكَ لاَ إِلَى هٰؤُلاَءِ وَ لاَ إِلَى هٰؤُلاَءِ وَ مَنْ يُضْلِلِ اَللَّهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهُ سَبِيلاً) لَيْسُوا مِنَ اَلْكَافِرِينَ وَ لَيْسُوا مِنَ اَلْمُؤْمِنِينَ وَ لَيْسُوا مِنَ اَلْمُسْلِمِينَ يُظْهِرُونَ اَلْإِيمَانَ وَ يَصِيرُونَ إِلَى اَلْكُفْرِ وَ اَلتَّكْذِيبِ لَعَنَهُمُ اَللَّهُ۔

(ترجمہ) محمد بن فضیل سے روایت ہے کہ میں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے ایک مسئلہ کے بارے میں خط لکھا تو آپؑ نے میری طرف یہ جواب لکھا: "منافق اللہ کو فریب دیتے ہیں اور وہ ان کو فریب دے گا، اور جب وہ نماز میں

[1] کتاب الطہارۃ خمینی:۳/۱۵/۳؛ تفصیل الشریعہ:۴/۶۷۵؛ العالم الماثورۃ:۲/۲۲۵؛ المصباح مجلہ اسلامیہ شاہرودی:۵۱/۳۵

[2] مرآۃ العقول:۱۱/۱۱۹

[3] فقہ الحدود اردبیلی:۲/۳۵۴

کھڑے ہوتے ہیں تو سست بن کر کھڑے ہوتے ہیں، لوگوں کو دکھاتے ہیں اور اللہ کو بہت کم یاد کرتے ہیں۔ اس (کفر اور ایمان کے) معاملے میں متذبذب ہیں نہ پورے اِس طرف ہیں اور نہ پورے اُس طرف، اور جسے اللہ گمراہ کردے اس کے لیے تو ہرگز کہیں راہ نہ پائے گا۔ (النساء:۴ ۱۴۲-۱۴۳)۔" یہ (منافق) نہ کافروں میں ہیں اور نہ ہی مومنوں میں سے ہیں۔ یہ ایمان کو ظاہر کرتے ہیں اور کفر اور تکذیب کو پوشیدہ رکھتے ہیں۔ اللہ ان پر لعنت کرے۔ [1]

بیان:

إنما لم يكونوا من الكافرين لإظهارهم الشهادتين و الإيمان و إنما لم يكونوا من المؤمنين و المسلمين لإنكار قلوبهم

بیشک وہ کافروں میں سے نہیں ہو سکتے کیونکہ وہ شہادتین اور ایمان کا اظہار کرتے ہیں اور وہ مؤمن و مسلمان بھی نہیں ہو سکتے کیونکہ ان کے دل انکار کرتے ہیں۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے۔ [2]

2/1874 الكافى، ۱/۳/۳۹۶/۲ الاثنان عن محمد بن جمهور عن الأصم عن الهيثم بن واقد عن محمد بن سليمان عن ابن مسكان عن الثمالى عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَلْحُسَيْنِ صَلَوَاتُ اَللَّهِ عَلَيْهِ قَالَ قَالَ: إِنَّ اَلْمُنَافِقَ يَنْهَى وَ لاَ يَنْتَهِي وَ يَأْمُرُ بِمَا لاَ يَأْتِي وَ إِذَا قَامَ إِلَى اَلصَّلاَةِ اِعْتَرَضَ قُلْتُ يَا اِبْنَ رَسُولِ اَللَّهِ وَ مَا اَلاِعْتِرَاضُ قَالَ اَلاِلْتِفَاتُ وَ إِذَا رَكَعَ رَبَضَ يُمْسِي وَ هَمُّهُ اَلْعَشَاءُ وَ هُوَ مُفْطِرٌ وَ يُصْبِحُ وَ هَمُّهُ اَلنَّوْمُ وَ لَمْ يَسْهَرْ إِنْ حَدَّثَكَ كَذَبَكَ وَ إِنِ اِئْتَمَنْتَهُ خَانَكَ وَ إِنْ غِبْتَ اِغْتَابَكَ وَ إِنْ وَعَدَكَ أَخْلَفَكَ۔

ترجمہ: ثمالی سے روایت ہے کہ امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا: منافق دوسروں کو (برے کاموں سے) روکتا ہے مگر خود نہیں رکتا، دوسروں کو ان باتوں کا حکم دیتا ہے جن پر وہ خود عمل نہیں کرتا اور جب نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو اعتراض کرتا ہے۔

میں نے عرض کیا: اے فرزند رسول علیہ السلام! اعتراض کیا ہے؟

---

[1] تفسیر البرہان:۲ / ۱۹۲؛ تفسیر نور الثقلین:۱ / ۵۶۵؛ تفسیر العیاشی:۱ / ۲۸۲؛ مکاتیب الائمۃ:۵ / ۲۵۷؛ الزھد اھوازی:۱۳۵

[2] مرآۃ العقول:۱۱ / ۱۷۰

آپؑ نے فرمایا: التفات کرنا (ادھر ادھر متوجہ ہونا)۔ اور جب رکوع کرتا ہے تو اس طرح کرتا ہے جس طرح بکری بیٹھتی ہے، جب رات کرتا ہے تو اس کی توجہ کا مرکز رات کا کھانا ہوتا ہے حالانکہ وہ روزہ سے نہیں ہوتا اور جب صبح کرتا ہے تو اس کی توجہ نیند پر ہوتی ہے حالانکہ وہ رات کا جاگا نہیں ہوتا، وہ اگر تم سے کچھ بیان کرے گا تو جھوٹ بولے گا، اگر تم اسے امین بناؤ گے تو وہ خیانت کرے گا، اگر تم اس سے دور ہو گے تو وہ تمہاری غیبت کرے گا اور اگر تم سے کوئی وعدہ کرے گا تو وعدہ خلافی کرے گا۔ [1]

بیان:

الربوض استقرار الغنم و شبهه على الأرض و كان المراد أنه يسقط نفسه على الأرض من قبل أن يرفع رأسه من الركوع كإسقاط الغنم عند ربوضه و العشاء بالفتح و المد الطعام الذي يتعشى به وقت العشاء

- ''الرّبوض'' بکریوں اور ان کے مشابہ جانوروں کا زمین پر ٹھہرنا گویا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ ان کا زمین پر رکوع کی حالت میں جھکنا قبل اس کے کہ وہ اپنے سر کو اٹھائیں جیسے کہ بکریاں چارے کے وقت جھکتی ہیں۔
''العشآء'' فتح اور مد کے ساتھ، اس وہ چارہ مراد ہے جس کو وہ عشآء کے وقت چل پھر کر کھاتی ہیں۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق ہے کیونکہ معلیٰ ثقہ جلیل ثابت ہے، محمد بن جمہور تفسیر قمی اور کامل الزیارات دونوں کا راوی اور ثقہ ہے [3]، عبداللہ بن عبدالرحمٰن بھی کامل الزیارات کا راوی ہے [4] اور ہم توثیق کو ترجیح دیتے ہیں البتہ مذکورہ دونوں حضرت غیر امامی ہیں اور الہیثم بن واقد بھی تفسیر قمی و کامل الزیارات دونوں کا راوی اور ثقہ ہے۔ [5] (واللہ اعلم)۔

3/1875 الكافی، ۱/۴/۳۹۶/۲ وَ عَنْهُ عَنِ ابْنِ جُمْهُورٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ سَمَاعَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ بَحْرٍ رَفَعَهُ مِثْلَ ذٰلِكَ وَزَادَ فِيهِ: وَإِذَا رَكَعَ رَبَضَ وَإِذَا سَجَدَ نَقَرَ وَإِذَا جَلَسَ شَغَرَ۔

---

[1] وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۳۴۲ ح ۳؛ تفسیر نور الثقلین: ۱/ ۵۶۶؛ تفسیر کنز الدقائق: ۳/ ۵۷۲؛ مسند الامام السجادؑ: ۱/ ۳۶۶؛ امالی صدوق: ۳۹۳؛ بحار الانوار: ۶۳/ ۲۹۱ و ۶۹/ ۲۰۵

[2] مرآۃ العقول: ۱۱/ ۱۷۱

[3] المفید من معجم رجال الحدیث: ۵۱۰

[4] کامل الزیارات: ۱۲۵ باب ۴۵ ح ۳؛ وسائل الشیعہ: ۱۴/ ۵۲ ح ۱۹۵۹۱؛ بحار الانوار: ۹۸/ ۱۰

[5] المفید من معجم رجال الحدیث: ۶۵۷

(ترجمہ) عبدالمالک بن بحر نے اسی کے مثل مرفوع روایت کی ہے البتہ اس میں یہ اضافہ کیا ہے: جب رکوع کرتا ہے تو ایسے جیسے بکری بیٹھتی ہے اور سجدے میں کوے کی طرح ٹھونگیں مارتا ہے اور جب بیٹھتا ہے تو پاوں اٹھا کر (بغیر اطمینان کے) بیٹھتا ہے۔ [1]

بیان:

النقر التقاط الطائر الحب بمنقاره و الشغر بالغين المعجمة رفع إحدى الرجلين و كأن المراد أنه يجلس مستعجلا مستوفزا ليس على الأرض إلا إحدى رجليه

۞ ''النّقر ''اس سے مراد پرندوں کا دانہ کو اپنی چونچ سے چگنا ہے۔ ''الشّغر ''عین معجمہ کے ساتھ، دونوں پاؤں میں سے ایک پاؤں کا اٹھانا اور گویا کہ اس مراد یہ ہے کہ وہ زمین پر ایک پاؤں کے ساتھ بیٹھے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث عبدالملک بن بحر کی وجہ سے مجہول مرفوع ہے اور ابن جمہور گزشتہ قول کی بنا پر ثقہ ہے (واللہ اعلم)۔

4/1876 الکافی، ۱/۶/۳۹۶/۲ العدۃ عن سھل عن الثلاثۃ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ: مَا زَادَ خُشُوعُ اَلْجَسَدِ عَلَى مَا فِي اَلْقَلْبِ فَهُوَ عِنْدَنَا نِفَاقٌ.

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب جسم کا خشوع اس سے زیادہ ہو کہ جو کچھ دل میں ہے تو ہمارے نزدیک یہ نفاق ہے۔ [3]

بیان:

قد تبين السر في ذلك فيما أسلفنا في تحقيق مراتب الإيمان و الكفر

بیشک اس میں وہ راز بیان کیا گیا ہے کہ جس کو ہم نے ایمان اور کفر کے مراتب کی تحقیق میں بیان کیا ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [4] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق ہے کیونکہ سہل ثقہ ثابت ہے اور محمد بن حسن کامل

---

[1] وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۴۳۳؛ امالی صدوق: ۳۹۳؛ بحارالانوار: ۶۹/ ۲۰۵ و ۸۱/ ۲۳۵؛ مجمع البحرین: ۲۰۶

[2] مرآۃ العقول: ۱۱/ ۱۷۶

[3] الجعفریات: ۱۶۳؛ تفسیر الصافی: ۳/ ۳۹۳؛ وسائل الشیعہ: ۱/ ۶۶؛ تفسیر نور الثقلین: ۳/ ۵۲۸؛ تفسیر کنز الدقائق: ۹/ ۱۵۹؛ مستدرک الوسائل: ۱/ ۱۰۵

[4] مرآۃ العقول: ۱۱/ ۱۷۳

https://www.shiabookspdf.com

الزیارات کا راوی ہے [1] اور ہم اس توثیق کو ترجیح دیتے ہیں اور عبداللہ ہیں عبدالرحمٰن بھی ثقہ ہے جس کی گفتگو گزشتہ حدیث میں گزر چکی ہے مگر یہ تینوں غیر امامی ہیں۔ (واللہ اعلم)۔

5/1877 الکافی ۲/۲۹۰/۸/۱ العدۃ عن سھل عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِهِ عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: ثَلاَثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقاً وَ إِنْ صَامَ وَ صَلَّى وَ زَعَمَ أَنَّهُ مُسْلِمٌ مَنْ إِذَا اُئْتُمِنَ خَانَ وَ إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَ إِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ إِنَّ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ قَالَ فِي كِتَابِهِ (إِنَّ اللّٰهَ لاٰ يُحِبُّ اَلْخٰائِنِينَ) وَ قَالَ (أَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ إِنْ كٰانَ مِنَ اَلْكٰاذِبِينَ) وَ فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَ جَلَّ (وَ اُذْكُرْ فِي اَلْكِتٰابِ إِسْمٰاعِيلَ إِنَّهُ كٰانَ صٰادِقَ اَلْوَعْدِ وَ كٰانَ رَسُولاً نَبِيًّا)۔

(ترجمہ) امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تین چیزیں جس میں پائی جائیں وہ منافق ہے خواہ نماز ادا کرے، روزہ دار ہو اور گمان کرے کہ وہ مسلمان ہے: جب اسے امین بنایا جائے تو خیانت کرے، جب بات کرے تو جھوٹ بولے اور جب وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے۔ بے شک اللہ اپنی کتاب میں فرماتا ہے: ''اللہ خیانت کاروں کو پسند نہیں کرتا۔ (الانفال:۵۸)۔''

نیز فرماتا ہے: ''بے شک اس پر اللہ کی لعنت ہے اگر وہ جھوٹے لوگوں میں سے ہے (النور:۷)۔''

نیز اس کے فرمان میں ہے: ''اور تم اپنی کتاب میں اسماعیل کو یاد کرو کہ جو وعدہ کا سچا اور رسول نبی تھا۔ (مریم: ۵۴)۔'' [2]

بیان:

إنما غير ع الأسلوب فى قوله و فى قوله و لم يقل و قال لأن الآيتين الأوليين تدلان على المقت صريحا و الثالثة ضمنا

❂ بیشک امام علیہ السلام نے اپنے قول میں اسلوب کو تبدیل کیا حالانکہ آپؑ نے کہا نہیں اور آپؑ نے یہ فرمایا کہ کیونکہ یہ دونوں آیتیں مقت پر صریح طور پر دلالت کرتی ہیں اور تیسری آیت ضمناً ہے۔

[1] کامل الزیارات: ۳۹۰ باب ۵۹؛ بحارالانوار: ۹۸/ ۷۶

[2] وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۳۳۹؛ بحارالانوار: ۶۹/ ۱۰۸؛ تفسیر نور الثقلین: ۲/ ۱۶۴ و ۳/ ۳۴۱ و ۵۷۹؛ تفسیر کنز الدقائق: ۵/ ۳۴۳ و ۸/ ۲۳۶ و ۹/ ۲۵۷؛ تفسیر البرہان: ۲/ ۷۰۵

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف علی المشہور ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث مرسل ہے کیونکہ سہل ثقہ ثابت ہے۔ (واللہ اعلم)۔

6/1878 الکافی، ۱/۵/۳۹۶/۲ القمی عن الکوفی عن عثمان عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ : مَثَلُ اَلْمُنَافِقِ مَثَلُ جِذْعِ اَلنَّخْلِ أَرَادَ صَاحِبُهُ أَنْ يَنْتَفِعَ بِهِ فِي بَعْضِ بِنَائِهِ فَلَمْ يَسْتَقِمْ لَهُ فِي اَلْمَوْضِعِ اَلَّذِي أَرَادَ فَحَوَّلَهُ فِي مَوْضِعٍ آخَرَ فَلَمْ يَسْتَقِمْ لَهُ فَكَانَ آخِرُ ذَلِكَ أَنْ أَحْرَقَهُ بِالنَّارِ ۔

(ترجمہ) امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: منافق کی مثال کھجور کے تنے کی طرح ہے کہ اس کا مالک اسے تعمیرات میں استعمال کرنا چاہتا ہے لیکن جہاں وہ اسے رکھنا چاہتا ہے وہاں وہ سیدھا نہیں بیٹھتا۔ پھر وہ اسے دوسری جگہ گھماتا ہے مگر یہ وہاں بھی سیدھا نہیں بیٹھتا پس آخر کار وہ اسے آگ میں جلا دیتا ہے۔ [2]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند موثق ہے [3] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق کالصحیح ہے نیز عثمان بن عیسیٰ کے بارے میں کہا گیا ہے کہ اس نے واقفی مذہب سے رجوع کر کے توبہ کر لی تھی پس اگر رجوع مانا جائے تو حدیث حسن کالصحیح ہوگی۔ (واللہ اعلم)۔

۲۵ باب المستودع والمعار

باب: ودیعت کیا گیا اور عارضی (ایمان)

1/1879 الکافی، ۱/۴/۴۱۸/۲ علی عن أبیہ عن ابن مرار عَنْ يُونُسَ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا عَنْ أَبِي اَلْحَسَنِ صَلَوَاتُ اَللَّهِ عَلَيْهِ قَالَ: إِنَّ اَللَّهَ خَلَقَ اَلنَّبِيِّينَ عَلَى اَلنُّبُوَّةِ فَلاَ يَكُونُونَ إِلاَّ أَنْبِيَاءَ وَ خَلَقَ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَى اَلْإِيمَانِ فَلاَ يَكُونُونَ إِلاَّ مُؤْمِنِينَ وَ أَعَارَ قَوْماً إِيمَاناً فَإِنْ شَاءَ تَمَّمَهُ لَهُمْ وَ إِنْ

---

[1] مرآۃ العقول: ۷۸/۱۰

[2] تفسیر نور الثقلین: ۵۶۷/۱؛ تفسیر کنز الدقائق: ۵۷۲/۳؛ مسند الامام الصادق: ۴۹۳/۵

[3] مرآۃ العقول: ۱۷۲/۱۱؛

https://www.shiabookspdf.com

شَاءَ سَلَبَهُمْ إِيَّاهُ قَالَ وَ فِيهِمْ جَرَتْ: (فَمُسْتَقَرٌّ وَ مُسْتَوْدَعٌ) وَ قَالَ لِي إِنَّ فُلاَناً كَانَ مُسْتَوْدَعاً إِيمَانُهُ فَلَمَّا كَذَبَ عَلَيْنَا سُلِبَ إِيمَانُهُ ذَلِكَ۔

(ترجمہ) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا: بے شک اللہ نے انبیاء کو نبوت پر خلق کیا ہے پس وہ نہیں ہوں گے مگر انبیاء اور اس نے مومنین کو ایمان پر خلق کیا ہے پس وہ نہیں ہوں گے مگر مومنین اور ایک قوم کو ایمان عاریۃً دیا ہے پس اگر وہ چاہے تو ان کے لیے اسے مکمل کر سکتا ہے اور اگر چاہے تو اسے ان سے چھین سکتا ہے اور ان کے بارے میں یہ آیت جاری ہوگی: ''پس مستقر ہوتا ہے اور امانت کے طور پر ہوتا ہے۔(الانعام:۹۸)۔''

نیز آپؑ نے مجھے فرمایا: فلاں شخص کا ایمان بھی عارضی تھا پس جب اس نے ہم پر جھوٹ بولا تو اس سے اس ایمان کو سلب کر لیا گیا۔[1]

بیان:

أريد بفلان أبو الخطاب محمد بن مقلاص الغالي الملعون على لسان الصادق ع كما يظهر من الحديث الآتي وهذا الحديث أورده مرة أخرى في مقدمة الكتاب وذكر مكان وخلق المؤمنين على الإيمان فلا يكونون إلا مؤمنين وخلق الأوصياء على الوصية فلا يكونون إلا أوصياء

میری مراد اس سے فلاں شخص یعنی ابوالخطاب محمد بن مقلاص ہے جو غالی ہے جس کو امام صادق علیہ السلام نے ملعون قرار دیا جیسا کہ آنے والی حدیث سے ظاہر ہوتا ہے اور وہ حدیث ہے جس کو میں نے کتاب کے مقدمہ میں وارد کیا ہے اور مکان کا ذکر کیا اور مومنین کو ایمان پر خلق کیا گیا پس وہ مومن ہی رہیں گے اور اوصیاء کو وصیت پر خلق کیا گیا پس وہ اوصیاء ہی ہیں۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے[2]

2/1880 الكافي،۲/۴۱۸/۳/۱ الثلاثة عَنْ حَفْصِ بْنِ الْبَخْتَرِيِّ وَ غَيْرِهِ عَنْ عِيسَى شَلَقَانَ قَالَ: كُنْتُ قَاعِداً فَمَرَّ أَبُو الْحَسَنِ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلاَمُ وَ مَعَهُ بَهْمَةٌ قَالَ قُلْتُ يَا غُلاَمُ مَا تَرَى مَا يَصْنَعُ أَبُوكَ يَأْمُرُنَا بِالشَّيْءِ ثُمَّ يَنْهَانَا عَنْهُ أَمَرَنَا أَنْ نَتَوَلَّى أَبَا الْخَطَّابِ ثُمَّ أَمَرَنَا أَنْ نَلْعَنَهُ وَ نَتَبَرَّأَ مِنْهُ فَقَالَ أَبُو الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ وَ هُوَ غُلاَمٌ إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ خَلْقاً لِلْإِيمَانِ لاَ زَوَالَ لَهُ وَ خَلَقَ

---

[1] تفسیر البرہان:۲/۴۵۸؛ بحارالانوار:۶۶/۲۲۶؛ تفسیر الصافی:۲/۱۴۳؛ تفسیر کنزالدقائق:۴/۴۰۵

[2] مرآۃ العقول:۱۱/۲۴۷

خَلْقاً لِلْكُفْرِ لاَ زَوَالَ لَهُ وَ خَلَقَ خَلْقاً بَيْنَ ذَلِكَ أَعَارَهُ اَلْإِيمَانَ يُسَمَّوْنَ اَلْمُعَارِينَ إِذَا شَاءَ سَلَبَهُمْ وَ كَانَ أَبُو اَلْخَطَّابِ مِمَّنْ أُعِيرَ اَلْإِيمَانَ قَالَ فَدَخَلْتُ عَلَى أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَأَخْبَرْتُهُ مَا قُلْتُ لِأَبِي اَلْحَسَنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ مَا قَالَ لِي فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ إِنَّهُ نَبْعَةُ نُبُوَّةٍ.

(ترجمہ) عیسیٰ شلقان سے روایت ہے کہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام وہاں سے گزرے جبکہ آپؑ کے ساتھ ایک بکری تھی۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے عرض کیا: اے نوجوان! کیا آپؑ جانتے ہیں کہ آپؑ کا والد کیا کرتا ہے؟ وہ ہمیں کچھ کرنے کا حکم دیتا ہے اور پھر وہی کام کرنے سے منع کر دیتا ہے۔ چنانچہ اس نے ہمیں ابوالخطاب کے ساتھ دوستی کرنے کا حکم دیا اور پھر ہمیں حکم دیا کہ ہم اس کی مذمت کریں اور اس سے انکار کریں۔

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا جبکہ وہ صرف ایک چھوٹے لڑکے تھے: اللہ نے ایک مخلوق کو ایمان کے لیے خلق کیا ہے اور ان کا ایمان زائل نہیں ہوتا اور ایک مخلوق کو کفر کے لیے خلق کیا ہے تو وہ زائل نہیں ہوگا اور ایک مخلوق ان کے درمیان ہے کہ ان کا ایمان عارضی ہوتا ہے اور ان کو معارین کہا جاتا ہے۔ اللہ جب چاہتا ہے ان سے ایمان کو سلب کر لیتا ہے اور ابوالخطاب بھی ایسا ہی شخص ہے کہ جس کا ایمان عارضی تھا۔

راوی کا بیان ہے کہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان کو خبر دی کہ جو میں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے کہا اور جو کچھ انہوں نے مجھ سے فرمایا۔ پس آپؑ نے فرمایا: وہ (یعنی امام موسیٰ کاظم علیہ السلام) نبوت کا چشمہ ہے۔[1]

بیان:

البهمة بالفتح أولاد الضأن و المعز نبعة نبوة يعني أنه نبع من ينبوع النبوة

- "البھمۃ" فتح کے ساتھ، اس سے مراد ضان اور معز کی اُولاد ہے۔

"نبعة نبوّة" یعنی اس سے مراد وہ ہے جس سے نبوّت کے چشمے پھوٹتے ہیں۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند حسن کالصحیح ہے[2]

[1] بحارالانوار: ۴۸/ ۱۱۶ و ۶۶/ ۲۱۹؛ عوالم العلوم: ۲۱/ ۳۱۶؛ مسند الامام الکاظمؑ: ۱/ ۳۶۲

[2] مرآۃ العقول: ۱۱/ ۲۴۴

3/1881 الكافى ،۲/۴۱۷/۱/۱ محمد عن ابن عيسى عن على بن الحكم عن الخراز عن محمد عَنْ أَحَدِهِمَا عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ: إِنَّ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ خَلَقَ خَلْقاً لِلْإِيمَانِ لاَ زَوَالَ لَهُ وَ خَلَقَ خَلْقاً لِلْكُفْرِ لاَ زَوَالَ لَهُ وَ خَلَقَ خَلْقاً بَيْنَ ذَلِكَ وَ اِسْتَوْدَعَ بَعْضَهُمُ اَلْإِيمَانَ فَإِنْ يَشَأْ أَنْ يُتِمَّهُ لَهُمْ أَتَمَّهُ وَ إِنْ يَشَأْ أَنْ يَسْلُبَهُمْ إِيَّاهُ سَلَبَهُمْ وَ كَانَ فُلاَنٌ مِنْهُمْ مُعَاراً ۔

(ترجمہ) محمد سے روایت ہے کہ میں نے امامین علیہم السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے سنا، آپ فرمارہے تھے: بے شک اللہ نے ایک مخلوق کو ایمان کے لیے خلق کیا ہے کہ وہ ان سے کبھی زائل نہیں ہوگا اور اس نے ایک مخلوق کو کفر کے لیے خلق کیا ہے ان سے کفر زائل نہیں ہوگا اور اس نے ایک مخلوق کو اس کے درمیان خلق کیا ہے اور ان کے بعض کو ایمان ادھار دے رکھا ہے پس اگر اللہ چاہے گا کہ اس کو ان کے لیے پورا کرے تو وہ پورا ہو جائے گا اور اگر چاہے گا کہ ان سے چھین لے تو وہ ان سے چھین لے گا اور فلاں بھی اسی عارضی ایمان والے گروہ سے تھا۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے۔ [2]

4/1882 الكافى ،۲/۴۱۹/۵/۱ محمد عن ابن عيسى عن الحسين عَنِ اَلْقَاسِمِ بْنِ حَبِيبٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَمَّارٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ اَللَّهَ جَبَلَ اَلنَّبِيِّينَ عَلَى نُبُوَّتِهِمْ فَلاَ يَرْتَدُّونَ أَبَداً وَ جَبَلَ اَلْأَوْصِيَاءَ عَلَى وَصَايَاهُمْ فَلاَ يَرْتَدُّونَ أَبَداً وَ جَبَلَ بَعْضَ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَى اَلْإِيمَانِ فَلاَ يَرْتَدُّونَ أَبَداً وَ مِنْهُمْ مَنْ أُعِيرَ اَلْإِيمَانَ عَارِيَّةً فَإِذَا هُوَ دَعَا وَ أَلَحَّ فِي اَلدُّعَاءِ مَاتَ عَلَى اَلْإِيمَانِ ۔

(ترجمہ) اسحاق بن عمار سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: بے شک اللہ نے انبیاء کو ان کی نبوت پر بنایا ہے پس وہ کبھی ارتداد نہیں کریں گے اور اس نے اوصیاء کو ان کی وصیتوں پر بنایا ہے پس وہ بھی کبھی ارتداد نہیں کریں گے اور اس نے کچھ مومنین کو ایمان پر بنایا ہے پس وہ بھی کبھی ارتداد نہیں کریں گے اور ان میں سے کو عاریۃً ایمان ادھار دیا گیا ہے پس جب وہ دعا کرے اور دعا پر قائم رہے تو ایمان پر مرے گا۔ [3]

تحقیق اسناد:

---

[1] تفسیر العیاشی: ۱/ ۳۷۳؛ تفسیر البرہان: ۲/ ۴۶۰؛ بحار الانوار: ۶۶/ ۲۲۴؛ مسند الامام الصادق: ۵/ ۵۰۴

[2] مرآۃ العقول: ۱۱/ ۲۴۳

[3] بحار الانوار: ۶۶/ ۲۲۰؛ مسند الامام الصادق: ۵/ ۵۰۵؛ مستدرک سفینۃ البحار: ۱۰/ ۲۷۰

https://www.shiabookspdf.com

حدیث کی سند مجہول ہے۔ [1]

5/1883 الکافی،۲/۴۱۸/۲/۱ محمد عن أحمد عن الحسين عن فضالة و اَلْجَوْهَرِيِّ عَنْ كُلَيْبِ بْنِ مُعَاوِيَةَ اَلْأَسَدِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ اَلْعَبْدَ يُصْبِحُ مُؤْمِناً وَ يُمْسِي كَافِراً وَ يُصْبِحُ كَافِراً وَ يُمْسِي مُؤْمِناً وَ قَوْمٌ يُعَارُونَ اَلْإِيمَانَ ثُمَّ يُسْلَبُونَهُ وَ يُسَمَّوْنَ اَلْمُعَارِينَ ثُمَّ قَالَ فُلاَنٌ مِنْهُمْ.

(ترجمہ) کلیب بن معاویہ اسدی سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: بندہ صبح کے وقت مومن ہوتا ہے اور شام کو وہی کافر بن جاتا ہے، پھر صبح مومن ہوتا ہے اور شام کو کافر ہو جاتا ہے اور ایک قوم کو ایمان ادھار دیا گیا ہے، پھر ان سے اسے سلب کر لیا جاتا ہے اور ان کا نام معارین رکھا گیا ہے۔
پھر آپؑ نے فرمایا: فلاں بھی انہی میں سے ہے۔ [2]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے [3] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن کالصحیح ہے (واللہ اعلم)

6/1884 الکافی،۲/۴۱۶/۱/۱ محمد عن ابن عيسى عن السراد عن اَلصَّحَّافِ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ لِمَ يَكُونُ اَلرَّجُلُ عِنْدَ اَللَّهِ مُؤْمِناً قَدْ ثَبَتَ لَهُ اَلْإِيمَانُ عِنْدَهُ ثُمَّ يَنْقُلُهُ اَللَّهُ بَعْدُ مِنَ اَلْإِيمَانِ إِلَى اَلْكُفْرِ قَالَ فَقَالَ إِنَّ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ هُوَ اَلْعَدْلُ إِنَّمَا دَعَا اَلْعِبَادَ إِلَى اَلْإِيمَانِ بِهِ لاَ إِلَى اَلْكُفْرِ وَ لاَ يَدْعُو أَحَداً إِلَى اَلْكُفْرِ بِهِ فَمَنْ آمَنَ بِاللَّهِ ثُمَّ ثَبَتَ لَهُ اَلْإِيمَانُ عِنْدَ اَللَّهِ لَمْ يَنْقُلْهُ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ بَعْدَ ذَلِكَ مِنَ اَلْإِيمَانِ إِلَى اَلْكُفْرِ قُلْتُ لَهُ فَيَكُونُ اَلرَّجُلُ كَافِراً قَدْ ثَبَتَ لَهُ اَلْكُفْرُ عِنْدَ اَللَّهِ ثُمَّ يَنْقُلُهُ بَعْدَ ذَلِكَ مِنَ اَلْكُفْرِ إِلَى اَلْإِيمَانِ قَالَ فَقَالَ إِنَّ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ خَلَقَ اَلنَّاسَ كُلَّهُمْ عَلَى اَلْفِطْرَةِ اَلَّتِي فَطَرَهُمْ عَلَيْهَا لاَ يَعْرِفُونَ إِيمَاناً بِشَرِيعَةٍ وَ لاَ كُفْراً بِجُحُودٍ ثُمَّ بَعَثَ اَللَّهُ اَلرُّسُلَ تَدْعُوا اَلْعِبَادَ إِلَى اَلْإِيمَانِ بِهِ (فَمِنْهُمْ مَنْ هَدَى اَللَّهُ) وَ مِنْهُمْ مَنْ لَمْ يَهْدِهِ اَللَّهُ.

---

[1] مرآۃ العقول: ۱۱/ ۲۴۷

[2] بحارالانوار: ۶۶/ ۲۲۵؛ مسند الامام الصادقؑ: ۵/ ۵۰۴

[3] مرآۃ العقول: ۱۱/ ۲۴۴

https://www.shiabookspdf.com

(ترجمہ) الصحاف سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: ایسا کیوں ہے کہ آدمی اللہ کے نزدیک مومن ہوتا ہے اور اس پر ایمان ثابت ہوجاتا ہے مگر اللہ تعالیٰ اسے ایمان سے کفر کی طرف منتقل کر دیتا ہے؟

راوی کا بیان ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ العدل ہے۔ اس نے بندوں کو اس پر ایمان لانے کے لیے دعوت دی ہے نہ کہ کفر کے لیے اور نہ ہی کسی کو کفر کے لیے دعوت دی ہے۔ پس جو شخص اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے اور ایمان اس کے لیے اللہ تعالیٰ کے حضور قائم ہوجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے بعد اسے ایمان سے کفر میں منتقل نہیں کرتا۔

میں نے عرض کیا: اگر کوئی شخص کافر ہو جس کا کفر اللہ تعالیٰ کے سامنے ثابت ہو تو کیا وہ اسے کفر سے ایمان کی طرف منتقل کرے گا؟

آپؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمام لوگوں کو فطرت پر خلق کیا ہے۔ اس فطرت پر وہ ایمان کی شریعت کے ساتھ معرفت نہیں رکھتے اور نہ ہی وہ انکار کے ساتھ کفر کرتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ رسولوں کو مبعوث کرتا ہے جو بندوں کو ایمان کی طرف دعوت دیتے ہیں پس کچھ ان میں وہ ہیں جن کو اللہ ہدایت دیتا ہے اور کچھ ہیں وہ ہیں جن کو وہ ہدایت نہیں دیتا۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے۔ [2]

7/1885 الكافي، ۲/۴۱۹/۱/۱ محمد عن أحمد عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ عَنِ الْمُفَضَّلِ الْجُعْفِيِّ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ : إِنَّ الْحَسْرَةَ وَ النَّدَامَةَ وَ الْوَيْلَ كُلَّهُ لِمَنْ لَمْ يَنْتَفِعْ بِمَا أَبْصَرَهُ وَ لَمْ يَدْرِ مَا الْأَمْرُ الَّذِي هُوَ عَلَيْهِ مُقِيمٌ أَ نَفْعٌ لَهُ أَمْ ضَرٌّ قُلْتُ لَهُ فَبِمَ يُعْرَفُ النَّاجِي مِنْ هَؤُلاَءِ جُعِلْتُ فِدَاكَ قَالَ مَنْ كَانَ فِعْلُهُ لِقَوْلِهِ مُوَافِقاً فَأُثْبِتَ لَهُ الشَّهَادَةُ بِالنَّجَاةِ وَ مَنْ لَمْ يَكُنْ فِعْلُهُ لِقَوْلِهِ مُوَافِقاً فَإِنَّمَا ذَلِكَ مُسْتَوْدَعٌ.

مفضل جعفی سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: تمام حسرت، ندمت اور ویل اس شخص کے لیے ہے جو دیکھتا ہے لیکن اس سے فائدہ حاصل نہیں کرتا اور جس امر پر قائم ہے وہ اس کے بارے میں نہیں جانتا ہے کہ یہ اس کے لیے فائدہ مند ہے یا نقصان دہ ہے۔

---

[1] بحار الانوار: ۶۶/ ۲۱۲؛ تفسیر نور الثقلین: ۳/ ۱۸۳؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۰/ ۱۹۸؛ مسند الامام الصادق: ۲/ ۳۵۰

[2] مرآۃ العقول: ۱۱/ ۲۳۵

https://www.shiabookspdf.com

میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہوں! کس طرح سے معلوم ہوگا کہ یہ ان میں سے ہے کہ جن کو اللہ نے نجات عطاء کرنی ہے؟

آپؑ نے فرمایا: جس شخص کا قول اس کے فعل کے موافق ہے تو اس کے لیے نجات کی گواہی ثابت ہے اور جس کا قول اس کے فعل کے موافق نہیں تو اسے ایمان عاریۃً دیا گیا ہے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف علی المشہور ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کہ کیونکہ محمد بن سنان ثقہ ثابت ہے اور تضعیف سہو محض ہے اور مفضل بن عمر ثقہ اور تفسیر قمی اور کامل الزیارات دونوں کا راوی ہے۔ (واللہ اعلم)

۲۶ باب سهو القلب و تيقظه

باب: دل کا بھولنا اور اس کا جاگنا

1/1886 الكافى ۲/۴۲۰/۱/۱ الثلاثة عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ سَمَاعَةَ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ وَ غَيْرِهِ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : إِنَّ اَلْقَلْبَ لَيَكُونُ اَلسَّاعَةَ مِنَ اَللَّيْلِ وَ اَلنَّهَارِ مَا فِيهِ كُفْرٌ وَ لاَ إِيمَانٌ كَالثَّوْبِ اَلْخَلَقِ قَالَ ثُمَّ قَالَ لِي أَ مَا تَجِدُ ذَلِكَ مِنْ نَفْسِكَ قَالَ ثُمَّ تَكُونُ اَلنُّكْتَةُ مِنَ اَللَّهِ فِي اَلْقَلْبِ بِمَا شَاءَ مِنْ كُفْرٍ وَ إِيمَانٍ.

(ترجمہ) ابو بصیر وغیرہ سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: دن اور رات میں ایک گھڑی ایسی ہوتی ہے کہ جس میں دل میں نہ کفر پایا جاتا ہے اور نہ ایمان پایا جاتا ہے جیسا کہ نیا کپڑا ہوتا ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ پھر آپؑ نے مجھ سے فرمایا: کیا تو اپنے دل میں یہ چیز نہیں پاتا؟

پھر فرمایا: پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے دل میں ایک نکتہ بن جاتا ہے جیسا وہ چاہتا ہے کفر سے یا ایمان سے۔ [3]

بیان:

النكت إن تنكت فى الأرض بقضيب و نحوه أى تضرب فتؤثر فيها

---

[1] المحاسن: ۱/ ۲۵۲؛ بحار الانوار: ۲/ ۳۰ و ۶۶/ ۲۱۸؛ مسند الامام الصادق: ۲۰/ ۳۵۱

[2] مرآۃ العقول: ۱۱/ ۲۳۹

[3] الحاق من محاسن الاخلاق کاشانی: ۵۳؛ مسند الامام الصادق: ۵/ ۵۰۶؛ مسند ابو بصیر: ۱/ ۵۳۷

https://www.shiabookspdf.com

"النّکت "اس سے مراد چھڑی اور اس جیسی کسی چیز کا زمین پر گریدنا ہے یعنی اس کو ایسے مارا جائے اس سے نشان پیدا ہو۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف یا عثمان کے اشتراک کی بنا پر حسن موثق ہے [1] اور میرے نزدیک حدیث موثق ہے لیکن اگر سماعہ کا واقفی مذہب سے رجوع مانا جائے تو حدیث حسن ہے اور اس میں کو مجہول راوی موجود نہیں ہے۔ نیز شیخ آصف محسنی نے بھی اسے احادیث معتبرہ میں شمار کیا ہے۔ [2]

2/1887 الکافی،۲/۴۲۰/۱/۱ العدۃ عن سهل عن محمد بن الحسين عن ابن أبي عمير: مثله۔

ابن ابی عمیر نے بھی اسی طرح کی حدیث روایت کی ہے۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے [4] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق ہے کیونکہ سہل ثقہ ثابت ہے۔(واللہ اعلم)۔

3/1888 الکافی،۲/۴۲۱/۶/۱ علی عن العبیدی عَنْ يُونُسَ عَنْ أَبِي اَلْمَغْرَاءِ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ: إِنَّ اَلْقَلْبَ يَكُونُ فِي اَلسَّاعَةِ مِنَ اَللَّيْلِ وَ اَلنَّهَارِ لَيْسَ فِيهِ إِيمَانٌ وَ لاَ كُفْرٌ أَمَا تَجِدُ ذَلِكَ ثُمَّ تَكُونُ بَعْدَ ذَلِكَ نُكْتَةٌ مِنَ اَللَّهِ فِي قَلْبِ عَبْدِهِ بِمَا شَاءَ إِنْ شَاءَ بِإِيمَانٍ وَإِنْ شَاءَ بِكُفْرٍ۔

(ترجمہ) ابوبصیر سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپ فرما رہے تھے: دل دن اور رات کی ایک گھڑی میں ایسا بھی ہوتا ہے کہ اس میں نہ ایمان ہوتا ہے اور نہ کفر ہوتا ہے۔ کیا تم ایسا نہیں پاتے؟ پھر اس کے بعد اللہ کی طرف سے بندے کے دل میں ایک نکتہ بن جاتا ہے جیسا کہ وہ چاہتا ہے۔ پس اگر وہ چاہے تو ایمان سے ہو اور اگر وہ چاہے تو کفر سے ہو۔ [5]

[1] مرآۃ العقول:۱۱/۲۵۰

[2] معجم الاحادیث المعتبرہ:۳/۱۳۸

[3] گزشتہ حدیث کے حوالہ جات دیکھیے۔

[4] مرآۃ العقول:۱۱/۲۵۰

[5] مسند ابوبصیر:۱/۵۳۸؛ الحقائق فی محاسن الاخلاق کاشانی:۵۴؛ مسند الامام الصادق:۵/۵۰۲

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے[1]

4/1889 الکافی ۱۸۸/۱۶۷/۸، علی عن صالح بن السندی عن جعفر بن بشیر عن صباح الحذاء عن الشحام قَالَ: زَامَلْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ فَقَالَ لِيَ اِقْرَأْ قَالَ فَافْتَتَحْتُ سُورَةً مِنَ اَلْقُرْآنِ فَقَرَأْتُهَا فَرَقَّ وَ بَكَى ثُمَّ قَالَ يَا أَبَا أُسَامَةَ اِرْعَوْا قُلُوبَكُمْ بِذِكْرِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ اِحْذَرُوا اَلنَّكْتَ فَإِنَّهُ يَأْتِي عَلَى اَلْقَلْبِ تَارَاتٌ أَوْ سَاعَاتٌ اَلشَّكُّ مِنْ صَبَّاحٍ لَيْسَ فِيهِ إِيمَانٌ وَ لاَ كُفْرٌ شِبْهَ اَلْخِرْقَةِ اَلْبَالِيَةِ أَوِ اَلْعَظْمِ اَلنَّخِرِ يَا أَبَا أُسَامَةَ أَلَيْسَ رُبَّمَا تَفَقَّدْتَ قَلْبَكَ فَلاَ تَذْكُرُ بِهِ خَيْراً وَ لاَ شَرّاً وَ لاَ تَدْرِي أَيْنَ هُوَ قَالَ قُلْتُ لَهُ بَلَى إِنَّهُ لَيُصِيبُنِي وَ أَرَاهُ يُصِيبُ اَلنَّاسَ قَالَ أَجَلْ لَيْسَ يَعْرَى مِنْهُ أَحَدٌ قَالَ فَإِذَا كَانَ ذَلِكَ فَاذْكُرُوا اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ وَ اِحْذَرُوا اَلنَّكْتَ فَإِنَّهُ إِذَا أَرَادَ بِعَبْدٍ خَيْراً نَكَتَ إِيمَاناً وَ إِذَا أَرَادَ بِهِ غَيْرَ ذَلِكَ نَكَتَ غَيْرَ ذَلِكَ قَالَ قُلْتُ مَا غَيْرُ ذَلِكَ جُعِلْتُ فِدَاكَ مَا هُوَ قَالَ إِذَا أَرَادَ كُفْراً نَكَتَ كُفْراً ۔

(ترجمہ) الشحام سے روایت ہے کہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام کا ردیف تھا کہ آپؑ نے مجھ سے فرمایا: قرآن کی تلاوت کرو۔ پس میں نے قرآن کھول کر اس کی ایک سورہ پڑھی تو آپؑ کو رقت ہوئی اور رو پڑے۔ پھر فرمایا: اے ابو اُسامہ! اپنے دلوں کو ذکرِ خدا کا چارہ کھلاؤ اور نشانوں سے بچو کیونکہ دل پر کبھی کبھار ایسی ساعتیں بھی آتی ہیں کہ پرانے کپڑے کے ٹکڑے کی طرح یا بوسیدہ ہڈی کی مانند اس میں نہ ایمان ہوتا ہے اور نہ کفر۔ اے ابو اسامہ! کیا تو نے محسوس نہیں کیا کہ بعض اوقات تم اپنے دل کو ٹٹولتے ہو تو اس میں کوئی خیر و شر نہیں پاتے اور نہ ہی تمہیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ کہاں ہے؟

میں نے عرض کیا: ہاں! کبھی مجھے ایسا مرحلہ پیش آتا ہے اور میں خیال کرتا ہوں کہ دوسرے لوگوں کو بھی ایسا حالت کا سامنا ہوتا ہوگا؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں، اس سے کوئی بھی خالی نہیں ہے۔

پھر فرمایا: جب کبھی تم پر ایسی کیفیت طاری ہو تو اللہ کا ذکر کرو اور نشانوں سے بچو کیونکہ خدا جب کسی بندہ کی بھلائی چاہتا ہے تو اس کے دل میں ایمان کا نشان لگا دیتا ہے اور جب اس کے علاوہ چاہتا ہے تو پھر کوئی اور نشان لگا دیتا ہے۔

[1] مرآۃ العقول: ۱۱/۲۵۶

میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہوں! اس کے علاوہ کون سی چیز ہے؟

آپؑ نے فرمایا: جب وہ کفر کا ارادہ کرتا ہے تو وہ کفر کا نشان لگا دیتا ہے۔ [1]

بیان:

ارعوا من الرعی أو الرعایة و النکث بالثاء المثلثة نقض العهد و المراد هنا نقض عهد الإیمان بالشك و ربما یوجد فی بعض النسخ بالمثناة فیکون المراد احذروا أن لا یکون ما ینکت فی قلوبکم بعد هذه الحالة نکت کفر و النخر البالی المتفتت

"أرعو" اس کا مصدر رعیٌ یا رعایۃ ہے، "النکث" ثاء مثلثہ کے ساتھ، اس کا معنی ہے عہد توڑنا اور یہاں پر اس مراد یہ ہے کہ عہدِ ایمان کو توڑنا شک کے ساتھ اور بعض نسخوں میں یہ مثناۃ استمال ہوا ہے اور اس سے مراد یہ ہے کہ اپنے دلوں میں اس حالت کے بعد کفر پیدا کرنے سے ڈرو۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے [2] یا حدیث مجہول کالحسن ہے [3] اور میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ صالح بن سندی کامل الزیارات کا راوی ہے۔ (واللہ اعلم)۔

5/1890 الکافی، ۱/۲/۴۲۰/۲ محمد عن ابن عیسی عَنِ اَلْعَبَّاسِ بْنِ مَعْرُوفٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ عِيسَى عَنِ اَلْحُسَيْنِ بْنِ اَلْمُخْتَارِ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: يَكُونُ اَلْقَلْبُ مَا فِيهِ إِيمَانٌ وَلاَ كُفْرٌ شِبْهَ اَلْمُضْغَةِ أَمَا يَجِدُ أَحَدُكُمْ ذَلِكَ.

(ترجمہ) ابو بصیر سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا، آپؑ فرما رہے تھے: دل ایسا بھی ہو جاتا ہے کہ اس میں نہ کفر ہوتا ہے اور نہ ہی ایمان بلکہ وہ فقط ایک گوشت کا ٹکڑا ہوتا ہے۔ کیا تم میں سے کوئی ایسا نہیں پاتا۔ [4]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند موثق ہے [5] اور میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ حسین بن مختار امامی ہے اور ہرگز واقفی

---

[1] وسائل الشیعہ: ۷/۱۶۶ ح ۹۰۲۳؛ بحار الانوار: ۶۷/۵۹؛ مسند الامام الصادق: ۲۰/۳۰۹

[2] مرآۃ العقول: ۲۶/۳۹

[3] البضاعۃ المزجاۃ: ۲/۵۱۳

[4] مسند الامام الباقرؑ: ۲/۲۴۲؛ مسند ابو بصیر: ۱/۵۳۷؛ مجمع البحرین: ۲/۱۳۷

[5] مرآۃ العقول: ۱۱/۲۵۲

نہیں ہے اور ابوبصیر کے بارے میں بھی یہی ہے اور وہ ثقہ جلیل ہے۔ (واللہ اعلم)

6/1891 الكافي،۲/۴۲۱/۴/۱ محمد عن أحمد عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ عَنِ اَلْحُسَيْنِ بْنِ اَلْمُخْتَارِ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ اَلْقَلْبَ لَيَتَرَجَّجُ فِيمَا بَيْنَ اَلصَّدْرِ وَ اَلْحَنْجَرَةِ حَتَّى يُعْقَدَ عَلَى اَلْإِيمَانِ فَإِذَا عُقِدَ عَلَى اَلْإِيمَانِ قَرَّ وَ ذَلِكَ قَوْلُ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ (وَ مَنْ يُؤْمِنْ بِاللَّهِ يَهْدِ قَلْبَهُ) .

(ترجمہ) ابوبصیر سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: انسان کا دل سینے اور حلق کے درمیان گھومتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ ایمان سے مضبوط کر دیا جاتا ہے اور جب اس کو ایمان سے مضبوط کر دیا جاتا ہے تو وہ اقرار کرتا ہے اور اسی بارے میں اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے: ''اور جو اللہ پر ایمان لے آتا ہے اس کا دل ہدایت حاصل کر لیتا ہے۔ (التغابن:۱۱)۔''[1]

بیان:

ليترجج بالجيمين أي يتحرك و يضطرب و ربما يوجد في بعض النسخ بإهمال آخره أي يطلب الرجحان

''لیترجج'' دو جیموں کے ساتھ، یعنی متحرک اور مضطرب ہونا اور بعض نسخوں میں اس کا آخر مھمل ہے اور اس سے مراد یہ ہے کہ رجحان کا طلب کرنا۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف علی المشہور ہے[2] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ محمد بن سنان ثقہ ثابت ہے (واللہ اعلم)۔

7/1892 الكافي،۲/۴۲۱/۵/۱ العدة عن البرقي عَنِ اِبْنِ فَضَّالٍ عَنْ أَبِي جَمِيلَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ اَلْحَلَبِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ اَلْقَلْبَ لَيَتَجَلْجَلُ فِي اَلْجَوْفِ يَطْلُبُ اَلْحَقَّ فَإِذَا أَصَابَهُ اِطْمَأَنَّ وَ قَرَّ ثُمَّ تَلاَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ هَذِهِ اَلْآيَةَ (فَمَنْ يُرِدِ اَللَّهُ أَنْ يَهْدِيَهُ يَشْرَحْ صَدْرَهُ لِلْإِسْلاَمِ) إِلَى قَوْلِهِ (كَأَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي اَلسَّمَاءِ) .

(ترجمہ) محمد حلبی سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: بے شک دل حق کی تلاش میں اندر ہی اندر شور سے

---

[1] المحاسن:۱/ ۲۴۹؛ تفسیر الصافی:۵/ ۱۸۴؛ تفسیر البرہان:۵/ ۳۹۸؛ بحارالانوار:۶۴/ ۵۵و۶۵/ ۲۵۵و۲۶/ ۳۱۸؛ تفسیر نور الثقلین:۵/ ۳۴۲؛ تفسیر کنز الدقائق:۱۳/ ۲۸۲؛ عوالم العلوم:۲۰/ ۷۳۰

[2] مرآۃ العقول:۱۱/ ۲۵۴

دھڑکتا ہے پس جب اسے مل جاتا ہے تو یہ مطمئن ہو جاتا ہے اور قرار پکڑتا ہے۔ پھر آپؑ نے اس آیت کی تلاوت کی: ''پس اللہ جس کو ہدایت دینے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے سینے کو اسلام کے لیے کھول دیتا ہے۔۔۔۔۔ سے لے کر اس کے قول۔۔۔۔ گویا وہ آسمان کی طرف پرواز کرنے لگا۔۔۔ تک۔ (الانعام: ۱۲۵)۔''[1]

بیان:

لیتخلخل بالخائین المعجمتین أی یتحرك و فی بعض النسخ بالجیمین و هما متقاربان و لعله فی الأخیر یعتبر الصوت

''یتخلخل'' دو معجمہ خاؤں کے ساتھ، یعنی متحرک ہونا اور بعض نسخوں میں یہ لفظ دو جیموں کے ساتھ ہے لیکن دونوں کا معنی ایک جیسا ہی ہے اور شاید دوسرے لفظ میں آواز مراد لی گئی ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے[2]

8/1893 الکافی، ۱/۷/۴۲۲/۲ العدة عن سهل عن ابن شمون عن الأصم عَنْ عَبْدِ ٱللَّهِ بْنِ ٱلْقَاسِمِ عَنْ يُونُسَ بْنِ ظَبْيَانَ عَنْ أَبِي عَبْدِ ٱللَّهِ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ ٱللَّهَ خَلَقَ قُلُوبَ ٱلْمُؤْمِنِينَ مُبْهَمَةً عَلَى ٱلْإِيمَانِ فَإِذَا أَرَادَ اِسْتِنَارَةَ مَا فِيهَا فَتَحَهَا بِالْحِكْمَةِ وَ زَرَعَهَا بِالْعِلْمِ وَ زَارِعُهَا وَ ٱلْقَيِّمُ عَلَيْهَا رَبُّ ٱلْعَالَمِينَ۔

یونس بن ظبیان سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کے دلوں کو ایمان پر لپیٹ کر پیدا کیا ہے پس جب وہ چاہتا ہے کہ اس میں جو کچھ ہے وہ روشن ہو جائے تو اسے حکمت سے کھول دیتا ہے، اسے علم کا بیج ڈالتا ہے اور اس سے اس کی کاشتکار کرتا ہے اور وہ راس کا نگہبان تمام جہانوں کا رب ہے۔[3]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے[4] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق معتبر ہے کیونکہ سہل ثقہ ثابت ہے اور وعبداللہ بن عبدالرحمٰن وعبداللہ بن القاسم تینوں کامل الزیارات کے راوی ہیں اور یونس بن ظبیان ملعون ہے مگر تفسیر قمی اور

[1] مشکاۃ الانوار: ۲۵۵؛ تفسیر البرہان: ۲/۷۷۴؛ بحار الانوار: ۶۶/۳۱۷؛ تفسیر نور الثقلین: ۱/۷۶۶؛ عوالم العلوم: ۲۰/۲۳۰

[2] مراۃ العقول: ۱۱/۲۵۵

[3] مسائل علی بن جعفرؑ: ۳۳۸ ح ۸۳۲؛ بحار الانوار: ۶۶/۳۱۷؛ مسند الامام الصادقؑ: ۵/۵۰۷

[4] مراۃ العقول: ۱۱/۲۵۶

کامل الزیارات دونوں کا راوی ہے۔ (واللہ اعلم)۔

9/1894 الکافی، ۲/۲۲۱/۳/۱ محمد عَنِ ٱلْعَمْرَكِيِّ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِي ٱلْحَسَنِ مُوسَى عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ: مثله إلا أنه قال مطوية مبهمة و قال نضحها بالحكمة۔

(ترجمہ) علی بن جعفر علیہ السلام نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے اسے کے مثل روایت کی ہے سوائے اس کے کہ آپؑ نے فرمایا: لپٹا ہوا اور مبہم۔ نیز فرمایا: اس پر حکمت کو چھڑکا۔ [1]

بیان:

فی بعض النسخ استثارة ما فيها بالثاء المثلثة بدل النون بمعنى التهييج و النضح السقي

❂ بعض نسخوں میں استثارۃ ہے جس میں نون کے بدلے ثاء مثلثہ ہے اور اس کا معنی بھڑکانہ ہے

"النضح" تیز بارش والا بادل۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے۔ [2]

۲۷۔ باب أصناف القلوب و تنقل أحوال القلب

باب: دِلوں کی اقسام اور دل کے حالات کا منتقل ہونا۔

1/1895 الکافی، ۲/۴۲۲/۲/۱ العدة عن البرقی عَنْ أَبِيهِ عَنْ هَارُونَ بْنِ ٱلْجَهْمِ عَنِ ٱلْمُفَضَّلِ [عن سعد] بن سعيد عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ ٱلْقُلُوبَ أَرْبَعَةٌ قَلْبٌ فِيهِ نِفَاقٌ وَ إِيمَانٌ وَ قَلْبٌ مَنْكُوسٌ وَ قَلْبٌ مَطْبُوعٌ وَ قَلْبٌ أَزْهَرُ أَجْرَدُ فَقُلْتُ مَا ٱلْأَزْهَرُ قَالَ فِيهِ كَهَيْئَةِ ٱلسِّرَاجِ فَأَمَّا ٱلْمَطْبُوعُ فَقَلْبُ ٱلْمُنَافِقِ وَ أَمَّا ٱلْأَزْهَرُ فَقَلْبُ ٱلْمُؤْمِنِ إِنْ أَعْطَاهُ شَكَرَ وَ إِنِ ٱبْتَلاَهُ صَبَرَ وَ أَمَّا ٱلْمَنْكُوسُ فَقَلْبُ ٱلْمُشْرِكِ ثُمَّ قَرَأَ هَذِهِ ٱلْآيَةَ: ﴿أَ فَمَنْ يَمْشِي مُكِبًّا عَلىٰ وَجْهِهِ أَهْدىٰ أَمَّنْ يَمْشِي سَوِيًّا عَلىٰ صِرٰاطٍ مُسْتَقِيمٍ﴾ فَأَمَّا ٱلْقَلْبُ ٱلَّذِي فِيهِ إِيمَانٌ وَ نِفَاقٌ فَهُمْ قَوْمٌ كَانُوا بِالطَّائِفِ فَإِنْ أَدْرَكَ أَحَدَهُمْ أَجَلُهُ عَلَى نِفَاقِهِ هَلَكَ وَ إِنْ أَدْرَكَهُ عَلَى إِيمَانِهِ نَجَا۔

---

[1] گزشتہ حدیث کے حوالہ جات دیکھیے۔

[2] مرآۃ العقول: ۱۱/ ۲۵۲

ترجمہ: امام باقر علیہ السلام نے فرمایا: دلوں کی چار اقسام ہیں: دل چار قسم کے ہیں: وہ دل جس میں نفاق اور ایمان ہو، وہ دل جو الٹا ہو، وہ دل جس پر مہر لگی ہو اور وہ دل جو اذہر روشن ہو۔

میں نے عرض کیا: اذہر سے کیا مراد ہے؟

آپؑ نے فرمایا: گویا اس میں چراغ ہے۔

بہر حال مہر لگا ہوا دل منافق کا دل ہے، اذہر دل مومن کا دل ہے۔ اگر وہ اس کو عطاء کرتا ہے تو وہ شکر ادا کرتا ہے اور اگر وہ اس کو کسی مصیبت میں مبتلا کرتا ہے تو وہ صبر کرتا ہے، الٹا دل مشرک کا دل ہے۔ پھر آپؑ نے قرآن کی اس آیت تلاوت فرمائی: ''پس کیا وہ شخص جو اپنے منہ کے بل اوندھا چلتا ہے وہ زیادہ راہِ راست پر ہے یا وہ جو سیدھے راستے پر سیدھا چلا جاتا ہے۔ (الملک: ۲۲)۔'' وہ دل جس میں ایمان اور نفاق ہے یہ طائف والوں کا دل ہے پس اگر ان میں سے کسی کو نفاق پر موت آ گئی تو وہ ہلاک ہو جائے گا اور اگر اس نے ایمان کو پا لیا تو وہ نجات پا گیا۔[1]

بیان:

أرید بالأجرد الصافی عن الکدر أعنی ما یقابل المطبوع فإن الطبع الرین مکبا أی منقلبا

''الاجرد'' اس سے میری مراد کیچڑ وغیرہ سے صاف ہونا ہے یعنی جو مطبوع کے مقابل میں ہو کیونکہ طبع سے مراد میل کچیل ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث مختلف فیہ ہے[2] اور میرے نزدیک حدیث موثق ہے کیونکہ مفضل بن صالح تفسیر قمی اور کامل الزیارات دونوں کا راوی ہے اور سعد بن طریف ثقہ ہے[3] البتہ یہ غیر امامی ہے (واللہ اعلم)۔

2/1896 الکافی ۲/۴۲۳/۳/۱ العدة عن سهل عن السراد عن الثُّمَالِيِّ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ قَالَ: اَلْقُلُوبُ ثَلاَثَةٌ قَلْبٌ مَنْكُوسٌ لاَ يَعِي شَيْئاً مِنَ اَلْخَيْرِ وَ هُوَ قَلْبُ اَلْكَافِرِ وَ قَلْبٌ فِيهِ نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ فَالْخَيْرُ وَ اَلشَّرُّ فِيهِ يَعْتَلِجَانِ فَأَيُّهُمَا كَانَتْ مِنْهُ غَلَبَ عَلَيْهِ وَ قَلْبٌ مَفْتُوحٌ فِيهِ

---

[1] تفسیر البرہان: ۵/ ۴۴۴؛ تفسیر الصراط المستقیم: ۴/ ۲۴۲؛ مسند الامام الباقرؑ: ۲/ ۲۴۳؛ معانی الاخبار: ۳۹۵؛ بحار الانوار: ۶۷/ ۵۱؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۳/ ۳۶۱؛ تفسیر نور الثقلین: ۵/ ۳۸۳؛ مجمع البحرین: ۲/ ۱۴۷

[2] مرآۃ العقول: ۱۱/ ۲۵۷

[3] المفید من معجم رجال الحدیث: ۲۴۶

https://www.shiabookspdf.com

مَصَابِيحُ تَزْهَرُ وَلاَ يُطْفَأُ نُورُهُ إِلَى يَوْمِ اَلْقِيَامَةِ وَهُوَ قَلْبُ اَلْمُؤْمِنِ.

(ترجمہ) ثمالی سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: دل تین طرح کے ہوتے ہیں: منکوس دل کہ جس میں کوئی خیر نہیں پائی جاتی تو یہ کافر کا دل ہے، وہ دل کہ جس میں ایک سیاہ رنگ کا نکتہ پایا جاتا ہے پس اس میں خیر وشر دونوں کشمکش میں رہتے ہیں لہذا جو بھی ان میں سے غالب آ جائے گا تو وہ اس سمت چلا جائے گا اور کھلا ہوا دل کہ جو روشن چراغ کی طرح چمکتا ہے اور اس کا نور قیامت تک روشن رہتا ہے اور یہی مومن کا دل ہے۔ [1]

بیان:

الاعتلاج المصارعة و ما یشبهها

❁ ''الإعتلاج'' لڑائی یا اس کے مشابہ کوئی فعل سرانجام دینا۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف علی المشهور ہے [2] اور میرے نزدیک حدیث موثق کالصحیح ہے کیونکہ سہل ثقہ ثابت ہے مگر غیر امامی مشہور ہے اور دیگر راوی ثقہ جلیل ہیں۔ (واللہ اعلم)

3/1897 الكافى ۲/۲۲۲/۱/۱ محمد عن ابن عيسى عن ابن فضال عَنْ عَلِيِّ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ لَنَا ذَاتَ يَوْمٍ: تَجِدُ اَلرَّجُلَ لاَ يُخْطِئُ بِلاَمٍ وَ لاَ وَاوٍ خَطِيباً مِصْقَعاً وَ لَقَلْبُهُ أَشَدُّ ظُلْمَةً مِنَ اَللَّيْلِ اَلْمُظْلِمِ وَ تَجِدُ اَلرَّجُلَ لاَ يَسْتَطِيعُ يُعَبِّرُ عَمَّا فِي قَلْبِهِ بِلِسَانِهِ وَقَلْبُهُ يَزْهَرُ كَمَا يَزْهَرُ اَلْمِصْبَاحُ.

(ترجمہ) عمرو سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک دن مجھ سے فرمایا: بعض اوقات تم ایک بندے کو دیکھو گے کہ وہ لام اور واو میں بھی خطا نہیں کرے گا گویا وہ بہت بڑا خطیب ہوگا لیکن اس کا دل سیاہ رات سے بھی زیادہ تاریک ہوگا اور بعض دفعہ تم ایک مرد کو پاؤ گے کہ جو اپنے دل کی بات کو واضح انداز میں اپنی زبان سے بیان نہیں کر سکے گا لیکن اس کا دل ایسے روشن ہوگا جیسے چراغ روشن ہوتا ہے۔ [3]

بیان:

المسقع بالسين و الصاد البليغ أو العالى الصوت أو من لم يرتج عليه فى كلامه و لا يتتعتع

[1] عین الحیاۃ مجلسی: ۲۸۶؛ معانی الاخبار: ۳۹۵؛ بحار الانوار: ۶۷/ ۵۱؛ منتہی الآمال: ۲/ ۵۵۵

[2] مراۃ العقول: ۱۱/ ۲۶۰

[3] مجموعہ ورام: ۲/ ۲۱۰؛ مسند الامام الصادق: ۵/ ۵۰۷

✪ ''المسقع'' سین اور صاد دونوں سے پڑھا جاتا ہے اور اس کا معنی بلیغ کا ہے یا اونچی آواز کا ہونا ہے یا وہ کہ جو اس پر اپنے کلام میں امید رکھتا ہو۔

تحقیق اسناد:

حدیث عمرو کے اشتراک کی بنا پر مجہول ہے اور ظاہر صحیح ہے [1] اور میرے نزدیک حدیث صحیح ہے کیونکہ سند میں عمر سے مراد عمر بن ابان الکلبی ہے جو ثقہ جلیل ہے [2] اور یہ مراد ہم نے اس لیے لیا ہے کیونکہ علی بن عقبہ اکثر اسی سے روایت ہے [3]

5/1898 الکافی، ۲/۴۲۳/۱/۱ علی عن أبیه و العدة عن سهل و محمد عن أحمد جمیعا عن السراد عن مؤمن الطاق عَنْ سَلاَّمِ بْنِ اَلْمُسْتَنِيرِ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَدَخَلَ عَلَيْهِ حُمْرَانُ بْنُ أَعْيَنَ وَ سَأَلَهُ عَنْ أَشْيَاءَ فَلَمَّا هَمَّ حُمْرَانُ بِالْقِيَامِ قَالَ لِأَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أُخْبِرُكَ أَطَالَ اَللَّهُ بَقَاءَكَ لَنَا وَ أَمْتَعَنَا بِكَ أَنَّا نَأْتِيكَ فَمَا نَخْرُجُ مِنْ عِنْدِكَ حَتَّى تَرِقَّ قُلُوبُنَا وَ تَسْلُوَ أَنْفُسُنَا عَنِ اَلدُّنْيَا وَ يَهُونَ عَلَيْنَا مَا فِي أَيْدِي اَلنَّاسِ مِنْ هَذِهِ اَلْأَمْوَالِ ثُمَّ نَخْرُجُ مِنْ عِنْدِكَ فَإِذَا صِرْنَا مَعَ اَلنَّاسِ وَ اَلتُّجَّارِ أَحْبَبْنَا اَلدُّنْيَا قَالَ فَقَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ إِنَّمَا هِيَ اَلْقُلُوبُ مَرَّةً تَصْعُبُ وَ مَرَّةً تَسْهُلُ ثُمَّ قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أَمَا إِنَّ أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ قَالُوا يَا رَسُولَ اَللَّهِ نَخَافُ عَلَيْنَا اَلنِّفَاقَ قَالَ فَقَالَ وَ لِمَ تَخَافُونَ ذَلِكَ قَالُوا إِذَا كُنَّا عِنْدَكَ فَذَكَّرْتَنَا وَ رَغَّبْتَنَا وَجِلْنَا وَ نَسِينَا اَلدُّنْيَا وَ زَهِدْنَا حَتَّى كَأَنَّا نُعَايِنُ اَلْآخِرَةَ وَ اَلْجَنَّةَ وَ اَلنَّارَ وَ نَحْنُ عِنْدَكَ فَإِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِكَ وَ دَخَلْنَا هَذِهِ اَلْبُيُوتَ وَ شَمِمْنَا اَلْأَوْلاَدَ وَ رَأَيْنَا اَلْعِيَالَ وَ اَلْأَهْلَ يَكَادُ أَنْ نُحَوَّلَ عَنِ اَلْحَالِ اَلَّتِي كُنَّا عَلَيْهَا عِنْدَكَ وَ حَتَّى كَأَنَّا لَمْ نَكُنْ عَلَى شَيْءٍ أَ فَتَخَافُ عَلَيْنَا أَنْ يَكُونَ ذَلِكَ نِفَاقاً فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ كَلاَّ إِنَّ هَذِهِ خُطُوَاتُ اَلشَّيْطَانِ فَيُرَغِّبُكُمْ فِي اَلدُّنْيَا وَ اَللَّهِ لَوْ تَدُومُونَ عَلَى اَلْحَالَةِ اَلَّتِي وَصَفْتُمْ أَنْفُسَكُمْ بِهَا لَصَافَحَتْكُمُ اَلْمَلاَئِكَةُ وَ مَشَيْتُمْ عَلَى اَلْمَاءِ وَ لَوْ لاَ

---

[1] مرآۃ العقول: ۱۱/ ۲۵۷

[2] المفید من معجم رجال الحدیث: ۴۲۳

[3] الکافی: ۸/ ۱۰۱ ح ۷۲؛ الوافی: ۲/ ۲۳۱ ح ۶۹۳؛ المحاسن: ۱/ ۱۷۳ و ۱۸۶؛ مستدرک الوسائل: ۱/ ۱۲۰؛ ثواب الاعمال وعقاب الاعمال: ۲۱۱؛ بحار الانوار: ۲۷/ ۱۸۶

أَتَكُمْ تُذْنِبُونَ فَتَسْتَغْفِرُونَ اللّٰهَ لَخَلَقَ اللّٰهُ خَلْقاً حَتَّى يُذْنِبُوا ثُمَّ يَسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ فَيَغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ إِنَّ الْمُؤْمِنَ مُفَتَّنٌ تَوَّابٌ أَمَا سَمِعْتَ قَوْلَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ: (إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ) وَقَالَ (اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ).

ترجمہ: سلام بن مستنیر سے روایت ہے کہ میں امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں موجود تھا کہ حمران بن اعین بھی حاضر ہوا۔ پس اس نے آپؑ سے چند اشیاء کے بارے میں سوالات کیے۔ جب حمران نے کھڑے ہونے کا ارادہ کیا تو اس نے امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا: اے فرزند رسول علیہ السلام! اللہ تعالیٰ آپؑ کو طول عمر عطا فرمائے اور آپؑ کے وجود، آپ کے احسان وانعام کو ہمارے لیے باقی رکھے۔ ہم آپؑ کی خدمت میں آتے ہیں پس ہم آپؑ کے پاس سے اس وقت تک نہیں جاتے۔ یہاں تک کہ ہمارے دل نرم ہو چکے ہوتے ہیں، ہمارے نفس دنیا سے نکل جاتے ہیں اور جو دنیاوی مال لوگوں کے ہاتھوں میں ہے وہ ہماری نظروں میں حقیر ہو جاتا ہے مگر جب ہم آپؑ کی خدمت سے اُٹھ کر لوگوں اور تاجروں کے پاس جاتے ہیں تو ہم پھر دنیا سے محبت کرنے لگتے ہیں؟

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: یہ دل ہیں کہ کبھی سخت ہو جاتے ہیں اور کبھی نرم ہو جاتے ہیں۔ پھر امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب نے آپؐ کی خدمت میں عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم اپنے نفاق کے بارے میں خوف زدہ ہیں؟

آپؐ نے فرمایا: تم اس طرح خوف زدہ کیوں ہو؟

انہوں نے عرض کیا: جب ہم آپؐ کی خدمت میں ہوتے ہیں تو آپؐ ہمیں (ہمارے دین کی) یاد دلاتے ہیں، ہمیں (نیک کاموں کی) ترغیب دلاتے ہیں، ہم خوف محسوس کرتے ہیں، دنیا کو بھول جاتے ہیں اور اپنے آپ کو اس سے روکتے ہیں، گویا ہم آپؐ کے پاس رہ کر آخرت، جنت اور آگ کا مشاہدہ کر رہے ہوتے ہیں مگر جب ہم آپؐ کے پاس سے اُٹھ کر باہر جاتے ہیں، اپنے گھروں میں داخل ہوتے ہیں، ہم اپنی اولاد کی خوشبو کو سونگھتے ہیں اور اپنے اہل وعیال کو دیکھتے ہیں تو گویا ہماری جو حالت آپؐ کے پاس ہوتی ہے وہ بدل جاتی ہے حتیٰ کہ ہمیں لگتا ہے کہ ہم ہم کسی چیز (عقیدہ) پر نہیں ہیں پس کیا آپؐ ہمارے بارے میں خوف کرتے ہیں کہ یہ نفاق ہو سکتا ہے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا: یہ شیطان کے خطوت (قدم) ہیں۔ پس وہ تمہیں دنیا کی طرف رغبت دلاتا ہے۔ خدا کی قسم! اگر تم اسی حالت پر باقی رہو جو تم نے اپنے لیے بیان کی ہے تو ملائکہ تم سے مصافحہ کریں اور تم پانی پر چلتے پھرو پس اگر تم گناہ کرنے کے بعد اللہ سے توبہ نہ کرو تو اللہ ایک مخلوق خلق کرتا یہاں تک کہ وہ گناہ کرنے کے بعد اللہ سے توبہ کرتے ہیں تو اللہ ان کو معاف کر دیتا۔ یقیناً مومن جب گناہ کرتا ہے تو توبہ کرتا ہے، کیا

https://www.shiabookspdf.com

تم نے اللہ کا فرمان نہیں سنا: ''اللہ توبہ کرنے والوں کو اور طہارت میں رہنے والوں سے محبت کرتا ہے۔(البقرۃ:۲۲۲)۔''

نیز فرمایا: ''پس تم اپنے ربّ سے مغفرت کرو اور پھر اس سے توبہ کرو۔(ھود:۵۲)۔''[1]

بیان:

المفتن الواقع فی الإثم

''المفتّن''یعنی گناہ میں واقع ہونے والا۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے[2] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن کالصحیح ہے کیونکہ سلام بن المستنیر تفسیر قمی کا راوی اور ثقہ ہے[3]۔(واللہ اعلم)

۲۸۔باب الوسوسۃ و حدیث النفس

باب: وسوسہ اور دل کی بات

1/1899 الکافی،۲/۴۲۴/۱/۱ الاثنان عَنِ اَلْوَشَّاءِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حُمْرَانَ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَنِ اَلْوَسْوَسَةِ وَإِنْ كَثُرَتْ فَقَالَ لاَ شَيْءَ فِيهَا تَقُولُ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اَللَّهُ ۔

(ترجمہ) محمد بن حمران سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے وسوسہ کے متعلق سوال کیا کہ اگر وہ بہت زیادہ ہو تو؟ آپؑ نے فرمایا: اس میں کوئی چیز نہیں ہے۔اس وقت تم لاَ إِلَهَ إِلاَّ اَللَّهُ کہا کرو۔[4]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف علی المشہور ہے[5] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن کالصحیح ہے کیونکہ معلیٰ ثقہ جلیل ثابت ہے اور محمد بن حمران بھی ثقہ ہے۔(واللہ اعلم)

---

[1] بحار الانوار:۶/۳۱ و ۴۷/۵۶؛ تفسیر العیاشی:۱/۱۰۹؛ تفسیر البرھان:۱/۴۶۳؛ عوالم العلوم:۱۹/۳۹۲؛ مجموعہ ورام:۲/۲۱۰؛ عقود المرجان جزائری:۲/۴۷۰

[2] مراۃ العقول:۱۱/۲۶۱

[3] المفید من معجم رجال الحدیث:۲۵۷

[4] وسائل الشیعہ:۷/۱۶۸؛ بحار الانوار:۵۵/۳۲۴؛ مستدرک سفینۃ البحار:۱۰/۳۱۰؛ مسند الامام الصادق:۵/۵۰۷

[5] مراۃ العقول:۱۱/۲۶۶

2/1900 الكافى ۲/۴۲۲/۱/۲/۱ الثلاثة عَنْ جَمِيلِ بْنِ دَرَّاجٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ قَالَ: قُلْتُ لَهُ إِنَّهُ يَقَعُ فِي قَلْبِي أَمْرٌ عَظِيمٌ فَقَالَ قُلْ لاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللّٰهُ قَالَ جَمِيلٌ فَكُلَّمَا وَقَعَ فِي قَلْبِي شَيْءٌ قُلْتُ لاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللّٰهُ فَيَذْهَبُ عَنِّي.

(ترجمہ) جمیل بن درّاج سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: میرے دل میں ایک عظیم امر (شک) واقع ہوتا ہے تو؟

آپؑ نے فرمایا: لاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللّٰهُ پڑھا کرو۔

جمیل کا بیان ہے کہ (اس کے بعد) جب بھی میرے دل میں کوئی چیز واقع ہوتی ہے تو میں لاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللّٰهُ پڑھتا ہوں۔ پس وہ مجھ زائل ہو جاتی ہے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند حسن کالصحیح ہے۔ [2]

3/1901 اَلْكَافِي ۲/۴۲۵/۱/۳/۱ اِبْنُ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ هَلَكْتُ فَقَالَ لَهُ هَلْ أَتَاكَ الْخَبِيثُ فَقَالَ لَكَ مَنْ خَلَقَكَ فَقُلْتَ اللّٰهُ تَعَالَى فَقَالَ لَكَ اللّٰهُ مَنْ خَلَقَهُ فَقَالَ لَهُ إِي وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَكَانَ كَذَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ ذَاكَ وَاللّٰهِ مَحْضُ الْإِيمَانِ قَالَ ابْنُ أَبِي عُمَيْرٍ فَحَدَّثْتُ بِذٰلِكَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْحَجَّاجِ فَقَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ إِنَّمَا عَنَى بِقَوْلِهِ هٰذَا وَاللّٰهِ مَحْضُ الْإِيمَانِ خَوْفَهُ أَنْ يَكُونَ قَدْ هَلَكَ حَيْثُ عَرَضَ ذٰلِكَ فِي قَلْبِهِ.

(ترجمہ) محمد سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص آیا اور عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں ہلاک ہو گیا ہوں۔

آپؐ نے اس سے فرمایا: یقیناً تیرے پاس خبیث (شیطان) آیا تھا اور اس نے تجھے کہا کہ تجھے کس نے خلق کیا ہے اور تو نے اس کے جواب میں کہا: اللہ تعالیٰ نے، پھر اس نے تجھ سے کہا کہ اللہ کو کس نے خلق کیا ہے۔

اس نے عرض کیا: قسم اس کی جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے! ایسا ہی ہوا ہے۔

---

[1] مشکاۃ الانوار: ۲۴۷؛ بحار الانوار: ۵۵ / ۳۲۴؛ وسائل الشیعہ: ۷ / ۱۶۷؛ مسند امام الصادق: ۵ / ۵۰۷

[2] مرآۃ العقول: ۱۱ / ۲۶۸

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خدا کی قسم! یہ ہی ایمان محض ہے۔

ابن ابی عمیر کا بیان ہے کہ میں نے یہ حدیث عبدالرحمٰن حجاج کے سامنے بیان کی تو اس نے کہا: مجھ سے میرے والد نے اور انہوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان کا مطلب یہ ہے کہ اس بندے کا اس وقت ڈر جانا کہ وہ ہلاک ہو جائے گا جبکہ کہ اس کے دل میں (وسوسہ) آ گیا تھا، خدا کی قسم! ایمان محض ہے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے [2] یا پھر حدیث حسن کالصحیح ہے [3] اور میرے نزدیک حدیث صحیح ہے۔ (واللہ اعلم)

4/1902 الكافي ١/٤/٤٢٥/٢ العدة عن سهل و محمد عن أحمد جميعاً عَنْ عَلِيِّ بْنِ مَهْزِيَارَ قَالَ: كَتَبَ رَجُلٌ إِلَى أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَشْكُو إِلَيْهِ لَمَماً يَخْطُرُ عَلَى بَالِهِ فَأَجَابَهُ فِي بَعْضِ كَلاَمِهِ إِنَّ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ إِنْ شَاءَ ثَبَّتَكَ فَلاَ يَجْعَلُ لِإِبْلِيسَ عَلَيْكَ طَرِيقاً قَدْ شَكَا قَوْمٌ إِلَى اَلنَّبِيِّ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ لَمَماً يَعْرِضُ لَهُمْ لَأَنْ تَهْوِيَ بِهِمُ اَلرِّيحُ أَوْ يُقَطَّعُوا أَحَبُّ إِلَيْهِمْ مِنْ أَنْ يَتَكَلَّمُوا بِهِ فَقَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ أَ تَجِدُونَ ذَلِكَ قَالُوا نَعَمْ فَقَالَ وَ اَلَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ ذَلِكَ لَصَرِيحُ اَلْإِيمَانِ فَإِذَا وَجَدْتُمُوهُ فَقُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَ رَسُولِهِ وَ لاَ حَوْلَ وَ لاَ قُوَّةَ إِلاَّ بِاللَّهِ.

(ترجمہ) علی بن مہزیار سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کو خط لکھا اور اس میں شکایت کی کہ میرے دل میں وسوسے خطور کرتے ہیں؟

پس آپؑ نے اسے اپنے کچھ الفاظ میں جواب لکھا: یقیناً اگر اللہ نے چاہا تو تجھے ثابت قدم رکھے گا پس تم ابلیس کو اپنی طرف راستہ نہ دو۔ ایک قوم نے رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی کہ ان کے دلوں میں ایسے وسوسے ہو جاتے ہیں کہ وہ اس پر بات کرنے سے زیادہ یہ پسند کرتے ہیں کہ انہیں ہوا اڑا کر لے جائے یا وہ کاٹ دیئے جائیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم ایسا محسوس کرتے ہو؟

---

[1] بحارالانوار: ۵۵/ ۳۲۴؛ اثبات الھداۃ: ۱/ ۲۵۲؛ مسند الامام الصادق: ۵/ ۵۰۷

[2] مجمع الفوائد: ۹/ ۳۶۷؛ الرسائل الحدیدۃ انصاری: ۱۶۲؛ فوائد الاصول: ۱/ ۳۲۵؛ شرح رسائل اعتمادی: ۲/ ۳۸؛ نظرات فی الاعداد الروحی معنی: ۹۱؛ المختار من کلمات الامام المہدیؑ: ۲/ ۴۰۸؛ الحاشیہ علی قوانین الاصول: ۲/ ۱۸۰؛ یادداشتہای مطہری: ۲/ ۷۰

[3] مرآۃ العقول: ۱۱/ ۲۸۶

انہوں نے عرض کیا: جی ہاں۔

آپؑ نے فرمایا: مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یہی صریح ایمان ہے اور جب تم ایسا محسوس کرو تو تم لوگ: آمَنَّا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَلاَ حَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ إِلاَّ بِاللّٰهِ۔ پڑھا کرو۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے [2]

5/1903 الکافی/۲/۴۲۵/۵/۱ العدة عن البرقی عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ بَكْرِ بْنِ جَنَاحٍ عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي اَلْيَسَعِ دَاوُدَ اَلْأَبْزَارِيِّ عَنْ حُمْرَانَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ رَجُلاً أَتَى رَسُولَ اَللّٰهِ صَلَّى اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اَللّٰهِ إِنِّي نَافَقْتُ فَقَالَ وَ اَللّٰهِ مَا نَافَقْتَ وَ لَوْ نَافَقْتَ مَا أَتَيْتَنِي تُعْلِمُنِي مَا اَلَّذِي رَابَكَ أَظُنُّ اَلْعَدُوَّ اَلْحَاضِرَ أَتَاكَ فَقَالَ لَكَ مَنْ خَلَقَكَ فَقُلْتَ اَللّٰهُ خَلَقَنِي فَقَالَ لَكَ مَنْ خَلَقَ اَللّٰهَ قَالَ إِي وَ اَلَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَكَانَ كَذَا فَقَالَ إِنَّ اَلشَّيْطَانَ أَتَاكُمْ مِنْ قِبَلِ اَلْأَعْمَالِ فَلَمْ يَقْوَ عَلَيْكُمْ فَأَتَاكُمْ مِنْ هَذَا اَلْوَجْهِ لِكَيْ يَسْتَزِلَّكُمْ فَإِذَا كَانَ كَذَلِكَ فَلْيَذْكُرْ أَحَدُكُمُ اَللّٰهَ وَحْدَهُ.

(ترجمہ) حمران سے روایت ہے کہ امام محمد باقرؑ نے فرمایا: ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں منافق ہو گیا ہوں۔

آپؐ نے فرمایا: بخدا تو منافق نہیں ہے اور اگر منافق ہو گیا ہوتا تو میرے پاس نہ آتا۔

پھر فرمایا: تو مجھے اپنا ماجرا بتا کہ تجھے کس چیز نے شک میں ڈالا۔ میرا خیال ہے کہ حاضر دشمن (شیطان) تیرے پاس آیا اور تجھ سے کہا کہ تجھے کس نے پیدا کیا؟

تو نے کہا: اللہ نے۔

اس نے پھر کہا: تو اللہ کو کس نے پیدا کیا؟

اس شخص نے عرض کیا: مجھے اس ذات کی قسم جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے! ایسا ہی ہوا ہے۔

آپؐ نے فرمایا: شیطان تمہارے پاس اعمال سے پہلے آتا ہے مگر وہ تم پر قابو نہیں پا سکتا لہٰذا وہ تمہارے پاس اس راستہ سے آ جاتا ہے تا کہ تمہیں ڈگمگا سکے۔ پس جب تم میں سے کسی شخص کو کبھی ایسی صورت حال پیش آئے تو

[1] مکاتیب الائمہؑ: ۵/ ۲۰۷؛ وسائل الشیعہ: ۷/ ۱۶۷ ح ۹۰۲۷؛ موسوعہ الامام الجوادؑ: ۲/ ۵۳۶؛ مسند الامام الباقرؑ: ۲/ ۲۴۵؛ مسند سہل بن زیاد: ۱/ ۵۰۳

[2] مرآۃ العقول: ۱۱/ ۲۶۹

https://www.shiabookspdf.com

اسے چاہیے کہ خدائے واحد کو یاد کرے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے، [2]

۲۹۔باب النوادر

باب: متفرقات

1/1904 الکافی، ۲/۱۵/۳۱۴/۱ عَلِيٌّ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ الْمِنْقَرِيِّ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ بَنِي أُمَيَّةَ أَطْلَقُوا لِلنَّاسِ تَعْلِيمَ الْإِيمَانِ وَلَمْ يُطْلِقُوا تَعْلِيمَ الشِّرْكِ لِكَيْ إِذَا حَمَلُوهُمْ عَلَيْهِ لَمْ يَعْرِفُوهُ.

(ترجمہ) سفیان بن عینہ سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: بنوامیہ نے لوگوں کو ایمان کی تعلیم کے لیے تو آزاد چھوڑ دیا لیکن ان کو شرک کی تعلیم کے لیے آزاد نہیں چھوڑا تا کہ جب وہ ان کو پیش کریں تو ان کو اس کی معرفت ہی نہ ہو۔ [3]

بیان:

یعنی أنهم لحرصهم علی إطاعة الناس إیاهم اقتصروا لهم علی تعریف الإیمان و لم یعرفوهم معنی الشرك لکی إذا حملوهم علی إطاعتهم إیاهم لم یعرفوا أنها من الشرك فإنهم إذا عرفوا أن إطاعتهم شرك لم یطیعوهم

یعنی وہ لوگ کہ جو بس لوگوں کی اطاعت پر حریص ہوں اور جو اپنے لیئے ایمان کی تعریف پر اکتفاء کرتے ہوں اور وہ شرک کے معنی کی معرفت نہ رکھتے ہوں کیونکہ انہوں نے جب اس چیز کو پہچان کیا کہ بیشک ان کی اطاعت شرک ہے تو انہوں نے ان لوگوں کی اطاعت نہیں کی۔

[1] اثبات الھداۃ:۱/ ۲۵۲؛ وسائل الشیعہ: ۷/ ۱۶۷ ح ۹۰۶۹؛ مسند الامام الصادق:۵/ ۵۰۷

[2] مراۃ العقول:۱۱/ ۲۷۰

[3] الفصول المھمہ:۱/ ۴۷۳؛ مسند الامام الصادق:۵/ ۵۰۳

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے [1] لیکن اگر قاسم بن محمد سے مراد الجوہری ہے تو وہ تفسیر قمی کا راوی اور ثقہ ہے [2] اور اگر یہ اصفہانی ہے تو پھر مجہول ہے لیکن بعض حضرات کا خیال یہ ہے کہ یہ دونوں ایک ہی آدمی کے نام ہیں پس اگر ایسا مانا جائے تو بھی یہ ثقہ ہوگا اور منقری یعنی سلیمان بن داؤد تفسیر قمی کا راوی اور ثقہ ہے [3] البتہ غیر امامی ہے اور سفیان بن عیینہ بھی تفسیر قمی کا راوی ہے البتہ یہ فقہاء عامہ میں شمار ہوتا ہے لیکن ممکن ہے کہ حدیث معتبر کی حدود سے خارج نہ ہو۔ (واللہ اعلم)

2/1905 الکافی، ۸: ۲۷۴ رقم ۴۱۳ القمیان عَنْ عَلِيِّ بْنِ حَدِيدٍ عَنْ جَمِيلِ بْنِ دَرَّاجٍ قَالَ: إِنَّ فَأَخْبَرْتُهُ بِمَا سَمِعْتُ فَأَنْكَرَهُ وَ قَالَ وَ كَيْفَ لاَ يَكُونُ مِنَ الْمَلاَئِكَةِ وَ اللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ يَقُولُ: (وَ إِذْ قُلْنَا لِلْمَلاَئِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلاَّ إِبْلِيسَ) فَدَخَلَ عَلَيْهِ الطَّيَّارُ فَسَأَلَهُ وَ أَنَا عِنْدَهُ فَقَالَ لَهُ جُعِلْتُ فِدَاكَ رَأَيْتَ قَوْلَهُ عَزَّ وَ جَلَّ (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا) فِي غَيْرِ مَكَانٍ مِنْ مُخَاطَبَةِ الْمُؤْمِنِينَ أَ يَدْخُلُ فِي هَذَا الْمُنَافِقُونَ قَالَ نَعَمْ يَدْخُلُ فِي هَذَا الْمُنَافِقُونَ وَ الضُّلاَّلُ وَ كُلُّ مَنْ أَقَرَّ بِالدَّعْوَةِ الظَّاهِرَةِ۔

(ترجمہ) جمیل بن دراج سے روایت ہے کہ طیار امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپؑ سے سوال کیا جبکہ میں بھی موجود تھا۔ پس اس نے آپؑ سے عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہوں! کیا آپؑ اللہ کے قول: ''اے ایمان والو۔'' کو دیکھتے ہیں کہ یہ دوسری جگہوں پر بھی آیا ہے جہاں مومنین مخاطب ہی نہیں ہوتے تو کیا اس میں منافقین بھی شامل ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں، اس میں منافقین، گمراہ اور ہر وہ جو ظاہری طور پر دعوت کو پڑھتا ہے سب شامل ہیں۔ [4]

بیان:

سیأتی تمام هذا الحدیث فی کتاب الروضة فی باب أن إبلیس لیس من الملائکة إن شاء الله تعالی

---

[1] مرآۃ العقول: ۱۱/ ۲۳۴

[2] المفید من معجم رجال الحدیث: ۴۶۵

[3] ایضاً: ۲۶۴

[4] تفسیر البرہان: ۵/ ۱۱۰ و ۴۲۳؛ الوافی: ۲۶/ ۵۰۷ ح ۲۵۶۰۲؛ تفسیر کنز الدقائق: ۲/ ۱۱۲ و ۳/ ۵۳؛ تفسیر نور الثقلین: ۱/ ۵۶ و ۱۱۵

هذا آخر أبواب تفسير الكفر والشرك وما يتعلق بهما والحمد لله أولا وآخرا

۞ عنقریب یہ مکمل حدیث إن شاء اللہ کتاب الرّوضۃ کے "باب أنّ إبلیس لیس من الملآئکۃ" میں آئے گی

یہ "أبواب تفسير الكفر والشّرك ومايتعلّق بهما" کا آخری باب ہے جس کو الحمد للہ أوّل سے آخر تک بیان کر دیا گیا ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ علی بن حدید تفسیر قمی اور کامل الزیارات دونوں کا راوی ہے۔ (واللہ اعلم)

[1] مراۃ العقول: ۲۶/ ۲۸۱

https://www.shiabookspdf.com

أبواب جنود الإيمان من المكارم والمنجيات

مکرمین اور نجات پانے والوں میں ایمان کے لشکروں کے ابواب

الآیات۔

قال اللہ عز وجل:

يا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصابِرُوا وَرابِطُوا وَاتَّقُوا اللهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ

''اے ایمان والو! صبر کرو اور مقابلہ کے وقت مضبوط رہو اور لگے (ڈٹے) رہو، اور اللہ سے ڈرتے رہو تا کہ تم نجات پاؤ۔ (آل عمران: ۲۰۰)۔''

وقال سبحانه

الصَّابِرِينَ وَالصَّادِقِينَ وَالْقانِتِينَ وَالْمُنْفِقِينَ وَالْمُسْتَغْفِرِينَ بِالْأَسْحارِ

''وہ صبر کرنے والے ہیں اور سچے ہیں اور فرمانبرداری کرنے والے ہیں اور خرچ کرنے والے ہیں اور پچھلی راتوں میں گناہ بخشوانے والے ہیں۔ (آل عمران: ۱۷)۔''

وقال تعالیٰ:

خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجاهِلِينَ وَإِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطانِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللهِ إِنَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ

''درگزر کر اور نیکی کا حکم دے اور جاہلوں سے الگ رہ۔ اور اگر تجھے کوئی وسوسہ شیطان کی طرف سے آئے تو اللہ کی پناہ مانگ لیا کر، بے شک وہ سننے والا جاننے والا ہے۔ (الاعراف: ۱۹۹۔۲۰۰)۔''

وقال جل اسمه

وَلا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَداوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ وَما يُلَقَّاها إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا وَما يُلَقَّاها إِلَّا ذُو حَظٍّ عَظِيمٍ:

''اور نیکی اور بدی برابر نہیں ہوتی، (برائی کا) دفعیہ اس بات سے کیجیے جو اچھی ہو پھر ناگہاں وہ شخص جو تیرے اور اس کے درمیان دشمنی تھی ایسا ہو گا گویا کہ وہ مخلص دوست ہے۔ اور یہ بات نہیں دی جاتی مگر انہیں جو صابر ہوتے ہیں اور یہ بات نہیں دی جاتی مگر اس کو جو بڑا بخت والا ہے۔ (فصلت: ۳۴۔۳۵)۔''

إلى غير ذلك من الآيات التي أمر فيها بالمكارم والمنجيات وهي كثيرة:

https://www.shiabookspdf.com

اس کے علاوہ بھی آیات میں مکرمین اور نجات پانے والوں کے بارے میں امر ہوا ہے اور یہ کثرت سے ہے

بیان:

یعنی بالآیة الأولی اصْبِرُوا علی مشاق الطاعات و ما یصیبکم من الشدائد و غالبوا أعداء الله فی الصبر علی شدائد الحرب و أعدی عدوکم فی الصبر علی مخالفة الهوی و تخصیصه بعد الأمر بالصبر مطلقا لشدته وَ رابِطُوا أبدانکم و خیولکم فی الثغور مترصدین للغزو و أنفسکم علی الطاعة کما ورد فی الحدیث إن من الرباط انتظار الصلاة بعد الصلاة و الرباط إما مصدر رابطت أی لازمت و إما اسم لما یربط به الشیء أی یشد فإن المنتظر للصلاة یربط نفسه عن المعاصی و یکفها عن المحارم وَ اتَّقُوا اللّٰهَ بالتبری عما سواه لکی تفلحوا غایة الفلاح أو اتقوا القبائح لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُونَ بنیل المقامات الثلاثة المترتبة التی هی الصبر علی مضض الطاعات و مصابرة النفس فی رفض العادات و مرابطة السر علی جناب الحق لترصد الواردات المعبر عنها بالشریعة و الطریقة و الحقیقة وحصر فی الآیة الثانیة مقامات السالك علی أحسن ترتیب فإن معاملته مع الله تعالی إما توسل و إما طلب و التوسل إما بالنفس و هو منعها عن الرذائل وحبسها علی الفضائل و الصبر یشملهما و إما بالبدن و هو إما قولی و هو الصدق و إما فعلی و هو القنوت الذی هو ملازمة الطاعات و إما بالمال و هو الإنفاق فی سبیل الخیر و إما الطلب فهو الاستغفار لأن المغفرة أعظم المطالب بل الجامع لها و توسیط الواو بینها للدلالة علی استقلال کل واحد منها و کمالهم فیها أو لتغایر الموصوفین بها و تخصیص الأسحار لأن الدعاء فیها أقرب إلی الإجابة لأن العبادة حینئذ أشق و النفس أصفی و الروع أجمع خُذِ الْعَفْوَ أی خذ ما عفا من أفعال الناس و تسهل و لا تطلب ما یشق علیهم من العفو الذی هو ضد الجهد أو خذ العفو عن المذنبین وَ أْمُرْ بِالْعُرْفِ بالمعروف المستحسن من الأفعال وَ أَعْرِضْ عَنِ الْجاهِلِینَ فلا تمارهم و لا تکافهم بمثل أفعالهم و هذه الآیة جامعة لمکارم الأخلاق آمرة للرسول باستجماعها وَ إِمَّا یَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّیْطانِ نَزْغٌ یغرزنك منه غرز أی وسوسة یحملك علی خلاف ما أمرت به کاعتراء غضب و نکر شبه وسوسته الناس إغراء لهم علی المعاصی و إزعاجا بغرز السائق ما یسوقه وَ لا تَسْتَوِی الْحَسَنَةُ وَ لَا السَّیِّئَةُ فی الجزاء وحسن العاقبة و لا الثانیة مزیدة لتأکید النفی ادْفَعْ أی السیئة حیث اعترضتك بِالَّتِی هِیَ أَحْسَنُ أی أحسن ما یمکن دفعها به من الحسنات وَ ما یُلَقّاها أی هذه السجیة و هی مقابلة الإساءة بالإحسان إِلَّا

الَّذِینَ صَبَرُوا فإنها تحبس النفس عن الانتقام ذُو حَظٍّ عَظِیمٍ یعنی من الخیر و کمال الیقین:

یعنی پہلی آیت میں ''اصْبِرُوا'' سے مراد اطاعت کی سختیوں اور مصیبتوں پر صبر کرو اور جنگ کی سختیوں میں صبر کے ساتھ خدا کے دشمنوں پر قابو پاؤ اور خواہشات کے خلاف صبر میں اپنے دشمن پر سبقت لے جاؤ اور حکم کے بعد اس کی وضاحت کرو۔ اس کی شدت کی وجہ سے بالکل صبر کرو۔ ''وَرَابِطُوا'' تمہارے جسم اور گھوڑے سرحدوں میں ہیں حملے کے انتظار میں ہیں اور تم خود فرمانبردار رہو جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا ہے: بیشک رباط سے مراد ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا ہے۔ ''الرباط'' یا تو ''راطبت'' لازمی قرار دینا کا مصدر ہے اور یا پھر اس سے مراد اسم ہے جس کے ذریعہ کسی چیز کے ساتھ رابطہ کیا جاتا ہے کیونکہ نماز کا انتظار کرنے والا اپنے نفس کو گناہوں سے دور کرتا ہے اور اس کو حرام کاموں سے بچاتا ہے۔ ''وَ اتَّقُوا اللّٰہَ'' اللہ تعالیٰ سے ڈرو باقی تمام چیزوں کو ترک کر کے تاکہ آپ کامیابی کا حتمی مقصد حاصل کر سکیں یا برائی سے بچ سکیں۔ ''لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ'' ان تین منزلوں کو حاصل کر کے جو کہ ہچکچاہٹ کی اطاعت میں صبر، رسوم کو رد کرنے میں استقامت، اور شریعت، طریقہ اور سچائی میں ظاہر ہونے والی آمد پر نظر رکھنے کے لیے حق کی طرف رازداری کو حاصل کر لیں۔ دوسری آیت میں طالب کے مقام کو بہترین ترتیب کے ساتھ درج کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کا معاملہ یا تو دعا یا درخواست ہے اور دعا یا تو روح کے ساتھ ہے جو اسے برائیوں سے روک رہی ہے اور اسے خوبیوں تک محدود کر رہی ہے اور صبر ہے۔ ان دونوں میں شامل ہے یا جسم کے ساتھ جو یا تو زبانی ہے جو سچائی ہے یا حقیقت ہے اور یہ تابعداری ہے جو اطاعت کے ساتھ ہے یا مال کے ساتھ جو نیکی کے لیے خرچ کرنا ہے یا جس کی تلاش میں ہے۔ استغفار کرنا ہے کیونکہ استغفار سب سے بڑا مطالبہ ہے درحقیقت اسے جمع کرنے والا ہے۔ ''توسیط'' ان کے درمیان واو ہے۔ ان میں سے ہر ایک کی آزادی اور اس میں ان کے کمال کی نشاندہی کرنا یا اس میں بیان کردہ فرقوں کے درمیان اور فجر سے پہلے کی نمازوں کی تصریح کرنا کیونکہ اس میں دعا قبول ہونے کے قریب ہے کیونکہ اس وقت کی عبادت ہے اور زیادہ مشکل روح پاکیزہ ہے اور شان زیادہ ہے۔ ''خُذِ الْعَفْوَ'' یعنی لوگوں کے اعمال میں سے جو معافی ہے اسے لے لو اور اسے آسان کر دو اور معافی کے معاملے میں جو ان کے لیے مشکل ہو وہ نہ مانگو جو کوشش کے خلاف ہے یا گناہگاروں کے لیے معافی مانگو۔ ''وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ'' معروف سے مراد اچھے افعال سرانجام دینا ہے۔ ''وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ'' ان کے ساتھ مقابلہ نہ کرو اور ان کو ان کے اعمال کا بدلہ نہ دو۔ اس آیت میں تمام اچھے اخلاق شامل ہیں اور رسول ﷺ کو ان کو جمع کرنے کا حکم ہے۔ ''إِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْغٌ'' ایک سرگوشی جو آپ کو اس کے خلاف جانے پر مجبور کرتی ہے جس کا آپ کو

https://www.shiabookspdf.com

حکم دیا گیا ہے غصے اور انکار کے اظہار کے مترادف ہے یہ لوگوں کی سرگوشی انہیں گناہوں پر آمادہ کرنے اور سائق کو اس چیز سے ناراض کرنے کے مترادف ہے جو وہ چلا رہا ہے۔ ''وَلا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ'' اء اور اچھی عاقبت کے بارے میں، ''لا'' دوسری بار آنا مزید نفی کی تاکید کے لیے۔ ''ادْفَعْ'' یعنی وہ برا کام جو آپ کے ساتھ ہوا۔ ''بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ'' یعنی بہترین نیک اعمال جو اس کے بدلے ادا کیے جا سکتے ہیں۔ ''وَ ما يُلَقَّاها'' یعنی یہ خصوصیت احسان کے ساتھ برائی کا تبادلہ ہے۔ ''إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا'' یہ اپنے آپ کو بدلہ لینے سے روکتا ہے۔ ''ذُو حَظٍّ عَظِيمٍ'' اس کا مطلب ہے نیکی اور مکمل یقین۔

۳۰۔باب: جملہ مکارم

باب: جملہ مکارم

1/1906 اَلْفَقِيهُ ۱،۲۰۴/۶۱۲: قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ خَالِدٍ لِلصَّادِقِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ جُعِلْتُ فِدَاكَ أَخْبِرْنِي عَنِ اَلْفَرَائِضِ اَلَّتِي فَرَضَ اَللَّهُ عَلَى اَلْعِبَادِ مَا هِيَ قَالَ شَهَادَةُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اَللَّهُ وَ أَنَّ مُحَمَّداً رَسُولُ اَللَّهِ وَ إِقَامُ اَلصَّلَوَاتِ اَلْخَمْسِ وَ إِيتَاءُ اَلزَّكَاةِ وَ حَجُّ اَلْبَيْتِ وَ صِيَامُ شَهْرِ رَمَضَانَ وَ اَلْوَلاَيَةُ فَمَنْ أَقَامَهُنَّ وَ سَدَّدَ وَ قَارَبَ وَ اِجْتَنَبَ كُلَّ مُسْكِرٍ دَخَلَ اَلْجَنَّةَ وَ كَانَ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ صَلَوَاتُ اَللَّهِ عَلَيْهِ يَقُولُ إِنَّ أَفْضَلَ مَا يَتَوَسَّلُ بِهِ اَلْمُتَوَسِّلُونَ اَلْإِيمَانُ بِاللَّهِ وَ اَلرَّسُولِ وَ اَلْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اَللَّهِ وَ كَلِمَةُ اَلْإِخْلاَصِ فَإِنَّهَا اَلْفِطْرَةُ وَ إِقَامُ اَلصَّلاَةِ فَإِنَّهَا اَلْمِلَّةُ وَ إِيتَاءُ اَلزَّكَاةِ فَإِنَّهَا مِنْ فَرَائِضِ اَللَّهِ تَعَالَى وَ اَلصَّوْمُ فَإِنَّهُ جُنَّةٌ مِنْ عَذَابِهِ وَ حَجُّ اَلْبَيْتِ فَإِنَّهُ مَنْفَاةٌ لِلْفَقْرِ وَ مَدْحَضَةٌ لِلذَّنْبِ وَ صِلَةُ اَلرَّحِمِ فَإِنَّهَا مَثْرَاةٌ فِي اَلْمَالِ مَنْسَأَةٌ فِي اَلْأَجَلِ وَ صَدَقَةُ اَلسِّرِّ فَإِنَّهَا تُطْفِئُ اَلْخَطِيئَةَ وَ تُطْفِئُ غَضَبَ اَلرَّبِّ عَزَّ وَ جَلَّ وَ صَنَائِعُ اَلْمَعْرُوفِ فَإِنَّهَا تَدْفَعُ مِيتَةَ اَلسَّوْءِ وَ تَقِي مَصَارِعَ اَلْهَوَانِ أَلاَ فَاصْدُقُوا فَإِنَّ اَللَّهَ مَعَ اَلصَّادِقِينَ وَ جَانِبُوا اَلْكَذِبَ فَإِنَّهُ يُجَانِبُ اَلْإِيمَانَ أَلاَ إِنَّ اَلصَّادِقَ عَلَى شَفَا مَنْجَاةٍ وَ كَرَامَةٍ أَلاَ إِنَّ اَلْكَاذِبَ عَلَى شَفَا مَخْزَاةٍ وَ هَلَكَةٍ أَلاَ وَ قُولُوا خَيْراً تُعْرَفُوا بِهِ وَ اِعْمَلُوا بِهِ تَكُونُوا مِنْ أَهْلِهِ وَ أَدُّوا اَلْأَمَانَةَ إِلَى مَنِ اِئْتَمَنَكُمْ وَ صِلُوا أَرْحَامَ مَنْ قَطَعَكُمْ - وَ عُودُوا بِالْفَضْلِ عَلَى مَنْ حَرَمَكُمْ.

https://www.shiabookspdf.com

(ترجمہ) سلیمان بن خالد نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہوں! اللہ تعالیٰ نے بندوں پر جتنے فرائض عائد کیے ہیں وہ مجھے بتائیے کہ وہ کیا ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمدؐ اللہ کے رسول ہیں، نماز پنجگانہ کو قائم کرنا، زکوٰۃ دینا، بیت اللہ کا حج کرنا اور ماہ صیام کے روزے اور ولایت ۔ پس جو شخص یہ سب کچھ بجالایا اور اس پر مستحکم رہا وہ مقرب ہوا اور ہر نشہ آور چیز سے اجتناب کیا۔ وہ (سمجھ لے کہ) جنت میں داخل ہو گیا اور امیر المومنین علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ توسل کرنے والے جن چیزوں سے توسل رکھتے ہیں ان میں سب سے افضل چیز اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان رکھنا ہے، راہ خدا میں جہاد کرنا ہے، کلمہ اخلاص ہے کہ یہی فطرت ہے، نماز پڑھنا ہے کہ اسی کا نام ملت ہے، زکوٰۃ دینا ہے کہ یہ اللہ کی طرف سے فریضہ ہے، روزہ رکھنا ہے کہ یہ عذاب الٰہی سے بچنے کے لئے ڈھال ہے، حج بیت اللہ کرنا ہے کہ یہ فقر و تنگدستی سے دور کرنے والا اور گناہوں سے پاک کرنے والا ہے، عزیز و اقارب سے حسن سلوک کرنا ہے کہ اس سے مال و دولت میں اضافہ ہوتا ہے اور یہ موت کو موخر کرتا ہے، پوشیدہ طور پر صدقہ دینا ہے کہ یہ گناہوں کو مٹاتا اور اللہ کے غضب کو بجھاتا ہے اور لوگوں کے ساتھ نیکی کرنا ہے کہ یہ بری موت کو دفع کرتا ہے اور بلاؤں سے بچاتا ہے۔ خبردار! سچائی اختیار کرو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ سچے لوگوں کے ساتھ ہے، جھوٹ سے پرہیز کرو اس لیے کہ اس سے ایمان چلا جاتا ہے۔ آگاہ ہو جاؤ کہ سچا انسان نجات اور کرامت کے کنارے پر ہے اور جھوٹا ناکامی و ہلاکت کے کنارے پر لگا ہوا ہے، خبردار رہو اور بھلائی کی بات کہو جس سے تم پہچانے جاؤ اور اس پر عمل کرو تم اس کے اہل بن جاؤ گے، جو تمہیں امین بنائے اس کی امانت کو ادا کرو، جس نے تم سے قطع رحمی کی ہے تم اس کے ساتھ صلہ رحمی کرو اور جس نے تمہیں محروم کیا ہے تم اس کو فضل کے ساتھ واپس کرو۔ ①

بیان:

سدد و قارب أی اقتصد فی أمورہ کلها و ترك الغلو و التقصیر کذا فی النهایة الأثیریة المدحضة الإبطال و المثراة الإكثار و المنسأة التأخیر و المنجاة الإنجاء و المخزاة الإخزاء مصادر میمیة و یحتمل أن تکون أسماء آلات

❂ ''سدّ دوقارب'' وہ درست ثابت ہوا اور قریب ہوا یعنی اس نے ان کے تمام امور کا قصد کیا اور غلو و تقصیر کو ترک کیا۔ اسی طرح النهایة الأثیریة میں ہے۔ ''المدحضہ'' باطل کرنا، ''المثراۃ'' زیادہ کرنا، ''المنسأۃ''

① علل الشرائع: ۱/ ۲۴۷؛ المحاسن: ۱/ ۲۸۹؛ الزھد اھوازی: ۱۳؛ بحارالانوار: ۶۶/ ۳۸۶ و ۷۴/ ۳۹۸؛ امالی طوسی: ۲۱۶؛ نہج السعادۃ: ۲/ ۳۵۳

https://www.shiabookspdf.com

تاخیر ہونا،''المنجاۃ''نجات دینا،''المخزاۃ''اخزاء، یہ تمام مصادر میمیہ ہیں اور یہ احتمال بھی پایا جاتا ہے کہ یہ اسمآء آلات ہیں۔

تحقیق اسناد:

میرے نزدیک یہ حدیث حسن کالصحیح ہے۔

2/1907 الکافی،۲/۵۶/۲/۱ العدۃ عن البرقی عن عثمان عن ابن مُسْکَانَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَ جَلَّ خَصَّ رُسُلَهُ بِمَكَارِمِ الْأَخْلاَقِ فَامْتَحِنُوا أَنْفُسَكُمْ فَإِنْ كَانَتْ فِيكُمْ فَاحْمَدُوا اللّٰهَ وَ اعْلَمُوا أَنَّ ذٰلِكَ مِنْ خَيْرٍ وَ إِنْ لاَ تَكُنْ فِيكُمْ فَاسْأَلُوا اللّٰهَ وَ ارْغَبُوا إِلَيْهِ فِيهَا قَالَ فَذَكَرَهَا عَشَرَةً اَلْيَقِينَ وَ الْقَنَاعَةَ وَ الصَّبْرَ وَ الشُّكْرَ وَ الْحِلْمَ وَ حُسْنَ الْخُلُقِ وَ السَّخَاءَ وَ الْغَيْرَةَ وَ الشَّجَاعَةَ وَ الْمُرُوءَةَ قَالَ وَ رَوَى بَعْضُهُمْ بَعْدَ هٰذِهِ الْخِصَالِ الْعَشَرَةِ وَ زَادَ فِيهَا الصِّدْقَ وَ أَدَاءَ الْأَمَانَةِ.

(ترجمہ) ابن مسکان سے روایت ہے کہ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؑ کو مکارم اخلاق کے ساتھ خاص کیا ہے پس تم بھی اپنے آپ کا امتحان کرو۔ اگر مکارم اخلاق تمہارے اندر پائے جاتے ہیں تو اس پر خدا کی حمد کرو اور جان لو کہ تمام خیر تمہارے اندر پائی جاتی ہے اور اگر تمہارے اندر یہ نہیں پائے جاتے تو خدا سے اُن کے بارے میں سوال کرو اور ان کے بارے میں اپنے اندر رغبت پیدا کرو۔

راوی کا بیان ہے کہ آپؑ نے ان کو ذکر کیا کہ یہ دس ہیں: (۱) یقین، (۲) قناعت، (۳) صبر، (۴) شکر، (۵) حلم، (۶) حسن اخلاق، (۷) سخاوت، (۸) غیرت، (۹) شجاعت، (۱۰) مروت۔

نیز روایت کیا گیا ہے کہ بعض لوگوں نے ان دس خصال کے بعد اس میں صدق اور امانت کے ادا کرنے کا اضافہ کیا ہے۔ [۱]

تحقیق اسناد:

حدیث موثق ہے اور اس کا آخری حصہ مرسل ہے [۲] لیکن میرے نزدیک حدیث صحیح ہے اور اس کا آخری حصہ مرسل ہے۔ (واللہ اعلم)

3/1908 الفقیہ،۳/۵۵۴/۴۹۰۱ ابن مسکان عن أبي عبد الله علیه السّلام: مثله إلی قوله و المروۃ بأدنی

[۱] بحارالانوار:۶۷/۷۱/۳؛ مستدرک الوسائل:۱۱/۱۹۱ ح ۱۲۷۱۷؛ فقہ الرضا: ۵۳ ۳؛ ھدایۃ الامہ: ۷/ ۵۳؛ مجمع البحرین: ۶/ ۱۵۳؛ الدعوات راوندی: ۲۵۷؛ مسند الامام الصادق: ۵/ ۱۶۷

[۲] مرآۃ العقول: ۷/ ۳۴۷

https://www.shiabookspdf.com

تفاوت۔

(ترجمہ) ابن مسکان نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے لفظ: **و المروۃ**۔ تک معمولی فرق کے ساتھ اسی کے مثل روایت کی ہے۔[1]

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے[2] اور شیخ صدوق نے جو سند الخصال، معانی الاخبار اور امالی میں ذکر ہے وہ حسن کالصحیح ہے بلکہ بعید نہیں ہے کہ وہ بھی صحیح ہو۔ (واللہ اعلم)

4/1909 الکافی، ۱/۳/۵۶/۲ البرقی عَنْ بَكْرِ بْنِ صَالِحٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ اَلْهَاشِمِيِّ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَبَّادٍ قَالَ بَكْرٌ وَ أَظُنُّنِي قَدْ سَمِعْتُهُ مِنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ بُكَيْرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِنَّا لَنُحِبُّ مَنْ كَانَ عَاقِلاً فَهِماً فَقِيهاً حَلِيماً مُدَارِياً صَبُوراً صَدُوقاً وَفِيّاً إِنَّ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ خَصَّ اَلْأَنْبِيَاءَ بِمَكَارِمِ اَلْأَخْلاَقِ فَمَنْ كَانَتْ فِيهِ فَلْيَحْمَدِ اَللَّهَ عَلَى ذَلِكَ وَ مَنْ لَمْ تَكُنْ فِيهِ فَلْيَتَضَرَّعْ إِلَى اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ لْيَسْأَلْهُ إِيَّاهَا قَالَ قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ وَ مَا هُنَّ قَالَ هُنَّ اَلْوَرَعُ وَ اَلْقَنَاعَةُ وَ اَلصَّبْرُ وَ اَلشُّكْرُ وَ اَلْحِلْمُ وَ اَلْحَيَاءُ وَ اَلسَّخَاءُ وَ اَلشَّجَاعَةُ وَ اَلْغَيْرَةُ وَ اَلْبِرُّ وَ صِدْقُ اَلْحَدِيثِ وَ أَدَاءُ اَلْأَمَانَةِ۔

(ترجمہ) عبداللہ بن بکیر سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ہم اس شخص کو دوست رکھتے ہیں جو عقلمند ہو، صاحب فہم ہو، فقیہ (دین کی سمجھ بوجھ رکھنے والا) ہو، حلیم (بردبار) ہو، رواداری کرنے والا ہو، صابر ہو، صدوق (بہت سچ بولنے والا) ہو اور وفادار ہو۔ بے شک اللہ نے اپنے انبیاء علیہم السلام کو مکارم اخلاق کے ساتھ مخصوص کیا ہے۔ پس جس شخص میں یہ اخلاق موجود ہوں وہ اس پر خدا کی حمد و ثنا کرے اور جس میں موجود نہ ہوں تو وہ اس کی بارگاہ میں تضرع وزاری سے ان کے حصول کا سوال کرے۔

راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہوں! وہ کیا ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: ورع، قناعت، صبر، شکر، حلم، حیا، سخاوت، شجاعت، غیرت، نیکی، راست گوئی اور امانت کی

[1] الخصال: ۲/ ۴۳۱؛ معانی الاخبار: ۱۹۱؛ امالی صدوق: ۲۲۱ مجلس ۳۹؛ صفات الشیعہ: ۴۷؛ مکارم الاخلاق: ۲۳۳؛ وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۱۸۰؛ بحارالانوار: ۶۶/ ۳۶۸؛ مسند الامام الصادق: ۶۱/ ۱۱۱

[2] روضۃ المتقین: ۹/ ۲۳۴؛ نظریۃ الحکم فی الاسلام حراق: ۳۲۰

ادائیگی۔ ①

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے ② لیکن میرے نزدیک حدیث جعفر بن محمد الہاشمی کی وجہ سے مجہول ہے۔(واللہ اعلم)

5/1910 الکافی، ۱/۱/۵۵/۲ محمد عن ابن عیسی عن النھدی عن شعیرٍ عَنِ اَلْحُسَیْنِ بْنِ عَطِیَّةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَیْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: اَلْمَکَارِمُ عَشْرٌ فَإِنِ اِسْتَطَعْتَ أَنْ تَکُونَ فِیكَ فَلْتَکُنْ فَإِنَّهَا تَکُونُ فِي اَلرَّجُلِ وَ لاَ تَکُونُ فِي وَلَدِهِ وَ تَکُونُ فِي اَلْوَلَدِ وَ لاَ تَکُونُ فِي أَبِیهِ وَ تَکُونُ فِي اَلْعَبْدِ وَ لاَ تَکُونُ فِي اَلْحُرِّ قِیلَ وَ مَا هُنَّ قَالَ صِدْقُ اَلْبَأْسِ وَ صِدْقُ اَللِّسَانِ وَ أَدَاءُ اَلْأَمَانَةِ وَ صِلَةُ اَلرَّحِمِ وَ إِقْرَاءُ اَلضَّیْفِ وَ إِطْعَامُ اَلسَّائِلِ وَ اَلْمُکَافَأَةُ عَلَی اَلصَّنَائِعِ وَ اَلتَّذَمُّمُ لِلْجَارِ وَ اَلتَّذَمُّمُ لِلصَّاحِبِ وَ رَأْسُهُنَّ اَلْحَیَاءُ۔

(ترجمہ) حسین بن عطیہ سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: مکارم دس چیزیں ہیں پس اگر ممکن ہو سکے تو وہ تیرے اندر پائی جانی چاہییں کیونکہ بعض اوقات ایک انسان میں یہ مکارم ہوتے ہیں لیکن اس کے بیٹے میں نہیں ہوتے اور بعض اوقات بیٹے میں ہوتے ہیں لیکن والد میں نہیں ہوتے اور بعض اوقات غلام میں ہوتے ہیں لیکن آزاد میں نہیں ہوتے۔

آپؑ سے عرض کیا گیا: یہ کون سے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: سچائی کی شدت، زبان کی سچائی، امانت کی ادائیگی، صلہ رحمی کرنا، مہمان کا اکرام کرنا، سائل کو کھانا کھلانا، نیکی کا صلہ دینا، ہمسائے کے حقوق کی پاس داری کرنا، اپنے ساتھی کے حقوق کا خیال رکھنا اور اس سب کی سردار و رئیس حیاء ہے۔ ③

بیان:

أرید بصدق البأس موافقة خشوع ظاهره و إخباته لخشوع باطنه و إخباته لا یری التخشع فی

① امالی مفید: ۱۹۲؛ مشکاۃ الانوار: ۲۳۸؛ وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۱۹۸؛ بحار الانوار: ۶۶/ ۳۹۷ و ۶۷/ ۳۷۶؛ مستدرک الوسائل: ۱۱/ ۱۸۷؛ التمحیص: ۶۸؛ تحف العقول: ۳۶۲؛ اعلام الدین: ۱۱۸

② مرآۃ العقول: ۷/ ۳۳۹

③ بحار الانوار: ۶۶/ ۳۷۲ و ۶۷/ ۳۶۷؛ مستدرک الوسائل: ۱۱/ ۱۹۰؛ مسند الامام الصادق: ۲۱/ ۲۲۳؛ امالی مفید: ۲۶۲؛ الخصال: ۲/ ۴۳۱؛ امالی طوسی: ۱۰؛ وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۱۸۳؛ مشکاۃ الانوار: ۲۳۹؛ ھدایۃ الامہ: ۵/ ۵۳۷؛ ارشاد القلوب: ۱/ ۱۳۳؛ عیون الحکم والمواعظ: ۳۴۳

https://www.shiabookspdf.com

الظاهر أكثر مما في باطنه و الأمانة تعم المال و العرض و السر و غيرها و إقراء الضيف طلبه للضيافة و الصنيعة العطية و الكرامة و الإحسان و التذمم الاستنكاف

❁ میری مراد اس سے ظاہری طور پر خشوع کے ساتھ موافقت ہونے پر صادق آتا ہے اور ''اخباۃ'' سے مراد باطنی طور پر خشوع کا ہونا ہے اور ایسا خشوع ہے جو ظاہری طور پر نظر نہ آئے اور باطن میں بہت زیادہ ہوتا ہے ''الامانۃ'' یہ مال کے لیئے عام ہے اور یہ عرض اور راز وغیرہ کے لیئے بھی آتا ہے ''اقرء الضیف'' یعنی اس کا ضیافت کو طلب کرنا ہے ''العطۃ'' اس سے مراد کرامت اور احسان ہے ''التذمم'' اس سے مراد استنکاف ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ الہیثم بن ابی مسروق ثقہ اور کامل الزیارات کا راوی ہے اور یزید بن اسحاق بھی کامل الزیارات کا راوی ہے۔ (واللہ اعلم)

6/1911 الكافي ،۱/۲/۵۶/۲ محمد عن ابن عيسى عن السراد عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِهِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ اِرْتَضَى لَكُمُ اَلْإِسْلاَمَ دِيناً فَأَحْسِنُوا صُحْبَتَهُ بِالسَّخَاءِ وَ حُسْنِ اَلْخُلُقِ.

(ترجمہ) امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالی نے تمہارے لیے دین اسلام کو پسند کیا ہے پس سخاوت اور حسن اخلاق کے ذریعے لوگوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو۔ [2]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مرسل ہے [3] اور جو سند امالی میں ذکر ہوئی ہے وہ حسن کالصحیح ہے۔ (واللہ اعلم)

7/1912 الكافي ،۱/۳/۹۹/۲ محمد عن أحمد عن السراد عَنْ أَبِي وَلاَّدٍ اَلْحَنَّاطِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَمَلَ إِيمَانُهُ وَ إِنْ كَانَ مِنْ قَرْنِهِ إِلَى قَدَمِهِ ذُنُوباً لَمْ يَنْقُصْهُ ذَلِكَ قَالَ وَ هُوَ اَلصِّدْقُ وَ أَدَاءُ اَلْأَمَانَةِ وَ اَلْحَيَاءُ وَ حُسْنُ اَلْخُلُقِ.

---

[1] مراۃ العقول: ۷/ ۳۴۳

[2] امالی صدوق: ۹۰ ۲۷؛ روضۃ الواعظین: ۲/ مشکاۃ الانوار: ۲۲۱ و ۲۳۲؛ مجموعہ ورام: ۲/ ۱۸۴؛ اعلام الدین: ۱۱۹؛ وسائل الشیعہ: ۱۲/ ۱۵۴ و ۱۵/ ۱۹۸؛ بحار الانوار: ۶۸/ ۳۵۰ و ۳۹۱؛ عوالم العلوم: ۲۰/ ۲۷۰؛ مستدرک الوسائل: ۸/ ۴۴۳

[3] مراۃ العقول: ۷/ ۳۵۱

ابوولاد سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جس بندے میں چار چیزیں ہوں گی اس کا ایمان کامل ہے اور اگر چہ وہ سر سے قدموں تک گناہوں میں غرق ہو پھر بھی یہ اسے نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔
پھر فرمایا: وہ چیزیں یہ ہیں: سچائی، امانت کی ادائیگی، حیاء اور حسن اخلاق۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے۔ [2]

8/1913 الکافی،۲/۱۰۷/۱/۷ محمد عن أحمد عَنْ بَكْرِ بْنِ صَالِحٍ عَنِ اَلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي عَلِيٍّ اَللَّهَبِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَ كَانَ مِنْ قَرْنِهِ إِلَى قَدَمِهِ ذُنُوباً بَدَّلَهَا اَللَّهُ حَسَنَاتٍ اَلصِّدْقُ وَ اَلْحَيَاءُ وَ حُسْنُ اَلْخُلُقِ وَ اَلشُّكْرُ.

(ترجمہ) امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس میں چار چیزیں پائی جائیں گی تو اگر وہ سر سے لے کر قدموں تک گناہوں میں گھرا ہوا ہو گا تو بھی خدا اس کے گناہوں کو نیکیوں میں بدل دے گا: سچائی، حیاء، حسن اخلاق اور شکر۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے [4] لیکن میرے نزدیک حدیث علی بن ابی علی اللھبی کی وجہ سے مجہول ہے جبکہ عبداللہ بنابراہیم الغفاری مقبول الروایۃ ہے اور بکر بن صالح بھی ثقہ ہے۔ (واللہ اعلم)۔

9/1914 الکافی،۲/۵۶/۶/۱ الاثنان عن الوشاء عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي هَاشِمٍ قَالَ: أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَمَلَ إِسْلاَمُهُ وَ لَوْ كَانَ مِنْ قَرْنِهِ إِلَى قَدَمِهِ خَطَايَا لَمْ تَنْقُصْهُ اَلصِّدْقُ وَ اَلْحَيَاءُ وَ حُسْنُ اَلْخُلُقِ وَ اَلشُّكْرُ.

---

[1] تہذیب الاحکام:۶/۳۵۰ح۹۹۰؛ وسائل الشیعہ:۱۲/۱۳۸و۱۹/۷۰؛ امالی طوسی:۴۴؛ الوافی:۴/۳۳۲ح۲۲۷۲؛ الفصول المہمہ:۲/۲۹۱؛ بحار الانوار:۶۴/۲۹۵و۶۸/۳۷۴؛ مسند الامام الصادق:۵/۲۱۸

[2] مراۃ العقول:۸/۱۶۷

[3] سلوۃ الحزین (الدعوات):۲۵۷؛ وسائل الشیعہ:۱۲/۱۶۷؛ بحار الانوار:۶۸/۳۳۲؛ تفسیر نور الثقلین:۴/۳۲؛ تفسیر کنز الدقائق:۹/۴۳۵؛ مسند الامام الصادق:۱۲/۵۴؛ عین الحیاۃ:۲/۸۴؛ دعائم الاسلام:۲/۳۳۱

[4] مراۃ العقول:۸/۱۹۰

https://www.shiabookspdf.com

(ترجمہ) بنو ہاشم کے ایک فرد کا بیان ہے کہ چار چیزیں ایسی ہیں کہ جس میں وہ پائی جائیں گی اس کا اسلام مکمل ہو گا اور اگر چہ وہ سر سے قدموں تک خطا کار ہو پھر بھی اس کو نقصان نہیں ہو گا: صدق، حیاء، حسن اخلاق اور شکر۔[۱]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف علی المشہور ہے۔[۲] لیکن میرے نزدیک حدیث عبداللہ بن سنان تک صحیح ہے کیونکہ معلی ثقہ جلیل ثابت ہے اور عبداللہ نے امام علیہ السلام کا نام نہیں لیا جو ممکن ہے مضر نہ ہو۔ (واللہ اعلم)

10/1915 الفقیہ ۱/۴۸۲/۱۳۹۳ قَالَ الصادق عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ: تَعَلَّمُوا مِنَ اَلدِّيكِ خَمْسَ خِصَالٍ مُحَافَظَتَهُ عَلَى أَوْقَاتِ اَلصَّلاَةِ وَ اَلْغَيْرَةَ وَ اَلسَّخَاءَ وَ اَلشَّجَاعَةَ وَ كَثْرَةَ اَلطَّرُوقَةِ.

(ترجمہ) امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: تم لوگ مرغ سے پانچ خصال سیکھو: نماز کے اقات کی حفاظت، غیرت، سخاوت، شجاعت اور کثرت جماع۔[۳]

تحقیق اسناد:

شیخ صدوق نے اُس کی سند ذکر نہیں کی ہے۔ (واللہ اعلم)

11/1916 الفقیہ ۱/۴۸۲/۱۳۹۴ و قَالَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ: تَعَلَّمُوا مِنَ اَلْغُرَابِ ثَلاَثَ خِصَالٍ اِسْتِتَارَهُ بِالسِّفَادِ وَ بُكُورَهُ فِي طَلَبِ اَلرِّزْقِ وَ حَذَرَهُ.

(ترجمہ) اور امام علیہ السلام نے فرمایا: تم لوگ کوے سے تین خصلتیں سیکھو: اپنی جفتی کو چھپانا، بہت سویرے طلب رزق کے لیے نکل جانا اور چوکنا رہنا۔[۴]

بیان:

طروقة الفحل أنثاه و السفاد النكاح إلا أنه يقال في غير الإنسان

نر کا اپنی مادہ کو چھیڑنا اور نکاح کے لیئے جفتی کرنا ہے مگر یہ کہ یہ انسان کے علاوہ کے لیئے استعمال ہوتا ہے۔

[۱] الزھد: ۲۴؛ وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۱۹۹؛ بحارالانوار: ۶۶/ ۳۰۲ و ۶۷/ ۳۷۶

[۲] مرآۃ العقول: ۷/ ۳۵۲

[۳] وسائل الشیعہ: ۴/ ۱۱۰ ح ۴۶۳۳ و ۴/ ۱۷۱ ح ۴۸۲۴؛ هدایۃ الامہ: ۲/ ۲۹؛ مکارم الاخلاق: ۲۹۳؛ بحارالانوار: ۶۲/ ۳؛ جامع احادیث الشیعہ: ۲۵/ ۴۶۰؛ الوافی: ۲۰/ ۸۴۳ ح ۲۰۶۹۵

[۴] الخصال: ۱/ ۹۹؛ عیون اخبار الرضاؑ: ۱/ ۲۵۷؛ روضۃ الواعظین: ۲/ ۴۵۶؛ مکارم الاخلاق: ۲۹۳؛ کشف الغمہ: ۲/ ۲۹۳؛ وسائل الشیعہ: ۱۷/ ۷۸ و ۲۰/ ۱۳۳؛ بحارالانوار: ۶۱/ ۲۶۲ و ۶۸/ ۳۳۹ و ۱۰۰/ ۴۱ و ۲۸۵

https://www.shiabookspdf.com

تحقیق اسناد:

شیخ صدوق نے یہاں اس کی سند ذکر نہیں کی ہے البتہ الخصال اور العیون میں اس کی سند موجود ہے جو ابی ابوالمدینی کی وجہ سے مجہول ہے۔ (واللہ اعلم)

12/1917 الکافی،۲/۵۷/۱/۷ العدۃ عن سھل و علی عن أبیہ جمیعاً عن السراد عن ابن رئاب عن الثمالی عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اَللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ : أَلاَ أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ رِجَالِكُمْ قُلْنَا بَلَى يَا رَسُولَ اَللَّهِ قَالَ إِنَّ مِنْ خَيْرِ رِجَالِكُمُ اَلتَّقِيَّ اَلنَّقِيَّ اَلسَّمْحَ اَلْكَفَّيْنِ اَلنَّقِيَّ اَلطَّرَفَيْنِ اَلْبَرَّ بِوَالِدَيْهِ وَ لاَ يُلْجِئُ عِيَالَهُ إِلَى غَيْرِهِ.

(ترجمہ) جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں تمہارے بہترین مردوں کے بارے میں بتاؤں؟

ہم نے عرض کیا: کیوں نہیں، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!

آپؐ نے فرمایا: تمہارے مردوں میں سے بہترین وہ ہے جو نیکوکار ہو، پاکیزہ کردار ہو، ہاتھوں کا سخی ہو، نقی الطرفین (نجیب الطرفین) ہو، اپنے والدین سے نیکی کرنے والا ہو اور اپنے اہل وعیال کو کسی غیر کی پناہ نہ لینے دے۔[1]

بیان:

السماحة الجود وطرفا الإنسان لسانه وذكره

❂ ''السماحة'' انسان کا اپنی زبان کو استعمال کرنا اور ذکر کرنا۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند حسن کالصحیح ہے[2]

13/1918 الکافی،۸/۳۰۷/۴۷۷/۱ الأربعة عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : كَانَتِ اَلْفُقَهَاءُ وَ اَلْعُلَمَاءُ إِذَا كَتَبَ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ كَتَبُوا بِثَلاَثَةٍ لَيْسَ مَعَهُنَّ رَابِعَةٌ مَنْ كَانَتْ هِمَّتُهُ آخِرَتَهُ كَفَاهُ اَللَّهُ هَمَّهُ مِنَ اَلدُّنْيَا وَ مَنْ أَصْلَحَ سَرِيرَتَهُ أَصْلَحَ اَللَّهُ عَلاَنِيَتَهُ وَ مَنْ أَصْلَحَ فِيمَا بَيْنَهُ وَ بَيْنَ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ أَصْلَحَ اَللَّهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى فِيمَا بَيْنَهُ وَ بَيْنَ

[1] وسائل الشیعہ :۱۵/ ۱۹۸؛ بحارالانوار:۶۷/ ۳۷۵؛ مسند الامام الباقرؑ:۳/ ۳۸۰

[2] مرآۃ العقول:۷/ ۳۵۶

https://www.shiabookspdf.com

اَلنَّاسِ۔

(ترجمہ) امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: جب فقہاء اور علماء ایک دوسرے کو خط لکھتے تھے تو تین باتیں ضرور لکھتے تھے جن کے ساتھ کوئی چوتھی بات نہیں ہوتی تھی: (۱) جو اپنی توجہ آخرت کے حصول پر مرکوز رکھتا ہے تو اللہ دنیا کی طرف سے اس کی توجہ کی کفایت کر دیا ہے۔ (۲) جو شخص اپنے باطن کی اصلاح کرتا ہے تو اللہ اس کے ظاہر کی اصلاح کر دیتا ہے۔ (۳) جو شخص اس کی اصلاح کرتا ہے جو اس کے درمیان اور اللہ کے درمیان ہے تو اللہ اس کی اصلاح کر دیتا ہے جو اس کے درمیان اور لوگوں کے درمیان ہے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف علی المشہور ہے [2] لیکن یہ سند میرے نزدیک موثق ہے بلکہ اکثریت اسے موثق شمار کرتی ہے اور سند بہت کثرت سے موجود ہے۔ (واللہ اعلم)

14/1919 الفقیہ،۴/۳۹۶/۵۸۴۵ السكونی عن أبي عبد الله عن أبيه عن آبائه عليهم السّلام قال قال أمير المؤمنين عليه السّلام: الحديث إلا أنه قال الحكماء بدل العلماء.

(ترجمہ) امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے والد گرامی علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: آگے حدیث اسی کے مثل ہے مگر یہ کہ اس میں علماء کی جگہ حکماء کا لفظ ہے۔ [3]

تحقیق اسناد:

میرے نزدیک یہ سند موثق ہے اور النوفلی اور السکونی دونوں ثقہ قابل اعتبار ہیں۔ (واللہ اعلم)

15/1920 الفقیہ،۴/۴۰۵/۵۸۷۶ قَالَ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : جُمِعَ اَلْخَيْرُ كُلُّهُ فِي ثَلاَثِ خِصَالٍ اَلنَّظَرِ وَ اَلسُّكُوتِ وَ اَلْكَلاَمِ فَكُلُّ نَظَرٍ لَيْسَ فِيهِ اِعْتِبَارٌ فَهُوَ سَهْوٌ وَ كُلُّ كَلاَمٍ لَيْسَ فِيهِ ذِكْرٌ فَهُوَ لَغْوٌ وَ كُلُّ سُكُوتٍ لَيْسَ فِيهِ فِكْرَةٌ فَهُوَ غَفْلَةٌ فَطُوبَى لِمَنْ كَانَ نَظَرُهُ عَبَراً وَ سُكُوتُهُ فِكْراً وَ كَلاَمُهُ ذِكْراً وَ بَكَى عَلَى خَطِيئَتِهِ وَ أَمِنَ اَلنَّاسُ شَرَّهُ۔

(ترجمہ) امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: سارا خیر تین خصلتوں میں جمع کیا گیا ہے: نظر، سکوت اور کلام۔ چنانچہ ہر وہ نظر جس

---

[1] وسائل الشیعہ:۱۵/۲۹۷ح۲۰۵۶۱؛الانوار النعمانیہ:۳/۵۲

[2] مراۃ العقول:۲۶/۳۰۱

[3] ثواب الاعمال:۱۸۱؛الخصال:۱/۱۲۹؛امالی صدوق:۴۳؛روضۃ الواعظین:۲/۴۳۲؛بحار الانوار:۶۸/۱۸۱و۱۰۰/۲۹؛تفسیر کنز الدقائق:۳/۵۶۰؛تفسیر نور الثقلین:۱/۵۶۰

میں غور وفکر نہ ہو تو وہ سہو ہے، ہر وہ کلام کہ جس میں ذکر نہ ہو تو وہ لغو ہے اور ہر وہ سکوت جو فکر نہ ہو تو وہ غفلت ہے۔ پس طوبیٰ ہے اس کے لیے جس کی نظر عبرت کے لیے ہو، اس کا سکوت فکر کے لیے ہو اور اس کا کلام ذکر کے لیے ہو اور وہ اپنی خطا پر گریہ کرے اور لوگ اس کے شر سے پر امن ہوں۔ [1]

تحقیق اسناد:

شیخ صدوق نے الفقیہ میں اس کی سند ذکر نہیں کی لیکن الخصال اور ثواب الاعمال میں مکمل سند ذکر کی ہے جو صحیح ہے [2] اور امالی میں سلیمان بن خالد سے یہی روایت نقل کی ہے جس کی سند حسن کالصحیح ہے۔ (واللہ اعلم)۔

16/1921 الفقیہ،۴/۴۰۵/۵۸۷۷ قَالَ اَلصَّادِقُ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : أَوْحَى اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ إِلَى آدَمَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَا آدَمُ إِنِّي أَجْمَعُ لَكَ اَلْخَيْرَ كُلَّهُ فِي أَرْبَعِ كَلِمَاتٍ وَاحِدَةٌ لِي وَ وَاحِدٌ لَكَ وَ وَاحِدَةٌ فِيمَا بَيْنِي وَ بَيْنَكَ وَ وَاحِدَةٌ فِيمَا بَيْنَكَ وَ بَيْنَ اَلنَّاسِ فَأَمَّا اَلَّتِي لِي فَتَعْبُدُنِي وَ لاَ تُشْرِكُ بِي شَيْئاً وَ أَمَّا اَلَّتِي لَكَ فَأُجَازِيكَ بِعَمَلِكَ أَحْوَجَ مَا تَكُونُ إِلَيْهِ وَ أَمَّا اَلَّتِي فِيمَا بَيْنِي وَ بَيْنَكَ فَعَلَيْكَ اَلدُّعَاءُ وَ عَلَيَّ اَلْإِجَابَةُ وَ أَمَّا اَلَّتِي بَيْنَكَ وَ بَيْنَ اَلنَّاسِ فَتَرْضَى لِلنَّاسِ مَا تَرْضَى لِنَفْسِكَ .

(ترجمہ) امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: اللہ نے حضرت آدم علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ اے آدم علیہ السلام! میں نے تیرے لیے سارا خیر چار کلموں میں جمع کر دیا ہے جس میں سے ایک کلمہ میرے لیے ہے، ایک کلمہ تیرے لیے ہے، ایک کلمہ میرے اور تیرے درمیان میں ہے اور ایک کلمہ تیرے اور لوگوں کے درمیان میں ہے۔ پس جو میرے لیے ہے وہ یہ کہ میری عبادت کرو اور میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرو، جو تیرے لیے ہے وہ یہ ہے کہ میں تجھے تیرے عمل کا اتنا ہی بدلہ دوں گا جتنی تجھے اس کی ضرورت ہو گی، جو میرے اور تیرے درمیان میں ہے وہ یہ ہے کہ تجھ پر لازم ہے کہ تجھ پر دعا کرنا لازم ہے اور مجھ پر قبول کرنا لازم ہے اور جو تیرے اور لوگوں کے درمیان ہے وہ یہ ہے کہ تو لوگوں کے لیے اسی پر راضی ہو جس پر اپنے لیے راضی ہوتا ہے۔ [3]

---

[1] المحاسن:۱/۵؛ ثواب الاعمال:۱۷۷؛ الخصال:۱/۹۸؛ معانی الاخبار:۳۴۴؛ امالی صدوق:۲۷و۱۰۹؛ تحف العقول:۲۱۵؛ الاختصاص:۲۳۱؛ روضۃ الواعظین:۲/۳۹۰؛ مشکاۃ الانوار:۵۵؛ مجموعہ ورام:۲/۱۵۸؛ وسائل الشیعہ:۱۲/۱۹۷؛ بحار الانوار:۶۸/۲۷۵و۴۳/۷۵و۳۰۶/۵۴و۹۰/۳۳۲؛ تفسیر نور الثقلین:۵/۵۶۷؛ تفسیر کنز الدقائق:۱۳/۲۵۶؛ مستدرک الوسائل:۹/۳۱ح۱۰۱۲۲

[2] روضۃ المتقین:۱۳/۱۶۴

[3] معانی الاخبار:۱۳۷؛ امالی صدوق:۶۰۸؛ بحار الانوار:۱۱/۲۵۷و۲۷/۲۶؛ الخصال:۱/۲۴۳؛ عدۃ الداعی:۳۲؛ الکافی:۲/۱۴۶ح۱۳؛ الوافی:۴/۴۷۶ح۲۳۸۸؛ الاحادیث القدسیہ:۱۸

https://www.shiabookspdf.com

بیان:

یأتی هذا الحدیث فی باب الإنصاف وفی آخره وتکره لهم ما تکره لنفسك

۞ یہ حدیث باب الانصاف میں آئے گی اور اس کا آخر میں یہ جملہ ہے کہ وہ دوسروں کے بھی وہ ناپسند کرتا ہے جو وہ اپنے لیئے ناپسند کرے۔

تحقیق اسناد:

شیخ صدوق نے اس کی سند یہاں ذکر نہیں کی ہے لیکن الخصال میں یعقوب بن شعیب سے یہی مضمون روایت کیا ہے جس کی سند قوی ہے [1] اور دوسری سند معانی الاخبار میں درج ہے وہ صحیح ہے اور اس میں الکمدانی کا مجہول ہونا مضر نہیں ہوگا کیونکہ وہ شیخ صدوق کے مشائخ میں سے ہیں۔ (واللہ اعلم)۔

۱۳۱۔ باب الیقین

باب: یقین

1/1922 الکافی، ۲/۵۷/۱/۱ الاثنان عن اَلْوَشَّاءِ عَنِ اَلْمُثَنَّى بْنِ اَلْوَلِيدِ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: لَيْسَ شَيْءٌ إِلاَّ وَ لَهُ حَدٌّ قَالَ قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ فَمَا حَدُّ اَلتَّوَكُّلِ قَالَ اَلْيَقِينُ قُلْتُ فَمَا حَدُّ اَلْيَقِينِ قَالَ أَلاَّ تَخَافَ مَعَ اَللَّهِ شَيْئاً .

(ترجمہ) ابوبصیر سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: کوئی چیز بھی نہیں ہے مگر یہ کہ اس کی ایک حد ہوتی ہے۔
میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہوں! توکل کی حد کیا ہے؟
آپؑ نے فرمایا: یقین۔
میں نے عرض کیا: پھر یقین کی حد کیا ہے؟
آپؑ نے فرمایا: خدا کے ساتھ کسی اور چیز سے نہ ڈرنا۔ [2]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور معتبر ہے [3] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن کالصحیح ہے کیونکہ معلیٰ ثقہ جلیل ثابت ہے

---

[1] روضۃ المتقین: ۱۳/۱۲۶

[2] مشکاۃ الانوار: ۱۳؛ مجموعہ ورام: ۲/۱۸۳؛ وسائل الشیعہ: ۱۵/۲۰۲؛ بحارالانوار: ۶۷/۱۳۲ و ۱۸۲؛ عوالم العلوم: ۲۰/۸۱۰

[3] مرآۃ العقول: ۷/۳۵۴

اور المثنیٰ بن الولید بھی ثقہ ہے (واللہ اعلم)۔

2/1923 الکافی،۲/۵۷/۱/۲ الاثنان عن الوشاء عن عبداللہ بن سنان و محمد عن أحمد عن السراد عَنْ أَبِي وَلاَّدٍ اَلْحَنَّاطِ وَ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: مِنْ صِحَّةِ يَقِينِ اَلْمَرْءِ اَلْمُسْلِمِ أَنْ لاَ يُرْضِيَ اَلنَّاسَ بِسَخَطِ اَللَّهِ وَ لاَ يَلُومَهُمْ عَلَى مَا لَمْ يُؤْتِهِ اَللَّهُ فَإِنَّ اَلرِّزْقَ لاَ يَسُوقُهُ حِرْصُ حَرِيصٍ وَ لاَ يَرُدُّهُ كَرَاهِيَةُ كَارِهٍ وَ لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ فَرَّ مِنْ رِزْقِهِ كَمَا يَفِرُّ مِنَ اَلْمَوْتِ لَأَدْرَكَهُ رِزْقُهُ كَمَا يُدْرِكُهُ اَلْمَوْتُ ثُمَّ قَالَ إِنَّ اَللَّهَ بِعَدْلِهِ وَ قِسْطِهِ جَعَلَ اَلرَّوْحَ وَ اَلرَّاحَةَ فِي اَلْيَقِينِ وَ اَلرِّضَا وَ جَعَلَ اَلْهَمَّ وَ اَلْحَزَنَ فِي اَلشَّكِّ وَ اَلسَّخَطِ ۔

(ترجمہ) امام جعفر صادق نے فرمایا: ایک مسلمان آدمی کے یقین کا صحیح ہونا یہ ہے کہ وہ اللہ کو ناراض کر کے لوگوں کو راضی نہیں کرتا اور جو چیز اسے اللہ نے نہیں دی وہ اس پر لوگوں کی ملامت نہیں کرتا کیونکہ رزق وہ چیز ہے جسے کسی حریص کا حرص کھینچ کر نہیں لا سکتا اور کسی ناپسند کرنے والے کی ناپسندیدگی اسے رد نہیں کر سکتی۔ نیز تم میں سے اگر کوئی شخص اپنے رزق سے اس طرح بھاگے جس طرح موت سے بھاگتا ہے تو بھی اس کا رزق اسے درک کرلے گا جس طرح کہ اسے موت درک کر لیتی ہے۔

پھر فرمایا: اللہ نے اپنے عدل و انصاف سے راحت و سکون کو یقین اور رضا میں قرار دیا ہے اور حزن و ملال کو شک اور ناراضی میں قرار دیا ہے۔ [1]

بیان:

لعل المراد بقوله و لا يلومهم على ما لم يؤته الله أن لا يشكوهم على ترك صلتهم إياه بالمال و نحوه فإن ذلك شيء لم يقدر الله له و لم يرزقه إياه و من كان من أهل اليقين عرف أن ذلك كذلك فلا يلوم أحدا بذلك و عرف أن ذلك مما اقتضته ذاته بحسب استحقاقه و مما أوجبته حكمة الله تعالى في أمره و يحتمل أن يكون المراد أن لا يلومهم على ما لم يؤته الله إياهم فإن الله خلق كل أحد على ما هو عليه و كل ميسر لما خلق له و هذا كقوله ع لو علم الناس كيف خلق الله هذا الخلق لم يلم أحد أحدا

✪ شاید امام علیہ السلام کے اس فرمان "مالم یلومهم علی مالم یؤته الله" سے مراد یہ ہے کہ وہ ان سے مالی وظائف کے ترک کیئے جانے کی شکایت نہیں کرتے کیونکہ یہ وہ چیز ہے جس کو اللہ تعالی نے ان کے مقدر میں

[1] وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۲۰۲؛ بحارالانوار: ۶۷/ ۱۴۳؛ مشکاۃ الانوار: ۷۳؛ مسند الامام الصادق: ۲۱/ ۳۱۸

نہیں کیا اور نہ ہی ان کو اس کے رزق سے نوازا اور جو اہل یقین لوگوں میں سے تھے وہ اس چیز کو اسی طرح پہچانتے تھے اور وہ اس کے ذریعہ ملامت نہیں کرتے تھے اور انہوں نے یہ پہچان لیا تھا کہ ان کی ذات اس کے مستحق ہونے کا تقاضہ کرتی ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے ہر ایک اس چیز کی بنیاد پر خلق کیا جس پر وہ ہے جیسا کہ امام علیہ السلام کا فرمان ہے

لو علم النّاس کیف خلق الله هذا الخلق لم یلم احد احداً

اگر لوگ اس چیز کو جان لیتے کہ اللہ تعالیٰ اس مخلوق کو کیسے خلق کیا تو کوئی ایک بھی کسی کو ملامت نہ کرتا۔

تحقیق اسناد:

پہلی سند ضعیف علی المشہور ہے مگر میرے (یعنی علامہ مجلسی کے) نزدیک صحیح ہے اور دوسری صحیح ہے [1] اور میرے نزدیک دونوں سندیں صحیح ہیں۔ (واللہ اعلم)۔

3/1924 الکافی، ۱/۳/۵۷/۲ السراد عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ يَقُولُ: إِنَّ الْعَمَلَ الدَّائِمَ الْقَلِيلَ عَلَى الْيَقِينِ أَفْضَلُ عِنْدَ اللَّهِ مِنَ الْعَمَلِ الْكَثِيرِ عَلَى غَيْرِ يَقِينٍ.

(ترجمہ) ہشام بن سالم سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپ فرما رہے تھے: وہ تھوڑا سا مستقل عمل جو یقین کے ساتھ کیا جائے اللہ کے نزدیک اس کثیر عمل سے افضل ہے جو بے یقینی کی حالت میں کیا جائے۔ [2]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے۔ [3]

4/1925 الکافی، ۱/۴/۵۸/۲ الاثنان عَنِ الْوَشَّاءِ عَنْ أَبَانٍ عَنْ زُرَارَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ قَالَ قَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ عَلَى الْمِنْبَرِ: لاَ يَجِدُ أَحَدُكُمْ طَعْمَ الْإِيمَانِ حَتَّى يَعْلَمَ أَنَّ مَا أَصَابَهُ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَهُ وَ مَا أَخْطَأَهُ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيبَهُ.

(ترجمہ) زرارہ سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: امیر المومنین علیہ السلام ایک مرتبہ منبر سے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک ایمان کا ذائقہ محسوس نہیں کرسکتا جب تک اسے یہ معلوم نہ ہو جائے کہ جو مصیبت پہنچی وہ

---

[1] مراۃ العقول: ۷/ ۳۵۵

[2] وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۲۰۲؛ بحار الانوار: ۶۷/ ۱۳۷و ۶۸/ ۲۱۳؛ مستدامام الصادق: ۲۱/ ۱۷۰

[3] مراۃ العقول: ۷/ ۳۵۹

https://www.shiabookspdf.com

خطا نہیں ہوسکتی تھی اور جو اس سے خطا ہوگئی وہ اس کے لیے تھی ہی نہیں۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث صحیح ہے۔ (کیونکہ معلیٰ ثقہ جلیل ہے۔ (واللہ اعلم)۔

5/1926 الکافی،۲/۵۸/۱/۷ العدۃ عن البرقی عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَلْحَكَمِ عَنْ صَفْوَانَ اَلْجَمَّالِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ كَانَ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: لاَ يَجِدُ عَبْدٌ طَعْمَ اَلْإِيمَانِ حَتَّى يَعْلَمَ أَنَّ مَا أَصَابَهُ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَهُ وَ أَنَّ مَا أَخْطَأَهُ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيبَهُ وَ أَنَّ اَلضَّارَّ اَلنَّافِعَ هُوَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ۔

(ترجمہ) صفوان جمال سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: امیر المومنین علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ کوئی شخص اس وقت تک ایمان کا مزہ چکھ ہی نہیں سکتا جب تک اسے یہ علم نہ ہو کہ اسے جو کچھ تکلیف پہنچی ہے وہ اس سے خطا نہیں ہوسکتی تھی اور جو اس سے خطا ہوگئی ہے وہ اسے پہنچ نہیں سکتی تھی اور یہ کہ ضرر اور نفع دینے والا صرف اللہ ہی ہے۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے۔ [4]

6/1927 الکافی،۲/۵۸/۵/۱ الثلاثة عَنِ اَلشَّحَّامِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : أَنَّ أَمِيرَ اَلْمُؤْمِنِينَ صَلَوَاتُ اَللَّهِ عَلَيْهِ جَلَسَ إِلَى حَائِطٍ مَائِلٍ يَقْضِي بَيْنَ اَلنَّاسِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لاَ تَقْعُدْ تَحْتَ هَذَا اَلْحَائِطِ فَإِنَّهُ مُعْوِرٌ فَقَالَ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ صَلَوَاتُ اَللَّهِ عَلَيْهِ حَرَسَ اِمْرَأً أَجَلُهُ فَلَمَّا قَامَ سَقَطَ اَلْحَائِطُ قَالَ وَ كَانَ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ مِمَّا يَفْعَلُ هَذَا وَ أَشْبَاهَهُ وَ هَذَا اَلْيَقِينُ۔

---

[1] بحارالانوار:۶۷/ ۱۴۷؛ مستدرک الوسائل:۱۱/ ۱۹۷؛ مشکاۃ الانوار:۱۰۲؛ مسند الامام الصادق:۵/ ۱۶۹

[2] مراۃ العقول:۷/ ۳۶۰

[3] مجموعہ ورام:۲/ ۱۸۳؛ وسائل الشیعہ:۱۵/ ۲۰۱؛ الفصول المہمہ:۲/ ۲۱۵؛ بحارالانوار:۶۷/ ۱۵۴؛ الفصول المہمہ:۲/ ۲۱۵؛ مشکاۃ الانوار:۳۸؛ دار السلام نوری:۳/ ۱۷۳؛ مسند الامام الصادق:۵/ ۱۶۹

[4] مراۃ العقول:۷/ ۳۶۶؛ روشن جدید اخلاق اسلامی محسنی:۱۴۴

https://www.shiabookspdf.com

(ترجمہ) شحام سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: امیر المومنین علیہ السلام ایک ایسی دیوار کے زیر سایہ بیٹھ کر لوگوں کے فیصلے کر رہے تھے جو ایک طرف جھکی ہوئی تھی۔ پس ان میں سے بعض نے آپؑ سے عرض کیا: اس دیوار کے نیچے نہ بیٹھیں کہ یہ گرنے والی ہے۔

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: آدمی کی موت اس کی حفاظت کرتی ہے۔

چنانچہ جب آپؑ وہاں سے اٹھے تو دیوار گر پڑی۔

امام (جعفر صادق علیہ السلام) نے فرمایا: وہ (حضرت علی علیہ السلام) اسی یقین کے ساتھ یہ اور اس طرح کے دوسرے کام کرتے تھے۔ [1]

بیان:

معور أي ذا خلل و شق يتخوف منه من العورة حرس امرأ أجله يعني أن أجل المرء حارسه عن الآفات حتى يدركه

❂ ''معور ''یعنی خلل وشقاوت والا جو اس سے خوف رکھتا ہے اور یہ لفظ مصدر ''العور'' سے ہے

''حرس امرءاً احله ''یعنی کسی شخص کا آفات کی حراست میں مبتلا ہونا یہاں تک کہ وہ اس کو درک کرلیں۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے [2] یا پھر حسن کالصحیح ہے [3] اور میرے نزدیک حدیث صحیح ہے (واللہ اعلم)

7/1928 الکافی ۲/۵۸/۸/۱ محمد عن ابن عیسی عن الوشاء عن عبد الله بن سنان عن الثمالی عَنْ سَعِيدِ بْنِ قَيْسٍ اَلْهَمْدَانِيِّ قَالَ: نَظَرْتُ يَوْماً فِي اَلْحَرْبِ إِلَى رَجُلٍ عَلَيْهِ ثَوْبَانِ فَحَرَّكْتُ فَرَسِي فَإِذَا هُوَ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَقُلْتُ يَا أَمِيرَ اَلْمُؤْمِنِينَ فِي مِثْلِ هَذَا اَلْمَوْضِعِ فَقَالَ نَعَمْ يَا سَعِيدَ بْنَ قَيْسٍ إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ عَبْدٍ إِلاَّ وَ لَهُ مِنَ اَللَّهِ حَافِظٌ وَ وَاقِيَةٌ مَعَهُ مَلَكَانِ يَحْفَظَانِهِ مِنْ أَنْ يَسْقُطَ مِنْ رَأْسِ جَبَلٍ أَوْ يَقَعَ فِي بِئْرٍ فَإِذَا نَزَلَ اَلْقَضَاءُ خَلَّيَا بَيْنَهُ وَ بَيْنَ كُلِّ شَيْءٍ.

(ترجمہ) سعید بن قیس ہمدانی سے روایت ہے کہ میں نے میدانِ کارزار میں ایک ایسے شخص کو دیکھا کہ جس کے بدن پر

---

[1] وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۲۰۱؛ بحار الانوار: ۵/ ۱۰۴ و ۴۱/ ۶ و ۶۷/ ۱۴۹؛ تفسیر الصراط المستقیم: ۳/ ۱۷۳؛ عین الحیاۃ: ۲/ ۳۳۳؛ مسند الامام الصادق: ۵/ ۱۶۹

[2] مستدرک سفینۃ البحار: ۲/ ۴۰۷؛ البراهین الواضحہ سیفی: ۲/ ۱۳۱

[3] مرآۃ العقول: ۷/ ۳۶۱

(خود اور زرہ کی بجائے) صرف دو کپڑے تھے تو میں نے اپنے گھوڑے کو حرکت دی اور جب اس کے قریب پہنچا تو دیکھا کہ وہ امیر المومنین علیہ السلام ہیں۔ پس میں نے عرض کیا: اے امیر المومنین علیہ السلام! اس مقام پر یہ کیفیت؟ آپؑ نے فرمایا: اے سعید بن قیس! کوئی بھی بندہ نہیں ہے مگر یہ کہ اس کے ہمراہ اللہ کی طرف سے دو فرشتے محافظ ہوتے ہیں جو پہاڑ کی چوٹی سے گرنے یا کنویں میں گرنے سے اس کی حفاظت کرتے ہیں۔ پس جب قضا آ جائے تو وہ اس کے اور ہر چیز کے درمیان سے الگ ہو جاتے ہیں۔ [1]

بیان:

واقية أي جنة واقية كأنها من الصفات الغالبة أو التاء فيها للمبالغة عطف تفسيري للحافظ

"واقیہ" یعنی واقیہ ڈھال گویا کہ یہ صفات غالبہ میں سے ہے یا پھر "تاء" مبالغہ کے لیئے ہے جو حافظ کے لیئے عطف تفسیری ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند حسن ہے [2]

8/1929 الكافي، ٢/٥٩/١٠/١ محمد عن أحمد عن علي بن الحكم عن ٱلْعَرْزَمِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي عَبْدِ ٱللَّهِ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ قَالَ: كَانَ قَنْبَرٌ غُلاَمُ عَلِيٍّ يُحِبُّ عَلِيّاً عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ حُبّاً شَدِيداً فَإِذَا خَرَجَ عَلِيٌّ صَلَوَاتُ ٱللَّهِ عَلَيْهِ خَرَجَ عَلَى أَثَرِهِ بِٱلسَّيْفِ فَرَآهُ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَقَالَ يَا قَنْبَرُ مَا لَكَ فَقَالَ جِئْتُ لِأَمْشِيَ خَلْفَكَ يَا أَمِيرَ ٱلْمُؤْمِنِينَ قَالَ وَيْحَكَ أَمِنْ أَهْلِ ٱلسَّمَاءِ تَحْرُسُنِي أَوْ مِنْ أَهْلِ ٱلْأَرْضِ فَقَالَ لاَ بَلْ مِنْ أَهْلِ ٱلْأَرْضِ فَقَالَ إِنَّ أَهْلَ ٱلْأَرْضِ لاَ يَسْتَطِيعُونَ لِي شَيْئاً إِلاَّ بِإِذْنِ ٱللَّهِ مِنَ ٱلسَّمَاءِ فَارْجِعْ فَرَجَعَ.

(ترجمہ) امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: حضرت علی علیہ السلام کا غلام قنبر تھا جو حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ بہت زیادہ محبت رکھتا تھا۔ پس جب بھی حضرت علی علیہ السلام گھر سے نکلتے تو وہ آپؑ کے پیچھے تلوار لے کر نکلا کرتا تھا۔ چنانچہ ایک رات آپؑ نے اس کو دیکھ لیا تو فرمایا: اے قنبر! تجھے کیا ہو گیا ہے؟

اس نے عرض کیا: اے امیر المومنین علیہ السلام! میں آپؑ کے پیچھے چلنے آیا ہوں (تا کہ آپؑ کی حفاظت کر سکوں)۔

آپؑ نے فرمایا: اے قنبر! تجھ پر افسوس ہے۔ تم مجھے آسمان والوں سے بچا رہے ہو یا زمین والوں سے؟

---

[1] بحار الانوار: ۵/ ۱۰۵ و ۴۱/ ۶ و ۶۷/ ۱۵۴؛ وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۲۰۳؛ عین الحیاۃ: ۲/ ۳۳۴؛ مناقب آل ابی طالبؑ: ۳/ ۲۹۷

[2] مرآۃ العقول: ۷/ ۳۶۶

اس نے عرض کیا: نہیں، میں زمین والوں سے آپؑ کو بچا رہا ہوں۔

آپؑ نے فرمایا: زمین والے میرے بارے میں کسی چیز پر استطاعت ہی نہیں رکھتے سوائے آسمان سے اللہ کی اجازت کے پس تم واپس چلے جاو۔ چنانچہ قنبر واپس چلا گیا۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے[2]

9/1930 الکافی،۱/۱۱/۵۹/۲ علی عن العبیدی عَنْ یُونُسَ عَمَّنْ ذَکَرَهُ قَالَ: قِیلَ لِلرِّضَا عَلَیْهِ اَلسَّلاَمُ إِنَّكَ تَتَکَلَّمُ بِهَذَا اَلْکَلاَمِ وَ اَلسَّیْفُ یَقْطُرُ دَماً فَقَالَ إِنَّ لِلَّهِ وَادِیاً مِنْ ذَهَبٍ حَمَاهُ بِأَضْعَفِ خَلْقِهِ اَلنَّمْلِ فَلَوْ رَامَهُ اَلْبَخَاتِیُّ لَمْ تَصِلْ إِلَیْهِ.

(ترجمہ) یونس ایک شخص سے روایت کرتے ہیں، اس کا بیان ہے کہ امام علی رضا علیہ السلام سے عرض کیا گیا: آپؑ یہ کلام کر رہے ہیں حالانکہ تلوار سے خون ٹپک رہا ہے (جس سے آپؑ کی جان کو خطرہ ہے)؟

آپؑ نے فرمایا: اللہ کی سونے کی ایک وادی ہے جس کی حفاظت اس نے اپنی کمزور ترین مخلوق چیونٹیوں سے کی ہے پس اگر بختاتی اونٹ بھی وہاں پہنچنا چاہے تو نہیں پہنچ سکتا۔ [3]

بیان:

یعنی بالسیف سیف السلطان و لعل کلامہ ؑ کان متعلقا بأمر من أمورهم

۞ تلوار سے مراد بادشاہ کی تلوار ہے اور امام علیہ السلام کی گفتگو ان کے امور میں سے کسی ایک امر کے متعلق ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مرسل ہے۔[4]

10/1931 الکافی،۱/۶/۵۸/۲ العدۃ عن البرقی عن البزنطی عَنْ صَفْوَانَ اَلْجَمَّالِ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَیْهِ اَلسَّلاَمُ عَنْ قَوْلِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: ﴿وَ أَمَّا اَلْجِدٰارُ فَکٰانَ لِغُلاٰمَیْنِ یَتِیمَیْنِ فِی اَلْمَدِینَةِ وَ

---

[1] مشکاۃ الانوار: ۱۳؛ بحارالانوار: ۶۷/ ۱۵۸ و ۱۸۲؛ موسوعہ الامام امیر المومنینؑ: ۷/ ۷۷؛ التوحید: ۳۳۸

[2] مراۃ العقول: ۷/ ۳۷۰

[3] وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۲۰۳؛ اثبات الھداۃ: ۴/ ۳۱۲؛ بحارالانوار: ۴۹/ ۱۱۶ و ۵۷/ ۱۸۶ و ۶۷/ ۱۵۸؛ عوالم العلوم: ۲۲/ ۶۱؛ مستدرک سفینۃ البحار: ۳/ ۴۶۳

[4] مراۃ العقول: ۷/ ۳۷۱

كَانَ تَحْتَهُ كَنْزٌ لَهُمَا) فَقَالَ أَمَا إِنَّهُ مَا كَانَ ذَهَباً وَلاَ فِضَّةً وَإِنَّمَا كَانَ أَرْبَعَ كَلِمَاتٍ لاَ إِلَهَ إِلاَّ أَنَا مَنْ أَيْقَنَ بِالْمَوْتِ لَمْ يَضْحَكْ سِنُّهُ وَمَنْ أَيْقَنَ بِالْحِسَابِ لَمْ يَفْرَحْ قَلْبُهُ وَمَنْ أَيْقَنَ بِالْقَدَرِ لَمْ يَخْشَ إِلاَّ اَللَّهَ) ۔

(ترجمہ) صفوان الجمال سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے خدا کے قول: ''اور وہ دیوار شہر کے دو یتیم بچوں کی تھی اور اس کے نیچے ان دونوں کے لیے خزانہ تھا۔(الکہف: ۸۲)۔'' کے بارے میں پوچھا تو آپؑ نے فرمایا: وہ خزانہ کوئی سونے یا چاندی کا نہیں تھا بلکہ وہ فقط چار کلمات تھے: کوئی معبود نہیں سوائے میرے، جو موت پر یقین رکھتا ہو وہ عمر بھر ہنستا نہیں، جس کو حساب کا یقین ہو اس کا دل خوش نہیں ہوتا اور جو قدر پر یقین رکھتا ہے وہ اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا۔ ①

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے ②

11/1932 الکافی،۲/۵۹/۹/۱ الاثنان عن ابن أَسْبَاطٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا اَلْحَسَنِ اَلرِّضَا عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: كَانَ فِي اَلْكَنْزِ اَلَّذِي قَالَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ: (وَ كَانَ تَحْتَهُ كَنْزٌ لَهُمَا) كَانَ فِيهِ (بِسْمِ اَللَّهِ اَلرَّحْمٰنِ اَلرَّحِيمِ) عَجِبْتُ لِمَنْ أَيْقَنَ بِالْمَوْتِ كَيْفَ يَفْرَحُ وَ عَجِبْتُ لِمَنْ أَيْقَنَ بِالْقَدَرِ كَيْفَ يَحْزَنُ وَ عَجِبْتُ لِمَنْ رَأَى اَلدُّنْيَا وَ تَقَلُّبَهَا بِأَهْلِهَا كَيْفَ يَرْكَنُ إِلَيْهَا وَ يَنْبَغِي لِمَنْ عَقَلَ عَنِ اَللَّهِ أَنْ لاَ يَتَّهِمَ اَللَّهَ فِي قَضَائِهِ وَلاَ يَسْتَبْطِئَهُ فِي رِزْقِهِ فَقُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ أُرِيدُ أَنْ أَكْتُبَهُ قَالَ فَضَرَبَ وَ اَللَّهِ يَدَهُ إِلَى اَلدَّوَاةِ لِيَضَعَهَا بَيْنَ يَدَيَّ فَتَنَاوَلْتُ يَدَهُ فَقَبَّلْتُهَا وَ أَخَذْتُ اَلدَّوَاةَ فَكَتَبْتُهُ ۔

(ترجمہ) ابن اسباط سے روایت ہے کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے سنا، آپؑ فرما رہے تھے: ایک خزانہ تھا جس کے بارے میں اللہ فرماتا ہے: ''اس دیوار کے نیچے ان کے لیے ایک خزانہ تھا۔(الکہف: ۸۲)۔'' اس میں یہ تھا: بسم اللہ الرحمن الرحیم، تعجب ہے مجھے اس شخص پر جو موت پر یقین رکھتا ہے پھر وہ خوش کیسے رہتا ہے، مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو خدا کی قدر پر یقین رکھتا ہے پھر وہ غمزدہ کیوں رہتا ہے، مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو دنیا اور اہل دنیا کے نشیب و فراز کو دیکھتا ہے پھر وہ اس پر بھروسہ کیسے کرتا ہے، اللہ کی طرف سے عقل رکھنے والے آدمی کے لیے

① مشکاۃ الانوار: ۱۲؛ مجموعہ ورام: ۲/ ۱۸۴؛ وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۲۰۱؛ تفسیر البرہان: ۳/ ۶۵۰؛ بحار الانوار: ۶۷/ ۱۵۶ و ۱۸۲؛ تفسیر نور الثقلین: ۳/ ۲۸۷؛ تفسیر کنز الدقائق: ۸/ ۱۳۰؛ الجواہر السنیہ: ۶۵۸؛ تفسیر العیاشی: ۲/ ۳۳۸؛ فقہ الرضاؑ ۳۷۰؛ مسند الامام الصادقؑ: ۷/ ۲۵۶

② مرآۃ العقول: ۷/ ۳۶۴؛ روش جدید اخلاق اسلامی محسنی: ۱۳۵

https://www.shiabookspdf.com

سزاوار ہے کہ وہ اللہ کو اس کے فیصلے میں متہم نہ کرے اور اس کے رزق کے پہنچانے پر اس کی طرف سستی کی نسبت نہ دے۔

میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہوں! میں چاہتا ہوں کہ اس کو تحریر کرلوں؟

راوی کا بیان ہے کہ خدا کی قسم! آپؑ نے اپنا ہاتھ دوات کی طرف بڑھایا تا کہ اسے میرے سامنے رکھیں تو میں نے آپؑ کا ہاتھ پکڑ لیا اور اس کو بوسہ دیا اور دوات لے کر اس کو لکھ لیا۔ [1]

بیان: إنما اختلف ألفاظ الروايتين مع أنهما إخبار عن أمر واحد لأنهما إنما تخبران عن المعنى دون اللفظ فلعل اللفظ كان غير عربي و أما ما يتراءى فيهما من الاختلاف في المعنى فيمكن إرجاع إحداهما إلى الأخرى و ذلك لأن التوحيد و التسمية مشتركان في الثناء و لعلهما كانا مجتمعين فاكتفى في كل من الروايتين بذكر أحدهما و من أيقن بالقدر علم أن ما أصابه لم يكن ليخطئه و ما أخطأه لم يكن ليصيبه فلم يحزن على ما فاته و لم يخش إلا الله و من أيقن بالحساب نظر إلى الدنيا بعين العبرة و رأى تقلبها بأهلها فلم يركن إليها فلم يفرح بما آتاه فهذه خصال متلازمة اكتفى في إحدى الروايتين ببعضها و في الأخرى بآخر و أما قوله و ينبغي إلى آخره فلعله من كلام الرضا ع دون أن يكون من جملة ما في الكنز و على تقدير أن يكون من جملة ذلك فذكره في إحدى الروايتين لا ينافي السكوت عنه في الأخرى

✪ بے شک دونوں روایتوں کے درمیان الفاظ کے فرق کے باوجود، وہ اب بھی ایک ہی معنی بیان کر رہی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اصل الفاظ کے بجائے بنیادی معنی پر توجہ دی گئی ہے۔ یہ ممکن ہے کہ الفاظ کا ترجمہ یا اظہار غیر عربی زبان میں کیا گیا ہو، جو ظاہری اختلافات کا باعث بن سکتا ہے۔ مزید برآں، دونوں روایتوں کے درمیان معنی میں کسی بھی ظاہری اختلاف کو یہ سمجھ کر حل کیا جا سکتا ہے کہ وہ خدا کی تعریف اور تسبیح کرنے میں ایک مشترکہ مقصد (الثناء) رکھتے ہیں۔ یہ مشترکہ مقصد ہمیں روایات کی اس طرح تشریح اور سمجھنے کی اجازت دیتا ہے جس سے کسی بھی ظاہری تضاد کو دور کیا جا سکے۔ شاید دونوں کو جمع کیا گیا ہو، اس لیے دونوں روایتوں میں سے ہر ایک کا ذکر کرنا کافی ہے، اور جس کو تقدیر کا یقین ہو وہ جانتا ہے کہ اس کے ساتھ جو کچھ ہوا وہ اس سے خطا نہیں ہونا تھا جو کچھ اس سے خطا ہوا وہ اس کے ساتھ ہونا ہی نہیں تھا۔ اس لیے جو کچھ اس سے چھوٹ گیا اس پر وہ غمگین نہیں ہوتا اور وہ خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا اور جس کو حساب کا یقین ہوتا ہے وہ دنیا کی طرف عبرت کی نگاہ سے دیکھتا۔ اور "و رأى تقلبها بأهلها" کا مطلب ہے کہ وہ دنیا کا عدم استحکام اور اس کے باشندوں کی عارضی فطرت کو دیکھتا ہے۔ "فلم يركن إليها" تو وہ اس (دنیا) پر بھروسہ نہیں کرتا اور وہ اس پر خوش نہیں ہوتا جو اسے دیا گیا ہے۔ پس یہ باہم مربوط خصوصیات ہیں جن میں سے کچھ دو روایتوں میں سے ایک میں کافی ہیں اور دوسری میں دوسرے ہیں۔ جہاں تک ان کے قول: "وينبغي سے آخر تک" کا تعلق ہے تو شاید یہ امام علی رضاؑ کے الفاظ میں سے ہے، بغیر اس کے کہ جو کنز میں ہے یہ اس کے جملے میں سے ہے اور فرض کریں کہ یہ اسی کا حصہ ہے تو بھی دو روایتوں میں سے ایک میں اس کا ذکر کرنے سے دوسری روایت میں سکوت کی نفی نہیں ہوتی۔

---

[1] بحار الانوار: ۶۷/ ۱۵۶؛ تفسیر نور الثقلین: ۳/ ۲۸۷؛ تفسیر کنز الدقائق: ۸/ ۱۳۱؛ تفسیر الصراط المستقیم: ۴/ ۱۷۲؛ مسند الامام الرضاؑ: ۱/ ۳۵۶

https://www.shiabookspdf.com

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف علی المشہور ہے مگر میرے (یعنی علامہ مجلسی کے) نزدیک معتبر ہے[1] لیکن میرے نزدیک حدیث کی سند موثق کالصحیح ہے کیونکہ معلیٰ ثقہ جلیل ہے اور ابن اسباط ثقہ ہے اور ابن اسباط بھی ثقہ اور اس کے بارے میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس نے واقفی مذہب سے رجوع کرلیا تھا لہٰذا بعید نہیں کہ حدیث حسن کالصحیح ہو۔ (واللہ اعلم)۔

۳۲۔ باب الرضا بالقضاء

باب: قضاء کے ساتھ راضی ہونا

1/1933 الکافی، ۱/۱/۶۰/۲ الثلاثة عَنْ جَمِيلِ بْنِ صَالِحٍ عَنْ بَعْضِ أَشْيَاخِ بَنِي اَلنَّجَاشِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: رَأْسُ طَاعَةِ اَللَّهِ اَلصَّبْرُ وَ اَلرِّضَا عَنِ اَللَّهِ فِيمَا أَحَبَّ اَلْعَبْدُ أَوْ كَرِهَ وَ لاَ يَرْضَى عَبْدٌ عَنِ اَللَّهِ فِيمَا أَحَبَّ أَوْ كَرِهَ إِلاَّ كَانَ خَيْراً لَهُ فِيمَا أَحَبَّ أَوْ كَرِهَ.

ترجمہ: امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اللہ کی اطاعت کا سر صبر اور اللہ سے راضی ہونا ہے ہر اس بات میں جو بندے کو پسند ہو یا ناپسند ہو اور بندہ اللہ کی پسند و ناپسند پر راضی نہیں ہوتا مگر یہ کہ وہ اس کے لیے بہتر ہو جسے وہ پسند کرتا ہو یا ناپسند۔[2]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے[3]

2/1934 الکافی، ۱/۳/۶۰/۲ العدة عن البرقی عَنْ يَحْيَى بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَبِي اَلْبِلاَدِ عَنْ عَاصِمِ بْنِ حُمَيْدٍ عَنِ اَلثُّمَالِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ قَالَ: اَلصَّبْرُ وَ اَلرِّضَا عَنِ اَللَّهِ رَأْسُ طَاعَةِ اَللَّهِ وَ مَنْ صَبَرَ وَ رَضِيَ عَنِ اَللَّهِ فِيمَا قَضَى عَلَيْهِ فِيمَا أَحَبَّ أَوْ كَرِهَ لَمْ يَقْضِ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ لَهُ فِيمَا أَحَبَّ أَوْ كَرِهَ إِلاَّ مَا هُوَ خَيْرٌ لَهُ.

---

[1] مرآۃ العقول: ۷/ ۳۶۸

[2] مسکن الفواد: ۸۷؛ مشکاۃ الانوار: ۳۳؛ وسائل الشیعہ: ۳/ ۲۵۳؛ بحار الانوار: ۶۸/ ۱۵۸ و ۷۹/ ۳۳۳

[3] مرآۃ العقول: ۸/ ۱

(ترجمہ) ثمالی سے روایت ہے کہ امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا: صبر اور اللہ سے راضی رہنا اطاعت الٰہی کا سر ہے اور جو شخص صبر کرے اور اللہ کی طرف سے فیصلے پر راضی ہو خواہ وہ اس کو پسند ہو یا پسند نہ ہو تو اللہ اس کے لیے کوئی ایسا فیصلہ نہیں کرتا خواہ اس کو پسند ہو یا پسند نہ ہو مگر یہ کہ وہ اس کے لیے خیر ہو۔ [1]

بیان:

قد مضى أن الرضا بقضاء الله من أركان الإيمان

بیشک یہ بات پہلے گزر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قضاء ایمان کے ارکان میں سے ایک رکن ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے [2]

3/1935 الكافي، ۱/۲/۶۰/۲ العدة عن البرقي عن أبيه عن حماد بن عيسى عن ابْنِ مُسْكَانَ عَنْ لَيْثٍ الْمُرَادِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ أَعْلَمَ اَلنَّاسِ بِاللَّهِ أَرْضَاهُمْ بِقَضَاءِ اَللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ.

(ترجمہ) لیث مرادی سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اللہ کے نزدیک لوگوں میں سب سے زیادہ علم رکھنے والا وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے فیصلوں پر ان سب سے زیادہ راضی ہونے والا ہے۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے [4]

4/1936 الكافي، ۱/۱/۷۱/۲ العدة عن أحمد عن السراد عَنْ دَاوُدَ اَلرَّقِّيِّ عَنِ اَلْحَذَّاءِ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ : قَالَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ إِنَّ مِنْ عِبَادِيَ اَلْمُؤْمِنِينَ عِبَاداً لاَ يَصْلُحُ لَهُمْ أَمْرُ دِينِهِمْ إِلاَّ بِالْغِنَى وَ اَلسَّعَةِ وَ اَلصِّحَّةِ فِي اَلْبَدَنِ فَأَبْلُوهُمْ بِالْغِنَى وَ اَلسَّعَةِ وَ صِحَّةِ اَلْبَدَنِ فَيَصْلُحُ عَلَيْهِمْ أَمْرُ دِينِهِمْ وَ إِنَّ مِنْ عِبَادِيَ اَلْمُؤْمِنِينَ لَعِبَاداً

---

[1] مشکاۃ الانوار: ۳۵؛ وسائل الشیعہ: ۳/۲۵۱؛ الفصول المہمہ: ۳/۳۰۲؛ بحار الانوار: ۶۸/۱۵۹و۶۹/۳۳۳

[2] مراۃ العقول: ۸/۲

[3] مجموعہ ورام: ۲/۱۸۴؛ فقہ الرضاؑ ۳۵۹؛ المؤمن: ۲۰؛ مشکاۃ الانوار: ۳۳؛ بحار الانوار: ۶۸/۱۴۴و۱۵۶و۶۹/۳۳۳؛ مستدرک الوسائل: ۲/۴۱۱؛ عوالم العلوم: ۲۰/۲۴۷؛ وسائل الشیعہ: ۳/۲۵۱؛ مسکن الفواد: ۸۸

[4] مراۃ العقول: ۸/۲

لاَ يَصْلُحُ لَهُمْ أَمْرُ دِينِهِمْ إِلاَّ بِالْفَاقَةِ وَ الْمَسْكَنَةِ وَ السُّقْمِ فِي أَبْدَانِهِمْ فَأَبْلُوهُمْ بِالْفَاقَةِ وَ الْمَسْكَنَةِ وَ السُّقْمِ فَيَصْلُحُ عَلَيْهِمْ أَمْرُ دِينِهِمْ وَ أَنَا أَعْلَمُ بِمَا يَصْلُحُ عَلَيْهِ أَمْرُ دِينِ عِبَادِيَ الْمُؤْمِنِينَ وَ إِنَّ مِنْ عِبَادِيَ الْمُؤْمِنِينَ لَمَنْ يَجْتَهِدُ فِي عِبَادَتِي فَيَقُومُ مِنْ رُقَادِهِ وَ لَذِيذِ وِسَادِهِ فَيَتَهَجَّدُ لِيَ اللَّيَالِيَ فَيُتْعِبُ نَفْسَهُ فِي عِبَادَتِي فَأَضْرِبُهُ بِالنُّعَاسِ اللَّيْلَةَ وَ اللَّيْلَتَيْنِ نَظَراً مِنِّي لَهُ وَ إِبْقَاءً عَلَيْهِ فَيَنَامُ حَتَّى يُصْبِحَ فَيَقُومُ وَ هُوَ مَاقِتٌ لِنَفْسِهِ زَارِئٌ عَلَيْهَا وَ لَوْ أُخَلِّي بَيْنَهُ وَ بَيْنَ مَا يُرِيدُ مِنْ عِبَادَتِي لَدَخَلَهُ الْعُجْبُ مِنْ ذَلِكَ فَيُصَيِّرُهُ الْعُجْبُ إِلَى الْفِتْنَةِ بِأَعْمَالِهِ فَيَأْتِيهِ مِنْ ذَلِكَ مَا فِيهِ هَلاَكُهُ لِعُجْبِهِ بِأَعْمَالِهِ وَ رِضَاهُ عَنْ نَفْسِهِ حَتَّى يَظُنَّ أَنَّهُ قَدْ فَاقَ الْعَابِدِينَ وَ جَازَ فِي عِبَادَتِهِ حَدَّ التَّقْصِيرِ فَيَتَبَاعَدُ مِنِّي عِنْدَ ذَلِكَ وَ هُوَ يَظُنُّ أَنَّهُ يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ فَلاَ يَتَّكِلِ الْعَامِلُونَ عَلَى أَعْمَالِهِمُ الَّتِي يَعْمَلُونَهَا لِثَوَابِي فَإِنَّهُمْ لَوِ اجْتَهَدُوا وَ أَتْعَبُوا أَنْفُسَهُمْ وَ أَفْنَوْا أَعْمَارَهُمْ فِي عِبَادَتِي كَانُوا مُقَصِّرِينَ غَيْرَ بَالِغِينَ فِي عِبَادَتِهِمْ كُنْهَ عِبَادَتِي فِيمَا يَطْلُبُونَ عِنْدِي مِنْ كَرَامَتِي وَ النَّعِيمِ فِي جَنَّاتِي وَ رَفِيعِ دَرَجَاتِيَ الْعُلَى فِي جِوَارِي وَ لَكِنْ فَبِرَحْمَتِي فَلْيَثِقُوا وَ بِفَضْلِي فَلْيَفْرَحُوا وَ إِلَى حُسْنِ الظَّنِّ بِي فَلْيَطْمَئِنُّوا فَإِنَّ رَحْمَتِي عِنْدَ ذَلِكَ تَدَارَكُهُمْ وَ مَنِّي يُبَلِّغُهُمْ رِضْوَانِي وَ مَغْفِرَتِي تُلْبِسُهُمْ عَفْوِي فَإِنِّي أَنَا اللَّهُ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ وَ بِذَلِكَ تَسَمَّيْتُ۔

(ترجمہ) امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ فرماتا ہے: میرے کچھ مومن بندے ایسے ہیں کہ ان کے دین کی اصلاح نہیں ہوسکتی مگر تونگری، مالی وسعت اور صحتِ بدنی کے ساتھ۔ پس میں تونگری، وسعت اور صحت یابی عطا کر کے ان کی آزمائش کرتا ہوں کہ اس سے ان کے دین کا معاملہ درست ہوجاتا ہے اور میرے بعض مومن بندے ایسے ہوتے ہیں کہ ان کا دینی معاملہ درست نہیں سکتا مگر فقر و فاقہ اور بدنی بیماری کے ساتھ۔ اس لیے میں فقر و فاقہ اور بیماری و لاچاری کے ساتھ ان کی آزمائش کرتا ہوں کہ اس طرح ان کے دینی معاملہ کی اصلاح ہوجاتی ہے اور میں بہتر جانتا ہوں کہ میرے مومن بندوں کے دین کی اصلاح و فلاح کس بات میں ہے اور میرے کچھ مومن بندے ایسے بھی ہوتے ہیں جو میری عبادت میں بڑی جدوجہد کرتے ہیں، گہری نیند سے بیدار ہوتے ہیں، لذیذ بستر استراحت سے اُٹھتے ہیں اور راتوں میں جدوجہد کرتے ہیں اور میری

https://www.shiabookspdf.com

عبادت کے سلسلہ میں جان کو جوکھوں میں ڈالتے ہیں مگر میں اپنی نظر کرم سے بعض اوقات ایک رات اور کبھی دو رات ان پر نیند کو غالب کر دیتا ہوں اور وہ سوئے رہتے ہیں اور جب صبح بیدار ہوتے ہیں تو اپنے نفسوں پر ناراض ہوتے ہیں اور ان کی ملامت کرتے ہیں۔ جس قدر وہ عبادت بجالانا چاہتے تھے اگر میں اُن کو اُن کے حال پر چھوڑ دیتا تو عبادت کرتے کرتے ان کے اندر غرور پیدا ہو جاتا اور وہ اپنے اعمال پر نازاں ہو کر ہلاک ہو جاتے اور اپنے نفسوں پر اس قدر اِتراتے کہ خیال کرنے لگتے کہ وہ تمام عبادت گزاروں سے بڑھ گئے ہیں اور اپنی عبادت میں کوتاہی کی حد سے نکل گئے ہیں۔ اس طرح وہ مجھ سے دُور ہو جاتے اور اس حال میں یہ گمان کرتے کہ وہ میرا قرب حاصل کر رہے ہیں۔ پس عمل کرنے والوں کو چاہیے کہ وہ اپنے اعمال پر، جو میرے اجر وثواب کی خاطر بجالاتے ہیں، بھروسہ نہ کریں کیونکہ اگر وہ زندگی بھر اپنی جانوں کو جوکھوں میں ڈال کر میری عبادت کرتے ہیں تو پھر بھی جس چیز کے وہ مجھ سے طلبگار ہیں یعنی میری کرامت، نعمات جنت اور میرے جوارِ رحمت میں بلند درجات، تو وہ بے مقصد ہی رہیں گے اور میری عبادت کی گہرائی تک رسائی حاصل نہ کر سکیں گے۔ پس انہیں چاہیے کہ میری رحمت پر اعتماد کریں اور میرے فضل وکرم پر خوش رہیں اور مجھ پر حسن ظن کرنے سے مطمئن ہوں کیونکہ جب وہ ایسا کریں گے تو میری رحمت اُن کے شاملِ حال ہو جائے گی اور اس وقت اُن کو میری خوشنودی اور بخشش حاصل ہوگی اور میری عفو وبخشش ان کو اپنی آغوش میں لے لیں گی کیونکہ میں اللہ رحمٰن ورحیم ہوں اور میں نے اپنا یہی نام رکھا ہے۔ [1]

بیان:

(أبلوهم) أي أجربهم و أختبرهم زاري علیها بالزاي أولا و الراء أخیرا أي عاتب ساخط غیر راض و یأتي کلام في بیان أواخر الحدیث في باب حسن الظن بالله إن شاء الله

❂ ''ابلوهم ''ان کی جانچ کرو، یعنی ان کو آزمائیں اور ان کا امتحان لیں پہلے۔''زاریء'' اس میں زاء پہلے ہے اور راء آخر میں ہے یعنی عتاب کرنے والا، غصہ ہونے والا جو راضی نہ ہو اور ان شاءاللہ ''باب حسن الظنّ باللہ'' کی آخری حدیث کے بیان میں گفتگو آئے گی۔

---

[1] المومن: ۵۷؛ بحار الانوار: ۶۹/ ۳۲۷؛ کلیات حدیث قدسی: ۵۲۳؛ مشکاۃ الانوار: ۱۴۳؛ وسائل الشیعہ: ۱/ ۹۸

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مختلف فیہ ہے اور صحیح علی الظاہر ہے [1] یا پھر سند صحیح ہے [2] یا پھر سند معتبر ہے [3] اور میرے نزدیک حدیث کی سند حسن کالصحیح ہے۔ (واللہ اعلم)

5/1937 الکافی، ۱/۵/۶۱/۲ العدۃ عن سھل عن البزنطی عَنْ صَفْوَانَ اَلْجَمَّالِ عَنْ أَبِي اَلْحَسَنِ اَلْأَوَّلِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: يَنْبَغِي لِمَنْ عَقَلَ عَنِ اَللَّهِ أَنْ لاَ يَسْتَبْطِئَهُ فِي رِزْقِهِ وَ لاَ يَتَّهِمَهُ فِي قَضَائِهِ.

(ترجمہ) صفوان جمال سے روایت ہے کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا: اللہ کی طرف سے عقل رکھنے والے شخص کے لیے سزاوار ہے کہ وہ خدا کی طرف اپنے رزق میں سستی کی نسبت نہ دے اور اس کے فیصلے میں خدا کو متہم نہ کرے۔ [4]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے [5] لیکن میرے نزدیک حدیث کی سند موثق بلکہ موثق کالصحیح ہے کیونکہ سہل ثقہ ثابت ہے اور یہی مضمون تہذیب الاحکام کی ایک حدیث میں درج ہے جس کی سند موثق ہے [6] (واللہ اعلم)۔

6/1938 الکافی، ۱/۶/۶۱/۲ القمیان عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَلنُّعْمَانِ عَنْ عَمْرِو بْنِ نَهِيكٍ بَيَّاعِ اَلْهَرَوِيِّ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : قَالَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ عَبْدِيَ اَلْمُؤْمِنَ لاَ أَصْرِفُهُ فِي شَيْءٍ إِلاَّ جَعَلْتُهُ خَيْراً لَهُ فَلْيَرْضَ بِقَضَائِي وَ لْيَصْبِرْ عَلَى بَلاَئِي وَ لْيَشْكُرْ نَعْمَائِي أَكْتُبْهُ يَا مُحَمَّدُ مِنَ اَلصِّدِّيقِينَ عِنْدِي.

(ترجمہ) امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اللہ فرماتا ہے کہ میں اپنے مومن بندے کو کسی بھی چیز میں نہیں الٹا پلٹتا مگر یہ کہ اسے اس کے لیے بہتر بنا دیتا ہوں پس اسے چاہیے کہ میرے فیصلے پر راضی ہو، میری بلا پر صبر کرے اور میری

---

[1] مرآۃ العقول: ۸/ ۳

[2] مصباح المنہاج (الطہارۃ): ۲/ ۵۴۷

[3] شرح العروہ حائری: ۳/ ۴۹۹

[4] وسائل الشیعہ: ۳/ ۲۵۱؛ بحار الانوار: ۶۸/ ۱۵۴ و ۶۹/ ۳۳۴ و ۷۵/ ۳۱۹؛ التمحیص: ۶۲؛ تحف العقول: ۴۰۸؛ مشکاۃ الانوار: ۳۴ و ۳۰۲؛ تہذیب الاحکام: ۹/ ۲۷۶ح ۱۰۰۱

[5] مرآۃ العقول: ۸/ ۶

[6] ملاذ الاخیار: ۱۵/ ۲۳۹

نعمت کا شکرادا کرے تو اے محمدؐ! میں اس کا نام اپنے ہاں صدیقوں میں درج کروں گا۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے۔ [2]

7/1939 الکافی،۱/۷/۶۱/۲ محمد عن ابن عیسی عن السراد عَنْ مَالِكِ بْنِ عَطِيَّةَ عَنْ دَاوُدَ بْنِ فَرْقَدٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : أَنَّ فِيمَا أَوْحَى اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ إِلَى مُوسَى بْنِ عِمْرَانَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَا مُوسَى بْنَ عِمْرَانَ مَا خَلَقْتُ خَلْقاً أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ عَبْدِيَ اَلْمُؤْمِنِ فَإِنِّي إِنَّمَا أَبْتَلِيهِ لِمَا هُوَ خَيْرٌ لَهُ وَ أُعَافِيهِ لِمَا هُوَ خَيْرٌ لَهُ وَ أَزْوِي عَنْهُ مَا هُوَ شَرٌّ لَهُ لِمَا هُوَ خَيْرٌ لَهُ وَ أَنَا أَعْلَمُ بِمَا يَصْلُحُ عَلَيْهِ عَبْدِي فَلْيَصْبِرْ عَلَى بَلاَئِي وَ لْيَشْكُرْ نَعْمَائِي وَ لْيَرْضَ بِقَضَائِي أَكْتُبْهُ فِي اَلصِّدِّيقِينَ عِنْدِي إِذَا عَمِلَ بِرِضَائِي وَ أَطَاعَ أَمْرِي.

(ترجمہ) داود بن فرقد سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ اے موسیٰ بن عمران! میں نے کوئی مخلوق خلق نہیں کی جو مجھے میرے مومن بندے سے زیادہ محبوب ہو پس میں اس کو اس میں مبتلا کرتا ہوں جو اس کے لیے خیر ہوتا ہے اور اس سے بچاتا ہوں جو اس کے لیے خیر ہوتا ہے اور جو اس کے لیے شر ہے اسے اس سے دور رکھتا ہوں جو کہ اس کے لیے خیر ہوتا ہے اور میں بہتر جانتا ہوں کہ میرے بندے کے لیے کیا درست ہے پس اس کو میری بلا پر صبر کرنا چاہیے اور میری نعمت پر شکر کرنا چاہیے اور میرے فیصلے پر راضی رہنا چاہیے تو میں اس کو اپنے ہاں صدیقوں میں لکھوں گا بشرطیکہ وہ میری رضا سے عمل کرے اور میرے حکم کی اطاعت کرے۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے [4] نیز شیخ صدوق، شیخ طوسی اور شیخ مفید کی اسناد بھی صحیح ہیں۔ (واللہ اعلم)

8/1940 الکافی،۱/۸/۶۲/۲ القمیان عن صفوان عَنْ فُضَيْلِ بْنِ عُثْمَانَ عَنِ اِبْنِ أَبِي يَعْفُورٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ

---

[1] وسائل الشیعہ: ۳/۲۵۰؛ مستدرک الوسائل: ۲/۴۱۰؛ بحارالانوار: ۶۹/۳۳۰؛ کلیات حدیث قدسی: ۸۲۳؛ مسکن الفواد: ۸۸؛ المومن: ۲۷

[2] مرآۃ العقول: ۸/۶

[3] بحارالانوار: ۶۹/۳۳۱؛ وسائل الشیعہ: ۳/۲۵۲؛ مشکوٰۃ الانوار: ۲۹۹؛ مسکن الفواد: ۸۸؛ المومن: ۱۷؛ الجواہر السنیہ: ۸۰؛ مجموعہ ورام: ۲/۱۷۰؛ امالی مفید: ۹۳؛ اعلام الدین: ۳۳۳؛ مستدرک الوسائل: ۲/۴۰۹؛ امالی طوسی: ۸۲۳؛ التوحید صدوق: ۴۰۵

[4] مرآۃ العقول: ۸/۶؛ اصول الدین حسینی حائری: ۱۲۸؛ تزکیۃ النفس حسینی حائری: ۴۲۱

اَللّٰهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: عَجِبْتُ لِلْمَرْءِ اَلْمُسْلِمِ لاَ يَقْضِي اَللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ لَهُ قَضَاءً إِلاَّ كَانَ خَيْراً لَهُ وَإِنْ قُرِضَ بِالْمَقَارِيضِ كَانَ خَيْراً لَهُ وَإِنْ مَلَكَ مَشَارِقَ اَلْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا كَانَ خَيْراً لَهُ۔

ابن ابی یعفور سے روایت ہے کہ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: میں مسلمان مرد پر تعجب کرتا ہوں۔ اللہ اس کے لیے قضا کا فیصلہ نہیں کرتا مگر وہ جو اس کے لیے خیر ہے اور اگر اس کو قینچی سے کاٹ کر ٹکڑے کر دیا جائے تو وہ بھی اس کے لیے خیر ہوگا اور اگر وہ زمین کے مشارق اور مغارب کا مالک ہو جائے تو بھی اس کے لیے خیر ہوگا ہے۔[1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے[2]

9/1941 الکافی،۲/۶۲/۹/۱ محمد عن ابن عیسی عَنِ اِبْنِ سِنَانٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ عَبْدِ اَللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدٍ اَلْجُعْفِيِّ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: أَحَقُّ خَلْقِ اَللّٰهِ أَنْ يُسَلِّمَ لِمَا قَضَى اَللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ مَنْ عَرَفَ اَللّٰهَ عَزَّ وَ جَلَّ وَ مَنْ رَضِيَ بِالْقَضَاءِ أَتَى عَلَيْهِ اَلْقَضَاءُ وَ عَظَّمَ اَللّٰهُ أَجْرَهُ وَ مَنْ سَخِطَ اَلْقَضَاءَ مَضَى عَلَيْهِ اَلْقَضَاءُ وَ أَحْبَطَ اَللّٰهُ أَجْرَهُ۔

(ترجمہ) عبداللہ بن محمد جعفی سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: اللہ کی مخلوق میں سے جو شخص سب سے بڑھ کر اس کا حقدار ہے کہ وہ اللہ کی قضا کو تسلیم کرے جو خدا کی معرفت رکھتا ہے اور جو شخص اللہ کی قضا پر راضی ہوتا ہے اس پر قضا اس حال میں جاری ہوتی ہے کہ اس کے اجر کو عظیم کر دیتا ہے اور جو خدا کی قضا پر ناراض ہوتا ہے تو اس پر قضا اس حال میں جاری ہوتی ہے کہ خدا اس کے اجر کو حبط کر دیتا ہے۔[3]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے[4]

10/1942 الکافی،۲/۶۲/۱۰/۱ علی عن أبیہ عن الجوھری عَنِ اَلْمِنْقَرِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ هَاشِمِ بْنِ اَلْبَرِيدِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ لِي عَلِيُّ بْنُ اَلْحُسَيْنِ صَلَوَاتُ اَللّٰهِ عَلَيْهِمَا اَلزُّهْدُ عَشَرَةُ أَجْزَاءٍ أَعْلَى دَرَجَةِ اَلزُّهْدِ أَدْنَى دَرَجَةِ اَلْوَرَعِ وَ أَعْلَى دَرَجَةِ اَلْوَرَعِ أَدْنَى دَرَجَةِ اَلْيَقِينِ وَ أَعْلَى دَرَجَةِ اَلْيَقِينِ أَدْنَى دَرَجَةِ

---

[1] مجموعہ ورام:۲/ ۱۸۴؛ عدۃ الداعی:۷۳؛ وسائل الشیعہ:۳/ ۲۵۰؛ بحارالانوار:۶۹/ ۳۳۱؛ عوالم العلوم:۲۰/ ۷۸۲؛ ارشاد القلوب:۱/ ۱۵۳

[2] مرآۃ العقول:۸/ ۷

[3] المومن:۶۲؛ مجموعہ ورام:۲/ ۱۸۵؛ وسائل الشیعہ:۳/ ۲۵۳؛ بحارالانوار:۶۸/ ۱۵۳و۶۹/ ۳۳۲؛ مشکاۃ الانوار:۱۷

[4] مرآۃ العقول:۸/ ۸

اَلرِّضَا۔

(ترجمہ) علی بن ہاشم بن البرید نے اپنے باپ سے اور اس نے امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: زہد کے دس اجزاء ہیں۔ زہد کا اعلیٰ ترین درجہ ورع کا ادنیٰ ترین درجہ ہے، ورع کا اعلیٰ ترین درجہ یقین کا ادنیٰ ترین درجہ ہے اور یقین کا اعلیٰ ترین درجہ رضا کا ادنیٰ ترین درجہ ہے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث ہاشم بن برید اور اس کے باپ کی وجہ سے مجہول ہے اور قاسم بن محمد کامل الزیارات کا راوی ہے۔ (واللہ اعلم)

11/1943 الکافی، ۱/۱۱/۶۲/۲ العدۃ عن البرقی عن محمد بن علی عن ابن أسباط عَمَّنْ ذَكَرَهُ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: لَقِيَ اَلْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَبْدَ اَللَّهِ بْنَ جَعْفَرٍ فَقَالَ يَا عَبْدَ اَللَّهِ كَيْفَ يَكُونُ اَلْمُؤْمِنُ مُؤْمِناً وَ هُوَ يَسْخَطُ قِسْمَهُ وَ يُحَقِّرُ مَنْزِلَتَهُ وَ اَلْحَاكِمُ عَلَيْهِ اَللَّهُ وَ أَنَا اَلضَّامِنُ لِمَنْ لَمْ يَهْجِسْ فِي قَلْبِهِ إِلاَّ اَلرِّضَا أَنْ يَدْعُوَ اَللَّهَ فَيُسْتَجَابَ لَهُ۔

(ترجمہ) امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ایک بار امام حسن علیہ السلام نے حضرت عبداللہ بن جعفر طیار علیہ السلام سے ملاقات کی اور ان سے فرمایا: اے عبداللہ! وہ شخص کس طرح مومن ہو سکتا ہے جو اپنی قسمت پر ناراض ہوتا ہے، اپنی منزلت کو حقیر جانتا ہے حالانکہ اس پر حکم لگانے والا اللہ ہے اور جس شخص کے دل میں اللہ کے کسی فیصلہ پر سوائے رضا کے اور کوئی خیال (فاسد) پیدا نہیں ہوگا تو وہ اللہ سے جو بھی دعا کرے گا وہ اس کے لیے مستجاب ہوگی۔ [3]

بیان:

القسم بالکسر الحظ و النصیب و البارز فیه و فی منزلته للمؤمن لم یهجس أی لم یخطر

"القسم" کسرہ کے ساتھ یعنی حصہ اور نصیب، اس میں ایک ضمیر بارز ہے "لم یهجس" مومن کے لیے اس کی حیثیت ذہن میں نہیں آئی یعنی واقع نہیں ہوئی۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے [4] لیکن میرے نزدیک حدیث مرسل ہے اور محمد بن علی یعنی ابوسمینہ کامل الزیارات

---

[1] وسائل الشیعہ: ۳/ ۲۵۳؛ بحارالانوار: ۶۹/ ۳۳۴؛ مسکن الفؤاد: ۸۶

[2] مرآۃ العقول: ۸/ ۱۳

[3] مشکاۃ الانوار: ۳۴؛ بحارالانوار: ۴۳/ ۳۵۱ و ۶۸/ ۱۵۹ و ۶۹/ ۳۳۵؛ وسائل الشیعہ: ۳/ ۲۵۱

[4] مرآۃ العقول: ۸/ ۱۳

کا راوی ہے۔(واللہ اعلم)۔

12/1944 الکافی،۱/۱۲/۶۲/۲ عنه عَنْ أَبِيهِ عَنِ اِبْنِ سِنَانٍ عَمَّنْ ذَكَرَهُ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: قُلْتُ لَهُ بِأَيِّ شَيْءٍ يُعْلَمُ اَلْمُؤْمِنُ بِأَنَّهُ مُؤْمِنٌ قَالَ بِالتَّسْلِيمِ لِلَّهِ وَ اَلرِّضَا فِيمَا وَرَدَ عَلَيْهِ مِنْ سُرُورٍ أَوْ سَخَطٍ .

(ترجمہ) ابن سنان نے ایک راوی کا ذکر کرتے ہوئے روایت کی ہے،اس کا بیان ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: مومن کو کس طرح معلوم ہو کہ واقعی وہ مومن ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اللہ کے لیے تسلیم کرنے سے اور اس پر وارد ہونے والی خوشی یا ناراضی میں راضی رہنے سے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف علی المشہور ہے [2] لیکن میرے نزدیک سند مرسل ہے کیونکہ ابن سنان ثقہ ثابت ہے۔ (واللہ اعلم)۔

13/1945 الکافی،۱/۱۳/۶۳/۲ عنه عن أبیه عن ابن سنان عن الحسین بن المختار عن اِبْنِ أَبِي يَعْفُورٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: لَمْ يَكُنْ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ يَقُولُ لِشَيْءٍ قَدْ مَضَى لَوْ كَانَ غَيْرَهُ .

(ترجمہ) ابن ابی یعفور سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی کسی معاملہ کے متعلق جو گزر جاتا تھا، یہ نہیں کہتے تھے کہ کاش یہ اس کے علاوہ (ایسا) ہوتا۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف علی المشہور ہے [4] لیکن میرے نزدیک حدیث کی سند حسن ہے کیونکہ ابن سنان ثقہ ہے اور حسین بن مختار امامی ہے۔(واللہ اعلم)

---

[1] بحار الانوار:۶۹/۳۳۶؛ وسائل الشیعہ:۳/۲۵۲؛ مسکن الفواد:۸۸

[2] مرآۃ العقول:۸/۱۵

[3] مشکاۃ الانوار:۱۷؛ مجموعہ ورام:۲/۱۸۵؛ بحار الانوار:۶۸/۱۵۷؛ وسائل الشیعہ:۳/۲۵۲ ح ۳۵۵۱؛ مسند الامام الصادق:۲۱/۳۳۲؛ عین الحیاۃ:۲/۳۱۹

[4] مرآۃ العقول:۸/۱۵

https://www.shiabookspdf.com

۳۳۔باب التفویض الی اللہ و التوکل علیہ

باب: معاملات کو اللہ کے سپرد کردینا اور اس پر بھروسہ کرنا

1/1946 الکافی ،۲/۶۳/۱/۱ محمد عن أحمد عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ مُفَضَّلٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: أَوْحَى اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ إِلَى دَاوُدَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ مَا اِعْتَصَمَ بِي عَبْدٌ مِنْ عِبَادِي دُونَ أَحَدٍ مِنْ خَلْقِي عَرَفْتُ ذَلِكَ مِنْ نِيَّتِهِ ثُمَّ تَكِيدُهُ اَلسَّمَاوَاتُ وَ اَلْأَرْضُ وَ مَنْ فِيهِنَّ إِلاَّ جَعَلْتُ لَهُ اَلْمَخْرَجَ مِنْ بَيْنِهِنَّ وَ مَا اِعْتَصَمَ عَبْدٌ مِنْ عِبَادِي بِأَحَدٍ مِنْ خَلْقِي عَرَفْتُ ذَلِكَ مِنْ نِيَّتِهِ إِلاَّ قَطَعْتُ أَسْبَابَ اَلسَّمَاوَاتِ وَ اَلْأَرْضِ مِنْ يَدَيْهِ وَ أَسَخْتُ اَلْأَرْضَ مِنْ تَحْتِهِ وَ لَمْ أُبَالِ بِأَيِّ وَادٍ هَلَكَ۔

(ترجمہ) مفضل سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اللہ نے حضرت داود علیہ السلام کو وحی فرمائی: اے داود! جو شخص میری مخلوق کو چھوڑ کر میری پناہ لے اور میں اس کی نیت سے یہ بات معلوم کرلوں تو پھر اگر تمام آسمان و زمین اور ان میں بسنے والی تمام مخلوق اس کے خلاف مکروفریب کرے تو میں اس کے لیے ان سے نکلنے کا راستہ بنا دیتا ہوں اور جو شخص (مجھے چھوڑ کر) میرے کسی بندے کی پناہ لے اور میں یہ بات اس کی نیت سے معلوم کرلوں تو میں اس کے سامنے سے آسمانوں کے اسباب اس کے ہاتھوں سے قطع کردیتا ہوں اور اس کے نیچے زمین کو ناراض کردیتا ہوں اور کوئی پروانہیں کرتا کہ وہ کس وادی (میدان) میں ہلاک ہوا ہے۔[1]

بیان:

أسخت الأرض من تحته أى خسفتها به من الإساخة و قد مضى أن التفويض إلى الله و التوكل عليه من أركان الإيمان

۞ ''اسخت الارض من تحتہ'' زمین اس کے نیچے سے دب گئی یعنی اس نے اسے دھنسا دیا اور یہ پہلے بھی کہا جاچکا ہے کہ اپنے آپ کو خدا کے سپرد کرنا اور اس پر بھروسہ کرنا ایمان کے ارکان میں سے ایک رکن ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند علی المشہور ہے[2] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ محمد بن سنان ثقہ ثابت ہے اور

---

[1] فقہ الرضا: ۳۵۸؛ وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۲۱۱؛ کلیات حدیث قدسی: ۱۶۵؛ بحار الانوار: ۱۴/۳۱ و ۶۸/ ۱۲۵؛ مستدرک الوسائل: ۱۱/ ۲۱۴؛ مشکاۃ الانوار: ۱۶

[2] مرآۃ العقول: ۸/ ۱۶

مفضل ثقہ جلیل ثابت ہے اوران دونوں کوضعیف قرار دینا بلاوجہ اور سہو ہے۔ (واللہ اعلم)۔

2/1947 الكافى، ١/٢/٦٣/٢ القميان عن السراد الكافى، ١/٢/٦٣/٢ على عن أبيه عن السراد عن أبي حفص الأعشى عن عمر بن خالد عن الثمالى عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَلْحُسَيْنِ صَلَوَاتُ اَللَّهِ عَلَيْهِ قَالَ: خَرَجْتُ حَتَّى اِنْتَهَيْتُ إِلَى هَذَا اَلْحَائِطِ فَاتَّكَأْتُ عَلَيْهِ فَإِذَا رَجُلٌ عَلَيْهِ ثَوْبَانِ أَبْيَضَانِ يَنْظُرُ فِي تُجَاهِ وَجْهِي ثُمَّ قَالَ يَا عَلِيَّ بْنَ اَلْحُسَيْنِ مَا لِي أَرَاكَ كَئِيباً حَزِيناً أَعَلَى اَلدُّنْيَا فَرِزْقُ اَللَّهِ حَاضِرٌ لِلْبَرِّ وَاَلْفَاجِرِ قُلْتُ مَا عَلَى هَذَا أَحْزَنُ وَإِنَّهُ لَكَمَا تَقُولُ قَالَ فَعَلَى اَلْآخِرَةِ فَوَعْدٌ صَادِقٌ يَحْكُمُ فِيهِ مَلِكٌ قَاهِرٌ أَوْ قَالَ قَادِرٌ قُلْتُ مَا عَلَى هَذَا أَحْزَنُ وَإِنَّهُ لَكَمَا تَقُولُ فَقَالَ مِمَّ حُزْنُكَ قُلْتُ مِمَّا نَتَخَوَّفُ مِنْ فِتْنَةِ اِبْنِ اَلزُّبَيْرِ وَمَا فِيهِ اَلنَّاسُ قَالَ فَضَحِكَ ثُمَّ قَالَ يَا عَلِيَّ بْنَ اَلْحُسَيْنِ هَلْ رَأَيْتَ أَحَداً دَعَا اَللَّهَ فَلَمْ يُجِبْهُ قُلْتُ لاَ قَالَ فَهَلْ رَأَيْتَ أَحَداً تَوَكَّلَ عَلَى اَللَّهِ فَلَمْ يَكْفِهِ قُلْتُ لاَ قَالَ فَهَلْ رَأَيْتَ أَحَداً سَأَلَ اَللَّهَ فَلَمْ يُعْطِهِ قُلْتُ لاَ ثُمَّ غَابَ عَنِّي۔

(ترجمہ) ثمالی سے روایت ہے کہ امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا: ایک دن میں گھر سے باہر آیا اور اس دیوار تک پہنچا اوراس کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔ اچانک میں نے ایک بندے کو دیکھا جس کے بدن پر دو سفید کپڑوں کا لباس تھا۔ اس نے کپڑے کے اندر سے میرے چہرے کی طرف دیکھا اور عرض کی: اے علی بن حسین علیہ السلام! کیا وجہ ہے کہ میں آپ کو اداس وغمزدہ دیکھ رہا ہوں۔ کیا دنیا پر ہو؟ تو اللہ کا رزق ہر نیک وبد کے لیے حاضر ہے۔

میں نے کہا: میں اس پر غمزدہ نہیں ہوں جیسا کہ تم کہہ رہے ہو۔

اس نے کہا: کیا تم آخرت کے بارے میں غمزدہ ہو؟

پس یہ وعدہ سچا ہے کہ اس میں اس میں جج طاقتور حکمران ہوگا یا قادر ہوگا۔

میں نے کہا: میں اس پر بھی غمزدہ نہیں ہوں جیسا کہ تو گمان کر رہا ہے۔

اس نے کہا: پھر آپ کس وجہ سے غمزدہ ہیں؟

میں نے کہا: میں ابن زبیر کے فتنہ اور جو کچھ اس میں لوگوں کے ساتھ ہوگا، اس کی وجہ سے خوف زدہ ہوں۔

وہ بندہ مسکرایا اور کہا: اے علی بن حسین علیہ السلام! کیا آپ نے کسی کو دیکھا ہے کہ وہ خدا کو پکارے اور خدا اس کا جواب نہ دے؟

میں نے کہا: نہیں۔

https://www.shiabookspdf.com

اس نے کہا: کیا آپؑ نے کسی کو دیکھا کہ وہ خدا پر توکل کرے اور وہ اس کی کفالت نہ کرے؟

میں نے کہا: نہیں۔

اس نے کہا: کیا آپؑ نے کسی کو دیکھا ہے کہ وہ خدا سے سوال کرے اور وہ اس کو عطاء نہ کرے؟

میں نے کہا: نہیں۔

اس کے بعد وہ مجھ سے غائب ہو گیا۔ [1]

بیان:

لعل الرجل كان هو الخضر على نبينا و آله وعليه السلام

❂ شاید یہاں شخص سے مراد جناب خضر علی نبیناؐ و آلہ وعلیہ السّلام ہیں۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی دونوں سندیں مجہول ہیں۔ [2]

3/1948 الکافی، ۱/۳/۶۴/۲ العدة عن سهل عن علی الکافی، ۱/۳/۶۵/۲ العدة عن البرقی عن محمد بن علی عن علی عن عمه عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ اَلْغِنَى وَ اَلْعِزَّ يَجُولاَنِ فَإِذَا ظَفِرَا بِمَوْضِعِ اَلتَّوَكُّلِ أَوْطَنَا ۔

(ترجمہ) امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: دولت اور شان و شوکت گھومتے پھرتے ہیں پس جب انہیں کوئی جگہ مل جائے جہاں توکل ہو تو وہاں ٹھکانہ کر لیتے ہیں۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث کی دونوں سندیں ضعیف ہیں [4] لیکن میرے نزدیک دونوں سندیں موثق ہیں کیونکہ پہلی سند میں سہل توثقہ ثابت ہے اور علی بن حسان اور عبدالرحمٰن بن کثیر دونوں کامل الزیارات کے راوی ہیں اور موخر الذکر تفسیر قمی کا بھی راوی ہے اور دوسری سند میں سہل کی بجائے محمد بن علی یعنی ابو سمینہ ہے تو وہ بھی کامل الزیارات کا راوی

---

[1] بحارالانوار:۶۸/ ۱۲۲؛ مشکاۃ الانوار: ۱۱۷؛ مسند الامام السجادؑ: ۱/ ۳۰۹؛ کشف الغمہ: ۳/ ۱۱؛ مستدرک سفینۃ البحار: ۱۰/ ۳۲۵

[2] مراۃ العقول: ۸/ ۱۷

[3] وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۲۱۲؛ مجموعہ ورام: ۲/ ۱۸۵؛ تحف العقول: ۳۷۳؛ بحارالانوار: ۶۸/ ۱۳۳ و ۷۵/ ۲۵۷؛ عوالم العلوم: ۲۰/ ۲۷۹؛ مستدرک الوسائل: ۱۱/ ۲۱۶؛ ھدایۃ الامہ: ۵/ ۵۴۰

[4] مراۃ العقول: ۸/ ۲۰

ہے۔(واللہ اعلم)۔

4/1949 الکافی،۲/۶۵/۴/۱ محمد عن ابن عیسی عن السراد عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: أَيُّمَا عَبْدٍ أَقْبَلَ قِبَلَ مَا يُحِبُّ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ أَقْبَلَ اَللَّهُ قِبَلَ مَا يُحِبُّ وَ مَنِ اِعْتَصَمَ بِاللَّهِ عَصَمَهُ اَللَّهُ وَ مَنْ أَقْبَلَ اَللَّهُ قِبَلَهُ وَ عَصَمَهُ لَمْ يُبَالِ لَوْ سَقَطَتِ اَلسَّمَاءُ عَلَى اَلْأَرْضِ أَوْ كَانَتْ نَازِلَةٌ نَزَلَتْ عَلَى أَهْلِ اَلْأَرْضِ فَشَمِلَتْهُمْ بَلِيَّةٌ كَانَ فِي حِزْبِ اَللَّهِ بِالتَّقْوَى مِنْ كُلِّ بَلِيَّةٍ أَلَيْسَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ يَقُولُ: (إِنَّ اَلْمُتَّقِينَ فِي مَقٰامٍ أَمِينٍ) .

(ترجمہ) عبداللہ بن سنان سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق نے فرمایا: جو بندہ بھی اس چیز کو قبول کرنے کے لیے آگے آتا ہے جس کو اللہ پسند کرتا ہے تو اللہ اس کے لیے آگے آتا ہے جسے وہ (بندہ) پسند کرتا ہے اور جو اللہ سے پناہ مانگتا ہے اللہ اس کی حفاظت کرتا ہے اور جسے کے لیے اللہ آگے آتا ہے اور اس کی حفاظت کرتا ہے تو پھر کیا پروا کہ آسمان زمین پر گر پڑے یا اہل زمین پر کوئی نازل ہو جائے پس بلا ان کو اپنی لپیٹ میں لے لے تو بھی وہ ہر بلا سے تقویٰ کے ساتھ اللہ کے گروہ میں رہے گا۔ کیا اللہ نہیں فرماتا: ''متقی لوگ جائے امن میں ہیں۔ (الدخان: ۵۱)۔''①

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے②

5/1950 الکافی،۲/۶۵/۵/۱ العدة عن البرقی عن غیر واحد عن اِبْنِ أَسْبَاطٍ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ عُمَرَ اَلْحَلاَّلِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ أَبِي اَلْحَسَنِ اَلْأَوَّلِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنْ قَوْلِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (وَ مَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اَللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهُ) فَقَالَ اَلتَّوَكُّلُ عَلَى اَللَّهِ دَرَجَاتٌ مِنْهَا أَنْ تَتَوَكَّلَ عَلَى اَللَّهِ فِي أُمُورِكَ كُلِّهَا فَمَا فَعَلَ بِكَ كُنْتَ عَنْهُ رَاضِياً تَعْلَمُ أَنَّهُ لاَ يَأْلُوكَ خَيْراً وَ فَضْلاً وَ تَعْلَمُ أَنَّ اَلْحُكْمَ فِي ذَلِكَ لَهُ فَتَوَكَّلْ عَلَى اَللَّهِ بِتَفْوِيضِ ذَلِكَ إِلَيْهِ وَ ثِقْ بِهِ فِيهَا وَ فِي غَيْرِهَا .

(ترجمہ) علی بن سوید سے روایت ہے کہ میں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے خدا کے قول: ''اور جو شخص اللہ پر توکل کرتا ہے تو وہ اس کے لیے کافی ہو جاتا ہے۔ (الطلاق: ۳)۔'' کے بارے میں پوچھا تو آپؑ نے فرمایا: خدا پر توکل

---

① تفسیر البرہان:۵/۲۰؛ وسائل الشیعہ:۱۵/۲۱۱؛ بحار الانوار:۶۸/۱۲۷؛ تفسیر نور الثقلین:۱/۶۷۳ و۴/۶۳۰؛ تفسیر کنز الدقائق:۳/۱۸۶ و۱۲/۱۳۸؛ عوالم العلوم:۲۰/۷۴۹

② مرآۃ العقول:۸/۲۱؛ تزکیۃ النفس حسینی حائری:۲۸۴

https://www.shiabookspdf.com

کرنے کے کئی درجے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ تم اپنے تمام امور میں اس پر توکل کرو پس وہ تمہارے ساتھ جو بھی سلوک کرتا ہے تم اس پر راضی ہو جاؤ کیونکہ تم جانتے ہو کہ وہ جو کچھ بھی کرتا ہے وہی بہتر ہوتا ہے اور تم یہ بھی جانتے ہو کہ اس سلسلہ میں صرف اسی کا حکم چلتا ہے۔ پس خدا پر توکل کر اور معاملہ اس کے سپرد کر دے اور اس امر میں اور دوسرے تمام امور میں اسی پر بھروسہ کر۔ [1]

بیان:

الالو التقصیر و لعل سائر درجات التوکل أن یتوکل علی اللہ فی بعض أمورہ دون بعض و تعددھا بحسب کثرۃ الأمور المتوکل فیھا و قلتھا

"الالو" یعنی تقصیر، اور شاید توکل کے باقی درجات یہ ہیں کہ وہ اپنے بعض امور میں بعض کو چھوڑ کر خدا پر بھروسہ کرتا ہے اور ان کی تعداد ان چیزوں کی کثرت کے حساب سے ہوتی ہے جن پر وہ بھروسا کرتا ہے اور وہ کتنے کم ہیں۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مرسل کالموثق ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث مرسل کالحسن ہے کیونکہ ابن اسباط نے فطحی مذہب سے رجوع کر لیا تھا۔ (واللہ اعلم)

6/1951 الکافی، ۲/۶۵/۶/۱ العدۃ عن سھل و علی عن أبیہ جمیعاً عن یحیی بن المبارک عن ابن جبلۃ عن ابن وھب عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: مَنْ أُعْطِيَ ثَلاَثاً لَمْ يُمْنَعْ ثَلاَثاً مَنْ أُعْطِيَ اَلدُّعَاءَ أُعْطِيَ اَلْإِجَابَةَ وَ مَنْ أُعْطِيَ اَلشُّكْرَ أُعْطِيَ اَلزِّيَادَةَ وَ مَنْ أُعْطِيَ اَلتَّوَكُّلَ أُعْطِيَ اَلْكِفَايَةَ ثُمَّ قَالَ أَ تَلَوْتَ كِتَابَ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (وَ مَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اَللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهُ) وَ قَالَ (لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ) وَ قَالَ (اُدْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ).

ترجمہ: ابن وھب سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جس شخص کو تین چیزیں عطا کی جائیں وہ تین چیزوں سے محروم نہیں رہتا: جسے دعا عطا کی جائے اسے اجابت بھی عطا کی جاتی ہے، جسے شکر عطا کیا جائے اسے زیادہ بھی عطا کیا جاتا ہے اور جسے اللہ پر توکل عطا کیا جائے اسے کفایت بھی عطا کی جاتی ہے۔

پھر آپؑ نے فرمایا: کیا تم نے کتاب اللہ کی تلاوت کی ہے؟ اللہ فرماتا ہے: "اور جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے تو وہ اس

[1] تفسیر کنز الدقائق: ۱۳/ ۳۰۹؛ بحار الانوار: ۶۸/ ۱۲۹؛ وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۲۱۳؛ تفسیر البرہان: ۵/ ۳۰۹؛ تفسیر نور الثقلین: ۵/ ۳۵۹

[2] مراۃ العقول: ۸/ ۲۳

کے لیے کافی ہے۔(الطلاق:۳)۔"

نیزفرماتا ہے:"اگرتم شکر کرو گے تو تمہیں زیادہ دیا جائے گا۔(ابراہیم:۷)۔"

نیزفرماتا ہے:"تم مجھے پکارو میں تم سے قبول کروں گا۔(الغافر:۶۰)۔"[1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے[2] لیکن میرے نزدیک سند موثق ہے کیونکہ یحییٰ بن مبارک تفسیر قمی کا راوی اور ثقہ ہے[3] اور عبداللہ بن جبلہ بھی ثقہ ہے[4] البتہ واقفی ہے۔(واللہ اعلم)

7/1952 الکافی،۱/۷/۶۶/۲ الاثنان عَنْ أَبِي عَلِيٍّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَلْحَسَنِ عَنِ اَلْحُسَيْنِ بْنِ رَاشِدٍ عَنِ اَلْحُسَيْنِ بْنِ عُلْوَانَ قَالَ: كُنَّا فِي مَجْلِسٍ نَطْلُبُ فِيهِ اَلْعِلْمَ وَ قَدْ نَفِدَتْ نَفَقَتِي فِي بَعْضِ اَلْأَسْفَارِ فَقَالَ لِي بَعْضُ أَصْحَابِنَا مَنْ تُؤَمِّلُ لِمَا قَدْ نَزَلَ بِكَ فَقُلْتُ فُلاَناً فَقَالَ إِذاً وَ اَللَّهِ لاَ تُسْعَفُ حَاجَتُكَ وَ لاَ يَبْلُغُكَ أَمَلُكَ وَ لاَ تُنْجَحُ طَلِبَتُكَ قُلْتُ وَ مَا عَلَّمَكَ رَحِمَكَ اَللَّهُ قَالَ إِنَّ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ حَدَّثَنِي أَنَّهُ قَرَأَ فِي بَعْضِ اَلْكُتُبِ أَنَّ اَللَّهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى يَقُولُ وَ عِزَّتِي وَ جَلاَلِي وَ مَجْدِي وَ اِرْتِفَاعِي عَلَى عَرْشِي لَأَقْطَعَنَّ أَمَلَ كُلِّ مُؤَمِّلٍ [مِنَ اَلنَّاسِ] غَيْرِي بِالْيَأْسِ وَ لَأَكْسُوَنَّهُ ثَوْبَ اَلْمَذَلَّةِ عِنْدَ اَلنَّاسِ وَ لَأُنَحِّيَنَّهُ مِنْ قُرْبِي وَ لَأُبَعِّدَنَّهُ مِنْ فَضْلِي أَ يُؤَمِّلُ غَيْرِي فِي اَلشَّدَائِدِ وَ اَلشَّدَائِدُ بِيَدِي وَ يَرْجُو غَيْرِي وَ يَقْرَعُ بِالْفِكْرِ بَابَ غَيْرِي وَ بِيَدِي مَفَاتِيحُ اَلْأَبْوَابِ وَ هِيَ مُغْلَقَةٌ وَ بَابِي مَفْتُوحٌ لِمَنْ دَعَانِي فَمَنْ ذَا اَلَّذِي أَمَّلَنِي لِنَوَائِبِهِ فَقَطَعْتُهُ دُونَهَا وَ مَنْ ذَا اَلَّذِي رَجَانِي لِعَظِيمَةٍ فَقَطَعْتُ رَجَاءَهُ مِنِّي جَعَلْتُ آمَالَ عِبَادِي عِنْدِي مَحْفُوظَةً فَلَمْ يَرْضَوْا بِحِفْظِي وَ مَلَأْتُ سَمَاوَاتِي مِمَّنْ لاَ يَمَلُّ مِنْ تَسْبِيحِي وَ أَمَرْتُهُمْ أَنْ لاَ يُغْلِقُوا اَلْأَبْوَابَ بَيْنِي وَ بَيْنَ عِبَادِي فَلَمْ يَثِقُوا بِقَوْلِي أَ لَمْ يَعْلَمْ [أَنَّ] مَنْ طَرَقَتْهُ نَائِبَةٌ مِنْ نَوَائِبِي أَنَّهُ لاَ يَمْلِكُ كَشْفَهَا أَحَدٌ غَيْرِي إِلاَّ مِنْ بَعْدِ إِذْنِي فَمَا لِي أَرَاهُ لاَهِياً عَنِّي أَعْطَيْتُهُ بِجُودِي مَا لَمْ يَسْأَلْنِي ثُمَّ اِنْتَزَعْتُهُ

---

[1] وسائل الشیعہ:۱۵/۲۱۳؛ تفسیر البرہان:۵/۴۱۰؛ بحارالانوار:۶۸/۱۲۹؛ سفینۃ البحار:۱/۵۱۱؛ المحاسن:۱/۳؛ الخصال:۱/۱۰۱؛ روضۃ الواعظین:۲/۳۲۵؛ تفسیر کنز الدقائق:۱۱/۴۰۹

[2] مرآۃ العقول:۸/۲۲

[3] المفید من معجم رجال الحدیث:۶۶۶

[4] ایضاً:۳۲۸

https://www.shiabookspdf.com

عَنْهُ فَلَمْ يَسْأَلْنِي رَدَّهُ وَسَأَلَ غَيْرِي أَفَيَرَانِي أَبْدَأُ بِالْعَطَاءِ قَبْلَ الْمَسْأَلَةِ ثُمَّ أُسْأَلُ فَلاَ أُجِيبُ سَائِلِي أَبَخِيلٌ أَنَا فَيُبَخِّلُنِي عَبْدِي أَوَلَيْسَ الْجُودُ وَالْكَرَمُ لِي أَوَلَيْسَ الْعَفْوُ وَالرَّحْمَةُ بِيَدِي أَوَلَيْسَ أَنَا مَحَلَّ الْآمَالِ فَمَنْ يَقْطَعُهَا دُونِي أَفَلاَ يَخْشَى الْمُؤَمِّلُونَ أَنْ يُؤَمِّلُوا غَيْرِي فَلَوْ أَنَّ أَهْلَ سَمَاوَاتِي وَأَهْلَ أَرْضِي أَمَّلُوا جَمِيعاً ثُمَّ أَعْطَيْتُ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ مِثْلَ مَا أَمَّلَ الْجَمِيعُ مَا انْتَقَصَ مِنْ مُلْكِي مِثْلَ عُضْوِ ذَرَّةٍ وَ كَيْفَ يَنْقُصُ مُلْكٌ أَنَا قَيِّمُهُ فَيَا بُؤْساً لِلْقَانِطِينَ مِنْ رَحْمَتِي وَيَا بُؤْساً لِمَنْ عَصَانِي وَلَمْ يُرَاقِبْنِي۔

(ترجمہ) حسین بن علوان سے روایت ہے کہ ہم بزم میں علم طلب کر رہے تھے کہ بعض سفروں میں میرا نان و نفقہ ختم ہو گیا۔ میرے کسی ساتھی نے مجھ سے پوچھا: اب اس مصیبت میں کس پر بھروسہ ہے۔

میں نے کہا: فلاں شخص پر۔

اس نے کہا: تمہاری حاجت براری کبھی نہیں ہوگی اور تم کبھی گوہر مقصود حاصل نہیں کر سکو گے۔ میں نے کہا: خدا تم پر رحم کرے! تمہیں یہ بات کس طرح معلوم ہوئی ہے؟

اس نے کہا: امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے بعض آسمانی کتابوں میں پڑھا ہے کہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے: مجھے اپنے عزت وجلال کی قسم! میں ہر اس شخص کی آس و امید کو قطع کروں گا جو میرے سوا کسی اور سے امید وابستہ کرے گا، لوگوں میں اسے ذلت و رسوائی کا لباس پہناؤں گا اور میں اسے اپنے قرب سے باز رکھوں گا، وہ مصائب و شدائد میں میرے غیر سے امید وابستہ کرتا ہے حالانکہ شدائد میرے قبضہ قدرت میں ہیں، وہ غیر کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے حالانکہ تمام دروازوں کی کنجیاں میرے دستِ قدرت میں ہیں اور تمام لوگوں کے دروازے بند ہیں۔ ہاں البتہ میرا دروازہ ہر وقت میرے پکارنے والوں کے لیے کھلا ہوا ہے۔ ایسا کون سا شخص ہے جس نے مصائب میں مجھ پر بھروسہ کیا اور میں نے اس کی اُمید کو قطع کیا ہو اور میں نے اپنے بندوں کی آرزوئیں اپنے پاس محفوظ کی ہوئی ہیں۔ کیا وہ میرے حفظ و امان پر راضی نہیں ہیں حالانکہ میں نے اپنے آسمانوں کو ایسی مخلوق سے پُر کر رکھا ہے جو کبھی میری تسبیح و تقدیس سے ملول نہیں ہوتے اور میں نے ان کو حکم دے رکھا ہے کہ وہ میرے اور میرے بندوں کے درمیان دروازے کبھی بند نہ کریں۔ کیا میرے بندوں کو میری بات پر اعتبار نہیں ہے؟ وہ شخص جس پر کوئی مصیبت نازل ہوتی ہے، وہ یہ نہیں جانتا کہ میرے اذن کے بغیر کوئی اسے دور کرنے پر قادر نہیں ہے۔ کیا بات ہے کہ میں اسے اپنے سے منہ پھیرے ہوئے دیکھ رہا ہوں حالانکہ میں نے اسے مانگے بغیر اپنے جود و کرم سے عطا کیا اور پھر دے کر واپس لے لیا تو وہ مجھ سے دوبارہ واپسی کی درخواست

https://www.shiabookspdf.com

کرنے کے بجائے میرے غیر سے سوال کرتا ہے۔ تیرا خیال ہے کہ جب میں بغیر سوال کے عطا کرتا ہوں تو کیا سوال کے بعد عطا نہیں کروں گا؟ کیا میں بخیل ہوں کہ میرا بندہ مجھے بخیل سمجھتا ہے؟ کیا عفو و رحم کرنا میرے قبضہ میں نہیں ہے؟ کیا میں اُمیدوں کا مرکز نہیں ہوں؟ میرے سوا کون اس کو قطع کر سکتا ہے؟ کیا میرے غیر سے اُمید رکھنے والے ڈرتے نہیں ہیں کہ میرے غیر سے اپنی اُمیدیں وابستہ کرتے ہیں۔ اگر تمام اہل آسمان و زمین مجھ سے اُمیدیں رکھیں اور میں اُن میں سے ہر ایک شخص کو تمام مخلوق کی امیدوں کے برابر دے دوں تب بھی میری سلطنت میں ذرہ برابر کمی واقع نہ ہوگی۔ بھلا وہ مملکت کس طرح کم ہو سکتی ہے جس کا نگران اور منتظم میں ہوں؟ ان لوگوں کے لیے برائی ہو جو میری رحمت سے مایوس ہوتے ہیں اور ان لوگوں کے لیے بھی برائی ہو جو میری نافرمانی کرتے ہیں اور میرا لحاظ نہیں کرتے۔[1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف علی المشہور ہے[2] لیکن میرے نزدیک سند ابی علی اور محمد بن حسن کی وجہ سے مجہول ہے جبکہ معلی ثقہ جلیل ثابت ہے اور حسین بن علوان تفسیر قمی کا راوی اور ثقہ ہے البتہ عامی المذہب ہے۔[3] (واللہ اعلم)

8/1953 الكافي، ۱/۸/۶۷/۲ محمد عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَلْحَسَنِ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا عَنْ عَبَّادِ بْنِ يَعْقُوبَ اَلرَّوَاجِنِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ اَلرَّحْمَنِ قَالَ: كُنْتُ مَعَ مُوسَى بْنِ عَبْدِ اَللَّهِ بِيَنْبُعَ وَ قَدْ نَفِدَتْ نَفَقَتِي فِي بَعْضِ اَلْأَسْفَارِ فَقَالَ لِي بَعْضُ وُلْدِ اَلْحُسَيْنِ مَنْ تُؤَمِّلُ لِمَا قَدْ نَزَلَ بِكَ فَقُلْتُ مُوسَى بْنَ عَبْدِ اَللَّهِ فَقَالَ إِذاً لاَ تُقْضَى حَاجَتُكَ ثُمَّ لاَ تُنْجِحُ طَلِبَتُكَ قُلْتُ وَلِمَ ذَاكَ قَالَ لِأَنِّي قَدْ وَجَدْتُ فِي بَعْضِ كُتُبِ آبَائِي أَنَّ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ يَقُولُ ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَهُ فَقُلْتُ يَا اِبْنَ رَسُولِ اَللَّهِ أَمْلِ عَلَيَّ فَأَمْلاَهُ عَلَيَّ فَقُلْتُ لاَ وَ اَللَّهِ مَا أَسْأَلُهُ حَاجَةً بَعْدَهَا.

(ترجمہ) سعید بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ میں مقام ینبع میں موسیٰ بن عبداللہ کے ساتھ تھا اور میرا زادِ راہ ختم ہو چکا تھا تو مجھے اولاد حسین علیہ السلام میں سے ایک فرد نے کہا: تو اپنے زادِ راہ کے لیے کس سے امید رکھتا ہے؟

میں نے کہا: موسیٰ بن عبداللہ سے۔

اس نے کہا: پھر تیری حاجت پوری نہیں ہوگی اور تو اپنی طلب کو حاصل کرنے میں کامیاب نہیں ہوگا۔

---

[1] بحار الانوار: ۶۸ / ۱۳۰؛ کلیات قدسی: ۶۴۴؛ مسند الامام الشہید: ۳ / ۲۹۰؛ مسند الامام الصادق: ۵ / ۱۷۳؛ منیۃ المرید: ۱۶۰

[2] مرآۃ العقول: ۸ / ۲۴

[3] المفید من معجم رجال الحدیث: ۱۷۳

میں نے کہا: وہ کیوں؟

اس نے کہا: میں نے اپنے آباواجداد کی کتب میں سے ایک کتاب میں یہ لکھا ہوا دیکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اس کے بعد اس نے گزشتہ حدیث کی مثل بیان کی۔

میں نے کہا: اے فرزند رسول! یہ حدیث آپ مجھے لکھوا دیں تو انہوں نے مجھے لکھوادی۔

میں نے کہا: نہیں، خدا کی قسم! اس کے بعد میں اس سے اپنی حاجت کا سوال نہیں کروں گا۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے [2]

۳۴۔ باب الخوف والرجاء

باب: خوف اور امید

1/1954 الکافی،۲/۶۷/۱/۱ العدة عن أحمد عن علی بن حدید عن بزرج عَنِ اَلْحَارِثِ بْنِ اَلْمُغِيرَةِ أَوْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: قُلْتُ لَهُ مَا كَانَ فِي وَصِيَّةِ لُقْمَانَ قَالَ كَانَ فِيهَا اَلْأَعَاجِيبُ وَ كَانَ أَعْجَبَ مَا كَانَ فِيهَا أَنْ قَالَ لاِبْنِهِ خَفِ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ خِيفَةً لَوْ جِئْتَهُ بِبِرِّ اَلثَّقَلَيْنِ لَعَذَّبَكَ وَ اُرْجُ اَللَّهَ رَجَاءً لَوْ جِئْتَهُ بِذُنُوبِ اَلثَّقَلَيْنِ لَرَحِمَكَ ثُمَّ قَالَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ كَانَ أَبِي يَقُولُ إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ عَبْدٍ مُؤْمِنٍ إِلاَّ وَ فِي قَلْبِهِ نُورَانِ نُورُ خِيفَةٍ وَ نُورُ رَجَاءٍ لَوْ وُزِنَ هَذَا لَمْ يَزِدْ عَلَى هَذَا وَ لَوْ وُزِنَ هَذَا لَمْ يَزِدْ عَلَى هَذَا۔

(ترجمہ) حارث بن مغیرہ یا اس کے باپ سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: جناب لقمان کی وصیت میں کیا درج تھا؟

آپؑ نے فرمایا: اس میں بڑی عجیب وغریب باتیں تھیں اور اس میں جو کچھ تھا اس سب سے زیادہ عجیب بات یہ تھی کہ فرمایا: بیٹا! خدا سے اس طرح ڈر کہ اگر تو ثقلین (جن وانس) کی عبادت کے برابر بھی نیکیوں کے ساتھ اس کی بارگاہ میں حاضر ہو تو ہوسکتا ہے کہ (تمہارے کسی بڑے گناہ کی وجہ سے) وہ تمہیں عذاب کرے اور اس سے

[1] بحارالانوار:۶۸/ ۱۳۳؛ کلیات حدیث قدسی:۶۰۶

[2] مرآۃ العقول:۸/ ۲۸

امید اس طرح وابستہ کر کہ اگر تو ثقلین کے گناہوں کے برابر گناہ کر کے اس کی سرکار میں حاضر ہو تو ہو سکتا ہے کہ وہ تمہاری کسی عظیم نیکی کی وجہ سے تم پر رحم کر دے۔

پھر آپؑ نے فرمایا: میرے والد گرامی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے: اگر مومن بندے کے دل کو چیرا جائے تو اس کے دل میں دو نور رہوں گے: ایک خوف کا نور اور دوسرا امید کا نور۔ اور اگر ان کو تولا جائے تو نہ یہ اس سے زائد ہو گا اور نہ وہ اس سے زیادہ ہو گا۔[1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے[2] لیکن میرے نزدیک سند موثق کالحسن ہے کیونکہ علی بن حدید تفسیر قمی اور کامل الزیارات کا راوی ہے اور منصور غیر امامی ہے مگر اس میں احتمال ہے (واللہ اعلم)۔

2/1955 الکافی، ۲/۷۱/۱۳/۱ الثلاثة عن بعض أصحابه عن أبي عبد الله عليه السّلام قال كان أبي عليه السّلام يقول: الحديث.

(ترجمہ) امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: میرے والد بزرگوار علیہ السلام فرمایا کرتے تھے: آگے وہی حدیث ہے۔[3]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند حسن ہے[4] لیکن میرے نزدیک سند صحیح ہے (واللہ اعلم)

3/1956 الکافی، ۸/۳۰۲/۴۶۲ محمد بن أحمد عن عبد الله بن الصلت عن يُونُس عَنْ سِنَانِ بْنِ طَرِيفٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ يَقُولُ: يَنْبَغِي لِلْمُؤْمِنِ أَنْ يَخَافَ اللَّهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى خَوْفاً كَأَنَّهُ مُشْرِفٌ عَلَى اَلنَّارِ وَ يَرْجُوَهُ رَجَاءً كَأَنَّهُ مِنْ أَهْلِ اَلْجَنَّةِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِهِ إِنْ خَيْراً فَخَيْراً وَ إِنْ شَرّاً فَشَرّاً.

(ترجمہ) سنان بن طریف سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ فرما رہے تھے: مومن کو چاہیے کہ اللہ سے اس طرح ڈرے گویا کہ جہنم کے اوپر جھانک رہا ہے اور اس سے امید اس طرح رکھے گویا کہ وہ اہل

---

[1] وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۲۱۶؛ تفسیر البرہان: ۴/ ۳۶۶؛ بحار الانوار: ۶۷/ ۳۶۲ و ۷۵/ ۲۵۹؛ تفسیر نور الثقلین: ۳/ ۶۷۱؛ تفسیر کنز الدقائق: ۷/ ۴۳۰؛ مشکاۃ الانوار: ۱۱۹؛ تحف العقول: ۳۷۵

[2] مرآۃ العقول: ۸/ ۲۹

[3] الفصول المہمہ: ۲/ ۲۱۶؛ وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۲۱۷؛ عوالم العلوم: ۲۰/ ۸۲۰؛ ھدایۃ الامہ: ۵/ ۵۴۰

[4] مرآۃ العقول: ۸/ ۴۳

جنت میں سے ہے۔

پھر فرمایا: اللہ اپنے بندے کے گمان کے پاس ہوتا ہے پس اگر گمان نیک ہے تو پھر (سب) خیر ہے اور اگر گمان برا ہے تو پھر (سب) برا ہے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند حسن ہے [2]

4/1957 الکافی، ۱/۲/۶۷/۲ محمد بن الحسن عن سهل عن يحيى بن المبارك عن ابنِ جَبَلَةَ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَمَّارٍ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : يَا إِسْحَاقُ خَفِ اَللَّهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ وَإِنْ كُنْتَ لاَ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ فَإِنْ كُنْتَ تَرَى أَنَّهُ لاَ يَرَاكَ فَقَدْ كَفَرْتَ وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّهُ يَرَاكَ ثُمَّ بَرَزْتَ لَهُ بِالْمَعْصِيَةِ فَقَدْ جَعَلْتَهُ مِنْ أَهْوَنِ اَلنَّاظِرِينَ عَلَيْكَ.

(ترجمہ) اسحاق بن عمار سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اے اسحاق! اللہ سے اس طرح ڈرو گویا کہ اسے دیکھ رہے ہو اور اگر تم اسے نہیں دیکھ رہے تو وہ تو تمہیں دیکھ ہی رہا ہے۔ پس اگر تم یہ عقیدہ رکھتے ہو کہ وہ تمہیں نہیں دیکھ رہا ہے تو کافر بن جاو گے اور اگر یہ جانتے ہو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے اور پھر اس کی نافرمانی کرتے ہو تو پھر تم نے اسے تمام ناظرین سے کمتر سمجھا ہے۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف علی المشہور ہے [4] لیکن میرے نزدیک سند موثق ہے کیونکہ سہل ثقہ ثابت ہے اور یحییٰ بن مبارک اور عبداللہ بن جبلہ کی توثیق کے لیے حدیث ۱۹۵۱ کی طرف رجوع کیجیے۔ (واللہ اعلم)

5/1958 الکافی، ۱/۳/۶۸/۲ محمد عن ابن عيسى عن السراد عَنِ اَلْهَيْثَمِ بْنِ وَاقِدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: مَنْ خَافَ اَللَّهَ أَخَافَ اَللَّهُ مِنْهُ كُلَّ شَيْءٍ وَمَنْ لَمْ يَخَفِ اَللَّهَ أَخَافَهُ اَللَّهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ.

(ترجمہ) ہیثم بن واقد سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپ فرما رہے تھے: جو شخص اللہ سے ڈرتا

[1] مجموعہ ورام: ۲/ ۱۷۶؛ مسند امام الصادق: ۵/ ۱۹۶؛ عقود المرجان: ۳/ ۳۶۹

[2] مراۃ العقول: ۲۶/ ۳۸۳

[3] بحار الانوار: ۶۷/ ۳۵۵؛ وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۲۲۰؛ عوالم العلوم: ۲۰/ ۴۳۳؛ مشکاۃ الانوار: ۱۱۷

[4] مراۃ العقول: ۸/ ۳۲

https://www.shiabookspdf.com

ہے تو اللہ ہر چیز کو اس سے ڈراتا ہے اور جو اللہ سے نہیں ڈرتا تو اللہ اسے ہر چیز سے ڈراتا ہے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن بلکہ کالصحیح ہے کیونکہ ہیثم بن واقد تفسیر قمی کا راوی اور ثقہ ہے۔ (واللہ اعلم)

6/1959 الکافی، ۱/۴/۶۸/۲ العدۃ عن البرقی عَنْ أَبِيهِ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ ٱللَّهِ ٱلْجَعْفَرِيِّ عَنْ جَمِيلِ بْنِ دَرَّاجٍ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ ٱللَّهِ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ : مَنْ عَرَفَ ٱللَّهَ خَافَ ٱللَّهَ وَ مَنْ خَافَ ٱللَّهَ سَخَتْ نَفْسُهُ عَنِ ٱلدُّنْيَا ۔

(ترجمہ) ابوحمزہ سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق نے فرمایا: جو شخص اللہ کی معرفت رکھے گا وہ خدا سے ڈرے گا اور جو اللہ سے ڈرے گا اس کا نفس دنیا سے آزاد ہو جائے گا۔ [3]

بیان:

أی ترکتها

❁ یعنی میں نے اس کو چھوڑ دیا۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے۔ [4]

7/1960 الکافی، ۱/۵/۶۸/۲ العدۃ عن البرقی عن التمیمی عَمَّنْ ذَكَرَهُ عَنْ أَبِي عَبْدِ ٱللَّهِ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ قَالَ: قُلْتُ لَهُ قَوْمٌ يَعْمَلُونَ بِالْمَعَاصِي وَ يَقُولُونَ نَرْجُو فَلاَ يَزَالُونَ كَذَلِكَ حَتَّى يَأْتِيَهُمُ ٱلْمَوْتُ فَقَالَ هَؤُلاَءِ قَوْمٌ يَتَرَجَّحُونَ فِي ٱلْأَمَانِيِّ كَذَبُوا لَيْسُوا بِرَاجِينَ إِنَّ مَنْ رَجَا شَيْئاً طَلَبَهُ وَ مَنْ خَافَ مِنْ شَيْءٍ هَرَبَ مِنْهُ ۔

---

[1] جامع الاخبار: ۹۷؛ مشکاۃ الانوار: ۱۱۷؛ وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۲۱۹؛ تفسیر کنز الدقائق: ۳/ ۲۷۰ و ۷/ ۳۳۱؛ عوالم العلوم: ۲۰/ ۸۳۳؛ مستدرک الوسائل: ۱۱/ ۲۲۹؛ تفسیر نور الثقلین: ۱/ ۳۱۳ و ۳/ ۱۷۷

[2] مراۃ العقول: ۸/ ۳۳

[3] بحار الانوار: ۶۷/ ۳۵۶ و ۷۵/ ۲۴۳؛ مجموعہ ورام: ۲/ ۱۸۵؛ مشکاۃ الانوار: ۱۱۷؛ تحف العقول: ۳۶۲؛ تفسیر نور الثقلین: ۱/ ۳۱۳ و ۳/ ۱۷۷؛ تفسیر کنز الدقائق: ۳/ ۲۷۰ و ۷/ ۳۳۱؛ وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۲۲۰

[4] مراۃ العقول: ۸/ ۳۴

(ترجمہ) تمیمی نے ایک شخص سے روایت کی ہے، اس کا بیان ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: کچھ لوگ گناہ کرتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ ہم (خدا کی رحمت کے) امیدوار ہیں اور وہ برابر یہی کرتے اور کہتے رہتے ہیں یہاں تک کہ ان کو موت آجاتی ہے تو؟

آپؑ نے فرمایا: یہ لوگ امیدوں میں بہت بڑھ گئے ہیں، یہ جھوٹے ہیں، یہ امیدوار نہیں ہے۔ جو شخص کسی چیز کا امیدوار ہوتا ہے وہ اسے طلب بھی کرتا ہے اور جو کسی چیز سے ڈرتا ہے وہ اس سے دور بھی بھاگتا ہے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مرسل ہے۔ [2]

8/1961 الکافی، ۱/۶/۶۸/۲ وَ رَوَاهُ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ رَفَعَهُ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ إِنَّ قَوْماً مِنْ مَوَالِيكَ يُلِمُّونَ بِالْمَعَاصِي وَ يَقُولُونَ نَرْجُو فَقَالَ كَذَبُوا لَيْسُوا لَنَا بِمَوَالٍ أُولَئِكَ قَوْمٌ تَرَجَّحَتْ بِهِمُ اَلْأَمَانِيُّ مَنْ رَجَا شَيْئاً عَمِلَ لَهُ وَ مَنْ خَافَ مِنْ شَيْءٍ هَرَبَ مِنْهُ.

(ترجمہ) علی بن محمد نے مرفوع روایت کی ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: آپؑ کے موالیوں میں سے کچھ لوگ ہیں جو گناہ کرتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ ہمیں (بخشش کی) امید ہے۔

آپؑ نے فرمایا: وہ جھوٹے ہیں۔ وہ ہمارے موالی نہیں ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کو ان کی خواہشات نے دھوکے میں رکھا ہوا ہے جو ان کو ادھر ادھر لے کر جارہی ہیں۔ جو کسی چیز کی اُمید رکھتا ہے وہ اس کے لیے عمل کرتا ہے اور جو کسی چیز سے ڈرتا ہے وہ اس سے فرار کرتا ہے۔ [3]

بیان:

الترجح الميل يعني مالت بهم عن الاستقامة أمانيهم الكاذبة و في نهج البلاغة، عن أمير المؤمنين ص أنه قال بعد كلام طويل لمدع كاذب أنه يرجو الله يدعي بزعمه أنه يرجو الله كذب و الله العظيم ما باله لا يتبين رجاؤه في عمله و كل من رجا عرف رجاؤه في عمله إلا رجاء الله فإنه مدخول۔ و كل خوف محقق إلا خوف الله فإنه معلول يرجو الله في الكبير و يرجو العباد في الصغير

[1] عوالم العلوم: ۲۰ / ۸۴۸؛ تفسیر کنز الدقائق: ۷ / ۴۳۱؛ تفسیر نور الثقلین: ۳ / ۱۷۷؛ بحار الانوار: ۶۷ / ۳۵۷ و ۷۵ / ۲۴۸؛ وسائل الشیعہ: ۱۵ / ۲۱۶؛ مشکاۃ الانوار: ۱۱۷؛ تحف العقول: ۳۶۲

[2] مرآۃ العقول: ۸ / ۳۴

[3] عدۃ الداعی: ۱۵۰؛ مجموعہ ورام: ۲ / ۱۸۵؛ بحار الانوار: ۶۷ / ۳۵۷؛ تفسیر نور الثقلین: ۳ / ۱۷۷؛ تفسیر کنز الدقائق: ۷ / ۴۳۱

فيعطى العبد ما لا يعطى الرب فما بال الله جل ثناؤه يقصر به عما يصنع لعباده أ تخاف أن يكون فى رجائك له كاذبا أو تكون لا تراه للرجاء موضعا و كذلك إن هو خاف عبدا من عبيده أعطاه من خوفه ما لا يعطى ربه فجعل خوفه من العباد نقدا و خوفه من خالقه ضمارا و وعدا قال ابن الميثم رحمه الله فى شرح هذا الكلام المدخول الذى فيه شبهة و ريبة و المعلول الغير الخالص و الضمار الذى لا يرجى من الموعود قال و بيان الدليل إن كل من رجا أمرا من سلطان أو غيره فإنه يخدمه الخدمة التامة و يبالغ فى طلب رضاه و يكون عمله بقدر قوة رجائه له و خلوصه و نرى هذا المدعى للرجاء غير عامل فنستدل بتقصيره فى الأعمال الدينية على عدم رجائه الخالص فى الله و كذلك كل خوف محقق إلا خوف الله فإنه معلول توبيخ للسامعين فى رجاء الله مع تقصيرهم فى الأعمال الدينية و تقدير الاستثناء الأول مع المستثنى منه و كل رجاء لراج يعرف فى عمله أى يعرف خلوص رجائه إلا رجاء الراجى لله فإنه غير خالص و روى و كل رجاء إلا رجاء الله فإنه مدخول و التقدير و كل رجاء محقق أو خالص لتطابق الكليتين على مساق واحد و ينبه على الإضمار فى الكلية الأولى قوله فى الثانية محقق فإنه يفسر المضمر هناك انتهى قال بعض أصحابنا رحمهم الله إن الأحاديث الواردة فى سعة عفو الله سبحانه و جزيل رحمته و وفور مغفرته كثيرة جدا و لكن لا بد لمن يرجوها و يتوقعها من العمل الخالص المعد لحصولها و ترك الانهماك فى المعاصى المفوت لهذا الاستعداد كمن ألقى البذر فى أرض و ساق إليها الماء فى وقته و نقاها من الشوك و الأحجار و بذل جهده فى قلع النباتات الخبيثة المفسدة للزرع ثم جلس ينتظر كرم الله و لطفه سبحانه مؤملا أن يحصل له وقت الحصاد مائة قفيز مثلا فهذا هو الرجاء الممدوح و أما من تغافل عن الزراعة و اختار الراحة طول السنة و صرف أوقاته فى اللهو و اللعب ثم جلس منتظرا أن ينبت الله له زرعا من دون سعى و كد و تعب و كان طامعا أن يحصل له كما حصل لصاحبه الذى صرف ليله و نهاره فى السعى و الكد و التعب فهذا حمق و غرور لا رجاء فالدنيا مزرعة الآخرة و القلب الأرض و الإيمان البذر و الطاعات هى الماء الذى يسقى به الأرض و تطهير القلب من المعاصى و الأخلاق الذميمة بمنزلة تنقية الأرض من الشوك و الأحجار و النباتات الخبيثة و يوم القيامة هو وقت الحصاد فاحذر أن يغرك الشيطان و يثبطك عن العمل و يقنعك بمحض الرجاء و الأمل و انظر إلى حال الأنبياء و الأولياء و اجتهادهم فى الطاعات و صرفهم العمر فى العبادات ليلا و نهارا

https://www.shiabookspdf.com

أما كانوا يرجون عفو الله و رحمته بلى و الله إنهم كانوا أعلم بسعة رحمة الله و أرجى لها منك و من كل أحد و لكن علموا أن رجاء الرحمة من دون العمل غرور محض و سفه بحت فصرفوا في العبادات أعمارهم و قصروا على الطاعات ليلهم و نهارهم

''الترجع'' مائل ہونا اور مائل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ان کی جھوٹی امیدیں صداقت سے ہٹ گئی ہیں۔ نہج البلاغہ میں امیر المومنین کے حکم سے خدا کی دعائیں ہیں کہ انہوں نے ایک جھوٹے دعویدار سے ایک لمبی تقریر کے بعد کہا کہ وہ خدا سے امید رکھتا ہے، خوف کے سوا ہر خوف پورا ہوتا ہے۔ خدا کی وجہ سے ہے وہ خدا سے بڑی امید رکھتا ہے اور بندے چھوٹے سے امید رکھتے ہیں تو بندے کو وہ دیتا ہے جو رب نہیں دیتا تو خدا کو کیا ہوا جو سب سے زیادہ تعریف والا ہے جو گرتا ہے وہ اپنے بندوں میں سے ایک بندے سے ڈرتا تھا جس نے اسے اپنے خوف سے وہ دیا جو اس کا رب نہیں دیتا، اس لیے اس نے اپنے بندوں کے خوف کو پیسہ اور اپنے خالق کے خوف کو اپنا ضمیر بنایا۔ ابن المیثم رحمہ اللہ نے اس نا قابل قبول تقریر کی وضاحت کرتے ہوئے کہا ہے جس میں شبہ اور شبہ ہے اور وہ اسم مفہوم ہے جس کی وعدہ سے امید نہیں ہے۔ اُس کے لیے اُس کی اُمید اور اُس کے اخلاص کا، اور ہم اُمید کے اس دعویدار کو ایک غیر اداکار کے طور پر دیکھتے ہیں، اس لیے ہم مذہبی کاموں میں اُس کی ناکامی کا اندازہ اُس کی خُدا سے مخلصانہ اُمید کی کمی سے لگاتے ہیں۔ امید کرنے والا اپنے عمل سے معلوم ہوتا ہے، یعنی وہ اپنی امید کے خلوص کو جانتا ہے، سوائے امید مند کی امید کے۔ اور یہ بیان کیا گیا تھا، اور خدا کی امید کے علاوہ ہر امید، کیونکہ یہ داخل ہے، اور تعریف، اور ہر امید پوری یا خالص ہے، کیونکہ دونوں گردے ایک ٹریک پر ایک جیسے ہیں، اور اس نے پہلے کالج میں معافی سے خبردار کیا، دوسرے میں کہہ رہا ہے، تصدیق شدہ، تو وہ وہاں ضمیر کی وضاحت کرتا ہے۔ ہمارے بعض اصحاب نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی بخشش کی وسعت کے بارے میں جو احادیث مذکور ہیں، وہ پاک ہے، اس کی رحمت کی فراوانی اور اس کی بخشش کی کثرت بہت زیادہ ہے، لیکن یہ ضروری ہے۔ وہ لوگ جو ان سے امید رکھتے ہیں اور ان سے امید رکھتے ہیں کہ وہ مخلصانہ کام کریں جو ان کے وقوع کے لئے تیار کیا گیا ہے اور گناہوں کی مشغولیت کو چھوڑ دیتے ہیں جو اس تیاری کو کھو دیتے ہیں جیسا کہ وہ شخص جو زمین میں بیج ڈالتا ہے اور اس کی طرف چلا جاتا ہے۔ کانٹوں اور پتھروں سے، اور فصلوں کو خراب کرنے والے ناپاک پودوں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کی کوششیں کیں، پھر خدا کی سخاوت اور مہربانی کا انتظار کرنے بیٹھا، اس کی شان، اس امید پر کہ فصل کاٹنے کے وقت اسے سو کافتان ملیں گے، مثال کے طور پر۔ قابل تعریف امید۔ رہا وہ شخص جو کھیتی سے غافل ہو کر سارا سال آرام کا انتخاب کرتا ہے اور اپنا وقت سیر و تفریح میں گزارتا ہے تو

https://www.shiabookspdf.com

وہ اللہ کے انتظار میں بیٹھا رہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے لیے بغیر محنت اور مشقت کے فصل اگائے اور اسے امید تھی کہ ایسا ہی ہوگا۔ جیسا کہ اس کے ساتھی کا کیا ہوا جس نے شب و روز محنت اور مشقت میں گزارے، مشقت اور تھکاوٹ، کیونکہ یہ حماقت اور تکبر ہے، امید نہیں، کیونکہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے، اور دل زمین ہے، اور ایمان بونا ہے، اور اطاعت وہ پانی ہے جس سے زمین سیراب ہوتی ہے، اور دل کو گناہوں اور قابل ملامت اخلاق سے پاک کرنا ایسا ہے جیسے زمین کو کانٹوں، پتھروں اور بدکار پودوں سے پاک کرنا، اور قیامت کا دن ہے۔ لہٰذا خبردار رہو کہ شیطان تمہیں دھوکے میں نہ ڈال دے اور تمہیں امید اور امید پر آمادہ نہ کر دے۔ انبیاء و اولیاء کا حال اور ان کی اطاعت اور شب و روز عبادت میں زندگی گزارنے کا حال دیکھو، کیا وہ امید نہیں رکھتے تھے؟ اور میں آپ سے اور ہر ایک سے اس کی امید رکھتا ہوں لیکن جان لو کہ بغیر عمل کے رحمت کی امید رکھنا سراسر دھوکہ اور خالص حماقت ہے، اس لیے انہوں نے اپنی زندگی عبادت میں گزار دی اور اپنے شب و روز عبادت میں ہی محدود کر دیے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مرفوع ہے۔[1]

9/1962 الكافى،١/١١/٧١/٢ محمد عن أحمد عَنِ اِبْنِ سِنَانٍ عَنِ اِبْنِ مُسْكَانَ عَنِ اَلْحَسَنِ بْنِ أَبِي سَارَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: لاَ يَكُونُ اَلْمُؤْمِنُ مُؤْمِناً حَتَّى يَكُونَ خَائِفاً رَاجِياً وَ لاَ يَكُونُ خَائِفاً رَاجِياً حَتَّى يَكُونَ عَامِلاً لِمَا يَخَافُ وَ يَرْجُو.

(ترجمہ) حسین بن ابو سارہ سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ فرما رہے تھے: کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں بن سکتا جب تک (خدا کے عذاب سے) خائف و ترساں نہ ہو اور اس وقت تک خائف و ترساں نہیں ہو سکتا جب تک خوف اور امید کے مطابق عمل در آمد نہ کرے۔[2]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف علی المشهور ہے[3] لیکن میرے نزدیک سند حسن ہے کیونکہ ابن سنان ثقہ ثابت ہے۔

---

[1] مراۃ العقول: ۸/ ۳۵

[2] الزھد: ۲۳؛ امالی مفید: ۱۹۵؛ جامع الاخبار: ۹۷؛ مجموعہ ورام: ۲/ ۱۸۵؛ عدۃ الداعی: ۱۵۰؛ وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۲۱۷؛ بحار الانوار: ۶۷/ ۳۶۵ و ۷۵/ ۲۵۳؛ تفسیر نور الثقلین: ۳/ ۵۷۸؛ تفسیر کنز الدقائق: ۷/ ۴۳۲؛ عوالم العلوم: ۲۰/ ۹۷۷؛ مستدرک الوسائل: ۱۱/ ۲۲۵؛ تحف العقول: ۳۶۹

[3] مراۃ العقول: ۸/ ۴۲

(واللہ اعلم)

10/1963 الکافی ۲/۷۰/۱۰/۱ محمد عن ابن عیسی عن السراد عَنْ دَاوُدَ اَلرَّقِّيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : فِي قَوْلِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (وَلِمَنْ خٰافَ مَقٰامَ رَبِّهِ جَنَّتٰانِ) قَالَ مَنْ عَلِمَ أَنَّ اَللَّهَ يَرَاهُ وَ يَسْمَعُ مَا يَقُولُ وَ يَعْلَمُ مَا يَعْمَلُهُ مِنْ خَيْرٍ أَوْ شَرٍّ فَيَحْجُزُهُ ذَلِكَ عَنِ اَلْقَبِيحِ مِنَ اَلْأَعْمَالِ فَذَلِكَ اَلَّذِي (خٰافَ مَقٰامَ رَبِّهِ وَ نَهَى اَلنَّفْسَ عَنِ اَلْهَوىٰ) ۔

(ترجمہ) داود رقی سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے خدا کے قول: ''اور جو اپنے رب کے مقام سے ڈرتا ہے اس کے لیے دو جنتیں ہیں۔ (الرحمٰن: ۴۶)۔'' کے بارے میں فرمایا: جو جانتا ہے کہ اللہ اسے دیکھتا ہے اور جو کچھ وہ کہتا ہے اللہ اس کو سنتا ہے اور جو کچھ وہ خیر وشر میں سے کرتا ہے اللہ سب کچھ جانتا ہے تو اس کو چاہیے کہ وہ برے اعمال سے باز رہے پس اسی وجہ سے ''وہ اپنے ربّ کے مقام سے ڈرتا ہے اور اپنے نفس کو خواہشات سے روکتا ہے۔ (النازعات: ۴۰)۔''[1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مختلف فیہ ہے اور میرے (یعنی علامہ مجلسی کے) نزدیک صحیح ہے[2] اور میرے نزدیک سند کالصحیح ہے (واللہ اعلم)

11/1964 الکافی ۲/۶۹/۸/۱ علی عن البرقی عَنِ اَلْحَسَنِ بْنِ اَلْحُسَيْنِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ اَلْمُكَارِي عَنِ اَلثُّمَالِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَلْحُسَيْنِ صَلَوَاتُ اَللَّهِ عَلَيْهِ [قَالَ] قَالَ: إِنَّ رَجُلاً رَكِبَ اَلْبَحْرَ بِأَهْلِهِ فَكُسِرَ بِهِمْ فَلَمْ يَنْجُ مِمَّنْ كَانَ فِي اَلسَّفِينَةِ إِلاَّ اِمْرَأَةُ اَلرَّجُلِ فَإِنَّهَا نَجَتْ عَلَى لَوْحٍ مِنْ أَلْوَاحِ اَلسَّفِينَةِ حَتَّى أَلْجَأَتْ عَلَى جَزِيرَةٍ مِنْ جَزَائِرِ اَلْبَحْرِ وَ كَانَ فِي تِلْكَ اَلْجَزِيرَةِ رَجُلٌ يَقْطَعُ اَلطَّرِيقَ وَلَمْ يَدَعْ لِلَّهِ حُرْمَةً إِلاَّ اِنْتَهَكَهَا فَلَمْ يَعْلَمْ إِلاَّ وَ اَلْمَرْأَةُ قَائِمَةٌ عَلَى رَأْسِهِ فَرَفَعَ رَأْسَهُ إِلَيْهَا فَقَالَ إِنْسِيَّةٌ أَمْ جِنِّيَّةٌ فَقَالَتْ إِنْسِيَّةٌ فَلَمْ يُكَلِّمْهَا كَلِمَةً حَتَّى جَلَسَ مِنْهَا مَجْلِسَ اَلرَّجُلِ مِنْ أَهْلِهِ فَلَمَّا أَنْ هَمَّ بِهَا اِضْطَرَبَتْ فَقَالَ لَهَا مَا لَكِ تَضْطَرِبِينَ فَقَالَتْ أَفْرَقُ مِنْ

---

[1] وسائل الشیعہ: ۱۵ / ۲۱۹؛ تفسیر البرہان: ۵ / ۲۴۲ و ۵۷۸؛ مشکاۃ الانوار: ۱۵۴؛ بحار الانوار: ۶۷ / ۳۶۴؛ تفسیر نور الثقلین: ۵ / ۱۹۶ و ۵۰۷؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۲ / ۵۸۲ و ۱۴ / ۱۲۷؛ مستدرک الوسائل: ۱۱ / ۲۷۹؛ مجمع البحرین: ۶ / ۱۴۶

[2] مرآۃ العقول: ۸ / ۴۱

هَذَا وَ أَوْمَأَتْ بِيَدِهَا إِلَى اَلسَّمَاءِ قَالَ فَصَنَعْتِ مِنْ هَذَا شَيْئاً قَالَتْ لاَ وَ عِزَّتِهِ قَالَ فَأَنْتِ تَفْرَقِينَ مِنْهُ هَذَا اَلْفَرَقَ وَلَمْ تَصْنَعِي مِنْ هَذَا شَيْئاً وَإِنَّمَا أَسْتَكْرِهُكِ اِسْتِكْرَاهاً فَأَنَا وَاَللَّهِ أَوْلَى بِهَذَا اَلْفَرَقِ وَاَلْخَوْفِ وَأَحَقُّ مِنْكِ قَالَ فَقَامَ وَلَمْ يُحْدِثْ شَيْئاً وَرَجَعَ إِلَى أَهْلِهِ وَلَيْسَتْ لَهُ هِمَّةٌ إِلاَّ اَلتَّوْبَةُ وَ اَلْمُرَاجَعَةُ فَبَيْنَا هُوَ يَمْشِي إِذْ صَادَفَهُ رَاهِبٌ يَمْشِي فِي اَلطَّرِيقِ فَحَمِيَتْ عَلَيْهِمَا اَلشَّمْسُ فَقَالَ اَلرَّاهِبُ لِلشَّابِّ اُدْعُ اَللَّهَ يُظِلَّنَا بِغَمَامَةٍ فَقَدْ حَمِيَتْ عَلَيْنَا اَلشَّمْسُ فَقَالَ اَلشَّابُّ مَا أَعْلَمُ أَنَّ لِي عِنْدَ رَبِّي حَسَنَةً فَأَتَجَاسَرَ عَلَى أَنْ أَسْأَلَهُ شَيْئاً قَالَ فَأَدْعُو أَنَا وَ تُؤَمِّنُ أَنْتَ قَالَ نَعَمْ فَأَقْبَلَ اَلرَّاهِبُ يَدْعُو وَ اَلشَّابُّ يُؤَمِّنُ فَمَا كَانَ بِأَسْرَعَ مِنْ أَنْ أَظَلَّتْهُمَا غَمَامَةٌ فَمَشَيَا تَحْتَهَا مَلِيّاً مِنَ اَلنَّهَارِ ثُمَّ تَفَرَّقَتِ اَلْجَادَّةُ جَادَّتَيْنِ فَأَخَذَ اَلشَّابُّ فِي وَاحِدَةٍ وَ أَخَذَ اَلرَّاهِبُ فِي وَاحِدَةٍ فَإِذَا اَلسَّحَابَةُ مَعَ اَلشَّابِّ فَقَالَ اَلرَّاهِبُ أَنْتَ خَيْرٌ مِنِّي لَكَ اُسْتُجِيبَ وَ لَمْ يُسْتَجَبْ لِي فَأَخْبِرْنِي مَا قِصَّتُكَ فَأَخْبَرَهُ بِخَبَرِ اَلْمَرْأَةِ فَقَالَ غُفِرَ لَكَ مَا مَضَى حَيْثُ دَخَلَكَ اَلْخَوْفُ فَانْظُرْ كَيْفَ تَكُونُ فِيمَا تَسْتَقْبِلُ.

(ترجمہ) ثمالی سے روایت ہے کہ امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا: ایک مرد اپنے خانوادہ کے ساتھ دریا میں کشتی پر سفر کر رہا تھا۔ دوران سفر ان کی کشتی ٹوٹ گئی تو کشتی میں سوار تمام لوگوں میں سے فقط مرد کی بیوی بچ گئی اور باقی سب غرق ہو گئے۔ وہ کشتی کے ٹوٹے ہوئے ایک تخت پر بیٹھ گئی یہاں تک کہ وہ سمندر کے جزائر میں سے ایک جزیرہ تک پہنچ گئی۔ اس جزیرہ میں ایک ڈاکو رہتا تھا جس نے حرمت خدا کے تمام پردوں کو پھاڑ دیا تھا۔ اچانک اس نے دیکھا کہ ایک عورت اس کے سرہانے کھڑی ہے تو اس نے اس عورت کی طرف اپنا سر بلند کیا اور کہا: تو انسان ہے یا جنات میں سے ہے؟

عورت نے جواب دیا: میں انسانوں میں سے ہوں۔

جیسے ہی اس نے کہا کہ میں انسان ہوں تو اسی وقت وہ ڈاکو اس عورت کے ساتھ اس انداز میں بیٹھا جیسے شوہر اپنی بیوی کے پاس بیٹھتا ہے۔ پس وہ عورت لرز گئی اور پریشان ہو گئی۔

اس شخص نے کہا: پریشان کیوں ہو گئی ہو اور ڈر کیوں گئی ہو۔

عورت نے کہا: میں اس سے ڈرتی ہوں اور آسمان کی طرف اشارہ کیا۔

مرد نے کہا: کیا تو نے کوئی کام ایسا کیا ہے جس کی وجہ سے ڈر رہی ہو؟

عورت نے کہا: نہیں۔ اللہ کی عزت کی قسم! میں نے ایسا کوئی کام نہیں کیا۔

مرد نے کہا: تو اللہ سے اس طرح ڈر رہی ہے جبکہ تو نے کوئی کام نہیں کیا اور میں مجبور کر رہا ہوں۔ خدا کی قسم! تیری نسبت میں زیادہ حق رکھتا ہوں کہ اس سے ڈروں۔ چنانچہ اس نے اس عورت سے کوئی کام نہ کیا اور اٹھ کر اپنے خاندان کی طرف چلا گیا اور توبہ کی اور اللہ کی بارگاہ میں واپس آنے کے بارے میں فکر مند ہو گیا۔ ایک دن اس نے راستے میں ایک راہب کو دیکھا کہ وہ سخت دھوپ میں کھڑا ہے اور سورج پوری گرمی کے ساتھ اس کے سر پر چمک رہا ہے۔ راہب نے اس جوان سے کہا: بارگاہ خدا میں میرے لیے دعا کرو تا کہ خدا میرے سر پر ایک بادل لے آئے کیونکہ سورج کی گرمی مجھے جلا رہی ہے۔

اس جوان نے کہا: میں خدا کی بارگاہ میں کوئی نیک کام نہیں رکھتا کہ میں اتنی ہمت کروں کہ اس کی بارگاہ میں دعا کروں اور اس سے کوئی چیز طلب کروں۔

راہب نے کہا: میں دعا کرتا ہوں، تم آمین کہو۔

اس جوان نے کہا: ہاں یہ ٹھیک ہے۔

پس راہب نے دعا کی اور اس جوان نے آمین کہا تو جلدی سے ایک بادل آیا اور اس نے ان کے سر پر سایہ کیا اور دونوں نے اس بادل کے سائے میں کچھ فاصلہ طے کیا۔ پھر وہ ایک دوراہے پر پہنچ گئے اور راہب ایک راستے پر اور وہ جوان دوسرے راستے پر چل پڑا تو وہ بادل اس جوان کے سر پر آ گیا۔

راہب نے کہا: اے جوان! تو مجھ سے بہتر ہے۔ دعا تیری وجہ سے قبول ہوئی ہے نہ کہ میری خاطر۔ تو اپنا واقعہ مجھے بیان کر۔ جب اس جوان نے اس عورت والا واقعہ بیان کیا تو راہب نے کہا: چونکہ خوف خدا تیرے اندر پیدا ہو گیا ہے تو خدا نے تیرے گذشتہ گناہوں کو معاف کر دیا ہے۔ اب دیکھو کہ تم نے اپنا مستقبل کیسے گزارنا ہے۔ [1]

بیان:

الفرق بالتحريك الخوف مليا من النهار أي ساعة طويلة

۞ "الفرق" تحریک کے ساتھ، اس سے مراد خوف ہے۔

"مليّا من النهار" یعنی لمبی ساعت۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے [2] لیکن میرے نزدیک سند موثق ہے۔ کیونکہ حسن بن حسین اللولوی کامل الزیارات

---

[1] بحارالانوار: ۱۴/ ۵۰۷ و ۶۷/ ۳۶۱؛ تفسیر البرہان: ۵/ ۵۷۸؛ قصص الانبیاء جزائری: ۲۷۴؛ مستدرک الوسائل: ۱۴/ ۳۵۷

[2] مراۃ العقول: ۸/ ۳۸

https://www.shiabookspdf.com

کا راوی ہے اور محمد بن سنان ثقہ ثابت ہے اور ابی سعید المکاری یعنی ہاشم بن حیان بھی ثقہ ہے اس لیے کہ صفوان بن یحییٰ اس سے روایت کرتا ہے[1] البتہ یہ واقفی ہے اور ظاہر یہ ہے کہ ہمارے محدثین نے اس کے واقفی ہونے سے قبل اس سے روایات لی ہیں۔ (واللہ اعلم)۔

12/1965 الکافی، ۱/۶۹/۲، ۷ العدة عن البرقي عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِهِ عَنْ صَالِحِ بْنِ حَمْزَةَ رَفَعَهُ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : إِنَّ مِنَ اَلْعِبَادَةِ شِدَّةَ اَلْخَوْفِ مِنَ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ يَقُولُ اَللَّهُ: (إِنَّمٰا يَخْشَى اَللّٰهَ مِنْ عِبٰادِهِ اَلْعُلَمٰاءُ) وَ قَالَ جَلَّ ثَنَاؤُهُ (فَلاٰ تَخْشَوُا اَلنّٰاسَ وَ اِخْشَوْنِ) وَ قَالَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى: (وَ مَنْ يَتَّقِ اَللّٰهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجاً) قَالَ وَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ إِنَّ حُبَّ اَلشَّرَفِ وَ اَلذِّكْرِ لاَ يَكُونَانِ فِي قَلْبِ اَلْخَائِفِ اَلرَّاهِبِ۔

(ترجمہ) صالح بن حمزہ نے مرفوعاً روایت کی ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اللہ سے سخت ڈرنا بھی عبادت کا حصہ ہے چنانچہ اللہ فرماتا ہے: ''اللہ کے بندوں میں سے صرف علماء ہی اس سے ڈرتے ہیں (الفاطر: ۲۸)۔''
نیز فرماتا ہے: ''لوگوں سے مت ڈرو صرف مجھ سے ڈرو۔ (المائدہ: ۴۴)۔''
نیز فرماتا ہے: ''جو اللہ سے ڈرتا ہے تو اللہ اس کے نکلنے کے لئے راستہ کھول دیتا ہے۔ (الطلاق: ۲)۔''
راوی کا بیان ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: بزرگی اور شہرت کا شوق خوف (خدا) رکھنے والے شخص کے دل میں نہیں ہوتا۔[2]

بیان:

يعني من كان خائفا راهبا من الله سبحانه لا يحب أن يكون شريفا مذكورا بالمحامد عند الناس بل همه أن يكون خاملا نؤمة لا يعرفه سوى الله تعالى قال المحقق الطوسي نصير الملة و الدين طاب ثراه في بعض مؤلفاته ما حاصله أن الخوف و الخشية و إن كانا في اللغة بمعنى واحد إلا أن بين خوف الله و خشيته في عرف أرباب القلوب فرقا هو أن الخوف تألم النفس من العقاب المتوقع بسبب ارتكاب المنهيات و التقصير في الطاعات و هو يحصل لأكثر الخلق و إن كانت مراتبه متفاوتة جدا و المرتبة العليا منه لا تحصل إلا للقليل و الخشية تحصل له عند الشعور بعظمة الحق و هيبته و خوف الحجب عنه و هذه الحالة لا تحصل إلا لمن اطلع على

[1] الکافی: ۵/۱۷۹ح ۷؛ تہذیب الاحکام: ۷/۳۸ح ۳۹؛ الوافی: ۱۷/۳۸۷ح ۱۷۶۹۰
[2] وسائل الشیعہ: ۱۵/۲۲۰؛ تفسیر البرہان: ۴/۵۴۴؛ بحار الانوار: ۶۷/۳۵۹؛ تفسیر کنز الدقائق: ۴/۱۲۵؛ تفسیر نور الثقلین: ۱/۲۳۵؛ سفینۃ البحار: ۲/۴۲

https://www.shiabookspdf.com

جلال الکبریاء و ذاق لذۃ القرب و لذلك قال سبحانه و تعالیٰ إِنَّمَا يَخْشَى اللهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ و الخشیۃ خوف خاص و قد یطلقون علیها الخوف أیضا

میرا مطلب یہ ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا اور خوف کرتا ہے وہ عزت دار ہونا پسند نہیں کرتا اور لوگ اسے قابل تعریف قرار دیتے ہیں۔ محقق الطوسی، ناصر الملۃ والدین اپنی بعض تالیفات میں بیان کرتے ہیں جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ خوف اور خشیت اگرچہ لغت میں ایک ہی معنی رکھتے ہیں لیکن ارباب قلوب کی اصطلاح میں ان کے درمیان فرق ہے اور وہ یہ کہ خدا کے خوف اور اس کی خشیت کے درمیان لوگوں کے دلوں کے رواج اور اطاعت میں اور یہ مخلوق کی اکثریت کے ساتھ ہوتا ہے اگرچہ اس کے درجات بہت مختلف ہوں اور اس کا سب سے بڑا درجہ صرف ایک کو حاصل ہوتا ہے۔ خوف اس وقت آتا ہے جب حق کی عظمت اور اس کی ہیبت اور اس سے چھپ جانے کا خوف محسوس ہوتا ہے اور یہ کیفیت ان لوگوں کے سوا نہیں ہوتی جس نے غرور کی عظمت دیکھی ہو اور قربت کی لذت کا مزہ چکھ لیا ہو۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

تعالیٰ إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ

''اللہ کے بندوں میں سے صرف اہل علم ہی اس سے ڈرتے ہیں۔ (سورہ فاطر: ۲۸)۔''

خشیت ایک خاص خوف ہے اور وہ اس پر خوف کا اطلاق بھی کیا جاتا ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مرفوع ہے۔ [1]

13/1966 الکافی، ۱/۱۲/۷۱/۲ علی عن العبیدی عَنْ يُونُسَ عَنْ فُضَيْلِ بْنِ عُثْمَانَ عَنِ الْحَذَّاءِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ قَالَ: اَلْمُؤْمِنُ بَيْنَ مَخَافَتَيْنِ ذَنْبٍ قَدْ مَضَى لاَ يَدْرِي مَا صَنَعَ اللَّهُ فِيهِ وَ عُمُرٍ قَدْ بَقِيَ لاَ يَدْرِي مَا يَكْتَسِبُ فِيهِ مِنَ الْمَهَالِكِ فَهُوَ لاَ يُصْبِحُ إِلاَّ خَائِفاً وَ لاَ يُصْلِحُهُ إِلاَّ الْخَوْفُ۔

(ترجمہ) الحذاء سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: مومن دو خوفوں کے درمیان رہتا ہے: وہ گناہ جو گزر چکا ہے اور وہ نہیں جانتا کہ اللہ اس کے بارے میں اس کے ساتھ کیا کرنے والا ہے اور دوسرا (خوف) عمر کا ہے جو باقی ہے اور نہیں جانتا کہ اس میں وہ کیا مہلک کام کرنے والا ہے۔ پس وہ ہر روز خائف ہو کر صبح کرے گا اور اس

[1] مراۃ العقول: ۸/۳۶

https://www.shiabookspdf.com

کی اصلاح نہیں ہوسکتی مگر خوف سے۔ ①

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے ②

14/1967 الکافی ۱/۹/۷۰/۲ محمد عن أحمد عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَلنُّعْمَانِ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ حُمْرَانَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: إِنَّ مِمَّا حُفِظَ مِنْ خُطَبِ اَلنَّبِيِّ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ أَنَّهُ قَالَ يَا أَيُّهَا اَلنَّاسُ إِنَّ لَكُمْ مَعَالِمَ فَانْتَهُوا إِلَى مَعَالِمِكُمْ وَ إِنَّ لَكُمْ نِهَايَةً فَانْتَهُوا إِلَى نِهَايَتِكُمْ أَلاَ إِنَّ اَلْمُؤْمِنَ يَعْمَلُ بَيْنَ مَخَافَتَيْنِ بَيْنَ أَجَلٍ قَدْ مَضَى لاَ يَدْرِي مَا اَللَّهُ صَانِعٌ فِيهِ وَ بَيْنَ أَجَلٍ قَدْ بَقِيَ لاَ يَدْرِي مَا اَللَّهُ قَاضٍ فِيهِ فَلْيَأْخُذِ اَلْعَبْدُ اَلْمُؤْمِنُ مِنْ نَفْسِهِ لِنَفْسِهِ وَ مِنْ دُنْيَاهُ لِآخِرَتِهِ وَ فِي اَلشَّيْبَةِ قَبْلَ اَلْكِبَرِ وَ فِي اَلْحَيَاةِ قَبْلَ اَلْمَمَاتِ فَوَ اَلَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ مَا بَعْدَ اَلدُّنْيَا مِنْ مُسْتَعْتَبٍ وَ مَا بَعْدَهَا مِنْ دَارٍ إِلاَّ اَلْجَنَّةُ أَوِ اَلنَّارُ۔

(ترجمہ) امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ لوگ جو میرا ثواب حاصل کرنے کے لیے عمل کرتے ہیں، ان کو چاہیے کہ وہ اپنے انجام دادہ اعمال پر بھروسہ نہ کریں کیونکہ ساری زندگی میری عبادت کرنے والے اور عبادت کرتے کرتے اپنے آپ کو تھکا لینے والے بھی میری عبادت کا حق ادا نہیں کر سکتے اور میری عبادت کی حقیقت کی انتہا تک نہیں جا سکتے اور اپنی عبادت کے بھروسہ سے میری کرامت اور میری جنت کی نعمات اور میرے جوار میں بلند درجات نہیں پا سکتے۔ پس وہ فقط میری رحمت پر اعتماد کریں اور میرے فضل کے امیدوار رہیں اور میرے بارے جوان کا حسن ظن ہے اس پر اطمینان رکھیں۔ اگر وہ ایسا کریں گے تو میری رحمت ان کو شامل ہو جائے گی، میری طرف سے میری رضایت و رضوان تمہیں پہنچ جائے گی اور میری مغفرت اور میری عفو تمہارے شامل حال ہو جائے گی کیونکہ میں اللہ ہوں جو رحمٰن و رحیم ہوں اور اسی کے ساتھ میں نے اپنا نام رکھا ہے۔ ③

---

① تحف العقول: ۳۷۷؛ وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۲۱۹؛ بحار الانوار: ۶۷/ ۳۶۵ و ۷۵/ ۶۲؛ تفسیر نور الثقلین: ۳/ ۱۷۸؛ تفسیر کنز الدقائق: ۷/ ۳۳۲؛ عوالم العلوم: ۲۰/ ۸۲۲

② مرآۃ العقول: ۸/ ۴۳؛ منازل الآخرۃ قمی: ۳۰

③ تفسیر نور الثقلین: ۳/ ۱۷۷؛ وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۲۱۸؛ تفسیر کنز الدقائق: ۷/ ۳۳۲؛ بحار الانوار: ۶۷/ ۳۶۲؛ تحف العقول: ۲۷؛ مجموعہ ورام: ۳۹؛ اعلام الدین: ۳۳۳؛ مشکاۃ الانوار: ۱۱۹

بیان:

المعلم ما جعل علامة للطرق و الحدود مثل أعلام الحرم و معاملة المضروبة عليه و لعل المراد بالمعالم معالم الدين و الشريعة و بالنهايات المستقر في الجنة و القرار في دار القرار فليأخذ العبد المؤمن من نفسه لنفسه يعني ليجتهد في الطاعة و العبادة و يروض نفسه بالأعمال الصالحة في أيام قلائل لراحة الأبد و النعيم المؤبد و من دنياه لآخرته أي ليزهد في نعيم الدنيا الفاني لنعيم الآخرة الباقي و المستعتب موضع الاستعتاب أي طلب الرضا قال ابن الأثير في نهايته أعتبني فلان إذا عاد إلى مسرتي و استعتب طلب أن يرضى عنه كما تقول استرضيته فأرضاني و المعتب المرضي و منه الحديث لا يتمنين أحدكم الموت إما محسنا فلعله يزداد و إما مسيئا فلعله يستعتب أي يرجع عن الإساءة و يطلب الرضا و منه الحديث و لا بعد الموت من مستعتب أي ليس بعد الموت إلا دار جزاء لا دار عمل

۞ "المعلم" اُستاد نے سڑکوں اور سرحدوں کے لیے نشان نہیں بنائے جیسے حرم کے جھنڈے اور اس سے ضرب کا لین دین۔ چند دن کا ابدی آرام اور ابدی سعادت اور اس دنیا سے آخرت تک یعنی اس دنیا کی نعمتوں کو چھوڑ دو جو کہ فانی ہیں آخرت کی باقی رہنے والی نعمتوں کے لیے، اور جس کو ملامت کی گئی ہے وہ نصیحت کا مقام ہے یعنی اطمینان کا حصول، بیار اور اس سے حدیث، تم میں سے کوئی نہیں چاہتا موت، یا تو نیک آدمی کے لیے، تا کہ وہ بڑھے یا کسی برے کے لیے تا کہ اس کی سرزنش کی جائے یعنی وہ گناہ سے باز آجائے اور اطمینان حاصل کرے اور اس سے حدیث ہے اور اس میں کوئی چیز نہیں ہے۔ ایک مرنے کے بعد جس کی سرزنش کی جاتی ہے یعنی مرنے کے بعد اس کے پاس جزا کے گھر کے سوا کچھ نہیں، کام کا ٹھکانہ نہیں۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے[1] لیکن میرے نزدیک سند حسن کالصحیح ہے کیونکہ حمزہ بن حمران سے ابن ابی عمیر روایت کرتا ہے۔[2]

---

[1] مرآۃ العقول: ۸/ ۳۹

[2] امالی صدوق: ۱۳۱؛ مجلس ۲۷؛ بشارۃ المصطفیٰ: ۴۳؛ بحار الانوار: ۳۶/ ۲۲۷؛ التوحید: ۴۰۸؛ وسائل الشیعہ: ۱/ ۵۵ ح ۱۱۲

۳۵۔ باب حسن الظّن باللّٰہ

باب: اللہ کے ساتھ حُسنِ ظن

1/1968 الکافی ۱/۱/۷۱/۲ العدة عن أحمد عن السراد عن داود الرقی عن الحذّاء عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ : قَالَ اَللَّهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى لاَ يَتَّكِلِ اَلْعَامِلُونَ عَلَى أَعْمَالِهِمُ اَلَّتِي يَعْمَلُونَهَا لِثَوَابِي فَإِنَّهُمْ لَوِ اِجْتَهَدُوا وَ أَتْعَبُوا أَنْفُسَهُمْ أَعْمَارَهُمْ فِي عِبَادَتِي كَانُوا مُقَصِّرِينَ غَيْرَ بَالِغِينَ فِي عِبَادَتِهِمْ كُنْهَ عِبَادَتِي فِيمَا يَطْلُبُونَ عِنْدِي مِنْ كَرَامَتِي وَ اَلنَّعِيمِ فِي جَنَّاتِي وَ رَفِيعِ اَلدَّرَجَاتِ اَلْعُلَى فِي جِوَارِي وَ لَكِنْ بِرَحْمَتِي فَلْيَثِقُوا وَ فَضْلِي فَلْيَرْجُوا وَ إِلَى حُسْنِ اَلظَّنِّ بِي فَلْيَطْمَئِنُّوا فَإِنَّ رَحْمَتِي عِنْدَ ذَلِكَ تُدْرِكُهُمْ وَ مَنِّي يُبَلِّغُهُمْ رِضْوَانِي وَ مَغْفِرَتِي تُلْبِسُهُمْ عَفْوِي فَإِنِّي أَنَا اَللَّهُ اَلرَّحْمَنُ اَلرَّحِيمُ وَ بِذَلِكَ تَسَمَّيْتُ .

(ترجمہ) الحلی سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: ہم نے حضرت علی علیہ السلام کی کتاب میں پایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے برسرِ منبر فرمایا: مجھے اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے! مومن کو کبھی دنیا و آخرت کی خیر و خوبی نہیں دی گئی مگر خدا سے اس کے نیک گمان کرنے کی وجہ سے، اس کے حسن خلق اور مومنین کی غیبت سے اجتناب کرنے کی وجہ سے۔ مجھے اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے! خدا کسی مومن کو توبہ و استغفار کرنے کے بعد کبھی عذاب نہیں کرے گا مگر خدا سے اس کی بدگمانی، اس کی بد خلقی اور اہل ایمان کی غیبت کرنے کی وجہ سے اور مجھے اس خدا کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے! جب بھی کسی مومن بندے کا ظن اس کے خدا کے بارے میں اچھا ہو جاتا ہے تو خدا اپنے بندہ مومن کے گمان کے پاس ہوتا ہے کیونکہ وہ کریم ہے اور ہر قسم کی خیر و خوبی اس کے قبضہ قدرت میں ہے۔ اسے شرم آتی ہے کہ کوئی بندہ مومن اس کے بارے میں حسن ظن رکھے اور وہ اس کے حسن ظن کے خلاف کاروائی کرے پس خدا کے بارے میں حسن ظن رکھو اور اس کی طرف رغبت کرو۔ [1]

بیان:

لا يتكل العاملون على أعمالهم أي لا يعتمدوا عليها و إن أتوا بها حسنة تامة الأركان على أن المفسدات الخفية كثيرة جدا و قلما يخلو عمل عنها يدل على ذلك ما رواه جمال الدين أحمد

---

[1] کلیات حدیث قدسی: ۵۳۵؛ بحار الانوار: ۶۹ / ۳۲۷؛ اعلام الدین: ۳۲۰؛ مشکاۃ الانوار: ۳۴؛ کنز الفوائد: ۱ / ۲۲۲؛ امالی طوسی: ۲۱۱؛ التمحیص: ۵۷

https://www.shiabookspdf.com

بن فهد فی کتاب عدة الداعی عن معاذ بن جبل عن رسول الله ص أنه قال إن الله خلق سبعة أملاك قبل أن يخلق السماوات فجعل فی کل سماء ملکا قد جللها بعظمته۔ و جعل علی کل باب من أبواب السماوات ملکا بوابا فتکتب الحفظة عمل العبد۔ من حین یصبح إلی حین یمسی ثم ترتفع الحفظة بعمله و له نور کنور الشمس حتی إذا بلغ سماء الدنیا فتزکیه و تکثره فیقول قفوا و اضربوا بهذا العمل وجه صاحبه أنا ملك الغیبة فمن اغتاب لا أدع عمله یجاوزنی إلی غیری أمرنی بذلك ربی۔ قال ثم تجیء الحفظة من الغد و معهم عمل صالح فتمر به تزکیه و تکثره حتی تبلغه السماء الثانیة فیقول الملك الذی فی السماء الثانیة قفوا و اضربوا بهذا العمل وجه صاحبه إنما أراد بهذا عرض الدنیا أنا صاحب الدنیا لا أدع عمله یجاوزنی إلی غیری قال ثم تصعد الحفظة بعمل العبد مبتهجا بصدقة و صلاة فتتعجب به الحفظة و تجاوزه إلی السماء الثالثة فیقول الملك قفوا و اضربوا بهذا العمل وجه صاحبه و ظهره أنا صاحب الکبر إنه عمل و تکبر علی الناس فی مجالسهم أمرنی ربی أن لا أدع عمله یجاوزنی إلی غیری فقال و تصعد الحفظة بعمل العبد یزهر کالکوکب الدری فی السماء له دوی بالتسبیح و الصوم و الحج فتمر به إلی السماء الرابعة۔ فیقول لهم الملك قفوا و اضربوا بهذا العمل وجه صاحبه و بطنه أنا ملك العجب إنه کان یعجب بنفسه و إنه عمل و أدخل بنفسه العجب أمرنی ربی أن لا أدع عملا یجاوزنی إلی غیری قال و تصعد الحفظة بعمل العبد کالعروس المزفوفة إلی بعلها فتمر به إلی ملك السماء الخامسة بالجهاد و الصدقة ما بین الصلاتین و لذلك العمل ضوء کضوء الشمس فیقول الملك قفوا أنا ملك الحسد اضربوا بهذا العمل علی وجه صاحبه و احملوه علی عاتقه إنه کان یحسد من یتعلم أو یعمل لله بطاعته و إذا رأی لأحد فضلا فی العمل و العبادة حسده و وقع فیه فتحمله علی عاتقه و یلعنه عمله قال و تصعد الحفظة بعمل العبد فتتجاوز السماء السادسة۔ فیقول الملك قفوا أنا صاحب الرحمة اضربوا بهذا العمل وجه صاحبه و اطمسوا عینیه إن صاحبه لا یرحم شیئا إذا أصاب عبد من عباد الله ذنبا للآخرة۔ أو ضرا فی الدنیا شمت به أمرنی ربی أن لا أدع عمله یجاوزنی قال و تصعد الحفظة بعمل العبد بفقه و اجتهاد و ورع و له صوت کالرعد و ضوء کضوء البرق۔ و معه ثلاثة آلاف ملك فتمر بهم إلی ملك السماء السابعة فیقول الملك قفوا و اضربوا بهذا العمل وجه صاحبه أنا ملك الحجاب أحجب کل عمل لیس لله۔ إنه أراد رفعه عند القواد و ذکرا فی المجالس و صیتا فی المدائن أمرنی ربی أن لا أدع عملا

یجاوزنی إلی غیری ما لم یکن للہ خالصا۔ قال و تصعد الحفظة بعمل العبد مبتھجا به من صلاۃ و زکاۃ و صیام و حج و عمرۃ و خلق حسن و صمت و ذکر کثیر تشیعه ملائکة السماوات و الملائکة السبعة بجماعتھم فیطئون الحجب کلھا حتی یقوموا بین یدی الله سبحانه فیشھدوا له بعمل و دعاء فیقول أنتم حفظة عمل عبدی و أنا رقیب علی ما فی نفسه إنه لم یردنی بھذا العمل علیه لعنتی فتقول الملائکة علیه لعنتك و لعنتنا الحدیث و ھو طویل أخذنا منه موضع الحاجة و ھو ینبھك علی أن العمل الخالص من الشوائب أقل قلیل إلا أن معاذا راوی ھذا الحدیث کان من المنافقین و لا وثوق بما تفرد بروایته و لا سیما و الروایة مأخوذۃ من کتب العامة قوله ع و منی یبلغھم رضوانی بفتح المیم عطف علی رحمتی عند ذلك تدرکھم و کذا قوله و مغفرتی تلبسھم عفوی

"لا یتکلون العاملون علیٰ اعمالھم" محنت کش اپنے کام پر انحصار نہیں کرتے یعنی وہ اس پر انحصار نہیں کرتے خواہ وہ کام کسی اچھے کام کے ساتھ کریں جو مکمل طور پر قائم ہو۔ اس پر وہ روایت دلالت کرتی ہے جسے جمال الدین احمد بن فہد نے کتاب عدۃ الداعی میں معاذ بن جبل کی سند سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آسمانوں کو بنانے سے پہلے سات فرشتے بنائے تو ہر آسمان میں ایک فرشتہ رکھا کہ اس کو اپنی عظمت کے ساتھ بلند کر دیا اور آسمان کے ہر دروازے پر ایک فرشتہ رکھا جو دربان ہے چنانچہ لکھا ہے کہ حفاظت کرنا کام ہے۔ نوکر کا صبح سے شام تک، پھر تحفظ اس کے کام سے اٹھایا جاتا ہے اور اس کے پاس سورج کی طرح روشنی ہے یہاں تک کہ جب وہ دنیا کے آسمان پر پہنچ جائے تو اسے پاک کرے اور اس کی تعداد بڑھا دے وہ کہے گا: کھڑے ہو جاؤ اور یہ کام کرنے والے کے منہ پر مارو پھر دوسرے آسمان پر فرشتہ کہتا ہے: کھڑے ہو جاؤ۔ اٹھو اور اس عمل سے اس کے مالک کے چہرے پر وار کرو، اس نے صرف اس سے دنیا کی عزت کا ارادہ کیا تھا، میں دنیا کا مالک ہوں، میں اس کا کام اپنے سے بڑھ کر کسی اور کو نہیں جانے دیتا۔ پہرے دار بندے کے کام کے ساتھ، صدقہ اور دعا میں خوش ہوتے ہوئے چڑھتے ہیں، اس کام سے اس کے مالک کا چہرہ اور اس کی پیٹھ، میں تکبر کا مالک ہوں۔ اس کا کام مجھے دوسروں تک پہنچانے نہ دینا۔ تب بادشاہ نے ان سے کہا کہ اٹھو اور اس کے مالک کے منہ اور پیٹ پر اس کام سے مارو، میں حیرت کا بادشاہ ہوں۔ خود سے۔ "تعجب ہے کہ میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ مجھ سے بڑھ کر کوئی عمل کسی اور کے لیے نہ چھوڑوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اور رکھوالے غلام کے کام کے ساتھ اس طرح چڑھتے ہیں جیسے شادی شدہ دلہن اپنے شوہر کے

پاس، تو وہ اسے جہاد کے ساتھ پانچویں آسمان کی بادشاہی میں پہنچا دیتی ہے۔ دونوں نمازوں کے درمیان صدقہ، اور اس کام کے لیے سورج کی روشنی کی طرح روشنی ہے، تو بادشاہ کہتا ہے: کھڑے ہو جاؤ، میں حسد کا بادشاہ ہوں، اس کام کو اس کے مالک کے منہ پر مارو اور اسے اپنے کندھوں پر اٹھاؤ، کیونکہ وہ ان لوگوں سے حسد کرتا تھا جو خدا کی اطاعت سے سیکھتے ہیں یا کام کرتے ہیں اور اگر کسی کے کام اور عبادت میں خوبی دیکھتا ہے تو اس سے حسد کرتا ہے اور اس میں پڑ جاتا ہے تو اسے اپنے کندھوں پر اٹھا کر اس کے کام پر لعنت بھیجتا ہے۔ اس کے مالک کا چہرہ ہے، اور اس کی آنکھوں کو دھندلا دینا، کہ اس کا مالک کسی چیز پر رحم نہیں کرتا اگر خدا کے بندوں میں سے کسی بندے کو آخرت کے لیے گناہ یا اس دنیا میں کوئی نقصان پہنچے جس پر میں فخر کرتا ہوں۔ بادشاہ، کھڑے ہو جاؤ، میں غیرت کا بادشاہ ہوں، اس عمل کو اس کے مالک کے منہ پر مارو اور اسے اپنے کندھے پر اٹھاؤ، وہ ان لوگوں سے حسد کرتا تھا جو خدا کی اطاعت کرتے ہوئے سیکھتے ہیں یا کام کرتے ہیں، چھٹا آسمان - پھر بادشاہ کہتا ہے: کھڑے رہو، میں رحمت کا مالک ہوں، اس عمل سے اس کے مالک کے چہرے پر ضرب لگاؤ اور اس کی آنکھیں مٹا دو، کیونکہ اللہ کے بندوں میں سے کسی بندے کو آخرت کے لیے کوئی گناہ یا نقصان پہنچ جائے تو اس کا مالک کسی چیز پر رحم نہیں کرتا۔ اس دنیا میں جس کے بارے میں میں خوش ہوں۔ بادشاہ، کھڑے ہو جاؤ، میں حسد کا بادشاہ ہوں، اس عمل کو اس کے مالک کے منہ پر مارو اور اسے اپنے کندھے پر اٹھاؤ، وہ ان لوگوں سے حسد کرتا تھا جو خدا کی اطاعت کرتے ہوئے سیکھتے ہیں یا کام کرتے ہیں، چھٹا آسمان - پھر بادشاہ کہتا ہے: کھڑے رہو، میں رحمت کا مالک ہوں، اس عمل سے اس کے مالک کے چہرے پر ضرب لگاؤ اور اس کی آنکھوں کو مٹا دو، کیونکہ بندوں میں سے کسی بندے کو آخرت کے لیے کوئی گناہ یا نقصان پہنچے تو اس کا مالک کسی چیز پر رحم نہیں کرتا۔ اس دنیا میں جس کے بارے میں میں خوش ہوں۔ اس دنیا میں میں اس پر فخر کرتا ہوں، میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ اس کا کام مجھ سے نہ گزرنے دے، اس نے کہا اور اوپر چڑھ گیا۔ اس دنیا میں میں اس پر فخر کرتا ہوں، میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ اس کا کام مجھ سے نہ گزرنے دے، اس نے کہا اور اوپر چڑھ گیا۔ وہ بندے کے کام کو فقہ، تندہی اور تقویٰ کے ساتھ حفظ کرتا ہے، اور اس کی آواز گرج جیسی ہے اور بجلی کی چمک جیسی روشنی ہے - اور اس کے ساتھ تین ہزار فرشتے ہیں، تو آپ انہیں ساتویں آسمان کے فرشتے تک پہنچا دیتے ہیں، چنانچہ بادشاہ کہتا ہے: کھڑے ہو جاؤ اور اس کام کے ساتھ اس کے مالک کے منہ پر مارو، قائدین، مجلسوں میں ذکر اور شہروں میں آواز لگائیں، میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں کسی کام کو دوسروں پر نہ چھوڑوں جب تک کہ وہ خالص خدا کے لیے نہ ہو۔ آسمانوں کے فرشتے اور سات فرشتے اپنے گروہ میں اس کے ساتھ ہوتے ہیں، اور وہ

https://www.shiabookspdf.com

تمام پردوں کو روندتے ہیں یہاں تک کہ وہ خدا کے سامنے کھڑے ہو جاتے ہیں، وہ پاک ہے، اور ایک عمل اور دعا کے ساتھ اس کی گواہی دیتے ہیں۔ حدیث طویل ہے اور ہم نے اس سے ضرورت کی جگہ لی اور اس میں آپ کو تنبیہ کی گئی ہے کہ جو کام نجاست سے پاک ہو وہ چند کم ہے، سوائے اس حدیث کے کہ اس حدیث کا راوی معاذ منافقین میں سے تھا اور اس پر کوئی اعتبار نہیں ہے۔ اس کی روایت میں کیا منفرد ہے، خاص طور پر، اور یہ روایت عوام کی کتابوں سے لی گئی ہے۔ میم میری رحمت سے ہمدردی رکھتا ہے، جب یہ ان پر غالب آجاتا ہے، اور اسی طرح اس کا قول، اور میری بخشش ان کو میری بے ساختہ چھپا دیتی ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مختلف فیہ ہے اور صحیح علی الظاہر ہے [1] یا پھر حدیث کی سند صحیح ہے [2] اور میرے نزدیک حدیث کی سند حسن کالصحیح ہے (واللہ اعلم)

2/1969 الکافی، ۲/۷۱/۲/۱ السراد عن جمیل بن صالح عن العجلی عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: وَجَدْنَا فِي كِتَابِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أَنَّ رَسُولَ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ قَالَ وَ هُوَ عَلَى مِنْبَرِهِ وَ اَلَّذِي لاَ إِلَهَ إِلاَّ هُوَ مَا أُعْطِيَ مُؤْمِنٌ قَطُّ خَيْرَ اَلدُّنْيَا وَ اَلْآخِرَةِ إِلاَّ بِحُسْنِ ظَنِّهِ بِاللَّهِ وَ رَجَائِهِ لَهُ وَ حُسْنِ خُلُقِهِ وَ اَلْكَفِّ عَنِ اِغْتِيَابِ اَلْمُؤْمِنِينَ وَ اَلَّذِي لاَ إِلَهَ إِلاَّ هُوَ لاَ يُعَذِّبُ اَللَّهُ مُؤْمِناً بَعْدَ اَلتَّوْبَةِ وَ اَلاِسْتِغْفَارِ إِلاَّ بِسُوءِ ظَنِّهِ بِاللَّهِ وَ تَقْصِيرِهِ مِنْ رَجَائِهِ وَ سُوءِ خُلُقِهِ وَ اِغْتِيَابِهِ لِلْمُؤْمِنِينَ وَ اَلَّذِي لاَ إِلَهَ إِلاَّ هُوَ لاَ يَحْسُنُ ظَنُّ عَبْدٍ مُؤْمِنٍ بِاللَّهِ إِلاَّ كَانَ اَللَّهُ عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِهِ اَلْمُؤْمِنِ لِأَنَّ اَللَّهَ كَرِيمٌ بِيَدِهِ اَلْخَيْرَاتُ يَسْتَحْيِي أَنْ يَكُونَ عَبْدُهُ اَلْمُؤْمِنُ قَدْ أَحْسَنَ بِهِ اَلظَّنَّ ثُمَّ يُخْلِفَ ظَنَّهُ وَ رَجَاءَهُ فَأَحْسِنُوا بِاللَّهِ اَلظَّنَّ وَ اِرْغَبُوا إِلَيْهِ.

(ترجمہ) العجلی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہم نے حضرت علی علیہ السلام کی کتاب میں پایا ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے برسرِ منبر فرمایا: مجھے اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے! مومن کو کبھی دنیا و آخرت کی خیر و خوبی نہیں دی گئی مگر خدا سے اس کے نیک گمان کرنے کی وجہ سے، اس کے حسن خلق اور مومنین کی غیبت سے اجتناب کرنے کی وجہ سے۔ مجھے اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے! خدا کسی مومن کو توبہ و استغفار کرنے کے بعد کبھی عذاب نہیں کرے گا مگر خدا سے اس کی بدگمانی، اس کی بدخلقی اور اہل ایمان کی

[1] مرآۃ العقول: ۸/ ۳

[2] مصباح المنہاج (الطہارۃ) ۲/ ۵۴۷؛ الفقہ و مسائل طبیہ محسنی: ۲/ ۹۷؛ حدود الشریعہ: ۱/ ۳۷۸

غیبت کرنے کی وجہ سے اور مجھے اس خدا کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے! جب بھی کسی بندہ مومن کا ظن اس کے خدا کے بارے میں اچھا ہو جاتا ہے تو خدا اپنے بندہ مومن کے گمان کے پاس ہوتا ہے کیونکہ وہ کریم ہے اور ہر قسم کی خیر و خوبی اس کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ اسے شرم آتی ہے کہ کوئی بندہ مومن اس کے بارے میں حسن ظن رکھے اور وہ اس کے حسن ظن کے خلاف کاروائی کرے پس خدا کے بارے میں حسن ظن رکھو اور اس کی طرف رغبت کرو۔[1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے[2]

3/1970 الکافی،۱/۳/۷۲/۲ محمد عن ابن عیسی عن ابن بزیع عَنْ أَبِي اَلْحَسَنِ اَلرِّضَا عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: أَحْسِنِ اَلظَّنَّ بِاللَّهِ فَإِنَّ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ يَقُولُ أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيَ اَلْمُؤْمِنِ بِي إِنْ خَيْراً فَخَيْراً وَ إِنْ شَرّاً فَشَرّاً.

(ترجمہ) ابن بزیع سے روایت ہے کہ امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا: خدا کے بارے میں اچھا گمان کرو کیونکہ خداوند عالم فرماتا ہے کہ میں اپنے مومن بندے کے گمان کے پاس ہوتا ہوں۔ اگر اچھا گمان کرے گا تو جزا بھی اچھی پائے گا اور اگر برا گمان کرے گا تو جزا بھی بری پائے گا۔[3]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے[4]

4/1971 الکافی،۲/۷۲/۴/۱ علی عن أبیه عن الجوهری عن عَنِ اَلْمِنْقَرِيِّ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: حُسْنُ اَلظَّنِّ بِاللَّهِ أَنْ لاَ تَرْجُوَ إِلاَّ اَللَّهَ وَ لاَ تَخَافَ إِلاَّ ذَنْبَكَ.

(ترجمہ) سفیان بن عینیہ سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپ فرما رہے تھے: اللہ پر حسن ظن

---

[1] وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۲۳۰؛ بحارالانوار: ۶۷/ ۳۶۵؛ تفسیر نورالثقلین: ۵/ ۹۱؛ تفسیر کنزالدقائق: ۱۲/ ۳۳۲

[2] مراۃ العقول: ۸/ ۴۴؛ معجم المصطلحات الرجالیہ: ۳۵

[3] الفصول المہمہ: ۲/ ۲۱۷؛ بحارالانوار: ۶۷/ ۳۶۶؛ تفسیر نورالثقلین: ۵/ ۹۱؛ تفسیر کنزالدقائق: ۱۲/ ۳۳۲؛ وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۲۲۹

[4] مراۃ العقول: ۸/ ۴۵؛ حدود الشریعہ محسنی: ۱/ ۳۷۸

رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ تو امید نہ رکھ مگر صرف اور تو ڈر نہیں مگر اپنے گناہ سے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث کی سند موثق ہے کیونکہ قاسم بن محمد کامل الزیارات کا راوی ہے اور سلیمان بن داؤد المنقری تفسیر قمی کا راوی ہے اور سفیان بن عیینہ بھی تفسیر قمی کا راوی ہے البتہ یہ تینوں غیر امامی ہے۔ (واللہ اعلم)۔

۳۶۔ باب الاعتراف بالتقصیر

باب: تقصیر کا اعتراف

1/1972 الکافی، ۲/۷۲/۱/۱ محمد عن ابن عیسی عن السراد عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي خَلَفٍ عَنْ أَبِي اَلْحَسَنِ مُوسَى عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ لِبَعْضِ وُلْدِهِ: يَا بُنَيَّ عَلَيْكَ بِالْجِدِّ لاَ تُخْرِجَنَّ نَفْسَكَ مِنْ حَدِّ اَلتَّقْصِيرِ فِي عِبَادَةِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ طَاعَتِهِ فَإِنَّ اَللَّهَ لاَ يُعْبَدُ حَقَّ عِبَادَتِهِ.

ترجمہ: سعد بن ابی خلف سے روایت ہے کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے اپنے بعض بیٹوں سے فرمایا: بیٹا! (عمل کرنے میں) جدوجہد کرو اور اللہ تعالیٰ کی عبادت واطاعت کے سلسلے میں اپنے آپ کو تقصیر و کوتاہی کی حد سے خارج نہ کرو کیونکہ اللہ کی اس طرح عبادت کی ہی نہیں جا سکتی جس طرح اس کی عبادت کا حق ہے۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے۔ [4]

2/1973 الکافی، ۲/۷۳/۲/۱ القمی عن عیسی بن أیوب عن علی بن مهزیار عن الفضل بن یونس الکافی ۲/۵۷۹/۷/۱ أحمد عن السراد عَنِ اَلْفَضْلِ بْنِ يُونُسَ عَنْ أَبِي اَلْحَسَنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ: أَكْثِرْ مِنْ أَنْ تَقُولَ اَللَّهُمَّ لاَ تَجْعَلْنِي مِنَ اَلْمُعَارِينَ وَ لاَ تُخْرِجْنِي مِنَ اَلتَّقْصِيرِ قَالَ قُلْتُ أَمَّا

---

[1] مجموعہ ورام: ۲/۱۸۵؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۲/ ۳۴۳؛ تفسیر نور الثقلین: ۵/ ۹۱؛ وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۲۳۰؛ بحار الانوار: ۶۷/ ۳۶۷

[2] مراۃ العقول: ۸/ ۳۵

[3] مشکاۃ الانوار: ۱۵۸؛ بحار الانوار: ۶۸/ ۲۳۵؛ وسائل الشیعہ: ۱/ ۹۵ ح ۲۲۷؛ مسند الامام الکاظم: ۳/ ۲۳۶

[4] مراۃ العقول: ۸/ ۳۵؛ مصباح المنہاج (الطہارۃ): ۲/ ۵۳۷

https://www.shiabookspdf.com

اَلْمُعَارُونَ فَقَدْ عَرَفْتُ أَنَّ اَلرَّجُلَ يُعَارُ اَلدِّينَ ثُمَّ يَخْرُجُ مِنْهُ فَمَا مَعْنَى لاَ تُخْرِجْنِي مِنَ اَلتَّقْصِيرِ فَقَالَ كُلُّ عَمَلٍ تُرِيدُ بِهِ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ فَكُنْ فِيهِ مُقَصِّراً عِنْدَ نَفْسِكَ فَإِنَّ اَلنَّاسَ كُلَّهُمْ فِي أَعْمَالِهِمْ فِيمَا بَيْنَهُمْ وَ بَيْنَ اَللَّهِ مُقَصِّرُونَ إِلاَّ مَنْ عَصَمَهُ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ۔

ترجمہ: فضل بن یونس سے روایت ہے کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا: یہ دعا بکثرت پڑھا کرو: ''اَللَّهُمَّ لاَ تَجْعَلْنِي مِنَ اَلْمُعَارِينَ وَ لاَ تُخْرِجْنِي مِنَ اَلتَّقْصِيرِ۔'' (یا اللہ! مجھے ان لوگوں سے نہ بنا جن کا ایمان عاریۃ و عارضی ہوتا ہے اور مجھے تقصیر و کوتاہی کی حد سے خارج نہ کر)۔

راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے عرض کیا: میں ان لوگوں کو تو پہچانتا ہوں جن کا ایمان عاریۃ ہوتا ہے یعنی یہ کہ ایک آدمی کو عاریۃ عارضی دین و ایمان دیا جاتا ہے۔ پھر وہ اس سے خارج بھی ہو جاتا ہے مگر ''اور مجھے تقصیر و کوتاہی کی حد سے خارج نہ کر'' کا مطلب کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: جو کام بھی اللہ کے لیے کرو تو اس میں اپنے آپ کو مقصر سمجھو کیونکہ تمام لوگ اپنے اور خدا کے درمیان اپنے اعمال میں مقصر ہیں سوائے اس کے جسے اللہ نے معصوم بنایا ہیں۔[1]

بیان:

المعار علی البناء للمفعول من الإعارة يعنی بهم الذين يكون الإيمان عارية عندهم غير مستقر فی قلوبهم و لا ثابت فی صدورهم كما فسره الراوی و قد مضى بيانه فی باب المستودع و المعار

''المعار'' یہ مبنی بر مفعول ہے باب الإعارۃ سے یعنی اس سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے ایمان کو عاریۃً لیا ہوا ہے اور ان کے دلوں میں نہ تو ایمان مستقر ہوا اور نہ ان کے سینوں میں ثابت ہے جیسا کہ راوی نے اس کی وضاحت کی ہے اور بیشک اس کا بیان ''باب المستودع والمعار'' میں گزر چکا ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی پہلی سند مجہول ہے[2] اور دوسری سند موثق ہے[3] اور میرے نزدیک پہلی سند مجہول اور دوسری حسن ہے کیونکہ فضل بن یونس امامی ہے اور اس کا واقفی ہونا ثابت نہیں ہے (واللہ اعلم)۔

---

[1] بحار الانوار: ۶۸/ ۲۳۳؛ وسائل الشیعہ: ۱/ ۹۶ ح ۲۲۸؛ مسند الامام الکاظمؑ: ۲/ ۵۷

[2] مرآۃ العقول: ۸/ ۴۷

[3] مرآۃ العقول: ۱۲/ ۴۵۱

https://www.shiabookspdf.com

3/1974 الکافی،۲/۷۲/۲/۱ العدۃ عن البرقی عَنْ بَعْضِ ٱلْعِرَاقِيِّينَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ ٱلْمُثَنَّى ٱلْحَضْرَمِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ زَيْدٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ لِي أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ : يَا جَابِرُ لاَ أَخْرَجَكَ ٱللَّهُ مِنَ ٱلنَّقْصِ وَ لاَ ٱلتَّقْصِيرِ.

(ترجمہ) جابر سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اے جابر! اللہ تجھے عبادت میں نقص (کمی) اور تقصیر کی حد سے باہر نہ نکال دے۔[1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے۔[2]

4/1975 الکافی،۲/۷۳/۳/۱ عَنْهُ عَنِ اِبْنِ فَضَّالٍ عَنِ ٱلْحَسَنِ بْنِ ٱلْجَهْمِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا ٱلْحَسَنِ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ يَقُولُ: إِنَّ رَجُلاً فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ عَبَدَ ٱللَّهَ أَرْبَعِينَ سَنَةً ثُمَّ قَرَّبَ قُرْبَاناً فَلَمْ يُقْبَلْ مِنْهُ فَقَالَ لِنَفْسِهِ مَا أُتِيتُ إِلاَّ مِنْكِ وَ مَا ٱلذَّنْبُ إِلاَّ لَكِ قَالَ فَأَوْحَى ٱللَّهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى إِلَيْهِ

(ترجمہ) حسن بن جہم سے روایت ہے کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے سنا، آپؑ فرما رہے تھے: ایک شخص نے بنی اسرائیل میں چالیس سال تک اللہ کی عبادت کی۔ اس کے بعد اس نے ایک قربانی پیش کی جو قبول نہ ہوئی تو اس نے اپنے نفس سے کہا: یہ سب کچھ تیری وجہ سے ہوا ہے اور اس میں سب تیرا قصور ہے۔ اس پر اللہ نے وحی فرمائی کہ یہ (چند منٹ) تیرا اپنے نفس کی مذمت اور اس کی زجر و توبیخ کرنا تیری چالیس سالہ عبادت سے افضل ہے۔[3]

بیان:

ما أوتيت إلا منك على البناء للمفعول أي ما دخل على البلاء إلا من جهتك

❂ "وما اوتیت الّا منك" میرے پاس جو آیا وہ تیری طرف سے ہے، یہ مبنی برمفعول ہے یعنی مجھ تک جو بلاء و مصیبت پہنچی وہ تیری طرف سے تھی۔

---

[1] بحار الانوار: ۶۸ / ۲۳۵؛ عین الحیاۃ: ۲۹۹؛ تفسیر جابر الجعفی: ۸۶۷؛ مشکاۃ الانوار: ۹۶؛ مستدرک سفینۃ البحار: ۸ / ۵۳۱

[2] مرآۃ العقول: ۸ / ۳۶

[3] قرب الاسناد: ۹۲؛ بحار الانوار: ۱۳ / ۵۰۰ و ۶۸ / ۲۲۸؛ قصص الانبیاء جزائری: ۳۶۹؛ مستدرک الوسائل: ۱۱ / ۲۵۳؛ کلیات حدیث قدسی: ۶۹۶؛ وسائل الشیعہ: ۱۵ / ۲۳۲؛ مشکاۃ الانوار: ۲۴۵

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند موثق ہے [1] لیکن میرے نزدیک سند صحیح ہے کیونکہ ابن فضال نے فطحی مذہب سے رجوع کر لیا تھا اور وہ ثقہ جلیل ہے۔ (واللہ اعلم)

۳۷۔ باب الطاعة و التقوى

باب: اطاعت اور تقویٰ

1/1976 الكافی، ۱/۱/۷۳/۲ علی عن أبیه عن البزنطی عَنْ مُحَمَّدٍ أَخِي عُرَامٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: لاَ تَذْهَبْ بِكُمُ اَلْمَذَاهِبُ فَوَ اَللَّهِ مَا شِيعَتُنَا إِلاَّ مَنْ أَطَاعَ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ ـ

(ترجمہ) محمد سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: تمہیں مختلف مذاہب ادھر اُدھر نہ لے جائیں۔ اللہ کی قسم! ہمارا کوئی شیعہ نہیں مگر وہی جو اللہ کا اطاعت گزار ہے۔ [2]

بیان:

إسناد الإذهاب إلى المذاهب مجاز و المعنى لا تذهبوا المذاهب في طلب الرخص و المعاذير في تقصيركم في طاعة الله تعالى بسبب انتسابكم إلينا و لا تحسبوا أن مجرد القول بالتشيع كاف في النجاة أو أن التشيع مجرد القول و إظهار المحبة من دون مشايعة لنا في عبادة الله تعالى

❂ مذاہب کی طرف جانے کی نسبت دینا مجازاً ہے اور اس کا مفہوم یہ ہے کہ ہم سے وابستگی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں ناکامی پر رعایت اور عذر مانگنے کے لیے فرقوں کے پاس مت جاؤ اور یہ خیال نہ کرو کہ محض شیعہ کہتے ہو تو یہ بات نجات کے لیے کافی ہے یا یہ کہ شیعیت صرف یہ کہہ رہی ہے اور محبت کا اظہار کر رہی ہے بغیر خدا کی عبادت میں ہمارا ساتھ دے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے [3] لیکن میرے نزدیک حدیث صحیح ہے کیونکہ البزنطی کی موجودگی میں محمد اخی عرام کا مجہول ہونا مضر نہیں ہے بلکہ یہ اس کے ثقہ ہونے کی دلیل ہے۔ (واللہ اعلم)۔

---

[1] مرآۃ العقول: ۸/ ۴۶

[2] شرح الاخبار: ۳/ ۵۰۱؛ مجموعہ ورام: ۲/ ۱۸۵؛ وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۲۳۳؛ بحار الانوار: ۶۷/ ۹۵

[3] مرآۃ العقول: ۸/ ۴۸

2/1977 اَلْكَافِي، ۱/۳/۷۴/۲ اَلْقُمِّيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَالِمٍ وَ اَلْبَرْقِيُّ عَنْ أَبِيهِ جَمِيعاً عَنْ أَحْمَدَ بْنِ اَلنَّضْرِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شِمْرٍ عَنْ جَابِرٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: قَالَ لِي يَا جَابِرُ أَ يَكْفِي مَنِ اِنْتَحَلَ اَلتَّشَيُّعَ أَنْ يَقُولَ بِحُبِّنَا أَهْلَ اَلْبَيْتِ فَوَ اَللَّهِ مَا شِيعَتُنَا إِلاَّ مَنِ اِتَّقَى اَللَّهَ وَ أَطَاعَهُ. إِلَى أَنْ قَالَ: فَاتَّقُوا اَللَّهَ وَ اِعْمَلُوا لِمَا عِنْدَ اَللَّهِ لَيْسَ بَيْنَ اَللَّهِ وَ بَيْنَ أَحَدٍ قَرَابَةٌ أَحَبُّ اَلْعِبَادِ إِلَى اللهِ تَعَالَى وَ أَكْرَمُهُمْ عَلَيْهِ أَتْقَاهُمْ وَ أَعْمَلُهُمْ بِطَاعَتِهِ يَا جَابِرُ وَ اَللَّهِ مَا يُتَقَرَّبُ إِلَى اَللَّهِ تَعَالَى إِلاَّ بِالطَّاعَةِ مَا مَعَنَا بَرَاءَةٌ مِنَ اَلنَّارِ وَ لاَ عَلَى اَللَّهِ لِأَحَدٍ مِنْ حُجَّةٍ مَنْ كَانَ لِلَّهِ مُطِيعاً فَهُوَ لَنَا وَلِيٌّ وَ مَنْ كَانَ لِلَّهِ عَاصِياً فَهُوَ لَنَا عَدُوٌّ وَ مَا تُنَالُ وَلاَيَتُنَا إِلاَّ بِالْعَمَلِ وَ اَلْوَرَعِ.

(ترجمہ) جابر سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اے جابر! کیا تشیع کی نقالی کرنے والے کے لیے صرف زبانی قول کافی ہے کہ وہ ہم اہل بیت علیہم السلام سے محبت کرتا ہے؟ خدا کی قسم! ہمارا شیعہ کوئی اور نہیں مگر صرف وہ جو اللہ سے ڈرے اور اس کی اطاعت کرے۔۔ یہاں تک کہ آپؑ نے فرمایا: پس تم اللہ سے ڈرو اور جو کچھ اللہ کے پاس (اجروثواب) ہے اس کی خاطر عمل کرو کیونکہ اس کے اور کسی (بندے) کے درمیان کوئی قرابت داری نہیں ہے۔ اللہ کے نزدیک بندوں میں سب سے زیادہ محبوب وہ ہے جو اس کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا، اس کے نزدیک سب سے زیادہ متقی اور سب سے زیادہ فرمانبردار ہے۔ اے جابر! اللہ کی قسم! اللہ تعالی کا قرب حاصل نہیں ہوتا سوائے اس کی اطاعت کے، جہنم سے کوئی برات نہیں ہے اور اللہ پر کسی کو کوئی اختیار نہیں ہے۔ جو اللہ کی اطاعت کرنے والا ہے وہ ہمارا دوست ہیں اور جو اللہ کا نافرمان ہے وہ ہمارا دشمن ہے اور ہماری ولایت نہیں پایا جاسکتا مگر عمل اور ورع (پرہیزگاری) کے ذریعے۔[1]

بیان:

انتحال الشیء ادعاؤہ بغیر حق یقال انتحل فلان شعر غیرہ أو قول غیرہ إذا ادعاہ لنفسہ و تمام الحدیث قد مضی فی باب صفات المؤمن و علاماتہ

حق کے بغیر کسی چیز کی طرف منسوب کرنا جیسا کہ کہا گیا ہے کہ فلاں قبیلہ اپنے غیر کی طرف منسوب ہوا یا کسی قول کو اس کے غیر کی طرف منسوب کرنا جب اس کا دعویٰ اپنی ذات کے لیئے کیا جائے۔ یہ مکمل حدیث "باب صفات المؤمن و علاماتہ" میں گزر چکی ہے۔

[1] حدیث نمبر ۱۷۸۳ کے حوالہ جات کی طرف رجوع کیجیے۔

https://www.shiabookspdf.com

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے [1] لیکن میرے نزدیک سند حسن ہے کیونکہ عمرو بن شمر تفسیر قمی اور کامل الزیارات دونوں کا راوی ہے اور یہ توثیق کافی ہے۔ (واللہ اعلم)۔

3/1978 الکافی، ۱/۶/۷۵/۲ حمید عن ابن سماعة عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِهِ عَنْ أَبَانٍ عَنْ عمر (عَمْرٍو) بْنِ خَالِدٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: يَا مَعْشَرَ اَلشِّيعَةِ شِيعَةِ آلِ مُحَمَّدٍ كُونُوا اَلنُّمْرُقَةَ اَلْوُسْطَى يَرْجِعُ إِلَيْكُمُ اَلْغَالِي وَ يَلْحَقُ بِكُمُ اَلتَّالِي فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ مِنَ اَلْأَنْصَارِ يُقَالُ لَهُ سَعْدٌ جُعِلْتُ فِدَاكَ مَا اَلْغَالِي قَالَ قَوْمٌ يَقُولُونَ فِينَا مَا لاَ نَقُولُهُ فِي أَنْفُسِنَا فَلَيْسَ أُولَئِكَ مِنَّا وَ لَسْنَا مِنْهُمْ قَالَ فَمَا اَلتَّالِي قَالَ اَلْمُرْتَادُ يُرِيدُ اَلْخَيْرَ يُبَلِّغُهُ اَلْخَيْرَ يُؤْجَرُ عَلَيْهِ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا فَقَالَ وَ اَللَّهِ مَا مَعَنَا مِنَ اَللَّهِ بَرَاءَةٌ وَ لاَ بَيْنَنَا وَ بَيْنَ اَللَّهِ قَرَابَةٌ وَ لاَ لَنَا عَلَى اَللَّهِ حُجَّةٌ وَ لاَ نَتَقَرَّبُ إِلَى اَللَّهِ إِلاَّ بِالطَّاعَةِ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مُطِيعاً لِلَّهِ تَنْفَعُهُ وَلاَيَتُنَا وَ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ عَاصِياً لِلَّهِ لَمْ تَنْفَعْهُ وَلاَيَتُنَا وَيْحَكُمْ لاَ تَغْتَرُّوا وَيْحَكُمْ لاَ تَغْتَرُّوا.

(ترجمہ) امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: اے آل محمد علیہم السلام کے شیعو! تم درمیانی تکیہ گاہ بن جاؤ تاکہ غالی (آگے بڑھ جانے والا) تمہاری طرف پلٹ کر آئے اور تالی (مقصر) آگے آ کر تم سے ملحق ہو۔

انصار میں سے ایک مرد کہ جس کا نام سعد تھا، نے آپؑ سے عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہوں! غالی کون ہے؟

آپؑ نے فرمایا: یہ ایک گروہ ہے جو ہمارے بارے میں وہ کچھ کہتا ہے جو ہم نے اپنے بارے میں نہیں کہا ہے پس یہ لوگ ہم میں سے نہیں ہیں اور نہ ہم ان میں سے ہیں۔

اس نے عرض کیا: تالی (مقصر) کون ہے؟

آپؑ نے فرمایا: یہ پیچھے رہ جانے والا ہے۔ یہ خیر (بھلائی) کو چاہتا ہے اور بھلائی اس تک پہنچ جاتی ہے اور وہ اس کا اجر بھی پاتا ہے۔

اس کے بعد آپؑ نے ہماری طرف رخ کیا اور فرمایا: ہمارے پاس اللہ کی طرف سے کوئی برات نہیں ہے، نہ ہمارے اور اللہ کے درمیان کوئی رشتہ داری ہے، نہ خدا پر ہماری کوئی حجت ہے اور نہ ہم اطاعت کے علاوہ خدا کا قرب حاصل کر سکتے ہیں۔ پس تم میں سے جو اللہ کی اطاعت کرے گا تو اسے ہماری ولایت فائدہ دے گی اور تم

---

[1] مرآۃ العقول: ۸/۵۰

https://www.shiabookspdf.com

میں سے جو اللہ کی معصیت کرے گا تو اسے ہماری ولایت کوئی فائدہ نہیں دے گی۔ وائے ہو تم پر! فریب نہ کھاو، وائے ہو تم پر! دھوکا نہ کھاو۔ [1]

بیان:

النمرقة مثلثة الوسادة الصغيرة و في الكلام استعارة و المراد أنه كما كانت الوسادة التي يتوسد عليها الرجل إذا كانت رفيعة جدا أو خفيفة جدا لا تصلح للتوسد بل لا بد لها من حد من الارتفاع و الانخفاض حتى تصلح لذلك أنتم في دينكم و أئمتكم لا تكونوا غالين تجاوزون بهم عن مرتبتهم التي أقامهم الله عليها و جعلهم أهلا لها و هي الإمامة و الوصاية النازلتان عن الألوهية و النبوة كالنصارى الغالين في المسيح المعتقدين فيه الألوهية أو البنوة للإله و لا تكونوا أيضا مقصرين فيهم تنزلونهم و تجعلونهم كسائر الناس أو أنزل كاليهود و المقصرين في المسيح المنزلين له عن مرتبته بل كونوا كالنمرقة الوسطى و هي المقتصدة للتوسد يرجع إليكم الغالي و يلحق بكم التالي قوله ع يقولون فينا ما لا نقوله في أنفسنا يعني ما يزيد عن مرتبتنا من الربوبية أو النبوة أو نحو ذلك و المرتاد الطالب للاهتداء الذي لا يعرف الإمام و مراسم الدين بعد يريد التعلم و نيل الحق يبلغه الخير بدل من الخير يعني يريد أن يبلغه الخير ليؤجر عليه

✪ "النمرقة" چھوٹا تکیہ ہے اور کلام میں یہ استعارہ ہے اور اس سے مراد یہ ہے کہ وہ تکیہ جس پر آدمی آرام کرتا ہے اگر وہ بہت پتلا یا بہت نیچا ہو، تکیہ لگانے کے لیے موزوں نہیں ہے، بلکہ اس کے لیے موزوں ہونے کے لیے اسے اپنے قد اور افسردگی کو محدود کرنا چاہیے تم اپنے دین اور اپنے ائمہ میں ہو، ان کے ذریعہ ان کے درجات سے تجاوز نہ کرو جس پر خدا نے ان کو قائم کیا اور انہیں اس کے لائق بنایا، جو قیادت اور ولایت ہے جو الوہیت اور نبوت سے نکلتی ہے جیسا کہ عیسائیوں کی طرح۔ مسیح کو پیارے، اُس پر الوہیت یا خدا کی اولاد ماننے والے لوگ، یا یہودیوں کی طرح پست اور اُن لوگوں کی طرح جو مسیح میں کمی کرتے ہیں، جو اُسے اُس کے درجے سے گرا دیتے ہیں لیکن درمیانی درجے کی مانند بنو جو کہ سستی ہے۔ تبدیلی کا متلاشی جسے ابھی تک مذہب کی امامت اور رسومات کا علم نہیں ہے، وہ سچائی کو سیکھنا اور حاصل کرنا چاہتا ہے، اسے بھلائی کے بجائے بھلائی پہنچے گی یعنی وہ چاہتا ہے کہ اس تک بھلائی پہنچ جائے تا کہ وہ سچائی کو حاصل کرے اس کے لیے انعام دیا جائے۔

[1] بحارالانوار: ۶۷/۱۰۱؛ مسند الامام الباقرؑ: ۲/۲۴۰؛ مشکوۃ الانوار: ۶۶

''النمرقة'' چھوٹا تکیہ ہے اور یہ وہ ہے کہ جس پر آدمی آرام کرتا ہے۔ غالی تمہاری طرف رجوع کرے گا اور مقصر تم سے ہی آ کر ملحق ہوگا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: ''يقولون فينا ما لا نقوله في أنفسنا'' اس سے مراد ایسی چیز ہے جو ہماری الوہیت، نبوت، یا اس جیسی چیزوں سے زیادہ ہے۔

''المرتاد'' ہدایت کا متلاشی جو ابھی تک دین کی امامت اور تقاریب کو نہیں جانتا، حق کو سیکھنا اور حاصل کرنا چاہتا ہے نیکی کے بجائے نیکی اس تک پہنچے گی یعنی وہ چاہتا ہے کہ نیکی اس تک پہنچے تا کہ اس کا اجر ملے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مرسل ہے۔[1]

4/1979 الفقیہ، ۵۸۶۹/۴۰۳/۴ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ : قَالَ اَللَّهُ جَلَّ جَلاَلُهُ أَيُّمَا عَبْدٍ أَطَاعَنِي لَمْ أَكِلْهُ إِلَى غَيْرِي وَ أَيُّمَا عَبْدٍ عَصَانِي وَكَلْتُهُ إِلَى نَفْسِهِ ثُمَّ لَمْ أُبَالِ فِي أَيِّ وَادٍ هَلَكَ

(ترجمہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ بزرگ و برتر فرماتا ہے کہ جس بندے نے میری اطاعت کی تو اس کو میں نے اپنے غیر کے حوالے نہیں کیا اور جس بندے نے میری معصیت کی تو اس کو میں نے اس کے نفس کے حوالے کر دیا اور مجھے پرواہ نہیں کہ وہ کس وادی میں ہلاک ہوتا ہے۔[2]

تحقیق اسناد:

شیخ صدوق نے یہاں سند درج نہیں کی لیکن امالی میں سند ذکر کی ہے جو موثق کالصحیح ہے[3] جبکہ میرے نزدیک حسن کالصحیح ہے (واللہ اعلم)

5/1980 الفقیہ، ۵۸۷۱/۴۰۴/۴ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ : قَالَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ إِذَا عَصَانِي مَنْ خَلْقِي مَنْ يَعْرِفُنِي سَلَّطْتُ عَلَيْهِ مِنْ خَلْقِي مَنْ لاَ يَعْرِفُنِي.

(ترجمہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میری مخلوق میں سے جو میری معرفت رکھتا ہے اس نے جب بھی میری نافرمانی کی تو میں نے اس پر اپنی مخلوق میں سے ایسے شخص کو مسلط کر دیا جو میری معرفت نہیں

[1] مراۃ العقول: ۸/ ۵۴

[2] امالی صدوق: ۳۸۹؛ روضۃ الواعظین: ۲/ ۴۲۰؛ مشکاۃ الانوار: ۸۵؛ جامع الاخبار: ۱۰۰؛ وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۳۰۷؛ کلیات حدیث قدسی: ۲۹۱؛ بحار الانوار: ۶۸/ ۱۷۸

[3] روضۃ المتقین: ۱۳/ ۱۵۶

رکھتا۔[1]

تحقیق اسناد:

شیخ صدوق نے یہاں سند ذکر نہیں کی البتہ امالی میں ذکر کی ہے مگر وہ مجہول ہے لیکن یہی حدیث آقا کلینی نے عباد بن صہیب سے روایت کی ہے جس کی سند حسن موثق ہے[2] یا صحیح ہے[3] یا موثق کالصحیح ہے[4] (واللہ اعلم)۔

6/1981 الکافی،۲۰۵/۱۸۲/۸ العدۃ عن سھل عن السراد عن ابن رئاب عن الحذاء عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ قَالَ: قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ عَلَى الصَّفَا فَقَالَ يَا بَنِي هَاشِمٍ يَا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ وَ إِنِّي شَفِيقٌ عَلَيْكُمْ وَ إِنَّ لِي عَمَلِي وَ لِكُلِّ رَجُلٍ مِنْكُمْ عَمَلَهُ لاَ تَقُولُوا إِنَّ مُحَمَّداً مِنَّا وَ سَنَدْخُلُ مَدْخَلَهُ فَلاَ وَ اللَّهِ مَا أَوْلِيَائِي مِنْكُمْ وَ لاَ مِنْ غَيْرِكُمْ يَا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ إِلاَّ الْمُتَّقُونَ أَلاَ فَلاَ أَعْرِفُكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تَأْتُونَ تَحْمِلُونَ الدُّنْيَا عَلَى ظُهُورِكُمْ وَ يَأْتُونَ النَّاسُ يَحْمِلُونَ الْآخِرَةَ أَلاَ إِنِّي قَدْ أَعْذَرْتُ إِلَيْكُمْ فِيمَا بَيْنِي وَ بَيْنَكُمْ وَ فِيمَا بَيْنِي وَ بَيْنَ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ فِيكُمْ۔

(ترجمہ) حذاء سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الصفا پر کھڑے ہوئے اور فرمایا: اے قبیلہ ہاشم! اے قبیلہ عبدالمطلب! میں تم سب کے لیے اللہ کا رسول ہوں اور میں تم پر مہربان ہوں اور میرے لیے میرے اعمال ہیں اور تم میں سے ہر آدمی کے لیے اس کا اپنا عمل ہے۔ یہ مت کہو کہ (حضرت) محمدؐ ہم میں سے ہیں لہٰذا ہم وہاں داخل ہوں گے جہاں وہ داخل ہوں گے۔ نہیں، اللہ کی قسم! اے قبیلہ عبدالمطلب! نہ تم میں سے اور نہ ہی دوسروں میں سے میرا کوئی دوست (داخل ہوگا) سوائے پرہیز گاروں کے، ورنہ میں تمہیں قیامت کے دن نہ پہچانوں گا۔ تم دنیا کا بوجھ پیٹھ پر لے کر آؤ گے اور لوگ آخرت لے کر آ رہے ہوں گے۔ پس میں تمہیں خبردار کرتا ہوں اس کے بارے میں کہ جو کچھ میرے اور تمہارے درمیان ہے اور جو کچھ تمہارے بارے میں

---

[1] وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۳۰۷؛ کلیات حدیث قدسی: ۲۹۱؛ امالی صدوق: ۲۲۹؛ بحارالانوار: ۷۰/ ۳۴۷؛ الکافی: ۲/ ۲۷۶ ح ۳۰؛ الوافی: ۵/ ۱۰۰۸ح ۳۴۸۹

[2] مراۃ العقول: ۹/ ۴۲۹

[3] آفاق نیایش تفسیر دعای کمیل مظاہری: ۵ ۴۳

[4] روضۃ المتقین: ۱۳/ ۱۵۷

https://www.shiabookspdf.com

میرے اور اللہ عزوجل کے درمیان ہے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے [2] لیکن میرے نزدیک سند موثق کالصحیح ہے کیونکہ سہل ثقہ ثابت ہے۔ (واللہ اعلم)۔

7/1982 الکافی،۸/۱۸۲/۲۰۴ الثلاثة عن البجلي عن محمد عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: لَمَّا وَلِيَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ صَعِدَ اَلْمِنْبَرَ فَحَمِدَ اَللَّهَ وَ أَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ إِنِّي وَ اَللَّهِ لاَ أَرْزَؤُكُمْ مِنْ فَيْئِكُمْ دِرْهَماً مَا قَامَ لِي عِذْقٌ بِيَثْرِبَ فَلْيَصْدُقْكُمْ أَنْفُسُكُمْ أَ فَتَرَوْنِي مَانِعاً نَفْسِي وَ مُعْطِيَكُمْ قَالَ فَقَامَ إِلَيْهِ عَقِيلٌ فَقَالَ لَهُ وَ اَللَّهِ لَتَجْعَلَنِّي وَ أَسْوَدَ بِالْمَدِينَةِ سَوَاءً فَقَالَ اِجْلِسْ أَمَا كَانَ هَاهُنَا أَحَدٌ يَتَكَلَّمُ غَيْرُكَ وَ مَا فَضْلُكَ عَلَيْهِ إِلاَّ بِسَابِقَةٍ أَوْ بِتَقْوَى۔

ترجمہ: محمد سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب حضرت علی علیہ السلام (ظاہری) خلافت پر فائز ہوئے تو منبر پر جا کر پہلے خدا کی حمد و ثناء کی، اس کے بعد فرمایا: اللہ کی قسم! میں تم لوگوں کے فئے میں سے تمہیں ایک درہم بھی نہیں دوں گا جب تک کہ میرے لیے یثرب کی کھجوریں کھڑی ہیں پس تم اپنے نفسوں کو تصدیق کرنے دو۔ تمہارا کیا خیال ہے کہ میں اپنے آپ کو روکوں گا اور تمہیں عطا کروں گا؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: (آپؑ کے بھائی) عقیل نے کھڑے ہو کر آپؑ سے عرض کیا: اللہ کی قسم! کیا آپ مجھے اور مدینہ کے ایک سیاہ فام کو برابر کر دیں گے؟

آپؑ نے فرمایا: بیٹھ جاو۔ کیا یہاں تمہارے علاوہ کوئی نہ تھا جو بات کرتا؟ اور تجھے اس (سیاہ فام) پر سوائے سابق ہونے یا تقویٰ کے اور کیا فضیلت ہے؟ [3]

بیان:

لا أرزؤكم بتقديم المهملة على المعجمة لا أنقصكم و الفيء الغنيمة و العذق بالفتح النخلة بحملها و بالكسر الكباسة و هي من التمر بمنزلة العنقود من العنب و يثرب مدينة الرسول فلتصدقكم من الصدق أ فترونى إثبات لا إنكار و يحتمل أن يكون إنكارا و يكون الممنوع منه نفسه ع جزاء العدل في الآخرة و إنما شكا عقيل رضي الله عنه التسوية لا المنع من العطاء

[1] مجموعہ ورام:۲/۱۵۱؛ مسند الامام الباقرؑ:۲/۳۲۷؛ مسند سہل بن زیاد:۳/۲۸۱

[2] مرآۃ العقول:۲۶/۴۳

[3] وسائل الشیعہ:۱۵/۱۰۵؛ بحارالانوار:۴۱/۱۳۱؛ مسند الامام الصادقؑ:۴/۲۲؛ مجموعہ ورام:۲/۱۵۱

https://www.shiabookspdf.com

فأجابه ع بأن العدل يقتضي ذلك و أريد بالسابقة إلى الإيمان و المبادرة إلى الهجرة أو خصلة من خصال الخير كما مر تحقيقه في باب السبق إلى الإيمان فإن قيل فما باله ع كان لا يراعي التقوى و السابقة في العطاء بالتفضيل بل كان يسوي بينهم جميعا قلنا لأن ذلك مما يؤجر عليه في الآخرة دون الدنيا التي احتياجهم فيها سواء

❁ ''لاأرزأكم ''میں نہیں چاہتا کہ آپ لغویات پر نظر انداز کرنے والوں کو ترجیح دیں، میں آپ کو کم نہیں کرتا''والفیء''غنیمت ''والعذق''فتح کے ساتھ، کھجور کا درخت، کھول کر اسے اٹھا کر اور اسے دبا کر توڑ کر توڑ دیں۔ انگوروں کے جھرمٹ کی طرح کھجوریں،''ویثرب'' رسول ﷺ کا شہر، میں تمہیں سچ بتاتا ہوں، آخرت میں انصاف کا صلہ، لیکن جناب عقیلؑ نے تصفیہ کی شکایت کی، نہ کہ ممانعت کی تو آپؑ نے جواب دیا کہ انصاف کا تقاضا ہے، اور میں ایمان پر سبقت چاہتا ہوں اور ہجرت میں جلدی کرنا، یا نیکی کا معیار چاہتا ہوں جیسا کہ ایمان کو مقدم کرنے کے باب میں تحقیق کیا گیا ہے۔ فضیلت دینے میں تقویٰ اور پرہیزگاری کو پیش نظر نہ رکھا، بلکہ سب کے ساتھ یکساں سلوک فرماتے تھے۔ سبقت سے میری مراد اور ہجرت کی طرف پہل کرنا ہے یا نیکی کی صفات میں سے ایک صفت، جیسا کہ اس کی تحقیق ''باب السبق الی الایمان'' میں گزر چکی ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ اس کے ساتھ کیا معاملہ ہے، اس نے غور نہیں کیا۔ پرہیزگاری اور ترجیح دینے میں سبقت بلکہ سب کے ساتھ یکساں سلوک کیا۔ ہم نے اس لیے کہا کہ اس کا بدلہ آخرت میں ملے گا، اس دنیا میں نہیں جس میں ان کی ضرورت ایک جیسی ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے [1] یا پھر سند حسن ہے [2] اور میرے نزدیک سند صحیح ہے (واللہ اعلم)

8/1983 الکافی،۸/۲۳۴/۳۱۲ السراد عَنْ مَالِكِ بْنِ عَطِيَّةَ عَنِ اَلثُّمَالِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: لاَ حَسَبَ لِقُرَشِيٍّ وَ لاَ لِعَرَبِيٍّ إِلاَّ بِتَوَاضُعٍ وَ لاَ كَرَمَ إِلاَّ بِتَقْوَى وَ لاَ عَمَلَ إِلاَّ بِالنِّيَّةِ وَ لاَ عِبَادَةَ إِلاَّ بِالتَّفَقُّهِ أَلاَ وَ إِنَّ أَبْغَضَ اَلنَّاسِ إِلَى اَللَّهِ مَنْ يَقْتَدِي بِسُنَّةِ إِمَامٍ وَ لاَ يَقْتَدِي بِأَعْمَالِهِ.

(ترجمہ) ثمالی سے روایت ہے کہ امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا: کسی قریشی اور کسی عربی کے لیے کوئی حسب نہیں

---

[1] فقہ الصادق:۱۹/۲۰۶؛السیاسۃ من واقع الاسلام حسینی شیرازی:۱۰۵؛ماوراءالفقہ:۲/۲۳۹؛دراسات فی ولایۃ الفقیہ منتظری:۳/۳۵۸

[2] مرآۃ العقول:۲۶/۷۲

سوائے تواضع کے، کوئی عزت نہیں سوائے تقویٰ کے، کوئی عمل نہیں سوائے نیت کے اور کوئی عبادت نہیں سوائے تفقہ (سمجھ بوجھ) کے۔ آگاہ ہو جاو! اللہ کے نزدیک لوگوں میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ شخص وہ ہے جو کسی امام کی سنت کی اقتداء تو کرے لیکن اپنے اعمال سے اقتداء نہ کرے۔ [1]

بیان:

أريد بالحسب الشرف و المجد و بالنية نية وجه الله سبحانه أو طلب ثوابه أو الهرب من عقابه و بالسنة الطريقة و المذهب و العقيدة

❂ حسب سے میری مراد شرف اور بزرگی ہے اور نیت سے مراد اللہ تعالیٰ کی خاطر نیت کرنا ہے یا اس کے ثواب کی طلب یا اس کے عذاب کا خوف ہے اور سنت سے مراد طریقہ، مذہب اور عقیدہ ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے [2] یا پھر حسن ہے [3] اور میرے نزدیک حدیث کی سند حسن کالصحیح ہے اور الخصال والی سند بھی اسی طرح ہے (واللہ اعلم)

9/1984 الكافى، ۳۴/۷۹/۸ العدة عن سهل عن بكر بن صالح عن الحسن بن على عن ابن المغيرة عن جَعْفَرُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ [بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ اَلطَّيَّارِ] عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَنْ أَبِيهِ عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: حَسَبُ اَلْمَرْءِ دِينُهُ وَ مُرُوءَتُهُ وَ عَقْلُهُ وَ شَرَفُهُ وَ جَمَالُهُ وَ كَرَمُهُ تَقْوَاهُ.

(ترجمہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آدمی کا حسب اس کے دین، اس کی شجاعت، اس کی عقل، اس کی شرافت اور اس کی خوبصورتی کے مطابق ہوتا ہے اور اس کی عزت اس کا تقویٰ ہے۔ [4]

بیان:

أريد بالجمال الزينة الظاهرة من الأخلاق الحسنة و الأطوار المستحسنة

❂ جمال سے میری مراد اخلاق حسنہ اور اطوار مستحسنہ سے ظاہری زینت ہے۔

---

[1] الخصال: ۱/ ۱۸؛ تحف العقول: ۲۸۰؛ بحار الانوار: ۱/ ۲۰۷ و ۶۷/ ۲۰۴ و ۷۵/ ۸/ ۱۳۸؛ مجموعہ ورام: ۲/ ۱۵۲؛ مسند الامام السجاد: ۲/ ۳۳۴

[2] معجم الاحادیث المعتبرہ: ۳/ ۸۵

[3] مرآۃ العقول: ۲۶/ ۸/ ۱۷؛ الرسائل الاعتقادیہ خواجوی: ۱/ ۷۴

[4] الجعفریات: ۱۵۰؛ مستدرک الوسائل: ۸/ ۲۲۲ ح ۹۳۰۶؛ بحار الانوار: ۱/ ۹۴ و ۲۶/ ۴۰۴

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے [1]۔

10/1985 الکافی ،۹/۴۹/۸ علی بن محمد عمن ذکرہ عن محمد بن الحسین و حمید عن ابن سماعة جمیعاً عن المیثمی عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِهِ قَالَ: قَرَأْتُ جَوَاباً مِنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ إِلَى رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِهِ أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّي أُوصِيكَ بِتَقْوَى اَللَّهِ فَإِنَّ اَللَّهَ قَدْ ضَمِنَ لِمَنِ اِتَّقَاهُ أَنْ يُحَوِّلَهُ عَمَّا يَكْرَهُ إِلَى مَا يُحِبُّ (وَ يَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لاٰ يَحْتَسِبُ) فَإِيَّاكَ أَنْ تَكُونَ مِمَّنْ يَخَافُ عَلَى اَلْعِبَادِ مِنْ ذُنُوبِهِمْ وَ يَأْمَنُ اَلْعُقُوبَةَ مِنْ ذَنْبِهِ فَإِنَّ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ لاَ يُخْدَعُ عَنْ جَنَّتِهِ وَ لاَ يُنَالُ مَا عِنْدَهُ إِلاَّ بِطَاعَتِهِ إِنْ شَاءَ اَللَّهُ ۔

ترجمہ: میثمی نے اپنے اصحاب میں سے ایک شخص سے روایت کی ہے، اس کا بیان ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے ان کے ساتھیوں میں سے ایک آدمی کی طرف آپ کا جواب پڑھا: امابعد! میں آپ سب کو اللہ کے تقویٰ کی نصیحت کرتا ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کی ذمہ داری لی ہے جو پرہیزگار ہے کہ وہ اس کو اس سے باز رکھے اور وہ رزق دیتا ہے جہاں سے اس کی توقع نہیں ہوتی ہے۔ لہٰذا ان لوگوں میں سے ہونے سے بچو جو بندوں سے ان کے گناہوں کی وجہ سے ڈرتے ہیں جبکہ وہ خود اپنے گناہوں کے انجام سے محفوظ محسوس کرتے ہیں۔ اللہ کو اس کی جنت کے بارے میں دھوکہ نہیں دیا جاسکتا اور نہ ہی وہ حاصل کیا جاسکتا ہے جو اس کے پاس ہے سوائے اس کی اطاعت کے، ان شاء اللہ۔ [2]

بیان:

أشار ع بقوله إن الله قد ضمن إلى قوله سبحانه وَمَنْ يَتَّقِ اللهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجاً [1] لا يخدع عن جنته يعني لا يمكن دخول جنته بالمخادعة معه سبحانه و المكر به تعالى عن ذلك

امام علیہ السلام نے اپنے قول سے اشارہ کیا کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے اپنے اس فرمان کے ذریعہ ضمانت لی ہے کہ فرمایا:

وَمَنْ يَتَّقِ اللهَ يَجْعَلْ لَّهُ مَخْرَجًا ۔

"اور جو اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے لیے (مشکلات سے) نکلنے کا راستہ بنا دیتا ہے۔ (سورہ الطلاق: ۲)۔"

وہ اپنی جنت سے دھوکا نہیں کھاتا یعنی اسے دھوکہ دے کر اس کی جنت میں داخل ہونا ممکن نہیں ہے، وہ پاک

---

[1] مرآۃ العقول: ۲۵/ ۱۸۱

[2] مجموعہ ورام: ۲/ ۳۶؛ اعلام الدین: ۲۲۲؛ بحار الانوار: ۷۵/ ۲۲۴؛ تفسیر نور الثقلین: ۵/ ۳۵۵؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۳/ ۳۰۴؛ عوالم العلوم: ۲۰/ ۶۵۳

https://www.shiabookspdf.com

ہے اور اس کے لیے اس کو فریب دیتا ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مرسل ہے[1]

11/1986 الکافی،۲۷۹/۲۲۲/۸ العدۃ عن سهل عن محمد بن عبد الحمید عن یونس عن اَلْعَقَرْقُوفِيِّ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ شَيْءٌ يُرْوَى عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اَللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ ثَلاَثٌ يُبْغِضُهَا اَلنَّاسُ وَ أَنَا أُحِبُّهَا أُحِبُّ اَلْمَوْتَ وَ أُحِبُّ اَلْفَقْرَ وَ أُحِبُّ اَلْبَلاَءَ فَقَالَ إِنَّ هَذَا لَيْسَ عَلَى مَا يَرْوُونَ إِنَّمَا عَنَى اَلْمَوْتُ فِي طَاعَةِ اَللَّهِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ اَلْحَيَاةِ فِي مَعْصِيَةِ اَللَّهِ وَ اَلْبَلاَءُ فِي طَاعَةِ اَللَّهِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ اَلصِّحَّةِ فِي مَعْصِيَةِ اَللَّهِ وَ اَلْفَقْرُ فِي طَاعَةِ اَللَّهِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ اَلْغِنَى فِي مَعْصِيَةِ اَللَّهِ.

(ترجمہ) عقرقوفی سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: ابوذر سے ایک روایت کی جاتی ہے کہ وہ فرمایا کرتے تھے: تین چیزوں سے لوگ بغض رکھتے ہیں جبکہ میں ان سے محبت رکھتا ہوں: میں موت سے محبت رکھتا ہوں، میں فقر سے محبت رکھتا ہوں اور میں بلا سے محبت رکھتا ہوں۔

آپؑ نے فرمایا: یہ ویسا نہیں ہے جیسا وہ لوگ روایت کرتے ہیں، ان کی مراد یہ تھی کہ ایسی موت کہ جو اللہ کی اطاعت میں ہو وہ مجھے اللہ کی نافرمانی میں (گذرنے والی) زندگی سے زیادہ محبوب ہے، وہ بلاء جو اللہ کی اطاعت میں ہو وہ مجھے اللہ کی نافرمانی میں (ملنے والی) صحت سے زیادہ محبوب ہے اور وہ فقر جو اللہ کی اطاعت میں ہو وہ مجھے اللہ کی نافرمانی (کی حالت) میں غنی ہونے سے زیادہ محبوب ہے۔[2]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے[3] لیکن میرے نزدیک سند موثق ہے کیونکہ سہل ثقہ مگر غیر امامی ہے اور محمد بن عبدالحمید کامل الزیارات کا راوی ہے۔ (واللہ اعلم)

12/1987 الکافی،۱/۵/۷۵/۲ محمد عن أحمد عن محمد بن سنان عن الفضیل بن عثمان عن الحذاء عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ كَانَ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ صَلَوَاتُ اَللَّهِ عَلَيْهِ يَقُولُ: لاَ يَقِلُّ عَمَلٌ مَعَ

---

[1] مرآۃ العقول:۲۵/ ۱۰۶

[2] معانی الاخبار:۱۶۵؛ نوادر الاخبار:۳۱۰؛ بحار الانوار:۶/ ۱۲۹ و ۶۹/ ۳۹ و ۷۸/ ۱۷۲

[3] مرآۃ العقول:۲۶/ ۱۳۸

تَقْوَی وَ کَیْفَ یَقِلُّ مَا یُتَقَبَّلُ۔

(ترجمہ) امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام فرمایا کرتے تھے: تقویٰ کے ساتھ عمل کم نہیں ہوتا اور وہ بھلا کیسے کم ہو جو قبول کیا جاتا ہے؟ ①

بیان:

أشار بآخر الحديث إلى قوله سبحانه إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ

ایک دوسری حدیث کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی طرف اشارہ ہے کہ فرمایا:

إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ۔

"اللہ تو صرف تقویٰ رکھنے والوں سے قبول کرتا ہے۔(سورہ المائدہ:۲۷)"

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف علی المشہور ہے ② لیکن میرے نزدیک حدیث کی سند حسن ہے کیونکہ محمد بن سنان ثقہ ثابت ہے۔(واللہ اعلم)

13/1988 الکافی، ۱/۷/۷۶/۲ العدة عن البرقی عَنْ عُثْمَانَ عَنْ مُفَضَّلِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ فَذَكَرْنَا الْأَعْمَالَ فَقُلْتُ أَنَا مَا أَضْعَفَ عَمَلِي فَقَالَ مَهْ اِسْتَغْفِرِ اللَّهَ ثُمَّ قَالَ لِي إِنَّ قَلِيلَ الْعَمَلِ مَعَ التَّقْوَى خَيْرٌ مِنْ كَثِيرِ الْعَمَلِ بِلاَ تَقْوَى قُلْتُ كَيْفَ يَكُونُ كَثِيرٌ بِلاَ تَقْوَى قَالَ نَعَمْ مِثْلُ الرَّجُلِ يُطْعِمُ طَعَامَهُ وَ يَرْفُقُ جِيرَانَهُ وَ يُوَطِّئُ رَحْلَهُ فَإِذَا ارْتَفَعَ لَهُ الْبَابُ مِنَ الْحَرَامِ دَخَلَ فِيهِ فَهَذَا الْعَمَلُ بِلاَ تَقْوَى وَ يَكُونُ الْآخَرُ لَيْسَ عِنْدَهُ فَإِذَا ارْتَفَعَ لَهُ الْبَابُ مِنَ الْحَرَامِ لَمْ يَدْخُلْ فِيهِ۔

(ترجمہ) مفضل بن عمر سے روایت ہے کہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا۔ پس ہم نے اعمال کا تذکرہ کیا تو میں نے عرض کیا: میں اپنے عمل میں کس قدر کمزور ہوں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: ٹھہر جا۔(ایسا کہنے پر) طلب مغفرت کر۔

پھر مجھ سے فرمایا: وہ قلیل عمل جو تقویٰ کے ساتھ کیا جائے وہ اس کثیر عمل سے بہتر ہے جو تقویٰ کے بغیر کیا جائے۔

---

① نہج البلاغہ: ۳۸۳؛ امالی مفید: ۲۹ و ۱۹۳ و ۲۸۳؛ امالی طوسی: ۶۰؛ غرر الحکم: ۷۸۵؛ عیون الحکم: ۵۴۱؛ مجموعہ ورام: ۲/ ۱۸۶؛ الصراط المستقیم: ۱/ ۱۸۱؛ وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۲۴۰؛ بحار الانوار: ۶۷/ ۲۹۲ و ۷۵/ ۳۵؛ مستدرک الوسائل: ۱۱/ ۲۶۶؛ فضائل امیر المومنینؑ: ۱۱۳

② مرآۃ العقول: ۸/ ۵۴

میں نے عرض کیا: تقویٰ کے بغیر کثیر کیسے ہوسکتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اس کی مثال یہ ہے کہ ایک آدمی (غریبوں کو) کھانا کھلاتا ہے، اپنے پڑوسیوں سے نرمی کرتا ہے اور (لوگوں کے کاموں کے لیے) اپنی سواری کو روندتا ہے مگر جونہی اس کے لیے کسی حرام کاری کا دروازہ کھلتا ہے تو اس میں داخل ہوجاتا ہے۔ پس یہ تقویٰ کے بغیر عمل (کثیر) ہے اور دوسرا شخص وہ ہے جس کے پاس (عمل تو) کچھ نہیں ہے مگر جب اس کے لیے حرام کاری کا دروازہ کھلتا ہے تو وہ اس میں داخل نہیں ہوتا۔ [1]

بیان:

لعل ردعه ع المفضل عن استقلاله العمل و أمره بالاستغفار منه كان لاستشمامه منه رائحة الاتكال على العمل مع أن العمل هين جدا في جنب التقوى لاشتراط قبوله بها و لهذا نبهه على ذلك و توطئة الرحل كناية عن التواضع و التذلل يقال فرش وطئ لا يؤذي جنب النائم يعني رحله مهد يتمكن منه من يصاحبه و لا يتأذى أو كناية عن الكرم و الضيافة كما يأتي

✪ شاید امام علیہ السلام کو اپنے کام کی آزادی سے روکنا اور آپ سے استغفار کرنے کا حکم اس لیے تھا کہ آپؑ نے اس سے کام پر انحصار کی خوشبو سونگھی حالانکہ تقویٰ کے پہلو میں کام بہت آسان ہے کیونکہ اسے قبولیت کی ضرورت ہوتی ہے اس سے اور اسی وجہ سے اس نے اسے تنبیہ کی اور کاٹھی کو روندنا عاجزی اور انکساری کا استعارہ ہے اس کا سفر ہموار ہے جس سے وہ اس کا ساتھ دے اور اسے نقصان نہ پہنچے یا سخاوت اور مہمان نوازی کا استعارہ جیسا کہ انشاءاللہ "باب حسن الخلق" میں آئے گا۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف علی المشہور (مگر) معتبر ہے [2] اور میرے نزدیک حدیث کی سند حسن کالصحیح ہے کیونکہ عثمان بن عیسیٰ ثقہ اور امامی ہے اور مفضل بن عمر ثقہ جلیل ثابت ہے (واللہ اعلم)۔

14/1989 الكافي، ۱/۸/۷۶/۲ الاثنان عَنْ أَبِي دَاوُدَ ٱلْمُسْتَرِقِّ عَنْ مُحَسِّنٍ ٱلْمِيثَمِيِّ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ شُعَيْبٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ ٱللَّهِ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ يَقُولُ: مَا نَقَلَ ٱللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ عَبْداً مِنْ ذُلِّ ٱلْمَعَاصِي إِلَى عِزِّ ٱلتَّقْوَى إِلاَّ أَغْنَاهُ مِنْ غَيْرِ مَالٍ وَ أَعَزَّهُ مِنْ غَيْرِ عَشِيرَةٍ وَ آنَسَهُ مِنْ غَيْرِ بَشَرٍ ۔

(ترجمہ) یعقوب بن شعیب سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ فرما رہے تھے: اللہ کسی

---

[1] بحارالانوار: ۶۷/۱۰۴؛ وسائل الشیعہ: ۱۵/۲۳۱؛ مجموعہ ورام: ۲/۱۸۶؛ سفینۃ البحار: ۲/۱۵۶

[2] مرآۃ العقول: ۸/۵۶

https://www.shiabookspdf.com

بندے کو گناہوں کی ذلت سے نکال کر تقویٰ کی طرف منتقل نہیں کرتا مگر یہ کہ اسے بغیر مال کے غنی قرار دیتا ہے، بغیر خاندان کے عزت دار قرار دیتا ہے اور بغیر کسی بشر کے اسے مانوس کر دیتا ہے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف علی المشہور ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث کی سند محسن المیثمی کی وجہ سے مجہول ہے اور معلی ثقہ جلیل ثابت ہے (واللہ اعلم)۔

15/1990 الکافی، ۱/۹/۷۷/۲ محمد عن ابن عیسی عن علی بن النعمان عن الشحام قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: عَلَيْكَ بِتَقْوَى اَللَّهِ وَ اَلْوَرَعِ وَ اَلاِجْتِهَادِ وَ صِدْقِ اَلْحَدِيثِ وَ أَدَاءِ اَلْأَمَانَةِ وَ حُسْنِ اَلْخُلُقِ وَ حُسْنِ اَلْجِوَارِ وَ كُونُوا دُعَاةً إِلَى أَنْفُسِكُمْ بِغَيْرِ أَلْسِنَتِكُمْ وَ كُونُوا زَيْناً وَ لاَ تَكُونُوا شَيْناً وَ عَلَيْكُمْ بِطُولِ اَلرُّكُوعِ وَ اَلسُّجُودِ فَإِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا أَطَالَ اَلرُّكُوعَ وَ اَلسُّجُودَ هَتَفَ إِبْلِيسُ مِنْ خَلْفِهِ وَ قَالَ يَا وَيْلَهُ أَطَاعَ وَ عَصَيْتُ وَ سَجَدَ وَ أَبَيْتُ

(ترجمہ) شحام سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سنا، آپ فرما رہے تھے: تم پر لازم ہے کہ تقویٰ الٰہی، پرہیز گاری، اجتہاد، گفتگو کی سچائی، امانت کی ادائیگی، اچھا اخلاق اور بہترین ہمسائیگی کو اختیار کرو، زبانوں کے بغیر لوگوں کو اپنی طرف بلانے والے بن جاؤ اور باعث زینت بنو، باعث ننگ و عار نہ بنو اور تم پر لازم ہے کہ رکوع اور سجود کو طول دو کیونکہ تم میں سے جب کسی شخص کے رکوع و سجود لمبے ہوتے ہیں تو ابلیس اس کے پیچھے سے آواز دیتا ہے اور کہتا ہے: ہائے افسوس! اس نے اطاعت کی اور میں نے نافرمانی کی، اس نے سجدہ کیا اور میں نے انکار کیا۔ [3]

بیان:

كونوا دعاة إلى أنفسكم بغير ألسنتكم أي كونوا داعين الناس إلى طريقتكم المثلى و مذهبكم الحق بمحاسن أعمالكم و مكارم أخلاقكم فإن الناس إذا رأوكم على سيرة حسنة و هدى جميل نازعتهم أنفسهم إلى الدخول فيما ذهبتم إليه من التشيع و تصويبكم فيما تقلدتم من طاعة أئمتكم ع و كونوا زينا أي لنا و لا تكونوا شينا يعني علينا و الويل الحزن و الهلاك و المشقة

[1] وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۲۴۱؛ بحار الانوار: ۶۷/ ۲۸۶؛ مسند الامام الصادق: ۶/ ۲۵

[2] مرآۃ العقول: ۸/ ۵۸

[3] المحاسن: ۱/ ۱۸؛ بحار الانوار: ۶۷/ ۲۹۹ و ۷۵/ ۱۹۹ و ۸۶/ ۱۳۵؛ وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۲۴۵

https://www.shiabookspdf.com

من العذاب و كل من وقع في هلكة دعا بالويل و معنى النداء فيه يا حزني و يا هلاكي و يا عذابي احضر فهذا وقتك و أوانك فكأنه نادى الويل أن يحضره لما عرض له من الأمر الفظيع و هو الندم على ترك السجود لآدم و أضاف الويل إلى ضمير الغائب حملا على المعنى و عدل عن حكاية قول إبليس يا ويلي كراهة أن يضيف الويل إلى نفسه كذا في النهاية الأثيرية

❂ ''کونوا دعاۃ الی انفسکم بغیر السنتکم'' اپنی زبان کے بغیر اپنے آپ کو پکارنے والے بنو یعنی لوگوں کو اپنے مثالی راستے اور اپنے سچے عقیدہ کی طرف اپنے اعمال صالحہ اور اپنے باوقار اخلاق سے بلاؤ کیونکہ اگر لوگ تمہیں اچھی زندگی اور خوبصورت ہدایت پر دیکھیں گے تو وہ خود اپنا محاسبہ کریں گے کہ وہ اس میں داخل ہو جائیں جس کی طرف تم تشیع میں گئے ہو اور جس چیز میں تم نے اپنے ائمہ کی اطاعت میں تقلید کی ہے اس میں تمہاری اصلاح کریں، اور تم زینت بنو یعنی ہمارے لیئے اور باعث شرمندگی نہ بنو یعنی ہمارے لیئے اور افسوس ہے غم، فنا اور عذاب سے سختی، اور جو بھی تباہی میں پڑ جائے وہ حسرت کی دعا کرتا ہے اور اس میں پکار کا مفہوم ہے، اے میرے غم، اے میری بربادی، اور اے میرے عذاب، آؤ، یہ ہے آپ کا وقت اور آپ کا وقت، گویا اس نے افسوس کے لیے پکارا کہ جب اسے پیش کیا گیا تو اس کے پاس ایک خوفناک چیز ہے اور اسے جانے پر افسوس ہے۔

اسی طرح کتاب ''النهاية الاثيرية'' میں بیان ہوا ہے۔

آدم علیہ السلام کو سجدہ کرتے ہوئے اور تیسرے شخص کے ضمیر کو معنی پر بوجھ کے طور پر شامل کیا، اور اس نے شیطان کے کہنے کی کہانی کو بدل دیا، ہائے ہائے، کہ وہ اپنے لیے اس طرح افسوس کا اضافہ کرنا ناپسند کرتا ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے [1] اور المحاسن والی سند حسن ہے اور اس میں علی بن حدید ہے جو ثقہ ہے (واللہ اعلم)

۳۸۔ باب محاسبة النفس و محافظة الوقت

باب: نفس کا محاسبہ اور وقت کی محافظت

1/1991 اَلْكَافِي، ۲/۱۴۸/۲/۱ عَلِيٌّ عَنْ أَبِيهِ وَ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ جَمِيعاً عَنِ الْجَوْهَرِيِّ عَنِ الْمِنْقَرِيِّ عَنْ حَفْصٍ

---

[1] مراۃ العقول: ۸/ ۶۱

بْنِ غِيَاثٍ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : إِذَا أَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ لاَ يَسْأَلَ رَبَّهُ شَيْئاً إِلاَّ أَعْطَاهُ فَلْيَيْأَسْ مِنَ اَلنَّاسِ كُلِّهِمْ وَ لاَ يَكُونُ لَهُ رَجَاءٌ إِلاَّ مِنْ عِنْدِ اَللَّهِ تَعَالَى فَإِذَا عَلِمَ اللهُ تَعَالَى ذَلِكَ مِنْ قَلْبِهِ لَمْ يَسْأَلْهُ شَيْئاً إِلاَّ أَعْطَاهُ فَحَاسِبُوا أَنْفُسَكُمْ قَبْلَ أَنْ تُحَاسَبُوا عَلَيْهَا فَإِنَّ لِلْقِيَامَةِ خَمْسِينَ مَوْقِفاً كُلُّ مَوْقِفٍ مُقَامُ أَلْفِ سَنَةٍ ثُمَّ تَلاَ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ.

(ترجمہ) حفص بن غیاث سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: تم میں سے جب کوئی ارادہ کرے کہ اپنے رب سے کچھ نہیں مانگے گا مگر وہ اسے دے دے تو اسے چاہیے کہ وہ تمام لوگوں سے ناامید ہو جائے اور اپنے لیے کوئی امید نہ رکھے مگر اللہ کی عندیت سے کہ اسی کا ذکر عزت والا ہے۔ پس جب اللہ کو علم ہے کہ اس کے دل میں کیا ہے تو وہ اس سے کچھ نہیں مانگے گا تو بھی اسے دیا جائے گا۔ پس اس سے پہلے کہ تم سے حساب لیا جائے تم خود اپنا محاسبہ کر لیا کرو کیونکہ قیامت کے دن پچاس موقف ہوں گے جن میں سے ہر ایک ہزار سال کی مقدار کا ہو گا۔ پھر آپؑ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ''ایک دن میں جس کی مقدار ایک ہزار سال ہے جو تم گنتے ہو۔(السجدۃ:۵)۔''[1]

بیان:

تفريع المحاسبة على الأمر باليأس عن الناس و الرجاء من الله يدل على أن الإنسان إنما يرجو الناس من دون الله في عامة أمره و هو غافل عن ذلك و إن عامة المحاسبات إنما ترجع إلى ذلك و ذكر الوقوف في مواقف يوم القيامة بعد الأمر بمحاسبة النفس يدل على أن الوقفات هناك إنما تكون للمحاسبات فمن حاسب نفسه في الدنيا يوما فيوما لم يحتج إلى تلك الوقفات في ذلك اليوم قال الله تعالى وَ لْتَنْظُرْ نَفْسٌ ما قَدَّمَتْ لِغَدٍ و هذه إشارة إلى المحاسبة على ما مضى من الأعمال و ورد في الخبر ينبغي أن يكون للعاقل أربع ساعات ساعة يحاسب فيها نفسه و في مصباح الشريعة، عن الصادق ع قال لو لم تكن للحساب مهولة إلا حياء العرض على الله عز و جل و فضيحة هتك الستر على المخفيات يحق للمرء أن لا يهبط من رءوس الجبال و لا يأوي إلى عمران و لا يشرب و لا ينام إلا عن اضطرار متصل بالتلف و مثل ذلك يفعل من يرى القيامة بأهوالها و شدائدها قائمة في كل نفس و يعاين بالقلب الوقوف بين

[1] مجموعہ ورام: ۲/۱۳۵؛ اعلام الدین: ۳۲۳؛ تفسیر البرہان: ۵/ ۴۸۶؛ وسائل الشیعہ: ۱۶/ ۹۵؛ امالی مفید: ۲۷۳؛ امالی طوسی: ۳۶؛ بحار الانوار: ۷۲/ ۱۰۷

یدی الجبار حینئذ یأخذ نفسه بالمحاسبة کأنه إلی عرصاتها مدعو و فی غمراتها مسئول قال الله عز و جل وَ إِنْ کانَ مِثْقالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ أَتَیْنا بِها وَ کَفی بِنا حاسِبِینَ انتهی کلامه ص و معنی المحاسبة أن یطالب نفسه أولا بالفرائض التی هی بمنزلة رأس ماله فإن أدتها علی وجهها شکر الله عز و جل علیه و رغبها فی مثلها و إن فوتتها من أصلها طالبها بالقضاء فإن أدتها ناقصة کلفها الجبران بالنوافل و إن ارتکبت معصیة اشتغل بعتابها و تعذیبها و معاقبتها و استوفی منها ما یتدارك به ما فرط کما یصنع التاجر بشریکه و کما أنه یفتش فی حساب الدنیا عن الحبة و القیراط فیحفظ مداخل الزیادة و النقصان حتی لا یغبن فی شیء منها فینبغی أن یتقی غائلة النفس و مکرها فإنها خداعة ملبسة مکارة فلیطالبها أولا بتصحیح الجواب عن جمیع ما تکلم به طول نهاره و لیتکفل بنفسه من الحساب ما سیتولاه غیره فی صعید القیامة و هکذا عن نظره بل عن خواطره و أفکاره و قیامه و قعوده و أکله و شربه و نومه حتی عن سکوته أنه لم سکت و عن سکونه أنه لم سکن فإذا عرف مجموع الواجب علی النفس و صح عنده قدر ما أدی الحق فیه کان ذلك القدر محسوبا له فیظهر له الباقی علیها فلیثبته علیها و لیکتب علی صحیفة قلبه کما یکتب الباقی الذی علی شریکه علی قلبه و علی جریدته ثم النفس غریم یمکن أن یستوفی منه الدیون أما بعضها فبالغرامة و الضمان و بعضها برد عینه و بعضها بالعقوبة له علی ذلك و لا یمکن شیء من ذلك إلا بعد تحقیق الحساب و تمییز الباقی من الحق الواجب علیه فإذا حصل ذلك اشتغل بعده بالمطالبة و الاستیفاء

❂ احتساب کا شاخسانہ لوگوں کو مایوسی اور خدا سے امید رکھنے کا حکم دینا اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ انسان اپنے عمومی معاملات میں خدا کے بجائے صرف لوگوں سے امید رکھتا ہے اور وہ اس سے غافل ہے اور عام احتساب اسی کی وجہ سے ہے۔ جوابدہی کے لیے ہیں، لہٰذا جو شخص اس دنیا میں روز بروز خود فیصلہ کرتا ہے اسے اس دن توقف کی ضرورت نہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ

اور ہر شخص کو یہ دیکھنا چاہیے کہ اس نے کل (روز قیامت) کے لیے کیا بھیجا ہے۔ (سورہ الحشر: ۱۸)

یہ ماضی کے اعمال کے حساب کتاب کا حوالہ ہے۔ایک حدیث میں کہا گیا ہے کہ سمجھدار آدمی کے پاس چار ساعتوں کا وقت ہوتا ہے جن میں ایک ساعت ایسی ہوتی ہے جس میں وہ اپنا محاسبہ کرتا ہے۔

https://www.shiabookspdf.com

مصباح الشریعہ میں الصادق علیہ السلام سے مروی ہے، آپ نے فرمایا: اگر حساب کی کوئی شکایت نہ ہوتی سوائے اللہ تعالیٰ کے سامنے آنے کی شرم اور مخفی کی خلاف ورزی کے چیزوں میں، کسی کو پہاڑوں کی چوٹیوں سے نیچے نہ اترنے، شہری علاقوں میں پناہ لینے، پینے، اور مسلسل ضرورت کے بغیر سونے کا حق حاصل ہوگا۔ ہر ذی روح میں ہولناکیاں اور مصیبتیں کھڑی ہوتی ہیں اور دل سے دیکھتا ہے کہ وہ طاقتوروں کے ہاتھ میں کھڑا ہے تو وہ اپنے آپ سے ایسے حساب لیتا ہے جیسے اسے اس کے زمانے کی طرف بلایا گیا ہو اور اس کے درمیان ہی ذمہ دار ہو۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا وَ كَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ.

''اور اگر رائی کے دانے برابر بھی (کسی کا عمل) ہوا تو ہم اسے اس کے لیے حاضر کر دیں گے اور حساب کرنے کے لیے ہم ہی کافی ہیں۔ (سورہ الانبیآء: ۴۷)۔''

یہاں پر امام علیہ السلام کا کلام مکمل ہوا۔ محاسبہ کے معنی یہ ہیں کہ وہ سب سے پہلے اپنے آپ سے ان فرائض کا مطالبہ کرتا ہے جو اس کے سرمائے کی حیثیت رکھتے ہیں، اس سے وہ جمع کرتا ہے جو اس سے چھوٹ گئی ہے، جیسا کہ تاجر اپنے ساتھی کے ساتھ کرتا ہے، اور جس طرح وہ اپنے ساتھی کے ساتھ تلاش کرتا ہے۔ دانے اور قیراط کے لیے دنیا کا حساب ہے، اس لیے اس نے جمع اور گھٹاؤ کے لیے داخلے کے نکات کو حفظ کر لیا تاکہ وہ اس میں سے کسی میں اپنے آپ کو دھوکہ نہ دے، اس نے دن بھر اس کے بارے میں بات نہیں کی، اور اسے اپنے آپ کو سنبھالنے دو۔ حساب سے، جو قیامت کے معاملے میں کوئی اور لے جائے گا۔ وہ اس طرح دیکھتا تھا، بلکہ اس کے خیالات اور خیالات، اس کے کھڑے ہونے، بیٹھنے، کھانے پینے اور سونے کے بارے میں، یہاں تک کہ اس کی خاموشی کے بارے میں کہ وہ خاموش نہیں رہا، اور اس کی خاموشی کے بارے میں جو وہ خاموش نہیں تھا۔ اسے اس پر ٹھیک کرنے دیں اور اپنے دل کی تختی پر لکھیں جیسا کہ وہ لکھتا ہے۔ اس کے ساتھی کا بقایا اس کے دل اور اس کے ریکارڈ پر ہے، پھر روح ایک مقروض ہے جس سے قرض لیا جا سکتا ہے، ان میں سے بعض کے لیے یہ جرمانہ اور ضمانت ہے اور ان میں سے کچھ اسے واپس کر دیے جاتے ہیں۔ قسم میں، اور ان میں سے کچھ اس کے لیے اس کے لیے عذاب ہیں، وہی ہوا جس کے بعد اس نے دعویٰ اور تکمیل کے ساتھ کام کیا۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث کی سند موثق ہے کیونکہ قاسم بن محمد کامل الزیارات

---

[1] مرآۃ العقول: ۸/ ۳۵۳

https://www.shiabookspdf.com

کا راوی ہے اور سلیمان بن داوٗد المنقری تفسیر قمی کا راوی ہے (واللہ اعلم)

2/1992 الکافی ،۲/۴۵۳/۱/۲ علی عن أبیه عن حماد بن عیسی عن اَلْیَمَانِیِّ عَنْ أَبِی اَلْحَسَنِ اَلْمَاضِی صَلَوَاتُ اَللَّهِ عَلَیْهِ قَالَ: لَیْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ یُحَاسِبْ نَفْسَهُ فِی کُلِّ یَوْمٍ فَإِنْ عَمِلَ حَسَناً اِسْتَزَادَ اَللَّهَ وَ إِنْ عَمِلَ سَیِّئاً اِسْتَغْفَرَ اَللَّهَ مِنْهُ وَ تَابَ إِلَیْهِ.

(ترجمہ) یمانی سے روایت ہے کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص ہر روز اپنے نفس کا محاسبہ نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ پس اگر نیک کام کیا ہے تو اس میں اللہ سے اضافہ کی خواہش کرے اور اگر برا کام کیا ہے تو اس سے استغفار کرے اور توبہ بجالائے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے [2] یا پھر حسن ہے [3] اور میرے نزدیک سند حسن کالصحیح ہے (واللہ اعلم)

3/1993 اَلْکَافِی ،۲/۴۵۴/۳/۱ مُحَمَّدٌ عَنِ اِبْنِ عِیسَی عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَلنُّعْمَانِ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَمَّارٍ عَنْ أَبِی اَلنُّعْمَانِ اَلْعِجْلِیِّ اَلْکَافِی ،۲/۴۵۴/۳/۱ اَلْعِدَّةُ عَنِ اَلْبَرْقِیِّ عَنْ عُثْمَانَ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا عَنِ اِبْنِ مُسْکَانَ عَنْ أَبِی اَلنُّعْمَانِ قَالَ قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَیْهِ السَّلاَمُ : یَا أَبَا اَلنُّعْمَانِ لاَ یَغُرَّنَّکَ اَلنَّاسُ مِنْ نَفْسِکَ فَإِنَّ اَلْأَمْرَ یَصِلُ إِلَیْکَ دُونَهُمْ وَ لاَ تَقْطَعْ نَهَارَکَ بِکَذَا وَ کَذَا فَإِنَّ مَعَکَ مَنْ یَحْفَظُ عَلَیْکَ عَمَلَکَ فَأَحْسِنْ فَإِنِّی لَمْ أَرَ شَیْئاً أَحْسَنَ دَرَکاً وَ لاَ أَسْرَعَ طَلَباً مِنْ حَسَنَةٍ مُحْدَثَةٍ لِذَنْبٍ قَدِیمٍ.

(ترجمہ) ابونعمان سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: اے ابوالنعمان! لوگوں کو اپنے بارے میں دھوکہ دینے کی اجازت نہ دے کیونکہ معاملہ ان کی بجائے تیرے پاس آئے گا، اِس اور اُس میں اپنا دن نہ گزار کیونکہ تیرے ساتھ کوئی موجود ہے جو تیرے عمل کو محفوظ رکھتا ہے۔ پس بہترین (عمل) کر کیونکہ میں نے کسی پرانے گناہ کے لیے نئی نیکی سے زیادہ کارآمد اور جلدی طلب کرنے والی کوئی چیز نہیں دیکھی۔ [4]

---

[1] ارشاد القلوب: ۱ / ۱۸۶؛ مشکاۃ الانوار: ۴۰۷؛ فلاح السائل: ۲۱۱؛ وسائل الشیعہ: ۱۶ / ۹۵؛ الفصول المہمہ: ۲ / ۲۲۳؛ محاسبۃ النفس: ۱۳؛ الزھد: ۷۶؛ مستدرک الوسائل: ۱۲ / ۱۵۳؛ بحار الانوار: ۶۷ / ۷۲؛ الاختصاص: ۲۶

[2] حدود الشریعہ محسنی: ۲ / ۲۱۴؛ روش جدید اخلاق اسلامی محسنی: ۱۷۹

[3] مرآۃ العقول: ۱۱ / ۳۵۸

[4] محاسبۃ النفس: ۱۵؛ امالی مفید: ۶۷؛ بحار الانوار: ۶۸ / ۲۴۴؛ مستدرک الوسائل: ۱۲ / ۱۵۶

https://www.shiabookspdf.com

تحقیق اسناد:

حدیث کی دونوں سندیں مجہول ہیں۔ ①

4/1994 الکافی،۲/۴۵۴/۵/۱ العدۃ عن البرقی عَنْ بَعْضِ أصحابہ [أَصْحَابِنَا] رَفَعَهُ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : إِحْمِلْ نَفْسَكَ لِنَفْسِكَ فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ لَمْ يَحْمِلْكَ غَيْرُكَ ۔

ترجمہ: امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اپنے نفس کے بوجھ کو اپنے نفس کی خاطر خود اٹھا اور اگر تو ایسا نہیں کرے گا تو کوئی اور تیرا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ ②

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مرفوع ہے۔ ③

5/1995 الکافی،۲/۴۵۴/۶/۱ عَنْهُ رَفَعَهُ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ لِرَجُلٍ: إِنَّكَ قَدْ جُعِلْتَ طَبِيبَ نَفْسِكَ وَ بُيِّنَ لَكَ اَلدَّاءُ وَ عُرِّفْتَ آيَةَ اَلصِّحَّةِ وَ دُلِلْتَ عَلَى اَلدَّوَاءِ فَانْظُرْ كَيْفَ قِيَامُكَ عَلَى نَفْسِكَ ۔

ترجمہ: امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک شخص سے فرمایا: تجھے اپنے نفس کا طبیب بنایا گیا ہے، تیری بیماری واضح کر دی گئی ہے، صحت کی علامت سے آگاہ کر دیا گیا ہے اور دواء کی طرف راہنمائی کر دی گئی ہے پس دیکھ کہ تو کیسے اپنے نفس کی دیکھ بھال کرتا ہے؟ ④

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مرفوع ہے ⑤

6/1996 الکافی،۲/۴۵۴/۷/۱ عَنْهُ رَفَعَهُ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ لِرَجُلٍ: اِجْعَلْ قَلْبَكَ قَرِيناً بَرّاً أَوْ وَلَداً وَاصِلاً وَ اِجْعَلْ عَمَلَكَ وَالِداً تَتَّبِعُهُ وَ اِجْعَلْ نَفْسَكَ عَدُوّاً تُجَاهِدُهَا وَ اِجْعَلْ مَالَكَ عَارِيَةً تَرُدُّهَا ۔

---

① مرآۃ العقول: ۱۱/ ۳۵۹

② مشکاۃ الانوار: ۴۴۳؛ وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۱۶۱؛ عوالم العلوم: ۲۰/ ۶۸۶

③ مرآۃ العقول: ۱۱/ ۳۶۱

④ وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۱۶۱؛ عوالم العلوم: ۲۰/ ۷۲۳؛ مشکاۃ الانوار: ۴۴۳

⑤ مرآۃ العقول: ۱۱/ ۳۶۱

(ترجمہ) امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک شخص سے فرمایا: اپنے دل کو اپنا نیک ساتھی اور صلہ رحمی کرنے والا بیٹا بنا، اپنے عمل کو والد بنا جس کی تو پیروی کرے اور اپنے نفس کو دشمن بنا جس کے خلاف تو جہاد کرتا ہے اور اپنے مال کو عاریہ (ادھار مانگی ہوئی چیز) بنا جسے تو نے واپس لوٹانا ہے۔ ①

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مرفوع ہے ②

7/1997 اَلْفَقِیهُ،۴/۴۱۰/۵۸۹۲ اِبْنُ مُسْكَانَ عَنِ ابْنِ أَبِي يَعْفُورٍ قَالَ قَالَ الصَّادِقُ عَلَيْهِ السَّلاَمُ لِرَجُلٍ اجْعَلْ قَلْبَكَ قَرِيناً تُزَاوِلُهُ وَاجْعَلْ عَمَلَكَ وَالِداً اَلْحَدِيثَ.

(ترجمہ) ابن ابی یعفور سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک شخص سے فرمایا: اپنے دل کو اپنا ساتھی بنا جس سے مشورہ کیا کر اور اپنے عمل کو اپنا والد بنا، الحدیث۔ ③

بیان:

تزاوله أی تعالجه و تطالبه

❂ ''تزاولہ'' یعنہ جو کچھ بھی آپ علاج کرتے ہیں اور مانگتے ہیں۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے۔ ④

8/1998 الفقیه،۴/۴۱۰/۵۸۹۳ قَالَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ: جَاهِدْ هَوَاكَ كَمَا تُجَاهِدُ عَدُوَّكَ.

(ترجمہ) امام علیہ السلام نے فرمایا: اپنی خواہش (نفس) سے اسی طرح جہاد کر جس طرح تو اپنے دشمن سے جہاد کرتا ہے۔ ⑤

تحقیق اسناد:

شیخ نے سند ہی درج نہیں کی ہے اور شیخ آصف محسنی کہتے ہیں کہ حدیث کے یہ جملے اس سے پچھلی (صحیح) حدیث کا حصہ ہیں یا الگ حدیث مرسل ہے تو یہ دونوں صورتیں موجود ہیں۔ ⑥

---

① وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۱۶۲؛ مسند الامام الصادق: ۵/ ۵۱۳

② مرآۃ العقول: ۱۱/ ۳۶۱

③ عوالم العلوم: ۲۰/ ۶۸۱؛ مسند الامام الصادق: ۶/ ۲۵

④ روضۃ المتقین: ۱۳/ ۲۰۳

⑤ وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۲۸۰؛ عوالم العلوم: ۲۰/ ۲۸۸

⑥ معجم الاحادیث المعتبر: ۳/ ۱۳۳

https://www.shiabookspdf.com

9/1999 الکافی، ۱۳۰/۱۳۹/۸ علی عن الاثنین عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ رَجُلاً أَتَى اَلنَّبِيَّ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَقَالَ لَهُ يَا رَسُولَ اَللَّهِ أَوْصِنِي فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَهَلْ أَنْتَ مُسْتَوْصٍ إِنْ أَنَا أَوْصَيْتُكَ حَتَّى قَالَ لَهُ ذَلِكَ ثَلاَثاً وَ فِي كُلِّهَا يَقُولُ لَهُ اَلرَّجُلُ نَعَمْ يَا رَسُولَ اَللَّهِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَإِنِّي أُوصِيكَ إِذَا أَنْتَ هَمَمْتَ بِأَمْرٍ فَتَدَبَّرْ عَاقِبَتَهُ فَإِنْ يَكُ رُشْداً فَامْضِهِ وَ إِنْ يَكُ غَيّاً فَانْتَهِ عَنْهُ۔

(ترجمہ) امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھے کچھ وصیت فرمائیں۔ آپؐ نے اس سے تین بار اقرار کرایا کہ اگر میں تجھے کچھ وصیت کروں تو تو اس پر عمل کرے گا؟ تب فرمایا: میں تجھے وصیت کرتا ہوں کہ جب کسی کام کے کرنے کا ارادہ کر تو اس کے انجام میں غور وفکر کر پس اگر اس میں رشد و نیکی ہے تو پھر اسے بہر حال کر گزر اور اگر اس میں گمراہی ہے تو اس سے باز آجا۔ [1]

بیان:

هذه الوصية من محاسبة النفس بل هي رأسها

❂ یہ محاسبہ نفس کی حدیث ہے بلکہ اس کی بنیاد ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے [2] لیکن میرے نزدیک سند موثق بلکہ کالصحیح ہے کیونکہ مسعدہ بن صدقہ تفسیر قمی کا راوی اور ثقہ ہے [3]

10/2000 الکافی، ۱/۸/۴۵۵/۲ العدة عن البرقی رفعه قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ: أَقْصِرْ نَفْسَكَ عَمَّا يَضُرُّهَا مِنْ قَبْلِ أَنْ تُفَارِقَكَ وَ اِسْعَ فِي فَكَاكِهَا كَمَا تَسْعَى فِي طَلَبِ مَعِيشَتِكَ فَإِنَّ نَفْسَكَ رَهِينَةٌ بِعَمَلِكَ

(ترجمہ) امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اپنے نفس کو اس کام سے روک جو اس کے لیے ضرر رساں ہے قبل اس سے کہ وہ تجھ سے جدا ہو جائے اور اسے (جہنم سے) آزاد کرانے کی اسی طرح کوشش کر جس طرح روزی کمانے میں کرتا

---

[1] قرب الاسناد: ۶۵؛ مجموعہ ورام: ۲/۱۳۶؛ بحار الانوار: ۶۸/۳۳۸؛ وسائل الشیعہ: ۱۵/۲۸۱؛ اعلام الدین: ۲۳۵

[2] مرآۃ العقول: ۲۵/۳۶۸؛ البضاعۃ المزجاۃ: ۲/۳۳۶

[3] المفید من معجم رجال الحدیث: ۶۰۱

ہے کیونکہ تیرا نفس تیرے عمل میں گرو ہے۔ (۱)

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مرفوع ہے۔ (۲)

11/2001 الکافی ۱/۹/۴۵۵/۲ عَنْهُ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِهِ رَفَعَهُ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : كَمْ مِنْ طَالِبٍ لِلدُّنْيَا لَمْ يُدْرِكْهَا وَ مُدْرِكٍ لَهَا قَدْ فَارَقَهَا فَلاَ يَشْغَلَنَّكَ طَلَبُهَا عَنْ عَمَلِكَ وَ اِلْتَمِسْهَا مِنْ مُعْطِيهَا وَ مَالِكِهَا فَكَمْ مِنْ حَرِيصٍ عَلَى اَلدُّنْيَا قَدْ صَرَعَتْهُ وَ اِشْتَغَلَ بِمَا أَدْرَكَ مِنْهَا عَنْ طَلَبِ آخِرَتِهِ حَتَّى فَنِيَ عُمُرُهُ وَ أَدْرَكَهُ أَجَلُهُ۔

وَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : اَلْمَسْجُونُ مَنْ سَجَنَتْهُ دُنْيَاهُ عَنْ آخِرَتِهِ۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: کتنے ہی زیادہ دنیا کے طالب ہیں مگر وہ دنیا کو نہیں پا سکتے اور جو پا لیتے ہیں ان سے جدا ہو جاتی ہے پس اس کی طلب تجھے تیرے عمل سے غافل نہ کر دے۔ اس کو اس کے مالک اور اس کی بخشش کرنے والے سے طلب کرو کیونکہ دنیا پر حریص کافی ایسے ہیں کہ دنیا ان کو خاک میں ملا دیتی ہے اور جو اس کو پانے میں آخرت سے غافل ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ وہ اپنی عمر ختم کر لیتے ہیں اور ان کو موت آن پہنچتی ہے۔

نیز امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: قیدی وہ ہے کہ جس کی دنیا اسے اس کی آخرت سے روک دے۔ (۳)

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مرفوع ہے (۴)

12/2002 الکافی ۱/۱۰/۴۵۵/۲ عَنْهُ رَفَعَهُ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِذَا أَتَتْ عَلَى اَلرَّجُلِ أَرْبَعُونَ سَنَةً قِيلَ لَهُ خُذْ حِذْرَكَ فَإِنَّكَ غَيْرُ مَعْذُورٍ وَ لَيْسَ اِبْنُ اَلْأَرْبَعِينَ بِأَحَقَّ بِالْحَذَرِ مِنِ اِبْنِ اَلْعِشْرِينَ فَإِنَّ اَلَّذِي يَطْلُبُهُمَا وَاحِدٌ وَ لَيْسَ بِرَاقِدٍ فَاعْمَلْ لِمَا أَمَامَكَ مِنَ اَلْهَوْلِ وَ دَعْ

---

(۱) مشکاۃ الانوار: ۲۴۴؛ مجموعہ ورام: ۲/ ۱۶۱؛ وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۲۹۷؛ مستدرک الوسائل: ۱۱/ ۳۲۳؛ عوالم العلوم: ۲۰/ ۶۸۵؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۴/ ۲۷؛ تفسیر نور الثقلین: ۵/ ۴۵۸

(۲) مراۃ العقول: ۱۱/ ۳۶۳

(۳) عوالم العلوم: ۲۰/ ۶۸۵؛ مشکاۃ الانوار: ۲۶۵؛ مسند الامام الصادق: ۵/ ۵۱۳

(۴) مراۃ العقول: ۱۱/ ۳۶۳

https://www.shiabookspdf.com

عَنْكَ فُضُولَ اَلْقَوْلِ ۔

(ترجمہ) امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: جب آدمی چالیس سال کا ہو جائے تو اس سے کہا جاتا ہے کہ اب چوکنا رہ کیونکہ اب تو معذور نہیں ہے۔ چالیس سال والا بیس سال والے سے چوکنا رہنے کا زیادہ سزاوار نہیں ہے کیونکہ دونوں کا مطالبہ کرنے والا (خدا) ایک ہے اور وہ سویا ہوا بھی نہیں ہے۔ پس تیرے آگے جو ہولناکیاں ہیں ان کے لیے عمل کر اور فضول باتوں کو چھوڑ۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مرفوع ہے۔ [2]

13/2003 الکافی،۸/۱۰۸/۸۴ محمد عن ابن عیسی عَلِيِّ بْنِ اَلْحَكَمِ عَنْ دَاوُدَ عَنْ سَيْفٍ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : إِنَّ اَلْعَبْدَ لَفِي فُسْحَةٍ مِنْ أَمْرِهِ مَا بَيْنَهُ وَ بَيْنَ أَرْبَعِينَ سَنَةً فَإِذَا بَلَغَ أَرْبَعِينَ سَنَةً أَوْحَى اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ إِلَى مَلَكَيْهِ قَدْ عَمَّرْتُ عَبْدِي هَذَا عُمُراً فَغَلِّظَا وَ شَدِّدَا وَ تَحَفَّظَا وَ اُكْتُبَا عَلَيْهِ قَلِيلَ عَمَلِهِ وَ كَثِيرَهُ وَ صَغِيرَهُ وَ كَبِيرَهُ.

(ترجمہ) ابو بصیر سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: چالیس سال تک آدمی کے ساتھ اس کے معاملہ میں وسعت کی جاتی ہے۔ پس جب وہ چالیس سال کا ہو جائے تو اللہ اس کے دونوں فرشتوں کو وحی کرتا ہے کہ میں نے اپنے بندے کو اتنی عمر دی ہے پس اب تم اس کے ساتھ سختی کرو اور اس کے قلیل، کثیر، چھوٹے اور بڑے ہر عمل کو لکھو۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے [4] لیکن میرے نزدیک سند حسن ہے کیونکہ داؤد بن النعمان اور سیف بن التمار دونوں ثقہ ہیں۔ [5]

---

[1] بحار الانوار: ۷۰/ ۳۸۹؛ وسائل الشیعہ: ۱۶/ ۱۰۱؛ روضۃ الواعظین: ۲/ ۴۷۶؛ الخصال: ۲/ ۵۴۵

[2] مرآۃ العقول: ۱۱/ ۳۶۴

[3] امالی صدوق: ۳۶؛ وسائل الشیعہ: ۱۶/ ۱۰۰؛ بحار الانوار: ۷۰/ ۳۸۸؛ ھدایۃ الامہ: ۵/ ۵۴۵؛ تفسیر البرہان: ۴/ ۵۵۴؛ الخصال: ۲/ ۵۴۵؛ کلیات حدیث قدسی: ۲۶۳؛ جامع الاخبار: ۱۱۹؛ روضۃ الواعظین: ۲/ ۴۷۶

[4] مرآۃ العقول: ۲۵/ ۲۶۱ ؛ البضاعۃ المزجاۃ: ۲/ ۱۹۸

[5] المفید من معجم رجال الحدیث: ۲۱۷و ۲۷۵

14/2004 الکافی، ۱/۱۱/۴۵۵/۲ العدة عن البرقی عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَلْحَكَمِ عَنْ حَسَّانَ عَنِ اَلشَّحَّامِ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : خُذْ لِنَفْسِكَ مِنْ نَفْسِكَ خُذْ مِنْهَا فِي اَلصِّحَّةِ قَبْلَ اَلسُّقْمِ وَ فِي اَلْقُوَّةِ قَبْلَ اَلضَّعْفِ وَ فِي اَلْحَيَاةِ قَبْلَ اَلْمَمَاتِ ۔

(ترجمہ) شحام سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اپنے نفس کے لیے کچھ حاصل کر لے۔ اس کے لیے بیماری سے پہلے صحت میں، کمزوری سے پہلے طاقت میں اور موت سے پہلے زندگی میں حاصل کر لے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے۔ [2]

15/2005 الکافی، ۱/۱۲/۴۵۵/۲ عَنْهُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَلْحَكَمِ عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِهِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ اَلنَّهَارَ إِذَا جَاءَ قَالَ يَا اِبْنَ آدَمَ اِعْمَلْ فِي يَوْمِكَ هَذَا خَيْراً أَشْهَدْ لَكَ بِهِ عِنْدَ رَبِّكَ يَوْمَ اَلْقِيَامَةِ فَإِنِّي لَمْ آتِكَ فِيمَا مَضَى وَ لاَ آتِيكَ فِيمَا بَقِيَ وَ إِذَا جَاءَ اَللَّيْلُ قَالَ مِثْلَ ذَلِكَ ۔

(ترجمہ) امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب نیا دن آتا ہے تو کہتا ہے: اے فرزند آدم علیہ السلام! آج اپنے اس دن میں نیک عمل کر لے۔ میں بروزِ قیامت تیرے حق میں گواہی دوں گا اور میں نہ اس سے پہلے تیرے پاس آیا تھا اور نہ آئندہ آوں گا اور جب رات آتی ہے تو وہ بھی اسی طرح کہتی ہے۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مرسل ہے۔ [4]

16/2006 الفقیہ، ۵۸۴۹/۳۹۷/۴ فِي رِوَايَةِ اَلسَّكُونِيِّ قَالَ قَالَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : مَا مِنْ يَوْمٍ يَمُرُّ عَلَى اِبْنِ آدَمَ إِلاَّ قَالَ لَهُ ذَلِكَ اَلْيَوْمُ أَنَا يَوْمٌ جَدِيدٌ وَ أَنَا عَلَيْكَ شَهِيدٌ فَقُلْ فِيَّ خَيْراً وَ اِعْمَلْ فِيَّ خَيْراً أَشْهَدْ لَكَ بِهِ يَوْمَ اَلْقِيَامَةِ فَإِنَّكَ لَنْ تَرَانِي بَعْدَ هَذَا أَبَداً ۔

(ترجمہ) اور سکونی کی روایت میں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: جو دن بھی حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد پر گزرتا ہے وہ

---

[1] وسائل الشیعہ: ۱۶/۱۰۱؛ ھدایۃ الامہ: ۵/۵۲۲؛ مسند امام الامام الصادق: ۵/۵۱۳

[2] مراۃ العقول: ۱۱/۳۶۵

[3] الاصول الستۃ عشر: ۲۲۸؛ محاسبۃ النفس: ۱۵؛ بحار الانوار: ۷/۳۲۵؛ وسائل الشیعہ: ۱۶/۹۳؛ مستدرک الوسائل: ۱۲/۱۳۹

[4] مراۃ العقول: ۱۱/۳۶۵

دن ابن آدم سے کہتا ہے: میں ایک نیا دن ہوں، میں تیرے اعمال پر گواہ رہوں گا پس میرے اندر سچ بولنا اور میرے اندر نیک کام کرنا۔ قیامت کے دن میں تیری گواہی دوں گا اور پھر تو مجھے کبھی بھی نہیں دیکھ سکے گا۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند موثق ہے [2]

17/2007 الکافی، ۱/۸/۵۲۳/۲ العدة عن سهل عن الأشعري عن القداح عن أبي عبد الله عليه السّلام قال: ما من يوم يأتي على ابن آدم الحديث.

(ترجمہ) قداح سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جو بھی دن اولادِ آدم پر گزرتا ہے، الحدیث۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے [4] لیکن میرے نزدیک سند جعفر بن محمد الاشعری کی وجہ سے مجہول ہے اور سہل ثقہ ثابت ہے۔ (واللہ اعلم)۔

18/2008 الکافی، ۱/۱/۴۵۳/۲ علی عن أبيه و العدة عن سهل جميعا عن السراد عن ابن رئاب عن الثمالي عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ كَانَ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: إِنَّمَا اَلدَّهْرُ ثَلاَثَةُ أَيَّامٍ أَنْتَ فِيمَا بَيْنَهُنَّ مَضَى أَمْسِ بِمَا فِيهِ فَلاَ يَرْجِعُ أَبَداً فَإِنْ كُنْتَ عَمِلْتَ فِيهِ خَيْراً لَمْ تَحْزَنْ لِذَهَابِهِ وَ فَرِحْتَ بِمَا اِسْتَقْبَلْتَهُ مِنْهُ وَ إِنْ كُنْتَ قَدْ فَرَّطْتَ فِيهِ فَحَسْرَتُكَ شَدِيدَةٌ لِذَهَابِهِ وَ تَفْرِيطِكَ فِيهِ وَ أَنْتَ فِي يَوْمِكَ اَلَّذِي أَصْبَحْتَ فِيهِ مِنْ غَدٍ فِي غِرَّةٍ وَ لاَ تَدْرِي لَعَلَّكَ لاَ تَبْلُغُهُ وَ إِنْ بَلَغْتَهُ لَعَلَّ حَظَّكَ فِيهِ فِي اَلتَّفْرِيطِ مِثْلُ حَظِّكَ فِي اَلْأَمْسِ اَلْمَاضِي عَنْكَ فَيَوْمٌ مِنَ اَلثَّلاَثَةِ قَدْ مَضَى أَنْتَ فِيهِ مُفَرِّطٌ وَ يَوْمٌ تَنْتَظِرُهُ لَسْتَ أَنْتَ مِنْهُ عَلَى يَقِينٍ مِنْ تَرْكِ اَلتَّفْرِيطِ وَ إِنَّمَا هُوَ يَوْمُكَ اَلَّذِي أَصْبَحْتَ فِيهِ وَ قَدْ يَنْبَغِي لَكَ أَنْ عَقَلْتَ وَ فَكَّرْتَ فِيمَا فَرَّطْتَ فِي اَلْأَمْسِ اَلْمَاضِي مِمَّا فَاتَكَ فِيهِ مِنْ حَسَنَاتٍ أَلاَّ تَكُونَ اِكْتَسَبْتَهَا وَ مِنْ

---

[1] امالی صدوق: ۸: ۱۰۰؛ روضۃ الواعظین: ۲/ ۳۹۳؛ جامع الاخبار: ۸۹؛ بحار الانوار: ۶۸/ ۱۸۱ و ۴۳/ ۷۹/ ۳؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۲/ ۸۲؛ ۳؛ تفسیر نور الثقلین: ۵/ ۱۱۲؛ فلاح السائل: ۲۱۵؛ مستدرک الوسائل: ۵/ ۵۸

[2] روضۃ المتقین: ۱۳/ ۱۰۵

[3] وسائل الشیعہ: ۷/ ۷۱؛ عین الحیاۃ: ۲۴۱؛ مسند امام الصادق: ۸/ ۲۶۱

[4] مرآۃ العقول: ۱۲/ ۲۲۸

سَيِّئَاتٍ أَلَّا تَكُونَ أَقْصَرْتَ عَنْهَا وَأَنْتَ مَعَ هَذَا مَعَ اِسْتِقْبَالِ غَدٍ عَلَى غَيْرِ ثِقَةٍ مِنْ أَنْ تَبْلُغَهُ وَعَلَى غَيْرِ يَقِينٍ مِنِ اكْتِسَابِ حَسَنَةٍ أَوْ مُرْتَدِعٍ عَنْ سَيِّئَةٍ مُحْبِطَةٍ فَأَنْتَ مِنْ يَوْمِكَ الَّذِي تَسْتَقْبِلُ عَلَى مِثْلِ يَوْمِكَ الَّذِي اِسْتَدْبَرْتَ فَاعْمَلْ عَمَلَ رَجُلٍ لَيْسَ يَأْمُلُ مِنَ الْأَيَّامِ إِلَّا يَوْمَهُ الَّذِي أَصْبَحَ فِيهِ وَلَيْلَتَهُ فَاعْمَلْ أَوْ دَعْ وَاللّٰهُ الْمُعِينُ عَلَى ذٰلِكَ۔

(ترجمہ) امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: وہ زمانہ جس میں تو ہے وہ تین دن ہے: ایک وہ دن ہے جو کل تھا۔ پس وہ اپنے اندر سب کچھ لے کر گزر گیا ہے اور وہ کبھی واپس پلٹ کر نہیں آئے گا۔ اگر تو نے اس میں نیک کام کیا ہے تو پھر اس کے گزر جانے پر غمزدہ نہ ہو اور جو کچھ اس سے سیکھا ہے اس پر خوش ہو اور اگر تو اس گزشتہ دن میں کوتاہی کر چکا ہے تو پھر اس دن کے گزرنے پر تیری حسرت شدید ہونی چاہیے اور ایک وہ دن ہے جس میں تو ہے اور آنے والے کل کے بارے میں تو غافل ہے۔ معلوم نہیں کہ تو اسکو پالے یا نہ پا سکے۔ پس اگر پالے تو ممکن ہے تو اس میں بھی گزشتہ کل کی مانند کوتاہی کرے۔ لہذا تین دنوں میں سے ایک وہ دن کہ جو گزر چکا ہے، تو اس میں کوتاہی کر چکا ہے اور ایک وہ دن کہ جس کا تو انتظار کر رہا ہے، اس کے بارے میں تجھے یقین نہیں ہے کہ اس میں کوتاہی نہیں کرے گا اور وہ دن جس میں تو ہے فقط وہ دن تیرے پاس ہے۔ پس اس میں تیرے لیے سزاوار ہے کہ تو اس میں عقل سے کام لے اور فکر کر جو گزشتہ دن تو کوتاہی کر چکا ہے کہ اس دن میں نیکیاں فوت ہو گئیں جو کہ کرنی چاہیے تھیں اور وہ برائیاں ہو گئیں جن سے بچنا چاہیے تھا، اس کے باوجود کل کے بارے میں تجھے یقین نہیں ہے کہ تو اس تک پہنچ جائے گا اور کیا تو اس میں کوئی نیکی کرے گا یا برے کاموں سے بچے گا جو نیکیوں کو ختم کر دیں گے پس تو اس جگہ ہے کہ تیرا آنے والے دن تیرے گزشتہ دن جیسا ہے پس تو اس بندے کی مانند عمل کر جس کو فقط اسی دن کی امید ہے کہ جس میں وہ دن و رات کر رہا ہے لہذا نیک عمل کر اور (گناہوں سے) بچ اور اللہ ایسے کام کا حامی و ناصر ہے۔ [1]

بیان:

إن عقلت بفتح الهمزة إن أثبت الواو بعده و إلا فبالكسر و في بعض النسخ وددت بدل و فكرت من دون واو و عليها فالكسر متعين و إلا في الموضعين للتحضيض

○ ''ان عقلت''إنّ ''همزہ'' کے فتح کے ساتھ اور اس کے بعد واؤ ہے ورنہ کسرہ کے ساتھ اور بعض نسخوں میں ''وفکّرت'' کی جگہ ''وددت'' آیا ہے واؤ کے بغیر اور اس پر کسرہ معیّن کیا گیا ہے اگرچہ دونوں مقامات

[1] نجم السعادۃ: ۳/ ۲۳۶؛ مسند سہل بن زیاد: ۲/ ۴۴۲

https://www.shiabookspdf.com

میں ایسا تخصیص کی وجہ سے ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند حسن کالصحیح ہے[1]

19/2009 الکافی، ۲/۴۵۴/۴/۱ العدۃ عن البرقی عن عثمان عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ: اِصْبِرُوا عَلَى اَلدُّنْيَا فَإِنَّمَا هِيَ سَاعَةٌ فَمَا مَضَى مِنْهُ فَلاَ تَجِدُ لَهُ أَلَماً وَ لاَ سُرُوراً وَمَا لَمْ يَجِئْ فَلاَ تَدْرِي مَا هُوَ وَإِنَّمَا هِيَ سَاعَتُكَ اَلَّتِي أَنْتَ فِيهَا فَاصْبِرْ فِيهَا عَلَى طَاعَةِ اَللَّهِ وَاصْبِرْ فِيهَا عَنْ مَعْصِيَةِ اَللَّهِ۔

(ترجمہ) امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: دنیا پر صبر کرو۔ پس وہ ایک ہی ساعت (گھڑی) ہے کیونکہ جو دنیا گزر گئی اس کی نہ کوئی تکلیف باقی ہے اور نہ سرور اور جو باقی ہے اس کے بارے میں معلوم نہیں کہ آئندہ کیا ہوگا؟ لہٰذا (دنیا) تمہاری وہی ساعت ہے جس میں تم اس وقت موجود ہو۔ پس اس میں اللہ کی اطاعت کرنے پر اور اس کی معصیت سے بچنے پر صبر کر۔[2]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مرسل ہے[3]

20/2010 الکافی، ۲/۴۵۹/۲۱/۱ العدۃ عن البرقی عن عثمان عَنْ سَمَاعَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ: اِصْبِرُوا عَلَى طَاعَةِ اَللَّهِ وَ تَصَبَّرُوا عَنْ مَعْصِيَةِ اَللَّهِ فَإِنَّمَا اَلدُّنْيَا سَاعَةٌ فَمَا مَضَى فَلَيْسَ تَجِدُ لَهُ سُرُوراً وَلاَ حُزْناً وَمَا لَمْ يَأْتِ فَلَيْسَ تَعْرِفُهُ فَاصْبِرْ عَلَى تِلْكَ اَلسَّاعَةِ اَلَّتِي أَنْتَ فِيهَا فَكَأَنَّكَ قَدِ اِغْتَبَطْتَ۔

(ترجمہ) سماعہ سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپ فرما رہے تھے: اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر صبر کرو اور اللہ کی نافرمانی سے صبر کرو پس اس کے سوا کچھ نہیں کہ دنیا ایک گھڑی ہے۔ جو گزر چکی ہے اس میں تیرے لیے کوئی خوشی اور غمی نہیں ہے اور جو آنے والی ہے اس کے بارے میں تو نہیں جانتا کہ آئے یا نہ آئے۔ چنانچہ وہ

[1] مراۃ العقول: ۱۱/ ۳۵۵

[2] وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۷ ۲۳؛ عوالم العلوم: ۲۰/ ۶۸۴؛ مسند الامام الصادق: ۵/ ۵۱۳

[3] مراۃ العقول: ۱۱/ ۳۶۰

گھڑی جس میں تو ہے اس میں صبر کر پس تو عنقریب دوسروں کے لیے قابل رشک ہو جائے گا۔[1]

بیان:

اغتبطت فی النسخ التی رأیناها بالغین المعجمة أی قد حسن حالك و ذهبت الشدة و يحتمل إهمالها و الاعتباط بالمهملتين إدراك الموت يقال أعبطه الموت و اعتبطه و مات فلان عبطة أی صحيحا شابا

❂ ''اغتبطت'' ایک نسخہ میں ہم نے اس کو غین معجمہ کے ساتھ دیکھا ہے یعنی تمہاری حالت بہتر ہو گئی اور مشقت دور ہو گئی اور ممکن ہے کہ اس سے مراد اہمال ہے اور اعتباط ہے جو دونوں مھمل ہیں اور اس سے مراد موت کا ادراک ہے کہا جاتا ہے کہ فلاں مر گیا یعنی ایک صحت مند نوجوان۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند موثق ہے[2] اور میرے نزدیک حدیث صحیح ہے کیونکہ سماعہ نے واقفی مذہب سے رجوع کر لیا تھا (واللہ اعلم)

21/2011 الکافی، ۲/ ۴۵۹/ ۲۲/ ۱ علی عن العبیدی عَنْ يُونُسَ عَنْ رَجُلٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: قَالَ اَلْخَضِرُ لِمُوسَى عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَا مُوسَى إِنَّ أَصْلَحَ يَوْمَيْكَ اَلَّذِي هُوَ أَمَامَكَ فَانْظُرْ أَيُّ يَوْمٍ هُوَ وَ أَعِدَّ لَهُ اَلْجَوَابَ فَإِنَّكَ مَوْقُوفٌ وَ مَسْئُولٌ وَ خُذْ مَوْعِظَتَكَ مِنَ اَلدَّهْرِ فَإِنَّ اَلدَّهْرَ طَوِيلٌ قَصِيرٌ فَاعْمَلْ كَأَنَّكَ تَرَى ثَوَابَ عَمَلِكَ لِيَكُونَ أَطْمَعَ لَكَ فِي اَلْآخِرَةِ فَإِنَّ مَا هُوَ آتٍ مِنَ اَلدُّنْيَا كَمَا هُوَ قَدْ وَلَّى مِنْهَا.

(ترجمہ) امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا: آپ اس دن کی زیادہ اصلاح کریں جو آپ کے سامنے ہے پس دیکھو وہ کتنا بڑا دن ہے اور اس کے لیے جواب آمادہ کرو کیونکہ آپ کو کھڑا کیا جائے گا اور آپ سے سوال کیا جائے گا لہٰذا اس زمانے سے عبرت و نصیحت حاصل کرو کیونکہ یہ زمانہ بہت طویل ہے اور بہت چھوٹا بھی ہے۔ پس ایسا کام کرو کہ اپنے کردار کا ثواب تم خود اپنی آنکھوں سے دیکھو تا کہ آپ کو آخرت کی طرف طمع زیادہ ہو۔ پس دنیا میں سے جو آپ کے سامنے آنے والا ہے وہ اس کی مانند ہے جو گزر چکا

---

[1] الزھد: ۲۶؛ بحار الانوار: ۶۸/ ۲۰۸؛ مستدرک الوسائل: ۱۱/ ۲۶۲

[2] مرآۃ العقول: ۱۱/ ۳۷۴

ہے۔[1]

بیان:

أما طول الدهر فلطول الأمل فيه و لإمكان تحصيل كثير من زاد الآخرة في زمان يسير منه و أما قصره فلأنه يمر مر السحاب و يسرع في الذهاب و الإذهاب

❂ جہاں تک طوالت کا تعلق ہے تو اس میں امید کی طوالت اور تھوڑے وقت میں آخرت کے لیے بہت سارے سامان حاصل کرنے کا امکان ہے جہاں تک اس کی تنگی کا تعلق ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ بادلوں کے گزرنے سے گزرتا ہے اور جانے میں جلدی کرتا ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مرسل ہے۔[2]

22/2012 الفقيه، ۴/۳۹۶/۵۸۴۶ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: طُوبَى لِمَنْ طَالَ عُمُرُهُ وَ حَسُنَ عَمَلُهُ فَحَسُنَ مُنْقَلَبُهُ إِذْ رَضِيَ عَنْهُ رَبُّهُ وَ وَيْلٌ لِمَنْ طَالَ عُمُرُهُ وَ سَاءَ عَمَلُهُ فَسَاءَ مُنْقَلَبُهُ إِذْ سَخِطَ عَلَيْهِ رَبُّهُ عَزَّ وَ جَلَّ۔

(ترجمہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: طوبیٰ ہے اس شخص کے لیے جس کی عمر طویل ہو جبکہ اس کے اعمال اچھے ہوں۔ پس اس کی بازگشت بھی اچھی ہوگی کیونکہ اس کا رب اس سے راضی ہوگا اور ویل ہے اس کے لیے جس کی عمر طویل ہو جبکہ اس کے اعمال برے ہوں پس اس کی بازگشت بری ہوگی کیونکہ اس کا رب اس سے ناراض ہوگا۔[3]

تحقیق اسناد:

شیخ صدوق نے یہاں سند درج نہیں کی مگر امالی میں اس کی سند درج ہے جو حسن کالصحیح ہے۔[4] (واللہ اعلم)

23/2013 الفقيه، ۳/۵۵۸/۴۹۱۸ قَالَ اَلصَّادِقُ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ: ثَلاَثٌ مَنْ تَكُنْ فِيهِ فَلاَ يُرْجَى خَيْرُهُ أَبَداً مَنْ لَمْ يَخْشَ اَللَّهَ فِي اَلْغَيْبِ وَ لَمْ يَرْعَوِ عِنْدَ اَلشَّيْبِ وَ لَمْ يَسْتَحِ مِنَ اَلْعَيْبِ۔

(ترجمہ) امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: تین چیزیں جس میں نہیں ہیں اس سے خیر کی امید کبھی نہ رکھو: جو غیب میں اللہ سے نہیں

---

[1] بحارالانوار: ۱۳/ ۳۱۹؛ مجموعہ ورام: ۲/ ۳۲؛ مسند الامام الصادق: ۵/ ۵۱۶

[2] مراۃ العقول: ۱۱/ ۳۷۵

[3] امالی صدوق: ۵۶؛ بحارالانوار: ۶۸/ ۱۷۱ و ۷۳/ ۱۱۳

[4] روضۃ المتقین: ۱۳/ ۱۰۳

https://www.shiabookspdf.com

ڈرتا، جو بڑھاپے میں بھی رعایت نہیں کرتا اور جو عیب سے شرم نہیں کرتا۔ [1]

تحقیق اسناد:

شیخ صدوق نے یہاں سند درج نہیں کی مگر امالی میں اس کی سند درج ہے جو موثق کالصحیح یا صحیح ہے کیونکہ ابن اسباط کے بارے میں کہا گیا ہے کہ اس نے فطحی مذہب سے رجوع کرلیا تھا۔ (واللہ اعلم)۔

24/2013 الکافی، ۲۷۱/۲۱۹/۸ علی بن محمد عن أبیه عن ابن أسباط عَنْ مَوْلًى لِبَنِي هَاشِمٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: ثَلاَثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ فَلاَ يُرْجَ خَيْرُهُ مَنْ لَمْ يَسْتَحِ مِنَ اَلْعَيْبِ وَ يَخْشَ اَللَّهَ بِالْغَيْبِ وَ يَرْعَوِ عِنْدَ اَلشَّيْبِ.

(ترجمہ) امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: تین چیزیں جس میں نہیں ہیں اس سے بھلائی کی امید نہیں ہے: جو عیب پر شرمندہ نہیں ہوتا، غیب میں اللہ سے نہیں ڈرتا ہے اور بڑھاپے میں رعایت نہیں کرتا۔ [2]

بیان:

رعا یرعو کف عن الأمور یقال فلان حسن الرعوة و الرعوی و الارعواء و قد ارعوی عن القبیح و الاسم الرعیا بالضم و الرعوی بالفتح

۞ رعا یرعو یونی امور کو روک دینا جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ فلاں نے بہت اچھے طریقے سے رعوہ، رعوی اور ارعوآء کیا اور بیشک ارعوی قبیح کے بارے میں ہے اور اسم رعیا ضمہ کے ساتھ اور رعوی فتح کے ساتھ ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے [3]۔

---

[1] امالی صدوق: ۳۱۲؛ روضۃ الواعظین: ۲ / ۳۶۰؛ مشکاۃ الانوار: ۲۳۴؛ وسائل الشیعہ: ۱۶ / ۱۰۲؛ بحارالانوار: ۶۹ / ۱۹۳؛ عوالم العلوم: ۲۰ / ۷۴۳؛ مستدرک الوسائل: ۸ / ۴۶۵

[2] مجموعہ ورام: ۲ / ۱۵۱؛ اعلام الدین: ۹۰

[3] مراۃ العقول: ۲۶ / ۱۴۳

https://www.shiabookspdf.com

۳۹۔ باب أداء الفرائض و اجتناب المحارم

باب: فرائض کی ادائیگی اور حرام کاموں سے اجتناب

1/2014 الکافی، ۱/۱/۸۱/۲ العدة عن سهل و علی عن أبیه جمیعاً عن السراد الثُّمَالِيِّ قَالَ قَالَ عَلِيُّ بْنُ اَلْحُسَيْنِ صَلَوَاتُ اَللَّهِ عَلَيْهِ: مَنْ عَمِلَ بِمَا اِفْتَرَضَ اَللَّهُ عَلَيْهِ فَهُوَ مِنْ خَيْرِ اَلنَّاسِ.

(ترجمہ) ثمالی سے روایت ہے کہ امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص خدا کے فرائض پر عمل کرے تو وہ سب لوگوں سے بہتر ہے۔ [۱]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند حسن کالصحیح ہے [۲] لیکن میرے نزدیک سند صحیح ہے (واللہ اعلم)

2/2015 الکافی، ۱/۲/۸۱/۲ علی عن أبیه عن حماد بن عیسی عن الحسین بن المختار عن اِبْنِ أَبِي يَعْفُورٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ: فِي قَوْلِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (اِصْبِرُوا وَ صَابِرُوا وَ رَابِطُوا) قَالَ اِصْبِرُوا عَلَى اَلْفَرَائِضِ.

(ترجمہ) ابن ابی یعفور سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے خدا کے قول: "صبر کرو اور مضبوط رہو اور لگے (ڈٹے) رہو۔ (آل عمران: ۲۰۰)" کے بارے میں فرمایا: اس سے مراد ہے کہ فرائض پر صبر کرو (یعنی ڈٹے رہو)۔ [۳]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند حسن یا موثق ہے [۴] لیکن میرے نزدیک سند حسن بلکہ حسن کالصحیح ہے (واللہ اعلم)

3/2016 الکافی، ۱/۳/۸۱/۲ العدة عن سهل عن التمیمی عَنْ حَمَّادِ بْنِ عِيسَى عَنْ أَبِي اَلسَّفَاتِجِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ: فِي قَوْلِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ (اِصْبِرُوا وَ صَابِرُوا وَ رَابِطُوا) قَالَ (اِصْبِرُوا)

---

[۱] مشکاة الانوار: ۱۱۲؛ وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۲۵۹؛ بحار الانوار: ۶۸/ ۱۹۵؛ الاصول الستۃ عشر: ۳۸؛ ھدایۃ الامہ: ۵/ ۵۳۷؛ الزھد: ۲۰۸؛ مسند سہل بن زیاد: ۲/ ۳۹۹؛ مسند الامام السجاد: ۱/ ۳۵۱

[۲] مراۃ العقول: ۸/ ۷۸

[۳] تفسیر البرہان: ۱/ ۷۳۰؛ بحار الانوار: ۶۸/ ۱۹۵؛ تفسیر نور الثقلین: ۱/ ۴۲۷؛ تفسیر کنز الدقائق: ۳/ ۳۰۰؛ وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۲۵۹؛ مستدرک الوسائل: ۱۱/ ۲۷

[۴] مراۃ العقول: ۸/ ۷۹

عَلَى اَلْفَرَائِضِ (وَصَابِرُوا) عَلَى اَلْمَصَائِبِ (وَرَابِطُوا) عَلَى اَلْأَئِمَّةِ عَلَيْهِمُ اَلسَّلاَمُ ۔

ترجمہ: ابوسفاتج سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے خدا کے قول: "صبر کرو اور مضبوط رہو اور لگے (ڈٹے) رہو۔ (آل عمران: ۲۰۰)۔" کے بارے میں فرمایا: صبر کرو فرائض پر، مضبوط رہو مصائب پر اور ڈٹے رہو آئمہ علیہم السلام پر۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف علی المشہور ہے [2]

4/2017 الکافی، ۱/۳/۸۱/۲ و فی روایۃ السراد عَنْ أَبِي اَلسَّفَاتِجِ وَزَادَ فِيهِ: فَاتَّقُوا اَللَّهَ رَبَّكُمْ فِيمَا اِفْتَرَضَ عَلَيْكُمْ ۔

ترجمہ: اور السراد نے ابوسفاتج سے روایت کرتے ہوئے اس میں اتنا اضافہ کیا ہے: اپنے رب اللہ سے ڈرو اس میں جو تم پر واجب کیا گیا ہے۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مرسل ہے [4]

5/2018 الکافی، ۱/۴/۸۲/۲ الأربعة عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: اِعْمَلْ بِفَرَائِضِ اَللَّهِ تَكُنْ أَتْقَى اَلنَّاسِ ۔

ترجمہ: امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے فرائض پر عمل کرو۔ تم لوگوں میں سب سے بڑے متقی بن جاؤ گے۔ [5]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف علی المشہور ہے [6] لیکن میرے نزدیک یہ سند موثق ہے اور یہ کافی مشہور سند ہے (واللہ علم)

---

[1] تفسیر قمی: ۱/ ۱۲۹؛ تفسیر العیاشی: ۱/ ۲۱۲؛ تفسیر الصافی: ۱/ ۴۱۱؛ وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۲۵۹؛ اثبات الھداۃ: ۲/ ۲۱۳؛ تفسیر البرہان: ۱/ ۷۳۰؛ بحارالانوار: ۲۴/ ۲۱۷؛ تفسیر نور الثقلین: ۱/ ۴۲۷؛ تفسیر کنز الدقائق: ۳/ ۳۰۰؛ مستدرک الوسائل: ۱۱/ ۲۸۲

[2] مراۃ العقول: ۸/ ۷۹

[3] وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۲۵۹؛ بحارالانوار: ۶۸/ ۱۹۵

[4] مراۃ العقول: ۸/ ۷۹

[5] بحارالانوار: ۶۸/ ۱۹۶؛ وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۲۶۰؛ مشکاۃ الانوار: ۴۵ و ۱۱۲

[6] مراۃ العقول: ۸/ ۸۰

6/2019 الکافی،۲/۸۴/۷/۱ الاثنان عن الوشاء عن عاصم بن حمید عن الثمالی عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ قَالَ: مَنْ عَمِلَ بِمَا اِفْتَرَضَ اَللَّهُ عَلَيْهِ فَهُوَ مِنْ أَعْبَدِ اَلنَّاسِ۔

(ترجمہ) ثمالی سے روایت ہے کہ امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص اس پر عمل کرے جو اللہ نے اس پر فرض کیا ہے تو وہ لوگوں میں سب سے بڑا عابد ہے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف علی المشہور ہے [2] لیکن میرے نزدیک سند حسن کالصحیح بلکہ صحیح ہے کیونکہ معلی ثقہ جلیل ثابت ہے (واللہ اعلم)

7/2020 الکافی،۲/۸۲/۵/۱ العدۃ عن أحمد عَنِ اِبْنِ فَضَّالٍ عَنْ أَبِي جَمِيلَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ اَلْحَلَبِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ اَللَّهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى: مَا تَحَبَّبَ إِلَيَّ عَبْدِي بِأَحَبَّ مِمَّا اِفْتَرَضْتُ عَلَيْهِ۔

(ترجمہ) محمد حلبی سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے کہ جو کچھ میں نے اپنے بندے پر فرض کیا ہے ان سے بہت زیادہ محبت کرنے والا مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے [4] لیکن میرے نزدیک حدیث کی سند حسن کالصحیح ہے کیونکہ ابی جمیلہ یعنی مفضل بن صالح کامل الزیارات کا راوی ہے [5] نیز البزنطی اس روایت کرتا ہے۔ [6] (واللہ اعلم)۔

8/2021 الکافی،۲/۸۰/۴/۱ الثلاثۃ عن ہشام بن سالم عن الحذاء عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: مِنْ أَشَدِّ مَا فَرَضَ اَللَّهُ عَلَى خَلْقِهِ ذِكْرُ اَللَّهِ كَثِيراً ثُمَّ قَالَ لاَ أَعْنِي سُبْحَانَ اَللَّهِ وَ اَلْحَمْدُ لِلَّهِ وَ لاَ إِلَهَ

---

[1] تفسیر نور الثقلین:۱/۴۰؛ تفسیر کنز الدقائق:۱/۲۳۹؛ وسائل الشیعہ:۱۵/۲۶۰؛ بحار الانوار:۶۷/۲۵۷

[2] مرآۃ العقول:۸/۸۷

[3] کلیات حدیث قدسی:۶۵۹؛ وسائل الشیعہ:۱۵/۲۵۹؛ مشکاۃ الانوار:۱۱۲؛ بحار الانوار:۶۸/۱۹۶؛ عوالم العلوم:۲۰/۷۸۶

[4] مرآۃ العقول:۸/۸۰

[5] کامل الزیارات:۵۷ باب ۲۳ ح ۱۳؛ بحار الانوار:۴۵/۸۷

[6] الخصال:۱/۱۵۵ باب ۳؛ بحار الانوار:۱۰۱/۲۹۱؛ الکافی:۷/۴۳ ح ۳؛ تہذیب الاحکام:۹/۲۱۲ ح ۸۳۹؛ الوافی:۲۴/۱۴۴ ح ۲۳۷۹۷؛ وسائل الشیعہ:۱۰/۳۹۰ ح ۲۴۸۲۵

إِلاَّ اَللَّهُ وَ اَللَّهُ أَكْبَرُ وَ إِنْ كَانَ مِنْهُ وَ لَكِنْ ذِكْرُ اَللَّهِ عِنْدَ مَا أَحَلَّ وَ حَرَّمَ فَإِنْ كَانَ طَاعَةً عَمِلَ بِهَا وَ إِنْ كَانَ مَعْصِيَةً تَرَكَهَا.

(ترجمہ) الحذاء سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جو کچھ اللہ نے اپنی مخلوق پر فرض کیا ہے اس سب سے زیادہ سخت اللہ کا بکثرت ذکر ہے۔

پھر فرمایا: اس ذکر سے سُبْحَانَ اَللَّهِ وَ اَلْحَمْدُ لِلَّهِ وَ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اَللَّهُ وَ اَللَّهُ أَكْبَرُ، مراد نہیں ہے اگر چہ یہ بھی اسی میں سے ہے بلکہ اس ذکر خدا سے مراد اس کی حلال وحرام کردہ چیزوں کے وقت خدا کو یاد کرنا ہے کہ اگر وہ کام اطاعت ہو تو اس پر عمل کیا جائے اور اگر معصیت ہو تو اسے ترک کر دیا جائے۔[1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے[2] یا پھر حسن کالصحیح ہے[3] اور میرے نزدیک حدیث صحیح ہے (واللہ اعلم)

9/2022 الكافى، ۱/۵/۸۱/۲ اِبْنُ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ خَالِدٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَنْ قَوْلِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: ﴿وَ قَدِمْنَا إِلىٰ مَا عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَاهُ هَبَاءً مَنْثُوراً﴾ قَالَ أَمَا وَ اَللَّهِ إِنْ كَانَتْ أَعْمَالُهُمْ أَشَدَّ بَيَاضاً مِنَ اَلْقَبَاطِيِّ وَ لَكِنْ كَانُوا إِذَا عَرَضَ لَهُمُ اَلْحَرَامُ لَمْ يَدَعُوهُ.

(ترجمہ) سلیمان بن خالد سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے خدا کے قول: "ہم ان کے عملوں کی طرف متوجہ ہوئے اور ہم نے ان کو اڑتی ہوئی خاک کی طرح کر دیا۔ (الفرقان: ۲۳)۔" کے بارے میں پوچھا تو آپؑ نے فرمایا: اللہ کی قسم! ان کے عمل قباطی (مصری) کپڑوں سے بھی زیادہ سفید تھے لیکن جب ان کے سامنے حرام چیز پیش کی جاتی تو وہ اسے ترک نہیں کرتے تھے۔[4]

---

[1] وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۲۵۲؛ بحارالانوار: ۶۸/ ۲۰۳ و ۹۰/ ۱۶۳؛ تفسیر نور الثقلین: ۴/ ۷۳؛ تفسیر کنز الدقائق: ۹/ ۵۲۵؛ عوالم العلوم: ۲۰/ ۸۲۸؛ مستدرک الوسائل: ۵/ ۲۹۱ و ۱۱/ ۶۷۹؛ مجموعہ ورام ۲/ ۱۸۷

[2] روش جدید اخلاق اسلامی محسنی: ۸/ ۱۳

[3] مراۃ العقول: ۸/ ۶۹

[4] تفسیر البرہان: ۴/ ۱۱۷؛ تفسیر کنز الدقائق: ۹/ ۳۸۲ تفسیر نور الثقلین: ۴/ ۱۰؛ بحارالانوار: ۶۸/ ۱۹۶؛ وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۲۵۲؛ سفینۃ البحار: ۲/ ۱۵۶؛ مسند الامام الصادق: ۵/ ۲۰۰

بیان:

القباطی الثیاب البیض الرقاق المصریة و القبط بالکسر یقال لأهل مصر

❂ ''القباطی ''اس سے مراد مصری رقیق سفید کپڑا ہے اور''القبط '' کسرہ کے ساتھ مصر کے لوگوں کو کہا جاتا ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے [1] یا حسن کالصحیح ہے [2] اور میرے نزدیک سند صحیح ہے (واللہ اعلم)

10/2023 الکافی،۲/۸۱/۶/۱ الأربعة عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: مَنْ تَرَكَ مَعْصِيَةً لِلَّهِ مَخَافَةَ اَللَّهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى أَرْضَاهُ اَللَّهُ يَوْمَ اَلْقِيَامَةِ۔

ترجمہ: امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ کے خوف سے اللہ کی نافرمانی ترک کرے تو اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن راضی کرے گا۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف علی المشہور ہے [4] لیکن میرے نزدیک سند موثق ہے اور نوفلی اور سکونی دونوں ثقہ ثابت ہیں (واللہ اعلم)

11/2024 الکافی،۲/۸۰/۲/۱ علی عن أبيه عن حماد بن عيسى عن اَلْيَمَانِيِّ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: كُلُّ عَيْنٍ بَاكِيَةٌ يَوْمَ اَلْقِيَامَةِ غَيْرَ ثَلاَثٍ عَيْنٍ سَهِرَتْ فِي سَبِيلِ اَللَّهِ وَ عَيْنٍ فَاضَتْ مِنْ خَشْيَةِ اَللَّهِ وَ عَيْنٍ غُضَّتْ عَنْ مَحَارِمِ اَللَّهِ۔

ترجمہ: یمانی سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: قیامت میں تمام آنکھیں روئیں گی سوائے تین آنکھوں کے: وہ آنکھ جو اللہ کی راہ میں جاگ کر رات گزارتی ہے، وہ آنکھ جو اللہ کے خوف سے لبریز ہے اور وہ آنکھ جو اللہ کے حرام کردہ چیزوں سے منہ موڑتی ہے۔ [5]

---

[1] میراث حوزہ اصفہان:۱/۱۲۰؛ مہذب الاحکام:۶/۱۳۸

[2] مرآۃ العقول:۸/۷۰

[3] صحیفۃ الرضاؑ:۹۰؛ الاختصاص:۲۴۹؛ مجموعہ ورام:۲/۱۸۷؛ وسائل الشیعہ:۱۵/ ۲۵۳؛ بحارالانوار:۱۰/ ۳۶۸ و ۶۷/ ۳۹۲؛ مستدرک الوسائل:۱۱/ ۳۳۶

[4] مرآۃ العقول:۸/۷۸

[5] معدن الجواہر:۳۴؛ بحارالانوار:۷/۱۹۵ و ۶۸/ ۲۰۳؛ وسائل الشیعہ:۱۵/ ۲۵۲؛ مشکوٰۃ الانوار:۱۵۵؛ سفینۃ البحار:۱/ ۵۱۱

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند حسن کالصحیح ہے۔ [1]

12/2025 الکافی،۲/۸۰/۳/۱ علی عن العبیدی عَنْ یُونُسَ عَمَّنْ ذَكَرَهُ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: فِيمَا نَاجَى اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ بِهِ مُوسَى عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَا مُوسَى مَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ اَلْمُتَقَرِّبُونَ بِمِثْلِ اَلْوَرَعِ عَنْ مَحَارِمِي فَإِنِّي أُبِيحُهُمْ جَنَّاتِ عَدْنٍ لاَ أُشْرِكُ مَعَهُمْ أَحَداً ۔

ترجمہ: امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے جو مناجات کیں ان میں سے ایک یہ تھی: اے موسیٰ! میرا قرب حاصل کرنے والوں کے لیے میرے محارم سے اجتناب سے زیادہ کوئی چیز میرے قریب کرنے والی نہیں ہے کیونکہ میں ان کے لیے عدن کا باغات کھولوں گا کہ کسی ایک کو بھی ان کے ساتھ شریک نہیں کروں گا۔ [2]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مرسل ہے [3]

۴۰۔باب الورع

باب: پرہیزگاری

1/2026 الکافی،۲/۷۶/۱/۱ الثلاثة عن أبي المغراء عن اَلشَّحَّامِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيدِ بْنِ هِلاَلٍ اَلثَّقَفِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: قُلْتُ لَهُ إِنِّي لاَ أَلْقَاكَ إِلاَّ فِي اَلسِّنِينَ فَأَخْبِرْنِي بِشَيْءٍ آخُذُ بِهِ فَقَالَ أُوصِيكَ بِتَقْوَى اَللَّهِ وَ اَلْوَرَعِ وَ اَلاِجْتِهَادِ وَ اِعْلَمْ أَنَّهُ لاَ يَنْفَعُ اِجْتِهَادٌ لاَ وَرَعَ فِيهِ ۔

ترجمہ: عمرو بن سعید بن ہلال ثقفی سے روایت ہے کہ میں نے امام صادق علیہ السلام سے عرض کیا: میں چند سالوں کے بعد آپؑ کی زیارت کا شرف حاصل کرتا ہوں۔ پس آپؑ مجھے کسی ایسی چیز کے بارے میں بتائیں تا کہ میں اس پر عمل کروں۔

---

[1] مرآۃ العقول:۸/ ۶۸

[2] مشکاۃ الانوار:۵۰ ۴؛ بحارالانوار:۶۷/ ۸ ۰ ۳و۶۸/ ۲۰۴؛ مستدرک الوسائل:۱۱/ ۲۶۸؛ عوالم العلوم:۲۰/ ۸۶۷

[3] مرآۃ العقول:۸/ ۶۹

آپؑ نے فرمایا: میں تجھے اللہ کے تقویٰ، ورع اور اجتہاد (راہ خدا میں کوشش کرنے) کی وصیت کرتا ہوں۔ جان لو کہ جس اجتہاد میں ورع نہ ہو وہ فائدہ مند نہیں ہے۔ [1]

بیان:

الورع کف النفس عن المعاصی و منعها عما لا ینبغی و الاجتهاد تحمل المشقة فی العبادة

"الورع" اس سے مراد اپنے نفس کو گناہوں سے روکنا اور ان چیزوں دور رکھنا جو نا مناسب ہیں۔

"الاجتهاد" اس سے مراد عبادت میں مشقت کرنا ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول کالحسن ہے [2]

2/2027 الکافی، ۲/۷۸/۱۱/۱ محمد عن ابن عیسی عَنِ اِبْنِ فَضَّالٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ أَبِي كَهْمَسٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ اَلثَّقَفِيِّ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أَوْصِنِي قَالَ أُوصِيكَ بِتَقْوَى اَللَّهِ الحدیث۔

(ترجمہ) عمرو بن سعید ثقفی سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: مجھے وصیت کیجیے؟ آپؑ نے فرمایا: میں تجھے خدا کے تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں، الحدیث۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے [4]

3/2028 الکافی، ۲/۷۷/۴/۱ العدة عن البرقی عَنِ اِبْنِ فَضَّالٍ عَنْ أَبِي جَمِيلَةَ عَنِ اِبْنِ أَبِي يَعْفُورٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: لاَ يَنْفَعُ اِجْتِهَادٌ لاَ وَرَعَ فِيهِ۔

(ترجمہ) ابن ابی یعفور سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: وہ اجتہاد (خدا کی راہ میں کوشش کرنا) فائدہ مند نہیں ہے جس میں ورع نہ ہو۔ [5]

---

[1] بحار الانوار: ۶۷/ ۲۹۶؛ مجموعہ ورام: ۲/ ۱۸۶؛ مسند الامام الصادق: ۵/ ۱۹۴

[2] مرآۃ العقول: ۸/ ۵۸

[3] بحار الانوار: ۶۷/ ۳۰۰؛ امالی طوسی: ۲/ ۶۷۲؛ مسند الامام الصادق: ۵/ ۱۹۴

[4] مرآۃ العقول: ۸/ ۴۳

[5] مشکاۃ الانوار: ۴۴؛ وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۲۴۴؛ بحار الانوار: ۶۷/ ۲۹۷؛ العوالم: ۲۰/ ۸۰۵؛ مستدرک الوسائل: ۱۱/ ۲۶۸

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے [1] لیکن میرے نزدیک سند حسن کالصحیح ہے کیونکہ ابو جمیلہ ثقہ ہے جس کی تفصیل حدیث نمبر 2020 کے تحت دیکھیے (واللہ اعلم)

4/2029 الکافی، ۱/۲/۷۶/۲ محمد عن أحمد عن السراد عَنْ حَدِيدِ بْنِ حَكِيمٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: اِتَّقُوا اَللَّهَ وَ صُونُوا دِينَكُمْ بِالْوَرَعِ.

(ترجمہ) حدید بن حکیم سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادقؑ سے سنا ہے، آپؑ نے فرمایا: اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور اپنے دین کی حفاظت ورع کے ذریعے کرو۔ [2]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے [3]

5/2030 الکافی، ۱/۳/۷۶/۲ القمیان عَنْ صَفْوَانَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ خَلِيفَةَ قَالَ: وَعَظَنَا أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَأَمَرَ وَ زَهَّدَ ثُمَّ قَالَ عَلَيْكُمْ بِالْوَرَعِ فَإِنَّهُ لاَ يُنَالُ مَا عِنْدَ اَللَّهِ إِلاَّ بِالْوَرَعِ.

(ترجمہ) یزید بن خلیفہ سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ہمیں وعظ کیا۔ پس کچھ حکم دیا اور زہد کی تلقین کی۔ پھر فرمایا: تم پر ورع لازم ہے کیونکہ جو کچھ خدا کے پاس ہے وہ حاصل نہیں ہو سکتا مگر ورع کے ساتھ۔ [4]

تحقیق اسناد:

حدیث کی یزید کی وجہ سے ضعیف ہے کیونکہ وہ واقفی ہے لیکن حدیث کے الفاظ سے اس کی مدح نکلتی ہے [5] لیکن میرے نزدیک سند موثق کالصحیح ہے کیونکہ یزید سے صفوان روایت کر رہا ہے جو اس کی وثاقت کی دلیل ہے مگر یہ واقفی ہے اور واضح ہے کہ ہمارے محدثین نے اس سے اس وقت احادیث روایت کی ہیں جبکہ وہ صحیح العقیدہ تھا۔ (واللہ اعلم)

---

[1] مرآۃ العقول: ۸/ ۵۹

[2] وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۲۴۴؛ مستدرک الوسائل: ۱۱/ ۲۶۸؛ عوالم العلوم: ۲۰/ ۲۹۸؛ بحار الانوار: ۲/ ۶۷ و ۶۸/ ۳۰۸: ۳۰؛ مشکاۃ الانوار: ۴۳؛ مسند الامام الصادق: ۱۲/ ۴۰۸

[3] مرآۃ العقول: ۸/ ۵۹

[4] وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۲۴۴؛ بحار الانوار: ۶۷/ ۲۹۷؛ مسند الامام الصادق: ۵/ ۱۹۸

[5] مرآۃ العقول: ۸/ ۵۹

6/2031 الكافى، ۱/۵/۷۷/۲ العدة عن البرقى عن أبيه عن فضالة عن اَلصَّيْقَلِ عَنْ فُضَيْلِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : إِنَّ أَشَدَّ اَلْعِبَادَةِ اَلْوَرَعُ ۔

(ترجمہ) فضیل بن یسار سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: سخت ترین عبادت ورع ہے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے [2] اور میرے نزدیک سند معتبر ہے کیونکہ حسن بن زیاد الصیقل کی روایات پر اعتبار کیا گیا ہے [3] (واللہ اعلم)۔

7/2032 الكافى، ۱/۶/۷۷/۲ محمد عن ابن عيسى عن ابن بزيع عَنْ حَنَانِ بْنِ سَدِيرٍ عن اَلْكِنَانِيِّ أنه قَالَ لِأَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ مَا نَلْقَى مِنَ اَلنَّاسِ فِيكَ فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ مَا اَلَّذِي تَلْقَى مِنَ اَلنَّاسِ فِيَّ فَقَالَ لاَ يَزَالُ يَكُونُ بَيْنَنَا وَ بَيْنَ اَلرَّجُلِ اَلْكَلاَمُ فَيَقُولُ جَعْفَرِيٌّ خَبِيثٌ فَقَالَ يُعَيِّرُكُمُ اَلنَّاسُ بِي فَقَالَ لَهُ أَبُو اَلصَّبَّاحِ نَعَمْ قَالَ فَقَالَ مَا أَقَلَّ وَ اَللَّهِ مَنْ يَتَّبِعُ جَعْفَراً مِنْكُمْ إِنَّمَا أَصْحَابِي مَنِ اِشْتَدَّ وَرَعُهُ وَ عَمِلَ لِخَالِقِهِ وَ رَجَا ثَوَابَهُ فَهَؤُلاَءِ أَصْحَابِي ۔

(ترجمہ) کنانی سے روایت ہے کہ اس نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: ہم آپؑ کے بارے میں لوگوں سے کیا سن رہے ہیں؟

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: تم ہمارے بارے میں لوگوں سے کیا سن رہے ہو؟

اس نے عرض کیا: میری جس مرد سے بھی بات چیت ہوتی ہے تو وہ کہتا ہے: جعفری خبیث ہوتے ہیں۔

آپؑ نے فرمایا: لوگ میری وجہ سے تمہیں عیب لگاتے ہیں؟

ابوصباح نے آپؑ سے عرض کیا: جی ہاں۔

آپؑ نے فرمایا: خدا کی قسم! تم میں سے کتنے ہی قلیل ہیں جو جعفر (صادق علیہ السلام) کی پیروی کرنے والے ہیں۔ یقینا میرا اصحابی وہ ہے جس کی ورع سخت ہو، وہ اپنے خالق کی خاطر عمل کرنے والا ہو اور اس کے ثواب کی امید

---

[1] تفسیر نور الثقلین: ۱/ ۴۰؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱/ ۲۳۹؛ بحار الانوار: ۶۷/ ۲۹۷؛ وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۲۴۴

[2] مرآۃ العقول: ۸/ ۵۹

[3] من لا یحضرہ الفقیہ: ۱/ ۱۲۶ ح ۲۹۷؛ سند العروہ (الصلاۃ): ۳۵۰؛ تہذیب الاحکام: ۲/ ۲۹۳ ح ۳۰؛ کتاب الصلاۃ اراکی: ۲/ ۱۱۸؛ جواہر الکلام: ۵/ ۲۳۸؛ کتاب الصلاۃ نائینی: ۲/ ۸۷؛ الحدائق الناضرۃ: ۸/ ۱۰۹؛ فقہ الصادق: ۶/ ۳۶۹؛ بدائع البحوث: ۵/ ۲۹۴

رکھتا ہو۔پس ایسے ہیں میرے صحابی۔[1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند موثق ہے[2]

8/2033 الکافی،۲/۷۷/۷/۱ حنَانُ بْنُ سَدِيرٍ عَنْ أَبِي سَارَةَ الْغَزَّالِ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ قَالَ: قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ ابْنَ آدَمَ اجْتَنِبْ مَا حَرَّمْتُ عَلَيْكَ تَكُنْ مِنْ أَوْرَعِ النَّاسِ.

(ترجمہ) ابوسارہ غزال سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے فرزند آدم! جو چیز میں نے تجھ پر حرام کی ہے اس سے اجتناب کر۔تُو سب لوگوں سے زیادہ وَرع والا بن جائے گا۔[3]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے[4]

9/2034 الکافی،۲/۷۸/۱۳/۱ علی عن أبیه عن السراد عَنِ ابْنِ رِئَابٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ قَالَ: إِنَّا لاَ نَعُدُّ الرَّجُلَ مُؤْمِناً حَتَّى يَكُونَ لِجَمِيعِ أَمْرِنَا مُتَّبِعاً مُرِيداً أَلاَ وَ إِنَّ مِنِ اتِّبَاعِ أَمْرِنَا وَ إِرَادَتِهِ الْوَرَعَ فَتَزَيَّنُوا بِهِ يَرْحَمْكُمُ اللَّهُ وَ كَبِّدُوا أَعْدَاءَنَا بِهِ يَنْعَشْكُمُ اللَّهُ.

(ترجمہ) ابن رباب سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ہم اس وقت تک کسی شخص کو مومن شمار نہیں کرتے جب تک ہمارے جملہ امور کا پیرو نہ ہو۔اور آگاہ ہو جاو! ورع بھی ہمارے امر میں سے ایک ہے۔پس اللہ تم پر رحم کرے! تم اس سے اپنے آپ کو مزین کرو اور اس ہتھیار سے ہمارے دشمنوں سے لڑو۔اللہ تمہیں خوشحال کرے گا۔[5]

بیان:

التکبید بالباء الموحدة إیصال الألم و النعش الرفع

"التکبید" بآءِ موحدہ کے ساتھ یعنی تکلیف پہنچانا

---

[1] بحارالانوار:۶۷/۲۹۸؛ مجموعہ ورام:۲/۱۸۶؛ مسند الامام الصادق:۵/۱۹۵

[2] مرآۃ العقول:۸/۶۰

[3] وسائل الشیعہ:۱۵/۲۴۵؛ کلیات حدیث قدسی:۷۴۳؛ بحارالانوار:۶۷/۲۹۸؛ مستدرک الوسائل:۱۱/۲۶۸؛ مجموعہ ورام:۲/۱۸۶؛ مشکاۃ الانوار:۴۵؛ تحف العقول:۲۶۹

[4] مرآۃ العقول:۸/۶۰

[5] الفصول المہمہ:۲/۲۱۷؛ بحارالانوار:۶۷/۳۰۲و۷۲/۲۳۵؛ وسائل الشیعہ:۱۵/۲۴۳

"النعش" اس سے مراد رفع کرنا ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے [1] یا پھر حسن ہے [2] اور میرے نزدیک سند صحیح ہے (واللہ اعلم)

10/2035 الکافی، ۱/۱۲/۷۸/۲ محمد عن أحمد عَنِ ٱلْحَجَّالِ عَنِ ٱلْعَلاَءِ عَنِ اِبْنِ أَبِي يَعْفُورٍ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ ٱللَّهِ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ : كُونُوا دُعَاةً لِلنَّاسِ بِغَيْرِ أَلْسِنَتِكُمْ لِيَرَوْا مِنْكُمُ ٱلْوَرَعَ وَ ٱلاِجْتِهَادَ وَ ٱلصَّلاَةَ وَ ٱلْخَيْرَ فَإِنَّ ذَلِكَ دَاعِيَةٌ ۔

(ترجمہ) ابن ابی یعفور سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق نے فرمایا: لوگوں کو اپنی زبانوں کے بغیر دعوت دینے والے بنو تا کہ وہ لوگ تمہارے اندر ورع، اجتہاد، نماز اور بھلائی دیکھیں کیونکہ یہی (اصل) دعوت ہے۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے [4]

11/2036 الکافی، ۱/۱۵/۷۹/۲ ٱلْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَمْزَةَ ٱلْعَلَوِيِّ عَنْ عُبَيْدِ ٱللَّهِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِي ٱلْحَسَنِ ٱلْأَوَّلِ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ قَالَ: كَثِيراً مَا كُنْتُ أَسْمَعُ أَبِي يَقُولُ لَيْسَ مِنْ شِيعَتِنَا مَنْ لاَ تَتَحَدَّثُ ٱلْمُخَدَّرَاتُ بِوَرَعِهِ فِي خُدُورِهِنَّ وَ لَيْسَ مِنْ أَوْلِيَائِنَا مَنْ هُوَ فِي قَرْيَةٍ فِيهَا عَشَرَةُ آلاَفِ رَجُلٍ فِيهِمْ مِنْ خَلْقِ ٱللَّهِ أَوْرَعُ مِنْهُ ۔

عبید اللہ بن علی سے روایت ہے کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا: میں بسا اوقات اپنے والد گرامی (امام جعفر صادق علیہ السلام) کو یہ فرماتے ہوئے سنتا تھا، وہ فرماتے تھے: وہ ہمارا شیعہ نہیں ہے جس کی ورع (پرہیز گاری) کے قصے پردہ نشین عورتیں اپنے پردوں کے اندر بیان نہ کریں اور وہ شخص ہمارا موالی (دوست) نہیں ہے جو کسی ایسی بستی میں رہتا ہو جو دس ہزار نفوس پر مشتمل ہو اور ان میں کوئی ایک شخص بھی اس سے زیادہ ورع والا ہو۔ [5]

---

[1] کمیال المکارم اصفہانی: ۲/ ۳۳۳؛ منہاج الصالحین وحید: ۱/ ۵۰۷؛ التقویٰ و دور ھا فی حل مشاکل راضی: ۳۲

[2] مرآۃ العقول: ۸/ ۶۳

[3] بحار الانوار: ۶۷/ ۳۰۳؛ وسائل الشیعہ: ۱/ ۶۷ و ۱۵/ ۲۳۶؛ عوالم العلوم: ۲۰/ ۲۳۵

[4] مرآۃ العقول: ۸/ ۶۵؛ مہذب الاحکام: ۲/ ۳۴۷؛ منہاج الصالحین وحید: ۱/ ۵۲۱

[5] مجموعہ ورام: ۲/ ۱۸۶؛ وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۲۳۶؛ بحار الانوار: ۶۷/ ۳۰۳

https://www.shiabookspdf.com

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے [1]

12/2037 الکافی، ۱/۱۰/۷۸/۲ محمد عن ابن عیسی عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي زَيْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَدَخَلَ عِيسَى بْنُ عَبْدِ اَللَّهِ اَلْقُمِّيُّ فَرَحَّبَ بِهِ وَ قَرَّبَ مِنْ مَجْلِسِهِ ثُمَّ قَالَ يَا عِيسَى بْنَ عَبْدِ اَللَّهِ لَيْسَ مِنَّا وَ لاَ كَرَامَةَ مَنْ كَانَ فِي مِصْرٍ فِيهِ مِائَةُ أَلْفٍ أَوْ يَزِيدُونَ وَ كَانَ فِي ذَلِكَ اَلْمِصْرِ أَحَدٌ أَوْرَعَ مِنْهُ.

(ترجمہ) علی بن ابوزید نے اپنے باپ سے روایت کی ہے، اس کا بیان ہے کہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ عیسیٰ بن عبداللہ قمی وارد ہوئے۔ تو آپؑ نے اسے خوش آمدید کہا اور قریب بٹھایا، پھر فرمایا: یا عیسیٰ بن عبداللہ! وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے اور نہ ہی اس کی کوئی عزت ہے کہ جو کسی ایسے شہر میں رہتا ہو جس میں ایک لاکھ یا اس سے کچھ زیادہ نفوس کی آبادی ہو اور پھر اس شہر میں اس سے بڑھ کر کوئی ورع والا آدمی موجود ہو۔ [2]

بیان:

لعل المراد أن يكون فى المخالفين أورع منه و ذلك لأن أصحابنا بعضهم أورع من بعض فيلزم أن لا يكون منهم إلا الفرد الأعلى خاصة

❂ شاید اس کا مطلب یہ ہے کہ مخالفین میں ان سے زیادہ متقی ہونا چاہیے اور یہ اس لیے کہ ہمارے بعض صحابہ دوسروں سے زیادہ متقی ہیں، اس لیے ضروری ہے کہ ان میں سے کوئی خاص طور پر سب سے زیادہ متقی ہو۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے [3]

13/2038 الکافی، ۱/۱۲/۷۸/۲ محمد عن أحمد عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَلْحَكَمِ عَنْ سَيْفِ بْنِ عَمِيرَةَ عَنِ اَلْكِنَانِيِّ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ أَعِينُونَا بِالْوَرَعِ فَإِنَّهُ مَنْ لَقِيَ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ مِنْكُمْ بِالْوَرَعِ كَانَ لَهُ عِنْدَ اَللَّهِ فَرَجاً وَ إِنَّ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ يَقُولُ: ﴿مَنْ يُطِعِ اَللّٰهَ وَ اَلرَّسُولَ فَأُولٰئِكَ مَعَ اَلَّذِينَ أَنْعَمَ اَللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ اَلنَّبِيِّينَ وَ اَلصِّدِّيقِينَ وَ اَلشُّهَدٰاءِ وَ اَلصّٰالِحِينَ وَ حَسُنَ أُولٰئِكَ رَفِيقاً﴾ فَمِنَّا

---

[1] مرآۃ العقول: ۸/ ۶۵

[2] شرح الاخبار: ۳/ ۵۰۱؛ بحارالانوار: ۶۷/ ۳۰۰؛ وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۲۴۵

[3] مرآۃ العقول: ۸/ ۶۲

اَلنَّبِيُّ وَمِنَّا اَلصِّدِّيقُ وَ اَلشُّهَدَاءُ وَ اَلصَّالِحُونَ۔

(ترجمہ) کنانی سے روایت ہے کہ امام محمد باقر نے فرمایا: ورع (پرہیزگاری) کے ذریعے ہماری مدد کرو کیونکہ تم میں سے جو بھی ورع کے ساتھ اللہ سے ملاقات کرے گا تو اس کے لیے اللہ کی بارگاہ میں ایک کشادگی ہوگی اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''اور جو اللہ اور رسولؐ کی اطاعت کرے گا وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ نے انعام کیا ہے جو انبیاء، صدیق، شہداء اور صالحین ہیں اور وہ کتنے اچھے رفیق ہیں۔ (النساء:۶۹)''پس نبی اکرمؐ بھی ہم سے ہیں اور صدیق، شہداء اور صالحین بھی ہم میں سے ہیں۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے۔ [2]

14/2039 الکافی،۸/۲۲۰/۳۲۸ العدة عن سهل عَنِ اَلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ كَرَّامٍ عَنْ أَبِي اَلصَّامِتِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: مَرَرْتُ أَنَا وَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَلَى اَلشِّيعَةِ وَ هُمْ مَا بَيْنَ اَلْقَبْرِ وَ اَلْمِنْبَرِ فَقُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ شِيعَتُكَ وَ مَوَالِيكَ جَعَلَنِيَ اَللَّهُ فِدَاكَ قَالَ أَيْنَ هُمْ فَقُلْتُ أَرَاهُمْ مَا بَيْنَ اَلْقَبْرِ وَ اَلْمِنْبَرِ فَقَالَ اِذْهَبْ بِي إِلَيْهِمْ فَذَهَبَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ ثُمَّ قَالَ وَ اَللَّهِ إِنِّي لَأُحِبُّ رِيحَكُمْ وَ أَرْوَاحَكُمْ فَأَعِينُوا مَعَ هَذَا بِوَرَعٍ وَ اِجْتِهَادٍ إِنَّهُ لاَ يُنَالُ مَا عِنْدَ اَللَّهِ إِلاَّ بِوَرَعٍ وَ اِجْتِهَادٍ وَ إِذَا اِئْتَمَمْتُمْ بِعَبْدٍ فَاقْتَدُوا بِهِ أَمَا وَ اَللَّهِ إِنَّكُمْ لَعَلَى دِينِي وَ دِينِ آبَائِي إِبْرَاهِيمَ وَ إِسْمَاعِيلَ وَ إِنْ كَانَ هَؤُلاَءِ عَلَى دِينِ أُولَئِكَ فَأَعِينُوا عَلَى هَذَا بِوَرَعٍ وَ اِجْتِهَادٍ۔

(ترجمہ) ابو الصامت سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: میں اور (میرے والد بزرگوار) حضرت ابو جعفر علیہ السلام کچھ شیعوں کے پاس سے گزرے جبکہ وہ قبر اور منبر (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے درمیان تھے تو میں نے اپنے والد بزرگوار ابو جعفر علیہ السلام سے عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہوں! یہ آپؑ کے شیعہ اور آپ کے دوست ہیں۔

انہوں نے فرمایا: وہ کہاں ہیں؟

---

[1] تفسیر البرہان:۲/۱۲۴؛ تفسیر نور الثقلین:۱/۵۱۳؛ تفسیر کنز الدقائق:۳/۴۶۲؛ بحار الانوار:۶۷/۱۰۳؛ تفسیر الصافی:۱/۴۶۸

[2] مراۃ العقول:۸/۶۳

https://www.shiabookspdf.com

میں نے عرض کیا: قبر اور منبر کے درمیان۔

انہوں نے فرمایا: تم میرے ساتھ ان کے پاس چلو۔ چنانچہ آپ تشریف لے گئے اور انہیں سلام کیا، پھر فرمایا: مجھے تمہاری خوشبو اور تمہاری روحیں پسند ہیں پس تقویٰ اور اجتہاد کے ساتھ اس کے حمایت کرو کیونکہ جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ حاصل نہیں ہوتا مگر تقویٰ اور اجتہاد کے ساتھ اور اگر تم کسی بندے کو مہتم (منتظم یا امام) بناؤ تو پھر اس کے ذریعے اس کی اقتداء بھی کرو اور ہاں! خدا کی قسم! تم سب میرے دین پر اور میرے آبائے کرام علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے دین پر ہو اور اگر یہ لوگ بھی اسی دین پر چلیں تو تم ورع اور اجتہاد سے ان کی مدد کرو۔ [1]

بیان:

و إذا ائتممتم بعبد يعني به إذا جعلتموه إماما لأنفسكم أراد ع إنكم لما قلتم بإمامتنا فلا بد لكم أن تقتدوا بنا لتصح دعواكم أراد ع بهؤلاء آباءه الأقربين و بأولئك الأبعدين و إن لم يجر للأقربين ذكر إلا أنه اكتفى بقرينة المقام و الظاهر أن يكون قد سقط من قلم النساخ ذكرهم ع كما يظهر مما يأتي في باب اصطفاء المؤمن

۞ اگر تم کسی بندے کی تقلید کرتے ہو، یعنی اس سے، اگر تم اسے اپنے لیے امام بناتے ہو، تو امام علیہ السلام نے یہ ارادہ کیا کہ جب تم نے کہا تھا کہ ہم امام ہیں، تو تم پر لازم ہے کہ ہماری اقتدیٰ کرو تا کہ تمہارا دعویٰ صحیح ہو۔

امام علیہ السلام کی مراد اپنے قریب ترین باپ دادا اور بعید والے تھے اگر چہ قریب ترین کا تذکرہ نہیں کیا مگر یہ کہ مقام کے قرینہ پر اکتفاء کیا۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کاتب کے قلم سے آئمہ علیہ السلام کا ذکر ساقط ہو گیا جیسا کہ "باب اصطفاء المؤمن" میں درج ذیل باتوں سے معلوم ہوتا ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے [2] لیکن میرے نزدیک سند موثق ہے کیونکہ سہل ثقہ ثابت ہے اور ابو صامت تفسیر قمی اور کامل الزیارات کا راوی ہے (واللہ اعلم)

15/2040 الکافی، ۱/۸/۷۷/۲ عَلِيٌّ عَنْ أَبِيهِ وَ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ اَلْمِنْقَرِيِّ عَنْ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ: سَأَلْتُ

---

[1] مسند ابو بصیر: ۲/۱۱؛ مستدرک سفینۃ البحار: ۶/۱۱۵؛ مشکاۃ الانوار: ۱۹۶؛ مسند الامام الصادق: ۵/۱۱

[2] مرآۃ العقول: ۲۶/۲۰۰

https://www.shiabookspdf.com

أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَنِ اَلْوَرِعِ مِنَ اَلنَّاسِ فَقَالَ اَلَّذِي يَتَوَرَّعُ عَنْ مَحَارِمِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ.

ترجمہ: حفص بن غیاث سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق سے لوگوں میں ورع (پرہیزگار) کے بارے میں پوچھا تو آپؑ نے فرمایا: یہ وہ ہے جو خدا کے حرام کردہ کاموں سے بچتا ہے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے [2]

۴۱۔ باب العفة

باب: پاکدامنی

1/2041 الكافي،۲/۷۹/۱/۱ الأربعة عَنْ زُرَارَةَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: مَا عُبِدَ اَللَّهُ بِشَيْءٍ أَفْضَلَ مِنْ عِفَّةِ بَطْنٍ وَ فَرْجٍ.

ترجمہ: زرارہ سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: بطن اور شرمگاہ کی پاکیزگی سے بہتر کسی چیز کے ساتھ خدا کی عبادت نہیں کی جاسکتی۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے [4] یا حسن کالصحیح ہے [5] اور میرے نزدیک سند صحیح ہے (واللہ اعلم)

2/2042 الكافي،۲/۷۹/۲/۱ محمد عن أحمد عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ عَنْ حَنَانِ بْنِ سَدِيرٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : إِنَّ أَفْضَلَ اَلْعِبَادَةِ عِفَّةُ اَلْبَطْنِ وَ اَلْفَرْجِ.

ترجمہ: امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: بے شک سب سے افضل عبادت پیٹ اور شرمگاہ کی پاکیزگی ہے۔ [6]

---

[1] وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۲۴۳؛ بحار الانوار: ۷/ ۲۹۹؛ مسند الامام الصادق: ۶/ ۵۳۴

[2] مرآۃ العقول: ۸/ ۶۱

[3] بحار الانوار: ۶۸/ ۲۶۸؛ وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۲۴۹؛ مسند الامام الباقرؑ: ۲/ ۲۳۷

[4] بقیۃ اللہ شریہ: ۷/ ۲۳۴؛ ۵/ ۳۵؛ نظرات فی الاعداد الروحی: ۹۷؛ خود رابساز یم محسنی: ۷۳

[5] مرآۃ العقول: ۸/ ۶۲

[6] تحف العقول: ۲۹۶؛ وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۲۴۹؛ بحار الانوار: ۶۸/ ۲۶۹ و ۷۵/ ۱۷۶؛ مستدرک الوسائل: ۱۱/ ۲۷۵

https://www.shiabookspdf.com

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند حسن یا موثق ہے [1]

3/2043 الکافی، ۱/۳/۷۹/۲ العدة عن سهل عن الأشعري عن اَلْقَدَّاحِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ قَالَ كَانَ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ صَلَوَاتُ اَللَّهِ عَلَيْهِ يَقُولُ: أَفْضَلُ اَلْعِبَادَةِ اَلْعَفَافُ.

(ترجمہ) امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام فرمایا کرتے تھے: سب سے افضل عبادت عفت (پاکدامنی) ہے۔ [2]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے [3] لیکن میرے نزدیک حدیث جعفر بن محمد اشعری کی وجہ سے مجہول ہے اور سہل ثقہ ثابت ہے۔ (واللہ اعلم)

4/2044 الکافی، ۱/۴/۷۹/۲ العدة عن البرقي عن أبيه عن النضر عَنْ يَحْيَى اَلْحَلَبِيِّ عَنْ مُعَلًّى أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ لِأَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ إِنِّي ضَعِيفُ اَلْعَمَلِ قَلِيلُ اَلصِّيَامِ وَ لَكِنِّي أَرْجُو أَنْ لاَ آكُلَ إِلاَّ حَلاَلاً قَالَ فَقَالَ لَهُ أَيُّ اَلاِجْتِهَادِ أَفْضَلُ مِنْ عِفَّةِ بَطْنٍ وَ فَرْجٍ.

(ترجمہ) ابو بصیر سے روایت ہے کہ ایک شخص نے امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: میں اگرچہ ضعیف العمل ہوں اور روزے بھی کم رکھتا ہوں مگر مجھے امید ہے کہ کھاتا صرف حلال ہی ہوں؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: بطن اور شرمگاہ کی عفت سے بڑھ کر کون سا اجتہاد ہے؟ [4]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے [5]

5/2045 الکافی، ۱/۵/۷۹/۲ الأربعة عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: أَكْثَرُ مَا تَلِجُ بِهِ أُمَّتِي اَلنَّارَ اَلْأَجْوَفَانِ اَلْبَطْنُ وَ اَلْفَرْجُ.

---

[1] مرآۃ العقول: ۸/ ۶۶

[2] الفصول المہمہ: ۲/ ۲۱۸؛ وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۲۵۰؛ بحار الانوار: ۶۸/ ۲۶۹؛ مستدرک الوسائل: ۱۱/ ۲۷۵؛ جامع الاخبار: ۱۳۱

[3] مرآۃ العقول: ۸/ ۶۷

[4] مشکاۃ الانوار: ۱۵۷؛ مجموعہ ورام: ۲/ ۱۸۷؛ وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۲۵۰؛ بحار الانوار: ۶۸/ ۲۶۹

[5] مرآۃ العقول: ۸/ ۶۷؛ التقوی و دورھا فی حل مشاکل راضی: ۲۵۲

https://www.shiabookspdf.com

ترجمہ: امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری امت جس چیز کی وجہ سے سب سے زیادہ جہنم کی آگ میں مبتلا ہوگی وہ دو اندر سے کھوکھلی چیزیں ہیں: شکم اور شرم گاہ۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف علی المشہور ہے [2] لیکن میرے نزدیک سند موثق ہے اور یہ مشہور ہے (واللہ اعلم)

6/2046 الکافی، ۲/۷۹/۵/۱ الأربعة الفقيه، ۴/۴۰۷/۵۸۸۱ السكوني الكافي عن أبي عبد الله عليه السلام (ش) قال قَالَ رَسُولُ ٱللَّهِ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ: ثَلاَثٌ أَخَافُهُنَّ عَلَى أُمَّتِي مِنْ بَعْدِي ٱلضَّلاَلَةُ بَعْدَ ٱلْمَعْرِفَةِ وَمَضَلاَّتُ ٱلْفِتَنِ وَشَهْوَةُ ٱلْبَطْنِ وَٱلْفَرْجِ.

ترجمہ: امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں اپنے بعد اپنی امت پر تین چیزوں کی وجہ سے سب سے زیادہ خوفزدہ ہوں: معرفت کے بعد گمراہی، گمراہ کرنے والے مختلف فتنے اور بطن وشرمگاہ کی شہوت۔ [3]

بیان:

أريد بمضلات الفتن الامتحانات التي تصير سببا للضلالة

❂ میری مراد "مضلات الفتن" وہ امتحانات ہیں جو گمراہی کا سبب قرار پاتے ہیں۔

تحقیق اسناد:

اس کی سند وہی سابقہ حدیث والی ہے جو میرے نزدیک موثق ہے اور عیون اخبار الرضا علیہ السلام میں اس کی تین اسناد مذکور ہیں اور شیخ آصف محسنی نے ان اسناد سے مروی احادیث کو احادیث معتبرہ میں شمار کیا ہے [4] (واللہ اعلم)

7/2047 الکافی، ۲/۸۰/۷/۱ القمیان عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِهِ عَنْ مَيْمُونٍ ٱلْقَدَّاحِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ يَقُولُ: مَا مِنْ عِبَادَةٍ أَفْضَلَ مِنْ عِفَّةِ بَطْنٍ وَفَرْجٍ.

ترجمہ: میمون القداح سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا، آپ فرما رہے تھے: شکم اور شرمگاہ کی

---

[1] بحار الانوار: ۶۸/ ۲۶۹؛ مستدرک الوسائل: ۱۱/ ۲۷۳؛ وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۲۴۹

[2] مراۃ العقول: ۸/ ۶۸

[3] عیون اخبار الرضا: ۲۹؛ صحیفۃ الرضا: ۴۳؛ وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۲۴۹؛ بحار الانوار: ۱۰/ ۳۶۸ و ۲۲/ ۴۵۱

[4] معجم الاحادیث المعتبرۃ: ۳/ ۱۸۰

https://www.shiabookspdf.com

پاکیزگی سے افضل کوئی عبادت نہیں ہے۔[1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مرسل ہے[2]

8/2048 الکافی،۱/۸/۸۰/۲ محمد عن أحمد عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ سَيْفِ بْنِ عَمِيرَةَ عَنْ مَنْصُورِ بْنِ حَازِمٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ قَالَ: مَا مِنْ عِبَادَةٍ أَفْضَلَ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ عِفَّةِ بَطْنٍ وَ فَرْجٍ.

(ترجمہ) منصور بن حازم سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: خدا کے نزدیک پیٹ اور شرم گاہ کی عفت سے افضل کوئی عبادت نہیں ہے۔[3]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے[4]

۴۲۔ باب الصبر

باب: صبر

1/2049 الکافی،۱/۱/۸۷/۲ العدۃ عن سھل عن السراد عن ابْنِ رِئَابٍ عَنِ ابْنِ أَبِي يَعْفُورٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ قَالَ: اَلصَّبْرُ رَأْسُ اَلْإِيمَانِ.

(ترجمہ) ابن ابی یعفور سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: صبر ایمان کا سر ہے۔[5]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف علی المشہور ہے[6] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق کالصحیح ہے کیونکہ سہل ثقہ ثابت ہے مگر

---

[1] الکافی:۵/۵۵۴؛ الوافی:۲۲/۸۵۹؛ وسائل الشیعہ:۱۵/۲۵۰و۲۰/۳۵۶؛ بحارالانوار:۶۸/۲۷۰؛ العوالم:۱۹/۲۰۶

[2] مرآۃ العقول:۸/۶۸

[3] مشکاۃ الانوار:۱۵۷؛ وسائل الشیعہ:۱۵/۲۴۹؛ بحارالانوار:۶۸/۲۷۰؛ مسند الامام الباقرؑ:۲/۲۳۷

[4] مرآۃ العقول:۸/۶۸

[5] بحارالانوار:۶۷/۱۸۳و۶۸/۶۷؛ عوالم العلوم:۲۰/۷۷۷؛ وسائل الشیعہ:۳/۲۵۷؛ جامع الاخبار:۱۱۶؛ عیون الحکم:۲۹۳؛ مشکاۃ الانوار:۶۱؛ غرر الحکم:۲۷؛ ھدایۃ الامہ:۱/۳۲۶

[6] مرآۃ العقول:۸/۱۲۰

https://www.shiabookspdf.com

غیر امامی مشہور ہے (واللہ اعلم)

2/2050 الکافی،۱/۴/۸۹/۲ محمد عن ابن عیسی عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَلْحَكَمِ عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ عَبْدِ اَللَّهِ اَلسَّرَّاجِ رَفَعَهُ إِلَى عَلِيِّ بْنِ اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ قَالَ: اَلصَّبْرُ مِنَ اَلْإِيمَانِ بِمَنْزِلَةِ اَلرَّأْسِ مِنَ اَلْجَسَدِ وَ لاَ إِيمَانَ لِمَنْ لاَ صَبْرَ لَهُ.

(ترجمہ) امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا: صبر کی ایمان سے وہی منزلت ہے جو سر کو بدن سے ہے لہٰذا جس کے پاس صبر نہیں ہے اس کے پاس ایمان بھی نہیں ہے۔[1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول مرفوع ہے[2]

3/2051 الکافی،۱/۵/۸۹/۲ علی عن أبیه عن حماد بن عیسی عن ربعی عَنْ فُضَيْلِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: اَلصَّبْرُ مِنَ اَلْإِيمَانِ بِمَنْزِلَةِ اَلرَّأْسِ مِنَ اَلْجَسَدِ فَإِذَا ذَهَبَ اَلرَّأْسُ ذَهَبَ اَلْجَسَدُ كَذَلِكَ إِذَا ذَهَبَ اَلصَّبْرُ ذَهَبَ اَلْإِيمَانُ.

(ترجمہ) فضیل بن یسار سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: صبر کو ایمان سے وہی منزلت ہے جو سر کو جسم کے ساتھ ہے۔ پس جب سر چلا جائے تو جسم بھی چلا جاتا ہے، ایسے ہی جب صبر چلا جائے تو ایمان بھی چلا جاتا ہے۔[3]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے[4] یا سند حسن کالصحیح ہے[5] اور میرے نزدیک سند صحیح ہے (واللہ اعلم)

4/2052 الکافی،۲/۲/۸۷/۲ القمی عن ابن عیسی عن محمد بن سنان عن العلاء بن الفضیل عن أبی عبد الله علیه السلام: مثله.

---

[1] التمحیص: ۶۴؛ دعائم الاسلام: ۱/ ۲۲۳؛ تحف العقول: ۲۰۲؛ ارشاد القلوب: ۱/ ۱۲۶؛ مسکن الفواد: ۴۲؛ وسائل الشیعہ: ۳/ ۲۵۸؛ بحار الانوار: ۶۸/ ۸۱؛ مستدرک الوسائل: ۲/ ۴۱۵

[2] مرآۃ العقول: ۸/ ۱۲۹

[3] مشکاۃ الانوار: ۲۱ و ۲۷۸/ جامع الاخبار: ۱۱۶؛ وسائل الشیعہ: ۳/ ۲۵۷؛ بحار الانوار: ۶۷/ ۱۸۳ و ۶۸/ ۸۱؛ تفسیر نور الثقلین: ۴/ ۲۰۶؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۰/ ۲۵۶؛ عوالم العلوم: ۲۰/ ۷۷۷؛ مستدرک الوسائل: ۱۱/ ۲۸۴

[4] الراسخون فی العلم حیدری: ۶۷؛ منہاج الصالحین وحید: ۱/ ۵۱۰؛ خودرا بسازیم محسنی: ۷۵

[5] مرآۃ العقول: ۸/ ۱۲۹

(ترجمہ) علاء بن فضیل نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اسی کے مثل روایت کی ہے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف علی المشہور ہے [2] لیکن میرے نزدیک سند حسن ہے کیونکہ محمد بن سنان ثقہ ثابت ہے (واللہ اعلم)

5/2053 الكافی،۱/۶/۸۹/۲ العدة عن البرقی عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَلنُّعْمَانِ عَنِ ابْنِ مُسْكَانَ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: إِنَّ اَلْحُرَّ حُرٌّ عَلَى جَمِيعِ أَحْوَالِهِ إِنْ نَابَتْهُ نَائِبَةٌ صَبَرَ لَهَا وَ إِنْ تَدَاكَّتْ عَلَيْهِ اَلْمَصَائِبُ لَمْ تَكْسِرْهُ وَ إِنْ أُسِرَ وَ قُهِرَ وَ اُسْتُبْدِلَ بِالْيُسْرِ عُسْراً كَمَا كَانَ يُوسُفُ اَلصِّدِّيقُ اَلْأَمِينُ صَلَوَاتُ اَللَّهِ عَلَيْهِ لَمْ يَضْرُرْ حُرِّيَّتَهُ أَنِ اُسْتُعْبِدَ وَ قُهِرَ وَ أُسِرَ وَ لَمْ تَضْرُرْهُ ظُلْمَةُ اَلْجُبِّ وَ وَحْشَتُهُ وَ مَا نَالَهُ أَنْ مَنَّ اَللَّهُ عَلَيْهِ فَجَعَلَ اَلْجَبَّارَ اَلْعَاتِيَ لَهُ عَبْداً بَعْدَ إِذْ كَانَ لَهُ مَالِكاً فَأَرْسَلَهُ وَ رَحِمَ بِهِ أُمَّةً وَ كَذَلِكَ اَلصَّبْرُ يُعَقِّبُ خَيْراً فَاصْبِرُوا وَ وَطِّنُوا أَنْفُسَكُمْ عَلَى اَلصَّبْرِ تُوجَرُوا.

(ترجمہ) ابوبصیر سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ فرمارہے تھے: آزاد آدمی اپنے جملہ احوال میں آزاد ہوتا ہے، اگر اس پر کوئی مصیبت نازل ہو تو صبر کرتا ہے، اگر اس پر مصائب کی یلغار ہو جائے تو وہ اسے توڑ نہیں سکتے خواہ اسے قید کیا جائے، اس پر جبر و تشدد کیا جائے یا اس کی آسائش تنگی سے بدل دی جائے۔ جیسا کہ جناب یوسف صدیق و امین علیہ السلام کی آزادی کو ان کے غلام بنائے جانے، ان پر ظلم ڈھائے جانے اور قید کیے جانے نے ضرر نہیں پہنچایا تھا اور نہ کنویں کی تاریکی اور اس کی وحشت و ہولناکی نے ان کو کوئی نقصان پہنچایا تھا یہاں تک کہ خداوند عالم نے ان پر احسان فرمایا اور (مصر کے) جبار (حاکم) کو ان کا غلام بنا دیا جبکہ پہلے وہ مالک تھا۔ پس اسے آزاد کیا اور شفقت مادری سے نوازا۔ اسی طرح صبر کا انجام اچھا ہوتا ہے۔ پس تم صبر کرو اور اپنے نفسوں کو صبر پر آمادہ کرو تمہیں اجر دیا جائے گا۔ [3]

---

[1] سابقہ حدیث کی حوالہ جات دیکھیے۔

[2] مرآۃ العقول:۸/۱۲۲

[3] وسائل الشیعہ: ۳/۲۵۷؛ تفسیر البرہان: ۳/۱۵۸؛ بحار الانوار: ۶۸/۶۹ و ۷۹/۱۳۹؛ تفسیر نور الثقلین: ۲/۴۳۶؛ تفسیر کنز الدقائق: ۶/۳۳۲؛ عوالم العلوم: ۲۰/۲۵۷؛ مشکاۃ الانوار: ۲۱

بیان:

إن نابته نائبة أصابته مصيبة تداكت تداقت عليه مرة بعد أخرى و الجب البئر

''ان نابته نائبۃ'' یعنی وہ مصیبت میں مبتلا ہوگا۔

''تداکت'' وہ بار بار اسے تھپتھپا رہی تھی۔

''الجب'' کنواں۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے [1]

6/2054 الکافی، ۲/۹۰/۸/۱ علی عن أبیه عن السراد عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ مَرْحُومٍ عَنْ (ابن) أَبِي سَيَّارٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِذَا دَخَلَ اَلْمُؤْمِنُ فِي قَبْرِهِ كَانَتِ اَلصَّلاَةُ عَنْ يَمِينِهِ وَ اَلزَّكَاةُ عَنْ يَسَارِهِ وَ اَلْبِرُّ مُطِلٌّ عَلَيْهِ وَ يَتَنَحَّى اَلصَّبْرُ نَاحِيَةً فَإِذَا دَخَلَ عَلَيْهِ اَلْمَلَكَانِ اَللَّذَانِ يَلِيَانِ مُسَاءَلَتَهُ قَالَ اَلصَّبْرُ لِلصَّلاَةِ وَ اَلزَّكَاةِ وَ اَلْبِرِّ دُونَكُمْ صَاحِبَكُمْ فَإِنْ عَجَزْتُمْ عَنْهُ فَأَنَا دُونَهُ.

(ترجمہ) امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب مومن اپنی قبر میں داخل ہوتا ہے تو اس کی نماز اس کی دائیں جانب اور اس کی زکوٰۃ اس کی بائیں جانب ہوتی ہے اور اس کی نیکی اس کے سر پر سایہ فگن ہوتی ہے اور اس کا صبر اس کے ایک طرف ہو جاتا ہے۔ پس جب اس سے سوال کرنے والے دو فرشتے داخل ہوتے ہیں تو اس وقت صبر نماز، زکوٰۃ اور نیکی سے کہتا ہے کہ اپنے صاحب کی مدد کرو اور اگر تم عاجز آ جاؤ تو پھر میں موجود ہوں۔ [2]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے [3]

7/2255 الکافی، ۲/۸۹/۷/۱ محمد عن ابن عیسی عن علی بن الحکم عن ابْنِ بُكَيْرٍ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ حُمْرَانَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: اَلْجَنَّةُ مَحْفُوفَةٌ بِالْمَكَارِهِ وَ اَلصَّبْرِ فَمَنْ صَبَرَ عَلَى اَلْمَكَارِهِ فِي اَلدُّنْيَا دَخَلَ اَلْجَنَّةَ وَ جَهَنَّمُ مَحْفُوفَةٌ بِاللَّذَّاتِ وَ اَلشَّهَوَاتِ فَمَنْ أَعْطَى نَفْسَهُ لَذَّتَهَا وَ شَهْوَتَهَا

[1] مرآۃ العقول: ۸/ ۱۲۹

[2] ثواب الاعمال وعقاب الاعمال: ۷۰؛ وسائل الشیعہ: ۳/ ۲۵۵؛ تفسیر البرہان: ۳/ ۲۵۲ و ۴/ ۲۷۳؛ بحارالانوار: ۶/ ۲۳۰ و ۶۸/ ۷۲؛ عوالم العلوم: ۲۰/ ۷۰۳؛ مستدرک الوسائل: ۳/ ۸۹

[3] مرآۃ العقول: ۸/ ۱۳۳

https://www.shiabookspdf.com

دَخَلَ اَلنَّارَ ۔

ترجمہ: حمزہ بن حمران سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: جنت سختی اور صبر سے گھری ہوئی ہے پس جو دنیا میں اپنی سختیوں پر صبر کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا اور جہنم لذتوں اور شہوتوں سے گھری ہوئی ہے پس جو شخص اپنے نفس کی لذت اور شہوت پوری کرتا رہے گا وہ جہنم میں داخل ہوگا۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے لیکن اس کا مضمون اصحاب کے درمیان متفق ہے [2] اور میرے نزدیک حدیث حسن کالصحیح ہے کیونکہ حمزہ بن حمران ثقہ ہے اور اس سے ابن ابی عمیر روایت کرتا ہے۔ [3] (واللہ اعلم)

8/2056 الکافی،۲/۷۵/۴/۱ الخمسة عَنْ هِشَامِ بْنِ اَلْحَكَمِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِذَا كَانَ يَوْمُ اَلْقِيَامَةِ يَقُومُ عُنُقٌ مِنَ اَلنَّاسِ فَيَأْتُونَ بَابَ اَلْجَنَّةِ فَيَضْرِبُونَهُ فَيُقَالُ لَهُمْ مَنْ أَنْتُمْ فَيَقُولُونَ نَحْنُ أَهْلُ اَلصَّبْرِ فَيُقَالُ لَهُمْ عَلَى مَا صَبَرْتُمْ فَيَقُولُونَ كُنَّا نَصْبِرُ عَلَى طَاعَةِ اَللَّهِ وَ نَصْبِرُ عَنْ مَعَاصِي اَللَّهِ فَيَقُولُ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ صَدَقُوا أَدْخِلُوهُمُ اَلْجَنَّةَ وَ هُوَ قَوْلُ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (إِنَّمَا يُوَفَّى اَلصَّابِرُونَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ) ۔

ترجمہ: ہشام بن حکم سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو لوگوں کا ایک گروہ کھڑا ہوگا اور جنت کے دروازہ پر پہنچے گا تو اس سے کہا جائے گا کہ تم کون لوگ ہو؟

وہ کہے گا: ہم اہل صبر ہیں۔

اس سے کہا جائے گا: تم نے کسی چیز پر صبر کیا تھا؟

وہ کہیں گے: ہم اللہ کی اطاعت کر کے اور اس کی نافرمانی سے بچنے پر صبر کیا کرتے تھے۔

تب ارشاد قدرت ہوگا: یہ سچ کہتے ہیں ان کو جنت میں داخل کر دو۔ پس اسی سلسلے میں خدا کا یہ فرمان ہے: "صبر کرنے والوں کو بے حساب پورا پورا اجر و ثواب دیا جائے گا۔ (الزمر: ۱۰)۔" [4]

---

[1] مسکن الفواد: ۴۶؛ وسائل الشیعہ: ۱۵/۳۰۹؛ بحارالانوار: ۶۸/۷۲؛ تفسیر نور الثقلین: ۳/۲۰۶ و ۵/۵۰۷؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۰/۲۵۵ و ۱۳/۱۲۷

[2] مرآۃ العقول: ۸/۱۳۲

[3] کمال الدین: ۲/۳۸۶؛ امالی صادق: ۱۳۱ مجلس ۲۷؛ بشارۃ المصطفیٰ: ۴۳؛ بحارالانوار: ۳۶/۲۲۷

[4] تفسیر الصافی: ۴۳۱۷؛ وسائل الشیعہ: ۱۵/۲۳۶؛ عوالم العلوم: ۲۰/۷۱۱؛ مشکاۃ الانوار: ۱۱۲؛ تفسیر نور الثقلین: ۴/۴۸۱؛ بحارالانوار: ۶۶/۳۶۲ و ۶۷/۱۰۱؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۱/۲۸۸

بیان:

العنق بالضم و بالضمتین الجماعة من الناس

❂ ''العنق'' ایک کے ضمہ یا دونوں کے ضمہ کے ساتھ، اس سے مراد لوگوں کی ایک جماعت ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے [1] یا حسن کالصحیح ہے [2] اور میرے نزدیک صحیح ہے (واللہ اعلم)

9/2057 الکافی،۱/۱۱/۹۰/۲ محمد عن أحمد عَنِ ابْنِ سِنَانٍ عَنْ أَبِي الْجَارُودِ عَنِ الْأَصْبَغِ قَالَ قَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ: الصَّبْرُ صَبْرَانِ صَبْرٌ عِنْدَ الْمُصِيبَةِ حَسَنٌ جَمِيلٌ وَ أَحْسَنُ مِنْ ذَلِكَ الصَّبْرُ عِنْدَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ عَلَيْكَ وَ الذِّكْرُ ذِكْرَانِ ذِكْرُ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ عِنْدَ الْمُصِيبَةِ وَ أَفْضَلُ مِنْ ذَلِكَ ذِكْرُ اللَّهِ عِنْدَ مَا حَرَّمَ عَلَيْكَ فَيَكُونُ حَاجِزاً۔

(ترجمہ) اصبغ سے روایت ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: صبر کی دو قسمیں ہیں: مصیبت کے وقت صبر کہ یہ اچھا خوبصورت ہے اور (دوسرا) جو اس سے زیادہ اچھا ہے وہ حرام کاموں سے بچنے پر صبر کرنا ہے جو اللہ نے تجھ کیے ہیں۔ ذکر کی بھی دو قسمیں ہیں: ایک مصیبت کے وقت اللہ کا ذکر کرنا اور دوسرا وہ ذکر ہے جو اس سے افضل ہے اور وہ ہے اس کے حرام کاموں کے ارتکاب کے وقت اللہ کو اس طرح یاد کرنا کہ وہ (خدا کی نافرمانی سے) مانع ہو جائے۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے [4] لیکن میرے نزدیک سند موثق ہے کیونکہ ابی الجارود زیدی المذہب مگر ثقہ ہے [5] اور ابن سنان بھی ثقہ ثابت ہے (واللہ اعلم)

10/2058 الفقیہ،۱/۱۸۷/۵۶۵ قَالَ الصَّادِقُ عَلَيْهِ السَّلاَمُ: الصَّبْرُ صَبْرَانِ فَالصَّبْرُ عِنْدَ الْمُصِيبَةِ حَسَنٌ جَمِيلٌ وَ أَفْضَلُ مِنْ ذَلِكَ الصَّبْرُ عِنْدَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ عَلَيْكَ فَيَكُونُ لَكَ حَاجِزاً۔

---

[1] مہذب الاحکام:۱۵/۲۷۶؛ الراسخون فی العلم حیدری:۸۷؛ منیر الوسیلہ دھکوری:۲۴۸

[2] مرآۃ العقول:۸/۵۳

[3] تفسیر البرہان:۳/۲۵۱؛ بحارالانوار:۶۸/۷۵و۷۵/۵۵؛ وسائل الشیعہ:۱۵/۲۳۶؛ مجموعہ ورام:۱/۱۶؛ مشکاۃ الانوار:۲۲؛ تحف العقول:۲۱۶

[4] مرآۃ العقول:۸/۱۳۵

[5] المفید من معجم رجال الحدیث:۲۳۵

https://www.shiabookspdf.com

(ترجمہ) امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: صبر دو قسم کے ہیں: ایک صبر مصیبت کے وقت ہوتا ہے جو اچھا، خوبصورت ہے اور اس صبر سے افضل وہ ہے کہ جو کچھ اللہ نے تجھ پر حرام کیا ہے تو یہ تیرے لیے حاجز (رکاوٹ) بن جائے۔ ①

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند درج نہیں ہے (واللہ اعلم)

11/2059 الکافی، ۲/۹۱/۱۴/۱ العدۃ عن البرقی عَنْ أَبِيهِ عَنْ يُونُسَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ رَفَعَهُ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ قَالَ: اَلصَّبْرُ صَبْرَانِ صَبْرٌ عَلَى الْبَلاَءِ حَسَنٌ جَمِيلٌ وَ أَفْضَلُ الصَّبْرَيْنِ الْوَرَعُ عَنِ الْمَحَارِمِ.

(ترجمہ) امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: صبر دو طرح کا ہے: بلاء پر صبر کرنا اچھا، خوبصورت ہے اور دونوں میں سے افضل صبر محارم پر پرہیز گاری ہے۔ ②

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مرفوع ہے ③

12/2060 الکافی، ۲/۹۱/۱۵/۱ محمد عن ابن عیسی عن يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ الطَّائِفِيُّ عن عَمْرُو بْنُ شِمْرٍ الْيَمَانِيُّ يَرْفَعُ الْحَدِيثَ إِلَى عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلاَمُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: اَلصَّبْرُ ثَلاَثَةٌ صَبْرٌ عِنْدَ الْمُصِيبَةِ وَ صَبْرٌ عَلَى الطَّاعَةِ وَ صَبْرٌ عَنِ الْمَعْصِيَةِ فَمَنْ صَبَرَ عَلَى الْمُصِيبَةِ حَتَّى يَرُدَّهَا بِحُسْنِ عَزَائِهَا كَتَبَ اللَّهُ لَهُ ثَلاَثَمِائَةِ دَرَجَةٍ مَا بَيْنَ الدَّرَجَةِ إِلَى الدَّرَجَةِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ وَ مَنْ صَبَرَ عَلَى الطَّاعَةِ كَتَبَ اللَّهُ لَهُ سِتَّمِائَةِ دَرَجَةٍ مَا بَيْنَ الدَّرَجَةِ إِلَى الدَّرَجَةِ كَمَا بَيْنَ تُخُومِ الْأَرْضِ إِلَى الْعَرْشِ وَ مَنْ صَبَرَ عَنِ الْمَعْصِيَةِ كَتَبَ اللَّهُ لَهُ تِسْعَمِائَةِ دَرَجَةٍ مَا بَيْنَ الدَّرَجَةِ إِلَى الدَّرَجَةِ كَمَا بَيْنَ تُخُومِ الْأَرْضِ إِلَى مُنْتَهَى الْعَرْشِ.

(ترجمہ) امیر المومنین علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: صبر تین قسم کا ہے: (۱) مصیبت کے وقت صبر۔ (۲) اطاعت کرنے کے وقت صبر۔ (۳) نافرمانی سے بچنے کے وقت صبر۔

پس جو شخص مصیبت کے وقت صبر کرے یہاں تک کہ صبر سے مصیبت کو رد کر دے تو اللہ اس کے لیے (جنت

① بحر المعارف: ۱/۲۶۷؛ دار السلام نوری: ۳/۳۱۹؛ نہج السعادۃ: ۷/۱۵۷؛ بحار الانوار: ۶۸/۹۳؛ الاختصاص: ۲۱۸

② مجموعہ ورام: ۱/۱۶؛ وسائل الشیعہ: ۱۵/۲۳۷؛ بحار الانوار: ۶۸/۷۷؛ مستدرک الوسائل: ۲/۳۲۳ و ۱۱/۲۶۰؛ مشکاۃ الانوار: ۲۶؛ التمحیص: ۶۳

③ مرآۃ العقول: ۸/۱۳۸

کے) ایسے تین سو درجے لکھتا ہے کہ ایک درجے سے دوسرے درجہ تک اتنا فاصلہ ہے جتنا زمین اور آسمان کے درمیان ہے اور جو اطاعت گزاری پر صبر کرے تو اللہ اس کے لیے ایسے چھے سو درجے لکھتا ہے کہ ایک سے دوسرے درجہ تک اتنا فاصلہ ہے جتنا زمین کی نچلی سطح سے لے کر عرش کی بالائی سطح تک ہے اور جو خدا کی نافرمانی سے بچنے پر صبر کرے تو اللہ اس کے لیے جنت کے ایسے نو سو درجے لکھتا ہے کہ ایک سے دوسرے درجہ تک زمین کی نچلی سطح سے لے کر عرش کی بالائی سطح تک کا فاصلہ ہے۔ [۱]

بیان:

تخوم الأرض بالمثناة الفوقية و الخاء المعجمة حدودها واحدها تخم كفلس و فلوس

❂ ''تخوم الارض''، ''مثناۃ'' فوقیہ اور خاء معجمہ کے ساتھ، اس سے مراد اس کی سرحدیں ہے اور ان میں سے ایک سرحد کفلس اور فلوس ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے [۲] لیکن میرے نزدیک سند مجہول مرفوع ہے (واللہ اعلم)

13/2061 الفقیه، ۴/۴۰۰/۵۸۶۰ اِبْنُ فَضَّالٍ عَنْ غَالِبِ بْنِ عُثْمَانَ عَنِ اَلْعَقَرْقُوفِيِّ عَنِ اَلصَّادِقِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: مَنْ مَلَكَ نَفْسَهُ إِذَا رَغِبَ وَإِذَا رَهِبَ وَإِذَا اِشْتَهَى وَإِذَا غَضِبَ وَإِذَا رَضِيَ حَرَّمَ اَللَّهُ جَسَدَهُ عَلَى اَلنَّارِ۔

(ترجمہ) عقرقوفی سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص (کسی چیز) کے شوق و رغبت میں، (کسی چیز کے) خوف و ہراس میں، (کسی چیز کی) طلب و جستجو میں اور اپنی ناراضی اور خوشی میں اپنے نفس پر قابو رکھے تو اللہ اس کے جسم کو جہنم پر حرام قرار دے دیتا ہے۔ [۳]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند موثق کالصحیح ہے [۴]

---

[۱] مسکن الفواد: ۴۶؛ بحار الانوار: ۶۸/ ۷۷و۷۹/ ۱۳۹؛ تفسیر البرہان: ۳/ ۲۵۱؛ وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۲۳۷؛ مجموعہ ورام: ۱/ ۴۰

[۲] مرآۃ العقول: ۸/ ۱۳۸

[۳] ثواب الاعمال وعقاب الاعمال: ۱۵۹؛ امالی صدوق: ۳۲۹؛ تحف العقول: ۳۶۱؛ روضۃ الواعظین: ۲/ ۳۸۰؛ مشکاۃ الانوار: ۲۴۷؛ وسائل الشیعہ: ۱۶۲۱۵؛ بحار الانوار: ۶۸/ ۳۵۸و۷۵/ ۲۴۳؛ عوالم العلوم: ۲۰/ ۶۷۹؛ مستدرک الوسائل: ۱۱/ ۳۲۳؛ فقہ الرضا: ۳۷۱؛ ھدایۃ الامہ: ۵/ ۵۳۶

[۴] روضۃ المتقین: ۱۳/ ۱۴۶

14/2062 الفقیہ، ۴/۴۰۷/۵۸۸۲: وَمَرَّ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ بِقَوْمٍ يَتَشَاءَلُونَ حَجَراً فَقَالَ مَا هَذَا وَ مَا يَدْعُوكُمْ إِلَيْهِ قَالُوا لِنَعْرِفَ أَشَدَّنَا وَ أَقْوَانَا قَالَ أَ فَلاَ أَدُلُّكُمْ عَلَى أَشَدِّكُمْ وَ أَقْوَاكُمْ قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اَللَّهِ قَالَ أَشَدُّكُمْ وَ أَقْوَاكُمُ اَلَّذِي إِذَا رَضِيَ لَمْ يُدْخِلْهُ رِضَاهُ فِي إِثْمٍ وَ لاَ بَاطِلٍ وَإِذَا سَخِطَ لَمْ يُخْرِجْهُ سَخَطُهُ مِنْ قَوْلِ اَلْحَقِّ وَإِذْ مَلَكَ لَمْ يَتَعَاطَ مَا لَيْسَ لَهُ۔

(ترجمہ) اور رسول اللہ ﷺ کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے جو پتھر اٹھا رہے تھے۔ آپؐ نے پوچھا: تم یہ کیا کر رہے ہو؟

انہوں نے عرض کیا: ہم آزما رہے ہیں کہ ہم میں سے زیادہ طاقتور اور سخت جان کون ہے؟

آپؐ نے فرمایا: کیا میں تمہیں خبر نہ دوں کہ تم سب سے زیادہ سخت جان اور سب سے زیادہ طاقتور کون ہے؟

انہوں نے عرض کیا: جی ہاں، یا رسول اللہ ﷺ!

آپؐ نے فرمایا: تم سب سے زیادہ طاقتور وہ ہے کہ جب خوش ہو تو اس کی خوشی اسے کسی گناہ میں مبتلا نہ کرے اور جب اسے غصہ آئے تو وہ اسے حق بات کہنے سے باہر نہ لے جائے اور جب مالک (مختار) ہو تو اس چیز کو حاصل نہ کرے جو اس کی نہیں ہے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند یہاں درج نہیں ہے مگر اس کی سند معانی الاخبار اور امالی میں درج ہے جو موثق ہے [2] اور میرے نزدیک سند کا حسن کالصحیح ہونا بھی بعید نہیں ہے کیونکہ غیاث کے بارے میں ایک تحقیق یہ ہے کہ وہ امالی ہے (واللہ اعلم)

15/2063 الفقیہ، ۴/۴۰۷/۵۸۸۲ وَفِي خَبَرٍ آخَرَ وَإِذَا قَدَرَ لَمْ يَتَعَاطَ مَا لَيْسَ لَهُ بِحَقٍّ۔

(ترجمہ) اور دوسری حدیث ہے کہ جب اس کی قدرت میں ہو تو وہ چیز نہ لے جس کے لینے کا اس کو حق نہ ہو۔ [3]

تحقیق اسناد:

اگر یہ حدیث سابقہ حدیث کا حصہ ہے تو پھر تحقیق اوپر درج ہے ورنہ اس کی سند درج نہیں ہے البتہ ظاہر یہی ہے کہ سابقہ حدیث کا حصہ ہے اور معانی الاخبار اور امالی میں اسی طرح ہے (واللہ اعلم)

---

[1] وسائل الشیعہ: ۱۵: ۱۶۱: ۳؛ معانی الاخبار: ۳۶۶؛ روضۃ الواعظین: ۲/۳۷۹؛ امالی صدوق: ۲۰؛ بحار الانوار: ۲۸/۷۲

[2] روضۃ المتقین: ۱۳/۱۸۲

[3] سابقہ حدیث کا حوالہ جات دیکھیے۔

16/2064 الکافی ۱/۱۶/۹۲/۲، محمد عن ابن عیسی عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَلْحَكَمِ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَعْقُوبَ قَالَ: أَمَرَنِي أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أَنْ آتِيَ اَلْمُفَضَّلَ وَ أُعَزِّيَهُ بِإِسْمَاعِيلَ وَ قَالَ أَقْرِءِ اَلْمُفَضَّلَ اَلسَّلاَمَ وَ قُلْ لَهُ إِنَّا قَدْ أُصِبْنَا بِإِسْمَاعِيلَ فَصَبَرْنَا فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرْنَا إِنَّا أَرَدْنَا أَمْراً وَ أَرَادَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ أَمْراً فَسَلَّمْنَا لِأَمْرِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ.

(ترجمہ) یونس بن یعقوب سے روایت ہے کہ مجھے امام جعفر صادق علیہ السلام نے حکم دیا کہ مفضل کے پاس جاو اور اس کو اسماعیل کی تعزیت پیش کروں۔

نیز آپؑ نے فرمایا: میری طرف سے مفضل کو سلام کہنا اور اسے کہنا: ہمیں بھی اسماعیل کی وفات کا صدمہ پہنچا ہے پس ہم نے صبر کیا ہے اور جیسے ہم نے صبر کیا ہے ایسے ہی تم بھی صبر کرو کیونکہ بعض اوقات ہم ایک امر چاہتے ہیں اور خدا دوسرا امر چاہتا ہے اور ہم امر خدا کو تسلیم کرتے ہیں۔[1]

بیان:

کان المراد بإسماعيل ابنه ع و لعل المفضل کان ممن أحبه و آنس به

اسماعیل علیہ السلام سے مراد امام علیہ السلام کے فرزند ہیں اور شاید جناب مفضل ان لوگوں میں سے تھے جو ان سے انس ومحبت رکھتے تھے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے[2] یا موثق کالصحیح ہے[3] اور میرے نزدیک بھی حدیث صحیح ہے (واللہ اعلم)

17/2065 الکافی ۱/۱۷/۹۲/۲، الثلاثة عَنْ سَيْفِ بْنِ عَمِيرَةَ عَنِ اَلثُّمَالِيِّ قَالَ: قَالَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ: مَنِ اُبْتُلِيَ مِنَ اَلْمُؤْمِنِينَ بِبَلاَءٍ فَصَبَرَ عَلَيْهِ كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ أَلْفِ شَهِيدٍ.

(ترجمہ) ثمالی سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: مومنین میں سے جو کوئی کسی بلاء میں مبتلا ہو پس وہ اس پر صبر کرے تو اسے ہزار شہید کے برابر اجر عطا کیا جائے گا۔[4]

---

[1] بحارالانوار: ۶۸/۷۸؛ وسائل الشیعہ: ۳/۲۵۸ ح ۳۵۷۸؛ مشکاۃ الانوار: ۲۰؛ مستدرک الوسائل: ۲/۳۵۷

[2] بہجۃ الآمال: ۷/۷۹؛ تنقیح المقال: ۳/۲۴۰؛ اعیان الشیعہ: ۱۰/۱۳۲؛ منتھی المقال: ۶/۳۱۷؛ رجال الخاقانی: ۱۵۳

[3] مرآۃ العقول: ۸/۱۳۹

[4] عوالم العلوم: ۲۰/۸۲۶؛ تفسیر کنزالدقائق: ۱۰/۲۵۵؛ تفسیر نورالثقلین: ۳/۲۰۶؛ بحارالانوار: ۶۸/۷۸؛ تفسیر البرہان: ۳/۲۵۱؛ وسائل الشیعہ: ۳/۲۵۵؛ مسکن الفوائد: ۴۷؛ مشکاۃ الانوار: ۲۶

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند حسن کالصحیح ہے [1] لیکن میرے نزدیک سند صحیح ہے (واللہ اعلم)

18/2066 الکافی،۲/۹۲/۱۸/۱ محمد عن ابن عیسی عن محمد بن سنان التھذیب،۶/۳۷۷/۲۲۲/۱ الصفار عن الزیات عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ عَمَّارِ بْنِ مَرْوَانَ عَنْ سَمَاعَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ أَنْعَمَ عَلَى قَوْمٍ فَلَمْ يَشْكُرُوا فَصَارَتْ عَلَيْهِمْ وَبَالاً وَ اِبْتَلَى قَوْماً بِالْمَصَائِبِ فَصَبَرُوا فَصَارَتْ عَلَيْهِمْ نِعْمَةً۔

(ترجمہ) سماعہ سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق نے فرمایا: اللہ نے ایک قوم کو نعمت سے نوازمگر اس نے شکرادا نہ کیا تو وہ نعمت اس کے لیے وبال بن گئی اور ایک اور قوم کو مصائب میں مبتلا کیا مگر اس نے صبر کیا تو وہ مصیبت اس کے لیے نعمت بن گئی۔ [2]

تحقیق اسناد:

حدیث کی دونوں سندیں ضعیف علی المشہور رہیں [3] اور میرے نزدیک دونوں سندیں موثق بلکہ حسن ہیں کیونکہ محمد بن سنان ثقہ ثابت ہے اور سماعہ بھی امامی ہے (واللہ اعلم)۔

19/2067 الکافی،۲/۹۲/۱۹/۱ الخمسة عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اَلْحَمِيدِ عَنْ أَبَانِ بْنِ أَبِي مُسَافِرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : فِي قَوْلِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (يَا أَيُّهَا اَلَّذِينَ آمَنُوا اِصْبِرُوا وَ صَابِرُوا) قَالَ اِصْبِرُوا عَلَى اَلْمَصَائِبِ۔

(ترجمہ) ابان بن ابومسافر سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے خدا کے قول: "اے ایمان والو! صبر کرو اور صبر کے ذریعے غلبہ حاصل کرو۔ (آل عمران:۲۰۰)" کے بارے میں فرمایا: یعنی مصائب پر صبر کرو۔ [4]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے۔ [5]

---

[1] مرآۃ العقول:۸/۱۳۹

[2] التمحیص:۶۰؛امالی صدوق:۳۰۲؛تحف العقول:۳۵۹؛روضۃ الواعظین:۲/۳۷۴؛مشکاۃ الانوار:۲۶؛جامع الاخبار:۱۲۷؛مجموعہ ورام:۲/۱۸۷؛وسائل الشیعہ:۳/۲۵۹و۲۶۱/۳۱۳؛بحارالانوار:۶۸/۳۱و۷۵/۲۴۱؛تفسیر نور الثقلین:۴/۲۰۶؛تفسیر کنز الدقائق:۱۰/۲۵۶؛عوالم العلوم:۲۰/۳۳۷

[3] مرآۃ العقول:۸/۱۳۹؛ملاذ الاخیار:۱۰/۳۹۱

[4] وسائل الشیعہ:۳/۲۵۶؛الفصول المہمہ:۳/۳۰۳؛بحارالانوار:۶۸/۸۲؛تفسیر نور الثقلین:۱/۴۲۷؛تفسیر کنز الدقائق:۳/۳۰۰؛مشکاۃ الانوار:۲۶

[5] مرآۃ العقول:۸/۱۴۰

https://www.shiabookspdf.com

20/2068 الکافی، ۱/۱۹/۹۲/۲ وَ فِي رِوَايَةِ اِبْنِ أَبِي يَعْفُورٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: صَابِرُوا عَلَى اَلْمَصَائِبِ.

(ترجمہ) اور ابن ابی یعفور کی روایت میں ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: مصائب پر صبر کرو۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مرسل ہے [2]

21/2069 الکافی، ۱/۲۰/۹۲/۲ العدة عن البرقی عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي جَمِيلَةَ عَنْ جَدِّهِ أَبِي جَمِيلَةَ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِهِ قَالَ: لَوْ لاَ أَنَّ اَلصَّبْرَ خُلِقَ قَبْلَ اَلْبَلاَءِ لَتَفَطَّرَ اَلْمُؤْمِنُ كَمَا تَتَفَطَّرُ اَلْبَيْضَةُ عَلَى اَلصَّفَا.

(ترجمہ) ابو جمیلہ نے اپنے کسی ساتھی سے روایت کی ہے کہ (امام علیہ السلام نے) فرمایا: اگر صبر کو بلاء سے پہلے خلق نہ کیا جاتا تو مومن ایسے پھٹ جاتا جیسے انڈا پتھر پر گر کر پھٹ جاتا ہے۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے [4] لیکن میرے نزدیک حدیث کی سند مجہول ہے (واللہ اعلم)۔

22/2070 الکافی، ۱/۲۱/۹۲/۲ القميان عَنْ صَفْوَانَ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَمَّارٍ وَ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ : قَالَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ إِنِّي جَعَلْتُ اَلدُّنْيَا بَيْنَ عِبَادِي قَرْضاً فَمَنْ أَقْرَضَنِي مِنْهَا قَرْضاً أَعْطَيْتُهُ بِكُلِّ وَاحِدَةٍ عَشْراً إِلَى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ وَ مَا شِئْتُ مِنْ ذَلِكَ وَ مَنْ لَمْ يُقْرِضْنِي مِنْهَا قَرْضاً فَأَخَذْتُ مِنْهُ شَيْئاً قَسْراً فَصَبَرَ أَعْطَيْتُهُ ثَلاَثَ خِصَالٍ لَوْ أَعْطَيْتُ وَاحِدَةً مِنْهُنَّ مَلاَئِكَتِي لَرَضُوا بِهَا مِنِّي قَالَ ثُمَّ تَلاَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَوْلَ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (اَلَّذِينَ إِذٰا أَصٰابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ قٰالُوا إِنّٰا لِلّٰهِ وَ إِنّٰا إِلَيْهِ رٰاجِعُونَ ۔ أُولٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰاتٌ مِنْ رَبِّهِمْ) فَهَذِهِ وَاحِدَةٌ مِنْ ثَلاَثِ خِصَالٍ: (وَ رَحْمَةٌ) اِثْنَتَانِ (وَ أُولٰئِكَ هُمُ اَلْمُهْتَدُونَ) ثَلاَثٌ ثُمَّ قَالَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ هَذَا

---

[1] تفسیر کنز الدقائق: ۳/۳۰۱

[2] مرآۃ العقول: ۸/۱۳۰

[3] من لا یحضرہ الفقیہ: ۱/۱۷۵ ح ۵۱۳؛ الوافی: ۲۵/۵۶۶؛ وسائل الشیعہ: ۳/۲۵۷؛ بحار الانوار: ۶۸/۸۲

[4] مرآۃ العقول: ۸/۱۳۰

https://www.shiabookspdf.com

لِمَنْ أَخَذَ اَللَّهُ مِنْهُ شَيْئاً قَسْراً .

(ترجمہ) امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے دنیا اپنے بندوں کو بطور قرض دی ہے اور یہ میری عطا ہے۔ پس جو میرا بندہ اس دنیا سے مجھے قرض دے گا تو میں ایک کے بدلے میں دس گنا سے سات سو گنا تک دوں گا اور اس کے علاوہ بھی میں جس قدر چاہوں گا اضافہ کروں گا اور جو مجھے اس دنیا میں سے قرض نہیں دے گا تو میں اس سے یہ دنیا قہراً لے لوں گا اور اس کے بدلے اس کو تین خصال دوں گا اور اگر ان تین خصال میں سے ایک بھی اپنے ملائکہ کو دے دوں تو سب میری اس عطا پر راضی ہو جائیں گے۔

راوی کا بیان ہے کہ پھر امام جعفر صادق علیہ السلام نے اللہ کے اس قول کی تلاوت فرمائی: ''وہ لوگ کہ جن پر کوئی مصیبت نازل ہوتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے لیے اور اس کی طرف پلٹ کر جانے والے ہیں۔ ان پر اللہ کی طرف سے صلوات و رحمت ہوتی ہے اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔ (البقرۃ:۱۵۶۔۱۵۷)۔''پس یہ تین خصال ہیں۔ جن میں ایک یہ (یعنی صلوات) ہے، دوسری رحمت ہے اور سوم کو وہ لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔
پھر امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: یہ اس کے لیے ہیں جن سے اللہ دنیا کو جبراً لے لیتا ہے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے [2]

23/2071 الکافی،۲/۹۱/۱۲/۱ القمی عن الکوفی عَنِ اَلْعَبَّاسِ بْنِ عَامِرٍ عَنِ اَلْعَرْزَمِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: سَيَأْتِي عَلَى اَلنَّاسِ زَمَانٌ لاَ يُنَالُ اَلْمُلْكُ فِيهِ إِلاَّ بِالْقَتْلِ وَ اَلتَّجَبُّرِ وَ لاَ اَلْغِنَى إِلاَّ بِالْغَصْبِ وَ اَلْبُخْلِ وَ لاَ اَلْمَحَبَّةُ إِلاَّ بِاسْتِخْرَاجِ اَلدِّينِ وَ اِتِّبَاعِ اَلْهَوَى فَمَنْ أَدْرَكَ ذَلِكَ اَلزَّمَانَ فَصَبَرَ عَلَى اَلْفَقْرِ وَ هُوَ يَقْدِرُ عَلَى اَلْغِنَى وَ صَبَرَ عَلَى اَلْبِغْضَةِ وَ هُوَ يَقْدِرُ عَلَى اَلْمَحَبَّةِ وَ صَبَرَ عَلَى اَلذُّلِّ وَ هُوَ يَقْدِرُ عَلَى اَلْعِزِّ آتَاهُ اَللَّهُ ثَوَابَ خَمْسِينَ صِدِّيقاً مِمَّنْ صَدَّقَ بِي .

(ترجمہ) امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لوگوں پر ایک ایسا دور آئے گا کہ ملک حاصل نہیں ہوگا مگر قتل و جبر سے، تونگری حاصل نہیں ہوگی مگر غصب اور بخل سے اور محبت حاصل نہیں ہوگی مگر دین

[1] بحار الانوار:۶۸/۸۷و۹۷/۱۲۶؛ تفسیر البرہان:۱/۳۵۹؛ کلیات حدیث قدسی:۸۲۳؛ مسکن الفواد:۴۷؛ مشکاۃ الانوار:۲۷۹

[2] مرآۃ العقول:۸/۱۴۱

https://www.shiabookspdf.com

چھوڑنے اور بے دین بننے اور خواہش نفس کی پیروی کرنے سے پس جو شخص اس دور کو درک کرلے اور وہ فقر و فاقہ پر صبر کرے حالانکہ (غصب سے) تونگر بننے پر قادر ہو، لوگوں کے بغض و عداوت پر صبر کرے حالانکہ (بے دینی سے لوگوں کی) محبت حاصل کرنے پر قادر ہو اور وہ (ظاہری) ذلت پر صبر کرے حالانکہ (بے دینوں کی ہاں میں ہاں ملا کر ظاہری) عزت حاصل کرنے پر قادر ہو تو اللہ اسے ایسے پچاس صدیقوں کا اجر عطا فرمائے گا جنہوں نے میری تصدیق کی ہو۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے۔ [2]

24/2072 الکافی، ۱/۲۲/۹۳/۲ علی عن أبیه عن القاسانی عن القاسم بن محمد عن المنقری عَنْ يَحْيَى بْنِ آدَمَ عَنْ شَرِيكٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ يَزِيدَ الجعفی عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: مُرُوَّةُ اَلصَّبْرِ فِي حَالِ اَلْحَاجَةِ وَ اَلْفَاقَةِ وَ اَلتَّعَفُّفِ وَ اَلْغِنَى أَكْثَرُ مِنْ مُرُوَّةِ اَلْإِعْطَاءِ.

(ترجمہ) جابر بن یزید جعفی سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: حاجت، فاقہ، پاک دامنی اور بے نیازی کی حالت میں مروت کر کے صبر کرنا عطاء کی مروت سے زیادہ ہے۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے [4] لیکن میرے نزدیک حدیث یحییٰ بن آدم اور شریک کی وجہ سے مجہول ہے اور قاسم بن محمد کامل الزیارات کا راوی ہے۔ (واللہ اعلم)

25/2073 الکافی، ۱/۲۴/۹۳/۲ حمید عن ابن سماعة عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِهِ عَنْ أَبَانٍ عَنْ عَبْدِ اَلرَّحْمَنِ بْنِ سَيَابَةَ عَنْ أَبِي اَلنُّعْمَانِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ أَوْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ قَالَ: مَنْ لاَ يُعِدَّ اَلصَّبْرَ لِنَوَائِبِ اَلدَّهْرِ يَعْجِزْ.

(ترجمہ) ابو نعمان سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام یا امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص زمانے کے شدائد کے لیے صبر کو تیار نہیں کرتا وہ عاجز ہوتا ہے۔ [5]

---

[1] مشکاۃ الانوار: ۹۱؛ بحارالانوار: ۱۸/ ۱۳۶ و ۶۷/ ۱۸۳ و ۶۸/ ۷۵؛ تفسیر نور الثقلین: ۳/ ۲۰۶؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۰/ ۲۵۵؛ مستدرک الوسائل: ۱۱/ ۲۶۰

[2] مراۃ العقول: ۸/ ۱۳۶

[3] وسائل الشیعہ: ۳/ ۲۵۸؛ مشکاۃ الانوار: ۲۶؛ بحارالانوار: ۶۸/ ۸۲؛ تہذیب الاحکام: ۶/ ۳۸۷ ح ۲۷۳؛ الوافی: ۴/ ۳۱۷ ح ۲۲۲۹

[4] مراۃ العقول: ۸/ ۱۴۲

[5] بحارالانوار: ۶۸/ ۸۳؛ وسائل الشیعہ: ۳/ ۲۵۹؛ تحف العقول: ۳۳؛ مجموعہ ورام: ۲/ ۹۳

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مرسل ہے [1]

26/2074 الکافی، ۱/۱۳/۹۱/۲ العدة عن البرقی عن إسماعیل بن مهران عن درست عن عیسی بن بشیر عن الثمالی قَالَ قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : لَمَّا حَضَرَتْ أَبِي عَلِيَّ بْنَ اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ اَلْوَفَاةُ ضَمَّنِي إِلَى صَدْرِهِ وَقَالَ يَا بُنَيَّ أُوصِيكَ بِمَا أَوْصَانِي بِهِ أَبِي حِينَ حَضَرَتْهُ اَلْوَفَاةُ وَبِمَا ذَكَرَ أَنَّ أَبَاهُ أَوْصَاهُ بِهِ يَا بُنَيَّ اِصْبِرْ عَلَى اَلْحَقِّ وَإِنْ كَانَ مُرّاً ۔

ترجمہ: ثمالی سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: جب (میرے والد گرامی) امام زین العابدین علیہ السلام کی شہادت کا وقت آیا تو انہوں نے مجھے اپنے سینے سے لگایا اور فرمایا: اے میرے بیٹے! میں تمہیں وہ وصیت کرتا ہوں جو میرے والد گرامی علیہ السلام نے اپنی شہادت کے وقت مجھے کی تھی اور ان کو ان کے والد گرامی علیہ السلام نے کی تھی کہ اے میرے بیٹے! حق پر صبر کر اگر چہ وہ کڑوا ہی ہو۔ [2]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے [3] لیکن میرے نزدیک حدیث عیسیٰ بن بشیر کی وجہ سے مجہول ہے اور درست بن ابی منصور ثقہ ہے [4]

27/2075 الفقیه، ۵۸۹۱/۴۱۰/۴ اَلثُّمَالِيُّ قَالَ قَالَ لِي أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : لَمَّا حَضَرَتْ أَبِي عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ اَلْوَفَاةُ ضَمَّنِي إِلَى صَدْرِهِ ثُمَّ قَالَ يَا بُنَيَّ اِصْبِرْ عَلَى اَلْحَقِّ وَإِنْ كَانَ مُرّاً يُوَفَّ إِلَيْكَ أَجْرُكَ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۔

ترجمہ: ثمالی سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: میرے والد گرامی علیہ السلام کی شہادت کا وقت قریب ہوا تو انہوں نے مجھے اپنے سینے سے لگایا۔ پھر فرمایا: اے میرے بیٹے! حق پر صبر کرنا اگر چہ وہ تلخ ہے، تم کو اس کا اجر بغیر حساب دیا جائے گا۔ [5]

---

[1] مرآۃ العقول: ۸/ ۱۴۳

[2] مشکاۃ الانوار: ۲۲؛ مجموعہ ورام: ۲/ ۱؛ وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۲۳۷؛ بحار الانوار: ۶۷/ ۱۸۴ و ۶۸/ ۷۶؛ عوالم العلوم: ۱۸/ ۲۹۷

[3] مرآۃ العقول: ۸/ ۱۳۷

[4] المفید من معجم رجال الحدیث: ۲۱۸

[5] وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۲۳۸ ح ۲۰۳۷۵؛ عوالم العلوم: ۱۸/ ۲۹۸؛ مسند الامام السجاد: ۱/ ۳۵۷

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند قوی کالصحیح ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث صحیح ہے (واللہ اعلم)۔

28/2076 الکافی، ۱/۲۵/۹۳/۲ الاثنان عَنِ اَلْوَشَّاءِ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِهِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِنَّا صُبَّرٌ وَ شِيعَتُنَا أَصْبَرُ مِنَّا قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ كَيْفَ صَارَ شِيعَتُكُمْ أَصْبَرَ مِنْكُمْ قَالَ لِأَنَّا نَصْبِرُ عَلَى مَا نَعْلَمُ وَ شِيعَتُنَا يَصْبِرُونَ عَلَى مَا لاَ يَعْلَمُونَ۔

(ترجمہ) امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ہم صابر ہیں اور ہمارے شیعہ ہم سے زیادہ صابر ہیں۔

میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہوں! آپؑ کے شیعہ آپؑ سے زیادہ صابر کیسے ہوسکتے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: ہم اس پر صبر کرتے ہیں جس کو ہم جانتے ہیں اور ہمارے شیعہ اس پر صبر کرتے ہیں جس کو وہ نہیں جانتے۔ [2]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے [3] لیکن میرے نزدیک سند مرسل ہے کیونکہ معلّی ثقہ جلیل ثابت ہے لہٰذا ضعیف نہیں ہے (واللہ اعلم)

29/2077 الکافی، ۱/۹/۹۰/۲ علی عن أبیه عن الأشعری عن القداح عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: دَخَلَ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ صَلَوَاتُ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلْمَسْجِدَ فَإِذَا هُوَ بِرَجُلٍ عَلَى بَابِ اَلْمَسْجِدِ كَئِيبٍ حَزِينٍ فَقَالَ لَهُ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ مَا لَكَ قَالَ يَا أَمِيرَ اَلْمُؤْمِنِينَ أُصِبْتُ بِأَبِي [وَ أُمِّي] وَ أَخِي وَ أَخْشَى أَنْ أَكُونَ قَدْ وَجِلْتُ فَقَالَ لَهُ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَلَيْكَ بِتَقْوَى اَللَّهِ وَ اَلصَّبْرِ تَقْدَمْ عَلَيْهِ غَداً وَ اَلصَّبْرُ فِي اَلْأُمُورِ بِمَنْزِلَةِ اَلرَّأْسِ مِنَ اَلْجَسَدِ فَإِذَا فَارَقَ اَلرَّأْسُ اَلْجَسَدَ فَسَدَ اَلْجَسَدُ وَ إِذَا فَارَقَ اَلصَّبْرُ اَلْأُمُورَ فَسَدَتِ اَلْأُمُورُ۔

(ترجمہ) قداح سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: امیر المومنین علیہ السلام مسجد میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ وہاں ایک انتہائی محزون ومکروہ شخص موجود ہے۔ پس آپؑ نے اس سے پوچھا: تجھے کیا ہے؟

اس نے عرض کیا: میرا باپ (اور میری ماں) اور میرا بھائی وفات پا گئے اور اب میں ڈر رہا ہوں کہ شاید میری

---

[1] روضۃ المتقین:

[2] تفسیر البرہان: ۳/۵۱ ؛ بحار الانوار: ۶۸/۸۰؛ مسند الامام الصادق: ۵/۱۷۹

[3] مرآۃ العقول: ۸/۱۴۳

باری آجائے۔

امیر المومنین علیہ السلام نے اس سے فرمایا: تم پر تقویٰ الٰہی اور صبر لازم ہے جس پر تم نے کل کلاں وارد ہونا ہے اور صبر کو تمام معاملات کے ساتھ وہی نسبت ہے جو سر کو باقی جسم کے ساتھ ہے۔ جب سر تن سے جدا ہو جائے تو تمام بدن خراب و برباد ہو جاتا ہے، اسی طرح جب صبر معاملات سے الگ ہو جائے تو سب امور خراب ہو جاتے ہیں۔ ①

بیان:

لعل المراد بخشية الرجل خوفه أن يكون قد انشق مرارته من شدة ما أصابه من الألم

۞ یہاں پر کسی شخص کی خشیت سے مراد اس کا خوفزدہ ہونا ہے جس سے کو تکلیف کا احساس ہوتا ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے۔ ②

30/2078 الکافی، ۱/۱۰/۹۰/۲ محمد عن ابن عيسى عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَلْحَكَمِ عَنْ سَمَاعَةَ عَنْ أَبِي اَلْحَسَنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: قَالَ لِي مَا حَبَسَكَ عَنِ اَلْحَجِّ قَالَ قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ وَقَعَ عَلَيَّ دَيْنٌ كَثِيرٌ وَ ذَهَبَ مَالِي وَ دَيْنِي اَلَّذِي قَدْ لَزِمَنِي هُوَ أَعْظَمُ مِنْ ذَهَابِ مَالِي فَلَوْ لاَ أَنَّ رَجُلاً مِنْ أَصْحَابِنَا أَخْرَجَنِي مَا قَدَرْتُ أَنْ أَخْرُجَ فَقَالَ لِي إِنْ تَصْبِرْ تُغْتَبَطْ وَ إِلاَّ تَصْبِرْ يُنْفِذِ اَللَّهُ مَقَادِيرَهُ رَاضِياً كُنْتَ أَمْ كَارِهاً .

(ترجمہ) سماعہ سے روایت ہے کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: کس چیز نے تجھے حج سے روک رکھا ہے؟ میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہوں! مجھ پر بہت زیادہ قرض آچکا ہے اور میرا مال ضائع ہو گیا ہے اور جو مجھ پر قرض ہے وہ میرے اُس مال سے زیادہ ہے جو ضائع ہو چکا ہے۔ پس اگر میرے دوستوں میں سے ایک دوست نے مجھے حوصلہ دے کر گھر سے باہر نہ نکالا ہوتا تو میں گھر سے باہر آنے کی طاقت بھی نہیں رکھتا تھا۔

آپؑ نے مجھ سے فرمایا: اگر تو صبر کرے گا تو راحت میں رہے گا اور اگر تو صبر نہیں کرے گا تو اللہ کی تقدیر واقع ہو کر رہے گی خواہ تو راضی رہے یا نہ پسند کرے۔ ③

① وسائل الشیعہ: ۳/ ۲۵۵؛ بحارالانوار: ۳۲/ ۱۸۸ و ۶۸/ ۷۳

② مراۃ العقول: ۸/ ۱۳۴

③ بحارالانوار: ۶۸/ ۷۴؛ مسند الامام الکاظمؑ: ۱/ ۳۸۲؛ مستدرک سفینۃ البحار: ۶/ ۱۵۱

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند موثق ہے[1]

31/2079 الکافی، ۱/۲۳/۹۳/۲ القمیان عَنْ أَحْمَدَ بْنِ اَلنَّضْرِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شِمْرٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَرْحَمُكَ اَللَّهُ مَا اَلصَّبْرُ اَلْجَمِيلُ قَالَ ذَلِكَ صَبْرٌ لَيْسَ فِيهِ شَكْوَى إِلَى اَلنَّاسِ.

(ترجمہ) جابر سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا: اللہ آپؑ پر رحم فرمائے! صبر جمیل کیا ہے؟ آپؑ نے فرمایا: یہ صبر ہے کہ جس میں لوگوں سے شکایت نہ کی جائے۔[2]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے[3] لیکن میرے نزدیک حدیث کی سند حسن ہے کیونکہ عمرو بن شمر ثقہ تفسیر قمی اور کامل الزیارات کا راوی ہے۔ (واللہ اعلم)

32/2080 الکافی، ۱/۳/۸۸/۲ علی عن أبیه و القاسانی جمیعا عَنِ اَلْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ اَلْأَصْبَهَانِيِّ عَنِ اَلْمِنْقَرِيِّ عَنْ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ: يَا حَفْصُ إِنَّ مَنْ صَبَرَ صَبَرَ قَلِيلاً وَ إِنَّ مَنْ جَزِعَ جَزِعَ قَلِيلاً ثُمَّ قَالَ عَلَيْكَ بِالصَّبْرِ فِي جَمِيعِ أُمُورِكَ فَإِنَّ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ بَعَثَ مُحَمَّداً صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَأَمَرَهُ بِالصَّبْرِ وَ اَلرِّفْقِ فَقَالَ (وَ اِصْبِرْ عَلىٰ مٰا يَقُولُونَ وَ اُهْجُرْهُمْ هَجْراً جَمِيلاً ‌ وَ ذَرْنِي وَ اَلْمُكَذِّبِينَ أُولِي اَلنَّعْمَةِ) وَ قَالَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى (اِدْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ) -[اَلسَّيِّئَةَ] (فَإِذَا اَلَّذِي بَيْنَكَ وَ بَيْنَهُ عَدٰاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ ‌ وَ مٰا يُلَقّٰاهٰا إِلاَّ اَلَّذِينَ صَبَرُوا وَ مٰا يُلَقّٰاهٰا إِلاّٰ ذُو حَظٍّ عَظِيمٍ) فَصَبَرَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ حَتَّى نَالُوهُ بِالْعَظَائِمِ وَ رَمَوْهُ بِهَا فَضَاقَ صَدْرُهُ فَأَنْزَلَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ عَلَيْهِ: (وَ لَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّكَ يَضِيقُ صَدْرُكَ بِمٰا يَقُولُونَ ‌ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَ كُنْ مِنَ اَلسّٰاجِدِينَ) ثُمَّ كَذَّبُوهُ وَ رَمَوْهُ فَحَزِنَ لِذَلِكَ فَأَنْزَلَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ (قَدْ نَعْلَمُ إِنَّهُ لَيَحْزُنُكَ اَلَّذِي يَقُولُونَ فَإِنَّهُمْ لاٰ يُكَذِّبُونَكَ وَ لٰكِنَّ

---

[1] مرآۃ العقول: ۸/ ۱۳۵

[2] وسائل الشیعہ: ۲/ ۲۰۷؛ بحارالانوار: ۶۸/ ۸۳؛ تفسیر نور الثقلین: ۲/ ۴۲ ۵؛ تفسیر کنز الدقائق: ۶/ ۳۵۷؛ سعد السعود: ۱۲۰؛ تفسیر العیاشی: ۱۸۸۲

[3] مرآۃ العقول: ۸/ ۱۴۳

https://www.shiabookspdf.com

الظَّالِمِينَ بِآيَاتِ اللهِ يَجْحَدُونَ وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوا عَلَى مَا كُذِّبُوا وَأُوذُوا حَتَّى أَتَاهُمْ نَصْرُنَا) فَأَلْزَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ نَفْسَهُ الصَّبْرَ فَتَعَدَّوْا فَذَكَرَ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى وَكَذَّبُوهُ فَقَالَ قَدْ صَبَرْتُ فِي نَفْسِي وَأَهْلِي وَعِرْضِي وَلَا صَبْرَ لِي عَلَى ذِكْرِ إِلٰهِي فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ (وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ وَمَا مَسَّنَا مِنْ لُغُوبٍ فَاصْبِرْ عَلَى مَا يَقُولُونَ) فَصَبَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ فِي جَمِيعِ أَحْوَالِهِ ثُمَّ بُشِّرَ فِي عِتْرَتِهِ بِالْأَئِمَّةِ وَوُصِفُوا بِالصَّبْرِ فَقَالَ جَلَّ ثَنَاؤُهُ (وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوا وَكَانُوا بِآيَاتِنَا يُوقِنُونَ) فَعِنْدَ ذَلِكَ قَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ الصَّبْرُ مِنَ الْإِيمَانِ كَالرَّأْسِ مِنَ الْجَسَدِ فَشَكَرَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ ذَلِكَ لَهُ فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ (وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنَى عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ بِمَا صَبَرُوا وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهُ وَمَا كَانُوا يَعْرِشُونَ) فَقَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ إِنَّهُ بُشْرَى وَانْتِقَامٌ فَأَبَاحَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُ قِتَالَ الْمُشْرِكِينَ فَأَنْزَلَ اللهُ (فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ وَخُذُوهُمْ وَاحْصُرُوهُمْ وَاقْعُدُوا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ) (وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ) ۔فَقَتَلَهُمُ اللهُ عَلَى يَدَيْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَأَحِبَّائِهِ وَجَعَلَ لَهُ ثَوَابَ صَبْرِهِ مَعَ مَا ادَّخَرَ لَهُ فِي الْآخِرَةِ فَمَنْ صَبَرَ وَاحْتَسَبَ لَمْ يَخْرُجْ مِنَ الدُّنْيَا حَتَّى يُقِرَّ اللهُ لَهُ عَيْنَهُ فِي أَعْدَائِهِ مَعَ مَا يَدَّخِرُ لَهُ فِي الْآخِرَةِ۔

(ترجمہ) حفص بن غیاث سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اے حفص! جو شخص صبر کرتا ہے تو وہ بھی تھوڑا کرتا ہے اور جو جزع کرتا ہے تو وہ بھی تھوڑا جزع کرتا ہے۔

پھر فرمایا: تم اپنے تمام معاملات میں صبر کرو کیونکہ اللہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرما کر ان کو صبر اور رفق اختیار کرنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا ہے: ''اور جو کچھ یہ لوگ کہہ رہے ہیں اس پر آپ صبر کریں اور احسن انداز میں ان سے دُوری اختیار کریں اور ان جھٹلانے والوں اور نعمات پر ناز کرنے والوں کو مجھ پر چھوڑ دیں۔(المزمل:۱۰-۱۱)۔''

نیز فرمایا: ''(برائی کا) دفعیہ اس بات سے کیجیے جو اچھی ہو پھر ناگہاں وہ شخص جو تیرے اور اس کے درمیان دشمنی تھی ایسا ہوگا گویا کہ وہ مخلص دوست ہے۔ اور یہ بات نہیں دی جاتی مگر انہیں جو صابر ہوتے ہیں اور یہ بات نہیں دی جاتی مگر اس کو جو بڑا بخت والا ہے۔(حم السجدۃ: ۳۴-۳۵)۔'' پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صبر کیا یہاں

تک کہ لوگوں نے آپ پر بڑی بڑی تہمتیں لگائیں اور اس قدر (قولی وفعلی) اذیتیں پہنچائیں کہ آپ کا سینہ تنگ ہونے لگا۔ تب خدا نے یہ آیت نازل فرمائی: بتحقیق ہم جانتے ہیں کہ جو کچھ کفار آپؐ کے بارے میں کہہ رہے ہیں اس کی وجہ سے آپ کا دل تنگ ہو رہا ہے۔ پس آپؐ اپنے ربّ کی حمد وثنا کے ساتھ تسبیح کریں اور سجدہ کرنے والوں میں سے ہو جائیں۔ (الحجر: ۹۷:۹۸)۔'' پھر لوگوں نے آپؐ کو جھٹلایا اور اس قدر افترا پردازی کی کہ آپؐ غمگین ہو گئے۔ تب خدا نے یہ آیت نازل فرمائی: ''ہمیں علم ہے کہ ان کی باتیں یقیناً آپؐ کے لیے رنج کا باعث ہیں۔ پس یہ صرف آپؐ کی تکذیب نہیں کرتے بلکہ یہ ظالم لوگ درحقیقت اللہ کی آیات کی تکذیب کرتے ہیں اور آپؐ سے پہلے بھی بہت سے رسول جھٹلائے گئے اور وہ تکذیب وایذا پر صبر کرتے رہے ہیں یہاں تک کہ انہیں ہماری مدد پہنچ گئی۔ (الانعام: ۳۳۔۳۴)۔'' پس آپؐ نے اپنے اوپر صبر کو لازم کر لیا اور ان لوگوں نے (آپؐ کی ذات سے بڑھ کر) اللہ کے بارے میں ناروا باتیں کیں اور آپؐ کو جھٹلایا۔ تب آپؐ نے فرمایا: میں اپنی ذات، اہل وعیال اور اپنی عرض وناموس کے بارے میں تو صبر کر لوں گا مگر اپنے معبود کے بارے میں صبر نہیں کر سکتا۔ تب اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی: ''اور بے شک ہم نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور جو کچھ ان کے درمیان میں ہے چھ دن میں، اور ہمیں کچھ بھی تھکان نہ ہوئی۔ (ق: ۳۸)۔'' ''پس صبر کر اس پر جو کہتے ہیں۔ (طٰہٰ: ۱۳۰)۔'' چنانچہ اس کے بعد آپؐ نے اپنے تمام حالات میں صبر کو اپنا شیوہ وشعار بنالیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو بشارت دی کہ ان کی عترت (طاہرہ) سے ائمہ علیہم السلام ہوں گے جو صابر (وشاکر) ہوں گے۔ چنانچہ فرمایا: ''اور جب انھوں نے صبر کیا اور وہ ہماری آیات پر یقین رکھتے تھے تو ہم نے ان کو ائمہ قرار دیا جو ہمارے حکم کے ساتھ ہدایت کرتے ہیں۔ (السجدۃ: ۲۴)۔'' پس اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: صبر کا ایمان سے وہی تعلق ہے جو سر کا جسم سے ہے۔ پس اللہ نے آپ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے یہ آیت نازل فرمائی: ''اور تیرے رب کا نیک وعدہ بنی اسرائیل کے حق میں ان کے صبر کے باعث پورا ہو گیا، اور ہم نے تباہ کر دیا جو کچھ فرعون اور اس کی قوم نے بنایا تھا اور جو اونچی عمارتیں وہ بناتے تھے۔ (الاعراف: ۱۳۷)۔'' پس آپؐ نے فرمایا: یہ فتح وفیروزی کی خوشخبری ہے اور انتظام لینے کی اجازت ہے۔ چنانچہ خدا نے ان کے لیے مشرکوں سے جہاد کو مباح قرار دیا اور یہ آیت نازل فرمائی: ''تو مشرکوں کو جہاں پاؤ قتل کر دو اور پکڑو اور انہیں گھیر لو اور ان کی تاک میں ہر جگہ بیٹھو۔ (التوبۃ: ۵)۔'' ''اور انہیں قتل کرو جہاں پاؤ۔ (البقرۃ: ۱۹۱)۔'' پس اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپؐ کے اصحاب کے ہاتھوں مشرکوں کو قتل کروایا اور یہ آپؐ کے صبر کرنے کا اجر وثواب قرار دیا اور اس کو آخرت کے لیے ذخیرہ بھی قرار دیا۔ پس جو صبر کرتا ہے اور اپنا احتساب کرتا ہے وہ دنیا سے نہیں جائے گا

https://www.shiabookspdf.com

مگر اللہ اس کو آخرت کا ذخیرہ شدہ دکھا کر اس کی آنکھوں کو ٹھنڈا کر دے گا۔ [1]

بیان:

نالوه بالعظائم و رموه بها يعنى نسبوه إلى الكذب و الجنون و السحر و غير ذلك و افتروا عليه فذكروا الله أى نسبوا الله إلى ما لا يليق بجنابة و اللغوب الإعياء بشرى و انتقام يعنى نزول هذه الآية إشارة إلى بشرى لى و انتقام من أعدائى

- "نالوہ بالعظائم و رموه بها" انہوں نے اس پر بڑی بڑی تہمتیں لگائیں اور اس پر الزام لگایا یعنی انہوں نے اسے جھوٹ، پاگل پن، جادو ٹونے اور اس کے علاوہ دیگر باتوں سے منسوب کیا اور اس پر بہتان لگایا "فذکروا اللہ" چنانچہ انہوں نے خدا کا ذکر کیا یعنی انہوں نے خدا کو اس چیز سے منسوب کیا جو کسی شخصیت کے لیے مناسب نہیں ہے۔ "واللغوب" تھکاوٹ۔ "بشری و انتقام" بشارت اور انتقام یعنی اس آیت کا نزول اشارہ کرتا ہے اس بشارت کی طرف جو میرے لیئے ہے اور اس انتقام کی طرف جو میرے دشمنوں کے لیئے ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے [2]

33/2081 الکافی ۸/۱۶۰/۱۵۹ العدة عن سهل عن السراد عمّن ذكره عَنْ أَبِي عَبْدِ ٱللَّهِ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ قَالَ: اِنْقَطَعَ شِسْعُ نَعْلِ أَبِي عَبْدِ ٱللَّهِ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ وَ هُوَ فِي جَنَازَةٍ فَجَاءَ رَجُلٌ بِشِسْعِهِ لِيُنَاوِلَهُ فَقَالَ أَمْسِكْ عَلَيْكَ شِسْعَكَ فَإِنَّ صَاحِبَ ٱلْمُصِيبَةِ أَوْلَى بِالصَّبْرِ عَلَيْهَا .

(ترجمہ) السراد نے ایک شخص کا ذکر کرتے ہوئے روایت کی ہے، اس کا بیان ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام کی چپل کی ایک پٹی اس وقت ٹوٹ گئی جبکہ آپؑ ایک جنازہ میں تھے۔ پس ایک آدمی اپنی چپل کی پٹی لے کر آیا تو آپؑ نے فرمایا: اپنی پٹی کو تھامے رہو کیونکہ صاحب مصیبت کے لیے صبر کرنا سب سے اولیٰ ہے۔ [3]

---

[1] تفسیر البرہان: ۲/ ۷۳۸؛ بحار الانوار: ۶۸/ ۶۰؛ عوالم العلوم: ۲۰/ ۶۵۷؛ وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۲۶۱؛ مشکاۃ الانوار: ۲۵؛ تفسیر القمی: ۱/ ۱۹۶؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۰/ ۳۰۴؛ مکاتیب الائمہ: ۴/ ۲۳۲؛ تفسیر نور الثقلین: ۴/ ۲۳۴

[2] مرآۃ العقول: ۸/ ۱۲۲

[3] مجموعہ ورام: ۲/ ۱۴۷؛ حلیۃ المتقین: ۷۴؛ مسند الامام الصادق: ۱۷/ ۵۳

https://www.shiabookspdf.com

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے[1] یا ضعیف مرسل ہے[2] اور میرے نزدیک سند مرسل ہے اور سہل ثقہ ثابت ہے (واللہ اعلم)

34/2082 الکافی،۱/۱۳/۲۶۳/۶ العدة عن أحمد عن السراد عَنْ يَعْقُوبَ السَّرَّاجِ قَالَ: كُنَّا نَمْشِي مَعَ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ هُوَ يُرِيدُ أَنْ يُعَزِّيَ ذَا قَرَابَةٍ لَهُ بِمَوْلُودٍ لَهُ فَانْقَطَعَ شِسْعُ نَعْلِ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَتَنَاوَلَ نَعْلَهُ مِنْ رِجْلِهِ ثُمَّ مَشَى حَافِياً فَنَظَرَ إِلَيْهِ اِبْنُ أَبِي يَعْفُورٍ فَخَلَعَ نَعْلَ نَفْسِهِ مِنْ رِجْلِهِ وَ خَلَعَ اَلشِّسْعَ مِنْهَا وَ نَاوَلَهُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَأَعْرَضَ عَنْهُ كَهَيْئَةِ اَلْمُغْضَبِ ثُمَّ أَبَى أَنْ يَقْبَلَهُ ثُمَّ قَالَ أَلاَ إِنَّ صَاحِبَ اَلْمُصِيبَةِ أَوْلَى بِالصَّبْرِ عَلَيْهَا فَمَشَى حَافِياً حَتَّى دَخَلَ عَلَى اَلرَّجُلِ اَلَّذِي أَتَاهُ لِيُعَزِّيَهُ۔

(ترجمہ) یعقوب سراج سے روایت ہے کہ ہم امام جعفر صادق علیہ السلام کے ہمراہ چل رہے تھے اور آپؑ اپنے کسی عزیز کے نومولود مرنے والے بچے کی تعزیت کے لیے تشریف لے جا رہے تھے کہ اچانک آپؑ کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ گیا۔ پس آپؑ نے وہ جوتا ہاتھ میں پکڑ لیا اور ننگے پاوں چلنا شروع کر دیا۔ جب ابن ابی یعفور نے آپؑ کی یہ کیفیت دیکھی تو فوراً اپنا جوتا اتارا اور اس میں سے تسمہ نکال کر آپؑ کی خدمت میں پیش کیا۔ مگر آپؑ نے ناراض آدمی کی مانند اس سے روگردانی کرتے ہوئے اور اسے قبول کرنے سے انکار کرتے ہوئے فرمایا: جس پر مصیبت آئے وہ مصیبت پر صبر کرنے کے زیادہ لائق ہے۔ چنانچہ آپؑ ننگے پاوں چل کر اس شخص کے پاس پہنچے جس کو تعزیت کرنی تھی۔[3]

بیان:

المصيبة فى الحديثين إنما هى انقطاع شسع النعل و إنما وقعت بحسب الاتفاق فى الجنازة و العزاء و ليس لهما مدخل فيها و إنما كان صاحبهما غيره ع فموضع الحديثين هذا الباب لا كتاب الجنائز أو غيره كما فى الكافى

۞ ''المصیبة'' دونوں احادیث میں اس سے مراد صرف جوتا کاٹنا ہے اور یہ جنازہ وغیرہ میں اتفاق کے مطابق

[1] مرآۃ العقول:۲۶/۲۲

[2] الیضاح الحوجاۃ:۲/۳۸۱

[3] وسائل الشیعہ:۵/۶۵؛ بحار الانوار:۴۷/۴۵؛ عوالم العلوم:۲۰/۱۵۴؛ مسند الامام الصادق:۱۷/۵۳

https://www.shiabookspdf.com

واقع ہوا ہے اور اس میں ان کا داخلہ نہیں ہے لیکن ان کا مالک کوئی اور تھا۔
پس دونوں حدیثوں کا مقام اس باب میں ہے، نا کہ کتاب الجنائز وغیرہ میں جیسا کہ کتاب الکافی میں ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے [1]

۴۳۔ باب الشکر

باب: شکر

1/2083 الکافی ۲/۹۴/۱/۱ الأربعة عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ : اَلطَّاعِمُ اَلشَّاكِرُ لَهُ مِنَ اَلْأَجْرِ كَأَجْرِ اَلصَّائِمِ اَلْمُحْتَسِبِ وَ اَلْمُعَافَى اَلشَّاكِرُ لَهُ مِنَ اَلْأَجْرِ كَأَجْرِ اَلْمُبْتَلَى اَلصَّابِرِ وَ اَلْمُعْطَى اَلشَّاكِرُ لَهُ مِنَ اَلْأَجْرِ كَأَجْرِ اَلْمَحْرُومِ اَلْقَانِعِ.

(ترجمہ) امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کھانا کھا کر شکر کرنے والا آدمی اجر میں قربتہ الی اللہ روزہ رکھنے والے کی مانند ہے اور جو خیر و عافیت میں شاکر ہے اس کا اجر (مصیبت میں) مبتلا صابر شخص کے اجر کی طرح ہے اور عطا کرنے والے شاکر کا اجر اس محروم کے اجر کی طرح ہے جو مطمئن ہے۔ [2]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف علی المشہور ہے [3] لیکن میرے نزدیک حدیث کی سند موثق ہے اور نوفلی اور سکونی دونوں ثقہ ہیں (واللہ اعلم)۔

2/2084 اَلْكَافِي ۲/۹۴/۲/۱ اَلْعِدَّةُ عَنِ اَلْبَرْقِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنِ اِبْنِ أَسْبَاطٍ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ سَالِمٍ عَنْ رَجُلٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ قَالَ: اَلْمُعَافَى اَلشَّاكِرُ اَلْحَدِيثَ.

(ترجمہ) امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: خیر و عافیت میں شاکر، الحدیث۔ [4]

---

[1] مرآۃ العقول: ۲۲/ ۳۴۸

[2] وسائل الشیعہ: ۵/ ۶۵؛ بحار الانوار: ۶۷/ ۴۵؛ عوالم العلوم: ۲۰/ ۱۵۴؛ مسند الامام الصادق: ۱۷/ ۵۳

[3] مرآۃ العقول: ۸/ ۱۴۵

[4] وسائل الشیعہ: ۵/ ۶۵؛ بحار الانوار: ۶۷/ ۴۵؛ عوالم العلوم: ۲۰/ ۱۵۴؛ مسند الامام الصادق: ۱۷/ ۵۳

بیان:

الشکر باللسان أن یحمد الله و بالقلب أن یری النعمة من الله و بالجوارح أن یصرفها فی طاعة الله و یستفاد من الأخبار الآتیة أن لکل منها أجرا و مزیدا و إن کان للمجموع مزید أجر و مزید و المحتسب الذی یبتغی أجره من الله

زبان سے شکر کرنا اللہ تعالیٰ کی حمد ہے، دل سے شکر کرنا اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا اظہار ہے اوراعضاءو جوارح کے ذریعہ شکر بجالانا اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں مصروف ہونا ہے۔ آگے آنے والی احادیث سے استفادہ ہوگا کہ بیشک ان میں سے ہرایک کے لیئے اجراور اضافہ ہے اوراگر یہ تمام ہوں تومزید اجر ہوگااور محتسب وہ ہے جواپنا اجر خدا سے چاہتا ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے [1]

3/2085 الکافی،۲/۹۴/۲/۱ بِهَذَا اَلْإِسْنَادِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: مَا فَتَحَ اَللَّهُ عَلَى عَبْدٍ بَابَ شُكْرٍ فَخَزَنَ عَنْهُ بَابَ اَلزِّيَادَةِ.

(ترجمہ) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ کسی بندے پر شکر کا دروازہ کھولتا ہے تو اس سے اضافہ کا دروازہ پوشیدہ نہیں رکھتا۔ [2]

تحقیق اسناد:

وہی تحقیق ہے جوگزشتہ حدیث کے تحت گزر چکی ہے۔

4/2086 الکافی،۲/۹۴/۳/۱ محمد عن ابن عیسی عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ اَلْبَغْدَادِيِّ عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ إِسْحَاقَ اَلْجَعْفَرِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: مَكْتُوبٌ فِي اَلتَّوْرَاةِ أُشْكُرْ مَنْ أَنْعَمَ عَلَيْكَ وَ أَنْعِمْ عَلَى مَنْ شَكَرَكَ فَإِنَّهُ لاَ زَوَالَ لِلنَّعْمَاءِ إِذَا شُكِرَتْ وَ لاَ بَقَاءَ لَهَا إِذَا كُفِرَتْ اَلشُّكْرُ زِيَادَةٌ فِي اَلنِّعَمِ وَ أَمَانٌ مِنَ اَلْغِيَرِ.

(ترجمہ) عبداللہ بن اسحاق جعفری سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: توراۃ میں لکھا ہے کہ جوشخص تجھ پر احسان کرے اس کا شکریہ ادا کراور جو تیرا شکریہ ادا کرے اس پر احسان کر۔ کیونکہ جب نعمتوں کا شکریہ ادا کیا

[1] مرآۃ العقول:۸/ ۱۴۷

[2] بحارالانوار:۶۸/ ۲۳؛ وسائل الشیعہ:۱۶/ ۳۱۱؛ مشکاۃ الانوار:۲۷

https://www.shiabookspdf.com

جائے تو وہ زائل نہیں ہوتیں اور اگر ان کا کفران کیا جائے تو پھر باقی نہیں رہتیں۔ شکریہ نعمتوں میں اضافہ اور تغیر سے امان کا باعث ہے۔ [1]

بیان:

یعنی من التغیر قال فی النهایة فی حدیث الاستسقاء من یکفر الله یلقی الغیر أی تغیر الحال و انتقالها من الصلاح إلى الفساد و الغیر الاسم من قولك غیرت الشیء فتغیر

✪ تغییر سے مراد یہ ہے کہ جوانہوں نے کتاب النہایہ میں حدیث الاستسقآء کے ضمن میں بیان کیا کہ جو اللہ تعالیٰ کا انکار کرے گا تو اس کی ملاقات تبدیلی سے ہوگی یعنی اس کی حالت تبدیل ہو جائے گی اور وہ اصلاح سے فساد کی طرف منتقل ہو جائے گا۔ اپنے قول سے اسم کو تبدیل کریں" میں نے چیز بدل دی" تو یہ بدل جاتا ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے [2]

5/2087 الکافی، ۱/۸/۹۵/۲ العدة عن سهل عن يحيى بن المبارك عن ابْنِ جَبَلَةَ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ وَهْبٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: مَنْ أُعْطِيَ اَلشُّكْرَ أُعْطِيَ اَلزِّيَادَةَ يَقُولُ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ: (لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ).

(ترجمہ) ابن وھب سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جسے شکر عطا ہو گیا تو اسے اضافہ عطا ہو گیا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "اگر تم نے شکر ادا کیا تو میں اضافہ کروں گا۔ (ابراہیم: ۷)۔" [3]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف علی المشہور ہے [4] لیکن میرے نزدیک حدیث کی سند موثق ہے کیونکہ سہل ثقہ ثابت ہے اور ابن المبارک اور ابن جبلہ دونوں ثقہ ہیں۔ (واللہ علم)

6/2088 الکافی، ۱/۹/۹۵/۲ القميان عَنْ صَفْوَانَ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَمَّارٍ عَنْ رَجُلَيْنِ مِنْ أَصْحَابِنَا سَمِعَاهُ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: مَا أَنْعَمَ اَللَّهُ عَلَى عَبْدٍ مِنْ نِعْمَةٍ فَعَرَفَهَا بِقَلْبِهِ وَ حَمِدَ اَللَّهَ

---

[1] مشکاۃ الانوار: ۳۰؛ وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۳۱۵ و ۱۶/ ۳۱۱؛ کلیات حدیث قدسی: ۸۲؛ بحار الانوار: ۱۳/ ۳۶۰ و ۶۸/ ۲۷

[2] مراۃ العقول: ۸/ ۱۴۷

[3] تفسیر البرہان: ۳/ ۲۸۸؛ بحار الانوار: ۶۸/ ۴۰؛ المحاسن: ۱/ ۳

[4] مراۃ العقول: ۸/ ۱۵۳

ظَاهِراً بِلِسَانِهِ فَتَمَّ كَلاَمُهُ حَتَّى يُؤْمَرَ لَهُ بِالْمَزِيدِ.

(ترجمہ) امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جس بندے کو خدا کسی نعمت کا انعام دے تو اس کو چاہیے کہ وہ دل سے اس کی قدر کرے اور زبان سے ظاہری طور پر اس نعمت پر خدا کی حمد کرے تو اس نے اپنے کلام کو پورا کر دیا ہے یہاں تک کہ اسے مزید کوئی امر ہو جائے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مرسل ہے [2]

7/2089 الكافی،۲/۹۴/۵/۱ العدة عن البرقی عن البزنطی عَنْ دَاوُدَ بْنِ اَلْحُصَيْنِ عَنِ اَلْبَقْبَاقِ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَنْ قَوْلِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (وَ أَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ) قَالَ اَلَّذِي أَنْعَمَ عَلَيْكَ بِمَا فَضَّلَكَ وَ أَعْطَاكَ وَ أَحْسَنَ إِلَيْكَ ثُمَّ قَالَ فَحَدَّثَ بِدِينِهِ وَ مَا أَعْطَاهُ اَللَّهُ وَ مَا أَنْعَمَ بِهِ عَلَيْهِ.

(ترجمہ) البقباق سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے خدا کے اس قول: "اور بہر حال اپنے رب کی نعمت کو بیان کریں۔ (الضحیٰ:۱۱)۔" کے بارے میں پوچھا تو آپؑ نے فرمایا: وہی ہے جس نے آپؐ پر انعام کیا، وہ چیز جس کی وجہ سے آپ پر فضل کیا، آپؐ کو عطا کیا اور آپؐ پر احسان کیا۔

پھر فرمایا: پس آپؐ اپنے دین کو اور جو اللہ نے آپؐ کو عطا فرمایا ہے اور جس کے ذریعے خدا نے آپ پر انعام کیا ہے، اس کو بیان کریں۔ [3]

بیان:

یعنی فحدث رسول الله ص بعد ما أمر بذلك

❂ یعنی اس چیز کا حکم دینے کے بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند موثق ہے [4] لیکن میرے نزدیک حدیث کی سند موثق کالصحیح ہے۔ (واللہ اعلم)

---

[1] تفسیر الصافی:۳/۸۰؛ تفسیر البرہان:۳/۲۸۸؛ بحار الانوار:۶۸/۴۰؛ تفسیر نور الثقلین:۲/۵۲۸؛ تفسیر کنز الدقائق:۷/۳۲

[2] مراۃ العقول:۸/۱۵۳

[3] تفسیر البرہان:۵/۶۸۵؛ بحار الانوار:۶۸/۲۸؛ تفسیر نور الثقلین:۵/۶۰۱؛ تفسیر کنز الدقائق:۱۴/۳۲۷

[4] مراۃ العقول:۸/۱۴۸

8/2090 الکافی،۲/۹۵/۱/۶ حمید عن ابنِ سَمَاعَةَ عَنْ وُهَيْبِ بْنِ حَفْصٍ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ عِنْدَ عَائِشَةَ لَيْلَتَهَا فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اَللَّهِ لِمَ تُتْعِبُ نَفْسَكَ وَ قَدْ غَفَرَ اَللَّهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَ مَا تَأَخَّرَ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ أَلاَ أَكُونُ عَبْداً شَكُوراً قَالَ وَ كَانَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ يَقُومُ عَلَى أَطْرَافِ أَصَابِعِ رِجْلَيْهِ فَأَنْزَلَ اَللَّهُ سُبْحَانَهُ وَ تَعَالَى: (طه مَا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ اَلْقُرْآنَ لِتَشْقى) ۔

(ترجمہ) ابو بصیر سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: ایک رات جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائشہ کے حجرے میں قیام کیا تو انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ اپنے آپ کو کیوں تھکاتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے گزشتہ اور آئندہ کے تمام گناہ معاف کر دیئے ہیں؟

آپ نے فرمایا: اے عائشہ! کیا میں خدا کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راتوں کو عبادت کے لیے اپنے پاوں کی انگلیوں کے بل کھڑے ہوتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے آپ پر یہ آیت نازل فرمائی: ''طٰہٰ، ہم نے قرآن آپ پر اس لیے نازل نہیں کیا کہ آپ اپنے آپ کو مشقت میں ڈال دیں۔ (طٰہٰ: ۱-۲)۔''[1]

بیان:

الشقی استمرار ما یشق علی النفس و نقیضه السعادة کذا فی مجمع البیان،

شقی ہونے سے مراد روح پر شقاوت کا جاری رہنا ہے اور اس کی نقیض کو سعادت کہتے ہیں اور اسی طرح ہی کتاب مجمع البیان میں مرقوم ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند موثق ہے[2] یا پھر سند صحیح ہے[3]

9/2091 الکافی،۲/۹۵/۱/۷ العدة عن أحمد عَنِ اِبْنِ فَضَّالٍ عَنْ حَسَنِ بْنِ جَهْمٍ عَنْ أَبِي اَلْيَقْظَانِ عَنْ عُبَيْدِ اَللَّهِ بْنِ اَلْوَلِيدِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: ثَلاَثٌ لاَ يَضُرُّ مَعَهُنَّ شَيْءٌ

[1] بحار الانوار: ۱۶/ ۲۶۳ و ۶۸/ ۲۲: ۸۱/ ۲۶۲؛ تفسیر نور الثقلین: ۳/ ۳۶۷؛ تفسیر کنز الدقائق: ۷/ ۳۵۷ و ۸/ ۲۸۴؛ مستدرک الوسائل: ۱/ ۱۲۸؛ تفسیر البرہان: ۳/ ۷۴۸؛ تفسیر الصافی: ۳/ ۲۹۹؛ مشکاۃ الانوار: ۵۳؛ سفینۃ البحار: ۲/ ۷۰۱

[2] مراۃ العقول: ۸/ ۱۲۸؛ الشعائر الحسینیہ سند: ۳/ ۳۰۷؛ معجم الاحادیث المعتبرۃ: ۳/ ۲۸۳؛ معجم الاحکام الروحی سند: ۱/ ۷

[3] بحوث فی القواعد الفقہیہ سند: ۳/ ۳۲۴

اَلدُّعَاءُ عِنْدَ اَلْكَرْبِ وَ اَلاِسْتِغْفَارُ عِنْدَ اَلذَّنْبِ وَ اَلشُّكْرُ عِنْدَ اَلنِّعْمَةِ ۔

عبیداللہ بن ولید سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ فرما رہے تھے: تین چیزوں کی موجودگی میں کوئی چیز ضرر نہیں پہنچا سکتی: مصیبت کے وقت دعا، گناہ کے وقت استغفار اور نعمت کے وقت شکر۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے [2]

10/2092 اَلْكَافِي ۲/۹۵/۱۰/۱ اَلْعِدَّةُ عَنِ اَلْبَرْقِيِّ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ مُيَسِّرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: شُكْرُ اَلنِّعْمَةِ اِجْتِنَابُ اَلْمَحَارِمِ وَ تَمَامُ اَلشُّكْرِ قَوْلُ اَلرَّجُلِ اَلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ اَلْعَالَمِينَ.

(ترجمہ) میسر سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: نعمت کا شکر محرمات سے اجتناب ہے اور کامل شکر بندے کا اَلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ اَلْعَالَمِينَ کہنا ہے۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے [4]

11/2093 الکافی ۲/۹۵/۱۱/۱ الثلاثة عَنْ عَلِيِّ بْنِ عُيَيْنَةَ [عطية] عَنْ عُمَرَ بْنِ يَزِيدَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: شُكْرُ كُلِّ نِعْمَةٍ وَ إِنْ عَظُمَتْ أَنْ تَحْمَدَ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ عَلَيْهَا ۔

(ترجمہ) عمر بن یزید سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: ہر نعمت پر شکر خواہ وہ کتنی ہی عظیم ہو، اللہ تعالیٰ کی حمد کرنا ہے۔ [5]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند حسن ہے [6] لیکن میرے نزدیک حدیث صحیح ہے (واللہ اعلم)

---

[1] امالی طوسی: ۲۰۴؛ مشکاۃ الانوار: ۳۰؛ وسائل الشیعہ: ۷/ ۳۴؛ بحار الانوار: ۶۸/ ۳۹ و ۹۰/ ۲۸۹؛ عوالم العلوم: ۲۰/ ۷۵۹

[2] مرآۃ العقول: ۸/ ۱۵۶

[3] بحار الانوار: ۶۸/ ۴۰ و ۹۰/ ۲۱۴؛ تفسیر نور الثقلین: ۲/ ۵۲۹؛ تفسیر کنز الدقائق: ۷/ ۳۳؛ عوالم العلوم: ۲۰/ ۷۷۶؛ مستدرک الوسائل: ۵/ ۳۱۱؛ تفسیر البرہان: ۳/ ۲۸۸ و ۱۰۶؛ مشکاۃ الانوار: ۳۱

[4] مرآۃ العقول: ۸/ ۱۵۳

[5] الخصال: ۱/ ۲۱؛ وسائل الشیعہ: ۷/ ۱۷۵؛ الفصول المہمہ: ۳/ ۳۱۳؛ تفسیر البرہان: ۳/ ۲۸۸؛ بحار الانوار: ۶۸/ ۴۰ و ۹۰/ ۲۱۰

[6] مرآۃ العقول: ۸/ ۱۵۴

12/2094 الکافی،۲/۹۷/۱۸/۱ الاثنان عَنِ اَلْوَشَّاءِ عَنْ حَمَّادٍ قَالَ: خَرَجَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ مِنَ اَلْمَسْجِدِ وَ قَدْ ضَاعَتْ دَابَّتُهُ فَقَالَ لَئِنْ رَدَّهَا اَللَّهُ عَلَيَّ لَأَشْكُرَنَّ اَللَّهَ حَقَّ شُكْرِهِ قَالَ فَمَا لَبِثَ أَنْ أُتِيَ بِهَا فَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلَّهِ فَقَالَ لَهُ قَائِلٌ جُعِلْتُ فِدَاكَ أَلَيْسَ قُلْتَ لَأَشْكُرَنَّ اَللَّهَ حَقَّ شُكْرِهِ فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أَلَمْ تَسْمَعْنِي قُلْتُ اَلْحَمْدُ لِلَّهِ۔

(ترجمہ) حماد سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام مسجد سے باہر نکلے جبکہ آپؑ کا جانور گم ہو چکا تھا تو آپؑ نے فرمایا: اگر میرا اللہ اس کو واپس لوٹا دے گا تو میں اس کا ایسا شکر ادا کروں گا جو اس کے شکر کا حق ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ ابھی کچھ دیر ہی ہوئی تھی کہ اسے آپؑ کے پاس پہنچا دیا گیا تو آپؑ نے فرمایا: الحمد للہ۔

ایک کہنے والے نے آپؑ سے عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہوں! کیا آپؑ نے نہیں فرمایا تھا کہ میں اللہ کا شکر ایسے ادا کروں گا کہ جیسا اس کے شکر کا حق ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: کیا تو نے مجھ سے نہیں سنا؟ میں نے اَلْحَمْدُ لِلَّهِ کہہ تو دیا ہے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف علی المشہور ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث کی سند حسن کالصحیح ہے کیونکہ معلی ثقہ جلیل ثابت ہے (واللہ اعلم)۔

13/2095 الکافی،۲/۹۷/۱۹/۱ محمد عن ابن عیسی عن القاسم عن جدہ عَنِ اَلْمُثَنَّى اَلْحَنَّاطِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ إِذَا وَرَدَ عَلَيْهِ أَمْرٌ يَسُرُّهُ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى هَذِهِ اَلنِّعْمَةِ وَ إِذَا وَرَدَ عَلَيْهِ أَمْرٌ يَغْتَمُّ بِهِ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ۔

(ترجمہ) مثنی الحناط سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے جب کوئی امر آتا جو آپؐ کو خوش کرتا تو وہ فرماتے: اللہ کی اس نعمت پر اللہ کی حمد ہے اور اگر آپؐ کے سامنے کوئی ایسا امر آتا جو آپؐ کو غمگین کرتا تو آپؐ فرماتے: ہر حالت میں اللہ کی حمد ہے۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے [4] لیکن میرے نزدیک حدیث کی سند حسن ہے کیونکہ قاسم یحییٰ کامل الزیارات

[1] بحار الانوار:۶۸/۳۳؛ تفسیر البرہان:۳/۸۹۲؛ تفسیر نور الثقلین:۱/۱۵؛ تفسیر کنز الدقائق:۱/۴۲؛ عوالم العلوم:۱۹/۲۲۲؛ مسند الامام الصادق:۵/۲۱۳

[2] مرآۃ العقول:۸/۱۵۸

[3] مشکوٰۃ الانوار:۳۱؛ وسائل الشیعہ:۷/۲۴۳؛ بحار الانوار:۶۸/۳۳ و ۹۰/۲۱۴؛ مستدرک الوسائل:۵/۳۱۱

[4] مرآۃ العقول:۸/۱۵۸

کا راوی ہے اور حسن بن راشد تفسیر قمی اور کامل الزیارات دونوں کا راوی ہے (واللہ اعلم)

14/2096 الکافی ۱/۱۲/۹۵/۲ العدۃ عن البرقی عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مِهْرَانَ عَنْ سَيْفِ بْنِ عَمِيرَةَ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ هَلْ لِلشُّكْرِ حَدٌّ إِذَا فَعَلَهُ الْعَبْدُ كَانَ شَاكِراً قَالَ نَعَمْ قُلْتُ مَا هُوَ قَالَ يَحْمَدُ اللَّهَ عَلَى كُلِّ نِعْمَةٍ عَلَيْهِ فِي أَهْلٍ وَ مَالٍ وَ إِنْ كَانَ فِيمَا أَنْعَمَ عَلَيْهِ فِي مَالِهِ حَقٌّ أَدَّاهُ وَ مِنْهُ قَوْلُهُ جَلَّ وَ عَزَّ (سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَ مَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ) وَ مِنْهُ قَوْلُهُ تَعَالَى: (رَبِّ أَنْزِلْنِي مُنْزَلاً مُبَارَكاً وَ أَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِينَ) وَ قَوْلُهُ: (رَبِّ أَدْخِلْنِي مُدْخَلَ صِدْقٍ وَ أَخْرِجْنِي مُخْرَجَ صِدْقٍ وَ اجْعَلْ لِي مِنْ لَدُنْكَ سُلْطَاناً نَصِيراً) ۔

(ترجمہ) ابوبصیر سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: کیا شکر کی کوئی حد ہے کہ جب بندہ اسے ادا کر کے شاکر کہلا سکے؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں۔

میں نے عرض کیا: وہ کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ ہر نعمت پر اللہ کی حمد کرے خواہ وہ نعمت اس پر اہل کی ہو یا مال کی ہو اور جو اللہ نے اس پر انعام کیا ہے، اگر اس کے مال میں کوئی حق ہے تو اسے ادا کرے اور اسی سے اللہ کا یہ فرمان ہے: ''پاک ہے وہ ذات جس نے یہ ہمارے لیے مسخر کی ہے ورنہ ہم اس پر قابو پانے والے نہیں تھے۔ (الزخرف: ۱۳)۔''

نیز اسی سے یہ فرمان بھی ہے: ''اے پروردگار! تو مجھ پر اس سے بابرکت نازل فرما اور تو بہترین نازل کرنے والا ہے۔ (المومنون: ۲۹)۔''

نیز اس کا فرمان ہے: ''اے پروردگار! مجھے سچائی کے ساتھ داخل فرما اور سچائی کے ساتھ باہر نکال دے اور مجھے اپنی طرف سے نصرت کرنے والا سلطان عطا فرما۔ (الاسراء: ۸۰)۔''[1]

بیان:

یعنی و من الحق الذی یجب أداؤہ فیما أنعم اللہ علیہ أن یقول عند رکوب الفلک أو الدابۃ اللتین أنعم اللہ بھما علیہ ما قالہ سبحانہ تعلیما لعبادہ و إرشادا لھم حیث قال عز و جل وَ جَعَلَ لَكُمْ مِنَ الْفُلْكِ وَ الْأَنْعَامِ مَا تَرْكَبُونَ لِتَسْتَوُوا عَلَى ظُهُورِهِ ثم تذکروا نعمۃ ربکم إذا استویتم علیہ و تقولوا سُبْحَانَ الَّذِي الآیۃ و أن یقول عند نزولہ من إحداھما رَبِّ أَنْزِلْنِي الآیۃ

[1] تفسیر البرہان: ۳/۸۹ ۲ و ۴/۸۳۸؛ بحار الانوار: ۶۸/۲۹؛ مستدرک الامام الصادق: ۵/۲۱۲

و أن يقول عند دخوله الدار أو البيت رَبِّ أَدْخِلْنِي الآية

یعنی حق سے جو اللہ تعالیٰ نے اسے عطا کیا ہے اس میں پورا ہونا ضروری ہے کہ وہ کشتی یا جانور پر سوار ہوتے وقت کہتا ہے جس سے خدا نے اسے نوازا ہے جیسا کہ وہ اپنے بندوں کی تعلیم اور رہنمائی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْفُلْكِ وَالْأَنْعَامِ مَا تَرْكَبُونَ ﴿١٢﴾ لِتَسْتَوُوا عَلَىٰ ظُهُورِهِ

"اور اس نے تمہارے لیے کشتیاں اور مویشی بنائے ہیں جن پر تم سوار ہوتے ہو (۱۲) تا کہ تم ان کی پیٹھوں پر سوار ہو جاؤ۔ پھر تم اپنے ربّ کی نعمت کو یاد کرو جب تم اس پر جے ہو اور کہو: (سورہ الزخرف آیہ ۱۲،۱۳)۔"

سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَٰذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ

"پاک ہے وہ جس نے اسے ہمارے لیے مسخر کیا ورنہ ہم اسے قابو میں نہیں لا سکتے تھے۔ (سورہ الزخرف آیہ ۱۳)۔"

جب وہ ان میں سے کسی ایک سے اترے تو کہے:

رَّبِّ أَنزِلْنِي مُنزَلًا مُّبَارَكًا وَأَنتَ خَيْرُ الْمُنزِلِينَ

"میرے رب! ہمیں بابرکت جگہ اتارنا اور تو بہترین جگہ دینے والا ہے۔ (سورہ المؤمنون: ۲۹)۔"

جب گھر میں داخل ہو تو یہ کہے:

رَّبِّ أَدْخِلْنِي مُدْخَلَ صِدْقٍ وَأَخْرِجْنِي مُخْرَجَ صِدْقٍ وَاجْعَل لِّي مِن لَّدُنكَ سُلْطَانًا نَّصِيرًا

"میرے رب! تو مجھے (ہر مرحلہ میں) سچائی کے ساتھ داخل کر اور سچائی کے ساتھ (اس سے) نکال اور اپنے ہاں سے مجھے ایک قوت عطا فرما جو مددگار ثابت ہو۔ (سورہ الاسراء: ۸۰)۔"

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے[1]

15/2097 الكافي، ۱/۱۳/۹۶/۲ محمد عن ابن عيسى عَنْ مُعَمَّرِ بْنِ خَلَّادٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْحَسَنِ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ يَقُولُ: مَنْ حَمِدَ اللَّهَ عَلَى النِّعْمَةِ فَقَدْ شَكَرَهُ وَكَانَ الْحَمْدُ أَفْضَلَ مِنْ تِلْكَ النِّعْمَةِ.

(ترجمہ) معمر بن خلاد سے روایت ہے کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے سنا، آپؑ فرما رہے تھے: جس نے نعمت پر اللہ کی حمد کی تو اس نے اس کا شکر ادا کر دیا اور حمد کرنا اس نعمت سے افضل ہے۔[2]

[1] مراۃ العقول: ۸/ ۱۵۴؛ التحفۃ السنیہ: جزائری: ۱۲۶

[2] مستدرک الوسائل: ۵/ ۳۱۲؛ تفسیر کنز الدقائق: ۷/ ۳۳؛ تفسیر نور الثقلین: ۲/ ۵۲۸؛ بحار الانوار: ۶۸/ ۳۱ و ۹۰/ ۲۱۴؛ تفسیر البرہان: ۳/ ۲۸۸؛ مشکاۃ الانوار: ۳۱؛ قاموس قرآن: ۴/ ۶۴

بیان:

يعني أنه نعمة فوق تلك النعمة تستدعي شكرا آخر

یعنی یہ ہے کہ یہ اس نعمت کے اوپر ایک نعمت ہے جو ایک اور شکر کا مطالبہ کرتی ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے[1]

16/2098 الكافي،١/١٣/٩٦/٢ محمد عن أحمد عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَلْحَكَمِ عَنْ صَفْوَانَ اَلْجَمَّالِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ لِي: مَا أَنْعَمَ اَللَّهُ عَلَى عَبْدٍ بِنِعْمَةٍ صَغُرَتْ أَوْ كَبُرَتْ فَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلَّهِ إِلاَّ أَدَّى شُكْرَهَا۔

(ترجمہ) صفوان الجمال سے روایت ہے کہ امام جعفر جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اللہ بندے پر جس بھی نعمت کا انعام کرے، خواہ وہ چھوٹی ہو یا بڑی، اور وہ الحمد للہ کہہ دے تو اس نے اس کا شکر ادا کر دیا۔[2]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے۔[3]

17/2099 الكافي،١/١٥/٩٦/٢ القمي عَنْ عِيسَى بْنِ أَيُّوبَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مَهْزِيَارَ عَنِ اَلْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي اَلْحَسَنِ عَنْ رَجُلٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: مَنْ أَنْعَمَ اَللَّهُ عَلَيْهِ بِنِعْمَةٍ فَعَرَفَهَا بِقَلْبِهِ فَقَدْ أَدَّى شُكْرَهَا۔

(ترجمہ) امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جس پر اللہ کسی نعمت کا انعام کرے پس وہ اس کی اپنے دل سے قدر کرے تو اس نے اس کا شکر ادا کر دیا ہے۔[4]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے[5] لیکن میرے نزدیک سند مجہول ہے (واللہ اعلم)

---

[1] مراۃ العقول:٨/١٥٦؛ روش جدید اخلاق اسلامی محسنی:١٥٦

[2] تفسیر الصافی:/٨٣و٣/٨١؛ تفسیر البرہان:٣/٢٨٩؛ بحار الانوار:٦٨/٣٢؛ تفسیر نور الثقلین:١/١٥و٢/٥٢٩؛ تفسیر کنز الدقائق:١/٣٢و٧/٣٣

[3] مراۃ العقول:٨/١٥٦؛ روش جدید اخلاق اسلامی محسنی:١٥٦

[4] بحار الانوار:٦٨/٣٢؛ تفسیر کنز الدقائق:٧/٣٣و١٠/٢٣٦؛ مشکاۃ الانوار:٣٢؛ تفسیر الصافی:٣/١٣١؛ تفسیر نور الثقلین:٢/٥٢٩و٣/٢٠١

[5] مراۃ العقول:٨/١٥٧

18/2100 الکافی،۲/۹۸/۲۶/۱ الثلاثة عن البجلی [أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ صَاحِبِ اَلسَّابِرِيِّ] فِيمَا أَعْلَمُ أَوْ غَيْرِهِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: فِيمَا أَوْحَى اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ إِلَى مُوسَى عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَا مُوسَى اُشْكُرْنِي حَقَّ شُكْرِي فَقَالَ يَا رَبِّ وَ كَيْفَ أَشْكُرُكَ حَقَّ شُكْرِكَ وَ لَيْسَ مِنْ شُكْرٍ أَشْكُرُكَ بِهِ إِلاَّ وَ أَنْتَ أَنْعَمْتَ بِهِ عَلَيَّ قَالَ يَا مُوسَى اَلْآنَ شَكَرْتَنِي حِينَ عَلِمْتَ أَنَّ ذَلِكَ مِنِّي۔

(ترجمہ) امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر جو کچھ وحی کی، اس میں یہ بھی تھی: اے موسیٰ! میرا شکر ادا کرو جیسا شکر کرنے کا حق ہے۔

انہوں نے عرض کیا: اے پروردگار! میں تیرے شکر کا حق کیسے ادا کروں اور کوئی شکر ایسا نہیں کہ جس سے تیرا شکر ادا کروں مگر یہ کہ تو نے ہی اسے مجھ پر انعام کیا ہے؟

اللہ نے فرمایا: اے موسیٰ! تو نے میرا شکر ادا کر دیا ہے جبکہ تو نے یہ جان لیا کہ یہ میری ہی طرف سے ہے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے [2]

19/2101 الکافی،۸/۳۲۳/۵۹۲ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِهِ رَفَعَهُ قَالَ: كَانَ عَلِيُّ بْنُ اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ إِذَا قَرَأَ هَذِهِ اَلْآيَةَ: (وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَةَ اَللَّهِ لاَ تُحْصُوهَا) يَقُولُ سُبْحَانَ مَنْ لَمْ يَجْعَلْ فِي أَحَدٍ مِنْ مَعْرِفَةِ نِعَمِهِ إِلاَّ اَلْمَعْرِفَةَ بِالتَّقْصِيرِ عَنْ مَعْرِفَتِهَا كَمَا لَمْ يَجْعَلْ فِي أَحَدٍ مِنْ مَعْرِفَةِ إِدْرَاكِهِ أَكْثَرَ مِنَ اَلْعِلْمِ أَنَّهُ لاَ يُدْرِكُهُ فَشَكَرَ جَلَّ وَ عَزَّ مَعْرِفَةَ اَلْعَارِفِينَ بِالتَّقْصِيرِ عَنْ مَعْرِفَةِ شُكْرِهِ فَجَعَلَ مَعْرِفَتَهُمْ بِالتَّقْصِيرِ شُكْراً كَمَا عَلِمَ عِلْمَ اَلْعَالِمِينَ أَنَّهُمْ لاَ يُدْرِكُونَهُ فَجَعَلَهُ إِيمَاناً عِلْماً مِنْهُ أَنَّهُ قَدُّ وُسْعِ اَلْعِبَادِ فَلاَ يَتَجَاوَزُ ذَلِكَ فَإِنَّ شَيْئاً مِنْ خَلْقِهِ لاَ يَبْلُغُ مَدَى عِبَادَتِهِ وَ كَيْفَ يَبْلُغُ مَدَى عِبَادَتِهِ مَنْ لاَ مَدَى لَهُ وَ لاَ كَيْفَ تَعَالَى اَللَّهُ عَنْ ذَلِكَ عُلُوّاً كَبِيراً۔

(ترجمہ) علی بن محمد نے اپنے کسی ساتھی سے اور اس نے مرفوع روایت کی ہے، اس کا بیان ہے کہ امام زین العابدین علیہ السلام

---

[1] قصص الانبیاء راوندی: ۱۶۱؛ تفسیر الصافی: ۳/۱۴۱؛ کلیات حدیث قدسی: ۸۴؛ بحار الانوار: ۱۳/۳۵۱ و ۶۸/۳۶ و ۵۱؛ قصص الانبیاء جزائری: 305؛ تفسیر نور الثقلین: ۳/۲۰۱؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۰/۲۴۶

[2] مرآۃ العقول: ۸/۱۶۱

https://www.shiabookspdf.com

جب یہ آیت پڑھتے: ''اگر تم اللہ کی نعمات کو شمار کرنا چاہو تو تم ان کو شمار نہیں کر سکو گے۔(النحل:۱۸)۔'' تو یوں فرمایا کرتے تھے: پاک ومنزہ ہے وہ ذات جس نے اپنے بندوں میں سے کسی کے ذمہ نعمات کی معرفت کو واجب نہیں قرار دیا مگر صرف اتنا کہ وہ یہ معرفت حاصل کرلے کہ اس کی نعمات کی کماحقہ معرفت ممکن نہیں ہے اور ان کی معرفت حاصل کرنے سے قاصر ہے جیسا کہ اس نے اپنی معرفت فقط وفقط اس قدر قرار دی ہے کہ جاننے والے جان لیں کہ اس کی کماحقہ معرفت وادراک ممکن نہیں ہے اور اس نے عارف لوگوں کے اس اعتراف کو کہ اس کا کماحقہ شکر کرنا ناممکن ہے اس کو ان کا شکر قرار دیا ہے جیسا کہ جاننے والوں کے اس اعتراف کو کہ اس ذات کا ادراک ممکن نہیں ہے اس کو ایمان قرار دیا ہے۔ وہ خود ہر بندے کی وسعت کی مقدار کو جانتا ہے اور وہ کسی کو اس کی وسعت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ اس کی مخلوق میں سے کوئی بندہ اس کی عبادت کا حق ادا نہیں کر سکتا اور اس کی انتہاء کو نہیں پا سکتا اور کوئی نہیں جانتا کہ وہ کیا ہے اور کیسا ہے۔ اس کی شان اس سے بہت بلند و بالا ہے۔ [1]

بیان:

فجعله إيمانا إشارة إلى قوله سبحانه وَ الرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ رَبِّنا قال أمير المؤمنين ع إن الراسخين فى العلم هم الذين أغناهم الله عن اقتحام السدد المضروبة دون الغيوب فلزموا الإقرار بجملة ما جهلوا تفسيره من الغيب المحجوب فمدح الله اعترافهم بالعجز عن تناول ما لم يحيطوا به علما و سمى تركهم التعمق فيما لم يكلفهم البحث عن كنهه رسوخا

❂ ''فجعله ایمانا'' پس اس نے اسے ایمان قرار دیا، یہ اشارہ ہے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی طرف:

وَ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا

اور علم میں راسخ مقام رکھنے والے ہی جانتے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لے آئے ہیں، یہ سب کچھ ہمارے رب کی طرف سے ہے۔(سورہ آل عمران:۷)

امیر المؤمنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ''راسخون فی العلم'' سے مراد وہ لوگ ہیں جو علم میں پختہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے بغیر غیب کے کثیر بندوں کو توڑنے سے مالا مال کیا ہے۔

وہ غیب اور پردہ کے بارے میں جس چیز سے ناواقف تھے اس کے مکمل ہونے کو تسلیم کرنے کے پابند تھے، لہٰذا خدا نے ان کے اس قابلیت کے اعتراف کی تعریف کی کہ جس چیز کا انہیں علم نہیں تھا، اس کے بارے میں ان کی بے

[1] تفسیر الصافی:۵/۱۴۸؛ تفسیر البرہان:۳/۳۱۰و۴۱۰؛ تفسیر نور الثقلین:۲/۵۴۵؛ تفسیر کنز الدقائق:۷/۷۹

https://www.shiabookspdf.com

بسی کا اعتراف کیا اور اس بات کو ترک کرنے کو قرار دیا کہ جس چیز کی انہیں کوئی قیمت نہیں تھی۔ اس کے جوہر کو مضبوطی سے تلاش کریں۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مرسل ہے [1]

20/2102 الکافی، ۱/۲۸/۹۹/۲ الثلاثة عن ابن رئاب عن الهاشمي قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ: إِذَا أَصْبَحْتَ وَ أَمْسَيْتَ فَقُلْ عَشْرَ مَرَّاتٍ اَللَّهُمَّ مَا أَصْبَحَتْ بِي مِنْ نِعْمَةٍ أَوْ عَافِيَةٍ مِنْ دِينٍ أَوْ دُنْيَا فَمِنْكَ وَحْدَكَ لاَ شَرِيكَ لَكَ لَكَ اَلْحَمْدُ وَ لَكَ اَلشُّكْرُ بِهَا عَلَيَّ يَا رَبِّ حَتَّى تَرْضَى وَ بَعْدَ اَلرِّضَا فَإِنَّكَ إِذَا قُلْتَ ذَلِكَ كُنْتَ قَدْ أَدَّيْتَ شُكْرَ مَا أَنْعَمَ اَللَّهُ بِهِ عَلَيْكَ فِي ذَلِكَ اَلْيَوْمِ وَ فِي تِلْكَ اَللَّيْلَةِ.

(ترجمہ) ہاشمی سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب صبح اور شام کرو تو دس مرتبہ یوں کہو: اَللَّهُمَّ مَا أَصْبَحَتْ بِي مِنْ نِعْمَةٍ أَوْ عَافِيَةٍ مِنْ دِينٍ أَوْ دُنْيَا فَمِنْكَ وَحْدَكَ لاَ شَرِيكَ لَكَ لَكَ اَلْحَمْدُ وَ لَكَ اَلشُّكْرُ بِهَا عَلَيَّ يَا رَبِّ حَتَّى تَرْضَى وَ بَعْدَ اَلرِّضَا۔ پس اگر تو نے یہ دعا پڑھ لی تو جو اس شب و روز میں اللہ نے تجھ پر انعام کیا، اس کا تو نے شکر ادا کر دیا۔ [2]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند حسن کالصحیح ہے [3]

21/2103 الکافی، ۱/۲۹/۹۹/۲ الثلاثة عَنْ حَفْصِ بْنِ اَلْبَخْتَرِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: كَانَ نُوحٌ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ ذَلِكَ إِذَا أَصْبَحَ فَسُمِّيَ بِذَلِكَ عَبْداً شَكُوراً وَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ مَنْ صَدَقَ اَللَّهَ نَجَا.

(ترجمہ) حفص بن بختری سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: حضرت نوح علیہ السلام جب صبح کرتے تو اس طرح (یعنی سابقہ دعا) پڑھا کرتے تھے۔ پس اسی وجہ سے ان کا نام عبدالشکور پڑ گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

---

[1] مراۃ العقول: ۲۶/۲۰۵

[2] وسائل الشیعہ: ۷/۲۲۹؛ تفسیر البرہان: ۳/۵۰۱؛ بحارالانوار: ۶۸/۳۶؛ تفسیر نورالثقلین: ۳/۱۳۷؛ تفسیر کنزالدقائق: ۷/۳۵۶

[3] مراۃ العقول: ۸/۱۶۲

نے فرمایا: جو بھی اللہ کی تصدیق کرے گا وہ نجات پا جائے گا۔[1]

بیان:

لعله ع أشار بآخر الحديث إلى أن هذه الكلمات تصديق لله سبحانه فيما وصف الله به نفسه و شهد به من التوحيد

❂ شاید امام علیہ السلام نے حدیث کے آخر میں اشارہ کیا ہو کہ یہ الفاظ خدا کی توثیق ہیں، وہ پاک ہے، جس کے ساتھ خدا نے خود کو بیان کیا اور توحید کے لحاظ سے اس کی گواہی دی۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند حسن کالصحیح ہے[2]

22/2104 الکافی، ۲/ ۹۷/ ۲۰/ ۱ الثلاثة عن اَلْخَزَّازِ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: تَقُولُ ثَلاَثَ مَرَّاتٍ إِذَا نَظَرْتَ إِلَى اَلْمُبْتَلَى مِنْ غَيْرِ أَنْ تُسْمِعَهُ اَلْحَمْدُ لِلَّهِ اَلَّذِي عَافَانِي مِمَّا اِبْتَلاَكَ بِهِ وَلَوْ شَاءَ فَعَلَ قَالَ مَنْ قَالَ ذَلِكَ لَمْ يُصِبْهُ ذَلِكَ اَلْبَلاَءُ أَبَداً ۔

(ترجمہ) ابو بصیر سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: جب تم کسی کو بیماری میں مبتلا دیکھو تو اس کی سماعت تک آواز پہنچائے بغیر تین مرتبہ یہ پڑھو: اَلْحَمْدُ لِلَّهِ اَلَّذِي عَافَانِي مِمَّا اِبْتَلاَكَ بِهِ وَلَوْ شَاءَ فَعَلَ۔ پس جس نے ایسا کہا تو اللہ اس کو اسے یہ بلاء کبھی نہیں پہنچے گی۔[3]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند حسن کالصحیح ہے۔[4]

23/2105 الکافی، ۲/ ۹۷/ ۲۱/ ۱ حميد عن ابن سماعة عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ عَنْ أَبَانٍ عَنْ حَفْصٍ اَلْكُنَاسِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: مَا مِنْ عَبْدٍ يَرَى مُبْتَلًى فَيَقُولُ اَلْحَمْدُ لِلَّهِ اَلَّذِي عَدَلَ عَنِّي مَا اِبْتَلاَكَ بِهِ وَفَضَّلَنِي عَلَيْكَ بِالْعَافِيَةِ اَللَّهُمَّ عَافِنِي مِمَّا اِبْتَلَيْتَهُ بِهِ إِلاَّ لَمْ يُبْتَلَ بِذَلِكَ اَلْبَلاَءِ۔

(ترجمہ) حفص کناسی سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جو کوئی کسی کو مصیبت میں گرفتار دیکھے اور وہ یوں

---

[1] تفسیر البرہان: ۳/ ۵۰۱؛ بحارالانوار: ۶۸/ ۳۷؛ وسائل الشیعہ: ۷/ ۲۲۹؛ مسند الامام الصادق: ۵/ ۲۱۵

[2] مرآۃ العقول: ۸/ ۱۶۳

[3] بحارالانوار: ۸/ ۳۴۳؛ مکارم الاخلاق: ۳۵۱؛ مسند ابو بصیر: ۱/ ۵۲۴؛ مسند الامام الباقرؑ: ۳/ ۴۲۶

[4] مرآۃ العقول: ۸/ ۱۵۹

دعا کرے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي عَدَلَ عَنِّي مَا ابْتَلاَكَ بِهِ وَ فَضَّلَنِي عَلَيْكَ بِالْعَافِيَةِ اَللّٰهُمَّ عَافِنِي مِمَّا ابْتَلَيْتَهُ بِهِ۔ تو وہ کبھی اس بلاء میں مبتلا نہیں ہوگا۔ (1)

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مرسل ہے (2)

24/2106 الکافی ۲/۹۸/۲۲/۱ العدۃ عن البرقی عن عثمان عَنْ خَالِدِ بْنِ نَجِيحٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ قَالَ: إِذَا رَأَيْتَ الرَّجُلَ وَ قَدِ ابْتُلِيَ وَ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْكَ فَقُلِ اَللّٰهُمَّ إِنِّي لاَ أَسْخَرُ وَ لاَ أَفْخَرُ وَ لَكِنْ أَحْمَدُكَ عَلَى عَظِيمِ نَعْمَائِكَ عَلَيَّ.

(ترجمہ) خالد بن نجیح سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب تو کسی ایسے شخص کو دیکھے جو کسی مصیبت میں مبتلا ہو اور خدا نے تجھ پر انعام کیا ہو تو یوں دعا کر: اَللّٰهُمَّ إِنِّي لاَ أَسْخَرُ وَ لاَ أَفْخَرُ وَ لَكِنْ أَحْمَدُكَ عَلَى عَظِيمِ نَعْمَائِكَ عَلَيَّ۔ (3)

بیان:

یعنی لا أسخر من هذا المبتلی بابتلائه بذلك و لا أفخر علیه ببراءتی منه

یعنی میں اس مصیبت زدہ شخص اس مصیبت میں مبتلا ہو کر اس کا مذاق نہیں اڑاتا اور میں اس کے سامنے اپنی بے گناہی پر فخر نہیں کرتا۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے (4) لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ خالد بن نجیح ثقہ علی التحقیق ہے اس لیے کہ صفوان اس سے روایت کرتا ہے (5) (واللہ اعلم)

25/2107 الکافی ۲/۹۸/۲۳/۱ عَنْهُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ هَارُونَ بْنِ الْجَهْمِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: إِذَا رَأَيْتُمْ أَهْلَ الْبَلاَءِ فَاحْمَدُوا اللّٰهَ

---

(1) مسند الامام الصادق: ۵/ ۲۱۳؛ بحارالانوار: ۶۸/ ۳۳

(2) مرآۃ العقول: ۸/ ۱۵۹

(3) مجموعہ ورام: ۲/ ۱۸۷؛ بحارالانوار: ۶۸/ ۳۳؛ حلیۃ المتقین: ۵۰۲؛ مسند الامام الصادق: ۲۱/ ۳۳۴؛ مستدرک سفینۃ البحار: ۶/ ۷۶

(4) مرآۃ العقول: ۸/ ۱۶۰

(5) الکافی: ۵/ ۸۷ ح ۸؛ الوافی: ۱۷/ ۲۳ ح ۱۶۷۹۳؛ وسائل الشیعہ: ۱۷/ ۲۲

وَلاَ تُسْمِعُوهُمْ فَإِنَّ ذَلِكَ يَحْزُنُهُمْ ۔

(ترجمہ) امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب تم کسی کو اہل مصیبت کو دیکھو تو اللہ کی حمد کرو لیکن ان کو سنائی نہ دے کیونکہ اس سے اس کو غم ہوگا۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے [2]

26/2108 الکافی، ۲/۹۸/۲۴/۱ عَنْهُ عَنْ عُثْمَانَ عَنِ ابْنِ مُسْكَانَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ كَانَ فِي سَفَرٍ يَسِيرُ عَلَى نَاقَةٍ لَهُ إِذَا نَزَلَ فَسَجَدَ خَمْسَ سَجَدَاتٍ فَلَمَّا أَنْ رَكِبَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا رَأَيْنَاكَ صَنَعْتَ شَيْئاً لَمْ تَصْنَعْهُ فَقَالَ نَعَمْ اِسْتَقْبَلَنِي جَبْرَئِيلُ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَبَشَّرَنِي بِبِشَارَاتٍ مِنَ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ فَسَجَدْتُ لِلَّهِ شُكْراً لِكُلِّ بُشْرَى سَجْدَةً ۔

(ترجمہ) ابن مسکان سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ایک بار حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ناقہ پر سوار ہو کر کہیں سفر پر تشریف لے جا رہے تھے کہ اچانک ناقہ سے اترے اور پانچ سجدے کیے۔ جب سوار ہوئے تو لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم نے دیکھا ہے کہ آپؐ نے وہ کام کیا جو پہلے کبھی نہیں کیا؟

آپؐ نے فرمایا: یقیناً جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور خدائے جلیل کی طرف سے مجھے (پانچ) بشارتیں دیں تو میں نے (اتر کر) ہر بشارت کے لیے ایک سجدہ شکر ادا کیا۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند موثق ہے [4] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن کالصحیح ہے کیونکہ عثمان بن عیسیٰ بھی نے واقفی مذہب سے رجوع کر لیا تھا۔ (واللہ اعلم)

27/2109 الکافی، ۲/۹۸/۲۵/۱ عَنْهُ عَنْ عُثْمَانَ عَنْ يُونُسَ بْنِ عَمَّارٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِذَا ذَكَرَ أَحَدُكُمْ نِعْمَةَ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ فَلْيَضَعْ خَدَّهُ عَلَى اَلتُّرَابِ شُكْراً لِلَّهِ فَإِنْ كَانَ رَاكِباً فَلْيَنْزِلْ

[1] بحارالانوار: ۶۸/ ۳۳و۹۰/ ۲۱۸؛ مسند الامام الباقرؑ: ۳/ ۳۲۶

[2] مرآۃ العقول: ۸/ ۱۶۰

[3] مکارم الاخلاق: ۲۶۵؛ وسائل الشیعہ: ۷/ ۱۸؛ بحارالانوار: ۱۶/ ۲۶۳و۶۸/ ۳۵و۸۳/ ۲۰۷

[4] مرآۃ العقول: ۸/ ۱۶۰

فَلْيَضَعْ خَدَّهُ عَلَى اَلتُّرَابِ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ يَقْدِرُ عَلَى اَلنُّزُولِ لِلشُّهْرَةِ فَلْيَضَعْ خَدَّهُ عَلَى قَرَبُوسِهِ وَإِنْ لَمْ يَقْدِرْ فَلْيَضَعْ خَدَّهُ عَلَى كَفِّهِ ثُمَّ لْيَحْمَدِ اَللَّهَ عَلَى مَا أَنْعَمَ عَلَيْهِ.

(ترجمہ) یونس بن عمار سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص کسی نعمت کو یاد کرے تو خدا کا شکر ادا کرتے ہوئے اپنا رخسار خاک پر رکھے اور اگر سوار ہو تو اتر کر رخسار خاک پر رکھے اور اگر شہرت سے ڈر کر اتر نہ سکے تو اپنا رخسار زین کے کوہان نما اگلے حصہ پر رکھے اور اگر ایسا بھی نہ کر سکے تو اپنا رخسار اپنی ہتھیلی پر رکھے اور خدا کے انعام پر اس کا شکر بجالائے۔[1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے[2] لیکن میرے نزدیک سند حسن ہے کیونکہ یونس بن عمار کامل الزیارات کا راوی ہے۔ (واللہ)۔

28/2110 الکافی ۱/۲۶/۹۸/۲، الثلاثة عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَطِيَّةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ أَحْمَرَ قَالَ: كُنْتُ أَسِيرُ مَعَ أَبِي اَلْحَسَنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فِي بَعْضِ أَطْرَافِ اَلْمَدِينَةِ إِذْ ثَنَى رِجْلَهُ عَنْ دَابَّتِهِ فَخَرَّ سَاجِداً فَأَطَالَ وَأَطَالَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَ رَكِبَ دَابَّتَهُ فَقُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ قَدْ أَطَلْتَ اَلسُّجُودَ فَقَالَ إِنَّنِي ذَكَرْتُ نِعْمَةً أَنْعَمَ اَللَّهُ بِهَا عَلَيَّ فَأَحْبَبْتُ أَنْ أَشْكُرَ رَبِّي.

(ترجمہ) ہشام بن احمر سے روایت ہے کہ میں مدینہ کے اطراف میں حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے ہمراہ گھوم رہا تھا کہ اچانک آپؑ نے سواری سے جست لگائی اور نیچے اتر کر سجدہ میں گر گئے اور بہت طویل سجدہ کیا۔ پھر سر بلند کیا اور سواری پر سوار ہو گئے۔

میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہوں! آپؑ نے (کس وجہ سے اتنا) طویل سجدہ کیا؟

آپؑ نے فرمایا: مجھے ایک نعمت یاد آ گئی جو خدا نے مجھ پر کی تھی تو میں نے چاہا کہ اپنے پروردگار کا شکر ادا کروں۔[3]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند حسن کالصحیح ہے[4] یا پھر صحیح ہے[5]

---

[1] وسائل الشیعہ: ۷/ ۱۹؛ الفصول المہمہ: ۳/ ۳۲۱؛ بحار الانوار: ۶۸/ ۳۵؛ ہدایۃ الامہ: ۳/ ۲۱۳

[2] مرأۃ العقول: ۸/ ۱۶۰

[3] مشکاۃ الانوار: ۲۹؛ وسائل الشیعہ: ۷/ ۱۹؛ الفصول المہمہ: ۳/ ۳۲۱؛ بحار الانوار: ۴۸/ ۱۱۶ و ۶۸/ ۳۵ و ۸۳/ ۲۲۰؛ عوالم العلوم: ۲۱/ ۱۹۴؛ مستدرک الوسائل: ۵/ ۱۵۲

[4] مرأۃ العقول: ۸/ ۱۶۱

[5] تحفۃ الابرار الملتقط شتی: ۲/ ۳۲۸

https://www.shiabookspdf.com

29/2111 الکافی، ۲/۹۹/۳۰/۱ عَلِيٌّ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ٱلْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ ٱلْمِنْقَرِيِّ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمَّارٍ ٱلدُّهْنِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ ٱلْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا ٱلسَّلاَمُ يَقُولُ: إِنَّ ٱللَّهَ يُحِبُّ كُلَّ قَلْبٍ حَزِينٍ وَ يُحِبُّ كُلَّ عَبْدٍ شَكُورٍ يَقُولُ ٱللَّهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى لِعَبْدٍ مِنْ عَبِيدِهِ يَوْمَ ٱلْقِيَامَةِ أَ شَكَرْتَ فُلاَناً فَيَقُولُ بَلْ شَكَرْتُكَ يَا رَبِّ فَيَقُولُ لَمْ تَشْكُرْنِي إِذْ لَمْ تَشْكُرْهُ ثُمَّ قَالَ أَشْكَرُكُمْ لِلَّهِ أَشْكَرُكُمْ لِلنَّاسِ.

(ترجمہ) عمار دہنی سے روایت ہے کہ میں نے امام زین العابدین علیہ السلام سے سنا، آپؑ فرما رہے تھے: خدا ہر غمناک دل کو دوست رکھتا ہے اور ہر شکرگزار بندے سے پیار کرتا ہے۔ اللہ فرماتا ہے: خداوند عالم قیامت کے دن اپنے بندوں میں سے ایک بندہ سے فرمائے گا: آیا تو نے فلاں (اپنے محسن) کا شکریہ ادا کیا تھا؟

وہ عرض کرے گا: اے پروردگار! میں نے تو تیرا شکریہ ادا کیا تھا۔ اس پر خدا فرمائے گا: تو نے اس کا شکریہ ادا نہیں کیا تو پھر میرا شکریہ بھی ادا نہیں کیا۔

پھر فرمایا: تم میں سے اللہ کا سب سے زیادہ شکرگزار وہ ہے جو تم میں لوگوں کا سب سے زیادہ شکرگزار ہے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے [2] لیکن میرے نزدیک سند موثق ہے کیونکہ قاسم بن محمد اور سفیان بن عیینہ دونوں غیر امامی ثقہ ہیں۔ تفصیل کے لیے حدیث ۱۹۷۱ کی طرف رجوع کیجیے۔ (واللہ اعلم)

30/2112 الفقیہ، ۴:۴۰۶ رقم ۵۸۷۸ قَالَ ٱلصَّادِقُ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ: ٱلْعَافِيَةُ نِعْمَةٌ خَفِيَّةٌ إِذَا وُجِدَتْ نُسِيَتْ وَ إِذَا فُقِدَتْ ذُكِرَتْ.

(ترجمہ) امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: تندرستی ایک پوشیدہ نعمت ہے اگر موجود ہو تو بھول جاتی ہے اور اگر مفقود (گم) ہو جائے تو یاد کی جاتی ہے۔ [3]

بیان:

یعنی یفوت الناس شکرها

یعنی لوگ اس کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔

---

[1] وسائل الشیعہ: ۱۶/ ۳۱۰؛ بحار الانوار: ۶۸/ ۳۸؛ دار السلام نوری: ۳/ ۴۶۶

[2] مرآۃ العقول: ۸/ ۱۶۴

[3] الوافی: ۲۶/ ۵۵۷ ح ۲۵۶۹۵؛ بحار الانوار: ۷۸/ ۱۷۲؛ روضۃ الواعظین: ۲/ ۴۷۲؛ مکارم الاخلاق: ۳۲۷؛ امالی صدوق: ۲۲۹؛ تحف العقول: ۳۶۱

https://www.shiabookspdf.com

تحقیق اسناد:

شیخ صدوق نے یہاں سند ذکر نہیں کی ہے مگر امالی میں ذکر کی ہے جو قوی ہے [1] مگر میرے نزدیک وہ سند مجہول ہے۔(واللہ اعلم)

۴۴۔ باب التفرغ للعبادة

باب: عبادت کے لیے فراغت

1/2113 الكافی، ۱/۱/۸۳/۲ العدة عن أحمد عن السراد عَنْ عُمَرَ بْنِ يَزِيدَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: فِي اَلتَّوْرَاةِ مَكْتُوبٌ يَا اِبْنَ آدَمَ تَفَرَّغْ لِعِبَادَتِي أَمْلَأْ قَلْبَكَ غِنًى وَ لاَ أَكِلْكَ إِلَى طَلَبِكَ وَ عَلَيَّ أَنْ أَسُدَّ فَاقَتَكَ وَ أَمْلَأَ قَلْبَكَ خَوْفاً مِنِّي وَ إِنْ لاَ تَفَرَّغْ لِعِبَادَتِي أَمْلَأْ قَلْبَكَ شُغُلاً بِالدُّنْيَا ثُمَّ لاَ أَسُدَّ فَاقَتَكَ وَ أَكِلْكَ إِلَى طَلَبِكَ.

(ترجمہ) عمر بن یزید سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: توراۃ میں لکھا ہے کہ اے فرزند آدم علیہ السلام! تو اپنے آپ کو میری عبادت کے لیے فارغ کر تو میں تیرا دل بے نیازی سے بھر دوں گا اور تجھے تیری خواہش کے حوالے نہیں کروں گا اور مجھ پر لازم ہے کہ تیرے فقر و فاقہ کا سدباب کروں گا اور تیرے دل کو اپنے خوف سے بھر دوں گا اور اگر تو نے اپنے تئیں میری عبادت کے لیے فارغ نہ کیا تو پھر میں تیرے دل کو دنیاوی مشاغل سے بھر دوں گا۔ پھر میں تیرے فقر و فاقہ کا سدباب نہیں کروں گا اور تجھے تیری خواہش کے حوالے کر دوں گا۔ [2]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے [3]

2/2114 الكافی، ۱/۲/۸۳/۲ علی عن العبيدی عَنْ أَبِي جَمِيلَةَ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ: قَالَ اَللَّهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى يَا عِبَادِيَ اَلصِّدِّيقِينَ تَنَعَّمُوا بِعِبَادَتِي فِي اَلدُّنْيَا فَإِنَّكُمْ تَتَنَعَّمُونَ بِهَا فِي

---

[1] روضۃ المتقین: ۱۳/ ۱۶۶

[2] قصص الانبیاء راوندی: ۱۶۶؛ وسائل الشیعہ: ۱/ ۸۲؛ کلیات حدیث قدسی: ۹۸؛ بحارالانوار: ۱۳/ ۳۵۷ و ۶۷/ ۲۵۲ و ۶۸/ ۱۸۲؛ مسند الامام الصادق: ۲۱/ ۴۱۹؛ عین الحیاۃ: ۱/ ۲۴۳

[3] مرآۃ العقول: ۸/ ۸۳

ٱلْآخِرَةِ۔

(ترجمہ) ابو جمیلہ سے روایت ہے امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: خداوند عالم فرماتا ہے کہ اے میرے سچے بندو! تم دنیا میں میری عبادت سے لطف اندوز ہو کیونکہ آخرت میں اس کا لطف اٹھاؤ گے۔ (1)

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے (2) لیکن میرے نزدیک حدیث سند حسن ہے کیونکہ ابو جمیلہ یعنی مفضل بن صالح تفسیر قمی اور کامل الزیارات دونوں کا راوی ہے (واللہ اعلم)

3/2115 الکافی، ۱/۳/۸۳/۲ علی عن العبیدی عَنْ يُونُسَ عَنْ عَمْرِو بْنِ جُمَيْعٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ ٱللَّهِ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ رَسُولُ ٱللَّهِ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ : أَفْضَلُ ٱلنَّاسِ مَنْ عَشِقَ ٱلْعِبَادَةَ فَعَانَقَهَا وَ أَحَبَّهَا بِقَلْبِهِ وَ بَاشَرَهَا بِجَسَدِهِ وَ تَفَرَّغَ لَهَا فَهُوَ لاَ يُبَالِي عَلَى مَا أَصْبَحَ مِنَ ٱلدُّنْيَا عَلَى عُسْرٍ أَمْ عَلَى يُسْرٍ۔

(ترجمہ) امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سب لوگوں سے افضل وہ آدمی ہے جو عبادت سے عشق کرے، اس سے معانقہ کرے، اس سے اپنے دل سے محبت کرے، اسے اپنے جسم کے ساتھ اس سے مباشرت کرے اور اس کے لیے اپنے آپ کو فارغ کرے تو پھر وہ اس بات کی پرواہ نہ کرے کہ اس نے دنیاوی طور پر تنگدستی کی حالت میں صبح کی ہے یا آسائش کی حالت میں۔ (3)

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے (4) لیکن میرے نزدیک سند موثق ہے کیونکہ عمرو بن جمیع سے ابن ابی عمیر روایت کرتا ہے (5) البتہ یہ بتری ہے (واللہ اعلم)

4/2116 الکافی، ۱/۱/۸۵/۲ محمد عن ابن عیسی عن السراد عن مومن الطاق عَنْ سَلاَّمِ بْنِ ٱلْمُسْتَنِيرِ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ رَسُولُ ٱللَّهِ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: كَفَى بِٱلْمَوْتِ مَوْعِظَةً وَ

---

(1) بحار الانوار: ۸/ ۱۵۵ و ۶۷/ ۲۵۳؛ وسائل الشیعہ: ۱/ ۸۳؛ کلیات حدیث قدسی: ۶۶۰؛ عوالم العلوم: ۲۰/ ۷۸۷

(2) مراۃ العقول: ۸/ ۸۳

(3) الجعفریات: ۲۳۲؛ مشکاۃ الانوار: ۱۱۲؛ وسائل الشیعہ: ۱/ ۸۳؛ بحار الانوار: ۶۷/ ۲۵۳؛ مستدرک الوسائل: ۱/ ۱۲۰

(4) مراۃ العقول: ۸/ ۸۴

(5) علل الشرائع: ۱/ ۷ باب ۷؛ تفسیر الصافی: ۳/ ۱۹۹؛ بحار الانوار: ۱۸/ ۲۵۶ و ۲۶/ ۳۳۸ و ۵۷/ ۳۰۳

كَفَى بِالْيَقِينِ غِنًى وَ كَفَى بِالْعِبَادَةِ شُغُلاً۔

(ترجمہ) امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نصیحت کے لیے موت، تونگری کے لیے یقین اور مشغلے کے لیے عبادت کافی ہے۔ [1]

بیان:

قد مضى لهذا الحديث صدر في باب الأخذ بالسنة من أبواب العقل و العلم و كان مضمونه أنه لا ينبغي أن تتجاوز عبادة أحد سنة رسول الله ص و إن نشط للزيادة عليها

⊙ بیشک اس حدیث کا مضمون پہلے "ابواب العقل والعلم" کے "باب الاخذ بالسنة" میں گزر چکا ہے اور اس کا مضمون یہ تھا کہ کسی شخص کے لیئے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتوں میں سے کسی ایک سنت پر عبادت کے لحاظ سے تجاوز نہ کرے، خواہ وہ اس کا عمل اس پر اضافہ کرنے کا سبب ہو۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے [2] لیکن میرے نزدیک سند صحیح ہے کیونکہ سلام بن المستنیر ثقہ ثابت ہے اور تفسیر قمی کا راوی ہے۔ [3] (واللہ اعلم)

۴۵۔ باب المداومة على العبادة

باب: عبادت پر دوام

1/2117 الكافي،۱/۲/۸۲/۲ الأربعة عَنْ زُرَارَةَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ: أَحَبُّ ٱلْأَعْمَالِ إِلَى ٱللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ مَا دَاوَمَ عَلَيْهِ ٱلْعَبْدُ وَإِنْ قَلَّ۔

(ترجمہ) زرارہ سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: خدا کے نزدیک محبوب ترین وہ عمل ہے جس میں بندہ تسلسل رکھے اگرچہ قلیل ہی کیوں نہ ہو۔ [4]

---

[1] وسائل الشیعہ: ۱/ ۸۳؛ بحارالانوار: ۶۸/ ۲۰۹؛ الوافی: (مترجم): ۱/ ۳۱۰ ح ۲۴۳

[2] مراۃ العقول: ۸/ ۱۰۷

[3] المفید من معجم رجال الحدیث: ۲۵۷

[4] وسائل الشیعہ: ۱/ ۹۳؛ بحارالانوار: ۶۸/ ۲۱۹؛ مستدرک الوسائل: ۱/ ۱۳۱ ح ۱۸۰؛ مسند الامام الباقرؑ: ۲/ ۲۳۰

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے [1] یا پھر حسن کالصحیح ہے [2] اور میرے نزدیک سند صحیح ہے (واللہ اعلم)

2/2118 الكافى،١/٣/٨٢/٢ القمى عن عيسى بن أيوب عن على بن مهزيار عن فضالة عن ابنِ عَمَّارٍ عَنْ نَجَبَةَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: مَا مِنْ شَيْءٍ أَحَبَّ إِلَى اَللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ عَمَلٍ يُدَاوَمُ عَلَيْهِ وَإِنْ قَلَّ.

(ترجمہ) نجبہ سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: تمام اشیاء سے بڑھ کر اللہ کو وہ عمل پسند ہے جس پر مداومت کی جائے اگرچہ قلیل ہی ہو۔ [3]

بیان:

نجبة بالنون و الجيم المفتوحتين و الباء الموحدة

○ ''نجبة'' نون اور جیم دونوں مفتوح ہیں اور باء موحدہ ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے [4]

3/2119 الكافى،٢/٢/٨٢/٢ عَنْهُ عَنْ فَضَالَةَ بْنِ أَيُّوبَ عَنِ ابْنِ عَمَّارٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ كَانَ عَلِيُّ بْنُ اَلْحُسَيْنِ صَلَوَاتُ اَللَّهِ عَلَيْهِ يَقُولُ: إِنِّي لَأُحِبُّ أَنْ أُدَاوِمَ عَلَى اَلْعَمَلِ وَإِنْ قَلَّ.

(ترجمہ) ابن عمار سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: امام زین العابدین علیہ السلام فرمایا کرتے تھے: میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ کسی عمل پر مداومت کروں اگرچہ قلیل ہی ہو۔ [5]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے [6]

---

[1] المحجۃ البیضاء کاشانی: ۲/ ۳۸۷

[2] مرآۃ العقول: ۸/ ۸۱

[3] بحارالانوار: ۶۸/ ۲۱۹؛ وسائل الشیعہ: ۱/ ۹۳؛ مسند الامام الباقرؑ: ۲/ ۲۳۰

[4] مرآۃ العقول: ۸/ ۱۸

[5] وسائل الشیعہ: ۱/ ۹۳؛ بحارالانوار: ۶۸/ ۲۲۰؛ عوالم العلوم: ۱۸/ ۱۲۵

[6] مرآۃ العقول: ۸/ ۸۲

https://www.shiabookspdf.com

4/2120 الكافی، ۱/۵/۸۳/۲ عنه عن فضالة عن العلاء عن محمد عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ كَانَ عَلِيُّ بْنُ اَلْحُسَيْنِ صَلَوَاتُ اَللَّهِ عَلَيْهِ يَقُولُ: إِنِّي لَأُحِبُّ أَنْ أَقْدَمَ عَلَى رَبِّي وَ عَمَلِي مُسْتَوٍ۔

(ترجمہ) امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ امام زین العابدین فرمایا کرتے تھے: میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ اس حال میں اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حاضر ہوں کہ میرا عمل برابر ہو۔ ①

بیان:

يعنی لا يزيد ولا ينقص على حسب الأزمنة بإفراط و تفريط

اس کا مطلب یہ ہے کہ اس میں اوقات کے مطابق اضافہ یا کمی نہیں ہوتی، زیادتی یا غفلت سے۔

تحقیق اسناد:

ایضاً۔ ②

5/2121 الكافی، ۱/۶/۸۳/۲ الأربعة عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: مَا أَقْبَحَ اَلْفَقْرَ بَعْدَ اَلْغِنَى وَ أَقْبَحَ اَلْخَطِيئَةَ بَعْدَ اَلْمَسْكَنَةِ وَ أَقْبَحُ مِنْ ذَلِكَ اَلْعَابِدُ لِلَّهِ ثُمَّ يَدَعُ عِبَادَتَهُ۔

(ترجمہ) امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ فقر و فاقہ کس قدر قبیح ہے جو تونگری کے بعد آئے، وہ خطا کس قدر قبیح ہے جو مسکنت (عاجزی) کے بعد ہو اور ان سب باتوں سے زیادہ قبیح بات یہ ہے کہ کوئی کچھ عرصہ تک خدا کی عبادت کرنے کے بعد اس کی عبادت ترک کردے۔ ③

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف علی المشہور ہے ④ لیکن میرے نزدیک سند موثق ہے اور نوفلی اور سکونی دونوں ثقہ ثابت ہیں (واللہ اعلم)

6/2122 الكافی، ۱/۶/۸۳/۲ العدة عن أحمد عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بَشِيرٍ عَنْ عَبْدِ اَلْكَرِيمِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ خَالِدٍ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : إِيَّاكَ أَنْ

---

① بحار الانوار: ۳۶/۶۲ / ۱۰۲ و ۶۸ / ۲۲۰؛ وسائل الشیعہ: ۱ / ۹۳؛ عوالم العلوم: ۱۸ / ۱۲۵

② ایضاً

③ مجموعہ ورام: ۲ / ۱۸۷؛ وسائل الشیعہ: ۱ / ۹۵؛ بحار الانوار: ۶۷ / ۲۵۶

④ مرآۃ العقول: ۸ / ۸۷

تَفۡرِضَ عَلَى نَفۡسِكَ فَرِيضَةً فَتُفَارِقَهَا اِثۡنَىٰ عَشَرَ هِلاَلاً [شهرا]۔

(ترجمہ) سلیمان بن خالد سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب کسی عمل کی بجا آوری اپنے اوپر لازم کرلو تو بارہ ماہ پورے ہونے سے پہلے اسے ترک کرنے سے اجتناب کرو۔ (۱)

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند موثق ہے (۲)

7/2123 الکافی،۲/۸۲/۱/۱ الخمسة قَالَ قَالَ أَبُو عَبۡدِ اَللَّهِ عَلَيۡهِ اَلسَّلاَمُ : إِذَا كَانَ اَلرَّجُلُ عَلَى عَمَلٍ فَلۡيَدُمۡ عَلَيۡهِ سَنَةً ثُمَّ يَتَحَوَّلُ عَنۡهُ إِنۡ شَاءَ إِلَى غَيۡرِهِ وَ ذَلِكَ أَنَّ لَيۡلَةَ اَلۡقَدۡرِ يَكُونُ فِيهَا فِي عَامِهِ ذَلِكَ مَا شَاءَ اَللَّهُ أَنۡ يَكُونَ۔

(ترجمہ) امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی آدمی کوئی عمل کرے تو اسے کم از کم ایک سال اس پر مداومت کرنی چاہیے پھر چاہے تو اس کے علاوہ کوئی عمل بجالائے اور یہ اس لیے ہے کہ لیلۃ القدر اسی سال میں آتی ہے جس میں وہ کچھ ہوتا ہے جو خدا چاہتا ہے کہ ہو۔ (۳)

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند حسن کالصحیح ہے (۴) لیکن میرے نزدیک سند صحیح ہے (واللہ اعلم)

۴۶۔ باب الاقتصاد فی العبادة

باب: عبادت میں میانہ روی

1/2124 الکافی،۲/۸۶/۱/۱ محمد عن ابن عیسی عَنۡ مُحَمَّدِ بۡنِ سِنَانٍ عَنۡ أَبِي اَلۡجَارُودِ عَنۡ أَبِي جَعۡفَرٍ عَلَيۡهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيۡهِ وَ آلِهِ : إِنَّ هَذَا اَلدِّينَ مَتِينٌ فَأَوۡغِلُوا فِيهِ بِرِفۡقٍ وَ لاَ تُكَرِّهُوا عِبَادَةَ اَللَّهِ إِلَى عِبَادِ اَللَّهِ فَتَكُونُوا كَالرَّاكِبِ اَلۡمُنۡبَتِّ اَلَّذِي لاَ سَفَراً قَطَعَ وَ لاَ ظَهۡراً

(۱) مشکاۃ الانوار:۱۱۲؛ وسائل الشیعہ:۱/۹۳؛ بحارالانوار:۶۸/۲۲۰؛ عوالم العلوم:۲۰/۷۴۷

(۲) مرآۃ العقول:۸/۸۲

(۳) وسائل الشیعہ:۱/۹۳؛ تفسیر نورالثقلین:۵/۶۱۹؛ تفسیر کنزالدقائق:۱۴/۳۵۹؛ بحارالانوار:۶۸/۲۱۸؛ ھدایۃ الامہ:۱/۴۴

(۴) مرآۃ العقول:۸/۸۰

https://www.shiabookspdf.com

أَبْقَى۔

ترجمہ امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ دین مضبوط ہے پس تم اس میں نرمی سے داخل ہو جاو اور عبادت خدا کو بندگان خدا کے لیے ناپسندیدہ قرار نہ دو ورنہ اس سوار کی مانند ہو جاو گے جس نے اپنی سواری تباہ کر لی کہ جس کا نہ سفر طے ہوا اور نہ سواری رہے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے [2] لیکن میرے نزدیک سند موثق ہے کیونکہ محمد بن سنان تو بلاشبہ ثقہ ثابت ہے اور ابو الجارود بھی ثقہ ہے مگر زیدی المذھب ہے [3] (واللہ اعلم)

2/2125 الکافی،۲/۸۶/۱/۱ مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ عَنْ مُقَرِّنٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُوقَةَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : مِثْلَهُ۔

محمد بن سوقہ نے امام محمد باقر علیہ السلام سے اسی کے مثل روایت کی ہے۔ [4]

بیان:

الإيغال السير الشديد و الإمعان في السير و الوغول الدخول في الشيء يعني سيروا في الدين برفق و أبلغوا الغاية القصوى منه بالرفق لا على التهافت و الخرق و لا تحملوا على أنفسكم و لا تكلفوها ما لا تطيق فتعجز و تترك الدين و العمل و المنبت بفتح الموحدة بعد النون و تشديد المثناة من فوق يقال للرجل إذا انقطع به في سفره و عطبت راحلته قد أنبت من البت بمعنى القطع فهو مطاوع بت و الظهر المركب يريد أنه بقي في طريقه عاجزا عن مقصده لم يقض وطره و قد أعطب مركبة

''الایغال'' شدید سیر کرنا، الامعان ''مشقت، اس کا مطلب یہ ہے کہ دین پر نرمی کے ساتھ چلنا اور حسن سلوک کے ساتھ اپنے آخری مقصد تک پہنچنا، جلد بازی اور خلاف ورزی نہ کرو، اپنے اوپر بوجھ نہ ڈالو اور اپنے اوپر بوجھ نہ ڈالو جس کی وہ برداشت نہیں کر سکتے، اس لیے وہ معذور ہو جاتے ہیں اور دین، کام اور توحید کی فتح

[1] وسائل الشیعہ: ۱/۱۰۹؛ بحار الانوار: ۶۸/۲۱۱؛ مستدرک سفینۃ البحار: ۷/۵۶

[2] مرآۃ العقول: ۸/۱۰۸

[3] المفید من معجم رجال الحدیث: ۵۳۵

[4] گزشتہ حدیث کے حوالہ جات دیکھیے۔

https://www.shiabookspdf.com

سے چشمے کو چھوڑ و راہبہ کے بعد اور اوپر سے دوہرے کا زور آدمی سے کہا جاتا ہے کہ اگر وہ سفر میں منقطع ہو جائے اور اس کا پہاڑ خراب ہو جائے تو وہ بٹ سے اگ آیا یعنی کاٹتا ہے پھر اسے ٹکڑوں سے موڑ دیا جاتا ہے اور پیچھے نصب ہونے کا مطلب ہے کہ وہ اپنے راستے پر رہا، اپنی منزل کے لیے نااہل، اس نے اپنا راستہ پورا نہیں کیا اور اس نے ایک سواری کو نقصان پہنچایا۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے[1] لیکن میرے نزدیک سید مقرن کی وجہ سے مجہول ہے اور محمد بن سنان ثقہ ہے (واللہ اعلم)

3/2126 الکافی،۲/۸۶/۶/۱ حُمَيْدٌ عَنِ اَلْخَشَّابِ عَنِ اِبْنِ بَقَّاحٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ جُمَيْعٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ : يَا عَلِيُّ إِنَّ هَذَا اَلدِّينَ مَتِينٌ فَأَوْغِلْ فِيهِ بِرِفْقٍ وَ لاَ تُبَغِّضْ إِلَى نَفْسِكَ عِبَادَةَ رَبِّكَ فَإِنَّ اَلْمُنْبَتَّ يَعْنِي اَلْمُفْرِطَ لاَ ظَهْراً أَبْقَى وَ لاَ أَرْضاً قَطَعَ فَاعْمَلْ عَمَلَ مَنْ يَرْجُو أَنْ يَمُوتَ هَرِماً وَ اِحْذَرْ حَذَرَ مَنْ يَتَخَوَّفُ أَنْ يَمُوتَ غَداً ۔

(ترجمہ) امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یا علی علیہ السلام! یہ دین محکم ہے پس اس میں نرمی کے ساتھ داخل ہو اور اپنے رب کی عبادت سے نفرت نہ کرو۔ یقینا جو سوار بہت تیز روی کی کوشش کرتا ہے وہ نہ سواری کی پشت سلامت چھوڑتا ہے اور نہ ہی زمین کا کوئی فاصلہ طے کرتا ہے۔ پس اس شخص کی طرح آہستگی و شائستگی کے ساتھ عمل خیر بجا لاو جو امید کرتا ہے کہ بڑھاپے میں مرے گا اور (حرام کاری سے) ڈرو اس شخص کی طرح جسے اندیشہ ہے کہ کل مر جائے گا۔[2]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے[3] لیکن میرے نزدیک سند معاذ بن ثابت کی وجہ سے مجہول ہے اور عمرو بن جمیع بتری مگر ثقہ ہے تفصیل کے لیے حدیث ۲۱۱۵ کی طرف رجوع کیجیے۔ (واللہ اعلم)

4/2127 الکافی،۲/۸۶/۲/۲ الخمسة عَنْ حَفْصِ بْنِ اَلْبَخْتَرِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: لاَ

---

[1] مراۃ العقول: ایضاً

[2] بحار الانوار: ۶۸/ ۲۱۳؛ وسائل الشیعہ: ۱/ ۱۱۰؛ مسند الامام الصادق: ۵/ ۲۰۹

[3] مراۃ العقول: ۸/ ۱۱۱

https://www.shiabookspdf.com

تُكَرِّهُوا إِلَى أَنْفُسِكُمُ الْعِبَادَةَ.

(ترجمہ) حفص بن بختری سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: تم عبادت کو اپنے نفسوں کے لیے مکروہ نہ بناؤ۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے [2] یا پھر حسن کالصحیح ہے [3]

5/2128 الكافى ۲/۸۶/۳/۱ محمد عن ابن عيسى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ عَنْ حَنَانِ بْنِ سَدِيرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ يَقُولُ: إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَ جَلَّ إِذَا أَحَبَّ عَبْداً فَعَمِلَ عَمَلاً قَلِيلاً جَزَاهُ بِالْقَلِيلِ الْكَثِيرَ وَ لَمْ يَتَعَاظَمْهُ أَنْ يَجْزِيَ بِالْقَلِيلِ الْكَثِيرَ لَهُ.

(ترجمہ) حنان بن سدیر سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ فرما رہے تھے: جب خدا کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو وہ بندہ عمل قلیل کرتا ہے مگر وہ قلیل کی جزاء کثیر دیتا ہے اور اس کے لیے یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے کہ قلیل عمل پر اسے کثیر جزاء دے۔ [4]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند موثق ہے [5]

6/2129 الكافى ۲/۸۶/۴/۱ العدة عن أحمد عَنِ ابْنِ فَضَّالٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ الْجَهْمِ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ قَالَ: مَرَّ بِي أَبِي وَ أَنَا بِالطَّوَافِ وَ أَنَا حَدَثٌ وَ قَدِ اجْتَهَدْتُ فِي الْعِبَادَةِ فَرَآنِي وَ أَنَا أَتَصَابُّ عَرَقاً فَقَالَ لِي يَا جَعْفَرُ يَا بُنَيَّ إِنَّ اللّٰهَ إِذَا أَحَبَّ عَبْداً أَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ وَ رَضِيَ عَنْهُ بِالْيَسِيرِ.

(ترجمہ) ابو بصیر سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: میرے والد بزرگوار علیہ السلام میرے قریب سے اس وقت گزرے جب میں طواف کر رہا تھا۔ میں جوان تھا اور اجتہاد (عبادت میں کوشش) کر رہا تھا۔ پس آپؑ نے

---

[1] وسائل الشیعہ: ۱/۱۰۸؛ بحار الانوار: ۶۸/۲۱۳؛ ھدایۃ الامہ: ۱/۳۶؛ مجمع البحرین: ۲/۱۸۹

[2] کتاب الطہارۃ خمینی: ۲/۱۰۵؛ تفسیر القرآن الکریم المستخرج من آثار الامام الخمینی، ایازی: ۳/۲۷۸

[3] مرآۃ العقول: ۸/۱۰۶

[4] مسند الامام الصادقؑ: ۵/۲۰۸؛ وسائل الشیعہ: ۱/۱۰۹؛ بحار الانوار: ۶۸/۲۱۳

[5] مرآۃ العقول: ۸/۱۱۰

مجھے دیکھا کہ میں پسینے سے شرابور ہوں تو آپؑ نے مجھے فرمایا: اے جعفر، اے میرے بیٹے! اللہ جب اپنے بندے سے محبت کرتا ہے تو اس کو جنت میں داخل کرے گا اور اس سے کم عمل پر بھی راضی ہو جاتا ہے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے [2] لیکن میرے نزدیک سند موثق کالصحیح ہے اور سند میں کوئی راوی مجہول نہیں ہے بلکہ سب معروف ہیں لہٰذا ممکن ہے کہ مراۃ العقول میں کتابت کی غلطی ہوئی ہو یا ممکن ہے علامہ سے سہو ہو گیا ہو (واللہ اعلم)۔

7/2130 الکافی، ۱/۵/۸۶/۲ الثلاثة عَنْ حَفْصِ بْنِ اَلْبَخْتَرِيِّ وَ غَيْرِهِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: اِجْتَهَدْتُ فِي اَلْعِبَادَةِ وَ أَنَا شَابٌّ فَقَالَ لِي أَبِي عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَا بُنَيَّ دُونَ مَا أَرَاكَ تَصْنَعُ فَإِنَّ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ إِذَا أَحَبَّ عَبْداً رَضِيَ عَنْهُ بِالْيَسِيرِ ۔

ترجمہ: حفص بن بختری وغیرہ سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: میں اجتہاد (عبادت خدا میں پوری کوشش) کرتا تھا جبکہ میں جوان تھا تو میرے والد گرامی علیہ السلام نے مجھے فرمایا: اے میرے بیٹے! جو میں دیکھ رہا ہوں اس سے کم کیا کرو۔ یقیناً جب اللہ بندے سے محبت کرتا ہے تو کم پر بھی راضی ہو جاتا ہے۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے [4] یا پھر سند صحیح یا حسن ہے [5] یا پھر حسن کالصحیح ہے [6] (واللہ اعلم)

۴۷۔ باب نية العبادة

باب: عبادت کی نیت

1/2131 الکافی، ۱/۱/۸۳/۲ علی عن أبيه عن السراد عن مالك بن عطية عن الثمالی عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَلْحُسَيْنِ

[1] مجموعہ ورام: ۲/ ۱۸۷؛ بحارالانوار: ۴۷/ ۵۵و۶۸/ ۲۱۳؛ عوالم العلوم: ۲۰/ ۱۲۰؛ وسائل الشیعہ: ۱/ ۱۰۸

[2] مراۃ العقول: ۸/ ۱۱۰

[3] وسائل الشیعہ: ۱/ ۱۰۸؛ عوالم العلوم: ۲۰/ ۱۲۰؛ بحارالانوار: ۴۷/ ۵۵و۶۸/ ۲۱۳؛ مجموعہ ورام: ۲/ ۱۸۷

[4] موسوعہ احکام الاطفال انصاری: ۳/ ۴۷۰

[5] لوامع الانوار الغرشیہ ملاباشی: ۲/ ۴۳۵

[6] مراۃ العقول: ۸/ ۱۱۰

https://www.shiabookspdf.com

عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ قَالَ: لاَ عَمَلَ إِلاَّ بِنِيَّةٍ.

ثمالی سے روایت ہے کہ امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا: نیت کے بغیر کوئی عمل نہیں ہے۔ ①

بیان:

يعني لا عمل يحسب من عبادة الله تعالى و يعد من طاعته بحيث يصح أن يترتب عليه الأجر في الآخرة إلا ما يراد به التقرب إلى الله تعالى و الدار الآخرة أعني يقصد به وجه الله سبحانه أو التوصل إلى ثوابه أو الخلاص من عقابه و بالجملة امتثال أمر الله تعالى في ما ندب عباده إليه و وعدهم الأجر عليه و إنما يأجرهم على حسب أقدارهم و منازلهم و نياتهم فمن عرف الله بجماله و جلاله و لطف فعاله فأحبه و اشتاق إليه و أخلص عبادته له لكونه أهلا للعبادة و لمحبته له أحبه الله و أخلصه و اجتباه و قربه إلى نفسه و أدناه قربا معنويا و دنوا روحانيا كما قال في حق بعض من هذه صفته وَ إِنَّ لَهُ عِنْدَنا لَزُلْفى وَ حُسْنَ مَآبٍ قال أمير المؤمنين و سيد الموحدين ص ما عبدتك خوفا من نارك و لا طمعا في جنتك لكن وجدتك أهلا للعبادة فعبدتك و من لم يعرف من الله سوى كونه إلها صانعا للعالم قادرا قاهرا عالما و إن له جنة ينعم بها المطيعين و نارا يعذب بها العاصين فعبده ليفوز بجنته أو يكون له النجاة من ناره أدخله الله بعبادته و طاعته الجنة و أنجاه من النار لا محالة كما أخبر عنه في غير موضع من كتابه فإنما لكل امرئ ما نوى كما في الحديث الآتي فلا تصغ إلى قول من ذهب إلى بطلان العبادة إذا قصد بفعلها تحصيل الثواب أو الخلاص من العقاب زعما منه أن هذا القصد مناف للإخلاص الذي هو إرادة وجه الله سبحانه وحده و إن من قصد ذلك فإنما قصد جلب النفع إلى نفسه و دفع الضرر عنها لا وجه الله سبحانه فإن هذا قول من لا معرفة له بحقائق التكاليف و مراتب الناس فيها فإن أكثر الناس يتعذر منهم العبادة ابتغاء وجه الله بهذا المعنى لأنهم لا يعرفون من الله إلا المرجو و المخوف فغايتهم أن يتذكروا النار و يحذروا أنفسهم عقابها و يتذكروا الجنة و يرغبوا أنفسهم ثوابها و خصوصا من كان الغالب على قلبه الميل إلى الدنيا فإنه قلما ينبعث له داعية إلى فعل الخيرات لينال بها ثواب الآخرة فضلا عن عبادته على نية إجلال الله

① عوالی اللئالی: ۲/۱۹۰؛ وسائل الشیعہ: ۱/۴۶ و ۶/۵؛ الفصول المہمہ: ۱/۶۵۷؛ بحارالانوار: ۶۷/۱۸۵ و ۸۱/۲۷۱؛ اعلام الدین: ۸۵؛ ھدایۃ الامہ: ۱/۳۹

https://www.shiabookspdf.com

عز و جل لاستحقاقه الطاعة و العبودية فإنه قل من يفهمها فضلا عمن يتعاطاها و الناس في نياتهم في العبادات على أقسام أدناهم من يكون عمله إجابة لباعث الخوف فإنه يتقي النار و منهم من يعمل إجابة لباعث الرجاء فإنه يرغب في الجنة و كل من القصدين و إن كان نازلا بالإضافة إلى قصد طاعة الله و تعظيمه لذاته و لجلاله لا لأمر سواه إلا أنه من جملة النيات الصحيحة لأنه ميل إلى الموعود في الآخرة و إن كان من جنس المألوف في الدنيا و أما قول القائل إنه ينافي الإخلاص فجوابه أنك ما تريد بالإخلاص إن أردت به أن يكون خالصا للآخرة لا يكون مشوبا بشوائب الدنيا و الحظوظ العاجلة للنفس كمدح الناس و الخلاص من النفقة بعتق العبد و نحو ذلك فظاهر أن إرادة الجنة أو الخلاص من النار لا ينافي الإخلاص بهذا المعنى و سيأتي في الباب الآتي أن العمل الخالص الذي لا تريد أن يمدحك عليه أحد إلا الله و إن أردت بالإخلاص أن لا يراد بالعمل سوى جمال الله و جلاله من غير شوب من حظوظ النفس و إن كان حظا أخرويا فاشتراطه في صحة العبادة متوقف على دليل شرعي و أنى لك به بل الدلائل على خلافه أكثر من أن تذكر و من الأخبار الآتية في هذا الباب و غيره ما هو صريح فيه مع أنه تكليف بما لا يطاق بالنسبة إلى أكثر الخلائق لأنهم لا يعرفون الله بجماله و جلاله و لا تتأتى منهم العبادة إلا من خوف النار و للطمع في الجنة و أيضا فإن الله سبحانه قد قال ادْعُوهُ خَوْفاً وَ طَمَعاً ـ وَ يَدْعُونَنا رَغَباً وَ رَهَباً فرغب و رهب و وعد و أوعد فلو كان مثل هذه النيات مفسدا للعبادات لكان الترغيب و الترهيب و الوعد و الوعيد عبثا بل مخلا بالمقصود و أيضا فإن أولياء الله قد يعملون بعض الأعمال للجنة و صرف النار لأن حبيبهم يحب ذلك أو لتعليم الناس إخلاص العمل للآخرة إذا كانوا أئمة يقتدى بهم هذا أمير المؤمنين ع سيد الأولياء قد كتب كتابا لبعض ما وقفه من أمواله فصدر كتابه بعد التسمية بهذا هذا ما أوصى به و قضى به في ماله عبد الله علي ابتغاء وجه الله ليولجني به الجنة و يصرفني به عن النار ـ و يصرف النار عني يوم تبيض وجوه و تسود وجوه فإذا لم تكن العبادة بهذه النية صحيحة لم يصح له أن يفعل ذلك و يلقن به غيره و يظهره في كلامه إن قيل إن جنة الأولياء لقاء الله و قربه و نارهم فراقه و بعده فيجوز أن يكون أمير المؤمنين ع أراد ذلك قلنا إرادة ذلك ترجع إلى طلب القرب المعنوي و الدنو الروحاني و مثل هذه النية مختص بأولياء الله كما اعترفت به فغيرهم لماذا يعبدون و ليس في الآخرة إلا الله و الجنة و النار فمن لم يكن من أهل الله و أوليائه لا يمكن له

أن يطلب إلا الجنة أو يهرب إلا من النار المعهودتين إذ لا يعرف غير ذلك و كل يعمل على شاكلته و لما يحبه و يهواه غير هذا لا يكون أبدا و لعل هذا القائل لم يعرف معنى النية و حقيقتها و إن النية ليست مجرد قولك عند الصلاة أو الصوم أو التدريس أصلي أو أصوم أو أدرس قربة إلى الله تعالى ملاحظا معاني هذه الألفاظ بخاطرك و متصورا لها بقلبك هيهات إنما هذا تحريك لسان وحديث نفس و إنما النية المعتبرة انبعاث النفس و ميلها و توجهها إلى ما فيه غرضها و مطلبها إما عاجلا و إما آجلا و هذا الانبعاث و الميل إذا لم يكن حاصلا لها لا يمكنها اختراعه و اكتسابه بمجرد النطق بتلك الألفاظ و تصور تلك المعاني و ما ذلك إلا كقول الشبعان أشتهي الطعام و أميل إليه قاصدا حصول الميل و الاشتهاء و كقول الفارغ اعشق فلانا و أحبه و انقاد إليه و أطيعه بل لا طريق إلى اكتساب صرف القلب إلى الشيء و ميله إليه و إقباله عليه إلا بتحصيل الأسباب الموجبة لذلك الميل و الانبعاث و اجتناب الأمور المنافية لذلك المضادة له فإن النفس إنما تنبعث إلى الفعل و تقصده و تميل إليه تحصيلا للغرض الملائم لها بحسب ما يغلب عليها من الصفات فإذا غلب على قلب المدرس مثلا حب الشهرة و إظهار الفضيلة و إقبال الطلبة عليه و انقيادهم إليه فلا يتمكن من التدريس بنية التقرب إلى الله سبحانه بنشر العلم و إرشاد الجاهلين بل لا يكون تدريسه إلا لتحصيل تلك المقاصد الواهية و الأغراض الفاسدة و إن قال بلسانه أدرس قربة إلى الله و تصور ذلك بقلبه و أثبته في ضميره و ما دام لم يقلع تلك الصفات الذميمة من قلبه لا عبرة بنيته أصلا و كذا إذا كان قلبك عند نية الصلاة منهمكا في أمور الدنيا و التهالك عليها و الانبعاث في طلبها فلا يتيسر لك توجيهه بكليته إلى الصلاة و تحصيل الميل الصادق إليها و الإقبال الحقيقي عليها بل يكون دخولك فيها دخول متكلف لها متبرم بها و يكون قولك أصلي قربة إلى الله كقول الشبعان أشتهي الطعام و قول الفارغ اعشق فلانا مثلا و الحاصل أنه لا يحصل لك النية الكاملة المعتد بها في العبادات من دون ذلك الميل و الإقبال و قمع ما يضاده من الصوارف و الأشغال و هو لا يتيسر إلا إذا

۞ یعنی کوئی بھی عمل اللہ تعالیٰ کی عبادت میں شمار نہیں ہوتا اور اس کی اطاعت میں اس طرح شمار ہوتا ہے کہ آخرت میں ثواب حاصل کرنا جائز ہے سوائے اس کے کہ اس سے قرب حاصل کرنا مقصود ہو۔ اللہ تعالیٰ اور آخرت کا گھر،

پاک ہے وہ اس میں جو اس نے اپنے بندوں کو سونپے اور اس کے بدلے ان سے اجر کا وعدہ کیا، لیکن وہ ان کو ان کی تقدیر، ان کے گھروں اور ان کی نیتوں کے مطابق بدلہ دیتا ہے، پس جو شخص خدا کو اس کے حسن سے پہچانے اس کے عمل کی عظمت، اور نرمی، پھر اس سے محبت کرتا ہے اور اس کے لئے تڑپتا ہے اور اس کی عبادت کرتا ہے کیونکہ وہ عبادت کے لائق ہے، اور اس سے اس کی محبت خدا کو پیاری ہے، اور وہ اس کے ساتھ وفادار ہے، اور وہ اسے منتخب کرتا ہے۔ اسے اپنے قریب اور اس سے نیچے لانا ایک اخلاقی قربت اور روحانی قربت ہے جیسا کہ اس نے ان خصوصیات میں سے بعض کے بارے میں ارشاد فرمایا:

وَاِنَّ لَهٗ عِنۡدَنَا لَزُلۡفٰى وَحُسۡنَ مَاٰبٍ

"اور یقیناً ہمارے نزدیک ان کے لیے تقرب اور بہتر بازگشت ہے۔ (سورہ ص: ۲۵)۔"

امیر المومنین وسیّد الموحدین علیہ السّلام نے فرمایا:

ما عبدتك خوفاً من نارك ولا طمعاً في جنتك لكن وجدتك أهلا للعبادة فعبدتك

میں نے تیری عبادت تیری جہنم کے خوف سے نہیں کی اور نہ ہی تیری جنت کی لالچ میں کی بلکہ میں نے تجھے عبادت کے لائق پایا تو میں نے تیری عبادت کی۔ جو شخص خدا کو اس کے علاوہ نہیں جانتا کہ وہ ایک خدا ہے جو دنیا کو پیدا کرنے والا ہے، طاقتور ہے، قادر مطلق ہے، سب کچھ جاننے والا ہے اور اس کے پاس جنت ہے جس سے وہ فرمانبرداروں کو فائدہ پہنچاتا ہے اور آگ ہے جس سے وہ نافرمانوں کو سزا دیتا ہے پھر اس کی جنت حاصل کرنے یا اس سے نجات پانے کے لیے اس کی عبادت کرو۔ خدا نے اس کی عبادت اور اطاعت کے ساتھ اسے جنت میں داخل کیا اور اسے جہنم سے لامحالہ بچالیا جیسا کہ اس نے اپنی کتاب میں ایک سے زیادہ مقامات پر اس کے بارے میں بتایا ہے، ہر شخص کے لیے وہی ہے جس کا اس نے ارادہ کیا، جیسا کہ درج ذیل حدیث میں ہے۔ جو اس کا ارادہ کرتا ہے اور اس کا مقصد صرف اپنے لیے فائدہ پہنچانا اور نقصان سے بچنا ہے، نہ کہ خدا کی خوشنودی کے لیے، وہ پاک ہے، اور ڈرنے والوں کا مقصد آگ کو یاد کرنا اور اس سے ڈرنا ہے۔ عذاب، اور جنت کو یاد کرتے ہیں اور اپنے لیے اس کا ثواب چاہتے ہیں، خاص طور پر وہ لوگ جن کا دل دنیا کی طرف زیادہ مائل ہوتا ہے کیونکہ شاذ و نادر ہی ایسا ہوتا ہے کہ آخرت کا اجر پانے کے لیے اسے نیک اعمال کرنے کی دعوت دی جاتی ہو اللہ تعالیٰ کی تسبیح کی نیت سے اس کی عبادت کرو، اس کی خوبی کی وجہ سے، اطاعت اور بندگی، کیونکہ اس کو سمجھنے والے بہت کم ہیں، اس میں مشغول رہنے والوں کو چھوڑ دو اور جو لوگ عبادت کے ارادے رکھتے ہیں، ان کو طبقوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ خدا کے لئے اور اس کی اپنی ذات اور اس کی عظمت کی تسبیح اور اس کے علاوہ کوئی حکم

https://www.shiabookspdf.com

نہیں ہے سوائے اس کے کہ یہ صحیح نیتوں میں سے ہے کیونکہ اس میں وعدہ کیا گیا ہے خواہ اس دنیا میں عام جنس کا ہی کیوں نہ ہو۔ جہاں تک اس کا قول ہے کہ یہ اخلاص کے خلاف ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ جو کچھ تم اخلاص سے چاہتے ہو، اگر تم چاہتے ہو کہ وہ آخرت کے لیے پاکیزہ ہو، دنیا کی نجاستوں سے داغدار نہ ہو جیسے لوگوں کی تعریف کرنا اور غلام وغیرہ کو آزاد کرنے سے نفقہ سے نجات ہے۔

اس کا معنی اگلے باب میں آئے گا کہ وہ پاکیزہ عمل جس کے لیے تم نہیں چاہتے کہ خدا کے سوا کوئی تمہاری تعریف کرے، اور اگر تم سچے دل سے چاہتا ہوں کہ عمل کا مطلب خدا کی خوبصورتی اور عظمت کے سوا کوئی اور چیز نہ ہو جس میں کوئی عیب نہ ہو۔

روح کی خوش قسمتی اگر آخرت کی خوش قسمتی بھی ہو تب بھی عبادت کے صحیح ہونے کے لیے اس کی شرط شرعی شہادت پر منحصر ہے، اور آپ کے پاس یہ کیسے ہو سکتا ہے، لیکن اس کے برعکس دلائل بہت زیادہ ہیں، اور اس جیسے اور دیگر میں درج ذیل بیانات میں سے وہ ہیں جو اس کے بارے میں واضح ہیں حالانکہ یہ ایک ایسی ذمہ داری ہے جو زیادہ تر مخلوقات کے لیے نا قابل برداشت ہے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ اس کے جمال وجلال کے ساتھ اس کی معرفت نہیں رکھتے اور وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اس کی جہنم کے خوف اور اس کی جنت کے لالچ میں کرتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا

اور اللہ کو خوف اور امید کے ساتھ پکارو۔ (سورہ الاعراف:٥٦)

وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا

اور وہ شوق وخوف (دونوں حالتوں) میں ہمیں پکارتے تھے۔ (سورہ الانبیاء:٩٠)

اگر اس طرح کے ارادے عبادت کو خراب کرنے کے لیے ہوتے تو ترغیب وتاکید، وعدہ اور دھمکی بیکار ہوتی بلکہ نیت کی خلاف ورزی ہوتی۔

نیز خدا کے اولیاء جنت کے لیے کچھ کام کر سکتے ہیں اور آگ کو بھڑکا سکتے ہیں کیونکہ ان کے پیارے اس کو پسند کرتے ہیں یا لوگوں کو آخرت کے لیے اخلاص کا درس دیتے ہیں اگر وہ ائمہ کی پیروی کریں۔ یہ وہی ہے جو اس نے اپنے مال کو خدا کی رضا کے لیے وصیت کی تھی تا کہ وہ مجھے اس کے ذریعے جنت میں لے جائے اور مجھے جہنم سے دور کرے اور جس دن چہرے سفید ہوں گے اس دن مجھ سے آگ کو دور کر دے۔ اور چہرے سیاہ ہو جائیں گے۔

https://www.shiabookspdf.com

اگر اس نیت سے عبادت صحیح نہیں ہے تو اس کا ایسا کرنا اور دوسروں کو اس کی تلقین کرنا اور اپنے الفاظ میں دکھانا درست نہیں۔

اگر یہ کہا جائے کہ اولیاء کی جنت خدا سے ملاقات اور اس کا قرب ہے اور ان کی آگ اس سے اور اس کے بعد جدائی ہے تو عین ممکن ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام یہی چاہتے ہوں۔ سوائے خدا کے اور جنت اور جہنم کے کچھ نہیں، پس جو شخص خدا کے بندوں اور اس کے دوستوں میں سے نہیں ہے، اس کے لیے جنت کے سوا کچھ مانگنا یا جہنم کے سوا بھاگنا ممکن نہیں، اگر اسے معلوم نہ ہو، اور ہر شخص اپنی مشابہت کے مطابق کام کرتا ہے اور اس کے علاوہ جس چیز سے محبت کرتا ہے اور اس کی خواہش کرتا ہے وہ کبھی نہیں ہو گا اور شاید اس قول کو نیت کے معنی اور حقیقت کا علم نہیں تھا اور یہ کہ نیت محض نہیں ہوتی۔

نماز، روزہ، یا تعلیم دیتے وقت آپ جو کچھ کہتے ہیں وہ دعا، روزہ، یا اللہ تعالی کے قرب کے عمل کے طور پر مطالعہ کرنا ہے، اپنے ذہن میں ان الفاظ کے معانی کو یاد کرنا اور اپنے دل میں تصور کرنا۔

اس سے بعید یہ ہے کہ یہ زبان کی حرکت اور روح کی گفتگو ہے، بلکہ خیال کیا جاتا ہے کہ ارادہ روح کا اخراج اور اس کا میلان اور اس کی ہدایت ہے جس میں اس کا مقصد اور اس کا مطالبہ ہے، جلد یا بدیر، اور یہ اخراج اور میلان اگر اس سے حاصل نہ ہو تو وہ محض ان الفاظ کے کہنے اور تصور کرنے سے اسے ایجاد اور حاصل نہیں کر سکتا۔ وہ معنی اور وہ صرف اس قول کی طرح ہے جیسے سیر شدہ میں کھانے کو ترستا ہوں اور اس کی طرف مائل ہوں جھکاؤ اور تڑپ، اور خالی کے قول کی طرح میں فلاں کو پسند کرتا ہوں اور اس سے محبت کرتا ہوں اور اس کی اطاعت کرتا ہوں اور اس کی اطاعت کرتا ہوں۔ روح صرف عمل کے لیے خارج ہوتی ہے، اس کا ارادہ کرتی ہے، اور اس کے لیے مناسب مقصد حاصل کرنے کے لیے اس کی طرف جھکتی ہے، اس کے مطابق جو اس پر صفات کی غالب ہے۔

مثال کے طور پر اگر استاد کا دل شہرت کی محبت، نیکی کا مظاہرہ کرنے اور طلبہ کے اس کی طرف طلب اور اس کے سامنے سر تسلیم خم کرنے سے مغلوب ہو جائے تو وہ خدا کا قرب حاصل کرنے کی نیت سے تعلیم نہیں دے سکتا۔ وہ علم پھیلا کر اور جاہلوں کی رہنمائی کر کے خدا کی طرف دیکھتا ہے اور اسے اپنے دل میں تصور کرتا ہے اور اپنے ضمیر سے ثابت کرتا ہے اور جب تک وہ ان مکروہ خصلتوں کو اپنے دل سے نہیں اکھاڑ دیتا، اس کی نیت میں کوئی سبق نہیں ہوتا۔ اسی طرح اگر آپ کا دل نماز کی نیت کے وقت دنیا کے کاموں میں مگن ہو اور اس کی طلب میں پھر اٹھ رہا ہو تو آپ کے لیے اسے مکمل طور پر نماز کی طرف لے جانا آسان نہیں ہے۔ اس کی طرف مخلصانہ جھکاؤ بلکہ اس

https://www.shiabookspdf.com

میں آپ کا داخلہ اس کے لیے ایک مسلط داخلہ ہوگا، اس سے غیر مطمئن۔

نتیجہ یہ ہے کہ تم وہ پوری نیت حاصل نہیں کر پاؤ گے جو عبادت میں اس میلان اور ٹرن آؤٹ اور خلفشار اور کاموں کے لحاظ سے اس کی مخالفت کرنے والے کو دبانے کے بغیر حاصل ہوگی اور یہ اس وقت تک ممکن نہیں جب تک تم ایسا نہ کرو۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند حسن کالصحیح ہے[1]

2/2132 التھذیب،۴/۱۸۶/۱/۱ عَنِ اَلنَّبِيِّ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ أَنَّهُ قَالَ: إِنَّمَا اَلْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ.

(ترجمہ) نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ماسوائے اس کے نہیں کہ اعمال نیتوں پر (منحصر) ہوتے ہیں۔[2]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مرسل ہے[3] مگر اس کا مضمون مشہور ہے (واللہ اعلم)

3/2133 التھذیب،۴/۱۸۶/۲/۱ و فی خبر آخر: إِنَّمَا اَلْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَ إِنَّمَا لاِمْرِءٍ مَا نَوَى.

(ترجمہ) دوسری خبر میں ہے کہ اعمال نیتوں پر (منحصر) ہوتے ہیں اور ہر شخص کے لیے وہی ہوتا ہے جس کی وہ نیت کرتا ہے۔[4]

بیان:

تمام الحدیث

فمن كانت هجرته إلى الله و رسوله فهجرته إلى الله و رسوله و من كانت هجرته إلى دنيا يصيبها أو امرأة يتزوجها فهجرته إلى ما هاجر إليه و إنما قال ص ذلك حين قال له بعض الصحابة إن بعض المهاجرين إلى الجهاد ليست نيته من تلك الهجرة إلا أخذ الغنائم من الأموال و السبايا أو نيل الصيت عند الاستيلاء فبين ص أن كل أحد ينال في عمله ما يبغيه و يصل إلى ما

[1] مرآۃ العقول: ۸/۸۸

[2] تقریب المعارف: ۱۸۵؛ شہاب الاخبار: ۷؛ فقہ القرآن: ۱/۲۶؛ عدۃ الداعی: ۲۷؛ عوالی اللئالی: ۲/۱۱؛ وسائل الشیعہ: ۱/۴۸ و ۴۹/۵ و ۱۰/۱۳؛ بحارالانوار: ۶۷/۲۱۲ و ۸۱/۲۸۱؛ مستدرک الوسائل: ۱/۹۰

[3] ملاذ الاخیار: ۶/۳۹۵

[4] الفصول المختارۃ: ۱/۱۹۱؛ عوالی اللئالی: ۱/۳۸۰؛ وسائل الشیعہ: ۱۰/۱۳؛ بحارالانوار: ۸۱/۲۷۱؛ ہدایۃ الامۃ: ۱/۳۹؛ المسائل الصاغانیہ: ۱۱۸؛ نہج الحق: ۴۱۱؛ مجمع البحرین: ۱/۴۰۴

ینویه کائنا ما کان دنیویا أو أخرویا و هذا الخبر مما یعده أصحاب الحدیث من المتواترات و هو أول ما یعلمونه أولادهم و یقولون إنه نصف العلم و هو نص فیما حققناه فی شرح الحدیث الأول

تکمل حدیث، پس جس نے خدا اور اس کے رسول ﷺ کی طرف ہجرت کی تو اس کی ہجرت خدا اور اس کے رسول ﷺ کی طرف ہے اور جس نے دنیاوی فائدے کے لئے یا کسی عورت سے شادی کرنے کے لئے ہجرت کی تو اس کی ہجرت اسی کے لئے ہے جس کے لئے اس نے ہجرت کی۔

بیشک آپ ﷺ نے یہ اس وقت فرمایا کہ جب بعض صحابہ نے آپ کو بتایا کہ جہاد کے لیے ہجرت کرنے والوں میں سے کچھ کا اس ہجرت کا کوئی ارادہ نہیں تھا سوائے اس کے کہ مال اور اسیر سے مال غنیمت لینا ہو یا اس پر قبضہ کرتے وقت شہرت حاصل کی جائے۔

ہر شخص اپنے کام میں وہی حاصل کرتا ہے جس کی وہ خواہش کرتا ہے اور جس چیز کا ارادہ کرتا ہے حاصل کرتا ہے خواہ وہ دنیا کی ہو یا آخرت کی، یہ خبر متواتر علمائے حدیث میں شمار ہوتی ہے اور یہ سب سے پہلے وہ اپنے بچوں کو سکھاتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ نصف علم ہے اور یہ اس کا متن ہے جو ہم نے پہلی حدیث کی تفسیر میں تحقیق کی ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مرسل ہے [1] لیکن حدیث مشہور ہے [2] (واللہ اعلم)

4/2134 الکافی، ۱/۵/۸۴/۲ علی عن أبیه عن السراد عَنْ جَمِیلٍ عَنْ هَارُونَ بْنِ خَارِجَةَ عَنْ أَبِی عَبْدِ اَللَّهِ عَلَیْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ اَلْعُبَّادَ ثَلاَثَةٌ قَوْمٌ عَبَدُوا اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ خَوْفاً فَتِلْكَ عِبَادَةُ اَلْعَبِیدِ وَ قَوْمٌ عَبَدُوا اَللَّهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى طَلَبَ اَلثَّوَابِ فَتِلْكَ عِبَادَةُ اَلْأُجَرَاءِ وَ قَوْمٌ عَبَدُوا اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ حُبّاً لَهُ فَتِلْكَ عِبَادَةُ اَلْأَحْرَارِ وَ هِیَ أَفْضَلُ اَلْعِبَادَةِ۔

ترجمہ: ہارون بن خارجہ سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: عبادت کرنے والوں کی تین قسمیں ہیں: ایک گروہ وہ ہے جو اللہ کی عبادت خوف سے کرتے ہیں تو یہ غلاموں والی عبادت ہے، ایک گروہ وہ ہے جو ثواب کی طلب میں اللہ کی عبادت کرتے ہیں تو یہ تاجروں والی عبادت ہے اور ایک گروہ وہ ہے جو اللہ کی محبت میں اس

[1] ملاذ الاخیار: ایضاً

[2] مجمع البحرین: ۱/ ۴۰۴

https://www.shiabookspdf.com

کی عبادت کرتے ہیں تو یہ آزاد لوگوں والی عبادت ہے اور یہی سب سے افضل عبادت ہے۔ [1]

بیان:

هذا الحديث نص في صحة عبادة الطالب للثواب و الهارب من العقاب فإن قوله ع و هي أفضل العبادة يعطي أن العبادة على الوجهين الأولين لا تخلو من فضل أيضا فضلا عن أن تكون صحيحة

یہ حدیث اس بات پر نص ہے کہ ثواب حاصل کرنے اور عقاب کے خوف سے عبادت کرنا صحیح ہے کیونکہ امام علیہ السلام کا فرمان ہے اور یہ افضل عبادت ہے جو عطا کی گئی ہے اور بیشک عبادت پہلی دو وجوہات کی بنیاد پر فضیلت سے خالی نہیں ہے اس اعتبار سے کہ وہ صحیح بھی ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے [2] یا پھر حسن کالصحیح ہے [3] یا پھر حسن ہے [4] اور میرے نزدیک سند حسن کالصحیح ہے (واللہ اعلم)

5/2135 الکافی، ۱/۲/۸۴/۲ الأربعة عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: نِيَّةُ اَلْمُؤْمِنِ خَيْرٌ مِنْ عَمَلِهِ وَ نِيَّةُ اَلْكَافِرِ شَرٌّ مِنْ عَمَلِهِ وَ كُلُّ عَامِلٍ يَعْمَلُ عَلَى نِيَّتِهِ.

ترجمہ: امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے اور کافر کی نیت اس کے عمل سے بدتر ہے اور ہر عامل اپنی نیت پر ہی عمل کرتا ہے۔ [5]

بیان:

قد ذكر في معنى هذا الحديث وجوه أكثرها مدخول لا فائدة في إيراده فلنقتصر منها على ما هو أقرب إلى الصواب و هو أربعة أحدها ما ذكره الغزالي في إحيائه و هو أن كل طاعة ينتظم بنية و عمل و كل منهما من جملة الخيرات إلا أن النية من الطاعتين خير من العمل لأن أثر النية في المقصود أكثر من أثر العمل لأن صلاح القلب هو المقصود من التكليف و الأعضاء آلات موصلة

---

[1] تفسیر کنز الدقائق: ۷/۷۵ ۳و۱۰۳/ ۲۹۳؛ تفسیر نور الثقلین: ۱/ ۳۰ و۳/ ۱۳۶ و۴/ ۲۲۸؛ بحار الانوار: ۶۷/ ۲۳۶؛ وسائل الشیعہ: ۱/ ۶۲

[2] صراط الحق محسنی: ۲/ ۹۷

[3] مراۃ العقول: ۸/ ۸۶

[4] منھاج الفقاھۃ: ۶/ ۲۲۳؛ دلیل تحریر الوسیلہ (الصوم): ۱۲؛ فقہ الصادق: ۲۲/ ۱۶؛ ذخیرۃ المعاد: ۱/ ۲۳۰

[5] الفصول المہمہ: ۱/ ۶۵۸؛ وسائل الشیعہ: ۱/ ۵۰؛ بحار الانوار: ۶۷/ ۱۸۹

https://www.shiabookspdf.com

إلى المقصود و الغرض من حركات الجوارح أن يعتاد القلب إرادة الخير و يؤكد فيه الميل إليه ليتفرغ عن شهوات الدنيا و يقبل على الذكر و الفكر فبالضرورة يكون خيرا بالإضافة إلى الغرض قال الله تعالى لَنْ يَنالَ اللهَ لُحُومُها وَ لا دِماؤُها وَ لٰكِنْ يَنالُهُ التَّقْوىٰ مِنْكُمْ و التقوى صفة القلب و فى الحديث إن فى الجسد لمضغة إذا صلحت۔ صلح لها سائر الجسد و الثانى ما نقل عن ابن دريد و هو أن المؤمن ينوى خيرات كثيرة لا يساعده الزمان على عملها فكان الثواب المترتب على نياته أكثر من الثواب المترتب على أعماله و هذا بعينه معنى الحديث الآتى و الثالث ما خطر ببالى و هو أن المؤمن ينوى أن يوقع عباداته على أحسن الوجوه لأن إيمانه يقتضى ذلك ثم إذا كان يشتغل بها لا يتيسر له ذلك و لا يتأتى كما يريد فلا يأتى بها كما ينبغى فالذى ينوى دائما خير من الذى يعمل فى كل عبادة و الرابع أن يكون المراد بالحديث مجموع المعنيين الأخيرين لاشتراكهما فى أمر واحد و هو نية الخير الذى لا يتأتى له كما يريد و يؤيده الأخبار الآتية و مما يدل عليه صريحا ما اطلعت عليه بعد شرحى لهذا الحديث فى كتاب علل الشرائع، للصدوق رحمه الله و هو ما رواه بإسناده عن أبى جعفر ع أنه كان يقول نية المؤمن خير من عمله و ذلك لأنه ينوى من الخير ما لا يدركه۔ و نية الكافر شر من عمله و ذلك لأن الكافر ينوى الشر و يأمل من الشر ما لا يدركه و بإسناده عن أبى عبد الله ع إنه قال له زيد الشحام إنى سمعتك تقول نية المؤمن خير من عمله فكيف تكون النية خيرا من العمل۔ قال لأن العمل إنما كان رياء المخلوقين و النية خالصة لرب العالمين فيعطى عز و جل على النية ما لا يعطى على العمل قال أبو عبد الله ع إن العبد لينوى من نهاره أن يصلى بالليل فتغلبه عينه فينام فيثبت الله له صلاته۔ و يكتب نفسه تسبيحا و يجعل نومه صدقة

❂ اس حدیث کے معنی میں وہ پہلو بیان کیے گئے ہیں جن میں سے اکثر قابل قبول ہیں اور ان کے ذکر سے کوئی فائدہ نہیں۔

آیئے ہم اپنے آپ کو اس بات تک محدود رکھیں کہ جو صحیح ہے اس کے قریب ترین ہے اور وہ چار ہیں۔

(1) ان میں سے ایک وہ ہے جس کا ذکر الغزالی نے اپنے احیاء میں کیا ہے وہ یہ ہے کہ ہر اطاعت نیت اور عمل سے منظم ہے اور ان میں سے ہر ایک مجموعہ ہے۔ البتہ اطاعت کی نیت عمل سے افضل ہے کیونکہ نیت پر نیت کا اثر عمل کے اثر سے زیادہ ہوتا ہے کیونکہ دل کی نیکی وہ ہے جو فرض سے نیت کی جائے، اور اعضاء وہ آلات ہیں جو اور وہ

https://www.shiabookspdf.com

یاد اور خیال کو قبول کرتا ہے، لہذا یہ مقصد کے ساتھ ساتھ ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ

نہ اس کا گوشت اللہ کو پہنچتا ہے اور نہ اس کا خون بلکہ اس تک تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے۔ (سورہ: ۳۷)

تقویٰ دل کی ایک صفت ہے اور ایک حدیث میں وارد ہوا ہے:

إن في الجسد لمضغة إذا صلحت صلح لها سائر الجسد

جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے کہ اگر وہ موزوں ہے تو باقی تمام جسم اس کے لیے موزوں ہے۔

(2) دوسری بات وہ ہے جو ابن درید سے مروی ہے وہ یہ ہے کہ مومن بہت سے نیک کاموں کا ارادہ کرتا ہے کہ وقت اسے کرنے میں مدد نہیں دیتا اس لیے اس کی نیت کا ثواب اس کے اعمال کے ثواب سے زیادہ ہے۔

یہ بعینہ ہی وہی ہے جو آنے والی حدیث کا مفہوم ہے۔

(3) تیسری بات جو میرے ذہن میں آئی وہ یہ ہے کہ مومن اپنی عبادات کو بہترین طریقے سے انجام دینے کا ارادہ رکھتا ہے کیونکہ اس کا ایمان اس کا تقاضا کرتا ہے پھر اگر وہ اس میں مشغول ہو تو اس کے لیے ایسا کرنا ممکن نہیں اور وہ جس طرح چاہتا ہے نہیں آتا اس لیے جیسا کرنا چاہیے نہیں کرنا چاہیے، ہمیشہ نیت کرنے والا ہر عبادت میں عمل کرنے والے سے بہتر ہے۔

(4) چوتھا مطلب یہ ہے کہ حدیث سے مراد دو آخری معانی کا مجموعہ ہے کیونکہ ان میں ایک چیز مشترک ہے وہ نیکی کی نیت ہے جو اس کے ارادے کے مطابق نہیں آتی اور اس کی تائید درج ذیل احادیث سے ہوتی ہے اور رواضح طور پر اس حدیث کی وضاحت کے بعد میں نے جو دیکھا ہے۔

کتاب علل الشرائع شیخ صدوق نے اپنی اسناد کے ذریعہ امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت نقل کی ہے امام علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

نية المؤمن خير من عمله و ذلك لأنه ينوي من الخير ما لا يدركه و نية الكافر شر من عمله و ذلك لأن الكافر ينوي الشر و يأمل من الشر ما لا يدركه

مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے کیونکہ وہ نیکی کی نیت کرتا ہے جس کا اسے احساس نہیں ہوتا اور کافر کی نیت اس کے عمل سے بدتر ہے کیونکہ کافر برائی کا ارادہ کرتا ہے اور برائی کی امید رکھتا ہے جس کا اسے احساس نہیں ہوتا۔

https://www.shiabookspdf.com

انہوں نے اپنی اسناد کے ذریعہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت نقل کی ہے کہ امام علیہ السلام کی خدمتِ اقدس میں زید شحام نے عرض کیا: بیشک میں نے آپؑ سے سنا کہ آپؑ نے فرمایا کہ مؤمن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہوتی ہے، پس یہ کیسے ممکن ہے کہ نیت عمل سے بہتر ہے؟

امام علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

لأن العمل إنما كان رياء المخلوقين و النية خالصة لرب العالمين فيعطي عز و جل على النية ما لا يعطي على العمل

کیونکہ عمل صرف مخلوق کے لیے دکھاوا ہے اور نیت خالصتاً رب العالمین کے لیے ہے پس اس لیے اللہ تعالیٰ جو نیت کی بنیاد پر دیتا ہے وہ عمل کی وجہ سے نہیں دیتا۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

إن العبد لينوي من نهاره أن يصلي بالليل فتغلبه عينه فينام فيثبت الله له صلاته و يكتب نفسه تسبيحا و يجعل نومه صدقة

بندہ دن میں رات کو نماز پڑھنے کا ارادہ کرتا ہے لیکن اس کی آنکھیں اس پر غالب آجاتی ہیں اور وہ سو جاتا ہے تو خدا اس کے لیے اس کی نماز کی تصدیق کرتا ہے اور وہ اس کے سانس کو تسبیح لکھتا ہے اور اس کی نیند کو صدقہ بناتا ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف علی المشہور ہے [1] لیکن میرے نزدیک سند موثق ہے کیونکہ نوفلی اور سکونی دونوں ثقہ ثابت ہیں (واللہ اعلم)

6/2136 الكافي، ۱/۳/۸۵/۲ العدة عن أحمد عن السراد عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ اَلْعَبْدَ اَلْمُؤْمِنَ اَلْفَقِيرَ لَيَقُولُ يَا رَبِّ اُرْزُقْنِي حَتَّى أَفْعَلَ كَذَا وَ كَذَا مِنَ اَلْبِرِّ وَ وُجُوهِ اَلْخَيْرِ فَإِذَا عَلِمَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ ذَلِكَ مِنْهُ بِصِدْقِ نِيَّةٍ كَتَبَ اَللَّهُ لَهُ مِنَ اَلْأَجْرِ مِثْلَ مَا يَكْتُبُ لَهُ لَوْ عَمِلَهُ إِنَّ اَللَّهَ وَاسِعٌ كَرِيمٌ.

(ترجمہ) ابوبصیر سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ایک نادار بندہ مومن کہتا ہے: یا اللہ! مجھے رزق عطا

[1] مرآۃ العقول: ۸/ ۹۲

https://www.shiabookspdf.com

کرتا کہ میں فلاں فلاں نیکی اور بھلائی کے کام کروں۔ پس جب اللہ کو اس کی نیت کی صداقت معلوم ہو جائے تو وہ اس کے لیے وہی اجر لکھ دیتا ہے جو اس نیکی کا کام کرنے کے بعد لکھنا تھا کیونکہ خدا بڑی وسعت والا کریم ہے۔ ①

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے ②

7/2137 الکافی، ۲/۸۵/۴/۱ العدۃ عن البرقی عن ابْنِ أَسْبَاطٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ اَلْحُسَيْنِ عَنْ عَمْرٍو عَنْ حَسَنِ بْنِ أَبَانٍ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَنْ حَدِّ اَلْعِبَادَةِ اَلَّتِي إِذَا فَعَلَهَا فَاعِلُهَا كَانَ مُؤَدِّياً فَقَالَ حُسْنُ اَلنِّيَّةِ بِالطَّاعَةِ.

(ترجمہ) ابو بصیر سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: عبادت کی وہ کون سی حد ہے کہ جب کوئی بندہ اسے بجالائے تو اسے انجام دینے والا قرار پائے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ اطاعت گزاری کی اچھی نیت ہے۔ ③

بیان:

یعنی أن یکون له فی طاعة من یعبده نیة حسنة فإن تیسر له الإتیان بما وافق نیته و إلا فقد أدی ما علیه من العبادة بحسن نیته

یعنی یہ کہ جس کی وہ عبادت کرتا ہے اس کی اطاعت میں اس کی نیت اچھی ہونی چاہیے اس لیے اگر اس کے لیے ممکن ہو تو وہ عمل کرے جو اس کی نیت کے مطابق ہو ورنہ اس نے اپنی نیک نیت سے جو عبادت کی تھی اسے ادا کیا۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے ④

8/2138 الکافی، ۲/۸۴/۴/۱ محمد عن ابن عیسی عَنْ شَاذَانَ بْنِ اَلْخَلِيلِ قَالَ وَ كَتَبْتُ مِنْ كِتَابِهِ بِإِسْنَادٍ لَهُ يَرْفَعُهُ إِلَى عِيسَى بْنِ عَبْدِ اَللَّهِ قَالَ: قَالَ عِيسَى بْنُ عَبْدِ اَللَّهِ لِأَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ

---

① المحاسن: ۱/۲۶۱؛ وسائل الشیعہ: ۱/۳۹؛ بحار الانوار: ۶۷/۱۹۹ و ۶۸/۲۶۱ و ۶۹/۵۱؛ التمحیص: ۴۷

② مرآۃ العقول: ۸/۱۰۲

③ بحار الانوار: ۶۷/۱۹۹؛ عوالم العلوم: ۲۰/۶۷۲؛ وسائل الشیعہ: ۱/۳۹

④ مرآۃ العقول: ۸/۱۰۳

اَلسَّلاَمُ جُعِلْتُ فِدَاكَ مَا اَلْعِبَادَةُ قَالَ حُسْنُ اَلنِّيَّةِ بِالطَّاعَةِ مِنَ اَلْوُجُوهِ اَلَّتِي يُطَاعُ اَللَّهُ مِنْهَا أَمَا إِنَّكَ يَا عِيسَى لاَ تَكُونُ مُؤْمِناً حَتَّى تَعْرِفَ اَلنَّاسِخَ مِنَ اَلْمَنْسُوخِ قَالَ قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ وَ مَا مَعْرِفَةُ اَلنَّاسِخِ مِنَ اَلْمَنْسُوخِ قَالَ فَقَالَ أَ لَيْسَ تَكُونُ مَعَ اَلْإِمَامِ مُوَطِّناً نَفْسَكَ عَلَى حُسْنِ اَلنِّيَّةِ فِي طَاعَتِهِ فَيَمْضِي ذَلِكَ اَلْإِمَامُ وَ يَأْتِي إِمَامٌ آخَرُ فَتُوَطِّنُ نَفْسَكَ عَلَى حُسْنِ اَلنِّيَّةِ فِي طَاعَتِهِ قَالَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ هَذَا مَعْرِفَةُ اَلنَّاسِخِ مِنَ اَلْمَنْسُوخِ۔

(ترجمہ) عیسیٰ بن عبداللہ نے امام جعفر صادق سے عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہوں! عبادت کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اللہ کی اطاعت میں نیک نیتی ان وجوہ میں سے ہے جن کے ذریعے اللہ کی اطاعت کی جاتی ہے۔ جہاں تک تمہارا تعلق ہے تو اے عیسیٰ! تم مومن نہیں بن سکتے یہاں تک کہ تم منسوخ میں سے ناسخ کی معرفت حاصل کرلو۔

راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہوں! منسوخ میں سے ناسخ کی معرفت کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: کیا نہیں ہے کہ تم ایک امام کے ساتھ حسن نیت سے اس کی اطاعت کے بارے میں مصمم ارادہ رکھتے ہو، پھر وہ امام اس دنیا سے چلا جاتا ہے اور اس کی جگہ دوسرا امام ہوتا ہے اور پھر تم اس کے ساتھ حسن نیت سے اس کی اطاعت کا مصمم ارادہ کرتے ہو؟

میں نے عرض کیا: جی ہاں۔

آپؑ نے فرمایا: یہی منسوخ میں سے ناسخ کی معرفت ہے۔[1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مرسل ہے[2] لیکن میرے نزدیک سند مرفوع معتبر ہے (واللہ اعلم)

9/2139 الکافی،۲/۸۵/۵/۱ عَلِيٌّ عَنْ أَبِيهِ عَنِ اَلْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ اَلْمِنْقَرِيِّ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ يُونُسَ عَنْ أَبِي هَاشِمٍ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ: إِنَّمَا خُلِّدَ أَهْلُ اَلنَّارِ فِي اَلنَّارِ لِأَنَّ نِيَّاتِهِمْ كَانَتْ فِي اَلدُّنْيَا أَنْ لَوْ خُلِّدُوا فِيهَا أَنْ يَعْصُوا اَللَّهَ أَبَداً وَ إِنَّمَا خُلِّدَ أَهْلُ اَلْجَنَّةِ فِي اَلْجَنَّةِ لِأَنَّ نِيَّاتِهِمْ كَانَتْ فِي اَلدُّنْيَا أَنْ لَوْ بَقُوا فِيهَا أَنْ يُطِيعُوا اَللَّهَ أَبَداً فَبِالنِّيَّاتِ خُلِّدَ هَؤُلاَءِ وَ هَؤُلاَءِ ثُمَّ تَلاَ

---

[1] اثبات الہداۃ:۱/۱۲۰؛ بحار الانوار:۶۷/۲۵۴؛ مسند الامام الصادق:۵/۲۰۶

[2] مرآۃ العقول:۸/۸۵

قَوْلَهُ تَعَالَى: (قُلْ كُلٌّ يَعْمَلُ عَلىٰ شٰاكِلَتِهِ) قَالَ عَلَىٰ نِيَّتِهِ۔

(ترجمہ) ابو ہاشم سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اہل جہنم ہمیشہ جہنم میں رہیں گے کیونکہ ان کی دنیا میں نیت ہی یہ تھی کہ اگر وہ دنیا میں ہمیشہ رہیں تو خدا کی نافرمانی ہمیشہ کرتے رہیں گے اور اہل جنت جنت میں رہیں گے کیونکہ ان کی نیت دنیا میں یہ تھی کہ اگر وہ دنیا میں ہمیشہ رہیں گے تو ہمیشہ خدا کی اطاعت کریں گے۔ پس یہ بھی اور وہ بھی اپنی نیتوں پر ہمیشہ رہیں گے۔ پھر آپؑ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ''کہہ دو کہ ہر شخص اپنے طریقہ پر کام کرتا ہے۔ (الاسراء: ۸۴)۔'' آپؑ نے فرمایا: یعنی اپنی نیت پر۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے [2] لیکن میرے نزدیک سند احمد بن یونس اور ابو ہاشم کی وجہ سے مجہول ہے اور قاسم بن محمد کامل الزیارات کا راوی ہے۔ (واللہ اعلم)

10/2140 الکافی، ۱/۱/۸۷/۲ الثلاثة عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ قَالَ: مَنْ سَمِعَ شَيْئاً مِنَ الثَّوَابِ عَلَىٰ شَيْءٍ فَصَنَعَهُ كَانَ لَهُ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ عَلَىٰ مَا بَلَغَهُ۔

(ترجمہ) ہشام بن سالم سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جو کوئی شخص کسی شئے کے ثواب کے بارے میں سنتا ہے پس اس پر عمل کرتا ہے تو وہ (ثواب) اسے مل جاتا ہے اگرچہ ایسا نہ بھی ہو جیسا کہ اسے پہنچا تھا۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے [4] یا پھر حسن کالصحیح ہے [5]

11/2141 الکافی، ۱/۲/۸۷/۲ مُحَمَّدٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ عِمْرَانَ الزَّعْفَرَانِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مَرْوَانَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ يَقُولُ: مَنْ بَلَغَهُ ثَوَابٌ مِنَ اللّٰهِ عَلَىٰ عَمَلٍ

---

[1] نوادر الاخبار: ۸۴ ح۳؛ تفسیر الصافی: ۳/۲۱۴؛ وسائل الشیعہ: ۱/۵۰؛ تفسیر البرہان: ۳/۵۸۱؛ بحارالانوار: ۷/۲۰۱؛ تفسیر نورالثقلین: ۱/۴۴ و ۹۴ و ۳/۲۱۴؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱/۲۸۰ و ۲/۶۴؛ تفسیر العیاشی: ۲/۳۱۶؛ مستدرک الوسائل: ۱/۹۲؛ المحاسن: ۲/۳۳۰

[2] مرآۃ العقول: ۸/۱۰۴

[3] مجموعہ ورام: ۳/۱۸۷؛ اقبال الاعمال: ۳/۶۲۷؛ فلاح السائل: ۱۲؛ عدۃ الداعی: ۱۳؛ مفتاح الفلاح: ۱۸۲؛ وسائل الشیعہ: ۱/۸۱؛ الفصول المہمہ: ۱/۶۱۷؛ الوافی: (مترجم) ۱/۴۰۸ ح ۴۴۰

[4] حوالہ جات کے لیے حدیث ۴۴۰ کی تحقیق کی طرف رجوع کریں۔

[5] مرآۃ العقول: ۸/۱۱۲

فَعَمِلَ ذٰلِكَ ٱلْعَمَلَ اِلْتِمَاسَ ذٰلِكَ ٱلثَّوَابِ أُوتِيَهُ وَإِنْ لَمْ يَكُنِ ٱلْحَدِيثُ كَمَا بَلَغَهُ

(ترجمہ) محمد بن مروان سے روایت ہے کہ میں نے محمد باقر علیہ السلام سے سنا، آپ فرما رہے تھے: جس شخص کو کسی عمل پر اللہ کی طرف سے کچھ ثواب (کی حدیث) پہنچے پس وہ اس عمل کو اس ثواب کی تلاش میں بجالائے تو وہ اسے دیا جائے گا چاہے وہ حدیث ہی نہ ہو جیسے اسے پہنچی ہے۔ [1]

بیان:

و ذلك لأن الأعمال الجسمانية لا قدر لها عند الله إلا بالنيات القلبية و من يعمل بما سمع أنه عبادة فإنما يعمل به طاعة لله و انقيادا لرسول الله ص فيكون عمله مشتملا على نية التقرب و هيئة التسلم و إن كان نسبته إلى الرسول ص خطأ و ذلك لأن هذا الخطأ لم يصدر منه باجتهاده و إنما صدر من غيره و هو إنما تبع ما سمع فلا ينافي هذا ما مضى في باب الأخذ بالسنة و شواهد الكتاب من أبواب العلم و العقل إنه لا نية إلا بإصابة السنة كما حققناه هناك و قد مضى هناك حديث آخر في هذا المعنى و رواه الشيخ الصدوق طاب ثراه في ثواب الأعمال، عن أبيه عن علي بن موسى عن أحمد عن علي بن الحكم عن هشام عن صفوان عن أبي عبد الله ع هكذا قال من بلغه شيء من الثواب على شيء من الخير فعمله- كان له أجر ذلك و إن كان رسول الله ص لم يقله

اس کی وجہ یہ ہے کہ جسمانی اعمال کی خدا کے نزدیک کوئی قدر نہیں ہے سوائے دلی ارادے کے اور جو شخص جو کچھ سنتا ہے وہ عبادت ہے تو وہ خدا کی اطاعت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت میں کرتا ہے پس اس کے کام میں قریب آنے کا ارادہ اور حاصل کرنے کی صورت بھی شامل ہے خواہ اس کا انتساب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف کیا جائے غلط ہے کیونکہ یہ غلطی اس کی طرف سے اس کے اپنے استدلال سے نہیں ہوئی بلکہ اس کی وجہ سے ہوئی ہے کہ وہ کسی اور کی طرف سے بنایا گیا تھا اور اس نے صرف اس کی پیروی کی جو اس نے سنی۔

پس یہ بات اس کے منافی نہیں ہے جو "ابواب العلم والعقل" کے "باب الاخذ بالسنّۃ وشواھد الکتاب" میں گزر چکا ہے کہ بیشک کوئی نیت نہیں ہوتی مگر سنّت کی پیروی کرنے کے ساتھ، جیسا کہ ہم نے یہاں اس کی تحقیق پیش کی اور بیشک یہاں ایک اور حدیث اس معنی میں گزر چکی ہے۔

شیخ صدوق نے اپنی کتاب ثواب الاعمال اپنے والد سے روایت نقل کی ہے اور انہوں نے روایت کی علی بن

[1] اقبال الاعمال: ۲/ ۶۲۷؛ فلاح السائل: ۱۲؛ وسائل الشیعہ: ۱/ ۸۲؛ بحار الانوار: ۲/ ۲۵۶؛ ھدایۃ الامہ: ۱/ ۴۰

موسیٰ سے، انہوں نے احمد سے، انہوں نے علیؒ بن حکم سے، انہوں نے ہشام سے، انہوں نے صفوان سے اور انہوں نے اسی طرح امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا:

من بلغه شيء من الثواب على شيء من الخير فعمله كان له أجر ذلك وإن كان رسول الله ص لم يقله

جس کے پاس ثواب کی کوئی چیز پہنچی ہو اور اس چیز کی بنیاد نیکی پر ہو پس وہ اس پر عمل کرلے تو اس کے لیئے اس کا اجر ہوگا اگرچہ وہ شیء رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیان ہی نہ کی ہو۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف علی المشہور ہے [1] لیکن میرے نزدیک سند عمران الزعفرانی کی وجہ سے مجہول ہے اور محمد بن سنان ثقہ ثابت ہے اور محمد بن مروان الذھلی کامل الزیارات کا راوی ہے (واللہ اعلم)

12/2142 الفقیہ ۴/۴۰۰، ۵۸۵۹ ابْنِ فَضَّالٍ عَنِ اَلْحَسَنِ بْنِ اَلْجَهْمِ عَنِ اَلْفُضَيْلِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ قَالَ اَلصَّادِقُ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ: مَا ضَعُفَ بَدَنٌ عَمَّا قَوِيَتْ عَلَيْهِ اَلنِّيَّةُ.

(ترجمہ) فضیل بن یسار سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: بدن کمزور نہیں ہوتا اس پر جس پر نیت قوی ہو۔ [2]

بیان:

معنى الحديث إن من عزم على عمل من الأعمال وأقبل عليه بتمام همته

حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جس نے کسی عمل کا ارادہ کیا اور پوری قوت سے اس پر عمل کیا اور بغیر کسی ہچکچاہٹ یا بے حسی کے اس کے عزم کو خدا نے اس کے جسم کو مضبوط کیا کہ وہ آسانی کے ساتھ اس کے پاس آئے اور اس میں اس کی مدد کی خواہ یہ اس کے لیے مشکل ہی کیوں نہ ہو، اگر یہ عزم نہ ہوتا۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند موثق کالصحیح ہے [3]

---

[1] مراۃ العقول: ۸/ ۱۱۲

[2] امالی صدوق: ۳۲۹؛ بحارالانوار: ۶۷/ ۲۰۵؛ وسائل الشیعہ: ۱/ ۵۳؛ ھدایۃ الامہ: ۱/ ۳۹

[3] روضۃ المتقین: ۱۳/ ۱۴۶

https://www.shiabookspdf.com

۴۸۔ باب الاخلاص

باب: اخلاص

1/2143 الکافی ،۲/۱/۱۵/۲ علی عن العبیدی عن یونس عن ابْنِ مُسْكَانَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : فِي قَوْلِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (حَنِيفاً مُسْلِماً) قَالَ خَالِصاً مُخْلِصاً لَيْسَ فِيهِ شَيْءٌ مِنْ عِبَادَةِ اَلْأَوْثَانِ.

(ترجمہ) ابن مسکان سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے خدا کے قول: ''حنیفاً مسلماً۔ (آل عمران: ٦٧)۔'' کے بارے میں فرمایا: وہ ایسے خالص ومخلص تھے کہ ان میں بت پرستی کی کوئی چیز تک نہ تھی۔ ①

بیان:

فی محاسن البرقی هکذا خالصا مخلصا لا یشوبه شیء من دون ذکر عبادة الأوثان

کتاب المحاسن للبرقی میں اسی طرح ہے: اخلاص واخلاص، کسی چیز سے داغدار نہ ہو، بتوں کی پوجا کا ذکر نہ ہو۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے۔ ②

2/2144 اَلْكَافِي ،۲/۲/۱۵/۲ اَلْعِدَّةُ عَنِ اَلْبَرْقِيِّ عَنْ أَبِيهِ رَفَعَهُ إِلَى أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ : يَا أَيُّهَا اَلنَّاسُ إِنَّمَا هُوَ اَللَّهُ وَ اَلشَّيْطَانُ وَ اَلْحَقُّ وَ اَلْبَاطِلُ وَ اَلْهُدَى وَ اَلضَّلاَلَةُ وَ اَلرُّشْدُ وَ اَلْغَيُّ وَ اَلْعَاجِلَةُ وَ اَلْآجِلَةُ [اَلْعَاقِبَةُ] وَ اَلْحَسَنَاتُ وَ اَلسَّيِّئَاتُ فَمَا كَانَ مِنْ حَسَنَاتٍ فَلِلَّهِ وَ مَا كَانَ مِنْ سَيِّئَاتٍ فَلِلشَّيْطَانِ.

(ترجمہ) امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے لوگو! ایک اللہ ہے اور ایک شیطان ہے، ایک حق ہے اور ایک باطل ہے، ایک ہدایت ہے اور ایک گمراہی ہے، ایک راست روی ہے اور ایک کج روی ہے، ایک دنیا ہے اور ایک آخرت، ایک نیکیاں ہیں اور ایک برائیاں۔ پس جو نیکیاں ہیں وہ اللہ کے لیے ہیں اور جو برائیاں ہیں وہ شیطان کے لیے ہیں۔ ③

---

① تفسیر البرہان: ۲/ ۵۰۷؛ تفسیر کنز الدقائق: ۳/ ۱۲۶؛ تفسیر نور الثقلین: ۱/ ۳۵۲؛ وسائل الشیعہ: ۱/ ۵۹؛ المحاسن: ۱/ ۲۵۱؛ جامع الاخبار: ۱۰۰؛ سفینۃ البحار: ۲/ ۲۶۸

② مرآۃ العقول: ۷/ ۷۴

③ المحاسن: ۱/ ۲۵۱؛ وسائل الشیعہ: ۱/ ۶۷؛ بحار الانوار: ۶۷/ ۲۲۸؛ الفصول المہمہ: ۱/ ۳۲۶

بیان:

أريد بالحسنات و السيئات الأعمال الصالحة و السيئة المترتبتان على الأمور الثمانية الناشئتان منها فما كان من حسنات يعني ما نشأ من الحق و الهدى و الرشد و رعاية العاقبة من الأعمال الصالحة و ما كان من سيئات يعني ما نشأ من الباطل و الضلالة و الغي و رعاية العاجلة من الأعمال السيئة فكل من عمل عملا من الخير طاعة لله آتيا فيه بالحق على هدى من ربه و رشد من أمره و لعاقبة أمره فهو حسنة يتقبله الله بقبول حسن و من عمل عملا من الخير أو الشر طاعة للشيطان آتيا فيه بالباطل على ضلالة من نفسه و غي من أمره و لعاجلة أمره فهو سيئة مردود إلى من عمل له و من عمل عملا مركبا من أجزاء بعضها لله و بعضها للشيطان فما كان لله فهو لله و ما كان للشيطان فهو للشيطان فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقالَ ذَرَّةٍ خَيْراً يَرَهُ وَ مَنْ يَعْمَلْ مِثْقالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ: فإن أشرك بالله الشيطان في عمله أو في جزء من عمله فهو مردود إليه لأن الله لا يقبل الشريك كما يأتي بيانه في باب الرياء إن شاء الله و ربما يقال إن كان الباعث الإلهي مساويا للباعث الشيطاني تقاوما و تساقطا و صار العمل لا له و لا عليه و إن كان أحدهما غالبا على الآخر بأن يكون أصلا و سببا مستقلا و يكون الآخر تبعا غير مستقل فالحكم للغالب إلا أن ذلك مما يشتبه على الإنسان في غالب الأمر فربما يظن أن الباعث الأقوى قصد التقرب و يكون الأغلب على سره الحظ النفساني فلا يحصل الأمن إلا بالإخلاص و قلما يستيقن الإخلاص من النفس فينبغي أن يكون العبد دائما مترددا بين الرد و القبول خائفا من الشوائب و الله الموفق للخير و السداد

❂ اچھے اور برے اعمال سے میری مراد وہ اچھے اور برے اعمال ہیں جو چیزوں کے نتیجے میں ہوتے ہیں اور وہ آٹھ اس سے نکلتے ہیں تو نیک اعمال کا کیا تھا یعنی جو چیز حق سے پیدا ہوئی، ہدایت، رہنمائی، اور اچھے اعمال کے نتائج کا خیال رکھنا اور جو برے اعمال سے پیدا ہوا، یعنی جو باطل، گمراہی، اور برے کاموں سے فوری طور پر مٹنا، اور برے کاموں سے فوراً بچنا، پس جو کوئی اچھا کام کرے گا وہ خدا کی اطاعت ہے، اس میں وہ حق کو اپنے رب کی طرف سے ہدایت، اس کے حکم سے ہدایت اور اس کے امر کا نتیجہ لے کر آئے ہیں، پس یہ اللہ کی اطاعت ہے۔ نیک عمل جسے خدا قبولیت کے ساتھ قبول کرتا ہے، اس کے پاس ہے اور جو کوئی عمل کرتا ہے اس کے حصوں پر مشتمل ہے، جن میں سے کچھ خدا کے لئے ہے اور کچھ شیطان کے لئے، تو جو خدا کے لئے ہے وہ خدا کے لئے

ہے، اور جو کچھ شیطان کے لئے ہے وہ شیطان کے لئے ہے۔

فَمَنۡ يَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّةٍ خَيۡرًا يَّرَهٗ ﴿۷﴾ وَمَنۡ يَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ

پس جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا (۷) اور جس نے ذرہ برابر برائی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا۔ (سورہ الزلزلہ: ۷،۸)

اگر وہ اپنے عمل میں یا اپنے کسی عمل کے جزء میں شیطان کو خدا کے ساتھ شریک کرتا ہے تو اسے واپس کر دیا جاتا ہے کیونکہ خدا اس شریک کو قبول نہیں کرتا جیسا کہ اس کی وضاحت "باب الریاء" میں آئے گی۔ انشاءاللہ۔

اگر ان میں سے کوئی ایک پر غالب آ جائے۔ دوسرے یہ کہ یہ ایک آزاد اصول اور سبب ہے اور دوسرا منحصر ہے اور آزاد نہیں ہے تو حکم غالب کے لیے ہے سوائے اس کے کہ یہ وہ چیز ہے جو انسان کے لیے اکثر معاملات میں مشتبہ ہے اس لیے وہ گمان کر سکتا ہے کہ سب سے مضبوط مقصد میل جول کا ارادہ ہے اور اس کا زیادہ تر راز نفسیاتی قسمت ہے، خلوص روح سے کم ہی یقینی ہوتا ہے اس لیے بندے کو چاہیے کہ وہ ہمیشہ جواب دینے اور قبول کرنے میں ہچکچاہٹ کا شکار رہے، نجاست سے ڈرے، اور اللہ تعالیٰ نیکی کے لیے صلح کرنے والا ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مرفوع ہے [1]۔

3/2145 الکافی، ۲/۱۶/۳/۱ العدة عن سهل عن ابن أَسْبَاطٍ عَنْ أَبِي ٱلْحَسَنِ ٱلرِّضَا عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ أَنَّ أَمِيرَ ٱلْمُؤْمِنِينَ صَلَوَاتُ ٱللَّهِ عَلَيْهِ كَانَ يَقُولُ: طُوبَى لِمَنْ أَخْلَصَ لِلَّهِ ٱلْعِبَادَةَ وَ ٱلدُّعَاءَ وَ لَمْ يَشْغَلْ قَلْبَهُ بِمَا تَرَى عَيْنَاهُ وَ لَمْ يَنْسَ ذِكْرَ ٱللَّهِ بِمَا تَسْمَعُ أُذُنَاهُ وَ لَمْ يَحْزُنْ صَدْرَهُ بِمَا أُعْطِيَ غَيْرُهُ.

(ترجمہ) امام علی رضا علیہ السلام سے روایت ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام فرمایا کرتے تھے: طوبیٰ ہے اس شخص کے لیے جو اس طرح اخلاص کے ساتھ عبادت اور کرے کہ اپنے دل کو ان چیزوں میں مشغول نہ کرے جو اس کی آنکھیں دیکھتی ہیں اور اللہ کی یاد کو نہ بھلائے ان چیزوں کی وجہ سے جو اس کے کان سنتے ہیں اور اس کا سینہ تنگ نہ ہو ان چیزوں کی وجہ سے جو اس کے غیر کو دی گئی ہیں۔ [2]

---

[1] مرآۃ العقول: ۷/۷۵

[2] بحار الانوار: ۶۷/۲۲۹ و ۸۱/۲۶۱؛ وسائل الشیعہ: ۱/۵۹؛ مستدرک سہل بن زیاد: ۱/۸۲

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف علی المشہور ہے [1] لیکن میرے نزدیک سند موثق ہے کیونکہ سہل ثقہ ثابت ہے لیکن غیر امامی ہے (واللہ اعلم)

4/2146 الکافی،۱/۳/۱۶/۲ علی عَنْ أَبِيهِ عَنِ اَلْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ اَلْمِنْقَرِيِّ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : فِي قَوْلِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلاً) قَالَ لَيْسَ يَعْنِي أَكْثَرَ عَمَلاً وَ لَكِنْ أَصْوَبَكُمْ عَمَلاً وَ إِنَّمَا اَلْإِصَابَةُ خَشْيَةُ اَللَّهِ وَ اَلنِّيَّةُ اَلصَّادِقَةُ وَ اَلْحَسَنَةُ ثُمَّ قَالَ اَلْإِبْقَاءُ عَلَى اَلْعَمَلِ حَتَّى يَخْلُصَ أَشَدُّ مِنَ اَلْعَمَلِ وَ اَلْعَمَلُ اَلْخَالِصُ اَلَّذِي لاَ تُرِيدُ أَنْ يَحْمَدَكَ عَلَيْهِ أَحَدٌ إِلاَّ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ وَ اَلنِّيَّةُ أَفْضَلُ مِنَ اَلْعَمَلِ أَلاَ وَ إِنَّ اَلنِّيَّةَ هِيَ اَلْعَمَلُ ثُمَّ تَلاَ قَوْلَهُ عَزَّ وَ جَلَّ: (قُلْ كُلٌّ يَعْمَلُ عَلىٰ شٰاكِلَتِهِ) يَعْنِي عَلَى نِيَّتِهِ.

ترجمہ: سفیان بن عیینہ سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے خدا کے قول: ''تاکہ تمہیں آزمایا جائے کہ تم میں سے احسن عمل کون کرتا ہے۔(الاسراء:۷)۔'' کے بارے میں فرمایا: اس سے مراد زیادہ عمل نہیں ہے بلکہ تمہارا صحیح عمل کس کا ہے اور صحیح عمل خوف خدا اور سچی و خوبصورت نیت ہے۔

پھر فرمایا: عمل کو باقی رکھنا یہاں تک کہ خالص ہو جائے (خود) عمل کرنے سے زیادہ سخت ہے اور خالص عمل وہ ہے جس کے لیے تو نہیں چاہتا کہ کوئی تیری تعریف کرے سوائے اللہ کے اور نیت عمل سے افضل ہوتی ہے اور نیت ہی (حقیقت میں) عمل ہے۔ پھر آپ نے اللہ کے اس قول کی تلاوت فرمائی: ''کہہ دو کہ ہر شخص اپنے طریقہ پر کام کرتا ہے۔(الاسراء:۸۴)۔'' یعنی اپنی نیت پر۔ [2]

بیان:

اللام فی لِيَبْلُوَكُمْ تعليل لخلق الموت و الحياة فی قوله سبحانه خَلَقَ الْمَوْتَ وَ الْحَيَاةَ و المعنى و الله أعلم أنه عز و جل خلق الموت الذی هو داع إلى حسن العمل و موجب لعدم الوثوق بالدنيا و لذاتها الفانية و أعطى الحياة التی يقتدر بها على الأعمال الصالحة الخالصة ليعاملكم فی دار التكليف معاملة المختبر أيكم أحسن عملا قوله ليس يعنی أكثر عملا فی بعض النسخ أكثركم عملا و هو أوضح

[1] مرآۃ العقول:۷/۷۶

[2] تفسیر البرہان:۳/۸۰ق ۵/۵ ۴۳؛ بحار الانوار:۶۷/۲۳۰و۲۵۰؛ تفسیر الصافی:۵/۲۰۰

https://www.shiabookspdf.com

و لفظة و الخشية بعد قوله و النية الصادقة زائدة و لعلها من طغيان قلم النساخ و ليست في بعض النسخ الصحيحة و لو صحت يكون معناها خشية أن لا تقبل كما مر و هو غير خشية الله و النية الصادقة هي انبعاث النفس نحو الطاعة غير ملحوظ فيه شيء سوى وجه الله سبحانه و لعل المراد بالإبقاء على العمل أن لا يحدث به إرادة الحمد من الناس حتى يبقى خالصا لله و لا يخفى أنه أشد من العمل و هو من موجبات الصبر و فروعه و قد تبين تمام تفسير هذا الحديث مما أسلفناه و قد مضى الفرق بين الخوف و الخشية

❁ ''ليبلو كم''میں لام موت اور حیات کے لیے تعلیل ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان میں ہے:

خَلَقَ الْمَوْتَ وَ الْحَيٰوةَ

اس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا۔ (سورہ الملک:۲)

اس کا معنی یہ ہے کہ اور خدا بہتر جانتا ہے کہ اس نے موت کو پیدا کیا ہے جو کہ اس کی ذات ہے کہ وہ نیک اعمال کی طرف بلائے اور دنیا اور اس کی لذتوں پر بھروسہ نہ کرنے کی وجہ سے اور اس نے زندگی دی جس سے وہ خالص نیک اعمال کرنے پر قادر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا

کہ تم میں سے عمل کے اعتبار سے کون بہتر ہے۔ (سورہ الملک:۲)

اس کے کہنے کا مطلب زیادہ عمل نہیں ہے جیسا کہ بعض نسخوں میں ''اکثرکم عملا'' آیا ہے اور یہ واضح ہے۔

اور اس کے کہنے کے بعد کلمہ اور خوف اور خلوص نیت اضافی ہے اور شاید یہ کاتبوں کے قلم کے ظلم سے ہے اور بعض صحیح نسخوں میں نہیں ہے شاید اس کا مطلب کام کرتے رہنا ہے اور حمد کا ارادہ لوگوں میں اس وقت تک نہیں ہوتا جب تک کہ وہ خدا کے لیے مخلص نہ ہو جائے اور یہ بات پوشیدہ نہیں کہ یہ عمل سے زیادہ سخت ہے اور یہ صبر کے تقاضوں میں سے ہے اور اس کی شاخیں ہیں۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے [1] لیکن میرے نزدیک سند موثق ہے کیونکہ قاسم بن محمد اور سفیان بن عیینہ ثقہ غیر امامی ہیں اور ان کی تفصیل کے لیے حدیث ۱۹۷۱ کی طرف رجوع کیجیے اور المنقری یعنی سیمان بن داؤد بھی ثقہ ہے

[1] مراۃ العقول: ۷/۷۷

https://www.shiabookspdf.com

[1] البتہ یہ بھی غیر امامی ہے (واللہ اعلم)۔

5/2147 الکافی ۱/۵/۱۶/۲، بِهَذَا اَلْإِسْنَادِ قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنْ قَوْلِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (إِلاَّ مَنْ أَتَى اَللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ) قَالَ اَلْقَلْبُ اَلسَّلِيمُ اَلَّذِي يَلْقَى رَبَّهُ وَ لَيْسَ فِيهِ أَحَدٌ سِوَاهُ قَالَ وَ كُلُّ قَلْبٍ فِيهِ شِرْكٌ أَوْ شَكٌّ فَهُوَ سَاقِطٌ وَ إِنَّمَا أَرَادُوا اَلزُّهْدَ فِي اَلدُّنْيَا لِتَفْرُغَ قُلُوبُهُمْ لِلْآخِرَةِ.

(ترجمہ) انہی اسناد سے روایت ہے کہ میں نے ان (امام علیہ السلام) سے خدا کے قول: "سوائے اس کے جو اللہ کے حضور قلب سلیم کے ساتھ حاضر ہوئے۔ (الشعراء:۸۹)" کے بارے میں پوچھا تو آپؑ نے فرمایا: قلب سلیم وہ ہے جو خدا سے اس حالت میں ملاقات کرے کہ اس میں اس (اللہ) کے سوا کوئی نہ ہو۔

پھر فرمایا: ہر وہ دل جس میں شرک یا شک ہو وہ ساقط (گرا ہو) ہے اور انہوں نے دنیا میں زھد کا ارادہ کیا ہے تا کہ وہ اپنے دلوں کو آخرت کے لیے فارغ رکھیں۔ [2]

بیان:

یعنی أن الزهد فی الدنیا لیس مقصودا لذاته و إنما أمر الناس به لتکون قلوبهم فارغة عن محبة الدنیا صالحة لحب الله تعالی خالصة له عز و جل لا شرکة فیها لما سوی الله و لا شك ناشئا من شدة محبتها لغیر الله

یعنی اس دنیا میں زہد کا مقصد اپنی ذات کے لیے نہیں ہے بلکہ اس کا حکم لوگوں کو دیا گیا ہے تا کہ ان کے دل اس دنیا کی محبت سے خالی ہوں اور اللہ تعالیٰ کی محبت کے لیے موزوں ہوں خالصتاً اس کے لیے جو غالب اور عظیم ہے اس کے بغیر اس میں خدا کے علاوہ کسی اور چیز کے لئے شراکت داری نہیں ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ خدا کے علاوہ اس کی محبت کی شدت سے پیدا ہوتا ہے۔

تحقیق اسناد:

وہی تحقیق ہے جو گزشتہ حدیث کے تحت گزری۔ (واللہ اعلم)

6/2148 الکافی ۱/۶/۱۶/۲، بِهَذَا اَلْإِسْنَادِ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ عَنِ اَلسِّنْدِيِّ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: مَا أَخْلَصَ اَلْعَبْدُ اَلْإِيمَانَ بِاللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ أَرْبَعِينَ يَوْماً أَوْ قَالَ مَا أَجْمَلَ عَبْدٌ ذِكْرَ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ أَرْبَعِينَ يَوْماً إِلاَّ زَهَّدَهُ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ فِي اَلدُّنْيَا وَ بَصَّرَهُ دَاءَهَا وَ دَوَاءَهَا

---

[1] المفید من معجم رجال الحدیث: ۲۶۴

[2] تفسیر الصافی: ۴/ ۴۱؛ وسائل الشیعہ: ۱/ ۶۰؛ تفسیر البرہان: ۴/ ۱۷۵؛ بحار الانوار: ۶۷/ ۵۹؛ تفسیر نور الثقلین: ۴/ ۵۷؛ تفسیر کنز الدقائق: ۹/ ۴۸۶

https://www.shiabookspdf.com

فَأَثْبَتَ الْحِكْمَةَ فِي قَلْبِهِ وَ أَنْطَقَ بِهَا لِسَانَهُ ثُمَّ تَلاَ : (إِنَّ الَّذِينَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَ ذِلَّةٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُفْتَرِينَ) فَلاَ تَرَى صَاحِبَ بِدْعَةٍ إِلاَّ ذَلِيلاً وَ مُفْتَرِياً عَلَى اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ عَلَى رَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ عَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ إِلاَّ ذَلِيلاً۔

(ترجمہ) سندی سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: جو بندہ چالیس دن تک ایمان کو اللہ کے لیے خالص قرار دے، یا فرمایا: جو بندہ چالیس دن تک خوبصورت انداز میں اللہ کا ذکر کرے تو اللہ اس کو دُنیا میں زہد قرار دے گا اور اس کو اس کی بیماری اور اس کا علاج دکھائے گا۔ پس اس کے دل میں حکمت ثبت کر دے گا اور اسے اس کی زبان سے جاری کرے گا۔ پھر آپؑ نے یہ تلاوت فرمائی: ''بے شک جنہوں نے بچھڑے کو معبود بنایا انہیں ان کے رب کی طرف سے غضب اور دنیا کی زندگی میں ذلت پہنچے گی، اور ہم بہتان باندھنے والوں کو یہی سزا دیتے ہیں۔(الاعراف: ۱۵۲)۔'' پس تو بدعت گزار کو نہیں دیکھے گا مگر یہ کہ ذلیل ہوگا اور اللہ، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اہل بیت علیہم السلام پر جھوٹ بولنے والا بھی صرف ذلیل ہوگا۔ [1]

بیان:

لعل الوجه فی تلاوته ع الآية التنبيه على أن من كانت عبادته لله عز و جل و اجتهاده فيها على وفق السنة بصره الله عيوب الدنيا فزهده فيها فصار بسبب زهده فيها عزيزا لأن المذلة فی الدنيا إنما تكون بسبب الرغبة فيها و من كانت عبادته على وفق الهوى أعمى الله قلبه عن عيوب الدنيا فصار بسبب رغبته فيها ذليلا فأصحاب البدع لا يزالون أذلاء صغارا و من هنا قال الله عز و جل فی متخذی العجل ما قال

❂ شاید اس آیت کی تلاوت کا مقصد اس بات کو تنبیہ کرنا ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے اور سنت کے مطابق اس کے لیے کوشش کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ دنیا کے عیوب کو دیکھتا ہے اس لیے وہ اس سے پرہیز کرتا ہے اور اس میں اپنی پرہیزگاری کی وجہ سے وہ اس سے پرہیز کرتا ہے۔ کیونکہ دنیا میں ذلت صرف اس کی خواہش کی وجہ سے ہے اور جو خواہش کے مطابق اس کی عبادت کرتا ہے وہ اندھا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے دل کو دنیا کے عیوب سے پھیر دیا اور اس کی خواہش کی وجہ سے وہ ذلیل ہوا۔ بدعت کے ماننے والے آج بھی ذلیل اور جھوٹے ہیں اور یہیں سے اللہ تعالیٰ نے بچھڑے کی عبادت والوں کے بارے میں جو فرمایا۔

[1] تفسیر البرہان: ۲/ ۵۹۰؛ بحار الانوار: ۶۷/ ۲۴۰؛ عین الحیاۃ: ۱/ ۷۷۳؛ مسند الامام الباقرؑ: ۲/ ۲۳۴

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے [1] لیکن میرے نزدیک سند موثق معتبر ہے کیونکہ قاسم بن محمد کامل الزیارات کا راوی ہے اور المنقری ثقہ ہے [2] اور سفیان بن عیینہ بھی ثقہ ہے جس کی تفصیل حدیث ۱۹۷۱ کے تحت گزر چکی ہے اور السندی تفسیر قمی کا راوی ہے [3] (واللہ اعلم)

۴۹۔ باب تعجیل فعل الخیر

باب: بھلائی کے کام میں جلدی کرنا

1/2149 الکافی،۲/۱۴۲/۱ الثلاثة عَنِ ابْنِ أُذَيْنَةَ عَنْ زُرَارَةَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ: إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ مِنَ الْخَيْرِ مَا يُعَجَّلُ.

ترجمہ: امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ اس نیکی کو پسند کرتا ہے جو جلدی کی جائے۔ [4]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند حسن کالصحیح ہے [5] لیکن میرے نزدیک سند صحیح ہے (واللہ اعلم)

2/2150 الکافی،۲/۱۴۲/۳ محمد عن ابن عیسی عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ مُرَازِمِ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ قَالَ كَانَ أَبِي يَقُولُ: إِذَا هَمَمْتَ بِخَيْرٍ فَبَادِرْ فَإِنَّكَ لاَ تَدْرِي مَا يَحْدُثُ.

ترجمہ: مرازم بن حکیم سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: میرے والد گرامی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ جب تم کسی نیکی کا ارادہ کرو تو جلد کرو کیونکہ تم نہیں جانتے کہ کیا ہونے والا ہے۔ [6]

---

[1] مراۃ العقول:۷/۸۷

[2] المفید من معجم رجال الحدیث:۲۶۴

[3] ایضاً:۲۷۱

[4] بحارالانوار:۶۸/۲۲۲؛ وسائل الشیعہ:۱/۱۱۲؛ مسند الامام الباقرؑ:۳/۳۳

[5] مراۃ العقول:۸/۳۳۵

[6] مجموعہ ورام:۲/۱۹۶؛ وسائل الشیعہ:۱/۱۱۱؛ بحارالانوار:۶۸/۲۲۲؛ عوالم العلوم:۲۰/۱۲۷؛ ھدایۃ الامہ:۱/۳۶؛ سفینۃ البحار:۲/۳۸۷

https://www.shiabookspdf.com

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے [1]

3/2151 الکافی،۱/۱/۱۳۲/۲ محمد عن ابن عیسی عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَلنُّعْمَانِ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ حُمْرَانَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: إِذَا هَمَّ أَحَدُكُمْ بِخَيْرٍ فَلاَ يُؤَخِّرْهُ فَإِنَّ اَلْعَبْدَ رُبَّمَا صَلَّى اَلصَّلاَةَ أَوْ صَامَ اَلْيَوْمَ فَيُقَالُ لَهُ اِعْمَلْ مَا شِئْتَ بَعْدَهَا فَقَدْ غَفَرَ اَللَّهُ لَكَ.

(ترجمہ) حمزۃ بن حمران سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپ فرماتے تھے: جب تم میں سے کوئی نیکی کا ارادہ کرے تو اس میں تاخیر نہ کرے (بلکہ جلدی کرے) کیونکہ جب بندہ نماز پڑھ لے یا روزہ رکھ لے تو اسے کہا جاتا ہے کہ اس کے بعد تو جو چاہے کر پس اللہ نے تجھے بخش دیا ہے۔ [2]

بیان:

یعنی أن العبادۃ التی توجب المغفرۃ التامۃ مستورۃ علی العبد لا یدری أیھا ھی فکلما ھم بعبادۃ فعلیہ إمضاؤھا قبل أن تفوتہ فلعلھا تکون ھی تلک العبادۃ

❁ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس عبادت میں مکمل استغفار ضروری ہے وہ بندے سے پوشیدہ ہے اور وہ نہیں جانتا کہ وہ کون سی عبادت ہے اور جب بھی وہ کسی عبادت کا ارادہ کرے تو اس سے پہلے کہ وہ اس سے چھوٹ جائے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے [3] لیکن میرے نزدیک سند حسن ہے کیونکہ حمزہ بن حمران ثقہ ہے اس لیے کہ ابن ابی عمیر اس سے روایت کرتا ہے [4] (واللہ اعلم)

4/2152 الکافی،۱/۵/۱۴۲/۲ العدۃ عن البرقی عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَلْحَكَمِ عَنْ أَبَانٍ عَنْ بَشِيرِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِذَا أَرَدْتَ شَيْئاً مِنَ اَلْخَيْرِ فَلاَ تُؤَخِّرْهُ فَإِنَّ اَلْعَبْدَ يَصُومُ اَلْيَوْمَ اَلْحَارَّ يُرِيدُ مَا عِنْدَ اَللَّهِ فَيُعْتِقُهُ اَللَّهُ بِهِ مِنَ اَلنَّارِ وَ لاَ تَسْتَقِلَّ مَا يُتَقَرَّبُ بِهِ إِلَى اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ

---

[1] مرآۃ العقول:۸/ ۳۳۲

[2] امالی مفید: ۲۰۵؛ عوالم العلوم: ۲۰/ ۱۲/۷؛ بحار الانوار: ۶۸/ ۲۱۷؛ الفصول المہمہ: ۱/ ۶۶۵؛ وسائل الشیعہ: ۱/ ۱۱۱؛ مجموعہ ورام: ۲/ ۱۹۶؛ ھدایۃ الامہ: ۱/ ۳۶

[3] مرآۃ العقول:۸/ ۳۳۳

[4] امالی صدوق: ۱۳۱؛ مجلس ۲۷؛ التوحید صدوق: ۴۰۸؛ وسائل الشیعہ: ۱/ ۵۵

https://www.shiabookspdf.com

لَوْ شِقَّ تَمْرَةٍ۔

(ترجمہ) بشیر بن یسار سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب تو نیکی میں سے کسی چیز کا ارادہ کرے تو اس میں تاخیر نہ کر کیونکہ جب تو گرم دن میں خدا کے لیے روزہ رکھے گا، اسے چاہتے ہوئے جو اللہ کے پاس ہے تو اللہ تجھے آگ سے کر دے گا اور کسی بھی چیز کو نظر انداز نہ کر جو تجھے اللہ کے قریب کرتی ہو خواہ وہ کھجور کا ٹکڑا ہی ہو۔ [1]

بیان:

النهی عن الاستقلال إنما هو قبل الفعل لئلا یمنعه عن الإتیان به و أما بعد ما أتی به فلا ینبغی أن یستکثر عمله فیصیر معجبا به و لو شق تمرة یعنی التصدق به

❂ استقلال کی ممانعت صرف عمل سے پہلے ہے تا کہ وہ اسے کرنے سے نہ روکے جہاں تک کہ اس کے کرنے کے بعد وہ اتنا نہ کرے کہ اس کی تعریف کی جائے، اگر وہ ایک تاریخ بھی تقسیم کرے تو اس کا مطلب ہے دینا یعنی اس کی تصدیق ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے [2] لیکن میرے نزدیک سند حسن کالصحیح ہے کیونکہ بشار بن یسار ثقہ امامی ہے [3] (واللہ امام)

5/2153 الکافی، ۱/۶/۱۴۲/۲ عَنْهُ عَنِ اِبْنِ فَضَّالٍ عَنِ اِبْنِ بُکَیْرٍ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: مَنْ هَمَّ بِخَيْرٍ فَلْيُعَجِّلْهُ وَ لاَ يُؤَخِّرْهُ فَإِنَّ اَلْعَبْدَ رُبَّمَا عَمِلَ اَلْعَمَلَ فَيَقُولُ اَللَّهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى قَدْ غَفَرْتُ لَكَ وَ لاَ أَكْتُبُ عَلَيْكَ شَيْئاً أَبَداً وَ مَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلاَ يَعْمَلْهَا فَإِنَّهُ رُبَّمَا عَمِلَ اَلْعَبْدُ اَلسَّيِّئَةَ فَيَرَاهُ اَللَّهُ سُبْحَانَهُ فَيَقُولُ لاَ وَ عِزَّتِي وَ جَلاَلِي لاَ أَغْفِرُ لَكَ بَعْدَهَا أَبَداً۔

(ترجمہ) امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جو کسی نیکی کا ارادہ کرے تو اسے اس میں جلدی کرنی چاہیے اور اس میں تاخیر نہ کرے کیونکہ بعض اوقات بندہ کوئی نیک عمل کرتا ہے تو اللہ اسے کہتا ہے: میں نے تجھے بخش دیا ہے اور اب کبھی تیری کوئی چیز نہیں لکھوں گا اور اگر کوئی برائی کا ارادہ کرے تو اس پر عمل نہ کرے کیونکہ بعض اوقات بندہ کوئی ایسی

---

[1] بحارالانوار: ۶۸/ ۲۲۲؛ مجموعہ ورام: ۲/ ۱۹۶؛ عوالم العلوم: ۲۰/ ۷۰۴

[2] مرآۃ العقول: ۸/ ۳۳۵

[3] المفید من معجم رجال الحدیث: ۸۵

https://www.shiabookspdf.com

برائی کر لیتا ہے جسے اللہ دیکھتا ہے تو اس سے کہتا ہے: نہیں، مجھے میری عزت و جلالت کی قسم! میں تجھے اس کے بعد ہرگز نہیں بخشوں گا۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مرسل ہے [2]

6/2154 الکافی، ۱/۷/۱۴۳/۲ الثلاثة عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِذَا هَمَمْتَ بِشَيْءٍ مِنَ اَلْخَيْرِ فَلاَ تُؤَخِّرْهُ فَإِنَّ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ رُبَّمَا اِطَّلَعَ عَلَى اَلْعَبْدِ وَ هُوَ عَلَى شَيْءٍ مِنَ اَلطَّاعَةِ فَيَقُولُ وَ عِزَّتِي وَ جَلاَلِي لاَ أُعَذِّبُكَ بَعْدَهَا أَبَداً وَ إِذَا هَمَمْتَ بِسَيِّئَةٍ فَلاَ تَعْمَلْهَا فَإِنَّهُ رُبَّمَا اِطَّلَعَ اَللَّهُ عَلَى اَلْعَبْدِ وَ هُوَ عَلَى شَيْءٍ مِنَ اَلْمَعْصِيَةِ فَيَقُولُ وَ عِزَّتِي وَ جَلاَلِي لاَ أَغْفِرُ لَكَ بَعْدَهَا أَبَداً۔

(ترجمہ) ہشام بن سالم سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب نیکی میں سے کسی چیز کا ارادہ کرو تو اسے مؤخر نہ کرو کیونکہ بسا اوقات اللہ بندہ پر مطلع ہوتا ہے اور وہ کسی اطاعت میں مشغول ہوتا ہے تو فرماتا ہے: مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم! میں اس کے بعد تجھے کبھی عذاب نہیں کروں گا اور جب کسی برائی کا ارادہ کرو تو اسے نہ کرو کیونکہ بسا اوقات اللہ کسی بندے پر مطلع ہوتا ہے اور وہ کسی معصیت میں لگا ہوتا ہے تو وہ فرماتا ہے: مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم! اس کے بعد میں تجھے کبھی معاف نہیں کروں گا۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند حسن کالصحیح ہے [4] لیکن میرے نزدیک سند صحیح ہے (واللہ اعلم)

7/2155 الکافی، ۱/۸/۱۴۳/۲ القمیان عَنِ اِبْنِ فَضَّالٍ عَنْ أَبِي جَمِيلَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حُمْرَانَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِذَا هَمَّ أَحَدُكُمْ بِخَيْرٍ أَوْ صِلَةٍ فَإِنَّ عَنْ يَمِينِهِ وَ شِمَالِهِ شَيْطَانَيْنِ فَلْيُبَادِرْ لاَ يَكُفَّاهُ عَنْ ذَلِكَ۔

(ترجمہ) محمد بن حمران سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: تم میں سے جب کوئی شخص کسی نیکی یا صلہ کرنے

[1] وسائل الشیعہ: ۱/ ۱۱۳؛ بحار الانوار: ۶۸/ ۲۲۳؛ مسند الامام الصادق: ۵/ ۲۶۷

[2] مرآۃ العقول: ۸/ ۳۳۵

[3] بحار الانوار: ۶۸/ ۲۲۳؛ وسائل الشیعہ: ۱/ ۱۱۲؛ مسند الامام الصادق: ۲۱/ ۲۰۳

[4] مرآۃ العقول: ۸/ ۳۳۶

https://www.shiabookspdf.com

کاارادہ کرے تو یقیناً اس کے دائیں اور اس کے بائیں دو شیطان موجود ہوتے ہیں لہذا جلدی کرے، وہ اسے اس سے روک نہ دیں۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے [2] لیکن میرے نزدیک سند حسن ہے کیونکہ ابو جمیلہ تفسیر قمی اور کامل الزیارات دونوں کا راوی ہے اور محمد بن حمران بن المین بھی ثقہ ہے [3] (واللہ اعلم)۔

8/2156 الکافی،۲/۱۴۲/۹/۱ محمد عن أحمد عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ أَبِي اَلْجَارُودِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: مَنْ هَمَّ بِشَيْءٍ مِنَ اَلْخَيْرِ فَلْيُعَجِّلْهُ فَإِنَّ كُلَّ شَيْءٍ فِيهِ تَأْخِيرٌ فَإِنَّ لِلشَّيْطَانِ فِيهِ نَظْرَةً۔

(ترجمہ) ابو جارود سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا، آپ فرما رہے تھے: جب کوئی شخص نیکی میں سے کسی چیز کے کرنے کا ارادہ کرے تو جلدی کرے کیونکہ ہر وہ چیز جس میں تاخیر کی جائے تو اس میں شیطان کی نظر ہوتی ہے۔ [4]

بیان:

نظرة إما بسكون الظاء يعني فكرة لإحداث حيلة يكف بها العبد عن الإتيان بالخير أو بكسرها يعني مهلة يتفكر فيها لذلك

۞ ایک نظر، یا تو ظاء کے سکون کے ساتھ، جس کا مطلب ہے کوئی ایسی تدبیر بنانے کا خیال جس سے بندہ نیکی کرنا چھوڑ دے یا اسے توڑ کر، جس کا مطلب ہے ایک وقفہ جس میں وہ اس کے بارے میں سوچتا ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے [5] لیکن میرے نزدیک سند موثق ہے کیونکہ ابو الجارود ثقہ غیر امامی ہے اور محمد بن سنان ثقہ ثابت ہے (واللہ اعلم)

---

[1] عوالم العلوم:۲۰/۱۳۵۱/۷؛ مجموعہ ورام:۲/۱۹۶؛ وسائل الشیعہ:۱/۱۱۳؛ بحار الانوار:۶۸/۲۲۳

[2] مرآۃ العقول:۸/۳۳۶

[3] المفید من معجم رجال الحدیث:۵۲۲

[4] وسائل الشیعہ:۱/۱۱۳؛ بحار الانوار:۶۸/۲۲۵؛ تفسیر نور الثقلین:۳/۵۲۱؛ تفسیر کنز الدقائق:۹/۱۳۵

[5] مرآۃ العقول:۸/۳۳۷

https://www.shiabookspdf.com

9/2157 الکافی، ۱/۱۰/۱۴۳/۲ محمد عن محمد بن الحسین عن ابنِ أَسْبَاطٍ عَنِ اَلْعَلاَءِ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: إِنَّ اَللَّهَ ثَقَّلَ اَلْخَيْرَ عَلَى أَهْلِ اَلدُّنْيَا كَثِقْلِهِ فِي مَوَازِينِهِمْ يَوْمَ اَلْقِيَامَةِ وَإِنَّ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ خَفَّفَ اَلشَّرَّ عَلَى أَهْلِ اَلدُّنْيَا كَخِفَّتِهِ فِي مَوَازِينِهِمْ يَوْمَ اَلْقِيَامَةِ۔

ترجمہ: محمد سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا، آپ فرما رہے تھے: بے شک اللہ نے اہل دنیا پر نیکی کو قیامت کے دن ان کے میزانوں میں اس کے ثقل کی طرح ثقیل (وزنی) بنا دیا ہے اور بے شک اللہ نے اہل دنیا پر برائی کو قیامت کے دن ان کے میزانوں میں اس کے ہلکے پن کی طرح ہلکا پھلکا بنایا ہے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند موثق کالصحیح ہے [2] اور خصال کی سند صحیح ہے۔ (واللہ اعلم)

10/2158 الکافی، ۱/۲/۱۴۲/۲ محمد عن ابن عیسی عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَلْحَكَمِ عَنْ أَبِي جَمِيلَةَ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : اِفْتَتِحُوا نَهَارَكُمْ بِخَيْرٍ وَ أَمْلُوا عَلَى حَفَظَتِكُمْ فِي أَوَّلِهِ خَيْراً وَ فِي آخِرِهِ خَيْراً يُغْفَرْ لَكُمْ مَا بَيْنَ ذَلِكَ إِنْ شَاءَ اَللَّهُ۔

ترجمہ: ابو جمیلہ سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اپنے دن کا افتتاح نیکی سے کرو اور اپنے نگرانوں سے اس کے اول اور اس کے آخر میں نیکی لکھواو، اس کے درمیان جو کچھ ہوگا وہ تمہیں معاف کر دیا جائے گا ان شاء اللہ۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے [4] لیکن میرے نزدیک سند حسن ہے کیونکہ ابو جمیلہ تفسیر قمی کا راوی ہے (واللہ اعلم)۔

---

[1] الخصال: ۱/ ۱۷؛ وسائل الشیعہ: ۱/ ۱۱۱؛ بحار الانوار: ۶۸/ ۲۱۵؛ تفسیر نور الثقلین: ۲/ ۵ و ۵/ ۶۵۸؛ تفسیر کنز الدقائق: ۵/ ۴۲ و ۱۴/ ۳۱۰؛ مسند الامام الباقرؑ: ۲/ ۲۲۹

[2] مراۃ العقول: ۸/ ۳۳۸

[3] الخصال: ۱/ ۱۷؛ وسائل الشیعہ: ۱/ ۱۱۱؛ بحار الانوار: ۶۸/ ۲۱۵؛ تفسیر نور الثقلین: ۲/ ۵ و ۵/ ۶۵۸؛ تفسیر کنز الدقائق: ۵/ ۴۲ و ۱۴/ ۳۱۰؛ مسند الامام الباقرؑ: ۲/ ۲۲۹

[4] مراۃ العقول: ۸/ ۳۳۴

۵۰۔ باب التفکر

باب: تفکر

1/2159 الکافی ۲، ۱/۳/۵۵ العدۃ عن البرقی عن البزنطی عَنْ بَعْضِ رِجَالِهِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: أَفْضَلُ اَلْعِبَادَةِ إِدْمَانُ اَلتَّفَكُّرِ فِي اَللَّهِ وَ فِي قُدْرَتِهِ.

(ترجمہ) امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اللہ میں اور اس کی قدرت میں مسلسل تفکر جاری رکھنا افضل عبادت ہے۔ [1]

بیان:

لیس المراد بالتفکر فی اللہ التفکر فی ذات اللہ سبحانہ فإنہ ممنوع منہ لأنہ یورث الحیرۃ و الدھش و اضطراب العقل کما مر فی أبواب التوحید بل المراد منہ النظر إلی أفعالہ و عجائب صنعہ و بدائع أمرہ فی خلقہ فإنہا تدل علی جلالہ و کبریائہ و تقدسہ و تعالیہ و تدل علی کمال علمہ و حکمتہ و علی نفاذ مشیئتہ و قدرتہ و إحاطتہ بالأشیاء و معیتہ لہا و ہذا تفکر أولی الألباب قال اللہ عز و جل إِنَّ فِي خَلْقِ السَّماواتِ وَ الْأَرْضِ وَ اخْتِلافِ اللَّيْلِ وَ النَّهارِ لَآياتٍ لِأُولِي الْأَلْبابِ الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللهَ قِياماً وَ قُعُوداً وَ عَلى جُنُوبِهِمْ وَ يَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّماواتِ وَ الْأَرْضِ رَبَّنا ما خَلَقْتَ هذا باطِلًا سُبْحانَكَ فَقِنا عَذابَ النَّارِ و قال سبحانہ وَ مِنْ آياتِهِ فی مواضع کثیرۃ فتلک الآیات ہی مجاری التفکر فی اللہ و فی قدرتہ لأولی العلم لا ذاتہ سبحانہ فقد اشتہر عن النبی ص أنہ قال تفکروا فی آلاء اللہ و لا تفکروا فی اللہ فإنکم لن تقدروا قدرہ

خدا کے بارے میں غور و فکر کرنے سے مراد خدا کی ذات پر غور کرنا نہیں ہے، اس کی ذات پاک ہے، کیونکہ یہ اس سے ممنوع ہے کیونکہ یہ الجھن، حیرت اور دماغ کی خلل کو ورثے میں رکھتا ہے، جیسا کہ "ابواب التوحید" کے میں مذکور ہے۔

اس کے علم و حکمت کے کمال اور اس کے ارادے اور اس کی قابلیت اور اس کی چیزوں کے احاطہ کرنے اور ان کے بارے میں اس کے فہم کی پارہ پارہ ہونے کی طرف اشارہ کرتا ہے اور یہی اہل عقل کی فکر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

---

[1] تفسیر الصافی: ۱/ ۴۰۸؛ وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۱۹۶؛ تفسیر البرہان: ۱/ ۲۲۷ و ۲/ ۶۲۲؛ بحار الانوار: ۶۸/ ۳۲۱؛ تفسیر نور الثقلین: ۱/ ۴۰؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱/ ۲۳۹ و ۳/ ۲۹۱

https://www.shiabookspdf.com

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اخْتِلَافِ الَّیْلِ وَ النَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ﴿۱۹۰﴾ الَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِیٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰی جُنُوْبِهِمْ وَ یَتَفَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔

بے شک آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے اور رات اور دن کے بدلنے میں صاحبان عقل کے لیے نشانیاں ہیں (۱۹۰) جو اٹھتے بیٹھتے اور اپنی کروٹوں پر لیٹتے ہر حال میں اللہ کو یاد کرتے ہیں اور آسمانوں اور زمین کی خلقت میں غور وفکر کرتے ہیں، (اور کہتے ہیں:) ہمارے رب! یہ سب کچھ تو نے بے حکمت نہیں بنایا، تیری ذات (ہر عبث سے) پاک ہے، پس ہمیں عذاب جہنم سے بچالے۔ (سورہ آل عمران:۱۹۱،۱۹۰)

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اکثر مقامات پر ''من آیاتہ'' فرمایا چنانچہ وہ آیات خدا اور اُس کی قدرت پر غور وفکر کا ذریعہ ہیں اُن لوگوں کے لیے جو علم والے ہیں، نہ کہ خود اس لیئے کہ وہ پاک ہے۔

یہ بات مشہور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

تفکروا فی ءالاء اللّٰہ ولا تفکروا فی اللّٰہ فإنکم لن تقدروا قدرہ

خدا کی نعمتوں کے بارے میں غور وفکر کرو لیکن خدا کے بارے میں مت سوچو کیونکہ تم اس کی قدرت کو سمجھنے کی طاقت نہیں رکھتے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مرسل کالصحیح ہے کیونکہ البزنطی کی مراسل کی مسانید کے حکم میں کہا گیا ہے [1] اور میرے نزدیک بھی سند صحیح ہے (واللہ اعلم)۔

2/2160 الکافی،۲/۵۵/۴/۱ محمد عن ابن عیسی عَنْ مُعَمَّرِ بْنِ خَلَّادٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا اَلْحَسَنِ اَلرِّضَا عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: لَيْسَ اَلْعِبَادَةُ كَثْرَةَ اَلصَّلاَةِ وَ اَلصَّوْمِ إِنَّمَا اَلْعِبَادَةُ اَلتَّفَكُّرُ فِي أَمْرِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ۔

(ترجمہ) معمر بن خلاد سے روایت ہے کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے سنا، آپ فرما رہے تھے: عبادت کثرت سے نماز پڑھنا اور روزہ رکھنا ہی نہیں ہے بلکہ عبادت اللہ کے امر میں تفکر کرنا ہے۔ [2]

---

[1] مراۃ العقول:۷/۳۴۱

[2] مجموعہ ورام:۲/۱۸۳؛ تفسیر الصافی:۱/۴۰۹؛ تفسیر کنز الدقائق:۱/۲۳۹و۳/۲۹۱؛ تفسیر نور الثقلین:۱/۴۰؛ بحار الانوار:۶۸/۳۲۲؛ تفسیر البرہان:۱/۲۵۷و۲/۴۲۲؛ وسائل الشیعہ:۱۵/۱۹۶

https://www.shiabookspdf.com

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے۔ ①

3/2161 الكافي، ۱/۵/۵۵/۲ محمد عن أحمد عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ سَهْلٍ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ رِبْعِيٍّ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ قَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ: إِنَّ التَّفَكُّرَ يَدْعُو إِلَى الْبِرِّ وَ الْعَمَلِ بِهِ.

(ترجمہ) امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام علیہ السلام نے فرمایا: بے شک تفکر نیکی اور اس پر عمل کرنے کی طرف بلاتا ہے۔ ②

بیان:

أريد بالتفكر هنا ما يعم التفكر الذى مضى بيانه و الذى يأتى ذكره فى بيان الحديث النبوى و التفكر فى المعاملة التى بين العبد و ربه فإن الكل داع إلى البر و العمل به ثم التفكر فى المعاملة التى بين العبد و ربه أما تفكر فى حسنات العبد و سيئاته و أما تفكر فى صفات الله و أفعاله فإذا تفكر العبد فى حسناته هل هى تامة أو ناقصة موافقة للسنة أو مخالفة لها خالصة عن الشرك و الشك أو مشوبة بهما يدعوه لا محالة هذا التفكر إلى إصلاحها و تدارك ما فيها من الخلل و كذا إذا تفكر فى سيئاته و ما يترتب عليها من العقوبات و البعد عن الله يدعوه ذلك إلى الانتهاء عنها و تدارك ما أتى بها بالتوبة و الندم و إذا تفكر فى صفات الله و أفعاله من لطفه بعباده و إحسانه إليهم بسوابغ النعماء و بسط الآلاء و التكليف دون الطاقة و الوعد لعمل قليل بثواب جزيل و تسخيره له ما فى السماوات و الأرض و ما بينهما إلى غير ذلك يدعوه ذلك لا محالة إلى البر و العمل به و الرغبة فى الطاعات و الانتهاء عن المعاصى و هذا تفكر المتوسطين

⭘ یہاں پر غور وفکر سے میری مراد یہ جو اس تفکر سے عام ہے جس کے بارے میں پہلے بیان کیا گیا ہے اور جس کا ذکر حدیث نبوی میں آیا ہے اور بندے اور اس کے رب کے درمیان لین دین پر غور کرنا ہے کیونکہ ہر شخص نیکی اور اس پر عمل کرنے کی دعوت دیتا ہے۔ اس کے بعد بندے اور اس کے رب کے درمیان لین دین پر غور کرنا اور

---

① مرآۃ العقول: ۷/ ۳۴۱

② بحارالانوار: ۶۸/ ۳۲۲؛ تفسیر البرہان: ۱/ ۲۵۷ و ۲/ ۶۲۲؛ وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۱۹۶؛ مجموعہ ورام: ۲/ ۱۸۴

جہاں تک خدا کی صفات اور اس کے اعمال کے بارے میں غور کرنا ہے تو اگر بندہ اپنے اعمال صالحہ کے بارے میں سوچے تو کیا وہ سنت کے مطابق مکمل ہیں یا نامکمل، خالص؟ شرک اور شک سے یا ان سے داغدار، یہ سوچ لامحالہ اسے ان کی اصلاح اور ان کے عیبوں کی اصلاح کی دعوت دیتی ہے اور اسی طرح اگر وہ اپنے برے اعمال کے بارے میں سوچتا ہے اور جو کچھ وہ توبہ اور پشیمانی کے ساتھ لے کر آیا ہے اس کی اصلاح کر لے، اسے بہت زیادہ اجر ملے گا اور جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب اس کے لیے مسخر کر دیا جائے گا، یہ لازماً اسے نیکی، عمل کی طرف بلاتا ہے۔ اس پر، اور اطاعت کی خواہش اور اطاعت سے پرہیز کرنا۔ گناہ اور یہ اعتدال پسندوں کی سوچ ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے [1] لیکن میرے نزدیک سند حسن ہے کیونکہ اسماعیل بن سہل تفسیر قمی کا راوی ہے [2] اور ہم اس توثیق کو ترجیح دیتے ہیں (واللہ اعلم)

4/2162 الکافی، ۲/۵۴/۱/۱ الأربعة عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ كَانَ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: نَبِّهْ بِالتَّفَكُّرِ قَلْبَكَ وَ جَافِ عَنِ اَللَّيْلِ جَنْبَكَ وَ اِتَّقِ اَللَّهَ رَبَّكَ.

(ترجمہ) امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام فرمایا کرتے تھے: اپنے دل کو تفکر بیدار رکھ اور رات کو اپنے پہلو کو بستر سے دُور رکھ اور اپنے رب سے ڈرتا رہ۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف علی المشہور ہے [4] لیکن میرے نزدیک سند موثق ہے کیونکہ نوفلی اور سکونی دونوں ثقہ ثابت ہیں البتہ سکونی غیر امامی ہے (واللہ اعلم)

5/2163 الکافی، ۲/۵۴/۲/۱ عَلِيٌّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِهِ عَنْ أَبَانٍ عَنِ اَلصَّيْقَلِ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَمَّا يَرْوِي اَلنَّاسُ أَنَّ تَفَكُّرَ سَاعَةٍ خَيْرٌ مِنْ قِيَامِ لَيْلَةٍ قُلْتُ كَيْفَ يَتَفَكَّرُ

---

[1] مراۃ العقول: ۷/۲۲۳

[2] تفسیر القمی: ۱/۲۸۸

[3] تفسیر البرہان: ۱/۲۲۷ و ۲/۶۲۱؛ تفسیر کنز الدقائق: ۳/۲۹۱؛ بحار الانوار: ۶۸/۳۱۸؛ تفسیر الصافی: ۱/۴۰۸؛ ھدایۃ الامہ: ۵/۵۳۹؛ مجموعہ ورام: ۲/۱۸۳؛ امالی مفید: ۲۰۸

[4] مراۃ العقول: ۷/۳۳۸

https://www.shiabookspdf.com

قَالَ يَمُرُّ بِالْخَرِبَةِ أَوْ بِالدَّارِ فَيَقُولُ أَيْنَ سَاكِنُوكِ أَيْنَ بَانُوكِ مَا بَالُكِ لاَ تَتَكَلَّمِينَ.

ترجمہ: صیقل سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: یہ جو لوگ روایت کرتے ہیں کہ بے شک تفکر کی ایک گھڑی پوری رات کے قیام سے بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا: تفکر کیسے کیا جاتا ہے؟
آپؑ نے فرمایا: وہ کسی کھنڈر یا مکان کے پاس سے گزرے تو کہے: تیرے ساکن کہاں ہیں، تیرے بنانے والے کہاں ہیں، تجھے کیا ہو گیا ہے تو بولتا کیوں نہیں ہے؟[1]

بیان:

هذا التفكر المفسر به الحديث النبوي دون الأولين في الفضل ولعلّ الحديث أعم منه وإنما فسر على قدر رتبة المخاطب فإنّ تفكر كل أحد إنما يكون بحسب رتبته.

❂ اس غور و فکر کی وضاحت حدیثِ نبوی سے ہوتی ہے بغیر فضیلت میں پہلے دو کے اور شاید حدیث اس سے زیادہ عام ہو لیکن اس کی تشریح مخاطب کے درجے کے مطابق کی گئی اس لیے ہر ایک کی سوچ اس کے درجے کے مطابق ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مرسل ہے[2]

۱۵۔ باب الزهد وذم الدنيا

باب: زُہد اور دنیا کی مذمت

1/2164 الکافی، ۲/۱۲۸/۱/۱ محمد عن ابن عيسى عن السراد عَنِ الْهَيْثَمِ بْنِ وَاقِدٍ الْحَرِيرِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ قَالَ: مَنْ زَهِدَ فِي الدُّنْيَا أَثْبَتَ اللَّهُ الْحِكْمَةَ فِي قَلْبِهِ وَأَنْطَقَ بِهَا لِسَانَهُ وَبَصَّرَهُ عُيُوبَ الدُّنْيَا دَاءَهَا وَدَوَاءَهَا وَأَخْرَجَهُ مِنَ الدُّنْيَا سَالِماً إِلَى دَارِ السَّلاَمِ.

ترجمہ: ہیثم بن واقد حریری سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص دنیا میں زہد اختیار کرے اللہ اس

[1] الزھد: ۱۵؛ مشکاۃ الانوار: ۷۳؛ مجموعہ ورام: ۲/ ۱۸۳؛ وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۱۹۵؛ الفصول المہمہ: ۳/ ۷۸۳؛ تفسیر البرہان: ۱/ ۷۲۴ و ۲/ ۶۲۱؛ بحار الانوار: ۶۸/ ۳۲۰ و ۳۲۸

[2] مراۃ العقول: ۷/ ۳۲۰

کے دل میں حکمت کو ثبت کر دیتا ہے اور اس کی زبان کو اس سے گویا کرتا ہے اور اسے دنیا کے عیبوں، اس کی بیماری اور اس کے دوا کو دکھا دیتا ہے اور اس کو سلامتی کے ساتھ دار السلام (جنت) کی طرف نکال دیتا ہے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے [2] لیکن میرے نزدیک سند حسن ہے کیونکہ الہیثم بن واقد الجزری تفسیر قمی کا راوی اور ثقہ ہے [3] (واللہ اعلم)

2/2165 الکافی،۲/۱۲۸/۲/۱ عَلِيٌّ عَنْ أَبِيهِ وَ اَلْقَاسَانِيِّ جَمِيعاً عَنِ اَلْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَنْ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ: جُعِلَ اَلْخَيْرُ كُلُّهُ فِي بَيْتٍ وَ جُعِلَ مِفْتَاحُهُ اَلزُّهْدَ فِي اَلدُّنْيَا ثُمَّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ لاَ يَجِدُ اَلرَّجُلُ حَلاَوَةَ اَلْإِيمَانِ فِي قَلْبِهِ حَتَّى لاَ يُبَالِيَ مَنْ أَكَلَ اَلدُّنْيَا ثُمَّ قَالَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ حَرَامٌ عَلَى قُلُوبِكُمْ أَنْ تَعْرِفَ حَلاَوَةَ اَلْإِيمَانِ حَتَّى تَزْهَدَ فِي اَلدُّنْيَا.

(ترجمہ) حفص بن غیاث سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سنا، آپؑ فرما رہے تھے: کل کی کل نیکی ایک مکان میں قرار دی گئی ہے اور اس کی چابی دنیا میں زہد کو قرار دیا گیا ہے۔

پھر فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کوئی شخص اس وقت تک اپنے دل میں ایمان کی مٹھاس محسوس نہیں کر سکتا جب تک اس سے بے پروا نہ ہو جائے کہ دنیا کون کھا رہا ہے۔

پھر امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: تمہارے دلوں پر حرام کہ وہ مٹھاس ایمان کی معرفت حاصل کریں یہاں تک کہ تم دنیا میں زاہد (بے رغبت) ہو جاؤ۔ [4]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے [5] لیکن میرے نزدیک سند موثق ہے کیونکہ قاسم بن محمد کامل الزیارات کا راوی ہے اور سلیمان بن داؤد المنقری بھی ثقہ ہے (واللہ اعلم)

---

[1] وسائل الشیعہ: ۱۶/ ۱۰؛ بحار الانوار: ۲/ ۳۳ و ۷۰/ ۴۸؛ عوالم العلوم: ۲۰/ ۸۳۴؛ مستدرک الوسائل: ۱۲/ ۴۳؛ مشکاۃ الانوار: ۱۱۴

[2] مرآۃ العقول: ۸/ ۲۶۷

[3] المفید من معجم رجال الحدیث: ۶۵۷

[4] بحار الانوار: ۷۰/ ۴۹؛ وسائل الشیعہ: ۱۶/ ۱۲؛ مسند الامام الصادق: ۵/ ۲۵۸

[5] مرآۃ العقول: ۸/ ۲۶۸

https://www.shiabookspdf.com

3/2166 الکافی،۱/۳/۱۲۸/۲ علی عن العبیدی عَنْ یُونُسَ عَنِ اَلْخَزَّازِ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : إِنَّ مِنْ أَعْوَنِ اَلْأَخْلاَقِ عَلَى اَلدِّينِ اَلزُّهْدَ فِي اَلدُّنْيَا ۔

(ترجمہ) امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: دین میں اخلاق کا سب سے بڑا مددگار دنیا میں زہد ہے۔[1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے[2]

4/2167 الکافی،۱/۵/۱۲۹/۲ عَلِيٌّ عَنْ أَبِيهِ وَ اَلْقَاسَانِيِّ عَنِ اَلْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ اَلْمِنْقَرِيِّ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ هُوَ يَقُولُ: كُلُّ قَلْبٍ فِيهِ شَكٌّ أَوْ شِرْكٌ فَهُوَ سَاقِطٌ وَ إِنَّمَا أَرَادُوا بِالزُّهْدِ فِي اَلدُّنْيَا لِتَفْرُغَ قُلُوبُهُمْ لِلْآخِرَةِ ۔

(ترجمہ) سفیان بن عیینہ سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپ فرمار ہے تھے: ہر وہ دل جس میں شرک یا شک ہو وہ ساقط (گراہو) ہے اور انہوں نے دنیا میں زھد کا ارادہ کیا ہے تا کہ وہ اپنے دلوں کو آخرت کے لیے فارغ رکھیں۔[3]

بیان:

قد مضى هذا الحديث مع صدر له

❁ یہ گفتگو پہلے گزر چکی ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے[4] لیکن میرے نزدیک سند موثق ہے اور اس کی تفصیل ۲۱۶۵ کے تحت گزر چکی ہے (واللہ اعلم)

5/2168 الکافی،۱/۶/۱۲۹/۲ علی عن أبيه عن السراد عن العلاء عن محمد عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ

---

[1] مستدرک الوسائل: ۱۲/ ۴۲؛ وسائل الشیعہ: ۱۶/ ۱۲؛ مجموعہ ورام: ۲/ ۱۹۱؛ مشکاۃ الانوار: ۱۱۳؛ بحار الانوار: ۷۰/ ۵۰

[2] مراۃ العقول: ۸/ ۲۶۹

[3] مجموعہ ورام: ۲/ ۱۹۲؛ وسائل الشیعہ: ۱۶/ ۱۳؛ بحار الانوار: ۷۰/ ۵۲

[4] مراۃ العقول: ۸/ ۲۷۱

https://www.shiabookspdf.com

اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : إِنَّ عَلاَمَةَ اَلرَّاغِبِ فِي ثَوَابِ اَلْآخِرَةِ زُهْدُهُ فِي عَاجِلِ زَهْرَةِ اَلدُّنْيَا أَمَا إِنَّ زُهْدَ اَلزَّاهِدِ فِي هَذِهِ اَلدُّنْيَا لاَ يَنْقُصُهُ مِمَّا قَسَمَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ لَهُ فِيهَا وَ إِنْ زَهِدَ وَ إِنَّ حِرْصَ اَلْحَرِيصِ عَلَى عَاجِلِ زَهْرَةِ اَلْحَيَاةِ اَلدُّنْيَا لاَ يَزِيدُهُ فِيهَا وَ إِنْ حَرَصَ فَالْمَغْبُونُ مَنْ حُرِمَ حَظَّهُ مِنَ اَلْآخِرَةِ.

(ترجمہ) امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: بے شک دنیا کی چمک سے جلدی پرہیز کرنا آخرت کے ثواب میں راغب شخص کی علامت ہے۔ بے شک زاہد کا اس دنیا میں زہد اس چیز کو کم نہیں کرتا جو اللہ نے اس میں اس کے لیے تقسیم کی ہے اگرچہ وہ ترک کر دے اور بے شک زندگانی دنیا کی چمک پر حریص کا جلدی حرص کرنا اس میں (کوئی) اضافہ نہیں کرسکتا اگرچہ وہ حرص کرے۔ پس بے وقوف وہ ہے جو آخرت کے حصہ سے محروم رہے۔ [1]

بیان:

زهرة الدنيا بهجتها و نضارتها و حسنها و إن زهد أي و إن سعى في صرفها عن نفسه و إن حرص أي في تحصيلها فالمراد بالزهد و الحرص الأولين القلبيان و بالآخرين الجسمانيان

❁ ''زهرة الدنيا'' دنیا کا پھول اس کی خوشی، تازگی اور خوبصورتی ہے۔

''وان زهد'' اور اگر اس نے زہد اختیار کیا، یعنی اگر اس نے اسے اپنے سے ہٹانا چاہا۔

''وان حرص'' اور اگر وہ ان کو حاصل کرنے میں حریص ہو تو ترک اور جوش سے مراد وہ اول ہے جو دلی ہیں اور بعد والے ہیں جو جسمانی ہیں۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند حسن کالصحیح ہے [2] لیکن میرے نزدیک سند صحیح ہے۔ (واللہ اعلم)

6/2169 الكافي، ۲/۵۵/۱۳/۱ الاثنان عن أحمد عَنْ شُعَيْبِ بْنِ عَبْدِ اَللَّهِ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِهِ رَفَعَهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى أَمِيرِ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَقَالَ يَا أَمِيرَ اَلْمُؤْمِنِينَ أَوْصِنِي بِوَجْهٍ مِنْ وُجُوهِ اَلْبِرِّ أَنْجُو بِهِ قَالَ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أَيُّهَا اَلسَّائِلُ اِسْتَمِعْ ثُمَّ اِسْتَفْهِمْ ثُمَّ اِسْتَيْقِنْ ثُمَّ اِسْتَعْمِلْ وَ اِعْلَمْ أَنَّ اَلنَّاسَ ثَلاَثَةٌ زَاهِدٌ وَ صَابِرٌ وَ رَاغِبٌ فَأَمَّا اَلزَّاهِدُ فَقَدْ

---

[1] مشکاة الانوار: ۱۱۳؛ مجموعہ ورام: ۲/ ۱۹۲؛ وسائل الشیعہ: ۱۶/ ۱۱؛ بحار الانوار: ۷۰/ ۵۲؛ مستدرک الوسائل: ۱۲/ ۴۳؛ مستدرک سفینۃ البحار: ۴/ ۳۷۱

[2] مرآۃ العقول: ۸/ ۲۷۲

https://www.shiabookspdf.com

خَرَجَتِ الْأَحْزَانُ وَ الْأَفْرَاحُ مِنْ قَلْبِهِ فَلاَ يَفْرَحُ بِشَيْءٍ مِنَ الدُّنْيَا وَ لاَ يَأْسَى عَلَى شَيْءٍ مِنْهَا فَاتَهُ فَهُوَ مُسْتَرِيحٌ وَ أَمَّا الصَّابِرُ فَإِنَّهُ يَتَمَنَّاهَا بِقَلْبِهِ فَإِذَا نَالَ مِنْهَا أَلْجَمَ نَفْسَهُ عَنْهَا لِسُوءِ عَاقِبَتِهَا وَ شَنَآنِهَا لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَى قَلْبِهِ عَجِبْتَ مِنْ عِفَّتِهِ وَ تَوَاضُعِهِ وَ حَزْمِهِ وَ أَمَّا الرَّاغِبُ فَلاَ يُبَالِي مِنْ أَيْنَ جَاءَتْهُ الدُّنْيَا مِنْ حِلِّهَا أَوْ مِنْ حَرَامِهَا وَ لاَ يُبَالِي مَا دَنَّسَ فِيهَا عِرْضَهُ وَ أَهْلَكَ نَفْسَهُ وَ أَذْهَبَ مُرُوءَتَهُ فَهُمْ فِي غَمْرَةٍ يَضْطَرِبُونَ۔

(ترجمہ) شعیب بن عبداللہ نے اپنے کسی صحابی سے مرفوع روایت کی ہے، اس کا بیان ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں ایک بندہ حاضر ہوا اور عرض کیا: اے امیر المومنین علیہ السلام! مجھے نیکی کی راہوں میں سے ایک راہ کی نصیحت فرمائیں تا کہ میں اس کے ذریعے نجات پا سکوں۔

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: اے سائل! سنو، پھر سمجھو، پھر یقین حاصل کرو، پھر اس پر عمل کرو اور پھر جان لو کہ لوگ تین طرح کے ہیں: زاہد صابر اور راغب۔

جہاں تک زاہد کا تعلق ہے، تو یہ وہ ہے جس نے اپنے دل سے غموں اور خوشیوں کو نکال دیا ہے پس وہ دنیا کی کسی چیز پر خوش نہیں ہوتا اور اگر اس کی کوئی چیز اس سے چلی جائے تو وہ مایوس نہیں ہوتا تو یہ استراحت میں ہے۔

جہاں تک صابر کا تعلق ہے تو وہ اپنے دل میں اس کی تمنا کرتا ہے اور جب وہ اسے حاصل کر لیتا ہے تو اس کی بری عاقبت اور اس کے نتائج کی وجہ سے اپنے آپ کو اس سے لگام ڈال لیتا ہے (یعنی روک لیتا ہے)، اگر تو اس کے دل میں جھانکتا تو تو اس کی عفت، عاجزی اور استقامت پر تعجب کرتا۔

اور جہاں تک راغب کا تعلق ہے، تو اسے اس بات کی پرواہ نہیں کہ دنیا اس کے پاس کہاں سے آتی ہے، حلال سے ہے یا حرام سے اور اور اسے اس بات کی بھی پرواہ نہیں کہ اس نے اس کی عزت کو کس چیز سے نجس کیا، اس کے جان کو ہلاک کیا اور اس کی مروت (بہادری) کو چھین لیا، پس وہ گرداب میں مضطرب ہیں۔ [1]

بیان:

الشناءة علی وزن الشناعة البغض و الغمرة الشدة و الزحمة من الناس و الغمر من لم يجرب الأمور

۞ نفرت کے گھناؤنے وزن کے گھناؤنے پن۔

"الغمرة" لوگوں کی شدت اور ہجوم۔

[1] مجموعہ ورام: ۲/ ۱۶۱؛ عین الحیاۃ: ۱/ ۵۴۵

https://www.shiabookspdf.com

''الغمر'' غیر تجربہ شدہ چیزوں کا ڈوبنا۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مرسل ہے۔ [1]

7/2170 الکافی، ۱/۱۳/۴۵۹/۲ العدۃ عن سھل عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ يَزِيدَ عَمَّنْ ذَكَرَهُ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: قِيلَ لِأَمِيرِ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عِظْنَا وَ أَوْجِزْ فَقَالَ اَلدُّنْيَا حَلاَلُهَا حِسَابٌ وَ حَرَامُهَا عِقَابٌ وَ أَنَّى لَكُمْ بِالرَّوْحِ وَ لَمَّا تَأَسَّوْا بِسُنَّةِ نَبِيِّكُمْ تَطْلُبُونَ مَا يُطْغِيكُمْ وَ لاَ تَرْضَوْنَ مَا يَكْفِيكُمْ.

(ترجمہ) امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام سے عرض کیا گیا: آپؑ ہمیں وعظ کریں جو خلاصہ ہو۔ آپؑ نے فرمایا: دنیا کے حلال کا حساب ہے اور حرام پر عقاب ہے اور تمہیں راحت کیسے مل سکتی ہے جبکہ تم اپنے نبیؐ کی سنت سے سستی کرتے ہو، تم وہ چیز طلب کرتے ہو جو تمہیں سرکش بناتی ہے اور تم اس پر راضی نہیں ہوتے جو تمہیں کافی ہوتی ہے۔ [2]

بیان:

لعل المراد أن الراحة لا تكون في الدنيا إلا بترك فضولها و الاقتصار على ما لا بد منه في التزود للعقبى كما كان يفعل النبي صلى الله عليه وآله و أنتم وأنتم لا تتأسون به بل تتعبون وتطلبون ما يصير سبب طغيانكم الباعث على وقوعكم في الحرام الموجب للعقاب ومع ذلك ترجون الراحة ومن أين لكم بذلكم:

٭ شاید اس کا مطلب یہ ہے کہ اس دنیا میں آسودگی کا کوئی وجود نہیں سوائے اس کے کہ اسراف کو ترک کر دیا جائے اور اپنے آپ کو ان چیزوں تک محدود کر لیا جائے جو آخرت کی فراہمی کے لیے ضروری ہے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے۔ تمہیں اس پر ترس نہیں آتا بلکہ تم تھک ہار کر اس چیز کی تلاش میں رہتے ہو جو تمہارے ظلم کا سبب بنے، تمہارے اس حرام میں پڑنے کی وجہ جس میں سزا کی ضرورت ہے اور پھر بھی تم راحت کی امید رکھتے ہو اور یہ تمہیں کہاں سے ملے گا؟

---

[1] مرآۃ العقول: ۱۱/ ۳۶۵

[2] مسند الامام الصادق: ۵/ ۵۱۶

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف علی المشہور ہے[1]

8/2171 الکافی،۲/۱۲۹/۷/۱ محمد عن أحمد عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى اَلْخَثْعَمِيِّ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: مَا أَعْجَبَ رَسُولَ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ شَيْءٌ مِنَ اَلدُّنْيَا إِلاَّ أَنْ يَكُونَ فِيهَا جَائِعاً خَائِفاً ۔

(ترجمہ) طلحہ بن زید سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دنیا کی کسی چیز پر اس قدر تعجب نہیں ہوا جتنا اس کے اندر پائی جانے والی بھوک اور خوف پر ہوا۔[2]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف کالموثق ہے[3] لیکن میرے نزدیک سند موثق ہے کیونکہ طلحہ بن زید تفسیر قمی اور کامل الزیارات کا راوی ہے اور اس کی کتاب معتمد ہے[4] البتہ یہ غیر امامی ہے (واللہ اعلم)

9/2172 الکافی،۸/۱۶۳/۱۷۱ الثلاثة عَنْ هِشَامٍ وَ غَيْرِهِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: مَا كَانَ شَيْءٌ أَحَبَّ إِلَى رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ مِنْ أَنْ يَظَلَّ خَائِفاً جَائِعاً فِي اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ ۔

(ترجمہ) ہشام وغیرہ سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک اللہ کے لیے خوفزدہ (اور) بھوکا رہنے سے زیادہ کوئی چیز پسند نہیں تھی۔[5]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند حسن ہے[6] لیکن میرے نزدیک سند صحیح ہے (واللہ اعلم)

10/2173 الکافی،۲/۱۲۹/۸/۱ العدة عن البرقی عَنِ اَلْقَاسِمِ عَنْ جَدِّهِ عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: خَرَجَ اَلنَّبِيُّ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ هُوَ مَحْزُونٌ فَأَتَاهُ مَلَكٌ وَ مَعَهُ

[1] مرآۃ العقول: ۱۱/ ۳۷۸

[2] بحار الانوار: ۱۶/ ۲۶۶ و ۲۷۰/ ۵۳؛ مسند الامام الصادق: ۵/ ۲۵۸

[3] مرآۃ العقول: ۸/ ۲۷۳

[4] المفید من معجم رجال الحدیث: ۲۹۲

[5] الوافی: ۳/ ۱۰۷ ح ۱۳۲۳؛ وسائل الشیعہ: ۲۴/ ۲۴۳؛ الفصول المہمہ: ۲/ ۳۳۶؛ بحار الانوار: ۱۶/ ۲۷۹؛ مجموعہ ورام: ۲/ ۱۳۸؛ مسند الامام الصادق: ۲/ ۳۸۳

[6]

مَفَاتِيحُ خَزَائِنِ اَلْأَرْضِ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ هَذِهِ مَفَاتِيحُ خَزَائِنِ اَلْأَرْضِ يَقُولُ لَكَ رَبُّكَ اِفْتَحْ وَ خُذْ مِنْهَا مَا شِئْتَ مِنْ غَيْرِ أَنْ تُنْقَصَ شَيْئاً عِنْدِي فَقَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ اَلدُّنْيَا دَارُ مَنْ لاَ دَارَ لَهُ وَ لَهَا يَجْمَعُ مَنْ لاَ عَقْلَ لَهُ فَقَالَ اَلْمَلَكُ وَ اَلَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ نَبِيّاً لَقَدْ سَمِعْتُ هَذَا اَلْكَلاَمَ مِنْ مَلَكٍ يَقُولُهُ فِي اَلسَّمَاءِ اَلرَّابِعَةِ حِينَ أُعْطِيتُ اَلْمَفَاتِيحَ .

(ترجمہ) عبداللہ بن سنان سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (اپنے گھر سے) پریشانی کے عالم میں نکلے تو ایک فرشتہ آپؐ کے پاس حاضر ہوا جبکہ اس کے پاس زمین کے خزانوں کی چابیاں تھیں۔ پس اس نے عرض کیا: اے محمدؐ! یہ زمین کے خزانوں کی چابیاں ہیں۔ آپ کا رب آپؐ سے فرماتا ہے: ان میں سے جو کچھ آپؐ لینا چاہتے ہیں لے لیں بغیر اس کے کہ آپؐ میرے ہاں کسی چیز کی کمی ہو جائے گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دنیا اس کا گھر ہے جس کا کوئی گھر نہیں ہے اور اسے وہ جمع کرتا ہے جس کے پاس عقل نہیں ہے۔

اس فرشتے نے عرض کیا: مجھے قسم ہے اس ذات کی جس نے آپؐ کو برحق نبی مبعوث فرمایا! یہ بات میں نے ایک فرشتے سے چوتھے آسمان پر سنی تھی، وہ یہی کہہ رہا تھا جبکہ مجھے یہ چابیاں دی جارہی تھیں۔[1]

بیان:

لعل المراد أن الدنيا دار من لا دار له غيرها يعني من ليس له في الآخرة نصيب فإن من كان داره الآخرة لا يطمئن إلى الدنيا و لا يتخذها دارا و لا يقر فيها قرارا أو المراد أن من اتخذ الدنيا دارا فلا دار له لأنها لا تصلح للاستقرار و ليست بدار

شاید اس کا مطلب یہ ہو کہ یہ دنیا اس کا ٹھکانہ ہے جس کا اس کے سوا کوئی ٹھکانہ نہیں ہے یعنی جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں کیونکہ جس کا ٹھکانہ آخرت ہے اسے دنیا میں سکون نہیں ملتا۔ یہ ایک گھر کے طور پر ہے اور اس میں آباد نہیں ہے۔ اس میں فیصلہ ہے یا مراد یہ ہے کہ جو دنیا کو اپنا گھر سمجھے اس کے لیے کوئی گھر نہیں ہے کیونکہ یہ استقامت کے لیے موزوں نہیں ہے اور وہ گھر نہیں ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے[2] لیکن میرے نزدیک سند حسن ہے کیونکہ قاسم بن یحییٰ اور حسن بن راشد دونوں تفسیر

[1] بحارالانوار: ۱۶/ ۲۶۶ و ۲۰۷/ ۵۴؛ المحجۃ البیضاء: ۵/ ۳۶۲؛ مسند الامام الصادق: ۵/ ۲۵۹

[2] مرآۃ العقول: ۸/ ۲۷۴

قمی اور کامل الزیارات کے راوی ہیں اور دونوں امامی ہیں (واللہ اعلم)

11/2174 الکافی،۲/۱۲۹/۹/۱ الثلاثة عَنْ جَمِيلِ بْنِ دَرَّاجٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ قَالَ: مَرَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ بِجَدْيٍ أَسَكَّ مُلْقًى عَلَى مَزْبَلَةٍ مَيِّتاً فَقَالَ لِأَصْحَابِهِ كَمْ يُسَاوِي هَذَا فَقَالُوا لَعَلَّهُ لَوْ كَانَ حَيّاً لَمْ يُسَاوِ دِرْهَماً فَقَالَ اَلنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ الَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَلدُّنْيَا أَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ هَذَا الْجَدْيِ عَلَى أَهْلِهِ۔

(ترجمہ) جمیل بن دراج سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک میمنہ کے پاس سے گزرے جو مزبلہ (کچرے کے ڈھیر) پر مرا پڑا تھا۔ پس آپؐ نے اپنے اصحاب سے پوچھا: اس کی کتنی قیمت ہوسکتی ہے؟

انہوں نے عرض کیا: شاید، اگر یہ زندہ ہوتا تو اس کی قیمت ایک درہم کی بھی نہ ہوتی۔

نبی اکرمؐ نے فرمایا: مجھے قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یہ دنیا اپنے اہل کے لیے خدا کے نزدیک اس (مردہ) میمنہ سے بھی کم ہے۔ [1]

بیان:

الأسك المقطوع الأذنين خلقة

٭ ”الاسك“ کانوں کا کٹا ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند حسن کالصحیح ہے [2] لیکن میرے نزدیک سند صحیح ہے (واللہ اعلم)

12/2175 الکافی،۲/۱۳۰/۱۰/۱ علی عن الْقَاسَانِيِّ عَمَّنْ ذَكَرَهُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ قَالَ: إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ بِعَبْدٍ خَيْراً زَهَّدَهُ فِي الدُّنْيَا وَ فَقَّهَهُ فِي الدِّينِ وَ بَصَّرَهُ عُيُوبَهَا وَ مَنْ أُوتِيَهُنَّ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرَ الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ وَ قَالَ لَمْ يَطْلُبْ أَحَدٌ الْحَقَّ بِبَابٍ أَفْضَلَ مِنَ الزُّهْدِ فِي الدُّنْيَا وَ هُوَ ضِدٌّ لِمَا طَلَبَ أَعْدَاءُ الْحَقِّ قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ مِمَّا ذَا قَالَ مِنَ الرَّغْبَةِ فِيهَا وَ قَالَ أَ لاَ مِنْ صَبَّارٍ كَرِيمٍ فَإِنَّمَا هِيَ أَيَّامٌ قَلاَئِلُ أَلاَ إِنَّهُ حَرَامٌ عَلَيْكُمْ أَنْ تَجِدُوا طَعْمَ الْإِيمَانِ حَتَّى تَزْهَدُوا فِي الدُّنْيَا۔ قَالَ وَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ يَقُولُ: إِذَا تَخَلَّى الْمُؤْمِنُ مِنَ

[1] بحار الانوار:۷۰/۵۵؛ مسند الامام الصادق:۵/۲۵۹

[2] مرآۃ العقول:۸/۲۷۵

اَلدُّنْيَا سَمَا وَ وَجَدَ حَلاَوَةَ حُبِّ اَللَّهِ وَ كَانَ عِنْدَ أَهْلِ اَلدُّنْيَا كَأَنَّهُ قَدْ خُولِطَ وَ إِنَّمَا خَالَطَ اَلْقَوْمَ حَلاَوَةُ حُبِّ اَللَّهِ فَلَمْ يَشْتَغِلُوا بِغَيْرِهِ. قَالَ وَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ: إِنَّ اَلْقَلْبَ إِذَا صَفَا ضَاقَتْ بِهِ اَلْأَرْضُ حَتَّى يَسْمُوَ۔

(ترجمہ) عبداللہ بن قاسم سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب خدا کسی بندے کی بھلائی چاہتا ہے تو اسے دنیا میں زاہد، دین میں سمجھ بوجھ اور دنیا کے عیبوں سے بصیرت عطا فرماتا ہے اور جس کو یہ (تین) چیزیں مل جائیں اسے دنیا و آخرت کی ہر بھلائی مل گئی۔

نیز فرمایا: کسی نے حق کو زہد سے بہتر دروازے سے طلب نہیں کیا اور یہ دروازہ دشمنان حق کے دروازے کی ضد ہے۔

میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہوں! انہوں نے کس دروازہ سے اسے حاصل کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: دنیا میں رغبت کر کے۔

پھر فرمایا: بہت زیادہ صبر کرنے والے کریم سے جان لو! دنیا صرف چند روزہ ہے اور یہ تم پر حرام ہے تا کہ تم ایمان کا ذائقہ چکھ سکو یہاں تک کہ دنیا میں زاہد ہو جاو۔

راوی کا بیان ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سنا، آپؑ فرما رہے تھے: جب مومن دنیا سے خالی ہوتا ہے تو وہ بلند ہوتا ہے اور اللہ کی محبت کی مٹھاس محسوس کرتا ہے اور وہ اہل دنیا کے نزدیک دیوانہ ہوتا ہے اور در حقیقت ایسے لوگ اللہ کی محبت میں گھل مل گئے ہیں پس وہ اس کے علاوہ کسی چیز میں مشغول نہیں ہوتے۔

راوی کا بیان ہے کہ نیز میں نے آپؑ کو فرماتے ہوئے سنا، آپؑ فرما رہے تھے: جب دل صاف ہو تو اس پر زمین تنگ ہو جاتی ہے یہاں تک کہ وہ پرواز کر جاتا ہے۔[1]

بیان:

ما ذا أي ما ذا طلب أعداء الحق مطلوبهم إلا من صبار كريم استثناء من الرغبة يعني إلا أن تكون الرغبة فيها من صبار كريم فإنها لا تضره لأنه يزوي نفسه عنها و يزويها عن نفسه و يحتمل أن تكون الهمزة استفهامية و لا نافية و من مزيدة و المعنى ألا يوجد صبار كريم النفس يصبر عن الدنيا و يزهد فيها و إنما هي أيام قلائل و هو ترغيب في الزهد و تسهيل لتحصيله و السمو العلو و الارتفاع خولط أي فسد عقله بما خالطه من المفسد

[1] وسائل الشیعہ: ۱۶/ ۱۳ ح ۲۰۸۳۴؛ بحار الانوار: ۷۰/ ۵۵؛ مستدرک الوسائل: ۱۲/ ۴۳

❂ ''حماذا'' یعنی جو کچھ بھی حق کے دشمن چاہتے تھے۔

''الّامن صبار کریم ''خواہش کے استثناء کا مطلب یہ ہے کہ اس کی خواہش سخی کی طرف سے ہے کیونکہ یہ اسے نقصان نہیں پہنچاتی ہے اور وہ اپنے آپ کو اس سے دور کرتا ہے۔

''إنما هی أیام قلائل ''یہ صرف چند دن ہیں اور یہ ترک کرنے کی ترغیب اور اس کے حصول کی سہولت ہے۔

''خولط'' اس نے کسی بھی خراب دماغ کو اس کے ساتھ ملا دیا جو اس نے بگاڑنے والے سے ملایا

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے [1] لیکن میرے نزدیک سند مجہول مرسل ہے اور علی بن محمد قاسانی یعنی علی بن شیرۃ ثقہ ہے [2] (واللہ اعلم)

13/2176 الکافی، ۲/۱۳۰/۱۱/۱ عنه عَنِ اَلْقَاسَانِيِّ عَنِ اَلْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ اَلْمِنْقَرِيِّ عَنْ عَبْدِ اَلرَّزَّاقِ بْنِ هَمَّامٍ عَنْ مَعْمَرِ بْنِ رَاشِدٍ عَنِ اَلزُّهْرِيِّ [عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمِ بْنِ شِهَابٍ] قَالَ: سُئِلَ عَلِيُّ بْنُ اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ أَيُّ اَلْأَعْمَالِ أَفْضَلُ عِنْدَ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ فَقَالَ مَا مِنْ عَمَلٍ بَعْدَ مَعْرِفَةِ اَللَّهِ جَلَّ وَ عَزَّ وَ مَعْرِفَةِ رَسُولِهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ أَفْضَلَ مِنْ بُغْضِ اَلدُّنْيَا الحديث۔

(ترجمہ) محمد بن مسلم بن شہاب سے روایت ہے کہ امام زین العابدین علیہ السلام سے پوچھا گیا: اللہ کے نزدیک کون سا عمل افضل ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اللہ کی معرفت اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معرفت کے بعد بغض دنیا سے بڑھ کر کوئی عمل نہیں ہے، الحدیث۔ [3]

بیان:

یأتی تمامه فی باب حب الدنیا

❂ یہ مکمل حدیث ''باب حبّ الدّنیا'' میں آئے گی۔

---

[1] مراۃ العقول: ۸/ ۲۷۵

[2] المفید من معجم رجال الحدیث: ۳۹۹

[3] الوافی: ۵/ ۸۹۲ ح ۲۳ ۸۳؛ الکافی: ۲/ ۳۱۶ ح ۸؛ مشکاۃ الانوار: ۲۶۶؛ تفسیر البرہان: ۱/ ۱۸۲؛ بحار الانوار: ۷۰/ ۱۹ و ۵۹؛ تفسیر نور الثقلین: ۳/ ۲۱۸ و ۵/ ۵۵۷؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۰/ ۲۶۷ و ۱۳/ ۲۳۸

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے (۱)

14/2177 الکافی،۲/۱۳۱/۱۲/۱ الثلاثة عَنِ ابْنِ بُكَيْرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ : إِنَّ فِي طَلَبِ اَلدُّنْيَا إِضْرَاراً بِالْآخِرَةِ وَ فِي طَلَبِ اَلْآخِرَةِ إِضْرَاراً بِالدُّنْيَا فَأَضِرُّوا بِالدُّنْيَا فَإِنَّهَا أَوْلَى بِالْإِضْرَارِ .

(ترجمہ) امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک دنیا کے طلب کرنے میں آخرت کا نقصان ہے اور آخرت کے طلب کرنے میں دنیا کا ضرر ہے۔ پس تم دنیا کو ضرر پہنچاو کہ وہ ضرر پہنچانے کے لیے اولیٰ ہے۔ (۲)

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند حسن موثق کالصحیح ہے (۳)

15/2178 الکافی،۲/۱۳۱/۱۳/۱ محمد عن ابن عیسی عن علی بن الحکم عن الخراز عن اَلْحَذَّاءِ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ حَدِّثْنِي بِمَا أَنْتَفِعُ بِهِ فَقَالَ يَا أَبَا عُبَيْدَةَ أَكْثِرْ ذِكْرَ اَلْمَوْتِ فَإِنَّهُ لَمْ يُكْثِرْ إِنْسَانٌ ذِكْرَ اَلْمَوْتِ إِلاَّ زَهِدَ فِي اَلدُّنْيَا .

(ترجمہ) الحذاء سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا: آپ میرے لیے وہ چیز بیان کریں جو میرے لیے زیادہ فائدہ مند ہو۔

آپ نے فرمایا: اے ابوعبیدہ! موت کو زیادہ یاد کرو کیونکہ انسان موت کو زیادہ یاد نہیں کرتا ہے مگر یہ کہ وہ دنیا میں زاہد بن جاتا ہے۔ (۴)

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے (۵)

---

(۱) مراۃ العقول:۱۰/ ۲۳۳

(۲) بحارالانوار:۷۰/ ۶۱؛ وسائل الشیعہ:۱۶/ ۱۷؛ مجموعہ ورام:۲/ ۱۹۲؛ مشکاۃ الانوار:۱۱۶

(۳) مراۃ العقول:۸/ ۲۸۱

(۴) مجموعہ ورام:۲/ ۱۹۳؛ وسائل الشیعہ:۲/ ۳۳۳؛ بحارالانوار:۷۰/ ۶۴؛ الکافی:۳/ ۲۵۵؛ الوافی:۲۳/ ۱۸۹ ح ۲۳۸۷۲

(۵) مراۃ العقول:۸/ ۲۸۵؛ منازل الآخرۃ قمی:۸۳؛ مستدرک الوسائل؛ مستمسک العروۃ:۳/ ۳۲

16/2179 الکافی ۱/۱۳/۱۳۱/۲،۲ عَنْهُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَلْحَكَمِ عَنِ اَلْحَكَمِ بْنِ أَيْمَنَ عَنْ دَاوُدَ اَلْأَبْزَارِيِّ قَالَ قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : مَلَكٌ يُنَادِي كُلَّ يَوْمٍ اِبْنَ آدَمَ لِدْ لِلْمَوْتِ وَ اِجْمَعْ لِلْفَنَاءِ وَ اِبْنِ لِلْخَرَابِ.

(ترجمہ) داود ابزاری سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: فرشتہ ہر روز یہ ندا دیتا ہے: ابن آدم! موت کے لیے پیدا کرو، فناء کے لیے جمع کرو اور ڈھائے جانے کے لیے عمارتیں بناو۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے [2]

17/2180 الکافی ۳۶۹/۳۰۴/۸،۸ الثلاثة عَنِ اَلْوَلِيدِ بْنِ صَبِيحٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أَنَّهُ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَيْهِ يَوْماً فَأَلْقَى إِلَيَّ ثِيَاباً وَ قَالَ يَا وَلِيدُ رُدَّهَا عَلَى مَطَاوِيهَا فَقُمْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ رَحِمَ اَللَّهُ اَلْمُعَلَّى بْنَ خُنَيْسٍ فَظَنَنْتُ أَنَّهُ شَبَّهَ قِيَامِي بَيْنَ يَدَيْهِ بِقِيَامِ اَلْمُعَلَّى بَيْنَ يَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ أُفٍّ لِلدُّنْيَا أُفٍّ لِلدُّنْيَا إِنَّمَا اَلدُّنْيَا دَارُ بَلاَءٍ يُسَلِّطُ اَللَّهُ فِيهَا عَدُوَّهُ عَلَى وَلِيِّهِ وَ إِنَّ بَعْدَهَا دَاراً لَيْسَتْ هَكَذَا فَقُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ وَ أَيْنَ تِلْكَ اَلدَّارُ فَقَالَ هَاهُنَا وَ أَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى اَلْأَرْضِ.

(ترجمہ) ولید بن صبیح سے روایت ہے کہ میں ایک دن امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس گیا تو آپؑ نے مجھے کپڑے کے ایک ٹکڑا دیا اور فرمایا: اے ولید! اسے اس کے کونوں پر تہہ کو دو۔ پس میں آپؑ کے سامنے کھڑا ہو گیا تو امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: خدا معلی بن خنیس پر رحمت کرے۔

سو میں نے خیال کیا کہ میرے آپؑ کے سامنے کھڑے ہونے کو آپؑ معلی بن خنیس کے سامنے کھڑے ہونے سے تشبیہ دے رہے ہیں۔ پھر آپؑ نے فرمایا: اف اس دنیا کے لیے، اف اس دنیا کے لیے! دنیا بلا کا گھر ہے جس میں اللہ تعالیٰ اپنے دشمنوں کو اپنے دوستوں پر غالب کر دیتا ہے لیکن یقیناً اس کے بعد ایک گھر ہے جو ایسا نہیں ہے۔

میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہوں! وہ گھر کہاں ہے؟

---

[1] مشکاۃ الانوار: ۳۰۵؛ بحار الانوار: ۷۰/ ۶۳؛ سفینۃ النجاۃ: ۹: ۲۳۹؛ مسند الامام الباقرؑ: ۲/ ۱۹۸

[2] مرآۃ العقول: ۸/ ۲۸۵

https://www.shiabookspdf.com

آپؑ نے فرمایا: یہاں ہے اور اپنے ہاتھ سے زمین کی طرف اشارہ کیا۔ [1]

بیان:

ردها على مطاويها أي مثنياتها كما كانت حال كونها مطوية ذكرع معلى بن خنيس و خدمته إياه بعد قتله على يدي عدو الله فترحم عليه و تأفف للدنيا و كنى بعدو الله عن داود بن على قاتل المعلى و بولى الله عن المعلى و بالأرض عن القبر بمعنى الآخرة

✪ ''ردها على مطاويها'' اسے اس کی تہوں میں لوٹانا یعنی اس کے تہوں میں جیسا کہ تہہ کرنے کی حالت میں تھا، معاذ بن خنیس کا ذکر کرنا اور دشمنان خدا کے ہاتھوں اس کے قتل کے بعد ان کی خدمت کا ذکر کرنا، پس اس پر رحم کرو۔ اس پر دنیا کے لیے ندامت تھی اور اسے داؤد بن علی کی طرف سے دشمنان خدا، معلّٰی کا قاتل، اور قبر سے زمین پر۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے [2] یا پھر حسن ہے [3] اور میرے نزدیک سند حسن کالصحیح ہے (واللہ اعلم)۔

18/2181 الكافي، ۱/۱۵/۱۳۱/۲ محمد عن ابن عيسى عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَلْحَكَمِ عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبَانٍ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ عَلِيُّ بْنُ اَلْحُسَيْنِ صَلَوَاتُ اَللَّهِ عَلَيْهِ: إِنَّ اَلدُّنْيَا قَدِ اِرْتَحَلَتْ مُدْبِرَةً وَإِنَّ اَلْآخِرَةَ قَدِ اِرْتَحَلَتْ مُقْبِلَةً وَلِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا بَنُونَ فَكُونُوا مِنْ أَبْنَاءِ اَلْآخِرَةِ وَ لاَ تَكُونُوا مِنْ أَبْنَاءِ اَلدُّنْيَا أَلاَ وَ كُونُوا مِنَ اَلزَّاهِدِينَ فِي اَلدُّنْيَا اَلرَّاغِبِينَ فِي اَلْآخِرَةِ أَلاَ إِنَّ اَلزَّاهِدِينَ فِي اَلدُّنْيَا اِتَّخَذُوا اَلْأَرْضَ بِسَاطاً وَ اَلتُّرَابَ فِرَاشاً وَ اَلْمَاءَ طِيباً وَ قُرِّضُوا مِنَ اَلدُّنْيَا تَقْرِيضاً أَلاَ وَ مَنِ اِشْتَاقَ إِلَى اَلْجَنَّةِ سَلاَ عَنِ اَلشَّهَوَاتِ وَ مَنْ أَشْفَقَ مِنَ اَلنَّارِ رَجَعَ عَنِ اَلْمُحَرَّمَاتِ وَ مَنْ زَهِدَ فِي اَلدُّنْيَا هَانَتْ عَلَيْهِ اَلْمَصَائِبُ أَلاَ إِنَّ لِلَّهِ عِبَاداً كَمَنْ رَأَى أَهْلَ اَلْجَنَّةِ فِي اَلْجَنَّةِ مُخَلَّدِينَ وَ كَمَنْ رَأَى أَهْلَ اَلنَّارِ فِي اَلنَّارِ مُعَذَّبِينَ شُرُورُهُمْ مَأْمُونَةٌ وَ قُلُوبُهُمْ مَحْزُونَةٌ أَنْفُسُهُمْ عَفِيفَةٌ وَ حَوَائِجُهُمْ خَفِيفَةٌ صَبَرُوا أَيَّاماً قَلِيلَةً فَصَارُوا بِعُقْبَى رَاحَةٍ طَوِيلَةٍ أَمَّا اَللَّيْلَ فَصَافُّونَ أَقْدَامَهُمْ تَجْرِي دُمُوعُهُمْ عَلَى خُدُودِهِمْ وَ هُمْ يَجْأَرُونَ إِلَى رَبِّهِمْ

---

[1] مختصر البصائر: ۱۶۷؛ منتہی الآمال قمی: ۲/ ۲۸۲؛ مسند امام الصادق: ۲۰/ ۳۳۶

[2] بحوث فی علم الرجال: ۱۲۶؛ الاجتہاد والتقلید سند: ۳۱۹؛ الرجعة بین الظہور والمعاد سند: ۱/ ۲۷۵؛ منتہی المقال فی الدرایہ والرجال مرعی: ۷/ ۲۳

[3] مرآۃ العقول: ۲۶/ ۳۸۶؛ بہجۃ الآمال فی شرح زبدۃ المقال: ۷/ ۵۳

يَسْعَوْنَ فِي فَكَاكِ رِقَابِهِمْ وَ أَمَّا اَلنَّهَارَ فَحُلَمَاءُ عُلَمَاءُ بَرَرَةٌ أَتْقِيَاءُ كَأَنَّهُمُ اَلْقِدَاحُ قَدْ بَرَاهُمُ اَلْخَوْفُ مِنَ اَلْعِبَادَةِ يَنْظُرُ إِلَيْهِمُ اَلنَّاظِرُ فَيَقُولُ مَرْضَى وَ مَا بِالْقَوْمِ مِنْ مَرَضٍ أَمْ خُولِطُوا فَقَدْ خَالَطَ اَلْقَوْمَ أَمْرٌ عَظِيمٌ مِنْ ذِكْرِ اَلنَّارِ وَمَا فِيهَا.

(ترجمہ) امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا: دنیا پیچھے کی طرف جارہی ہے اور آخرت آگے بڑھ رہی ہے اور ان دونوں میں سے ہر ایک کے اپنے بیٹے ہیں پس تمہیں آخرت کے بیٹوں میں سے ہونا چاہیے اور اس دنیا کے بیٹوں میں سے نہیں ہونا چاہیے، تمہیں ان لوگوں میں سے ہونا چاہیے جنہوں نے دنیاوی معاملات میں اپنی دلچسپی کم کر دی ہے اور ان لوگوں میں سے (ہونا چاہیے) جو آخرت میں سنجیدہ ہیں۔ آگاہ ہو جاو کہ دنیاوی معاملات میں کم دلچسپی رکھنے والوں نے زمین کو اپنا مسکن، مٹی کو اپنا بچھونا، پانی کو عطر بنالیا ہے اور پوری سنجیدگی کے ساتھ اس دنیا سے کٹ گئے ہیں۔ آگاہ ہو جاو کہ جن لوگوں کو جنت کا شوق ہے وہ خواہشات سے پاک ہو جاتے ہیں اور جو لوگ آگ سے ڈرتے ہیں وہ محرمات سے منہ موڑ چکے ہیں۔ جو دنیا کے معاملات میں اپنی دلچسپیوں کو کم کرتا ہے اس کے لیے مشکلات آسان ہو جاتی ہیں۔ آگاہ ہو جاو کہ خدا کے کچھ بندے ایسے بھی ہیں جو جنت والوں کو جنت میں ہمیشہ رہتے ہوئے دیکھ رہے ہوتے ہیں اور اہل جہنم کو جہنم میں ہمیشہ عذاب میں مبتلا دیکھ رہے ہیں۔ ان کے شر سے مکمل امن ہے، ان بندوں کے دل غمگین ہیں، ان کی روح پاکیزہ ہے اور ان کی حاجتیں بہت ہلکی ہیں، وہ چند مختصر دنوں کے لیے صبر کا مظاہرہ کرتے ہیں جس کے بعد بہت دیرپا سکون ملتا ہے، وہ رات کو اپنے پیروں پر سیدھے کھڑے ہوتے ہیں اور آنسوان کے گالوں پر آجاتے ہیں، وہ اپنے رب کے حضور التجا کرتے ہیں اور اپنی گردن (گناہوں سے) آزاد کرنے کے لیے جدو جہد کرتے ہیں، وہ دن میں بردبار علماء، بہت نیک اور متقی ہیں، وہ عبادت کے وقت خوف خدا کی وجہ سے کمزور شاخ کی مانند لرز رہے ہوتے ہیں، ان کو دیکھ کر کوئی بھی سوچ سکتا ہے کہ وہ بیماری میں مبتلا ہیں۔ درحقیقت انہیں کوئی بیماری نہیں ہے اور نہ ہی دیوانے ہیں لیکن یہ لوگ آگ اور اس میں شامل تمام چیزوں کے امر عظیم میں گرفتار ہو گئے ہیں۔ [1]

بیان:

القرض القطع أي قطعوا أنفسهم من الدنيا تقطيعا بإقلاع قلوبهم عنها سلا عن الشهوات نسيها أشفق خاف يجأرون يتضرعون و القدح بالكسر السهم بلا ريش و لا نصل شبههم في نحافة أبدانهم بالأسهم ثم ذكر مايستعمل في السهم أعني البري و هو النحت من العبادة أي من

[1] بحارالانوار: ۷۰ / ۴۳؛ مسند امام السجادؑ: ۲ / ۳۹۳

كثرتها أن تعلق بقوله كأنهم القداح أو من قلتها أن تعلق بالخوف

❁ ''القرض'' ٹکڑے ٹکڑے ہونا یعنی دنیا سے ٹکڑوں میں کٹ جاتے ہیں اس سے اپنے دل کو چھوڑ کر۔

''سلاعن الشهوات'' وہ خواہشات جو وہ بھول گیا۔

''اشفق'' وہ خوف زدہ ہوا

''یجارون'' وہ دعا کرتے ہیں۔

''القدح'' کسرہ کے ساتھ، ایک تیر جس میں پنکھ نہ ہوں وہ ان کے جسم کے پتلے پن میں تیروں سے مشابہت رکھتے ہیں، پھر اس نے کیا ذکر کیا کہ یہ تیر میں استعمال ہوتا ہے، میرا مطلب جنگلی ہے، اور یہ عبادت کی تراش خراش ہے یعنی اس کی کثرت سے، جو کچھ کہتا ہے اس سے منسلک ہونا گویا وہ ہلکے ہیں یا اس کے چھوٹے ہونے سے، منسلک ہونا خوف کے ساتھ۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے [1] لیکن میرے نزدیک سند حسن ہے کیونکہ عمر بن ابان الکلبی ثقہ ہے۔ [2]

19/2182 الکافی،۲/۱۳۲/۱۶/۱ عَنْهُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَلْحَكَمِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ اَلْمُؤْمِنِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَقَالَ يَا جَابِرُ وَ اَللَّهِ إِنِّي لَمَحْزُونٌ وَ إِنِّي لَمَشْغُولُ اَلْقَلْبِ قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ وَ مَا شَغَلَكَ وَ مَا حَزَنَ قَلْبَكَ فَقَالَ يَا جَابِرُ إِنَّهُ مَنْ دَخَلَ قَلْبَهُ صَافِي خَالِصِ دِينِ اَللَّهِ شُغِلَ قَلْبُهُ عَمَّا سِوَاهُ يَا جَابِرُ مَا اَلدُّنْيَا وَ مَا عَسَى أَنْ تَكُونَ اَلدُّنْيَا هَلْ هِيَ إِلاَّ طَعَامٌ أَكَلْتَهُ أَوْ ثَوْبٌ لَبِسْتَهُ أَوِ اِمْرَأَةٌ أَصَبْتَهَا يَا جَابِرُ إِنَّ اَلْمُؤْمِنِينَ لَمْ يَطْمَئِنُّوا إِلَى اَلدُّنْيَا بِبَقَائِهِمْ فِيهَا وَ لَمْ يَأْمَنُوا قُدُومَهُمُ اَلْآخِرَةَ يَا جَابِرُ اَلْآخِرَةُ دَارُ قَرَارٍ وَ اَلدُّنْيَا دَارُ فَنَاءٍ وَ زَوَالٍ وَ لَكِنْ أَهْلُ اَلدُّنْيَا أَهْلُ غَفْلَةٍ وَ كَأَنَّ اَلْمُؤْمِنِينَ هُمُ اَلْفُقَهَاءُ أَهْلُ فِكْرَةٍ وَ عِبْرَةٍ لَمْ يُصِمَّهُمْ عَنْ ذِكْرِ اَللَّهِ جَلَّ اِسْمُهُ مَا سَمِعُوا بِآذَانِهِمْ وَ لَمْ يُعْمِهِمْ عَنْ ذِكْرِ اَللَّهِ مَا رَأَوْا مِنَ اَلزِّينَةِ بِأَعْيُنِهِمْ فَفَازُوا بِثَوَابِ اَلْآخِرَةِ كَمَا فَازُوا بِذَلِكَ اَلْعِلْمِ وَ اِعْلَمْ يَا جَابِرُ أَنَّ أَهْلَ اَلتَّقْوَى أَيْسَرُ أَهْلِ اَلدُّنْيَا مَئُونَةً وَ أَكْثَرُهُمْ لَكَ مَعُونَةً تَذْكُرُ فَيُعِينُونَكَ وَ إِنْ نَسِيتَ ذَكَّرُوكَ قَوَّالُونَ بِأَمْرِ اَللَّهِ

---

[1] مرآۃ العقول:۸/۲۸۶

[2] المفید من معجم رجال الحدیث:۴۲۳

قَوَّامُونَ عَلَى أَمْرِ اللَّهِ قَطَعُوا مَحَبَّتَهُمْ بِمَحَبَّةِ رَبِّهِمْ وَ وَحَشُوا الدُّنْيَا لِطَاعَةِ مَلِيكِهِمْ وَ نَظَرُوا إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ إِلَى مَحَبَّتِهِ بِقُلُوبِهِمْ وَ عَلِمُوا أَنَّ ذَلِكَ هُوَ الْمَنْظُورُ إِلَيْهِ لِعَظِيمِ شَأْنِهِ فَأَنْزِلِ الدُّنْيَا كَمَنْزِلٍ نَزَلْتَهُ ثُمَّ ارْتَحَلْتَ عَنْهُ أَوْ كَمَالٍ وَجَدْتَهُ فِي مَنَامِكَ فَاسْتَيْقَظْتَ وَ لَيْسَ مَعَكَ مِنْهُ شَيْءٌ إِنِّي [إِنَّمَا] ضَرَبْتُ لَكَ هَذَا مَثَلاً لِأَنَّهَا عِنْدَ أَهْلِ اللُّبِّ وَ الْعِلْمِ بِاللَّهِ كَفَيْءِ الظِّلَالِ يَا جَابِرُ فَاحْفَظْ مَا اسْتَرْعَاكَ اللَّهُ جَلَّ وَ عَزَّ مِنْ دِينِهِ وَ حِكْمَتِهِ وَ لَا تَسْأَلَنَّ عَمَّا لَكَ عِنْدَهُ إِلَّا مَا لَهُ عِنْدَ نَفْسِكَ فَإِنْ تَكُنِ الدُّنْيَا عَلَى غَيْرِ مَا وَصَفْتُ لَكَ فَتَحَوَّلْ إِلَى دَارِ الْمُسْتَعْتَبِ فَلَعَمْرِي لَرُبَّ حَرِيصٍ عَلَى أَمْرٍ قَدْ شَقِيَ بِهِ حِينَ أَتَاهُ وَ لَرُبَّ كَارِهٍ لِأَمْرٍ قَدْ سَعِدَ بِهِ حِينَ أَتَاهُ وَ ذَلِكَ قَوْلُ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ (وَلِيُمَحِّصَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَ يَمْحَقَ الْكَافِرِينَ) .

ترجمہ: جابر سے روایت ہے کہ میں امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؑ نے فرمایا: اے جابر! اللہ کی قسم! میں بہت غمگین ہوں اور میرا دل مصروف ہے۔

میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہوں! آپؑ کے دل پر کس چیز نے قبضہ کر رکھا ہے اور آپؑ کے غم کی وجہ کیا ہے؟ آپؑ نے فرمایا: اے جابر! اگر اللہ کا دین اپنی خالص صورت میں کسی کے دل میں داخل ہو جائے تو وہ دل کو دوسری چیزوں سے روگردان کر دیتا ہے۔ اے جابر! دنیا کیا ہے اور کوئی سوچ سکتا ہے کہ یہ کیا ہو سکتی ہے؟ کیا یہ کھانے کے لیے کھانا، پہننے کے لیے کپڑا اور عورت سے بڑھ کر ہے جو تمہیں مل جائے؟ اے جابر! مومن اس (دنیا) میں باقی رہنے سے مطمئن نہیں ہوتے اور آخرت کے آنے سے بھی محفوظ نہیں ہوتے۔ اے جابر! آخرت دائمی گھر ہے اور یہ دنیا ختم اور گزر رہی ہے لیکن اہل دنیا غافل ہیں جبکہ اہلِ ایمان وہ فقہاء ہوتے ہیں جو سوچنے والے ہوتے ہیں، سبق سیکھنے والے ہوتے ہیں، وہ اللہ کے ذکر سے پھرے نہیں ہوتے جو کچھ اللہ کا ذکر اپنے کانوں سے سنتے ہیں اور ان کی آنکھیں اللہ کا ذکر کرنے میں اندھی نہیں ہوتیں اس وجہ سے کہ وہ دنیاوی آسائشیں دیکھتے ہیں۔ جس طرح وہ اس علم کو حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں اسی طرح وہ آخرت کے انعامات حاصل کرنے میں بھی کامیاب ہو گئے ہیں۔ اے جابر! تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ متقی لوگ سب سے کم خرچ اور دوسروں کے لیے سب سے زیادہ مددگار ہوتے ہیں، اگر تم ان کے بارے میں بات کرو گے تو وہ تمہاری مدد کریں گے اور اگر تم انہیں بھول جاو گے تو وہ تمہاری بات کریں گے، وہ اللہ کے احکامات کے لیے سب سے زیادہ بولنے والے اور اللہ کے احکامات کی تعمیل میں ثابت قدم ہیں، انہوں نے اپنے رب کی محبت سے (دوسروں کی) محبت ترک کر دی ہے اور اپنے مالک اور بادشاہ کی فرمانبرداری کے لیے اپنے آپ کو دنیا سے منقطع

https://www.shiabookspdf.com

کرلیا ہے، وہ اللہ کی طرف دیکھتے ہیں جو سب سے زیادہ عظمت والا، سب سے زیادہ مقدس ہے اور اس کی محبت کو اپنے دل سے دیکھتے ہیں اور یہ جان چکے ہیں کہ اس کے عظیم مقام کی وجہ سے انہیں یہی دیکھنا ہے۔ اس طرح انہوں نے دنیا کو ایک عارضی جگہ سمجھا ہے اور پھر ہمیشہ کے لیے چھوڑ دیا ہے یا کسی ایسی جائیداد کی مانند (سمجھا) ہے جو خواب میں دیکھے اور جاگنے پر اس کا کوئی نشان نہ ملے۔ میں تمہیں یہ مثال اس لیے دیتا ہوں کہ عقل اور اللہ کے علم والوں کے لیے یہ تیزی سے گزرنے والے سائے کی طرح ہے۔ اے جابر! اس چیز کی حفاظت کرو جس کی اللہ تم سے توقع رکھتا ہے کہ وہ اپنے دین اور حکمت کی حفاظت کرے۔ اے جابر! اس چیز کی حفاظت کرو جس کی اللہ اپنے دین اور حکمت میں سے تم سے توقع رکھتا ہے، جو کچھ تیرے لیے اس کے پاس ہے اس کے بارے میں سوال نہ کرو مگر یہ کہ اس کا جو کچھ تیرے نفس کے پاس ہے۔ پس اگر دنیا اس کے علاوہ ہے جو میں نے تمہارے لیے بیان کی ہے تو اسے ایک گھر (ایک اصلاحی سہولت) سمجھو جہاں تم اپنی اصلاح کی کوشش کر سکتے ہیں۔ مجھے اپنی زندگی کی قسم! بہت سے ایسے ہیں جو کسی چیز کے لیے حریص ہوتے ہیں لیکن جب وہ اسے حاصل کر لیتے ہیں تو وہ اس کی وجہ سے بدبخت ہو جاتے ہیں اور بہت سے ایسے ہوتے ہیں جو کسی چیز کو ناپسند کرتے ہیں لیکن جب وہ اسے پا لیتے ہیں تو وہ خوش نصیب ہو جاتے ہیں اور اللہ کا یہ قول اسی بارے میں ہے: ''اور تا کہ اللہ ایمان والوں کو پاک کر دے اور کافروں کو مٹا دے۔ (آل عمران: ۱۴۱)۔''[1]

بیان:

قطعوا محبتهم یعنی عن کل شیء و الاسترعاء طلب الرعایة و لعل المراد بقوله و لا تسألن عما لك عنده إنك لا تحتاج إلی أحد تسأله عن ثوابك عند الله إذ لیس ذلك إلا بقدر ما له عند نفسك أعنی بقدر رعایتك دینه و حکمته فاجعله المسئول و تعرف ذلك منه أو المراد لا تسأل عن ذاك بل سل عن هذا فإنك إنما تفوز بذاك بقدر رعایتك هذا ثم قال ع فإن تكن الدنیا عندك علی غیر ما وصفت لك فتكون تطمئن إلیها فعلیك أن تتحول فیها إلی دار ترضی فیها ربك یعنی أن تكون فی الدنیا ببدنك و فی الآخرة بروحك تسعی فی فكاك رقبتك و تحصیل رضاء ربك عنك حتی یأتیك الموت و هذا الحدیث مما ذكره الحسن بن علی بن شعبة فی تحف العقول و لم یذكر فیه لفظة غیر و علی هذا فلا حاجة إلی التكلف فی معناه و التمحیص الابتلاء و الاختبار

[1] بحارالانوار: ۷۰/ ۳۶؛ مجموعہ ورام: ۲/ ۱۹۳؛ مسند الامام الباقرؑ: ۲/ ۳۷۸

https://www.shiabookspdf.com

"قطعوا محبتهم" انہوں نے ہر چیز سے اپنی محبت کاٹ دی۔

"الاسترعاء" رعایت طلب کرنا۔

"و لا تسألن عما لك عندہ" شاید امام علیہ السلام کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اور جو کچھ اس کے پاس ہے وہ مت پوچھو، یہ ہے کہ تمہیں خدا کے پاس اپنے اجر کے بارے میں کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ یہ صرف اتنا ہی ہے جتنا اس کے پاس ہے۔

میرا مطلب ہے کہ جتنا آپ اس کے دین اور اس کی حکمت کا خیال رکھتے ہیں، اس لیے اسے ذمہ دار بنائیں اور جان لیں کہ اس سے کیا مراد ہے اس کے بارے میں نہ پوچھیں، بلکہ اس کے بارے میں پوچھیں کیونکہ آپ صرف اپنے خیال کے مطابق اسے جیتتے ہیں۔

پھر اس کے بعد امام علیہ السلام نے فرمایا:

فإن تكن الدنيا عندك على غير ما وصفت لك فتكون تطمئن إليها فعليك أن تتحول فيها إلى دار ترضى فيها ربك

اگر دنیا اس سے مختلف ہے جو تیرے لیئے بیان کی گئی ہے تو تم اس سے مطمئن رہو، تجھے اسے ایک گھر میں تبدیل کرنا چاہیے جس کے بارے میں تجھ سے تیرا رب راضی ہو۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ دنیا میں اپنے جسم کے ساتھ ہیں اور آخرت میں اپنی روح کے ساتھ، اپنی گردن کو آزاد کرنے اور آپ کے ساتھ اپنے رب کی خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں یہاں تک کہ آپ کو موت آجائے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے [1] لیکن میرے نزدیک سند موثق ہے کیونکہ ابی عبداللہ مومن یعنی زکریا بن محمد بن کامل الزیارات کا راوی ہے لہٰذا ہم توثیق کو تضعیف پر ترجیح دیتے ہیں البتہ یہ غیر امامی ہے۔ (واللہ اعلم)۔

20/2183 الکافی، ۲/۱۳۴/۱۷/۱ عَنْهُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَلْحَكَمِ عَنْ مُوسَى بْنِ بَكْرٍ عَنْ أَبِي إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ: قَالَ قَالَ أَبُو ذَرٍّ رَحِمَهُ اَللَّهُ جَزَى اَللَّهُ اَلدُّنْيَا عَنِّي مَذَمَّةً بَعْدَ رَغِيفَيْنِ مِنَ اَلشَّعِيرِ أَتَغَدَّى بِأَحَدِهِمَا وَ أَتَعَشَّى بِالْآخَرِ وَ بَعْدَ شَمْلَتَيِ اَلصُّوفِ أَتَّزِرُ بِإِحْدَاهُمَا وَ أَتَرَدَّى بِالْأُخْرَى

(ترجمہ) موسیٰ بن بکر سے روایت ہے کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا: حضرت ابوذر، اللہ ان پر رحمت کرے، نے فرمایا:

---

[1] مرآۃ العقول: ۸/ ۲۹۱

https://www.shiabookspdf.com

اللہ میری طرف سے دنیا کو مذمت کی جزاء دے سوائے جو کی دو روٹیوں کے کہ ان میں سے ایک کو میں صبح کے وقت اور دوسری کو شام کے وقت کھاتا ہوں اور سوائے میری دو اونی چادروں کے کہ ان میں سے ایک سے لنگی باندھتا ہوں اور دوسری سے اپنا جسم لپیٹتا ہوں۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف کالموثق ہے [2] لیکن میرے نزدیک سند موثق ہے کیونکہ موسیٰ بن بکر ثقہ مگر واقفہ ہے [3] (واللہ اعلم)۔

21/2184 الکافی، ۱/۱۸/۱۳۴/۲ عَنْهُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَلْحَكَمِ عَنِ اَلْمُثَنَّى عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: كَانَ أَبُو ذَرٍّ رَضِيَ اَللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ فِي خُطْبَتِهِ يَا مُبْتَغِيَ اَلْعِلْمِ كَأَنَّ شَيْئاً مِنَ اَلدُّنْيَا لَمْ يَكُنْ شَيْئاً إِلاَّ مَا يَنْفَعُ خَيْرُهُ وَ يَضُرُّ شَرُّهُ إِلاَّ مَنْ رَحِمَ اَللَّهُ يَا مُبْتَغِيَ اَلْعِلْمِ لاَ يَشْغَلْكَ أَهْلٌ وَ لاَ مَالٌ عَنْ نَفْسِكَ أَنْتَ يَوْمَ تُفَارِقُهُمْ كَضَيْفٍ بِتَّ فِيهِمْ ثُمَّ غَدَوْتَ عَنْهُمْ إِلَى غَيْرِهِمْ وَ اَلدُّنْيَا وَ اَلْآخِرَةُ كَمَنْزِلٍ تَحَوَّلْتَ مِنْهُ إِلَى غَيْرِهِ وَ مَا بَيْنَ اَلْمَوْتِ وَ اَلْبَعْثِ إِلاَّ كَنَوْمَةٍ نِمْتَهَا ثُمَّ اِسْتَيْقَظْتَ مِنْهَا يَا مُبْتَغِيَ اَلْعِلْمِ قَدِّمْ لِمَقَامِكَ بَيْنَ يَدَيِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ فَإِنَّكَ مُثَابٌ بِعَمَلِكَ كَمَا تَدِينُ تُدَانُ يَا مُبْتَغِيَ اَلْعِلْمِ۔

(ترجمہ) ابو بصیر سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: حضرت ابوذرؓ اپنے ایک خطبہ میں فرمارہے تھے: اے علم کے طلب کرنے والو! جان لو کہ اس دنیا میں کوئی چیز نہیں مگر یہ کہ اس کا خیر نفع دیتا ہے اور اس کا شر ضرر دیتا ہے سوائے اس کے جس پر اللہ رحم فرمائے۔ اے علم کو حاصل کرنے والے! خاندان اور مال تیرے نفس کو مشغول نہ کرلے، ایک دن تو ان کو اس طرح چھوڑ دے گا جیسے ان میں کوئی مہمان ہوتا ہے۔ اس کے بعد تو دوسروں کے ساتھ رہنے کے لیے روانہ ہوگا۔ یہ دنیا اور آخرت ایک منزل کی طرح ہیں کہ تو ایک سے دوسرے میں منتقل ہوگا اور جو کچھ موت اور مبعوث ہونے کے درمیان ہے تو یہ ایک مختصر جھپکی کی طرح ہے جس کے بعد تو بیدار ہوتا ہے۔ اے علم کے حاصل کرنے والے! اللہ کے سامنے اپنے مقام کے لیے آگے بڑھ تجھے تیرے عمل کا ثواب دیا

[1] امالی طوسی: ۷۰۶؛ بحار الانوار: ۲۲/ ۳۰۱و۷۰۷/ ۶۳و۷۵/ ۳۵۲؛ رجال الکشی: ۲۸

[2] مرآۃ العقول: ۸/ ۲۹۸

[3] المفید من معجم رجال الحدیث: ۶۲۵

جائے گا۔اے علم کے حاصل کرنے والے! جیسا بوگے ویسا ہی کاٹو گے۔ [1]

بیان:

ألا ما ينفع خيره و يضر شره ألا حرف تنبيه و ما نافية و الضميران للشيء و معنى الاستثناء أن المرحوم ينتفع بخيره و لا يتضرر من شره

سوائے اس کے جو اس کی بھلائی کو فائدہ دے اور اس کے شر کو نقصان پہنچائے۔

''الا'' حرفِ تنبیہ ہے اور ''ما'' نافیہ ہے اور دونوں ضمیریں ایک شی ء کے لیئے ہیں اور استثناء کا معنی یہ ہے کہ بیشک مرحوم وہ ہے جس کو اس کی نیکی سے فائدہ پہنچتا ہے اور اس کی برائی سے کوئی نقصان نہیں ہوتا۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند حسن ہے [2]

22/2185 الکافی ،۲/ ۱۳۲/ ۱۹/ ۱ اَلْعِدَّةُ عَنِ اَلْبَرْقِيِّ عَنِ اَلْقَاسِمِ عَنْ جَدِّهِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: مَا لِي وَ اَلدُّنْيَا وَ مَا أَنَا وَ اَلدُّنْيَا إِنَّمَا مَثَلِي وَ مَثَلُهَا كَمَثَلِ رَاكِبٍ رُفِعَتْ لَهُ شَجَرَةٌ فِي يَوْمٍ صَائِفٍ فَقَالَ تَحْتَهَا ثُمَّ رَاحَ وَ تَرَكَهَا.

ترجمہ: امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے دنیا سے کیا لینا دینا۔میری اور اس کی مثال اس سوار کی طرح ہے جو اپنے سفر کے دن ایک درخت تلاش کرتا ہے اور اس کے سائے کو کچھ دیر آرام کرنے کے لیے استعمال کرتا ہے اور پھر اس کو چھوڑ دیتا ہے۔ [3]

بیان:

قال من القيلولة

''قال'' قیلولہ سے ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے [4] لیکن میرے نزدیک سند حسن ہے کیونکہ قاسم بن یحییٰ اور حسن بن راشد دونوں تفسیر

---

[1] بحار الانوار: ۲۲/ ۱۳۰ و ۷۰/ ۶۵؛ مسند الامام الصادق: ۲۱/ ۳۰۲؛ مسند ابو بصیر: ۱/ ۵۲۵؛ امالی مفید: ۱۷۹؛ الاصول الستہ عشر: ۱۷۴؛ مستدرک الوسائل: ۱۲/ ۱۶۱

[2] مراۃ العقول: ۸/ ۲۹۹

[3] مشکاۃ الانوار: ۲۶۴؛ وسائل الشیعہ: ۱۶/ ۷؛ بحار الانوار: ۷۰/ ۶۷

[4] مراۃ العقول: ۸/ ۳۰۱

قمی اور کامل الزیارات کے راوی ہیں (واللہ اعلم)۔

23/2186 الکافی ۱/۲۰/۱۳۴/۲، علی عن العبیدی عَنْ یَحْیَی بْنِ عُقْبَةَ اَلْأَزْدِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ: مَثَلُ اَلْحَرِيصِ عَلَى اَلدُّنْيَا كَمَثَلِ دُودَةِ اَلْقَزِّ كُلَّمَا اِزْدَادَتْ عَلَى نَفْسِهَا لَفّاً كَانَ أَبْعَدَ لَهَا مِنَ اَلْخُرُوجِ حَتَّى تَمُوتَ غَمّاً قَالَ وَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ كَانَ فِيمَا وَعَظَ بِهِ لُقْمَانُ اِبْنَهُ يَا بُنَيَّ إِنَّ اَلنَّاسَ قَدْ جَمَعُوا قَبْلَكَ لِأَوْلاَدِهِمْ فَلَمْ يَبْقَ مَا جَمَعُوا وَ لَمْ يَبْقَ مَنْ جَمَعُوا لَهُ وَ إِنَّمَا أَنْتَ عَبْدٌ مُسْتَأْجَرٌ قَدْ أُمِرْتَ بِعَمَلٍ وَ وُعِدْتَ عَلَيْهِ أَجْراً فَأَوْفِ عَمَلَكَ وَ اِسْتَوْفِ أَجْرَكَ وَ لاَ تَكُنْ فِي هَذِهِ اَلدُّنْيَا بِمَنْزِلَةِ شَاةٍ وَقَعَتْ فِي زَرْعٍ أَخْضَرَ فَأَكَلَتْ حَتَّى سَمِنَتْ فَكَانَ حَتْفُهَا عِنْدَ سِمَنِهَا وَ لَكِنِ اِجْعَلِ اَلدُّنْيَا بِمَنْزِلَةِ قَنْطَرَةٍ عَلَى نَهَرٍ جُزْتَ عَلَيْهَا وَ تَرَكْتَهَا وَ لَمْ تَرْجِعْ إِلَيْهَا آخِرَ اَلدَّهْرِ أَخْرِبْهَا وَ لاَ تَعْمُرْهَا فَإِنَّكَ لَمْ تُؤْمَرْ بِعِمَارَتِهَا وَ اِعْلَمْ أَنَّكَ سَتُسْأَلُ غَداً إِذَا وَقَفْتَ بَيْنَ يَدَيِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ عَنْ أَرْبَعٍ شَبَابِكَ فِيمَا أَبْلَيْتَهُ وَ عُمُرِكَ فِيمَا أَفْنَيْتَهُ وَ مَالِكَ مِمَّا اِكْتَسَبْتَهُ وَ فِيمَا أَنْفَقْتَهُ فَتَأَهَّبْ لِذَلِكَ وَ أَعِدَّ لَهُ جَوَاباً وَ لاَ تَأْسَ عَلَى مَا فَاتَكَ مِنَ اَلدُّنْيَا فَإِنَّ قَلِيلَ اَلدُّنْيَا لاَ يَدُومُ بَقَاؤُهُ وَ كَثِيرَهَا لاَ يُؤْمَنُ بَلاَؤُهُ فَخُذْ حِذْرَكَ وَ جِدَّ فِي أَمْرِكَ وَ اِكْشِفِ اَلْغِطَاءَ عَنْ وَجْهِكَ وَ اُكْمُشْ فِي فَرَاغِكَ قَبْلَ أَنْ يُقْصَدَ قَصْدُكَ وَ يُقْضَى قَضَاؤُكَ وَ يُحَالَ بَيْنَكَ وَ بَيْنَ مَا تُرِيدُ۔

(ترجمہ) امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: دنیا پر لالچی شخص ریشم کے کیڑے کی طرح ہے کہ جتنا وہ ریشم کو اپنے گرد لپیٹتا ہے اتنا ہی اس کے لیے باہر نکلنا مشکل ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ اس میں غم سے مر جاتا ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو وعظ کرتے ہوئے فرمایا: تجھ سے پہلے لوگوں نے اپنے بچوں کے لیے (مال) جمع کیا تھا لیکن ان کا مجموعہ باقی نہیں رہا اور نہ وہ رہے جن کے لیے جمع کیا گیا تھا اور تو صرف کرائے کا نوکر ہے، تجھے ایک عمل کرنے اور اس کی ادائیگی کا حکم دیا گیا ہے پس اپنا عمل کر اور ادائیگی وصول کریں اور اُس بھیڑ کی طرح نہ بن جو ہرا بھرا کھیت ڈھونڈتی ہے اور کھاتی جاتی ہے یہاں تک کہ موٹاپا اسے مار ڈالتا ہے۔ دریا کو عبور کرنے کے لیے دنیا کو ایک پل کی طرح لے اور جب تو دوسری طرف ہے تو اسے چھوڑ دے، وقت کے اختتام تک اس کی طرف کبھی واپس نہ جا، اسے تباہ نہ کر اور اس کی مرمت نہ کر

کیونکہ تجھے اس کی تعمیر کا حکم نہیں دیا گیا ہے۔ یادرکھ! کل تجھ سے چار چیزوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے سامنے سوال ہوگا: تجھ سے تیری جوانی کے بارے میں پوچھا جائے گا کہ تونے اسے بڑھاپا تک کیسے پہنچایا، تیری عمر کے بارے میں کہ تونے اسے کیسے پورا کیا، تیری جائیدادوں کے بارے میں کہ تونے انہیں کیسے کمایا اور کیسے خرچ کیا۔ ان سوالات کے لیے اٹھ جا اور جوابات تیار کر۔ دنیاوی چیزیں جو چھوٹ گئیں ان پر افسوس نہ کرو، دنیا کی چھوٹی چھوٹی چیزیں زیادہ دیر تک نہیں چلتیں اور اکثر دنیاوی چیزیں بدقسمتی سے خالی نہیں ہوتیں۔ ہوشیار رہ! اپنے معاملات میں محنت کر، اپنے سامنے سے پردہ ہٹا دے، معروف میں مشغول ہو جا، اپنے دل میں توبہ کی تجدید کر، جب تو فراغت میں ہے تو سخت محنت کر قبل اس کے کہ تجھ کو موت کا نشانہ بنایا جائے اور تیری قضاء کا فیصلہ جاری ہو جائے جو تیرے اور تیرے ارادے کے درمیان حائل ہو جائے۔ [1]

بیان:

اکمش أسرع کان لهذا الحدیث صدر فی الکافی منفصل ترکنا ذکرہ هاهنا لأنه کان یأتی بهذا الإسناد بعینه فی باب حب الدنیا و کان به أنسب

❂ ''اکمش'' جلدباز

اس کے لیئے کتاب الکافی میں ایک مفصل حدیث ہے جس کو ہم نے یہاں پر چھوڑ دیا ہے کیونکہ وہ بعینہ انہی اسناد کے ساتھ ''باب حبّ الدّنیا'' میں آئے گی اور یہ زیادہ مناسب ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے [2]

24/2187 الکافی، ۱/۲۱/۱۳۵/۲ علی عن أبیه عن السراد عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِهِ عَنِ اِبْنِ أَبِي یَعْفُورٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَیْهِ اَلسَّلاَمُ یَقُولُ: فِیمَا نَاجَی اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ بِهِ مُوسَی عَلَیْهِ اَلسَّلاَمُ یَا مُوسَی لاَ تَرْکَنْ إِلَی اَلدُّنْیَا رُکُونَ اَلظَّالِمِینَ وَ رُکُونَ مَنِ اِتَّخَذَهَا أَباً وَ أُمّاً یَا مُوسَی لَوْ وَکَلْتُكَ إِلَی نَفْسِكَ لِتَنْظُرَ لَهَا إِذاً لَغَلَبَ عَلَیْكَ حُبُّ اَلدُّنْیَا وَ زَهْرَتُهَا یَا مُوسَی نَافِسْ فِي اَلْخَیْرِ أَهْلَهُ وَ اِسْتَبِقْهُمْ إِلَیْهِ فَإِنَّ اَلْخَیْرَ کَاسْمِهِ وَ اُتْرُكْ مِنَ اَلدُّنْیَا مَا بِكَ اَلْغِنَی عَنْهُ وَ لاَ تَنْظُرْ عَیْنُكَ إِلَی کُلِّ مَفْتُونٍ بِهَا وَ مُوکَلٍ إِلَی نَفْسِهِ وَ اِعْلَمْ أَنَّ کُلَّ فِتْنَةٍ بَدْؤُهَا حُبُّ اَلدُّنْیَا وَ لاَ تَغْبِطْ أَحَداً بِکَثْرَةِ اَلْمَالِ

[1] بحارالانوار: ۱۳/ ۳۲۵و۷۰/ ۷۹؛ مجموعہ ورام: ۲/ ۱۹۳؛ النورالمبین جزائری: ۳۲۹

[2] مرآۃ العقول: ۸/ ۳۰۲

https://www.shiabookspdf.com

فَإِنَّ مَعَ كَثْرَةِ اَلْمَالِ تَكْثُرُ اَلذُّنُوبُ لِوَاجِبِ اَلْحُقُوقِ وَ لاَ تَغْبِطَنَّ أَحَداً بِرِضَى اَلنَّاسِ عَنْهُ حَتَّى تَعْلَمَ أَنَّ اَللَّهَ رَاضٍ عَنْهُ وَ لاَ تَغْبِطَنَّ مَخْلُوقاً بِطَاعَةِ اَلنَّاسِ لَهُ فَإِنَّ طَاعَةَ اَلنَّاسِ لَهُ وَ اِتِّبَاعَهُمْ إِيَّاهُ عَلَى غَيْرِ اَلْحَقِّ هَلاَكٌ لَهُ وَ لِمَنِ اِتَّبَعَهُ.

ترجمہ: ابن ابی یعفور سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ فرما رہے تھے: جو مناجاتیں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کیں اُن میں ایک یہ تھی: اے موسیٰ! دنیا پر ظالموں کی طرح بھروسہ نہ کرو اور نہ ان لوگوں کی طرح جو اسے اپنا ماں باپ سمجھتے ہیں۔ اے موسیٰ! اگر میں تجھے تیرے نفس کے خیال میں چھوڑ دوں تو دنیاوی چیزوں کا عشق اور اس کی کشش تجھ پر غالب آجائے۔ اے موسیٰ! نیکی بجالانے میں نیکوکاروں سے آگے بڑھ جانے کی کوشش کرو کیونکہ نیکی اپنے نام کی طرح ہے اور دنیا کی زائد از ضرورت مقدار سے دست بردار ہو جاؤ اور اس شخص کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھو جو دنیا پر فریفتہ ہے اور جسے اس کے نفس کے حوالے کر دیا گیا ہے اور یقین رکھو کہ فساد کی جڑ دنیا کی محبت ہے اور دولت کی بہتات ہے۔ کسی پر رشک نہ کرو کیونکہ کثرتِ مال سے گناہوں کی کثرت بھی ہوتی ہے۔ کسی آدمی پر محض اس وجہ سے رشک نہ کرو کہ لوگ اس سے راضی ہیں جب تک یہ معلوم نہ ہو جائے کہ خدا بھی اس پر راضی ہے اور کسی بھی مخلوق کو اس بات سے پُر جوش نہیں ہونا چاہیے کہ لوگ اس کی اطاعت کریں کیونکہ صحیح بات کے علاوہ لوگوں کا اس کی اطاعت کرنا اور اس کی پیروی کرنا اس کے لیے اور اس کے پیروکاروں کے لیے تباہی ہے۔[1]

بیان:

نافس ارغب کاسمه يعني أن الخير خير كله كما أن اسمه خير

"نافس" رغبت کرنے والا

"کاسمه" اس کے نام کی طرح یعنی خیر بالکل خیر ہوتی ہے جیسا کہ اس کا نام خیر ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مرسل ہے[2]

25/2188 الكافي، ۲/۱۳۶/۲۲/۱ علي عن أبيه عن ابن الْمُغِيرَةِ عَنْ غِيَاثِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ فِي كِتَابِ عَلِيٍّ صَلَوَاتُ اَللَّهِ عَلَيْهِ إِنَّمَا مَثَلُ اَلدُّنْيَا كَمَثَلِ اَلْحَيَّةِ مَا

[1] کلیات حدیث قدسی: ۹۱؛ بحارالانوار: ۷۰/ ۳۷؛ قصص الانبیاء راوندی: ۱۶۲

[2] مرآۃ العقول: ۸/ ۳۰۷

https://www.shiabookspdf.com

أَلْيَنَ مَسَّهَا وَفِي جَوْفِهَا اَلسَّمُّ اَلنَّاقِعُ يَحْذَرُهَا اَلرَّجُلُ اَلْعَاقِلُ وَيَهْوِي إِلَيْهَا اَلصَّبِيُّ اَلْجَاهِلُ

(ترجمہ) غیاث بن ابراہیم سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: حضرت علی علیہ السلام کی کتاب میں لکھا ہے کہ دنیا کی مثال اس سانپ کی سی ہے جو نرم لمس والا ہے اور اس کے اندر مہلک زہر ہے۔ عقل والا مرد اس سے دور رہتا ہے اور جاہل بچہ اس کی طرف جھک جاتا ہے۔ [1]

بیان:

الناقع القاتل

۞ "الناقع" اس سے مراد قاتل ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند حسن موثق ہے [2] اور میرے نزدیک سند حسن ہے کیونکہ غیاث کا امامی ہونا تحقیق سے ثابت ہے (واللہ اعلم)

26/2189 الکافی ۱/۲۳/۱۳۶/۲، علی عن العبیدی عَنْ يُونُسَ عَنْ أَبِي جَمِيلَةَ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : كَتَبَ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ إِلَى بَعْضِ أَصْحَابِهِ يَعِظُهُ أُوصِيكَ وَ نَفْسِي بِتَقْوَى مَنْ لاَ تَحِلُّ مَعْصِيَتُهُ وَلاَ يُرْجَى غَيْرُهُ وَلاَ اَلْغِنَى إِلاَّ بِهِ فَإِنَّ مَنِ اِتَّقَى اَللَّهَ جَلَّ وَ عَزَّ وَ قَوِيَ وَ شَبِعَ وَ رَوِيَ وَ رُفِعَ عَقْلُهُ عَنْ أَهْلِ اَلدُّنْيَا فَبَدَنُهُ مَعَ أَهْلِ اَلدُّنْيَا وَ قَلْبُهُ وَ عَقْلُهُ مُعَايِنُ اَلْآخِرَةِ فَأَطْفَأَ بِضَوْءِ قَلْبِهِ مَا أَبْصَرَتْ عَيْنَاهُ مِنْ حُبِّ اَلدُّنْيَا فَقَذِرَ حَرَامَهَا وَ جَانَبَ شُبُهَاتِهَا وَ أَضَرَّ وَ اَللَّهِ بِالْحَلاَلِ اَلصَّافِي إِلاَّ مَا لاَ بُدَّ لَهُ مِنْ كِسْرَةٍ مِنْهُ يَشُدُّ بِهَا صُلْبَهُ وَ ثَوْبٍ يُوَارِي بِهِ عَوْرَتَهُ مِنْ أَغْلَظِ مَا يَجِدُ وَ أَخْشَنِهِ وَ لَمْ يَكُنْ لَهُ فِيمَا لاَ بُدَّ لَهُ مِنْهُ ثِقَةٌ وَ لاَ رَجَاءٌ فَوَقَعَتْ ثِقَتُهُ وَ رَجَاؤُهُ عَلَى خَالِقِ اَلْأَشْيَاءِ فَجَدَّ وَ اِجْتَهَدَ وَ أَتْعَبَ بَدَنَهُ حَتَّى بَدَتِ اَلْأَضْلاَعُ وَ غَارَتِ اَلْعَيْنَانِ فَأَبْدَلَ اَللَّهُ لَهُ مِنْ ذَلِكَ قُوَّةً فِي بَدَنِهِ وَ شِدَّةً فِي عَقْلِهِ وَ مَا ذُخِرَ لَهُ فِي اَلْآخِرَةِ أَكْثَرُ فَارْفُضِ اَلدُّنْيَا فَإِنَّ حُبَّ اَلدُّنْيَا يُعْمِي وَ يُصِمُّ وَ يُبْكِمُ وَ يُذِلُّ اَلرِّقَابَ فَتَدَارَكْ مَا بَقِيَ مِنْ عُمُرِكَ وَ لاَ تَقُلْ غَداً أَوْ بَعْدَ غَدٍ فَإِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكَ بِإِقَامَتِهِمْ عَلَى اَلْأَمَانِيِّ وَ

---

[1] وسائل الشیعہ: ۱۶/ ۱۷؛ بحار الانوار: ۷۰/ ۷۵؛ مجموعہ ورام: ۲/ ۱۹۴؛ مشکاۃ الانوار: ۲۶۵

[2] مرآۃ العقول: ۸/ ۳۰۹

https://www.shiabookspdf.com

اَلتَّسْوِيفِ حَتَّى أَتَاهُمْ أَمْرُ اَللَّهِ بَغْتَةً وَ هُمْ غَافِلُونَ فَنُقِلُوا عَلَى أَعْوَادِهِمْ إِلَى قُبُورِهِمُ اَلْمُظْلِمَةِ اَلضَّيِّقَةِ وَ قَدْ أَسْلَمَهُمُ اَلْأَوْلاَدُ وَ اَلْأَهْلُونَ فَانْقَطِعْ إِلَى اَللَّهِ بِقَلْبٍ مُنِيبٍ مِنْ رَفْضِ اَلدُّنْيَا وَ عَزْمٍ لَيْسَ فِيهِ اِنْكِسَارٌ وَ لاَ اِنْخِزَالٌ أَعَانَنَا اَللَّهُ وَ إِيَّاكَ عَلَى طَاعَتِهِ وَ وَفَّقَنَا اَللَّهُ وَ إِيَّاكَ لِمَرْضَاتِهِ ۔

(ترجمہ) ابو جمیلہ سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: امیر المومنین علیہ السلام نے اپنے ایک صحابی کو نصیحت کرتے ہوئے لکھا: میں تجھے وصیت کرتا ہوں کہ تو اور میں اس کے حضور تقویٰ اختیار کریں جس کی نافرمانی جائز نہیں، اُس کے علاوہ کسی اور سے کوئی اُمید قابل قدر نہیں ہے اور کفایت اس کے بغیر ممکن نہیں۔ جو اللہ کے نزدیک پرہیز گار ہے، قوی ہے اور کھانے پینے سے سیر ہے تو اس کی عقل دنیا والوں پر بلند ہے، اس کا جسم تو دنیا والوں کے پاس ہے لیکن اس کا دل اور عقل کی طاقت آخرت کو جانچتی ہے، اس کی آنکھیں دنیا کی محبت میں جو کچھ دیکھتی ہیں دل کی نورانیت اس کو ماند کر دیتی ہے، وہ اس میں حرام چیزوں کو غلیظ سمجھتا ہے اور اس کی مشتبہ چیزوں سے دور رہتا ہے اور اللہ کی قسم! وہ حلال اور پاکیزہ چیزوں سے بھی نقصان دہ سمجھتا ہے سوائے اس کے جو اس کے لیے ضروری ہو جیسے ایک ٹکڑا (روٹی) جس سے وہ اپنی کمر کو مضبوط کر سکتا ہے اور ایک لباس جس سے اپنی شرمگاہ کو ڈھانپ سکتا ہے اور یہ چیز بھی وہ معمولی خوراک اور معمولی لباس سے حاصل کرتا ہے، ضروری حالات میں اس کو کوئی ایسی چیز نہ ملی جس پر بھروسہ اور امید رکھ سکے اس لیے وہ ہر چیز کے خالق پر بھروسہ اور امید رکھتا ہے، وہ سخت محنت کرتا ہے اور شدید جدوجہد کرتا ہے اور اسے وقت تک تھکاوٹ کا سامنا کرنا پڑتا ہے یہاں تک کہ اس کی پسلیاں نمودار ہو جائیں اور اس کی آنکھیں دھنس جائیں پس اللہ اس کے بدلے میں اس کے جسم کو مضبوط کرتا ہے اور اس کی عقل کو تیز کرتا ہے اور اس نے اگلی زندگی میں اس کے لیے جو کچھ ذخیرہ کیا ہے وہ بہت زیادہ ہے۔ لہذا دنیا کو مسترد کر دے کیونکہ دنیا کی محبت انسان کو اندھا، بہرا اور گونگا بنا دیتی ہے اور ذلت میں گردنیں جھکا دیتی ہے۔ تیری زندگی میں جو بچا ہے اس کی تلافی کر اور اپنے عمل کو کل یا کل کے بعد (پرسوں) پر نہ چھوڑ۔ جو لوگ پہلے تھے وہ جھوٹی امید اور آزمائش پر انحصار کرنے کی وجہ سے تباہ ہو گئے یہاں تک کہ اللہ کا حکم اچانک آن پہنچا جبکہ وہ غفلت میں پڑے تھے پس انہیں لکڑی کے ٹکڑوں پر ان کی تاریک اور تنگ قبروں میں منتقل کر دیا گیا اور ان کے بچوں اور خاندان نے انہیں وہیں چھوڑ دیا۔ لہٰذا اس دنیا کو مسترد کرنے سے توبہ کرنے والے دل کے ساتھ خدا کی طرف رجوع کر، ایک ایسا عزم کہ جس کا کوئی ٹوٹنا یا ختم ہونا نہ ہو۔ اللہ ہمیں اور تجھے اس کی اطاعت کرنے میں

https://www.shiabookspdf.com

مدد دے اور اللہ ہمیں اور تجھے وہ کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے جو وہ پسند کرتا ہے۔[1]

بیان:

حب الدنيا بالكسر محبوبها و الإغرار بالحلال أن لا ينتفع بها ثقة و لا رجاء يعني من دون الله و الأعواد جمع عود و المراد بها ما يحمل عليه الموتى إلى قبورهم أسلمهم خذلهم و الانخزال الانقطاع

- "حبّ الدّنیا" کسرہ کے ساتھ، اس کا محبوب ہو اور حلال کے ذریعہ اس کا ضرر ہونا کہ جس فائدہ نہ ہو "ثقۃ ولا رجآء" بھروسہ اور کوئی امید خدا کے بغیر ہے۔
"الاعواد" یہ عود کی جمع ہے اور اس سے مراد یہ ہے کہ جس پر مردوں ان کی قبروں تک لے جایا جاتا ہے۔
"اسلم" اس نے ان کو چھوڑ دیا
"الانخزال" بندش

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے[2] لیکن میرے نزدیک سند حسن ہے کیونکہ ابو جمیلہ تفسیر قمی اور کامل الزیارات دونوں کا راوی ہے (واللہ اعلم)

27/2190 الکافی، ۲/۱۳۶/۲۴/۱ علی عن أبیه عن ابن الْمُغِيرَةِ وَ غَيْرِهِ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ قَالَ: مَثَلُ الدُّنْيَا كَمَثَلِ مَاءِ الْبَحْرِ كُلَّمَا شَرِبَ مِنْهُ الْعَطْشَانُ ازْدَادَ عَطَشاً حَتَّى يَقْتُلَهُ.

(ترجمہ) طلحہ بن زید سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: دنیا کا معاملہ سمندر کے پانی جیسا ہے کہ پیاسا جس قدر اس میں سے پیتا ہے اتنا ہی پیاسا ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ اسے قتل کر ڈالتا ہے۔[3]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف کالموثق یا کالحسن ہے[4] اور میرے نزدیک سند طلحہ کی وجہ سے موثق ہے کیونکہ وہ بتری ہے

---

[1] بحارالانوار: ۷۰/۷۵؛ مشکاۃ الانوار: ۲۶۷؛ مجموعہ ورام: ۲/۱۹۵
[2] مراۃ العقول: ۸/۳۱۰
[3] تفسیر کنز الدقائق: ۱۰/۲۷۳؛ مجموعہ ورام: ۲/۱۹۵؛ بحارالانوار: ۷۰/۷۹
[4] مراۃ العقول: ۸/۳۱۴

مگر ثقہ ہے اور اس میں کوئی ضعف نہیں ہے (واللہ اعلم)۔

28/2191 الکافی،۲/۱۳۷/۲۵/۱ الاثنان عَنِ الْوَشَّاءِ قَالَ سَمِعْتُ الرِّضَا عَلَيْهِ السَّلاَمُ يَقُولُ: قَالَ عِيسَى اِبْنُ مَرْيَمَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ لِلْحَوَارِيِّينَ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ لاَ تَأْسَوْا عَلَى مَا فَاتَكُمْ مِنَ الدُّنْيَا كَمَا لاَ يَأْسَى أَهْلُ الدُّنْيَا عَلَى مَا فَاتَهُمْ مِنْ دِينِهِمْ إِذَا أَصَابُوا دُنْيَاهُمْ۔

(ترجمہ) الوشاء سے روایت ہے کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے سنا، آپؑ فرمارہے تھے: حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے اپنے حواریوں سے فرمایا: اے بنی اسرائیل! دنیا کی جو چیز تم سے چھوٹ جائے اس پر افسوس نہ کرو جس طرح کہ دنیا کے لوگ جب اپنی دنیا حاصل کرلیں تو انہوں نے اپنے دین میں جو کچھ کھودیا ہے اس بات پر غمگین نہیں ہوتے۔ [1]

بیان:

الأسی الحزن من باب علم

❂ ''الأسیٰ'' اس کا حزن ہے اور یہ باب علم سے ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف علی المشہور معتبر ہے [2] لیکن میرے نزدیک سند حسن کالصحیح ہے کیونکہ معلّی ثقہ جلیل ثابت ہے اور امالی صدوق کی سند صحیح ہے (واللہ اعلم)

29/2192 الکافی،۲/۱۳۷/۲/۱ محمد عن أحمد عن السراد عن العلاء عَنِ ابْنِ سِنَانٍ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ قَالَ: قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ وَ عِزَّتِي وَ جَلاَلِي وَ عَظَمَتِي وَ بَهَائِي وَ عُلُوِّ ارْتِفَاعِي لاَ يُؤْثِرُ عَبْدٌ مُؤْمِنٌ هَوَايَ عَلَى هَوَاهُ فِي شَيْءٍ مِنْ أَمْرِ الدُّنْيَا إِلاَّ جَعَلْتُ غِنَاهُ فِي نَفْسِهِ وَ هِمَّتَهُ فِي آخِرَتِهِ وَ ضَمَّنْتُ السَّمَاوَاتِ وَ الْأَرْضَ رِزْقَهُ وَ كُنْتُ لَهُ مِنْ وَرَاءِ تِجَارَةِ كُلِّ تَاجِرٍ۔

(ترجمہ) امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ اللہ فرماتا ہے: مجھے اپنی ذات، اپنے جلال، اپنی عظمت، اپنے جمال اور اپنے بلند مقام کی قسم! کوئی مومن بندہ دنیا کے کسی معاملے میں میری خواہشات کو اپنی خواہشات پر ترجیح نہیں دیتا مگر یہ کہ میں اس کے نفس میں دولت رکھ دیتا ہوں، اس کی توجہ آخرت کی طرف کردیتا ہوں اور آسمانوں اور

---

[1] امالی صدوق:۳۹۶؛ روضۃ الواعظین:۲/۴۳۵؛ مشکاۃ الانوار:۲۶۹؛ وسائل الشیعہ:۱۶/۱۹۲؛ بحارالانوار:۱۳/۳۰۴و۳۴۹/۳۲۷و۷۰/۸۰

[2] مرآۃ العقول:۸/۳۱۴

زمین کواس کی روزی کا ضامن بنا تا ہوں اور خود اس کے لیے ہر تاجر کی تجارت کے پیچھے ہوتا ہوں۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے [2]

30/2193 التهذيب ١/٢٢٣/٣٧٧/٦ الصفار عَنِ السِّنْدِيِّ بْنِ الرَّبِيعِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ دَاوُدَ عَنْ أَخِيهِ سُلَيْمٍ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ عَلِّمْنِي شَيْئاً إِذَا أَنَا فَعَلْتُهُ أَحَبَّنِي اللَّهُ مِنَ السَّمَاءِ وَ أَحَبَّنِي أَهْلُ الْأَرْضِ قَالَ ارْغَبْ فِيمَا عِنْدَ اللَّهِ يُحِبَّكَ اللَّهُ وَ ازْهَدْ فِيمَا عِنْدَ النَّاسِ يُحِبَّكَ النَّاسُ.

(ترجمہ) امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ایک شخص نے نبی اکرمؐ کی خدمت میں عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھے وہ بات بتایئے کہ جب میں اسے انجام دوں تو اللہ آسمان سے مجھ سے محبت کرے اور اہل زمین بھی مجھ سے محبت کریں۔

آپؐ نے فرمایا: اس میں رغبت کر جو کچھ اللہ کے پاس ہے تو خدا تجھ سے محبت کرے گا اور اس کو چھوڑ دے جو کچھ لوگوں کے پاس ہے تو لوگ تجھ سے محبت کریں گے۔ [3]

بیان:

و ذلك لأن أحب الأعمال عند الله تعالى أن يسأل و يطلب مما عنده كما ورد في الحديث و يأتي في باب فضل الدعاء من كتاب الصلاة و الناس بخلاف ذلك فإنهم يكرهون أن يسألوا و إنما المحبوب العزيز عندهم من لم يسألهم و عن أمير المؤمنين ع قال الدنيا تطلب لثلاثة أشياء الغنى و العز و الراحة فمن زهد فيها عز و من قنع استغنى و من قل سعيه استراح أقول و هذان الحديثان حقيقان أن يكتبا بأقلام النور على خدود الحور و يأتي في كتاب الروضة إن شاء الله من الكلام في ذم الدنيا و الزهد فيها ما لا مزيد عليه

❂ اور یہ ایسے ہی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بہترین عمل اس سے اس چیز کے بارے میں سوال

[1] وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۲۷۹؛ کلیات حدیث قدسی: ۶۲۹؛ بحار الانوار: ۶۷/ ۸۲

[2] مرآۃ العقول: ۸/ ۳۱۹

[3] ثواب الاعمال وعقاب الاعمال: ۱۸۲؛ الخصال: ۶۱؛ روضۃ الواعظین: ۲/ ۴۳۲؛ مکارم الاخلاق: ۱۳۷؛ مشکاۃ الانوار: ۱۱۴؛ بحار الانوار: ۶۷/ ۱۵ و ۷۲/ ۱۰۷ و ۹۳/ ۱۵۶

کرنا اور اس کو طلب کرنا جو اس کے پاس ہے جیسا کہ اس حدیث میں وارد ہوا ہے جو "کتاب الصلاۃ" کے "باب فضل الدّعاء" میں آئے گی۔ اور لوگ اس کے خلاف ہیں کیونکہ وہ سوال کرنے کو پسند نہیں کرتے ان کے نزدیک پسندیدہ اور عزیز ترین وہ ہے جو ان سوال نہ کرے۔

امیر المؤمنین علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا:

الدنیا تطلب لثلاثة أشياء الغنى والعز والراحة فمن زهد فيها عز ومن قنع استغنى ومن قل سعيه استراح

دنیا تین چیزوں کی متقاضی ہے:

(۱) غنی ہونا (۲) جاہ وجلال کا ہونا (۳) راحت وآرام کا ہونا

جو ان میں زہد اختیار کرتا ہے اس کے پاس عزت اور غلبہ پاتا ہے اور جو قناعت کرتا ہے وہ خود کفیل ہوجاتا ہے اور جو کم کوشش کرتا ہے وہ آرام پاتا ہے۔

اقول: میں کہتا ہوں کہ یہ دونوں حدیثیں حق اور سچ ہیں کہ ان کو نور کے قلموں سے حوروں کے گالوں پر لکھا جانا چاہیئے۔ ان شاء اللہ! دنیا کی مذمت اور اس میں زہد اختیار کرنے کا بیان "کتاب الرّوضۃ" میں آئے گا جس کی یہاں پر مزید ضرورت نہیں ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول مرسل ہے[1]

31/2194 الکافی، ۱۲۷/۱۴۸/۸ علی عن الاثنین عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ : مَنْ أَصْبَحَ وَ أَمْسَى وَ عِنْدَهُ ثَلاَثٌ فَقَدْ تَمَّتْ عَلَيْهِ اَلنِّعْمَةُ فِي اَلدُّنْيَا مَنْ أَصْبَحَ وَ أَمْسَى مُعَافًى فِي بَدَنِهِ آمِناً فِي سَرْبِهِ عِنْدَهُ قُوتُ يَوْمِهِ فَإِنْ كَانَتْ عِنْدَهُ اَلرَّابِعَةُ فَقَدْ تَمَّتْ عَلَيْهِ اَلنِّعْمَةُ فِي اَلدُّنْيَا وَ اَلْآخِرَةِ وَهُوَ اَلْإِسْلاَمُ۔

(ترجمہ) امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص صبح اور شام کرے جبکہ اس کے پاس تین چیزیں ہوں تو اس کے لیے دنیا میں نعمت مکمل ہے: وہ جو صبح وشام کرے جبکہ اس کے بدن میں صحت ہو، اس کا ریوڑ سلامت ہو اور اس کے پاس اس کے دن (گزارنے) کی قوت (خرچ) ہو۔ پس اگر اس کے پاس

[1] مرآۃ العقول: ۱۰/ ۳۹۱

چوتھی بھی ہوتی تو اس کے لیے دنیا اور آخرت کی نعمت پوری ہوتی اور وہ اسلام ہے۔ [1]

بیان:

آمنا فی سربه بالکسر أی فی نفسه و فلان واسع السرب أی رخی البال و یروی بالفتح و هو المسلك و الطریق كذا فی النهایة

"آمنا فی سربه" کسرہ کے ساتھ، اپنے ریوڑ میں محفوظ، یعنی اس کی ذات کے بارے میں اور فلاں کا بہاؤ وسیع ہے یعنی ذہن میں سکون ہے اور وہ فتح کے ساتھ بیان کرتا ہے اور وہ راستہ ہے اور راستہ آخر میں ایسا ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے [2] لیکن میرے نزدیک سند موثق ہے کیونکہ مسعدہ تفسیر قمی کا راوی اور ثقہ ہے نیز کامل الزیارات کا بھی راوی ہے [3] مگر غیر امامی ہے۔ (واللہ اعلم)

32/2195 الفقیه، ۴/۴۱۹/۵۹۱۶ قَالَ الرِّضَا عَلَيْهِ السَّلاَمُ: مَنْ أَصْبَحَ مُعَافًى فِي بَدَنِهِ مُخَلًّى فِي سَرْبِهِ عِنْدَهُ قُوتُ يَوْمِهِ فَكَأَنَّمَا حِيزَتْ لَهُ اَلدُّنْيَا.

(ترجمہ) امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص اس حال میں صبح کرے کہ اس کے بدن میں صحت ہو، اپنے ریوڑ میں آزاد ہو اور اس کے پاس اس کے اس دن کی قوت ہو تو گویا دنیا اس کے قبضے میں آ گئی۔ [4]

بیان:

حیزت جمعت

"حیزت" جمع ہونا

تحقیق اسناد:

شیخ صدوق نے سند ذکر نہیں کی ہے البتہ شیخ نے سند ذکر کی ہے مگر اس میں مجاہیل موجود ہیں (واللہ اعلم)۔

---

[1] تحف العقول: ۳۶؛ بحار الانوار: ۷۳/ ۱۳۹؛ مسند الامام الصادق: ۳۹۹/۲۰

[2] مرآۃ العقول: ۳۵۸/۲۵

[3] المفید من معجم رجال الحدیث: ۶۰۱

[4] روضۃ الواعظین: ۲/ ۴۳۲؛ الاصول الستۃ عشر: ۱۸۰؛ مستدرک الوسائل: ۱۲/ ۵۲؛ امالی طوسی: ۵۸۸

https://www.shiabookspdf.com

۵۲ ۔ باب معنی الذھد

باب: زُہد کے معنی

1/2196 الفقیہ ۴/۴۰۰/۵۸۶۱ سُئِلَ اَلصَّادِقُ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : عَنِ اَلزَّاهِدِ فِي اَلدُّنْيَا قَالَ اَلَّذِي يَتْرُكُ حَلاَلَهَا مَخَافَةَ حِسَابِهِ وَ يَتْرُكُ حَرَامَهَا مَخَافَةَ عَذَابِهِ ۔

(ترجمہ) امام جعفر صادق علیہ السلام سے دنیا میں زاہد کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: وہ جو اپنے حساب کے ڈر سے اپنے حلال کو چھوڑ دیتا ہے اور اپنے عذاب کے ڈر سے اپنے حرام کو چھوڑ دیتا ہے۔ [1]

بیان:

ھذا زھد المقربین و أما زھد أصحاب الیمین فبیانه فی الحدیث الآتی

✪ یہ زہد مقربین کے لیے ہے اور بہر حال! جہاں تک اصحاب الیمین کے زہد کا تعلق ہے تو اس کا بیان آگے آنے والی حدیث میں آئے گا۔

تحقیق اسناد:

شیخ صدوق نے یہاں سند درج نہیں کی لیکن دیگر کتب میں سند درج کی ہے اور وہ مجہول ہے (واللہ اعلم)

2/2197 الکافی ۵/۷۰/۱/۱ الأربعة عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: قُلْتُ لَهُ مَا اَلزُّهْدُ فِي اَلدُّنْيَا قَالَ وَيْحَكَ حَرَامَهَا فَتَنَكَّبْهُ ۔

(ترجمہ) الاربعہ سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: دنیا میں زہد کیا ہے؟
آپؑ نے فرمایا: تجھ پر افسوس! اس کا حرام ہے پس اس سے بچو۔ [2]

بیان:

ویح کلمة رحمة و التنکب التنحیة و الإبعاد متعد و غیر متعد

✪ ''ویح'' یہ رحم کا کلمہ ہے
''التنکب'' اس سے مراد نتیجہ ہے، جلاوطنی عارضی اور غیر منتقلی ہے۔

---

[1] عیون اخبار الرضا: ۱ / ۱۲ ۳ و ۲ / ۵۲؛ معانی الاخبار: ۲۸۷؛ امالی صدوق: ۳۵۸؛ روضۃ الواعظین: ۲ / ۳۳ ۴؛ مشکاۃ الانوار: ۱۱۵؛ وسائل الشیعہ: ۱۶ / ۱۶؛ بحار الانوار: ۶۷ / ۳۱۰؛ عوالم العلوم: ۲۰ / ۶۷۹ و ۲۳ / ۲۸۳

[2] الزھد: ۳۹؛ وسائل الشیعہ: ۱۶ / ۹ و ۱۷ / ۳۵؛ بحار الانوار: ۶۷ / ۳۱۷؛ مستدرک الوسائل: ۱۲ / ۴۴

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف علی المشہور ہے [1] لیکن میرے نزدیک سند موثق ہے کیونکہ نوفلی اور سکونی دونوں ثقہ ہیں۔ (واللہ اعلم)۔

3/2198 الکافی، ۱/۲/۴۰/۵ العدة عن التهذيب، ۱/۲۰/۳۲۷/۶ البرقی عَنِ ٱلْجَهْمِ بْنِ ٱلْحَكَمِ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ ٱللَّهِ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ : لَيْسَ ٱلزُّهْدُ فِي ٱلدُّنْيَا بِإِضَاعَةِ ٱلْمَالِ وَ لاَ تَحْرِيمِ ٱلْحَلاَلِ بَلِ ٱلزُّهْدُ فِي ٱلدُّنْيَا أَنْ لاَ تَكُونَ بِمَا فِي يَدِكَ أَوْثَقَ مِنْكَ بِمَا عِنْدَ ٱللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ.

ترجمہ: اسماعیل بن مسلم سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: دنیا میں زہد مال کھو دینا نہیں ہے اور نہ ہی حلال کو حرام کرنا ہے بلکہ دنیا میں زہد یہ ہے کہ جو کچھ تیرے ہاتھ میں ہے وہ تیرے لیے اس سے زیادہ قابل بھروسہ نہ ہو جو کچھ اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ [2]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف علی المشہور ہے [3] لیکن میرے نزدیک سند الجہم بن حکم کی وجہ سے مجہول ہے اور اسماعیل بن مسلم یعنی سکونی ثقہ ہے (واللہ اعلم)۔

4/2199 الکافی، ۱/۲/۴۱/۵ محمد عن ابن عيسى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ عَطِيَّةَ عَنْ مَعْرُوفِ بْنِ خَرَّبُوذَ عَنْ أَبِي ٱلطُّفَيْلِ قَالَ سَمِعْتُ أَمِيرَ ٱلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ يَقُولُ: اَلزُّهْدُ فِي ٱلدُّنْيَا قَصْرُ ٱلْأَمَلِ وَ شُكْرُ كُلِّ نِعْمَةٍ وَ ٱلْوَرَعُ عَنْ كُلِّ مَا حَرَّمَ ٱللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ.

ترجمہ: ابوطفیل سے روایت ہے کہ میں نے امیر المومنین علیہ السلام سے سنا، آپؑ فرما رہے تھے: دنیا میں زہد امیدوں کو کم کرنا، ہر نعمت کا شکر ادا کرنا اور ہر اس چیز سے ورع (پرہیزگاری) ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے۔ [4]

بیان:

شكر النعمة يكون باللسان و الجنان و الأركان كما مضى تفسيره في باب الشكر

❂ "شكر النعمة" نعمتوں کے بارے میں شکر ادا کرنا زبان سے بھی ہوتا ہے اور دل سے بھی ہوتا ہے جیسا کی

[1] مرآۃ العقول: ۹/۱۲

[2] معانی الاخبار: ۲۵۱؛ مشکاۃ الانوار: ۱۱۳؛ وسائل الشیعہ: ۱۶/۱۵و۱۷/۳۵؛ بحار الانوار: ۶۷/۳۱۰؛ عوالم العلوم: ۲۰/۸۱۰؛ مستدرک الوسائل: ۱۲/۴۳

[3] مرآۃ العقول: ۹/۱۲؛ ملاذ الاخیار: ۱۰/۲۳۶

[4] تحف العقول: ۵۸و۲۲۰؛ مشکاۃ الانوار: ۱۱۳؛ وسائل الشیعہ: ۱۷/۳۵؛ بحار الانوار: ۷۳/۲۱و۷۵/۵۹

اس کی تفسیر "باب الشکر" میں گزر چکی ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف علی المشہور ہے [1] لیکن میرے نزدیک سند حسن ہے کیونکہ محمد بن سنان ثقہ امامی ثابت ہے (واللہ اعلم)

5/2200 الکافی، ۱/۴/۱۲۸/۲ علی عن أبیه و القاسانی عن القاسم بن محمد عن اَلْمِنْقَرِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ هَاشِمِ بْنِ اَلْبَرِيدِ عَنْ أَبِيهِ : أَنَّ رَجُلاً سَأَلَ عَلِيَّ بْنَ اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَنِ اَلزُّهْدِ فَقَالَ عَشَرَةُ أَشْيَاءَ فَأَعْلَى دَرَجَةِ اَلزُّهْدِ أَدْنَى دَرَجَةِ اَلْوَرَعِ وَ أَعْلَى دَرَجَةِ اَلْوَرَعِ أَدْنَى دَرَجَةِ اَلْيَقِينِ وَ أَعْلَى دَرَجَةِ اَلْيَقِينِ أَدْنَى دَرَجَةِ اَلرِّضَا أَلاَ وَ إِنَّ اَلزُّهْدَ فِي آيَةٍ مِنْ كِتَابِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (لِكَيْلاَ تَأْسَوْا عَلىٰ مٰا فٰاتَكُمْ وَ لاٰ تَفْرَحُوا بِمٰا آتٰاكُمْ) ۔

(ترجمہ) علی بن ہاشم بن برید نے اپنے باپ سے روایت کی ہے، اس کا بیان ہے کہ ایک شخص نے امام زین العابدین علیہ السلام سے زہد کے بارے میں پوچھا تو آپؑ نے فرمایا: دس چیزوں ہیں: زہد کا اعلیٰ درجہ ورع کا ادنیٰ درجہ ہے، ورع کا اعلیٰ درجہ یقین کا ادنیٰ درجہ ہے اور یقین کا اعلیٰ درجہ رضا کا ادنیٰ درجہ ہے۔ آگاہ ہو جاو! زہد اللہ کی کتاب سے ایک آیت میں ہے: "جو کچھ تمہارا فوت ہو جائے اس پر افسوس نہ کرو اور جو کچھ تمہارا آ جائے اس پر خوشی نہ کرو۔ (الحدید: ۲۳)۔" [2]

بیان:

فی نہج البلاغۃ، قال ع الزہد کلہ بین کلمتین من القرآن قال اللہ سبحانہ لِكَيْلَا تَأْسَوْا عَلَى مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوا بِمَا آتَاكُمْ و من لم یأس علی الماضی و لم یفرح بالآتی فقد أخذ الزہد بطرفیہ

کتاب نہج البلاغہ میں امیر المؤمنین علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں: پورا زہد قرآن مجید کے دو کلموں کے درمیان ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

لِّكَيْلَا تَأْسَوْا عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوا بِمَا آتَاكُمْ

"تا کہ جو چیز تم لوگوں کے ہاتھ سے چلی جائے اس پر تم رنجیدہ نہ ہو اور جو چیز تم لوگوں کو عطا ہو اس پر اترایا نہ

[1] مراۃ العقول: ۱۹/ ۱۳

[2] معانی الاخبار: ۲۵۲؛ مشکاۃ الانوار: ۱۱۳؛ مجموعہ ورام: ۲/ ۱۹۱؛ وسائل الشیعہ: ۱۶/ ۱۲؛ تفسیر البرہان: ۵/ ۲۹۸؛ بحار الانوار: ۶۷/ ۳۱۰ و ۷۰/ ۵۰؛ تفسیر نور الثقلین: ۵/ ۲۴۸؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۳/ ۱۰۶

https://www.shiabookspdf.com

کرو۔(سورہ الحدید:۲۳)۔"

پس جو شخص گزشتہ پر رنجیدہ نہ ہو اور آنے والی چیز پر اترایا نہ کرے، اس نے زہد کو دونوں طرف سے پکڑ لیا۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے [1] لیکن میرے نزدیک سند علی بن ہاشم البرید اور اُن کے باپ کی وجہ سے مجہول ہے اور قاسم بن محمد کامل الزیارات کا راوی ہے (واللہ اعلم)۔

۵۳۔باب القناعة

باب: قناعت

1/2201 الکافی، ۱/۲/۱۳۷/۲ محمد عن ابن عیسی عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ عَمَّارِ بْنِ مَرْوَانَ عَنْ زَيْدٍ اَلشَّحَّامِ عَنْ عَمْرِو بْنِ هِلاَلٍ قَالَ قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : إِيَّاكَ أَنْ تُطْمِحَ بَصَرَكَ إِلَى مَنْ فَوْقَكَ فَكَفَى بِمَا قَالَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ لِنَبِيِّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ (فَلاٰ تُعْجِبْكَ أَمْوٰالُهُمْ وَ لاٰ أَوْلاٰدُهُمْ) وَ قَالَ: (وَ لاٰ تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلىٰ مٰا مَتَّعْنٰا بِهِ أَزْوٰاجاً مِنْهُمْ زَهْرَةَ اَلْحَيٰاةِ اَلدُّنْيٰا) فَإِنْ دَخَلَكَ مِنْ ذَلِكَ شَيْءٌ فَاذْكُرْ عَيْشَ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَإِنَّمَا كَانَ قُوتُهُ اَلشَّعِيرَ وَ حَلْوَاهُ اَلتَّمْرَ وَ وَقُودُهُ اَلسَّعَفَ إِذَا وَجَدَهُ.

ترجمہ: عمرو بن ہلال سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: بچ اس سے کہ تیری نگاہیں کبھی بھی اس کی طرف متوجہ ہوں جو تجھ سے اوپر ہے۔ پس جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ سے فرمایا ہے وہ کافی ہے: "پس آپ کو ان کے مال اور اولاد کی کثرت تعجب میں نہ ڈال دے۔(التوبہ:۵۵)۔"

نیز فرمایا: "اور نظر ان چیزوں کی طرف نہ کرو جو ہم نے ان لوگوں کو ازواج اور دنیاوی زندگی کی چمک و دمک دی ہوئی ہے۔(طٰہٰ:۱۳۱)۔" پس اگر تیرے دل میں ان چیزوں میں سے کوئی چیز داخل ہو جائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کو یاد کر۔ یقیناً آپؐ کی قوت (خوراک) جو کی روٹی تھی، آپؐ کی شرینی کھجور تھی اور آپ کا ایندھن کھجور کے درخت کی ٹہنیاں ہوتی تھیں (وہ بھی تب) جب آپؐ کو دستیاب ہو جاتیں۔ [2]

[1] مرآۃ العقول:۸/۲۶۹

[2] وسائل الشیعہ:۲۱/۵۳۰؛ بحار الانوار:۷۰/۱۷۲

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف علی المشهور ہے [1] لیکن میرے نزدیک سند عمرو بن ہلال کی وجہ سے مجہول ہے اور محمد بن سنان ثقہ ثابت ہے (واللہ اعلم)

2/2202 الکافی،۲/۱۳۸/۳/۱ محمد عن ابن عیسی عن السراد عَنِ اَلْهَيْثَمِ بْنِ وَاقِدٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: مَنْ رَضِيَ مِنَ اَللَّهِ بِالْيَسِيرِ مِنَ اَلْمَعَاشِ رَضِيَ اَللَّهُ مِنْهُ بِالْيَسِيرِ مِنَ اَلْعَمَلِ۔

(ترجمہ) ہیثم بن واقد سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص اللہ کی طرف سے تھوڑی روزی پر راضی ہوجائے گا تو اللہ بھی اس کی طرف سے تھوڑے عمل پر راضی ہوجائے گا۔ [2]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے [3] لیکن میرے نزدیک سند حسن ہے کیونکہ ہیثم بن واقد الجزری تفسیر قمی کا راوی اور ثقہ ہے [4] (واللہ اعلم)

3/2203 الکافی،۲/۱۳۸/۴/۱ العدة عن البرقی عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ اَلْقَاسِمِ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي اَلْمِقْدَامِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: مَكْتُوبٌ فِي اَلتَّوْرَاةِ اِبْنَ آدَمَ كُنْ كَيْفَ شِئْتَ كَمَا تَدِينُ تُدَانُ مَنْ رَضِيَ مِنَ اَللَّهِ بِالْقَلِيلِ مِنَ اَلرِّزْقِ قَبِلَ اَللَّهُ مِنْهُ اَلْيَسِيرَ مِنَ اَلْعَمَلِ وَ مَنْ رَضِيَ بِالْيَسِيرِ مِنَ اَلْحَلاَلِ خَفَّتْ مَئُونَتُهُ وَ زَكَتْ مَكْسَبَتُهُ وَ خَرَجَ مِنْ حَدِّ اَلْفُجُورِ۔

(ترجمہ) عمرو بن ابو مقدام سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: توراۃ میں لکھا ہے: اے فرزند آدم! تو جس طرح چاہتا ہے رہ، جو تو بوئے گا وہی کاٹے گا۔ جو اللہ کی طرف سے قلیل رزق پر راضی رہے گا تو اللہ بھی اس کی طرف سے قلیل عمل قبول کرلے گا اور جو تھوڑے حلال پر راضی ہوجائے گا تو اس کا خرچ ہلکا ہوجائے گا، اس کی کمائی پاک ہوجائے گی اور وہ گناہوں کی حد سے باہر نکل جائے گا۔ [5]

---

[1] مرآۃ العقول:۸/۳۲۰

[2] بحار الانوار:۷۰/۱۷۵؛ وسائل الشیعہ:۲۱/۵۳۰

[3] مرآۃ العقول:۸/۳۲۳

[4] المفید من معجم رجال الحدیث:۶۵۷

[5] وسائل الشیعہ:۲۱/۵۳۱؛ کلیات حدیث قدسی:۵۰۵؛ بحار الانوار:۷۰/۱۷۵

https://www.shiabookspdf.com

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے [1] لیکن میرے نزدیک سند موثق ہے کیونکہ عبداللہ بن قاسم البطل کامل الزیارات کا راوی ہے مگر غیر امامی ہے (واللہ اعلم)

4/2204 الکافی، ۱/۵/۱۳۸/۲ علی عن العبیدی عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَرَفَةَ عَنْ أَبِي اَلْحَسَنِ اَلرِّضَا عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: مَنْ لَمْ يُقْنِعْهُ مِنَ اَلرِّزْقِ إِلاَّ اَلْكَثِيرُ لَمْ يَكْفِهِ مِنَ اَلْعَمَلِ إِلاَّ اَلْكَثِيرُ وَ مَنْ كَفَاهُ مِنَ اَلرِّزْقِ اَلْقَلِيلُ فَإِنَّهُ يَكْفِيهِ مِنَ اَلْعَمَلِ اَلْقَلِيلُ۔

(ترجمہ) محمد بن عرفہ سے روایت ہے کہ امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا: جو بندہ رزق پر قناعت نہیں کرتا مگر کثیر پر تو عمل اسے کفایت نہیں کرتا مگر کثیر اور جسے قلیل رزق کافی ہو جائے تو اسے قلیل عمل بھی کافی ہو جائے گا۔ [2]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے [3]

5/2205 الکافی، ۱/۶/۱۳۸/۲ الثلاثة عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ كَانَ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ صَلَوَاتُ اَللَّهِ عَلَيْهِ يَقُولُ: اِبْنَ آدَمَ إِنْ كُنْتَ تُرِيدُ مِنَ اَلدُّنْيَا مَا يَكْفِيكَ فَإِنَّ أَيْسَرَ مَا فِيهَا يَكْفِيكَ وَإِنْ كُنْتَ إِنَّمَا تُرِيدُ مَا لاَ يَكْفِيكَ فَإِنَّ كُلَّ مَا فِيهَا لاَ يَكْفِيكَ

(ترجمہ) ہشام بن سالم سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: امیر المومنین علیہ السلام فرمایا کرتے تھے: اے ابن آدم! اگر تو اس قدر دنیا میں سے وہ چاہتا ہے جو تیری کفایت کرے تو پھر اس میں جو تھوڑا سا بھی ہے وہ تیری کفایت کرے گا اور اگر تو وہ چاہتا ہے جو تیری کفایت نہیں کرے گا (یعنی زائد چاہتا ہے) تو سب کچھ جو اس میں ہے وہ بھی تیری کفایت نہیں کرے گا۔ [4]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند حسن کالصحیح ہے [5] لیکن میرے نزدیک سند صحیح ہے (واللہ اعلم)۔

---

[1] مراۃ العقول: ۸/ ۳۲۴

[2] بحارالانوار: ۷۰/ ۱۷۶؛ وسائل الشیعہ: ۲۱/ ۵۳۱

[3] مراۃ العقول: ۸/ ۳۲۴

[4] مجموعہ ورام: ۲/ ۱۹۵؛ وسائل الشیعہ: ۲۱/ ۵۳۱؛ بحارالانوار: ۷۰/ ۱۷۶

[5] مراۃ العقول: ۸/ ۳۲۵

https://www.shiabookspdf.com

6/2206 الكافي ٨/٣٣٦/٥٣٦ العدة سَهْلٌ عَنْ عُبَيْدِ اَللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ عُمَرَ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى أَبِي اَلْحَسَنِ اَلرِّضَا عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أَنَا وَ حُسَيْنُ بْنُ ثُوَيْرِ بْنِ أَبِي فَاخِتَةَ فَقُلْتُ لَهُ جُعِلْتُ فِدَاكَ إِنَّا كُنَّا فِي سَعَةٍ مِنَ اَلرِّزْقِ وَ غَضَارَةٍ مِنَ اَلْعَيْشِ فَتَغَيَّرَتِ اَلْحَالُ بَعْضَ اَلتَّغْيِيرِ فَادْعُ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ أَنْ يَرُدَّ ذَلِكَ إِلَيْنَا فَقَالَ أَيَّ شَيْءٍ تُرِيدُونَ تَكُونُونَ مُلُوكاً أَ يَسُرُّكَ أَنْ تَكُونَ مِثْلَ طَاهِرٍ وَ هَرْثَمَةَ وَ إِنَّكَ عَلَى خِلاَفِ مَا أَنْتَ عَلَيْهِ قُلْتُ لاَ وَ اَللَّهِ مَا يَسُرُّنِي أَنَّ لِيَ اَلدُّنْيَا بِمَا فِيهَا ذَهَباً وَ فِضَّةً وَ إِنِّي عَلَى خِلاَفِ مَا أَنَا عَلَيْهِ قَالَ فَقَالَ فَمَنْ أَيْسَرَ مِنْكُمْ فَلْيَشْكُرِ اَللَّهَ إِنَّ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ يَقُولُ: (لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ) وَ قَالَ سُبْحَانَهُ وَ تَعَالَى (اِعْمَلُوا آلَ دٰاوُدَ شُكْراً وَ قَلِيلٌ مِنْ عِبٰادِيَ اَلشَّكُورُ) وَ أَحْسِنُوا اَلظَّنَّ بِاللَّهِ فَإِنَّ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ كَانَ يَقُولُ مَنْ حَسُنَ ظَنُّهُ بِاللَّهِ كَانَ اَللَّهُ عِنْدَ ظَنِّهِ بِهِ وَ مَنْ رَضِيَ بِالْقَلِيلِ مِنَ اَلرِّزْقِ قَبِلَ اَللَّهُ مِنْهُ اَلْيَسِيرَ مِنَ اَلْعَمَلِ وَ مَنْ رَضِيَ بِالْيَسِيرِ مِنَ اَلْحَلاَلِ خَفَّتْ مَئُونَتُهُ وَ تَنَعَّمَ أَهْلُهُ وَ بَصَّرَهُ اَللَّهُ دَاءَ اَلدُّنْيَا وَ دَوَاءَهَا وَ أَخْرَجَهُ مِنْهَا سَالِماً إِلَى دَارِ اَلسَّلاَمِ قَالَ ثُمَّ قَالَ مَا فَعَلَ اِبْنُ قِيَامَا قَالَ قُلْتُ وَ اَللَّهِ إِنَّهُ لَيَلْقَانَا فَيُحْسِنُ اَللِّقَاءَ فَقَالَ وَ أَيُّ شَيْءٍ يَمْنَعُهُ مِنْ ذَلِكَ ثُمَّ تَلاَ هَذِهِ اَلْآيَةَ (لاٰ يَزٰالُ بُنْيٰانُهُمُ اَلَّذِي بَنَوْا رِيبَةً فِي قُلُوبِهِمْ إِلاّٰ أَنْ تَقَطَّعَ قُلُوبُهُمْ) قَالَ ثُمَّ قَالَ تَدْرِي لِأَيِّ شَيْءٍ تَحَيَّرَ اِبْنُ قِيَامَا قَالَ قُلْتُ لاَ قَالَ إِنَّهُ تَبِعَ أَبَا اَلْحَسَنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَأَتَاهُ عَنْ يَمِينِهِ وَ عَنْ شِمَالِهِ وَ هُوَ يُرِيدُ مَسْجِدَ اَلنَّبِيِّ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ أَبُو اَلْحَسَنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَقَالَ مَا تُرِيدُ حَيَّرَكَ اَللَّهُ قَالَ ثُمَّ قَالَ أَ رَأَيْتَ لَوْ رَجَعَ إِلَيْهِمْ مُوسَى فَقَالُوا لَوْ نَصَبْتَهُ لَنَا فَاتَّبَعْنَاهُ وَ اقْتَصَصْنَا أَثَرَهُ أَ هُمْ كَانُوا أَصْوَبَ قَوْلاً أَوْ مَنْ قَالَ: (لَنْ نَبْرَحَ عَلَيْهِ عٰاكِفِينَ حَتّٰى يَرْجِعَ إِلَيْنٰا مُوسىٰ) قَالَ قُلْتُ لاَ بَلْ مَنْ قَالَ نَصَبْتَهُ لَنَا فَاتَّبَعْنَاهُ وَ اقْتَصَصْنَا أَثَرَهُ قَالَ فَقَالَ مِنْ هَاهُنَا أُتِيَ اِبْنُ قِيَامَا وَ مَنْ قَالَ بِقَوْلِهِ قَالَ ثُمَّ ذَكَرَ اِبْنَ اَلسَّرَّاجِ فَقَالَ إِنَّهُ قَدْ أَقَرَّ بِمَوْتِ أَبِي اَلْحَسَنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ ذَلِكَ أَنَّهُ أَوْصَى عِنْدَ مَوْتِهِ فَقَالَ كُلُّ مَا خَلَّفْتُ مِنْ شَيْءٍ حَتَّى قَمِيصِي هَذَا اَلَّذِي فِي عُنُقِي لِوَرَثَةِ أَبِي اَلْحَسَنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ لَمْ يَقُلْ هُوَ لِأَبِي اَلْحَسَنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ هَذَا إِقْرَارٌ وَ لَكِنْ أَيُّ شَيْءٍ يَنْفَعُهُ مِنْ ذَلِكَ وَ مِمَّا قَالَ ثُمَّ أَمْسَكَ.

(ترجمہ) احمد بن عمر کہتے ہیں کہ میں اور حسین بن ثویر بن ابو فاختہ، امام علی رضاعلیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو میں نے

آپؑ سے عرض کیا: ہم رزق کی وسعت اور زندہ رہنے کی فراوانی میں تھے مگر حالات بدل گئے جیسا کہ کسی کے بھی بدل جاتے ہیں پس اللہ سے دعا کیجیے کہ ہمارے حالات واپس پلٹا دے۔

آپؑ نے فرمایا: تم کیا چاہتے ہو؟ بادشاہ بننا چاہتے ہو؟ کیا تجھے اچھا لگے گا کہ تو طاہر اور ہرثمہ کے مثل ہو جائے؟ تو تو اس کے خلاف (عقیدے) پر ہے جس پر تو ہے۔

میں نے عرض کیا: خدا کی قسم! نہیں، میں خوش نہیں ہوں گا کہ دنیا اور جو کچھ اس میں سونا اور چاندی ہے وہ میرے پاس ہو اور یہ کہ میں جس پر ہوں وہ اس کے خلاف ہے جس پر وہ ہے۔

آپؑ نے فرمایا: پس جو تم میں سے راضی ہوا سے اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ اللہ فرماتا ہے: ''اگر تم شکر ادا کرو گے تو میں تمہیں زیادہ دوں گا۔ (ابراہیم: ۷)۔'' نیز وہ فرماتا ہے: ''اے آل داود! ہمارا شکر بجالاؤ اور میرے بندوں میں سے شکر کرنے والے بہت کم ہیں۔ (السبا: ۱۳)۔'' اور اللہ سے اچھا گمان رکھو۔ پس امام جعفر صادق علیہ السلام فرمایا کرتے تھے: جو اللہ کے بارے میں حسن ظن رکھتا ہے تو اللہ بھی اس کے لیے وہی ظن رکھتا ہے اور جو شخص تھوڑے سے رزق پر خوش ہوتا ہے تو اللہ اس کا تھوڑا سا عمل بھی قبول فرماتا ہے اور جو شخص تھوڑے سے حلال پر خوش ہوتا ہے تو اس کا خرچہ ہلکا ہوتا ہے اور اس کے اہل وعیال کو مزہ آتا ہے اور اللہ تعالیٰ اسے دنیا کی بیماریاں اور اس کا علاج دکھاتا ہے اور اس کو وہاں سے امن کے گھر تک بحفاظت پہنچاتا ہے۔

پھر آپؑ نے فرمایا: ابن قیاما نے کیا کیا ہے؟

میں نے عرض کیا: خدا کی قسم! وہ ہم سے ملتا ہے تو ملنے میں بہترین ہے۔

آپؑ نے فرمایا: تو تم لوگوں کو ایسا کرنے سے کون سی چیز مانع ہے؟ پھر آپؑ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی: ''جو عمارت انہوں نے بنائی ہے ہمیشہ ان کے دلوں میں کھٹکتی رہے گی مگر جب ان کے دل ٹکڑے ہو جائیں۔ (التوبہ: ۱۱۰)۔''

پھر فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ وہ کیا چیز تھی جس نے ابن قیامہ کو الجھایا تھا؟

میں نے عرض کیا: نہیں۔

آپؑ نے فرمایا: اس نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کا پیچھا کیا، پس وہ ان کے دائیں اور بائیں سے ان کے پاس آیا جبکہ وہ مسجد نبوی جانا چاہتے تھے۔ چنانچہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام اس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: تم کیا چاہتے ہو، اللہ تمہیں الجھائے؟

پھر فرمایا: کیا تم نے دیکھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ان (گوسالہ پرستوں) کے پاس واپس آ گئے تو وہ کہنے لگے: اگر

آپ اسے ہمارے لیے مقرر کرتے تو ہم اس کی پیروی کرتے اور اس کے نقش قدم پر چلتے۔
راوی کہتا ہے کہ پھر آپؑ نے فرمایا: ابن قیاما اور جو کوئی اس کا قول کہتا ہے وہ اسی مقام پر آن پہنچا ہے۔
پھر آپؑ نے ابن السراج کا ذکر کیا اور فرمایا: اس نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی شہادت کا اقرار کیا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اس نے ان کی وفات پر وصیت کی تھی۔ چنانچہ اس نے کہا: میں جو کچھ بھی پیچھے چھوڑتا ہوں یہاں تک کہ میری یہ قمیص جو میرے گلے میں ہے، سب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے وارثوں کے لیے ہے۔ اور اس نے یہ نہیں کہا: یہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے لیے ہے۔ پس یہی اقرار ہے لیکن اس سے اسے کیا فائدہ ہوگا اور اس سے جو اس نے جو کہا۔
پھر امام علیہ السلام خاموش ہو گئے۔ [1]

بیان:

تنعم أهله يعني في الآخرة أو في الدنيا بسبب أن الزيادة على الكفاف موجبة لتشويش الخاطر بتدبير وجوه المصرف و أداء الحقوق و عداوة الناس لطمعهم و حسدهم و يظهر من هذا الحديث أن ابن قياما كان مفتونا بالدنيا و أنه كان واقفيا يقول بحياة أبي الحسن موسى ع و ينكر إمامة الرضا ص و كان في حيرة من أمره بدعاء الكاظم ع عليه بالتحيير في أمر كان يتبعه فيه و يلح عليه و الاستشهاد بالآية لبيان استمرار حيرته إلى موته لو رجع إليهم موسى يعني لو رجع إلى من يقول بالوقف إمامهم الذي يقولون بحياته فأنكر عليهم قولهم بالوقف و إنكارهم إمامة ابنه فقالوا له لو نصبت لنا ابنك خليفة لك لاتبعناه و اقتفينا أثره ثم قال ع أ قولهم هذا أقرب إلى الصواب أم قول أصحاب السامري لهارون ع حين أنكر عليهم عبادتهم للعجل فقالوا لن نبرح عليه عاكفين حتى يرجع إلينا موسى من هاهنا أتي ابن قياما يعني من أجل أنهم يزعمون إصابتهم في ذلك أتاهم البلاء و الحيرة أي شيء ينفعه من ذلك يعني لا ينفعه القول بموته حتى يقول بإمامة ابنه

❂ ''تنعم اهله'' اس کے اہل وعیال سے لطف اندوز ہونے کا مطلب آخرت میں یا دنیا میں ہے کیونکہ رزق میں اضافہ ہوتا ہے۔ مصرف کی وجوہات کی تدبیر اور لوگوں کے لالچ اور حسد کی وجہ سے حقوق اور دشمنی کو پورا کر کے ذہن کو الجھانے کا موجب اور اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابن قیاما دنیاداری میں مصروف تھا اور وہ واقفی

[1] مسند الامام الصادق: ۱/۲۶۹؛ تفسیر الامام الرضا: ۲/۸۷

تھااوروہ امام ابوالحسن موسیٰ کاظم علیہ السلام کی حیات کا قائل تھااوروہ امام علیؑ رضا علیہ السلام کی امامت کا منکر تھااوروہ اس بات سے گھاٹے میں تھا کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے اس کے لیے ایک ایسے معاملے میں الجھنے کی دعا کی جس میں وہ ان کی پیروی کررہا تھااوراس پر اصرار کررہا تھا، اوراس آیت کا حوالہ دیا تا کہ اس کی موت تک اس کی مسلسل الجھن کو ظاہر کیا جا سکے اگر امام موسیٰ کاظم علیہ السلام ان کی طرف واپس لوٹ آئیں۔ میرا مطلب ہے کہ اگر وہ ان لوگوں کے پاس واپس گیا جو کہتے ہیں کہ وقف ان کا امام ہے جس کے بارے میں وہ کہتے ہیں کہ وہ زندہ ہے، تو امام علیہ السلام نے ان کے وقف کے کہنے اوراپنے بیٹے کی امامت کے انکار پر ان کی مذمت کی۔ انہوں نے امام علیہ السلام سے کہا: اگر آپ نے اپنے بیٹے کو اپنا جانشین مقرر کیا تو ہم اس کی پیروی کریں گے اوراس کے نقش قدم پر چلیں گے۔ پھر آپؑ نے فرمایا: کیا ان کا یہ قول حق کے زیادہ قریب ہے یا سامری کے ساتھیوں کا ہارون علیہ السلام کے بارے میں قول جب کہ انہوں نے ان کے بچھڑے کی پرستش سے انکار کیا اور کہا کہ ہم اس پر اکتفا نہیں کریں گے۔ جب تک کہ موسیٰ یہاں سے ہمارے پاس واپس نہ آ جائے۔ ''من ھاھنٰا أتی ابن قیاما'' یعنی اس کو یہ کہنا فائدہ نہیں دیتا کہ وہ مر گیا ہے جب تک کہ وہ یہ نہ کہے کہ اس کا بیٹا امام ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے[۱]

7/2207 الکافی، ۲/۱۳۹/۹/۱ العدة عن البرقی عَنِ اِبْنِ فَضَّالٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ حُمَيْدٍ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ أَوْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ قَالَ: مَنْ قَنِعَ بِمَا رَزَقَهُ اَللَّهُ فَهُوَ مِنْ أَغْنَى اَلنَّاسِ.

(ترجمہ) ابوحمزہ سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام یا امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص اللہ کے دیئے ہوئے رزق پر قناعت کرتا ہے وہ تمام لوگوں سے زیادہ غنی ہے۔[۲]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند موثق کالصحیح ہے۔[۳]

8/2208 الکافی، ۲/۱۳۹/۱۰/۱ عَنْهُ عَنِ اِبْنِ فَضَّالٍ عَنِ اِبْنِ بُكَيْرٍ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ حُمْرَانَ قَالَ شَكَا رَجُلٌ إِلَى أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : أَنَّهُ يَطْلُبُ فَيُصِيبُ وَ لاَ يَقْنَعُ وَ تُنَازِعُهُ نَفْسُهُ إِلَى مَا هُوَ أَكْثَرُ

[۱] مرآۃ العقول: ۲۶/۵۰۸

[۲] وسائل الشیعہ: ۲۱/۵۳۱؛ بحارالانوار: ۷۰/۱۷۸؛ مجموعہ ورام: ۲/۱۹۵

[۳] مرآۃ العقول: ۸/۳۲۶

مِنْهُ وَ قَالَ عَلِّمْنِي شَيْئاً أَنْتَفِعُ بِهِ فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ إِنْ كَانَ مَا يَكْفِيكَ يُغْنِيكَ فَأَدْنَى مَا فِيهَا يُغْنِيكَ وَإِنْ كَانَ مَا يَكْفِيكَ لاَ يُغْنِيكَ فَكُلُّ مَا فِيهَا لاَ يُغْنِيكَ.

ترجمہ: حمزہ بن حمران سے روایت ہے کہ ایک شخص نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں شکایت کی کہ وہ مال طلب کرتا ہے پس اس کو پالیتا ہے لیکن مجھے وہ مال نفع نہیں کرتا اور میرا نفس میرے ساتھ اس کا نزاع کرتا ہے جو اس بھی زیادہ کو ہے۔ نیز اس نے عرض کیا: آپؑ مجھے کوئی چیز بتائیں کہ جس کی وجہ سے میں نفع حاصل کروں۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جو کچھ موجود ہے اگر تیری ضروریات کے لیے کافی ہے تو یہ تجھے امیر بنا دے گا پس کمترین بھی تجھے کافی ہو جائے گا اور اگر یہ کافی نہیں ہے تو سب کچھ جو اس میں ہے وہ تجھے کافی نہیں ہو گا۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے [2] لیکن میرے نزدیک سند موثق ہے اور حمزہ بن حمران ثقہ امامی ہے کیونکہ ابن ابی عمیر اس سے روایت کرتا ہے [3] (واللہ اعلم)

9/2209 الكافی، ۱/۱۱/۱۴۰/۲ عنه عن عدة من أصحابنا عن حنان بن سدير رفعه قال الفقيه، ۴/۱۸/۵۹۱۰ قَالَ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : مَنْ رَضِيَ مِنَ اَلدُّنْيَا بِمَا يُجْزِيهِ كَانَ أَيْسَرُ مَا فِيهَا يَكْفِيهِ وَمَنْ لَمْ يَرْضَ مِنَ اَلدُّنْيَا بِمَا يُجْزِيهِ لَمْ يَكُنْ فِيهَا شَيْءٌ يَكْفِيهِ.

ترجمہ: امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص دنیا میں سے اس چیز پر راضی ہو جائے جو اس کے لیے کافی ہو تو پھر اس سے کم تر بھی اس کے لیے کافی ہو جاتا ہے اور جو دنیا میں سے اس پر راضی نہ ہو جو اس کے لیے کافی ہے تو پھر دنیا کی کوئی چیز اس کے لیے کافی ہوتی۔ [4]

---

[1] مشکاۃ الانوار: ۱۳۱؛ بحار الانوار: ۷۰/۸ا۱۷؛ عوالم العلوم: ۲۰/۶۳۹؛ مستدرک الوسائل: ۱۵/ ۲۲۴

[2] مراۃ العقول: ۸/ ۳۲۷

[3] امالی صدوق: ۳۹۲ مجلس ۶۲؛ بحار الانوار: ۳۶/ ۱۷۶؛ بشارۃ المصطفیٰ: ۲۴؛ التوحید صدوق: ۴۰۸؛ وسائل الشیعہ: ۱/ ۵۵؛ کمال الدین وتمام النعمہ: ۲/ ۳۸۶؛ بحار الانوار: ۶۸/ ۱۳۲

[4] تحف العقول: ۲۰۷؛ فقہ الرضاؑ: ۳۶۴؛ مکارم الاخلاق: ۹۹؛ مشکاۃ الانوار: ۱۳۱؛ وسائل الشیعہ: ۲۱/ ۵۳۲؛ بحار الانوار: ۶۸/ ۳۴۸ و ۷۰/ ۱۷۸ و ۷۵/ ۳۶

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مرفوع ہے [1] یا پھر مرسل ہے [2]

10/2210 الکافی،۲/۱۳۹/۱/۷ مُحَمَّدٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَلْحُسَيْنِ عَنْ عَبْدِ اَلرَّحْمَنِ بْنِ مُحَمَّدٍ اَلْأَسَدِيِّ عَنْ سَالِمِ بْنِ مُكْرَمٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: اِشْتَدَّتْ حَالُ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ اَلنَّبِيِّ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَقَالَتْ لَهُ اِمْرَأَتُهُ لَوْ أَتَيْتَ رَسُولَ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَسَأَلْتَهُ فَجَاءَ إِلَى اَلنَّبِيِّ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَلَمَّا رَآهُ اَلنَّبِيُّ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ قَالَ مَنْ سَأَلَنَا أَعْطَيْنَاهُ وَ مَنِ اِسْتَغْنَى أَغْنَاهُ اَللَّهُ فَقَالَ اَلرَّجُلُ مَا يَعْنِي غَيْرِي فَرَجَعَ إِلَى اِمْرَأَتِهِ فَأَعْلَمَهَا فَقَالَتْ إِنَّ رَسُولَ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ بَشَرٌ فَأَعْلِمْهُ فَأَتَاهُ فَلَمَّا رَآهُ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ قَالَ مَنْ سَأَلَنَا أَعْطَيْنَاهُ وَ مَنِ اِسْتَغْنَى أَغْنَاهُ اَللَّهُ حَتَّى فَعَلَ اَلرَّجُلُ ذَلِكَ ثَلاَثاً ثُمَّ ذَهَبَ اَلرَّجُلُ فَاسْتَعَارَ مِعْوَلاً ثُمَّ أَتَى اَلْجَبَلَ فَصَعِدَهُ فَقَطَعَ حَطَباً ثُمَّ جَاءَ بِهِ فَبَاعَهُ بِنِصْفِ مُدٍّ مِنْ دَقِيقٍ فَرَجَعَ بِهِ فَأَكَلَهُ ثُمَّ ذَهَبَ مِنَ اَلْغَدِ فَجَاءَ بِأَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ فَبَاعَهُ فَلَمْ يَزَلْ يَعْمَلُ وَ يَجْمَعُ حَتَّى اِشْتَرَى مِعْوَلاً ثُمَّ جَمَعَ حَتَّى اِشْتَرَى بَكْرَيْنِ وَ غُلاَماً ثُمَّ أَثْرَى حَتَّى أَيْسَرَ فَجَاءَ إِلَى اَلنَّبِيِّ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَأَعْلَمَهُ كَيْفَ جَاءَ يَسْأَلُهُ وَ كَيْفَ سَمِعَ اَلنَّبِيَّ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَقَالَ اَلنَّبِيُّ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ قُلْتُ لَكَ مَنْ سَأَلَنَا أَعْطَيْنَاهُ وَ مَنِ اِسْتَغْنَى أَغْنَاهُ اَللَّهُ.

(ترجمہ) سالم بن مکرم سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ میں سے ایک کے مالی حالات بہت مشکل ہو گئے اور اس کی بیوی نے مشورہ دیا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں جائے اور ان سے سوال کرے۔ چنانچہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر۔ پس جب آپ نے اسے دیکھا تو فرمایا: جو ہم سے سوال کرتا ہے ہم اسے عطا کرتے ہیں اور جو مستغنی (بے نیاز) ہوگا تو اللہ اسے غنی کر دیتا ہے۔ یہاں تک کہ اس شخص نے تین بار ایسا کیا، پھر اس نے جا کر ایک کلہاڑا ادھار لیا۔ پھر پہاڑ کی طرف جا کر اس پر چڑھ گیا اور لکڑیاں کاٹیں، پھر انہیں لا کر نصف مد آٹے کے عوض بیچ دیں اور واپس چلا گیا اور اس کو کھایا۔ پھر اگلی صبح کے وقت دوبارہ پہاڑ پر چلا گیا اور زیادہ لکڑیاں کاٹیں اور ان کو فروخت کیا۔ پس وہ متواتر یہ کام کرتا رہا جمع کرتا رہا یہاں تک کہ اس نے اپنا کلہاڑا خرید لیا۔ پھر بھی وہ جمع کرتا رہا یہاں تک کہ اس نے دو اونٹ اور ایک

[1] مراۃ العقول: ۸/ ۳۲۷

[2] روضۃ المتقین: ۱۳/ ۲۳۰

https://www.shiabookspdf.com

غلام خرید لیا اور وہ جلد ہی صاحب ثروت ہو گیا یہاں تک کہ خوشحال ہو گیا۔ چنانچہ وہ نبی اکرمؐ کے پاس حاضر ہوا اور بتایا کہ وہ آپؐ سے کیسے سوال کرنے آیا تھا اور اس نبی اکرمؐ سے کیسے سنا؟

نبی اکرمؐ نے فرمایا: میں نے تم سے کہا تھا کہ جو کوئی ہم سے سوال کرتا ہے تو ہم اسے عطا کرتے ہیں لیکن مستغنی ہو جاتا ہے تو اللہ اسے غنی کر دے گا ہے۔ [1]

بیان:

المعول کمنبر الحدیدة ینقر بها الجبال و البکر الفتی من الناقة و أثری أی کثر ماله

''المعول'' الحدیدہ کے منبر کی طرح جو پہاڑوں سے ٹکراتی ہے۔ ''البکر'' اونٹنی کا بچہ۔ ''اثری'' اس کے پاس کثیر مال ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف علی المشہور ہے [2] لیکن میرے نزدیک سند صحیح ہے کیونکہ سالم بن مکرم ثقہ جلیل ہے [3] اور شیخ کا اسے ضعیف کہنا درست نہیں ہے (واللہ اعلم)

11/2211 الکافی،۱/۲/۱۳۸/۲ الاثنان وَ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ أَبِي حَمَّادٍ جَمِيعاً عَنِ اَلْوَشَّاءِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ عَائِذٍ عَنْ أَبِي خَدِيجَةَ سَالِمِ بْنِ مُكْرَمٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: مَنْ سَأَلَنَا أَعْطَيْنَاهُ وَ مَنِ اِسْتَغْنَى أَغْنَاهُ اَللَّهُ.

(ترجمہ) امام جعفر صادق علیہ السلام حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص ہم سے سوال کرتا ہے تو ہم اسے عطا کر دیتے ہیں اور جو بے نیاز رہتا ہے تو خدا اسے تو غنی کر دیتا ہے۔ [4]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے [5] لیکن میرے نزدیک سند حسن ہے کیونکہ صالح بن ابی حماد تفسیر قمی کا راوی اور ثقہ ہے [6]

12/2212 الکافی،۲/۱۳۹/۸/۱ العدة عن البرقی عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَلْحَكَمِ عَنِ اَلْحُسَيْنِ بْنِ اَلْفُرَاتِ عَنْ عَمْرِو بْنِ

[1] اثبات الھداۃ:۱/۲۵۲؛مشکاۃ الانوار:۸۳؛بحار الانوار:۲۲/۱۲۸و۰۷/۱۷۷؛عدۃ الداعی:۱۰۰

[2] مراۃ العقول:۸/۳۲۵

[3] المفید من معجم رجال الحدیث:۲۳۲

[4] وسائل الشیعہ:۹/۴۳۳و۲۱/۵۳۰؛بحار الانوار:۶۸/۱۳۸و۰۷/۱۷۳؛مشکاۃ الانوار:۱۳۱؛فقہ الرضاؑ:۳۶۵؛ھدایۃ الامۃ:۳/۱۳۲

[5] مراۃ العقول:۸/۳۲۳

[6] المفید من معجم رجال الحدیث:۲۸۱

ثِمْرٍ عَنْ جَابِرٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: مَنْ أَرَادَ أَنْ يَكُونَ أَغْنَى اَلنَّاسِ فَلْيَكُنْ بِمَا فِي يَدِ اَللَّهِ أَوْثَقَ مِنْهُ بِمَا فِي يَدِ غَيْرِهِ.

(ترجمہ) امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص لوگوں میں سب سے زیادہ غنی بننا چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ وہ دوسروں کے ہاتھ کی چیزوں کے مقابلے میں خدا کے ہاتھ میں موجود چیزوں پر زیادہ اعتماد کرے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے [2] لیکن میرے نزدیک سند حسین بن فرات کی وجہ سے مجہول ہے اور عمرو اور جابر دونوں ثقہ ہیں (واللہ اعلم)

۵۴۔ باب الکفاف

باب: کافی ہو جانے والا (رزق)

1/2213 الکافی ۲/۱۴۰/۱/۱ عَلِيٌّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ حُمَيْدٍ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ اَلْحَذَّاءِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: قَالَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ إِنَّ مِنْ أَغْبَطِ أَوْلِيَائِي عِنْدِي رَجُلاً خَفِيفَ اَلْحَالِ ذَا حَظٍّ مِنْ صَلاَةٍ أَحْسَنَ عِبَادَةَ رَبِّهِ بِالْغَيْبِ وَ كَانَ غَامِضاً فِي اَلنَّاسِ جُعِلَ رِزْقُهُ كَفَافاً فَصَبَرَ عَلَيْهِ عُجِّلَتْ مَنِيَّتُهُ فَقَلَّ تُرَاثُهُ وَ قَلَّتْ بَوَاكِيهِ.

(ترجمہ) حذاء سے روایت ہے کہ میں نے امام باقرؑ سے سنا، آپؑ فرما رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے تمام اولیاء میں سے وہ بندہ مجھے زیادہ پسند ہے جس کا تنگ دستی میں بھی نماز کا حصہ اور وہ غیب میں اپنے رب کی خوب عبادت کرتا ہو، لوگوں میں گمنام ہو اور اپنے رزق کو کافی قرار دے کر اس پر صبر کرے، اس کی موت جلدی ہو، اس کی میراث کم ہو اور اس کو رونے والے قلیل ہوں۔ [3]

---

[1] بحار الانوار: ۷۰/ ۱۷۷؛ وسائل الشیعہ: ۲۱/ ۵۳۱؛ مستدرک الوسائل: ۱۵/ ۲۲۳

[2] مرآۃ العقول: ۸/ ۳۲۶

[3] وسائل الشیعہ: ۱/ ۸۷؛ بحار الانوار: ۶۹/ ۵۷

بیان:

الحفف بالمهملة العيش السؤ و قلة المال و الغامض الخامل الذليل و كان المراد بعجلة منيته زهده في مشتهيات الدنيا و عدم افتقاره إلى شيء منها كأنه ميت و قد ورد في الحديث المشهور موتوا قبل أن تموتوا أو المراد أنه مهما قرب موته قل تراثه و قلت بواكيه لانسلاخه متدرجا عن أمواله و أولاده

"الحفف" مہملہ کے ساتھ، زندگی خراب اور پیسے کی کمی۔ "الغامض" بے عمل اور ذلیل، اور اس کی موت کی جلدی سے مراد اس کا دنیا کی خواہشات میں مبتلا ہونا اور اس میں سے کسی چیز کا نہ ہونا، گویا وہ مر گیا تھا۔ بیشک ایک مشہور حدیث میں وارد ہوا ہے:

موتوا قبل أن تموتوا

مر جاؤ اس سے پہلے کہ تمہیں موت آجائے۔

یا اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کی موت خواہ کتنی ہی قریب کیوں نہ ہو اس کی میراث کم ہو جاتی ہے اور اس کے مال و اولاد سے بتدریج بیگانہ ہونے کی وجہ سے اس کے سوگوار کم ہو جاتے ہیں۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مرسل کالحسن ہے[1]

2/2214 الكافي، ۱/۶/۱۴۱/۲ اَلْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ إِسْحَاقَ عَنِ اَلْأَزْدِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: قَالَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ إِنَّ مِنْ أَغْبَطِ أَوْلِيَائِي عِنْدِي عَبْداً مُؤْمِناً ذَا حَظٍّ مِنْ صَلاَحٍ أَحْسَنَ عِبَادَةَ رَبِّهِ وَ عَبَدَ اَللَّهَ فِي اَلسَّرِيرَةِ وَ كَانَ غَامِضاً فِي اَلنَّاسِ فَلَمْ يُشَرْ إِلَيْهِ بِالْأَصَابِعِ وَ كَانَ رِزْقُهُ كَفَافاً فَصَبَرَ عَلَيْهِ فَعُجِّلَتْ بِهِ اَلْمَنِيَّةُ فَقَلَّ تُرَاثُهُ وَ قَلَّتْ بَوَاكِيهِ.

(ترجمہ) امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ فرماتا ہے کہ میرے دوستوں میں سے سب سے زیادہ قابل رشک وہ بندہ مومن ہے جس کو نیکی میں سے کافی حصہ ملا ہے اس لیے وہ اپنے رب کی اچھی طرح عبادت کرتا ہے اور چھپ کر اللہ کی عبادت کرتا ہے اور لوگوں میں گمنام ہے۔ پس اس کی طرف انگلیوں سے اشارہ نہیں کیا جاتا، اس کی روزی صرف بقدر ضرورت ہے مگر وہ اس پر صبر کرتا ہے، اس کی موت

[1] مراۃ العقول: ۸/ ۳۲۷

https://www.shiabookspdf.com

جلدی آجاتی ہے تو اس کی میراث کم ہے اور اس پر رونے والی عورتیں قلیل ہیں۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے [2]

3/2215 الکافی،۲/۱۴۰/۱/۲ الأربعة عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: طُوبَى لِمَنْ أَسْلَمَ وَ كَانَ عَيْشُهُ كَفَافاً.

(ترجمہ) امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: طوبیٰ ہے اس شخص کے لیے جو اسلام لائے اور اس کی روزی بقدر ضرورت ہو۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف علی المشہور ہے [4] لیکن میرے نزدیک سند موثق ہے کیونکہ نوفلی اور سکونی دونوں ثقہ ثابت ہیں۔ (واللہ اعلم)

4/2216 الکافی،۲/۱۴۰/۱/۳ بهذا الإسناد قَالَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: اَللَّهُمَّ اُرْزُقْ مُحَمَّداً وَ آلَ مُحَمَّدٍ وَ مَنْ أَحَبَّ مُحَمَّداً وَ آلَ مُحَمَّدٍ اَلْعَفَافَ وَ اَلْكَفَافَ وَ اُرْزُقْ مَنْ أَبْغَضَ مُحَمَّداً وَ آلَ مُحَمَّدٍ اَلْمَالَ وَ اَلْوَلَدَ.

(ترجمہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! محمدؐ و آل محمدؐ کو اور محمدؐ و آل محمدؐ سے محبت کرنے والے کو پاک دامنی اور کفایت کا رزق دے اور جو محمدؐ و آل محمدؐ سے بغض رکھے اس کو مال اور اولاد کا رزق دے۔ [5]

بیان:

و ذلك لأن المال و الولد فتنة لمن افتتن بهما و ربما يكون الولد عدوا قال الله تعالى إِنَّمَا أَمْوالُكُمْ وَ أَوْلادُكُمْ فِتْنَةٌ و قال عز و جل إِنَّ مِنْ أَزْواجِكُمْ وَ أَوْلادِكُمْ عَدُوًّا لَكُمْ و قال تعالى الْمالُ وَ الْبَنُونَ زِينَةُ الْحَياةِ الدُّنْيا وَ الْباقِياتُ الصَّالِحاتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَواباً وَ خَيْرٌ أَمَلًا

[1] کلیات حدیث قدسی:۶۵۶؛ بحارالانوار:۶۶/ ۲۷۳و۲۷۴/ ۶۹و۱۰۹/ ۶۲؛ وسائل الشیعہ:۱/ ۷۷و۲۱/ ۵۳۲؛ مجموعہ ورام:۲/ ۱۹۵؛ قرب الاسناد:۴۰

[2] مراۃ العقول:۸/ ۳۳۲

[3] مجموعہ ورام:۲/ ۱۹۵؛ وسائل الشیعہ:۲۱/ ۵۳۳؛ بحارالانوار:۶۹/ ۵۹

[4] مراۃ العقول:۸/ ۳۲۹

[5] فقہ الرضاؑ:۳۶۶؛ الجعفریات:۱۸۳؛ مشکاۃ الانوار:۱۲۵؛ النوادر راوندی:۱۶؛ وسائل الشیعہ:۲۱/ ۵۳۳؛ بحارالانوار:۶۹/ ۵۹؛ مستدرک الوسائل:۱۵/ ۲۲۹و۲۳۱

https://www.shiabookspdf.com

❁ اس کی وجہ یہ ہے کہ بیشک مال اور اولاد کو بھی اس کے لیئے فتنہ یعنی آزمائش قرار دیا گیا ہے جو ان دونوں میں مبتلا ہو اور بعض اوقات تو اولاد بھی دشمن ہو جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّمَآ أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ۔

تمہارے اموال اور تمہاری اولاد بس آزمائش ہیں۔ (سورہ التغابن: ۱۵، سورہ الانفال: ۲۸)

ٱلْمَالُ وَٱلْبَنُونَ زِينَةُ ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا ۖ وَٱلْبَٰقِيَٰتُ ٱلصَّٰلِحَٰتُ خَيْرٌ عِندَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَخَيْرٌ أَمَلًا۔

مال اور اولاد دنیاوی زندگی کی زینت ہیں اور ہمیشہ باقی رہنے والی نیکیاں آپ کے رب کے نزدیک ثواب کے لحاظ سے اور امید کے اعتبار سے بھی بہترین ہیں۔ (سورہ الکھف: ٤٦)

تحقیق اسناد:

وہی تحقیق ہے جو گزشتہ حدیث کی تحت گزر چکی ہے (واللہ اعلم)

5/2217 الكافی، ۱/۴/۱۴۰/۲ العدة عن البرقی عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ يَزِيدَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدٍ اَلنَّوْفَلِيِّ رَفَعَهُ إِلَى عَلِيِّ بْنِ اَلْحُسَيْنِ صَلَوَاتُ اَللَّهِ عَلَيْهِمَا قَالَ: مَرَّ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ بِرَاعِي إِبِلٍ فَبَعَثَ يَسْتَسْقِيهِ فَقَالَ أَمَّا مَا فِي ضُرُوعِهَا فَصَبُوحُ اَلْحَيِّ وَ أَمَّا مَا فِي آنِيَتِنَا فَغَبُوقُهُمْ فَقَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ اَللَّهُمَّ أَكْثِرْ مَالَهُ وَ وُلْدَهُ ثُمَّ مَرَّ بِرَاعِي غَنَمٍ فَبَعَثَ إِلَيْهِ يَسْتَسْقِيهِ فَحَلَبَ لَهُ مَا فِي ضُرُوعِهَا وَ أَكْفَأَ مَا فِي إِنَائِهِ فِي إِنَاءِ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ بَعَثَ إِلَيْهِ بِشَاةٍ وَ قَالَ هَذَا مَا عِنْدَنَا وَ إِنْ أَحْبَبْتَ أَنْ نَزِيدَكَ زِدْنَاكَ قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ اَللَّهُمَّ اُرْزُقْهُ اَلْكَفَافَ فَقَالَ لَهُ بَعْضُ أَصْحَابِهِ يَا رَسُولَ اَللَّهِ دَعَوْتَ لِلَّذِي رَدَّكَ بِدُعَاءٍ عَامَّتُنَا نُحِبُّهُ وَ دَعَوْتَ لِلَّذِي أَسْعَفَكَ بِحَاجَتِكَ بِدُعَاءٍ كُلُّنَا نَكْرَهُهُ فَقَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ إِنَّ مَا قَلَّ وَ كَفَى خَيْرٌ مِمَّا كَثُرَ وَ أَلْهَى اَللَّهُمَّ اُرْزُقْ مُحَمَّداً وَ آلَ مُحَمَّدٍ اَلْكَفَافَ۔

(ترجمہ) امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دن اونٹوں کے چرواہے کے قریب سے گزرے اور آپؐ نے ایک شخص کو اس کی طرف روانہ کیا کہ جاو اس سے دودھ لے کر آو۔ پس اس کہا: ان کے تھنوں کا دودھ گاؤں کے لوگوں کے صبح کے پینے کے لیے ہے اور برتنوں کا دودھ شام کو پینے کے لیے ہے۔

https://www.shiabookspdf.com

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! اس کے مال واس کی اولاد کو کثیر کردے۔

پھر آپؐ ایک دوسرے بھیڑو بکریوں کے چرواہے کے قریب سے گزرے اور آپؐ نے ایک شخص کو اس کے پاس بھیجا تا کہ اس سے دودھ لے کر آئے۔ پس اس نے آپؐ کے لیے تھنوں والا دودھ بھی نکال لیا اور اپنے دودھ کے برتن سے بھی پوری طرح رسول اللہ ﷺ کے لیے ڈبے میں ڈال دیا۔ نیز تمام دودھ کے ساتھ اس نے آپؐ کے لیے ایک بھیڑ بھی بھیجی اور عرض کیا: یہ ہمارے پاس ہے اور اگر آپؐ چاہیں تو ہم آپؐ کے لیے اور بھی لا سکتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! اسے کافی ہوجانے والا رزق عطا فرما۔

آپؐ کے اصحاب میں سے ایک نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! وہ بندہ جس نے خالی پلٹا دیا اس کے لیے آپؐ نے وہ دعا کی جسے ہم سب چاہتے ہیں اور جس نے آپؐ کی ضرورت کو پورا کیا اس کے لیے آپؐ نے وہ دعا کی ہے جس کو ہم پسند نہیں کرتے؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو کم ہو اور کفایت کرے تو وہ کثیر سے بہتر ہے۔ اے اللہ! تو ہم محمد و آل محمدؐ کو کفایت کرنے والا رزق عطا فرما۔ [1]

بیان:

الصبوح ما يشرب بالغداة و الغبوق ما يشرب بالعشي و أكفأ أي قلب و كب أسعفك بحاجتك أي قضاها لك و ألهى أي شغل عن الله و عن عبادته

❂ ''الصبوح'' جو صبح کو پیا جاتا ہے، شام کو کیا پیا جاتا ہے، اور کسی بھی دل و پیالہ میں سب سے زیادہ کارآمد ہے۔ ''أسعفك بحاجتك'' کوئی بھی آپ کی طرف سے بنایا گیا ہے۔ ''ألهى'' خدا اور اس کی عبادت سے دوری اختیار کرنا

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مرفوع ہے۔ [2]

6/2218 الكافي، ١/٥/١٣١/٢ عَنْهُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي اَلْبَخْتَرِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ يَقُولُ يَحْزَنُ عَبْدِيَ اَلْمُؤْمِنُ إِنْ قَتَّرْتُ عَلَيْهِ وَ ذَلِكَ أَقْرَبُ لَهُ مِنِّي وَ يَفْرَحُ عَبْدِيَ

---

[1] مشکاۃ الانوار: ۲۸۲؛ بحار الانوار: ۶۹/ ۶۱

[2] مرآۃ العقول: ۸/ ۳۳۱

اَلْمُؤْمِنُ إِنْ وَسَّعْتُ عَلَيْهِ وَ ذٰلِكَ أَبْعَدُ لَهُ مِنِّي ۔

(ترجمہ) ابوالبختری سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اللہ فرماتا ہے کہ اگر میں اپنے بندہ مومن پر تنگی کروں تو وہ غمگین ہوتا ہے حالانکہ یہ بات اس کے لیے میرے قرب کا باعث ہے اور اگر اس پر وسعت کروں تو وہ خوش ہوتا ہے حالانکہ یہ بات اس کے لیے مجھ سے دوری کا موجب ہے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مرفوع ہے [2] لیکن میرے نزدیک سند ضعیف ہے (واللہ اعلم)

۵۵۔ باب الاستغناء عن الناس

باب: لوگوں سے بے نیازی

1/2219 الکافی، ۱/۱۹/۱۴۸/۲ محمد عن ابن عیسی عن السراد عَنْ عَبْدِ اَللّٰهِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللّٰهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: شَرَفُ اَلْمُؤْمِنِ قِيَامُ اَللَّيْلِ وَ عِزُّهُ اِسْتِغْنَاؤُهُ عَنِ اَلنَّاسِ ۔

(ترجمہ) عبداللہ بن سنان سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: مومن کا شرف یہ ہے کہ رات کو قیام کرے اور اس کی عزت یہ ہے کہ وہ لوگوں سے بے نیاز رہے۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے [4]

2/2220 الکافی، ۳۱۱/۲۳۴/۸ علی عن أبیه عن السراد عَنْ عَبْدِ اَللّٰهِ بْنِ سِنَانٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اَللّٰهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: ثَلاَثَةٌ هُنَّ فَخْرُ اَلْمُؤْمِنِ وَ زِينَتُهُ فِي اَلدُّنْيَا وَ اَلْآخِرَةِ اَلصَّلاَةُ فِي آخِرِ اَللَّيْلِ وَ يَأْسُهُ مِمَّا فِي أَيْدِي اَلنَّاسِ وَ وَلاَيَةُ اَلْإِمَامِ مِنْ آلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ ۔

(ترجمہ) عبداللہ بن سنان سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپ فرما رہے تھے: تین چیزیں بندہ

---

[1] وسائل الشیعہ: ۲۱/ ۵۳۳؛ کلیات حدیث قدسی: ۶۵۷؛ بحارالانوار: ۶۹/ ۶۱؛ ھدایۃ الامہ: ۷/ ۳۵۴؛ مسند الامام الصادقؑ: ۵/ ۲۶۴

[2] مراۃ العقول: ۸/ ۳۳۱

[3] بحارالانوار: ۷۲/ ۱۰۸؛ اعلام الدین: ۲۶۲؛ مشکاۃ الانوار: ۱۲۶؛ فقہ الرضاؑ: ۳۶۷؛ عوالم العلوم: ۲۰/ ۷۷۶؛ وسائل الشیعہ: ۹/ ۴۳۸

[4] مراۃ العقول: ۸/ ۳۵۳

مؤمن کے لیے فخر ہیں اور دنیا و آخرت میں اس کی زینت ہیں: آخر شب میں نماز، جو کچھ لوگوں کے ہاتھوں میں ہے اس سے مایوس ہونا اور آل محمد علیہ السلام میں سے امام کی ولایت۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند حسن ہے [2] لیکن میرے نزدیک سند صحیح ہے۔

3/2221 الکافی، ۱/۲/۱۴۸/۲ علی عن أبیه و القاسانی عن القاسم بن محمد عن المنقری اَلْمِنْقَرِيِّ عَنْ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : إِذَا أَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ لاَ يَسْأَلَ رَبَّهُ شَيْئاً إِلاَّ أَعْطَاهُ فَلْيَيْأَسْ مِنَ اَلنَّاسِ كُلِّهِمْ وَ لاَ يَكُونُ لَهُ رَجَاءٌ إِلاَّ عِنْدَ اَللَّهِ فَإِذَا عَلِمَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ ذَلِكَ مِنْ قَلْبِهِ لَمْ يَسْأَلِ اَللَّهَ شَيْئاً إِلاَّ أَعْطَاهُ.

(ترجمہ) حفص بن غیاث سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اگر تم میں سے کوئی یہ چاہتا ہے کہ اپنے رب سے کچھ نہ مانگے بلکہ وہ اسے (بغیر مانگے) عطا کرے تو اسے چاہیے کہ وہ تمام لوگوں سے مایوس ہو جائے اور اس کی کوئی امید نہیں ہونی چاہیے مگر اللہ کے پاس پس جب اللہ اس کے دل میں یہ بات معلوم کرلے گا تو وہ اللہ سے کچھ نہیں مانگے گا مگر وہ اسے عطا کرے گا۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے [4] لیکن میرے نزدیک موثق ہے کیونکہ قاسم بن محمد کامل الزیارات کا راوی ہے البتہ غیر امامی ہے اور سلیمان بھی غیر امامی ثقہ ہے اور حفص بھی ثقہ غیر امامی ہے (واللہ اعلم)

4/2222 الکافی، ۱/۳/۱۴۸/۲ بِهَذَا اَلْإِسْنَادِ عَنِ اَلْمِنْقَرِيِّ عَنْ عَبْدِ اَلرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ اَلزُّهْرِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَلْحُسَيْنِ صَلَوَاتُ اَللَّهِ عَلَيْهِ قَالَ: رَأَيْتُ اَلْخَيْرَ كُلَّهُ قَدِ اِجْتَمَعَ فِي قَطْعِ اَلطَّمَعِ عَمَّا فِي أَيْدِي اَلنَّاسِ وَ مَنْ لَمْ يَرْجُ اَلنَّاسَ فِي شَيْءٍ وَ رَدَّ أَمْرَهُ إِلَى اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ فِي جَمِيعِ أُمُورِهِ

---

[1] امالی صدوق: ۵۴۴؛ مفتاح الفلاح: ۲۸۹؛ وسائل الشیعہ: ۹/ ۴۵۰؛ اثبات الھداۃ: ۲/ ۱۰۵؛ بحارالانوار: ۷۲/ ۱۰۷ و ۸۴/ ۱۴۰؛ الوافی: ۷/ ۱۰۱ ح ۵۵۴۰

[2] مرآۃ العقول: ۲۶/ ۱۷۸

[3] عدۃ الداعی: ۱۳۴؛ تفسیر الصافی: ۱/ ۲۲۴؛ وسائل الشیعہ: ۷/ ۱۳۲ و ۹/ ۴۳۸؛ بحارالانوار: ۷۲/ ۱۰۹ و ۹۰/ ۳۱۴؛ تفسیر نور الثقلین: ۴/ ۵۲۸؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۱/ ۳۰۳؛ ھدایۃ الامہ: ۳/ ۱۲۷

[4] مرآۃ العقول: ۸/ ۳۵۳

https://www.shiabookspdf.com

اِسۡتَجَابَ اَللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ لَهُ فِي كُلِّ شَيْءٍ.

(ترجمہ) زہری سے روایت ہے کہ امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا: میں نے تمام بھلائی اس بات میں مجتمع دیکھی ہے کہ جو کچھ لوگوں کے ہاتھوں میں ہے اس میں طمع نہ کیا جائے اور جو شخص کسی چیز میں بھی لوگوں سے امید نہ رکھے اور اپنے جملہ امور میں اپنا معاملہ اللہ کی طرف لوٹا دے تو اللہ ہر چیز میں مستجاب کرے گا۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے [2]

5/2223 الکافی، ۱/۳/۱۴۸/۲ محمد عن أحمد عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَلْحَكَمِ عَنِ اَلْحُسَيْنِ بْنِ أَبِي اَلْعَلاَءِ عَنْ عَبْدِ اَلْأَعْلَى بْنِ أَعْيَنَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: طَلَبُ اَلْحَوَائِجِ إِلَى اَلنَّاسِ اِسْتِلاَبٌ لِلْعِزِّ وَ مَذْهَبَةٌ لِلْحَيَاءِ وَ اَلْيَأْسُ مِمَّا فِي أَيْدِي اَلنَّاسِ عِزٌّ لِلْمُؤْمِنِ فِي دِينِهِ وَ اَلطَّمَعُ هُوَ اَلْفَقْرُ اَلْحَاضِرُ.

(ترجمہ) عبدالاعلیٰ بن اعین سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ فرمارہے تھے: لوگوں سے حاجتیں مانگنا عزت کو دور کرتا ہے اور حیا کو چھین لیتا ہے اور لوگوں کے ہاتھوں میں جو کچھ ہے اس سے بے نیازی مومن کے لیے اس کے دین میں عزت ہے اور طمع حاضر فقر ہے۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے [4] لیکن میرے نزدیک سند حسن ہے کیونکہ حسین بن ابی العلاء اور عبدالاعلیٰ بن اعین دونوں ثقہ ہیں [5] (واللہ اعلم)

6/2224 الکافی، ۱/۵/۱۴۹/۲ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي اَلْحَسَنِ اَلرِّضَا عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ جُعِلْتُ فِدَاكَ اُكْتُبْ لِي إِلَى إِسْمَاعِيلَ بْنِ دَاوُدَ اَلْكَاتِبِ لَعَلِّي أُصِيبُ مِنْهُ قَالَ أَنَا أَضَنُّ بِكَ أَنْ تَطْلُبَ مِثْلَ هَذَا وَ شِبْهَهُ وَ

---

[1] وسائل الشیعہ: ۹/۳۴۹؛ بحارالانوار: ۷۲/۱۱۰؛ مشکاۃ الانوار: ۱۲۶

[2] مراۃ العقول: ۸/۳۵۴

[3] عدۃ الداعی: ۱۰۰؛ وسائل الشیعہ: ۹/۳۴۴ و ۳۴۹؛ بحارالانوار: ۷۲/۱۱۰ و ۹۳/۱۵۸؛ عوالم العلوم: ۲۰/۷۸۰؛ مشکاۃ الانوار: ۱۸۴؛ ھدایۃ الامہ: ۳/۱۳۳

[4] مراۃ العقول: ۸/۳۵۴

[5] المفید من معجم رجال الحدیث: ۱۶۲ و ۳۰۳

https://www.shiabookspdf.com

لَكِنْ عَوِّلْ عَلَى مَالِي.

(ترجمہ) بزنطی سے روایت ہے کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہوں! اسماعیل بن داود الکاتب کی طرف میرے لیے رقعہ لکھ دیں، شاید مجھے اس سے کوئی چیز مل جائے۔

آپؑ نے فرمایا: میں تیرے لیے نقصان سمجھتا ہوں کہ تو اس جیسے سے اور اس جیسوں سے کچھ مانگے بلکہ تو میرے مال سے مدد لے۔ (۱)

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے (۲)

7/2225 الكافى،۱/۶/۱۴۹/۲ عَنْهُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ حَمَّادِ بْنِ عِيسَى عَنِ ابْنِ عَمَّارٍ عَنْ نَجْمِ بْنِ حَطِيمٍ الْغَنَوِيِّ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ قَالَ: اَلْيَأْسُ مِمَّا فِي أَيْدِي النَّاسِ عِزُّ الْمُؤْمِنِ فِي دِينِهِ أَوَ مَا سَمِعْتَ قَوْلَ حَاتِمٍ إِذَا مَا عَزَمْتَ الْيَأْسَ أَلْفَيْتَهُ الْغِنَى إِذَا عَرَّفْتَهُ النَّفْسَ وَ الطَّمَعُ الْفَقْرُ.

(ترجمہ) نجم بن حطیم غنوی سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: جو کچھ لوگوں کے ہاتھوں میں ہے اس سے مایوس ہونے مومن کی اس کے دین میں عزت ہے۔ کیا تو نے حاتم (طائی) کا یہ قول (شعر) نہیں سنا: جب تو نے (لوگوں سے) مایوس ہونے کا عزم بالجزم کرلیا ہے تو تو اسے تونگری پائے گا، جبکہ نفس اس حقیقت کو سمجھ لے اور طمع ہی حقیقی فقر ہے۔ (۳)

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے۔ (۴)

8/2226 الكافى،۱/۷/۱۴۹/۲ محمد عن ابن عيسى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ عَمَّارٍ السَّابَاطِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ قَالَ كَانَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ يَقُولُ: لِيَجْتَمِعْ فِي قَلْبِكَ الاِفْتِقَارُ إِلَى النَّاسِ وَ الاِسْتِغْنَاءُ عَنْهُمْ فَيَكُونَ افْتِقَارُكَ إِلَيْهِمْ فِي لِينِ كَلاَمِكَ وَ حُسْنِ بِشْرِكَ وَ يَكُونَ اسْتِغْنَاؤُكَ عَنْهُمْ فِي نَزَاهَةِ عِرْضِكَ وَ بَقَاءِ عِزِّكَ.

---

(۱) مجموعہ ورام: ۲/۱۹۶؛ وسائل الشیعہ: ۹/۴۳۹؛ بحار الانوار: ۷۲/۱۱۱

(۲) مراۃ العقول: ۸/۳۵۵

(۳) وسائل الشیعہ: ۹/۴۳۹؛ بحار الانوار: ۷۲/۱۱۲

(۴) مراۃ العقول: ۸/۳۵۶

https://www.shiabookspdf.com

(ترجمہ) عمار ساباطی سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: امیر المومنین علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ تیرے دل میں لوگوں کی طرف احتیاج اور استغنا دونوں ہونی چاہییں۔ تیری ان کی طرف احتیاج تیرے ان سے نرم کلام اور تیرے کشادہ چہرے میں ہوگی اور ان سے تیری استغنا تیری ناموس کی سالمیت اور عزت کی بقا میں ہوگی۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف علی المشہور ہے [2] لیکن میرے نزدیک سند موثق ہے کیونکہ محمد بن سنان ثقہ ثابت ہے (واللہ اعلم)۔

9/2227 الکافی، ۱/۷/۱۳۹/۲ عَلِيٌّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مَعْبَدٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عُمَرَ عَنْ يَحْيَى بْنِ عِمْرَانَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ كَانَ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ صَلَوَاتُ اَللَّهِ عَلَيْهِ يَقُولُ: ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَهُ.

(ترجمہ) یحییٰ بن عمران سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: امیر المومنین علیہ السلام فرمایا کرتے تھے: پھر اسی سے مثل حدیث ذکر کی۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف علی المشہور ہے [4] لیکن میرے نزدیک سند معتبر ہے کیونکہ علی بن معبد کی شیخ نے توصیف کی ہے اور یہ کثیر الروایۃ بھی ہے (واللہ اعلم)

10/2228 الفقیہ، ۵۸۹۳/۴۱۰/۴ اَلْحَسَنُ بْنُ رَاشِدٍ عَنِ اَلثُّمَالِيِّ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: أَتَى رَجُلٌ رَسُولَ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَقَالَ عَلِّمْنِي يَا رَسُولَ اَللَّهِ شَيْئاً فَقَالَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَلَيْكَ بِالْيَأْسِ مِمَّا فِي أَيْدِي اَلنَّاسِ فَإِنَّهُ اَلْغِنَى اَلْحَاضِرُ قَالَ زِدْنِي يَا رَسُولَ اَللَّهِ قَالَ إِيَّاكَ وَ اَلطَّمَعَ فَإِنَّهُ اَلْفَقْرُ اَلْحَاضِرُ قَالَ زِدْنِي يَا رَسُولَ اَللَّهِ قَالَ إِذَا هَمَمْتَ بِأَمْرٍ فَتَدَبَّرْ عَاقِبَتَهُ فَإِنْ يَكُ خَيْراً أَوْ رُشْداً اِتَّبَعْتَهُ وَ إِنْ يَكُ شَرّاً أَوْ غَيّاً تَرَكْتَهُ.

---

[1] معانی الاخبار: ۲۶۷؛ تحف العقول: ۲۰۳؛ مشکاۃ الانوار: ۱۲۶ و ۱۷۸؛ مجموعہ ورام: ۲ / ۱۹۶؛ وسائل الشیعہ: ۹ / ۴۳۸ و ۱۲ / ۸؛ بحار الانوار: ۷۱ / ۱۵۸ و ۷۲ / ۱۰۶ و ۷۵ / ۴۰

[2] مراۃ العقول: ۸ / ۳۵۶

[3] گزشتہ حدیث کے حوالہ جات دیکھیے۔

[4] مراۃ العقول: ۸ / ۳۵۶

(ترجمہ) ثمالی سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھے کوئی چیز تعلیم کیجیے۔

آپؐ نے فرمایا: جو لوگوں کے ہاتھوں میں ہے اس سے ناامید ہو جاو کیونکہ یہی حاضر تونگری ہے۔

اس نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اس میں اضافہ فرمایئے۔

آپؐ نے فرمایا: طمع سے بچو کیونکہ یہی حاضر فقر ہے۔

اس نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کچھ مزید اضافہ کیجیے۔

آپؐ نے فرمایا: جب تم کسی کام کے بارے میں سوچو تو اس کے انجام پر تدبر کرو۔ پس اگر وہ تیرے لیے بہتر اور درست ہے تو اس کے پیچھے جاو اور اگر وہ تیرے لیے برا اور گمراہی ہے تو اس کو چھوڑ دو۔ [1]

تحقیق اسناد:

اگر حسن بن راشد ضعیف ہے تو بھی اس کی کتاب اصحاب کے نزدیک معتمد ہے اسی لیے مصنف نے اس سے روایت کیا ہے مزید یہ کہ اس کو متن بھی متواتر ہے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے اور اس کا متن اس کے صحیح ہونے کی دلیل ہے [2] اور میرے نزدیک سند حسن ہے کیونکہ حسن بن راشد تفسیر قمی اور کامل الزیارات دونوں کا راوی اور ثقہ ہے [3] (واللہ اعلم)

11/2229 التهذيب ،١/٢٧٣/٣٨٢/٦ الصفار عن القاسانی عن القاسم بن محمد عن ٱلْمِنْقَرِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ آدَمَ عَنْ شَرِيكٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ يَزِيدَ ٱلْجُعْفِيِّ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ قَالَ: سَخَاءُ ٱلْمَرْءِ عَمَّا فِي أَيْدِي ٱلنَّاسِ أَكْثَرُ مِنْ سَخَاءِ ٱلنَّفْسِ وَ ٱلْبَذْلِ وَ مُرُوَّةُ ٱلصَّبْرِ فِي حَالِ ٱلْفَاقَةِ وَ ٱلْحَاجَةِ وَ ٱلتَّعَفُّفِ وَ ٱلْغِنَى أَكْثَرُ مِنْ مُرُوَّةِ ٱلْإِعْطَاءِ وَ خَيْرُ ٱلْمَالِ ٱلثِّقَةُ بِاللَّهِ وَ ٱلْيَأْسُ عَمَّا فِي أَيْدِي ٱلنَّاسِ.

(ترجمہ) جابر بن یزید جعفی سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: آدمی کا اس میں سخاوت کرنا کہ جو لوگوں کے پاس ہے نفسی سخاوت سے بہت زیادہ ہے اور فاقہ، ضرورت، پارسائی اور تونگری کی حالت میں بخشش اور صبر کی مروت، عطا کی مروت سے بہت زیادہ ہے اور بہترین مال خدا پر بھروسہ اور جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس سے

[1] وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۲۸۲؛ المحاسن: ۱۱۶؛ بحارالانوار: ۷۴/ ۱۲۹؛ مشکاۃ الانوار: ۱۴۵

[2] روضۃ المتقین: ۱۳/ ۲۰۶

[3] المفید من معجم رجال الحدیث: ۱۳۹

نا امید ہونا ہے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے [2] لیکن میرے نزدیک سند یحییٰ بن آدم اور شریک کی وجہ سے مجہول ہے اور باقی راوی ثقہ ہیں۔ (واللہ اعلم)۔

۵۶۔ باب حسن الخلق

باب: بہترین اخلاق

1/2230 الكافي، ۱/۱/۹۹/۲ محمد عن ابن عيسى عن السراد عن جميل بن صالح [دراج] عن محمد عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ أَكْمَلَ اَلْمُؤْمِنِينَ إِيمَاناً أَحْسَنُهُمْ خُلُقاً.

ترجمہ: محمد سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: مومنین میں سے اکمل ایمان وہ ہے جو ان میں سے اخلاق میں سب سے اچھا ہے۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے [4]

2/2231 الكافي، ۱/۲/۹۹/۲ الاثنان عَنِ اَلْوَشَّاءِ عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ اَلْمَدِينَةِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ: مَا يُوضَعُ فِي مِيزَانِ اِمْرِءٍ يَوْمَ اَلْقِيَامَةِ أَفْضَلُ مِنْ حُسْنِ اَلْخُلُقِ.

ترجمہ: امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن آدمی کے میزان میں حسن خلق سے افضل کوئی چیز نہیں رکھی جائے گی۔ [5]

---

[1] وسائل الشیعہ: ۹/ ۴۵۱؛ مسند الامام الباقرؑ: ۳/ ۲۲۷

[2] ملاذ الاخیار: ۱۰/ ۳۱۷

[3] امالی طوسی: ۱۳۹؛ تحف العقول: ۴۷؛ ارشاد القلوب: ۱/ ۱۳۳؛ وسائل الشیعہ: ۱۲/ ۱۴۸ و ۱۵۶؛ بحار الانوار: ۶۸/ ۳۷۲ و ۳۷۴/ ۱۵۱؛ مستدرک الوسائل: ۸/ ۴۴۷

[4] مرآۃ العقول: ۸/ ۱۶۶؛ مہذب الاحکام: ۱۵/ ۲۹۶

[5] وسائل الشیعہ: ۱۲/ ۱۵۱؛ بحار الانوار: ۷/ ۲۴۹ و ۶۸/ ۳۷۴

https://www.shiabookspdf.com

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف علی المشہور ہے[1] لیکن میرے نزدیک سند مرسل کالمعتبر ہے کیونکہ معلیٰ ثقہ جلیل ثابت ہے۔ (واللہ اعلم)

3/2232 الکافی،۱/۴/۱۰۰/۲ العدة عن البرقی عن السراد عَنْ عَنْبَسَةَ اَلْعَابِدِ قَالَ قَالَ لِي أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : مَا يَقْدَمُ اَلْمُؤْمِنُ عَلَى اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ بِعَمَلٍ بَعْدَ اَلْفَرَائِضِ أَحَبَّ إِلَى اَللَّهِ تَعَالَى مِنْ أَنْ يَسَعَ اَلنَّاسَ بِخُلُقِهِ۔

(ترجمہ) عنبسہ عابد سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ایک بندہ مومن فرائض کی ادائیگی کے بعد لوگوں سے اچھے اخلاق سے بہتر کوئی عمل اللہ کی بارگاہ میں پیشگی نہیں بھیجتا جو اللہ کو بہت پسند ہو۔[2]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے[3] لیکن میرے نزدیک سند حسن ہے (واللہ اعلم)

4/2233 الکافی،۱/۵/۱۰۰/۲ القمیان عَنْ صَفْوَانَ عَنْ ذَرِيحٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: إِنَّ صَاحِبَ اَلْخُلُقِ اَلْحَسَنِ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ اَلصَّائِمِ اَلْقَائِمِ۔

(ترجمہ) امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے: بے شک اچھے اخلاق والے کو روزہ دار، قیام کرنے والے کے مثل اجر ملے گا۔[4]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے[5]

5/2234 الکافی،۱/۱۸/۱۰۳/۲ الثلاثة عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ حُسْنَ اَلْخُلُقِ يَبْلُغُ بِصَاحِبِهِ دَرَجَةَ اَلصَّائِمِ اَلْقَائِمِ۔

(ترجمہ) عبداللہ بن سنان سے روایت ہے کہ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: حسن اخلاق اپنے صاحب کو روزہ دار، قیام

---

[1] مراۃ العقول:۸/۱۶۷

[2] بحارالانوار:۶۸/۸۷ ۳؛ وسائل الشیعہ:۱۲/۱۵۰؛ مجموعہ ورام:۲/۱۸۸

[3] مراۃ العقول:۸/۱۶۸

[4] وسائل الشیعہ:۱۲/۱۴۹؛ بحارالانوار:۶۸/۸۷ ۳؛ ھدایۃ الامہ:۵/۱۷۰

[5] مراۃ العقول:۸/۱۶۸

https://www.shiabookspdf.com

کرنے والے کے درجہ تک پہنچا دیتا ہے۔ (1)

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند حسین کالصحیح ہے (2) لیکن میرے نزدیک سند صحیح ہے (واللہ اعلم)

6/2235 الکافی، ۱/۶/۱۰۰/۲ الأربعة عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: أَكْثَرُ مَا تَلِجُ بِهِ أُمَّتِي اَلْجَنَّةَ تَقْوَى اَللَّهِ وَ حُسْنُ اَلْخُلُقِ.

(ترجمہ) امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری امت جن چیزوں کے ساتھ سب سے زیادہ جنت میں جائے گی وہ تقویٰ اور حسن اخلاق ہیں۔ (3)

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف علی المشہور ہے (4) لیکن میرے نزدیک سند موثق ہے کیونکہ نوفلی اور سکونی دونوں ثقہ ہیں۔ (واللہ اعلم)

7/2236 الکافی، ۱/۷/۱۰۰/۲ الثلاثة عَنْ حُسَيْنٍ اَلْأَحْمَسِيِّ وَ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ اَلْخُلُقَ اَلْحَسَنَ يَمِيثُ اَلْخَطِيئَةَ كَمَا تَمِيثُ اَلشَّمْسُ اَلْجَلِيدَ.

(ترجمہ) حسین احمسی اور عبداللہ بن سنان سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: بے شک حسن خلق خطاء کو اس طرح پگھلا دیتا ہے جس طرح سورج برف کو پگھلا دیتا ہے۔ (5)

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند حسن کالصحیح ہے (6) لیکن میرے نزدیک سند صحیح ہے (واللہ اعلم)

8/2237 الکافی، ۱/۹/۱۰۰/۲ العدة عن سهل عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اَلْحَمِيدِ عَنْ يَحْيَى بْنِ عثمان [عَمْرٍو] عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ سِنَانٍ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ: أَوْحَى اَللَّهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى إِلَى بَعْضِ

---

(1) کنز الفوائد:۱/۳۲۰؛ ارشاد القلوب:۱/۱۳۳؛ وسائل الشیعہ:۱۲/۱۴۹؛ بحار الانوار:۶۸/۳۸۱و۳۹۶

(2) مراۃ العقول:۸/۱۷۵

(3) وسائل الشیعہ:۱۲/۱۵۰؛ بحار الانوار:۶۸/۳۷۵؛ مستدرک الوسائل:۱۱/۲۶۳؛ مشکاۃ الانوار:۲۲۱

(4) مراۃ العقول:۸/۱۶۹

(5) وسائل الشیعہ:۱۲/۱۴۹؛ بحار الانوار:۶۸/۳۷۵؛ کلیات حدیث قدسی:۶۵۴

(6) مراۃ العقول:۸/۱۶۹

أَنْبِيَائِهِ عَلَيْهِمُ اَلسَّلاَمُ اَلْخُلُقُ اَلْحَسَنُ يُمِيثُ اَلْخَطِيئَةَ كَمَا تُمِيثُ اَلشَّمْسُ اَلْجَلِيدَ.

(ترجمہ) عبداللہ بن سنان سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض نبیوں کو وحی فرمائی کہ حسن خلق خطا کو اس طرح پگھلا دیتا ہے جس طرح سورج برف کو پگھلا دیتا ہے۔ [1]

بیان:

يميث الخطيئة بالثاء المثلثة أي يذيبها و الجليد ما يسقط على الأرض من الندى فيجمد كذا في القاموس، و في النهاية الأثيرية في الحديث حسن الخلق يذيب الخطايا كما تذيب الشمس الجليد هو الماء الجامد من البرد

''يميث الخطيئة'' ثاء مثلثہ کے ساتھ، یعنی جو اسے تحلیل کرتا ہے۔''الجلید'' جو زمین پر پڑنے والی شبنم ہو اور وہ جم جاتی ہے۔ اسی طرح کتاب القاموس میں ہے اور کتاب النہایہ اثیریہ میں اس حدیث میں بیان ہوا: حسن الخلق يذيب الخطايا كما تذيب الشمس الجليد۔ اچھا اخلاق گناہوں کو اس طرح پگھلاتا ہے جیسے سورج جمی ہوئی شبنم کو پگھلاتا ہے۔ یعنی ''الجلید'' ایسا پانی ہے جو سردی کی وجہ سے جم جاتا ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف علی المشہور ہے [2] لیکن میرے نزدیک سند یحییٰ بن عمرو کی وجہ سے مجہول ہے اور سہل ثقہ ثابت ہے اور محمد بن عبدالحمید کامل الزیارات کا راوی ہے (واللہ اعلم)۔

9/2238 الكافى، ۲/۱۰۰/۸/۱ الثلاثة عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: اَلْبِرُّ وَ حُسْنُ اَلْخُلُقِ يَعْمُرَانِ اَلدِّيَارَ وَ يَزِيدَانِ فِي اَلْأَعْمَارِ.

(ترجمہ) عبداللہ بن سنان سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: نیکی اور حسن خلق گھروں کو آباد کرتے ہیں اور عمروں کو زیادہ کرتے ہیں۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند حسن کالصحیح ہے [4] لیکن میرے نزدیک سند صحیح ہے (واللہ اعلم)

---

[1] وسائل الشیعہ: ۱۲/ ۱۵۰؛ کلیات حدیث قدسی: ۲۵۳؛ بحارالانوار: ۱۳/ ۳۶۳

[2] مرآۃ العقول: ۸/ ۱۶۹

[3] وسائل الشیعہ: ۱۲/ ۱۴۹؛ مسند امام الصادق: ۶/ ۷۰؛ الزھد: ۲۹؛ اعلام الدین: ۱۲۰؛ بحارالانوار: ۶۸/ ۳۹۵ و ۷۱/ ۱۲۰

[4] مرآۃ العقول: ۸/ ۱۶۹

10/2239 اَلْوَشَّاءِ عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: هَلَكَ رَجُلٌ عَلَى عَهْدِ اَلنَّبِيِّ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَأَتَى اَلْحَفَّارِينَ فَإِذَا بِهِمْ لَمْ يَحْفِرُوا شَيْئاً وَ شَكَوْا ذَلِكَ إِلَى رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اَللَّهِ مَا يَعْمَلُ حَدِيدُنَا فِي اَلْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا نَضْرِبُ بِهِ فِي اَلصَّفَا فَقَالَ وَلِمَ إِنْ كَانَ صَاحِبُكُمْ لَحَسَنَ اَلْخُلُقِ اِئْتُونِي بِقَدَحٍ مِنْ مَاءٍ فَأَتَوْهُ بِهِ فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِيهِ ثُمَّ رَشَّهُ عَلَى اَلْأَرْضِ رَشّاً ثُمَّ قَالَ اِحْفِرُوا قَالَ فَحَفَرَ اَلْحَفَّارُونَ فَكَأَنَّمَا كَانَ رَمْلاً يَتَهَايَلُ عَلَيْهِمْ.

(ترجمہ) عبداللہ بن سنان سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ایک شخص فوت ہو گیا تو اسے گورکنوں کے پاس لایا گیا لیکن وہ اس کی قبر کو نہ کھود سکے تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس بارے شکایت کی، پس انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہمارے گودال زمین میں کام ہی نہیں کر رہے ہیں۔ جیسے ہم کسی سخت پتھر پر مار رہے ہیں۔

آپؐ نے فرمایا: اگر تمہارے ساتھی کے اخلاق اچھے ہوتے تو ایسا کیوں ہوتا؟ میرے پاس پانی کا ایک پیالہ لاؤ۔

پس وہ آپؐ کے پاس لائے تو آپؐ نے اپنا ہاتھ اس میں ڈالا، پھر اسے زمین پر چھینٹوں کی طرح چھڑک دیا۔

پھر فرمایا: اب کھودو۔

پس گورکنوں نے کھدائی کی تو یوں لگا جیسے ان پر تیزی سے ریت گر رہی ہو۔ [1]

بیان:

المستتر فی فأتی للنبی ص یتهایل ینصب تعجب ص من اشتداد الأرض علیهم مع کون صاحبهم حسن الخلق

"فأتی" میں ایک ضمیر مستتر ہے جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیئے ہے۔ "یتهایل" آپؐ نے ان کے خلاف زمین کی سختی پر حیرت کا اظہار کرتے ہوئے آہ بھری باوجود اس کے کہ ان کا ساتھی اچھے کردار کا تھا۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے [2]

---

[1] اثبات الهداة: ۱/ ۲۵۱؛ بحار الانوار: ۶۸/ ۳۷۶

[2] مرآة العقول: ۸/ ۱۷۰

11/2240 الکافی،۲/۱۰۱/۱۱/۱ عَنْهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَمَّارٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ اَلْخُلُقَ مَنِيحَةٌ يَمْنَحُهَا اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ خَلْقَهُ فَمِنْهُ سَجِيَّةٌ وَ مِنْهُ نِيَّةٌ فَقُلْتُ فَأَيَّتُهُمَا أَفْضَلُ فَقَالَ صَاحِبُ اَلسَّجِيَّةِ هُوَ مَجْبُولٌ لاَ يَسْتَطِيعُ غَيْرَهُ وَ صَاحِبُ اَلنِّيَّةِ يَصْبِرُ عَلَى اَلطَّاعَةِ تَصَبُّراً فَهُوَ أَفْضَلُهُمَا۔

(ترجمہ) اسحاق بن عمار سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: بے شک اخلاق ایک عطیہ ہے جو اللہ اپنی مخلوق کو عطاء کرتا ہے پس اس میں سے بعض اخلاق عادتی (فطری) ہیں اور بعض نیتی ہوتے ہیں۔
میں نے عرض کیا: ان دونوں میں سے افضل کون ہے؟
آپؑ نے فرمایا: عادتی اخلاق والا، وہ تو پیدائشی (محکم) ہے، وہ اس کے علاوہ کرہی نہیں سکتا اور جو نیت والا ہے اطاعت پر سخت صبر کرتا ہے اور یہی ان دو میں سے افضل ہے۔[1]

بیان:

فمنه سجية أي جبلة و طبيعة وخلق و منه نية أي يكون عن قصد و اكتساب و تعمل
"فمنه سجية" یعنی ایک جبلت، فطرت اور تخلیق اور اس سے ایک ارادہ ہے یعنی یہ جان بوجھ کر حاصل کیا گیا ہے اور اس پر عمل کیا گیا ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف علی المشہور ہے[2] لیکن میرے نزدیک سند حسن ہے کیونکہ محمد بن سنان ثقہ ثابت ہے (واللہ اعلم)

12/2241 الکافی،۲/۱۰۱/۱۲/۱ عَنْهُ عَنْ بَكْرِ بْنِ صَالِحٍ عَنِ اَلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي عَلِيٍّ اَللَّهَبِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ اَللَّهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى لَيُعْطِي اَلْعَبْدَ مِنَ اَلثَّوَابِ عَلَى حُسْنِ اَلْخُلُقِ كَمَا يُعْطِي اَلْمُجَاهِدَ فِي سَبِيلِ اَللَّهِ يَغْدُو عَلَيْهِ وَ يَرُوحُ

(ترجمہ) امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اللہ بندے کو حسن خلق پر اسی طرح ثواب عطا کرتا ہے جس طرح اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کو عطا فرماتا ہے جو صبح اور شام جہاد کرتا ہے۔[3]

---

[1] وسائل الشیعہ: ۱۲/ ۱۵۱؛ بحار الانوار: ۶۸/ ۳۷۷؛ تفسیر نور الثقلین: ۵/ ۳۹۰؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۳/ ۳۷۵

[2] مرآۃ العقول: ۸/ ۱۷۱

[3] وسائل الشیعہ: ۱۲/ ۱۵۱؛ بحار الانوار: ۶۸/ ۳۷۷

بیان:

لعل المراد أن الثواب يغدو على حسن خلقه و يروح يعني أنه ملازم له كملازمة حسن خلقه أو المراد أن المجاهد يغدو على الجهاد و يروح

شاید اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے اچھے کردار کا بدلہ بن جاتا ہے۔ "ویروح" اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس کے ساتھ اس کے حسن اخلاق کی پابندی کرتا ہے یا اس سے مراد یہ ہے کہ مجاہد جہاد کے لیے آتا ہے اور چلا جاتا ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے [1] لیکن میرے نزدیک سند کا مجہول ہونا اولی ہے کیونکہ ابوعلی مجہول ہے اور عبداللہ بن ابراہیم ے قول کو معتبر کہا گیا ہے اور بکر بن صالح ثقہ ہے (واللہ اعلم)

13/2242 الکافی، ۱/۱۳/۱۰۱/۲ عَنْهُ عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ اَلْحَجَّالِ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ اَلْقَابُوسِيِّ عَمَّنْ ذَكَرَهُ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ اَللَّهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى أَعَارَ أَعْدَاءَهُ أَخْلاَقاً مِنْ أَخْلاَقِ أَوْلِيَائِهِ لِيَعِيشَ أَوْلِيَاؤُهُ مَعَ أَعْدَائِهِ فِي دَوْلاَتِهِمْ۔

(ترجمہ) امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: تحقیق اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض اولیاء کے اخلاق میں سے کچھ اپنے دشمنوں کو قرض دیئے ہیں تا کہ اس کے دوست اس کے دشمنوں کے ساتھ ان کی حکومت میں زندگی گزار سکیں۔ [2]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے [3]

14/2243 الکافی، ۱/۱۳/۱۰۱/۲ وَفِي رِوَايَةٍ أُخْرَى وَلَوْ لاَ ذَلِكَ لَمَا تَرَكُوا وَلِيّاً لِلَّهِ إِلاَّ قَتَلُوهُ۔

ایک اور روایت میں ہے کہ اگر وہ ایسا نہ کرتا تو وہ اللہ کے کسی ولی کو نہ چھوڑتے مگر یہ کہ اسے قتل کر دیتے۔ [4]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مرسل ہے [5]

---

[1] مرآۃ العقول: ۸/ ۱۷۱

[2] تفسیر نور الثقلین: ۵/ ۳۹۰؛ بحار الانوار: ۶۸/ ۳۸۷؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۳/ ۳۷۶؛ مجمع البحرین: ۳/ ۴۱۷

[3] مرآۃ العقول: ۳/ ۱۷۲

[4] گزشتہ حدیث کے حوالہ جات دیکھیے۔

[5] مرآۃ العقول: ۸/ ۱۷۲

https://www.shiabookspdf.com

15/2244 الكافی، ۱/۱۴/۱۰۱/۲ عَلِيٌّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ حَمَّادِ بْنِ عِيسَى عَنِ اَلْحُسَيْنِ بْنِ اَلْمُخْتَارِ عَنِ اَلْعَلاَءِ بْنِ كَامِلٍ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : إِذَا خَالَطْتَ اَلنَّاسَ فَإِنِ اِسْتَطَعْتَ أَنْ لاَ تُخَالِطَ أَحَداً مِنَ اَلنَّاسِ إِلاَّ كَانَتْ يَدُكَ اَلْعُلْيَا عَلَيْهِ فَافْعَلْ فَإِنَّ اَلْعَبْدَ يَكُونُ فِيهِ بَعْضُ اَلتَّقْصِيرِ مِنَ اَلْعِبَادَةِ وَ يَكُونُ لَهُ حُسْنُ خُلُقٍ فَيُبَلِّغُهُ اَللَّهُ بِحُسْنِ خُلُقِهِ دَرَجَةَ اَلصَّائِمِ اَلْقَائِمِ .

(ترجمہ) علاء بن کامل سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب تم لوگوں سے اختلاط (معاشرت) رکھتے۔ پس اگر ممکن ہو لوگوں میں سے کسی ایک سے بھی اختلاط نہ کرو مگر یہ کہ تمہارا ہاتھ اس کے اوپر ہو تو ایسا کرو کیونکہ بندے کی عبادت میں کچھ کمی ہو سکتی ہے جبکہ اس کا اخلاق بہترین ہوتا ہے تو اللہ اس کے (حسن) خلق کے ذریعے اسے روزے دار، قیام کرنے والے کے درجہ تک پہنچا دیتا ہے۔ [1]

بیان:

كانت يدك العليا عليه أي كنت نفاعا له يصل نفعك إليه من أية جهة كانت

❂ ''كانت يدك العليا عليه'' آپ کا ہاتھ اس پر تھا، یعنی آپ اس کے لیے نفع بخش تھے اور آپ کا فائدہ اسے جس طرف سے بھی پہنچا۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے [2]

16/2245 الكافی، ۱/۱۵/۱۰۲/۲ العدة عن البرقی عَنْ أَبِيهِ عَنْ حَمَّادِ بْنِ عِيسَى عَنْ حَرِيزٍ عَنْ بَحْرٍ اَلسَّقَّاءِ قَالَ قَالَ لِي أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : يَا بَحْرُ حُسْنُ اَلْخُلُقِ يُسْرٌ ثُمَّ قَالَ أَ لاَ أُخْبِرُكَ بِحَدِيثٍ مَا هُوَ فِي يَدَيْ أَحَدٍ مِنْ أَهْلِ اَلْمَدِينَةِ قُلْتُ بَلَى قَالَ بَيْنَا رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ ذَاتَ يَوْمٍ جَالِسٌ فِي اَلْمَسْجِدِ إِذْ جَاءَتْ جَارِيَةٌ لِبَعْضِ اَلْأَنْصَارِ وَ هُوَ قَائِمٌ فَأَخَذَتْ بِطَرَفِ ثَوْبِهِ فَقَامَ لَهَا اَلنَّبِيُّ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَلَمْ تَقُلْ شَيْئاً وَ لَمْ يَقُلْ لَهَا اَلنَّبِيُّ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ شَيْئاً حَتَّى فَعَلَتْ ذَلِكَ ثَلاَثَ مَرَّاتٍ فَقَامَ لَهَا اَلنَّبِيُّ فِي اَلرَّابِعَةِ وَ هِيَ خَلْفَهُ فَأَخَذَتْ هُدْبَةً مِنْ ثَوْبِهِ ثُمَّ رَجَعَتْ فَقَالَ لَهَا اَلنَّاسُ فَعَلَ اَللَّهُ بِكِ وَ فَعَلَ حَبَسْتِ رَسُولَ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ

[1] الزھد: ۲۷؛ مجموعہ ورام: ۲ / ۱۸۸؛ وسائل الشیعہ: ۱۲ / ۱۴۹؛ الفصول المہمہ: ۳ / ۲۱۳؛ بحار الانوار: ۶۸ / ۳۸۷ و ۳۹۴

[2] مراۃ العقول: ۸ / ۱۷۲

وَآلِهِ ثَلاَثَ مَرَّاتٍ لاَ تَقُولِينَ لَهُ شَيْئاً وَلاَ هُوَ يَقُولُ لَكِ شَيْئاً مَا كَانَتْ حَاجَتُكِ إِلَيْهِ قَالَتْ إِنَّ لَنَا مَرِيضاً فَأَرْسَلَنِي أَهْلِي لِآخُذَ هُدْبَةً مِنْ ثَوْبِهِ لِيَسْتَشْفِيَ بِهَا فَلَمَّا أَرَدْتُ أَخْذَهَا رَآنِي فَقَامَ فَاسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ أَنْ آخُذَهَا وَهُوَ يَرَانِي وَأَكْرَهُ أَنْ أَسْتَأْمِرَهُ فِي أَخْذِهَا فَأَخَذْتُهَا ۔

(ترجمہ) بحر السقاء سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اے بحر! حسن خلق خوشحالی ہے۔

پھر فرمایا: کیا میں تجھے ایک ایسی حدیث کے بارے میں خبر دوں جو اہل مدینہ میں سے کسی کے ہاتھ میں نہ ہو؟

میں نے عرض کیا: کیوں نہیں؟

آپؑ نے فرمایا: ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ انصار میں سے ایک کی ایک لونڈی آ گئی جبکہ وہ بھی کھڑا ہوا تھا۔ چنانچہ اس نے آپؐ کی چادر کا کنارہ پکڑ لیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے لیے کھڑے ہو گئے لیکن اس نے آپؐ کو کچھ بھی نہ کہا اور آپؐ نے بھی اس سے کچھ نہیں کہا یہاں تک کہ اس نے تین بار ایسا کیا۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چوتھی بار اس کے لیے کھڑے ہوئے جبکہ وہ آپؐ کے پیچھے تھی، تو اس نے آپؐ کے کپڑے کا ایک ٹکڑا لے لیا اور پھر واپس چلی گئی۔ پس لوگوں نے اس سے کہا: اللہ تیرے ساتھ کرے جو کرے! تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تین بار اپنا اسیر بنائے رکھا بغیر ان سے کوئی بات کہے اور انہوں نے بھی تجھ سے کوئی بات نہیں کی، تیری ان سے حاجت کیا تھی؟

اس نے کہا: ہمارا ایک مریض ہے تو میرے گھر والوں نے مجھے آپؐ کے کپڑے کا ایک ٹکڑا لانے کے لیے بھیجا جس کے ذریعے شفاء طلب کی جا سکے۔ پس جب میں نے اسے حاصل کرنے کا ارادہ کیا تو آپؐ نے مجھے دیکھ لیا اور کھڑے ہو گئے اور مجھے حیا آ گئی کہ اسے حاصل کروں جبکہ آپؐ مجھے دیکھ رہے ہوں اور مجھے اس کے لیے آپؐ سے اجازت لینا بھی اچھا نہیں لگا پس میں نے اسے اس طرح حاصل کر لیا۔ [1]

بیان:

الھدبة خمل الثوب فعل الله بك و فعل دعاء عليها

- ''الھدبة'' کپڑے کا جھالر،
- ''فعل الله بك و فعل'' خدا آپ کو خوش رکھے اور اس کی دعا کو قبول کرے۔

[1] بحار الانوار: ۱۶/ ۲۶۴ و ۶۸/ ۳۷۹؛ تفسیر نور الثقلین: ۵/ ۳۹۰؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۳/ ۳۷۵؛ مستدرک الوسائل: ۸/ ۴۴۵؛ تفسیر البرہان: ۵/ ۴۵۵؛ مشکاۃ الانوار: ۲۲۲

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے [1]

17/2246 الکافی ۲/۱۰۲/۱۶/۱ الثلاثة عَنْ حَبِيبٍ اَلْخَثْعَمِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ : أَفَاضِلُكُمْ أَحْسَنُكُمْ أَخْلاَقاً اَلْمُوَطَّئُونَ أَكْنَافاً اَلَّذِينَ يَأْلَفُونَ وَ يُؤْلَفُونَ وَ تُوَطَّأُ رِحَالُهُمْ ۔

(ترجمہ) امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم سب سے افضل وہ لوگ ہیں جن کے اخلاق بہترین ہیں، جن کے کاندھے جھکے ہوئے ہیں، جو الفت کرتے ہیں اور ان سے الفت کی جاتی ہے اور ان کی اقامت گاہوں کو پاؤں سے روندا جاتا ہے۔ [2]

بیان:

الأكناف بالنون جمع الكنف بمعنى الجانب و الناحية يقال رجل موطإ الأكناف أي كريم مضياف و ذكر ابن الأثير في نهايته هذا الحديث هكذا أ لا أخبركم بأحبكم إلي و أقربكم مني مجلسا يوم القيامة أحاسنكم أخلاقا الموطئون أكنافا الذين يألفون و يؤلفون قال هذا مثل و حقيقته من التوطئة و هي التمهيد و التذليل و فراش وطئ لا يؤذي جنب النائم و الأكناف الجوانب أراد الذين جوانبهم وطيئة يتمكن منها من يصاحبهم و لا يتأذى

✪ ''الاکناف'' نون کے ساتھ، اور یہ ''کنف'' کی جمع ہے اور پہلو کے معنی میں بولا جاتا ہے کہ وہ آدمی جو کندھوں پر ہو یعنی سخی اور مہمان نواز۔

ابن اثیر نے اپنی کتاب النھایہ میں اس حدیث کو اس طرح ذکر کیا ہے:

ألا أخبركم بأحبكم إلي و أقربكم مني مجلسا يوم القيامة أحاسنكم أخلاقا الموطئون أكنافا الذين يألفون و يؤلفون

کیا میں تمہیں قیامت کے دن اپنے سب سے زیادہ محبوب اور تم میں سب سے زیادہ قریب ہونے کی خبر نہ دوں؟ تم میں سے بہترین اخلاق وہ لوگ ہیں جو ایک دوسرے کے قریب ہوں اور جو ایک دوسرے سے واقف

---

[1] مرآۃ العقول: ۸/ ۱۷۳

[2] وسائل الشیعہ: ۱۲/ ۱۵۷؛ تفسیر البرہان: ۵/ ۴۵۵؛ بحار الانوار: ۶۸/ ۳۸۰؛ تفسیر نور الثقلین: ۵/ ۳۹۱؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۳/ ۳۷۶؛ عوالی اللئالی: ۱/ ۱۰۰؛ مستدرک الوسائل: ۹/ ۱۵۰

https://www.shiabookspdf.com

ہوں۔انہوں نے بیان کیا کہ یہ ایک محاورہ ہے اور اس کی حقیقت طاغوت سے ہے جو تیاری اور عاجزی ہے اور ایسا بستر ہے جو سونے والے کے پہلو اور پہلوؤں کو نقصان نہ پہنچائے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند حسن کالصحیح ہے [1] لیکن میرے نزدیک سند صحیح ہے (واللہ اعلم)۔

18/2247 الکافی،۲/۱۰۲/۱۷/۱ العدة عن سهل عن الأشعري عن اَلْقَدَّاحِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : اَلْمُؤْمِنُ مَأْلُوفٌ وَلاَ خَيْرَ فِيمَنْ لاَ يَأْلَفُ وَلاَ يُؤْلَفُ

ترجمہ: امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: مومن سے الفت کی جاتی ہے اور اس شخص میں کوئی بھلائی نہیں ہے جو نہ الفت کرتا ہے اور نہ اس سے الفت کی جاتی ہے۔ [2]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف علی المشہور ہے [3] لیکن میرے نزدیک سند جعفر بن اشعری کی وجہ سے مجہول ہے اور سہل ثقہ ثابت ہے (واللہ اعلم)

19/2248 الفقیہ،۴/۳۹۴/۵۸۳۹ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ : إِنَّكُمْ لَنْ تَسَعُوا اَلنَّاسَ بِأَمْوَالِكُمْ فَسَعُوهُمْ بِأَخْلاَقِكُمْ .

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یقیناً تم لوگوں کو اپنے مالوں کے ساتھ خوش نہیں کر سکتے پس انہیں اپنے اخلاق سے خوش کرو۔ [4]

تحقیق اسناد:

شیخ صدوق نے یہاں سند درج نہیں کی لیکن امالی میں سند درج کی ہے جو کہ قوی کالصحیح ہے [5] جبکہ میرے نزدیک وہ سند حسن ہے کیونکہ محمد بن سنان اور غیاث دونوں ثقہ اور امامی ہیں (واللہ اعلم)۔

---

[1] مراۃ العقول:۸/۱۷۴

[2] مجموعہ ورام:۲/۲۵؛ وسائل الشیعہ:۱۲/۱۵۸؛ بحار الانوار:۶۸/۳۸۱؛ مجمع البحرین:۵/۲۷

[3] مراۃ العقول:۸/۱۷۵

[4] امالی صدوق: ۱۲؛ الاختصاص: ۲۲۵؛ نزھۃ الناظر: ۱۱؛ روضۃ الواعظین: ۲/۳۷۶؛ مشکاۃ الانوار: ۲۱۱؛ الدرۃ الباھرۃ: ۱۳؛ عوالی اللئالی: ۲/۷۴؛ بحار الانوار:۶۸/۳۸۳ و ۱۶۶/۷۴

[5] روضۃ المتقین:۱۳/۹۹

https://www.shiabookspdf.com

20/2249 الفقیہ، ۵۹۰۵/۴۱۶/۴ وَ قَالَ اَلصَّادِقُ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : إِنَّ اَللَّهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى قَسَمَ بَيْنَكُمْ أَخْلاَقَكُمْ كَمَا قَسَمَ بَيْنَكُمْ أَرْزَاقَكُمْ ۔

(ترجمہ) اور امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے درمیان تمہارے اخلاق کو اسی طرح تقسیم کیا ہے جس طرح تمہارے درمیان تمہارے رزق تقسیم کیے ہیں۔ [1]

بیان:

یعنی قسمها علی تفاوت و قد مضت أخبار أخر فی فضیلة حسن الخلق فی باب جوامع المکارم

یعنی اس کی قسمیں مختلف ہیں۔ بیشک حسنِ خلق کی فضیلت میں اور بھی احادیث ہیں جو "باب جوامع المکارم" میں گزر چکی ہیں۔

تحقیق اسناد:

شیخ صدوق نے اس کی سند درج نہیں کی ہے (واللہ اعلم)

۵۷۔ باب حسن البشر

باب: کشادہ روی

1/2250 الکافی، ۱/۱/۱۰۳/۲ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَلْحَكَمِ عَنِ اَلْحَسَنِ بْنِ اَلْحُسَيْنِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ : يَا بَنِي عَبْدِ اَلْمُطَّلِبِ إِنَّكُمْ لَنْ تَسَعُوا اَلنَّاسَ بِأَمْوَالِكُمْ فَالْقَوْهُمْ بِطَلاَقَةِ اَلْوَجْهِ وَ حُسْنِ اَلْبِشْرِ ۔

(ترجمہ) حسن بن حسین سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ فرما رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے بنی عبدالمطلب! یقیناً تم لوگوں کو اپنے اموال سے خوش نہیں کر سکتے پس ان سے خندہ پیشانی اور خوش روئی سے ملا کرو۔ [2]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف علی المشہور ہے [3] لیکن میرے نزدیک سند حسن بن حسین کی وجہ سے مجہول ہے کیونکہ یہ

---

[1] مسند الامام الصادق: ۵/ ۲۲۳

[2] وسائل الشیعہ: ۱۲/ ۱۶۰؛ بحار الانوار: ۷۱/ ۱۶۹؛ مستدرک الوسائل: ۸/ ۳۴۶؛ مشکاۃ الانوار: ۲۲۲

[3] مراۃ العقول: ۸/ ۱۷۶

مشرک ہے اور اگر ان سب میں سے یہ حسن بن حسین الکندی ہے تو وہ ثقہ ہے اور پھر سند حسن کالصحیح ہو گی۔ (واللہ اعلم)

2/2251 الکافی، ۱/۱/۱۰۳/۲ وَ رَوَاهُ عَنِ اَلْقَاسِمِ بْنِ يَحْيَى عَنْ جَدِّهِ اَلْحَسَنِ بْنِ رَاشِدٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : إِلاَّ أَنَّهُ قَالَ يَا بَنِي هَاشِمٍ.

(ترجمہ) حسن بن راشد نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے بھی روایت کی ہے مگر یہ کہ اس میں آپؑ نے فرمایا: اے بنی ہاشم۔[1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے[2] لیکن میرے نزدیک سند حسن ہے کیونکہ قاسم بن یحییٰ اور حسن بن راشد دونوں امامی اور ثقہ ہیں۔(واللہ اعلم)

3/2252 الکافی، ۱/۲/۱۰۳/۲ عَنْهُ عَنْ عُثْمَانَ عَنْ سَمَاعَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: ثَلاَثٌ مَنْ أَتَى اَللَّهَ بِوَاحِدَةٍ مِنْهُنَّ أَوْجَبَ اَللَّهُ لَهُ اَلْجَنَّةَ اَلْإِنْفَاقُ مِنْ إِقْتَارٍ وَ اَلْبِشْرُ لِجَمِيعِ اَلْعَالَمِ وَ اَلْإِنْصَافُ مِنْ نَفْسِهِ.

(ترجمہ) سماعہ سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: تین چیزیں ایسی ہیں کہ جو شخص ان میں سے ایک چیز بھی لے کر اللہ کے پاس آیا تو اللہ اس کے لیے جنت واجب کر دے گا: تنگ دستی کے باوجود مال خرچ کرنا، تمام دنیا سے خندہ پیشانی سے پیش آنا اور اپنے آپ سے انصاف کرنا۔[3]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند موثق ہے[4] لیکن میرے نزدیک سماعہ کی واقفی ہونے میں اشکال ہے اور وہ امامی ہے لہذا سند حسن ہے(واللہ اعلم)

4/2253 الکافی، ۱/۳/۱۰۳/۲ علی عن أبیه عن السراد عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: أَتَى رَسُولَ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اَللَّهِ أَوْصِنِي فَكَانَ

---

[1] گزشتہ حدیث کے حوالہ جات دیکھیے۔

[2] مرآۃ العقول:۸/۱۷۶

[3] مشکاۃ الانوار:۱۷۹؛ مجموعہ ورام:۲/۱۸۸؛ وسائل الشیعہ:۱۲/۱۶۱؛ بحارالانوار:۱۷/۱۶۹؛ عوالم العلوم:۲۰/۷۴۳؛ مستدرک الوسائل:۸/۳۵۲

[4] مرآۃ العقول:۸/۱۷۷

https://www.shiabookspdf.com

فِيمَا أَوْصَاهُ أَنْ قَالَ اِلْقَ أَخَاكَ بِوَجْهٍ مُنْبَسِطٍ۔

ترجمہ: ابوبصیر سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھے کچھ وصیت فرمائیں۔ پس آپؐ نے اسے جو وصیت فرمائی اس میں ایک یہ بھی تھی کہ آپؐ نے فرمایا: اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے ملا کر۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند حسن کالصحیح ہے [2] لیکن میرے نزدیک سند صحیح ہے (واللہ اعلم)

5/2254 الکافی، ۱/۴/۱۰۳/۲ عنه عن السراد عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِهِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: قُلْتُ لَهُ مَا حَدُّ حُسْنِ اَلْخُلُقِ قَالَ تُلِينُ جَنَاحَكَ وَ تُطِيبُ كَلاَمَكَ وَ تَلْقَى أَخَاكَ بِبِشْرٍ حَسَنٍ۔

ترجمہ: السراد نے اپنے کسی ساتھی سے روایت کی ہے، اس کا بیان ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: بہترین اخلاق کی حد کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اپنے کندھے کو جھکا، کلام کو پاکیزہ بنا اور اپنے بھائی سے خندہ روئی سے ملاقات کر۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مرسل کالحسن ہے [4]

6/2254 الفقیه، ۵۸۹۷/۴۱۲/۴: الحدیث مرسلاً۔

ترجمہ: یہی حدیث مرسل مروی ہے۔ [5]

تحقیق اسناد:

شیخ صدوق نے اس کی سند درج نہیں کی البتہ معانی الاخبار میں درج کی ہے جو سابقہ کے مثل مرسل کالحسن ہی ہے (واللہ اعلم)

7/2255 الکافی، ۱/۵/۱۰۳/۲ علی عن عَنْهُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ رِبْعِيٍّ عَنْ فُضَيْلٍ قَالَ: صَنَائِعُ

---

[1] نہج البلاغہ: ۵۳؛ وسائل الشیعہ: ۱۲/ ۱۶۰؛ بحارالانوار: ۷۱/ ۱۷۱

[2] مراۃ العقول: ۸/ ۱۷۸

[3] مجموعہ ورام: ۲/ ۱۸۸؛ وسائل الشیعہ: ۱۲/ ۱۶۰؛ بحارالانوار: ۷۱/ ۱۷۱؛ معانی الاخبار: ۲۵۳

[4] مراۃ العقول: ۸/ ۱۷۸

[5] تفسیر نور الثقلین: ۵/ ۳۹۱؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۳/ ۳۷۶

https://www.shiabookspdf.com

اَلْمَعْرُوفِ وَ حُسْنُ اَلْبِشْرِ يَكْسِبَانِ اَلْمَحَبَّةَ وَ يُدْخِلاَنِ اَلْجَنَّةَ وَ اَلْبُخْلُ وَ عُبُوسُ اَلْوَجْهِ يُبْعِدَانِ مِنَ اَللَّهِ وَ يُدْخِلاَنِ اَلنَّارَ ۔

ترجمہ: فضیل سے روایت ہے کہ (امام علیہ السلام نے) فرمایا: نیکی کرنا اور خوش روئی سے پیش آنا محبت کو کسب کرتے ہیں اور جنت میں داخل کرتے ہیں اور کنجوسی اور ترش روئی اللہ سے دور کرتے ہیں اور جہنم میں داخل کرتے ہیں۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند کالصحیح ہے [2] اور میرے نزدیک سند حسن کالصحیح ہے (واللہ اعلم)

8/2256 الکافی، ۱/۶/۱۰۳/۲ العدۃ عَنْ أَحْمَدَ عَنْ عُثْمَانَ عَنْ سَمَاعَةَ عَنْ أَبِي اَلْحَسَنِ مُوسَى عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: حُسْنُ اَلْبِشْرِ يَذْهَبُ بِالسَّخِيمَةِ ۔

ترجمہ: امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خوش روئی کینہ کو دور بھگاتی ہے۔ [3]

بیان:

السخیمۃ الحقد فی النفس

❂ "السخیمۃ" بے عزتی۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند موثق ہے [4] لیکن میرے نزدیک سند حسن ہے کیونکہ سماعہ کا امامی ہونا ظاہر ہے اور اس کے واقفی ہونے میں اشکال ہے (واللہ اعلم)

۵۸۔ باب الصدق و أداء الأمانة

باب: سچائی اور امانت کی ادائیگی

1/2257 الکافی، ۱/۱/۱۰۴/۲ محمد عن ابن عیسی عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَلْحَكَمِ عَنِ اَلْحُسَيْنِ بْنِ أَبِي اَلْعَلاَءِ عَنْ أَبِي

[1] وسائل الشیعہ: ۱۲/ ۱۶۰؛ بحارالانوار: ۷۱/ ۱۷۶؛ اعلام الدین: ۱۲۰؛ مستدرک الوسائل: ۱۲/ ۳۳۳

[2] مراۃ العقول: ۸/ ۱۷۹

[3] تحف العقول: ۴۳۵؛ وسائل الشیعہ: ۱۲/ ۱۶۱؛ بحارالانوار: ۷۱/ ۱۷۲ و ۷۳/ ۱۳۸

[4] مراۃ العقول: ۸/ ۱۸۰

عَبۡدِ اَللّٰهِ عَلَيۡهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ اَللّٰهَ عَزَّ وَ جَلَّ لَمۡ يَبۡعَثۡ نَبِيّاً إِلاَّ بِصِدۡقِ اَلۡحَدِيثِ وَ أَدَاءِ اَلۡأَمَانَةِ إِلَى اَلۡبَرِّ وَ اَلۡفَاجِرِ۔

ترجمہ: حسین بن ابی العلاء سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو معبوث نہیں فرمایا مگر گفتگو کی سچائی اور امانت کی ادائیگی ساتھ، نیکوکار کی ہو یا فاجر کی۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے [2] یا پھر حسن ہے [3] اور میرے نزدیک سند حسن کالصحیح ہے (واللہ اعلم)

2/2258 الکافی، ۲/۱۰۴/۱/۲ عَنۡهُ عَنۡ عُثۡمَانَ عَنۡ إِسۡحَاقَ بۡنِ عَمَّارٍ وَ غَيۡرِهِ عَنۡ أَبِي عَبۡدِ اَللّٰهِ عَلَيۡهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: لاَ تَغۡتَرُّوا بِصَلاَتِهِمۡ وَ لاَ بِصِيَامِهِمۡ فَإِنَّ اَلرَّجُلَ رُبَّمَا لَهِجَ بِالصَّلاَةِ وَ اَلصَّوۡمِ حَتَّى لَوۡ تَرَكَهُ اِسۡتَوۡحَشَ وَ لَكِنِ اِخۡتَبِرُوهُمۡ عِنۡدَ صِدۡقِ اَلۡحَدِيثِ وَ أَدَاءِ اَلۡأَمَانَةِ۔

ترجمہ: اسحاق بن عمار وغیرہ سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: نہ ان (لوگوں) کی نماز اور نہ ان کے روزے سے دھوکا کھاو کیونکہ بعض اوقات بندے کو نماز اور روزے کی لت لگ جاتی ہے کہ اگر وہ اس کو ترک کرے تو وحشت زدہ ہو جاتا ہے البتہ ان کو گفتگو کی سچائی اور امانت کے ادائیگی سے پرکھو۔ [4]

بیان:

اللهج بالشیء الحرص علیه

"اللہج بالشیء" کسی چیز میں ملوث ہونا یعنی اس کے بارے میں حریص ہونا۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند موثق ہے [5] لیکن میرے نزدیک سند حسن کالصحیح بلکہ صحیح ہے کیونکہ اسحاق بن عمار امامی اور ثقہ جلیل ہے۔ (واللہ اعلم)

---

[1] مشکاۃ الانوار: ۱۷۱؛ مجموعہ ورام: ۲/ ۱۸۸؛ وسائل الشیعہ: ۱۹/ ۷۳؛ بحار الانوار: ۱۱/ ۶۷ و ۶۸/ ۲؛ عوالم العلوم: ۲۰/ ۳۴۷؛ مستدرک الوسائل: ۸/ ۴۸۸

[2] مستدرک سفینۃ البحار: ۶/ ۲۱۷

[3] مرآۃ العقول: ۸/ ۱۸۰

[4] وسائل الشیعہ: ۱۹/ ۶۷؛ بحار الانوار: ۶۸/ ۲؛ ارشاد القلوب: ۱/ ۱۳۴؛ جامع احادیث الشیعہ: ۲۳/ ۱۳۲ ح ۳۶۷۴۲؛ ھدایۃ الامہ: ۶/ ۲۸۷؛ مسند الامام الصادق: ۵/ ۲۲۶

[5] مرآۃ العقول: ۸/ ۱۸۱؛ تفسیر اثنی عشری شاہ عبدالعظیمی: ۴/ ۳۲۶؛ منھاج الصالحین وحید: ۱/ ۵۲۱

3/2259 الکافی،۲/۱۰۵/۱۲/۱ محمد عن ابن عیسی عَنْ أَبِي طَالِبٍ رَفَعَهُ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : لاَ تَنْظُرُوا إِلَى طُولِ رُكُوعِ اَلرَّجُلِ وَ سُجُودِهِ فَإِنَّ ذَلِكَ شَيْءٌ اِعْتَادَهُ فَلَوْ تَرَكَهُ اِسْتَوْحَشَ لِذَلِكَ وَلَكِنِ اُنْظُرُوا إِلَى صِدْقِ حَدِيثِهِ وَأَدَاءِ أَمَانَتِهِ۔

(ترجمہ) امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: کسی بندے کے لمبے لمبے رکوع اور سجود کی طرف مت دیکھو کیونکہ یہ وہ چیز ہے کہ جس کا وہ عادی ہے۔ پس اگر اسے ترک کرے تو اس سے وحشت زدہ ہو جائے البتہ تم اس کی گفتگو کی سچائی اور امانت کی ادائیگی کی طرف نظر دیکھو۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مرفوع ہے [2]

4/2260 الکافی،۲/۱۰۴/۵/۱ محمد عن ابن عیسی عن السراد عَنْ أَبِي كَهْمَسٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَبْدُ اَللَّهِ بْنُ أَبِي يَعْفُورٍ يُقْرِئُكَ اَلسَّلاَمَ قَالَ عَلَيْكَ وَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ إِذَا أَتَيْتَ عَبْدَ اَللَّهِ فَأَقْرِئْهُ اَلسَّلاَمَ وَ قُلْ لَهُ إِنَّ جَعْفَرَ بْنَ مُحَمَّدٍ يَقُولُ لَكَ اُنْظُرْ مَا بَلَغَ بِهِ عَلِيٌّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عِنْدَ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَالْزَمْهُ فَإِنَّ عَلِيّاً عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ إِنَّمَا بَلَغَ مَا بَلَغَ بِهِ عِنْدَ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ بِصِدْقِ اَلْحَدِيثِ وَ أَدَاءِ اَلْأَمَانَةِ ۔

(ترجمہ) ابو کہمس سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: عبداللہ بن ابی یعفور آپؑ کو سلام عرض کرتا ہے۔

آپؑ نے فرمایا: تجھ پر اور اس پر سلام ہو۔ پس جب تو عبداللہ کے پاس جائے تو اسے میرا سلام کہنا اور اس سے کہنا: بے شک جعفر بن محمد (علیہما السلام) تجھ سے فرما رہے تھے: غور کر کہ حضرت علی علیہ السلام کس چیز کے ذریعے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عندیت میں پہنچے۔ پس اس کو لازمی پکڑ۔ بے شک حضرت علی علیہ السلام جس چیز کے ذریعے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عندیت میں پہنچے وہ گفتگو کی سچائی اور امانت کی ادائیگی ہے۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے [4]

---

[1] تفسیر الصافی:۱/۳۶۱؛ وسائل الشیعہ:۱۹/۶۸؛ الفصول المہمہ:۲/۲۹۱؛ بحار الانوار:۶۸/۸؛ تفسیر نور الثقلین:۱/۲۹۶؛ تفسیر کنز الدقائق:۳/۴۳۷

[2] مراۃ العقول:۸/۱۸۶

[3] وسائل الشیعہ:۱۹/۶۷؛ بحار الانوار:۶۸/۴؛ تفسیر نور الثقلین:۱/۴۹۶؛ تفسیر کنز الدقائق:۳/۴۳۶؛ عوالم العلوم:۲۰/۱۳۴

[4] مراۃ العقول:۸/۱۸۳

5/2261 الكافى،۲/۱۰۴/۶/۱ الثلاثة عَنْ أَبِي إِسْمَاعِيلَ الْبَصْرِيِّ عَنْ فُضَيْلِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ : يَا فُضَيْلُ إِنَّ الصَّادِقَ أَوَّلُ مَنْ يُصَدِّقُهُ اللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ يَعْلَمُ أَنَّهُ صَادِقٌ وَ تُصَدِّقُهُ نَفْسُهُ تَعْلَمُ أَنَّهُ صَادِقٌ.

(ترجمہ) فضیل بن یسار سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اے فضیل! بے شک سچے آدمی کی جو سب سے پہلے تصدیق کرتا ہے وہ اللہ ہے جو جانتا ہے کہ وہ سچا ہے اور پھر اس کا نفس اس کی تصدیق کرتا ہے جو جانتا ہے کہ وہ سچا ہے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سن دمجہول ہے [2] لیکن میرے نزدیک سند حسن ہے کیونکہ ابواسماعیل سے ابن ابی عمیر روایت کر رہا ہے لہٰذا اس کا مجہول ہونا مضر نہیں ہے (واللہ اعلم)

6/2262 الكافى،۲/۱۰۵/۷/۱ ابْنُ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ مَنْصُورِ بْنِ حَازِمٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ قَالَ: إِنَّمَا سُمِّيَ إِسْمَاعِيلُ صَادِقَ الْوَعْدِ لِأَنَّهُ وَعَدَ رَجُلاً فِي مَكَانٍ فَانْتَظَرَهُ فِي ذَلِكَ الْمَكَانِ سَنَةً فَسَمَّاهُ اللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ صَادِقَ الْوَعْدِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ الرَّجُلَ أَتَاهُ بَعْدَ ذَلِكَ فَقَالَ لَهُ إِسْمَاعِيلُ مَا زِلْتُ مُنْتَظِراً لَكَ.

(ترجمہ) منصور بن حازم سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: حضرت اسماعیل علیہ السلام کو اس لیے صادق الوعد (وعدے کا سچا) کہا گیا ہے کہ انہوں نے ایک شخص سے ایک مکان کا وعدہ کیا۔ چنانچہ وہ ایک سال تک اس مکان میں اس شخص کا انتظار کرتے رہے۔ پس اللہ نے ان کا نام صادق الوعد رکھ دیا۔

پھر آپؑ نے فرمایا: یقیناً وہ شخص اس کے بعد آیا تو حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اس سے فرمایا: میں مسلسل تیرا انتظار کر رہا ہوں۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند حسن ہے [4] لیکن میرے نزدیک سند صحیح ہے (واللہ اعلم)

---

[1] وسائل الشیعہ: ۱۲/ ۱۶۳؛ بحارالانوار: ۶۸/ ۵

[2] مرآۃ العقول: ۸/ ۱۸۳

[3] تفسیر الصافی: ۳/ ۲۸۵؛ وسائل الشیعہ: ۱۲/ ۱۶۴؛ بحارالانوار: ۶۸/ ۵؛ تفسیر نور الثقلین: ۳/ ۳۴۲؛ تفسیر کنز الدقائق: ۸/ ۲۳۶

[4] مرآۃ العقول: ۸/ ۱۸۴

7/2263 الكافی، ۱/۸/۱۰۵/۲ القمی عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَالِمٍ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ ٱلنَّضْرِ ٱلْخَزَّازِ عَنْ جَدِّهِ ٱلرَّبِيعِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ لِي أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ : يَا رَبِيعُ إِنَّ ٱلرَّجُلَ لَيَصْدُقُ حَتَّى يَكْتُبَهُ ٱللَّهُ صِدِّيقاً ۔

(ترجمہ) ربیع بن سعد سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اے ربیع! ایک شخص (برابر) سچ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ اسے صدیق لکھ دیتا ہے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے [2]

8/2264 الكافی، ۱/۹/۱۰۵/۲ العدة عن أحمد عن الوشاء عن علی عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ ٱللَّهِ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ يَقُولُ: إِنَّ ٱلْعَبْدَ لَيَصْدُقُ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ ٱللَّهِ مِنَ ٱلصَّادِقِينَ وَ يَكْذِبُ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ ٱللَّهِ مِنَ ٱلْكَاذِبِينَ فَإِذَا صَدَقَ قَالَ ٱللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ صَدَقَ وَ بَرَّ وَ إِذَا كَذَبَ قَالَ ٱللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ كَذَبَ وَ فَجَرَ ۔

(ترجمہ) ابوبصیر سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق سے سنا، آپؑ فرما رہے تھے: بے شک بندہ (مسلسل) سچ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ کے پاس سچوں میں سے لکھ دیا جاتا ہے اور (مسلسل) جھوٹ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ کے پاس جھوٹوں میں سے لکھ دیا جاتا ہے۔ پس جب وہ سچ بولتا ہے تو اللہ فرماتا ہے: اس نے سچ بولا ہے اور نیکی کی ہے اور جب جھوٹ بولتا ہے تو اللہ فرماتا ہے: اس نے جھوٹ بولا ہے اور فاجر (بداخلاق) ہو گیا ہے۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف علی المشہور ہے [4]

9/2265 الكافی، ۱/۱۰/۱۰۵/۲ عنه عن السراد عن العلاء عن ابن أَبِي يَعْفُورٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ ٱللَّهِ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ قَالَ: كُونُوا دُعَاةً لِلنَّاسِ بِٱلْخَيْرِ بِغَيْرِ أَلْسِنَتِكُمْ لِيَرَوْا مِنْكُمُ ٱلاِجْتِهَادَ وَ ٱلصِّدْقَ وَ

---

[1] مشکاۃ الانوار: ۱۷۲؛ وسائل الشیعہ: ۱۲/ ۱۶۳؛ بحار الانوار: ۶۸/ ۵؛ تفسیر نور الثقلین: ۳/ ۳۴۲؛ تفسیر کنز الدقائق: ۸/ ۲۳۶

[2] مراۃ العقول: ۸/ ۱۸۳

[3] وسائل الشیعہ: ۱۲/ ۱۶۲؛ مشکاۃ الانوار: ۱۷۲؛ بحار الانوار: ۶۸/ ۷؛ عوالم العلوم: ۲۰/ ۲۸۷؛ مستدرک الوسائل: ۸/ ۳۸۸؛ الاصول الستہ عشر: ۲۲۱

[4] مراۃ العقول: ۸/ ۱۸۵

اَلْوَرَعَ۔

(ترجمہ) ابن ابی یعفور سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: تم لوگ اپنی زبان کے بغیر لوگوں کو بھلائی کی دعوت دینے والے بن جاو تا کہ لوگ تم سے اجتہاد، سچائی اور ورع کو دیکھیں۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے [2]

10/2266 الکافی،۲/۱۰۵/۱۱/۱ محمد عن ابن عیسی عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَلْحَكَمِ عَنِ اَلصَّيْقَلِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : مَنْ صَدَقَ لِسَانُهُ زَكَى عَمَلُهُ وَ مَنْ حَسُنَتْ نِيَّتُهُ زِيدَ فِي رِزْقِهِ وَ مَنْ حَسُنَ بِرُّهُ بِأَهْلِ بَيْتِهِ مُدَّ لَهُ فِي عُمُرِهِ.

(ترجمہ) صیقل نے نقل کیا ہے کہ حضرت ابوعبداللہ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: جو اپنی زبان سے سچا ہے اس کا عمل پاک ہے اور جس کی نیت اچھی ہے اس کے رزق میں اضافہ ہوتا ہے اور جو اپنے گھر والوں سے اچھا سلوک کرتا ہے اس کی عمر دراز ہوتی ہے۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے [4] لیکن میرے نزدیک سند کا حسن ہونا ثابت ہوتا ہے کیونکہ حسن بن زیاد کی احادیث کو علماء نے قوی کہا ہے اور یہ تحقیق سے ثقہ ثابت ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ البزنطی نے اپنی کتاب میں اس سے روایات نقل کی ہیں۔ (واللہ اعلم)

11/2267 الکافی،۸/۲۱۹/۲۶۹/۱ العدة عن سهل عن البزنطی عن مثنی الحناط عن محمد عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ مثله إلا أنه قال زَادَ اَللَّهُ فِي عُمُرِهِ.

(ترجمہ) محمد نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اسی کے مثل روایت کی ہے البتہ اس میں یہ ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اللہ اس کی عمر

---

[1] مجموعہ ورام:۱/۱۲؛ مشکاۃ الانوار:۶۳؛ الاصول الستہ عشر:۳۵۹؛ وسائل الشیعہ:۱۲/۱۲؛ بحارالانوار:۶۷/۳۰۹و۶۸/۷؛ مستدرک الوسائل:۸/۴۵۶ و۱۱/۲۷۳

[2] مراۃ العقول:۸/۱۸۶؛ مہذب الاحکام:۲/۴۴۷

[3] تحف العقول:۲۹۵؛ نزھۃ الناظر:۱۱۶؛ امالی طوسی:۲۳۵؛ سلوۃ البحرین:۱۲۷؛ کشف الغمہ:۲/۲۰۸؛ ارشاد القلوب:۱/۱۳۴؛ وسائل الشیعہ:۱/۵۶؛ بحارالانوار:۶۷/۲۰۵و۷۵/۱۷۵؛ عوالم العلوم:۲۰/۸۳۷

[4] مراۃ العقول:۸/۱۸۶

میں اضافہ کرتا ہے۔ ①

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے ② لیکن میرے نزدیک سند موثق ہے کیونکہ سہل میں زیادثقہ ثابت ہے مگر غیر امامی مشہور ہے۔(واللہ اعلم)

12/2268 الکافی،۲/۱۰۴/۳/۱ العدۃ عن سھل عن التمیمی عن مثنی الحناط عن محمد عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: مَنْ صَدَقَ لِسَانُهُ زَكَى عَمَلُهُ.

(ترجمہ) محمد سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جو اپنی زبان سے سچا ہے اس کا عمل پاکیزہ ہے۔ ③

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف علی المشہور ہے ④ لیکن میرے نزدیک سند موثق ہے کیونکہ سہل ثقہ ثابت ہے۔(واللہ اعلم)

13/2269 الکافی،۲/۱۰۴/۴/۱ مُحَمَّدٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَلْحُسَيْنِ عَنْ مُوسَى بْنِ سَعْدَانَ عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ اَلْقَاسِمِ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي اَلْمِقْدَامِ قَالَ قَالَ لِي أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : فِي أَوَّلِ دَخْلَةٍ دَخَلْتُ عَلَيْهِ تَعَلَّمُوا اَلصِّدْقَ قَبْلَ اَلْحَدِيثِ.

(ترجمہ) عمرو بن ابوالمقدام سے روایت ہے کہ میں جب پہلی بار امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے مجھ سے فرمایا: گفتگو سے پہلے سچائی سیکھو۔ ⑤

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے ⑥ لیکن میرے نزدیک سند موثق ہے کیونکہ موسیٰ بن سعدان تفسیر قمی اور کامل الزیارات دونوں کا راوی ہے اور عبداللہ موخر الذکر کا راوی ہے البتہ دونوں غیر امامی ہیں۔(واللہ اعلم)

---

① الخصال:۱/ ۸۷؛ عیون الحکم: ۲۱۳؛ اعلام الدین: ۱۵۱؛ وسائل الشیعہ: ۱/ ۵۵؛ بحارالانوار: ۶۶/ ۸۵ و ۱۰۰/ ۲۲۵

② مراۃ العقول: ۲۶/ ۱۳۲

③ مشکاۃ الانوار: ۱۷۱؛ وسائل الشیعہ: ۱۲/ ۱۶۲؛ بحارالانوار: ۶۷/ ۳؛ مستدرک الوسائل: ۸/ ۴۵۵

④ مراۃ العقول: ۸/ ۱۸۱

⑤ وسائل الشیعہ: ۱۲/ ۱۶۳؛ بحارالانوار: ۶۸/ ۳

⑥ مراۃ العقول: ۸/ ۱۸۲

https://www.shiabookspdf.com

14/2270 الکافی،۱/۶/۱۳۳/۵ القمیان عن صفوان عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَمَّارٍ عَنْ حَفْصِ بْنِ قُرْطٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ اِمْرَأَةٌ بِالْمَدِينَةِ كَانَ اَلنَّاسُ يَضَعُونَ عِنْدَهَا اَلْجَوَارِيَ فَتُصْلِحُهُنَّ وَ قُلْنَا مَا رَأَيْنَا مِثْلَ مَا صُبَّ عَلَيْهَا مِنَ اَلرِّزْقِ فَقَالَ إِنَّهَا صَدَقَتِ اَلْحَدِيثَ وَ أَدَّتِ اَلْأَمَانَةَ وَ ذَلِكَ يَجْلِبُ اَلرِّزْقَ. قال صفوان و سمعته عن حفص بعد ذلك۔

(ترجمہ) حفص بن قرط سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: مدینہ میں ایک ایسی (نیکوکار) عورت تھی کہ جس کے پاس لوگ (اپنی بگڑتی تگڑی) لڑکیاں بھیجا کرتے تھے اور وہ ٹھیک ہو جاتی تھیں اور ہم نے کہا: جس قدر رزق سے اسے نوازا گیا ہم نے اس کی مثال نہیں دیکھی۔
آپؑ نے فرمایا: وہ عورت گفتگو کی سچی اور امانت کو ادا کرتی تھی اور یہ چیز رزق کو کھینچتی ہے۔
صفوان کا بیان ہے کہ میں نے حفص سے بھی اس کے بعد بھی یہ بات سنی تھی۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے [2] لیکن میرے نزدیک سند حسن بلکہ حسن کالصحیح ہے کیونکہ حفص سے ابن ابی عمیر روایت کرتا ہے [3] لہٰذا وہ ثقہ ہے۔ (واللہ اعلم)

15/2271 الکافی،۱/۱/۱۳۲/۵ الثلاثة التهذيب،۱/۱۰۹/۳۵۰/۶ الحسين عَنِ اِبْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنِ اَلْحُسَيْنِ بْنِ مُصْعَبٍ اَلْهَمْدَانِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: ثَلاَثَةٌ لاَ عُذْرَ لِأَحَدٍ فِيهَا أَدَاءُ اَلْأَمَانَةِ إِلَى اَلْبَرِّ وَ اَلْفَاجِرِ وَ اَلْوَفَاءُ بِالْعَهْدِ إِلَى اَلْبَرِّ وَ اَلْفَاجِرِ وَ بِرُّ اَلْوَالِدَيْنِ بَرَّيْنِ كَانَا أَوْ فَاجِرَيْنِ۔

(ترجمہ) حسین بن مصعب ہمدانی سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ فرما رہے تھے: تین چیزیں ایسی ہیں کہ جن میں (عدم ادائیگی میں) کسی کے لیے کوئی عذر نہیں ہے: نیک و بد کی امانت کو ادا کرنا، نیک اور بد سے کیے گئے وعدے کی وفا کرنا اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا خواہ وہ نیک ہوں یا فاجر (بداخلاق) ہوں۔ [4]

---

[1] وسائل الشیعہ: ۱۹/ ۶۸؛ مسند الامام الصادق: ۱۲/ ۳۳۲
[2] مرآۃ العقول: ۱۹/ ۱۰۲
[3] الکافی: ۲/ ۱۵۶ ح ۱۲؛ الوافی: ۵/ ۵۰۷ ح ۲۳۳۸؛ وسائل الشیعہ: ۲۱/ ۵۳۵ ح ۲۷۷۹۳
[4] الخصال: ۱/ ۱۲۳؛ وسائل الشیعہ: ۱۹/ ۷۱؛ الفصول المہمہ: ۲/ ۲۹۲؛ بحار الانوار: ۷۱/ ۷۰ و ۷۲/ ۹۲

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے [1] لیکن میرے نزدیک سند حسن ہے کیونکہ حسین بن معصب ثقہ ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ابن ابی عمیر اس سے روایت کر رہا ہے۔ (واللہ اعلم)

16/2272 التھذیب،۶/۳۵۰/۱/۱۱۱ السراد عَنْ أَبِي وَلَّادٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللّٰهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ كَانَ أَبِي عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَمَلَ إِيمَانُهُ وَ لَوْ كَانَ مَا بَيْنَ قَرْنِهِ إِلَى قَدَمِهِ ذُنُوبٌ لَمْ يَنْقُصْهُ ذَلِكَ قَالَ هِيَ اَلصِّدْقُ وَ أَدَاءُ اَلْأَمَانَةِ وَ اَلْحَيَاءُ وَ حُسْنُ اَلْخُلُقِ۔

(ترجمہ) ابوولاد سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جس شخص میں چار چیزیں ہوں گی اُس کا ایمان مکمل ہو گا اور اگر وہ سر سے پاوں تک گناہوں میں ڈوبا ہو گا تو بھی یہ اُس کو نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔
آپؑ نے فرمایا: وہ چیزیں یہ ہیں: سچائی، امانت کی ادائیگی، حیاء اور حسن خلق۔ [2]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے۔ [3]

17/2273 التھذیب،۶/۳۵۰/۱/۱۱۲ عَنْهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَلْفُضَيْلِ عَنْ مُوسَى بْنِ بَكْرٍ عَنْ أَبِي إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: أَهْلُ اَلْأَرْضِ مَرْحُومُونَ مَا يَخَافُونَ وَ أَدَّوُا اَلْأَمَانَةَ وَ عَمِلُوا بِالْحَقِّ۔

(ترجمہ) موسیٰ بن بکر سے روایت ہے کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا: زمین والے جب تک (اللہ سے) ڈرتے ہوں گے، امانت کو ادا کرتے رہیں گے اور حق پر عمل کرتے رہیں گے تب تک مرحوم (رحمت پانے والے) رہیں گے۔ [4]

بیان:

يأتي أخبار أخر من هذا الباب في باب وجوب أداء الأمانة من كتاب المعايش إن شاء الله تعالى

اس باب سے دیگر احادیث ان شاء اللہ "کتاب المعایش" کے "باب وجوب اداء الامانۃ" میں آئیں گی۔

---

[1] مرآۃ العقول:۱۹/۱۰۱؛ ملاذ الاخیار:۱۰/۳۱۵

[2] امالی طوسی:۳۳؛ الکافی:۲/۹۹ح۳؛ الوافی:۴/۲۶۵ح۱۹۱۲؛ وسائل الشیعہ:۱۲/۱۴۸و۱۹/۷۰؛ الفصول المہمہ:۲/۲۹۱؛ بحار الانوار:۶۴/۲۹۵و ۶۸/۳۷۴

[3] ملاذ الاخیار:۱۰/۳۱۶؛ مرآۃ العقول:۸/۱۶۷

[4] مسند الامام الکاظمؑ:۲/۳۸۲؛ مشکاۃ الانوار:۱۳۰

https://www.shiabookspdf.com

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف علی المشہور ہے [1] لیکن میرے نزدیک سند موثق ہے اور محمد بن فضیل کامل الزیارات کا راوی ہے ور یہ امامی ہے لیکن موسیٰ بن بکر ثقہ مگر واقفی ہے (واللہ اعلم)

۵۹۔باب الحیاء

باب: حیاء

1/2274 الکافی،۲/۱۰۶/۱/۱ العدة عن سهل عن السراد عن ابن رئاب عن الْحَذَّاءِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ قَالَ: اَلْحَيَاءُ مِنَ اَلْإِيمَانِ وَ اَلْإِيمَانُ فِي اَلْجَنَّةِ۔

ترجمہ: الحذاء سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: حیا ایمان سے ہے اور یقین جنت میں ہے۔ [2]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف علی المشہور ہے [3] لیکن میرے نزدیک سند موثق بلکہ موثق کالصحیح ہے کیونکہ سہل ثقہ ثابت ہے البتہ غیر امامی مشہور ہے۔ (واللہ اعلم)

2/2275 الکافی،۲/۱۰۶/۲/۱ محمد عن أحمد عن محمد بن سنان عن ابن مسکان عن اَلصَّيْقَلِ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ : اَلْحَيَاءُ وَ اَلْعَفَافُ وَ اَلْعِيُّ أَعْنِي عِيَّ اَللِّسَانِ لاَ عِيَّ اَلْقَلْبِ مِنَ اَلْإِيمَانِ۔

ترجمہ: صیقل سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: حیاء، پاکدامنی اور اکتاہٹ یعنی زبان کی اکتاہٹ نہ کہ دل کی اکتاہٹ، ایمان میں سے ہیں۔ [4]

بیان:

عیی بالمنطق کرضی عیا بالکسر حسر

''عیی'' اس کا ''رضی'' کی طرح بولا جائے مثلاً ''عییاً'' کسرہ کے ساتھ، اس کا معنی حسرت ہے۔

---

[1] ملاذ الاخیار: ۱۰/ ۳۱۷

[2] وسائل الشیعہ: ۱۲/ ۱۶۶؛ بحار الانوار: ۶۸/ ۳۲۹

[3] مرآۃ العقول: ۸/ ۱۸۷

[4] مجموعہ ورام: ۲/ ۱۸۸؛ وسائل الشیعہ: ۱۲/ ۱۶۷؛ بحار الانوار: ۶۸/ ۳۲۹؛ عوالم العلوم: ۲۰/ ۶۸۷

https://www.shiabookspdf.com

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف علی المشہور ہے [1] لیکن میرے نزدیک سند حسن ہے کیونکہ محمد بن سنان ثقہ ثابت ہے اور حسن صیقل کی روایات پر بھی بعض علماء نے اعتبار کیا ہے [2] نیز البزنطی اپنی کتاب میں اس سے روایت بھی کرتے ہیں۔ (واللہ اعلم)

3/2276 الکافی، ۱/۳/۱۰۶/۲ علی عن أبیه عن ابن اَلْمُغِیرَةِ عَنْ یَحْیَی أَخِي دَارِمٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ کَثِیرٍ عَنْ أَحَدِهِمَا عَلَیْهِمَا اَلسَّلاَمُ قَالَ: اَلْحَیَاءُ وَ اَلْإِیمَانُ مَقْرُونَانِ فِي قَرَنٍ فَإِذَا ذَهَبَ أَحَدُهُمَا تَبِعَهُ صَاحِبُهُ.

(ترجمہ) معاذ بن کثیر سے روایت ہے کہ امامین علیہ السلام میں سے ایک امام علیہ السلام نے فرمایا: حیا اور ایمان ایک رسی میں بندھے ہوئے ہیں پس جب ان میں سے ایک چلا جائے تو دوسرا بھی اس کے پیچھے چلا جاتا ہے۔ [3]

بیان:

القرن محرکة حبل یجمع به البعیران

❂ ''القرن'' سینگ یعنی ایک چلتی ہوئی رسی ہے جس سے اونٹ جمع کیے جاتے ہیں۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے [4]

4/2277 الکافی، ۱/۵/۱۰۶/۲ العدة عن سهل عن محمد بن عیسی عن ابن یقطین عَنِ اَلْفَضْلِ بْنِ کَثِیرٍ عَمَّنْ ذَکَرَهُ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَیْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: لاَ إِیمَانَ لِمَنْ لاَ حَیَاءَ لَهُ.

(ترجمہ) امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جس شخص میں حیا نہیں ہے اس کا کوئی ایمان نہیں ہے۔ [5]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف علی المشہور ہے [6] لیکن میرے نزدیک مرسل مجہول ہے۔ (واللہ اعلم)

---

[1] مراۃ العقول: ۸/ ۱۸۸

[2] روضۃ المتقین: ۳/ ۳۱۸؛ لوامع صاحبقرانی: ۷/ ۵۸۹

[3] تحف العقول: ۲۹۷؛ مشکاۃ الانوار: ۲۳۳؛ مجموعہ ورام: ۲/ ۱۸۸؛ وسائل الشیعہ: ۱۲/ ۱۶۶؛ بحار الانوار: ۶۸/ ۳۳۱

[4] مراۃ العقول: ۸/ ۱۸۹

[5] وسائل الشیعہ: ۱۲/ ۱۶۶؛ بحار الانوار: ۶۸/ ۳۳۱؛ مسند الامام الصادق: ۱۷/ ۳۹

[6] مراۃ العقول: ۸/ ۱۹۰

5/2278 الکافی،۲/۱۰۶/۶/۱ العدة عن البرقی عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا رَفَعَهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: اَلْحَيَاءُ حَيَاءَانِ حَيَاءُ عَقْلٍ وَ حَيَاءُ حُمْقٍ فَحَيَاءُ اَلْعَقْلِ هُوَ اَلْعِلْمُ وَ حَيَاءُ اَلْحُمْقِ هُوَ اَلْجَهْلُ۔

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حیا دو قسم کی ہے: عاقلانہ حیاء اور احمقانہ حیا۔ پس عاقلانہ حیا، تو وہ علم ہے اور احمقانہ حیا، تو جہالت ہے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مرسل ہے [2]

6/2279 الکافی،۲/۱۰۶/۳/۱ اَلْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ اَلنَّهْدِيِّ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ يَزِيدَ عَنِ اَلْعَوَّامِ بْنِ اَلزُّبَيْرِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: مَنْ رَقَّ وَجْهُهُ رَقَّ عِلْمُهُ۔

ترجمہ: عوام بن زبیر سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جو اپنے چہرے کو رقیق (شرمیلا) کرے گا اس کا علم بھی رقیق (کمزور) ہوگا۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے [4] لیکن میرے نزدیک سند معصب بن یزید اور عوام بن زبیر کی وجہ سے مجہول ہے اور محمد بن احمد النہدی ثقہ ہے [5] (واللہ اعلم)

۶۰۔ باب دفع السیئة بالحسنة

باب: نیکی سے برائی کو بھگانا

1/2280 الکافی،۲/۱۰۷/۱/۱ الثلاثة عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ

---

[1] وسائل الشیعہ: ۱۲/ ۱۶۹؛ بحار الانوار: ۶۸/ ۳۳۱ و ۷۷/ ۱۳۹؛ مستدرک الوسائل: ۸/ ۴۶۱؛ مشکاۃ الانوار: ۲۳۳

[2] مرآۃ العقول: ۸/ ۱۹۰

[3] بحار الانوار: ۶۸/ ۳۳۰؛ وسائل الشیعہ: ۱۲/ ۱۶۹

[4] مرآۃ العقول: ۸/ ۱۸۹

[5] المفید من معجم رجال الحدیث: ۴۹۲

https://www.shiabookspdf.com

رَسُولُ اَللّٰهِ صَلَّى اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فِي خُطْبَتِهِ: أَلاَ أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ خَلاَئِقِ اَلدُّنْيَا وَ اَلْآخِرَةِ اَلْعَفْوُ عَمَّنْ ظَلَمَكَ وَ تَصِلُ مَنْ قَطَعَكَ وَ اَلْإِحْسَانُ إِلَى مَنْ أَسَاءَ إِلَيْكَ وَ إِعْطَاءُ مَنْ حَرَمَكَ ۔

ترجمہ: امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ایک خطبہ میں فرمایا: کیا میں تمہیں نہ بتاوں کہ دنیاو آخرت کی خلقت سے بہتر کون ہے؟ جو تجھ پر ظلم کرے اسے معاف کردے، جو تجھ سے قطع تعلق کرے اس سے متصل رہ، جو تجھ سے برائی کرے اس سے احسان کراور جو تجھے محروم کرے اسے عطا کر۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند حسن کالصحیح ہے [2] لیکن میرے نزدیک سند صحیح ہے (واللہ اعلم)۔

2/2281 الکافی، ۲/۱۰۷/۲ العدة عن سهل عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اَلْحَمِيدِ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ عزة رغُرَّةَ اِبْنِ دِينَارٍ اَلرَّقِّيِّ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ اَلسَّبِيعِيِّ رَفَعَهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اَللّٰهِ صَلَّى اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: أَ لاَ أَدُلُّكُمْ عَلَى خَيْرِ أَخْلاَقِ اَلدُّنْيَا وَ اَلْآخِرَةِ تَصِلُ مَنْ قَطَعَكَ وَ تُعْطِي مَنْ حَرَمَكَ وَ تَعْفُو عَمَّنْ ظَلَمَكَ ۔

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں دنیاو آخرت کے بہترین اخلاق کے بارے میں خبردوں؟ جو تجھ سے قطع تعلق کرے اس سے تعلق جوڑ کر رکھ، جو تجھے محروم کرے اسے عطاء کراور جو تجھ پر ظلم کرے اس سے درگزر کر۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے [4] لیکن میرے نزدیک سند غرہ بن دینار کی وجہ سے مجہول ہے (واللہ اعلم)

3/2282 الکافی، ۱/۱۰/۱۰۸/۲ علی عن العبیدی عَنْ يُونُسَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شِمْرٍ عَنْ جَابِرٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: ثَلاَثٌ لاَ يَزِيدُ اَللّٰهُ بِهِنَّ اَلْمَرْءَ اَلْمُسْلِمَ إِلاَّ عِزّاً اَلصَّفْحُ عَمَّنْ ظَلَمَهُ وَ إِعْطَاءُ مَنْ حَرَمَهُ وَ اَلصِّلَةُ لِمَنْ قَطَعَهُ ۔

ترجمہ: جابر سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: تین چیزیں ایسی ہیں کہ جن کے ذریعے اللہ ایک مسلمان کی

[1] وسائل الشیعہ: ۱۲/ ۱۷۲؛ بحارالانوار: ۶۸/ ۳۹۹؛ تفسیر نور الثقلین: ۴/ ۵۸۳؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۱/ ۵۳۱؛ منیۃ المرید: ۳۲۳

[2] مراۃ العقول: ۸/ ۱۹۲

[3] بحارالانوار: ۶۸/ ۳۹۹ و ۷۴/ ۱۴۸؛ وسائل الشیعہ: ۱۲/ ۱۷۳؛ تحف العقول: ۴۵

[4] مراۃ العقول: ۸/ ۱۹۲

https://www.shiabookspdf.com

عزت میں اضافہ ہی کرتا ہے: جو اس پر ظلم کرے یہ اسے معاف کر دے، جو اسے محروم کرے یہ اسے عطا کرے اور جو اس سے قطع تعلق کرے یہ اس سے متصل رہے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے [2] لیکن میرے نزدیک سند حسن ہے کیونکہ عمرو بن سمر کامل الزیارات اور تفسیر قمی کا راوی ہے اور ہم اس توثیق کو ترجیح دیتے ہیں۔ (واللہ علم)

4/2283 الکافی، ۱/۳/۱۰۷/۲ علی عن العبیدی عن یونس عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ نُشَيْبٍ اَللَّفَائِفِيِّ عَنْ حُمْرَانَ بْنِ أَعْيَنَ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : ثَلاَثٌ مِنْ مَكَارِمِ اَلدُّنْيَا وَ اَلْآخِرَةِ تَعْفُو عَمَّنْ ظَلَمَكَ وَ تَصِلُ مَنْ قَطَعَكَ وَ تَحْلُمُ إِذَا جُهِلَ عَلَيْكَ ۔

ترجمہ: حمران بن اعین سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: تین چیزیں دنیا و آخرت کے مکارم میں سے ہیں: جو تجھ پر ظلم کرے تو اسے معاف کر، جو تجھ سے قطع تعلق کرے تو اس سے متصل رہ اور جو تجھ سے بدتمیزی کرے تو اس سے بردباری کر۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے۔ [4]

5/2284 الکافی، ۱/۴/۱۰۷/۲ الخمسة عن إبراهيم بن عبد الحميد عن اَلثُّمَالِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ: إِذَا كَانَ يَوْمُ اَلْقِيَامَةِ جَمَعَ اَللَّهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى اَلْأَوَّلِينَ وَ اَلْآخِرِينَ فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ ثُمَّ يُنَادِي مُنَادٍ أَيْنَ أَهْلُ اَلْفَضْلِ قَالَ فَيَقُومُ عُنُقٌ مِنَ اَلنَّاسِ فَتَلَقَّاهُمُ اَلْمَلاَئِكَةُ فَيَقُولُونَ وَ مَا كَانَ فَضْلُكُمْ فَيَقُولُونَ كُنَّا نَصِلُ مَنْ قَطَعَنَا وَ نُعْطِي مَنْ حَرَمَنَا وَ نَعْفُو عَمَّنْ ظَلَمَنَا قَالَ فَيُقَالُ لَهُمْ صَدَقْتُمْ اُدْخُلُوا اَلْجَنَّةَ ۔

ترجمہ: ثمالی سے روایت ہے کہ میں نے امام زین العابدین علیہ السلام سے سنا، آپ فرما رہے تھے: جب قیامت کا دن ہو گا تو اللہ تمام اولین اور آخرین کو ایک میدان میں جمع فرمائے گا۔ پھر ایک منادی ندا دے گا کہ اہل فضل کہاں ہیں؟

---

[1] بحار الانوار: ۶۸ / ۴۰۳؛ مشکاۃ الانوار: ۲۲۸؛ وسائل الشیعہ: ۱۲ / ۱۷۳

[2] مرآۃ العقول: ۸ / ۱۹۶

[3] تحف العقول: ۲۹۳؛ مشکاۃ الانوار: ۲۲۶ و ۲۸۸؛ وسائل الشیعہ: ۱۲ / ۱۷۳؛ بحار الانوار: ۶۸ / ۳۹۹ و ۷۵ / ۱۷۳؛ عوالم العلوم: ۲۰ / ۷۶۰

[4] مرآۃ العقول: ۸ / ۱۹۳

آپؑ نے فرمایا: اس وقت لوگوں میں سے ایک گروہ اٹھے گا۔ پس ملائکہ ان کا استقبال کریں گے اور ان سے کہیں گے: تمہارا فضل کیا تھا؟

وہ کہیں گے: جو ہم سے قطع تعلقی کرتا تھا ہم اس سے تعلق جوڑتے تھے، جو ہمیں محروم کرتا تھا ہم اسے عطا کرتے تھے اور جو ہم پر ظلم کرتا تھا ہم اسے معاف کر دیتے تھے۔

آپؑ نے فرمایا: پھر ان سے کہا جائے گا کہ تم نے سچ کہا ہے، جنت میں داخل ہو جاؤ۔ ①

بیان:

هذه الخصال فضيلة و أية فضيلة و مكرمة و أية مكرمة لا يدرك كنه شرفها و فضلها إذ العامل بها يثبت بها لنفسه الفضيلة و يرفع بها عن صاحبه الرذيلة و يغلب على صاحبه بقوة قلبه يكسر بها عدو نفسه و نفس عدوه و إلى هذا أشير في القرآن المجيد بقوله سبحانه ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ يعني السيئة فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَ بَيْنَهُ عَداوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ ثم أشير إلى فضلها العالي و شرفها الرفيع بقوله عز وجل وَ ما يُلَقَّاها إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا وَ ما يُلَقَّاها إِلَّا ذُو حَظٍّ عَظِيمٍ يعني من الإيمان و المعرفة رزقنا الله الوصول إليها و جعلنا من أهلها بمنه

۞ یہ صفات ایک خوبی ہیں اور فضیلت ومکرمت کی نشانی ہیں اور اکرام کی آیت ہیں اور کوئی بھی شخص ان کی عزت اور فضیلت کی نوعیت کو درک نہیں کر سکتا کیونکہ ان کو کرنے والا ساتھ کام کرنے والا اپنے لیے نیکی ثابت کرتا ہے اور اپنے ساتھی کی برائیوں کو دور کرتا ہے۔ وہ اپنے دل کی طاقت سے اپنے ساتھی پر قابو پاتا ہے جس سے وہ اپنے نفس کے دشمن اور اپنے دشمن کے نفس کو توڑ دیتا ہے۔ اس کی طرف قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے ذریعہ اشارہ کیا گیا ہے:

اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ۔

آپ (بدی کو) بہترین نیکی سے دفع کریں تو آپ دیکھ لیں گے کہ آپ کے ساتھ جس کی عداوت تھی وہ گویا نہایت قریبی دوست بن گیا ہے۔ (سورہ فصلت: ۳۴)

اس کے بعد اس کی عالی فضیلت اور اعلیٰ شرف کی طرف اللہ تعالیٰ اس فرمان کے ذریعہ اشارہ کیا گیا:

وَمَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا ۚ وَمَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ

اور یہ (خصلت) صرف صبر کرنے والوں کو ملتی ہے اور یہ صفت صرف انہیں ملتی ہے جو بڑے نصیب والے ہیں۔ (فصلت)

① تفسیر کنز الدقائق: ۱۱/ ۵۳۳؛ تفسیر نور الثقلین: ۴/ ۵۸۵؛ بحار الانوار: ۶۸/ ۴۰۰؛ وسائل الشیعہ: ۱۲/ ۱۷۶

https://www.shiabookspdf.com

میرا مطلب ہے کہ ایمان اور علم سے خدا نے ہمیں اس تک رسائی دی اور اپنے فضل سے اس کے اہل لوگوں میں ہمیں شامل کیا۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند حسن موثق ہے۔ [1]

۶۱۔ باب العفو

باب: معاف کرنا

1/2285 الکافی، ۲/۱۰۸/۵/۱ العدة عن البرقی عَنْ جَهْمِ بْنِ اَلْحَكَمِ اَلْمَدَائِنِيِّ عَنِ اَلسَّكُونِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ : عَلَيْكُمْ بِالْعَفْوِ فَإِنَّ اَلْعَفْوَ لاَ يَزِيدُ اَلْعَبْدَ إِلاَّ عِزّاً فَتَعَافَوْا يُعِزَّكُمُ اَللَّهُ.

(ترجمہ) امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم پر عفو (درگزر کرنا) لازم ہے۔ پس بے شک معاف کرنا آدمی کی عزت کو بڑھاتا ہے۔ لہٰذا تم معاف کیا کرو اللہ تمہیں عزت دے گا۔ [2]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف علی المشہور ہے [3] لیکن میرے نزدیک سند موثق ہے کیونکہ جہم بن حکم دراصل جہم بن حکیم ہی ہے جو ثقہ ہے [4] اور سکونی بھی ثقہ ہے [5] البتہ غیر امامی مشہور ہے مگر اس میں اشکال ہے (واللہ اعلم)

2/2286 الکافی، ۲/۱۰۸/۶/۱ محمد عن ابن عیسی عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ أَبِي خَالِدٍ اَلْقَمَّاطِ عَنْ حُمْرَانَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: اَلنَّدَامَةُ عَلَى اَلْعَفْوِ أَفْضَلُ وَ أَيْسَرُ مِنَ اَلنَّدَامَةِ عَلَى اَلْعُقُوبَةِ.

---

[1] مرآة العقول: ۸/ ۱۹۳

[2] مشکاة الانوار: ۲۲۸؛ تفسیر الصافی: ۱/ ۳۸۱ و ۳/ ۷۹ ۳؛ وسائل الشیعہ: ۱۲/ ۱۶۹؛ بحار الانوار: ۶۸/ ۴۰۱؛ تفسیر نور الثقلین: ۳/ ۵۸۵؛ تفسیر کنز الدقائق: ۳/ ۲۲۱ و ۱۱/ ۵۳۳؛ مستدرک الوسائل: ۹/ ۵

[3] مرآة العقول: ۸/ ۱۹۴

[4] المفید من معجم رجال الحدیث: ۱۲۰

[5] ایضاً: ۶۳

(ترجمہ) حمران سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: معافی پر افسوس کرنا سزا پر افسوس کرنے سے افضل اور آسان ہے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف علی المشہور ہے (مگر) میرے (یعنی علامہ مجلسی کے) نزدیک حسن ہے [2] اور میرے نزدیک بھی سند حسن ہے کیونکہ محمد بن سنان ثقہ ثابت ہے (واللہ اعلم)۔

3/2287 الکافی، ۱/۷/۱۰۸/۲ العدة عن البرقی عَنْ سَعْدَانَ عَنْ مُعَتِّبٍ قَالَ: كَانَ أَبُو اَلْحَسَنِ مُوسَى عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فِي حَائِطٍ لَهُ يَصْرِمُ فَنَظَرْتُ إِلَى غُلاَمٍ لَهُ قَدْ أَخَذَ كَارَةً مِنْ تَمْرٍ فَرَمَى بِهَا وَرَاءَ اَلْحَائِطِ فَأَتَيْتُهُ وَ أَخَذْتُهُ وَ ذَهَبْتُ بِهِ إِلَيْهِ فَقُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ إِنِّي وَجَدْتُ هَذَا وَ هَذِهِ اَلْكَارَةَ فَقَالَ لِلْغُلاَمِ يَا فُلاَنُ قَالَ لَبَّيْكَ قَالَ أَ تَجُوعُ قَالَ لاَ يَا سَيِّدِي قَالَ فَتَعْرَى قَالَ لاَ يَا سَيِّدِي قَالَ فَلِأَيِّ شَيْءٍ أَخَذْتَ هَذِهِ قَالَ اِشْتَهَيْتُ ذَلِكَ قَالَ اِذْهَبْ فَهِيَ لَكَ وَ قَالَ خَلُّوا عَنْهُ۔

(ترجمہ) معتب سے روایت ہے کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام ایک دفعہ اپنے احاطے میں تھے جس میں کھجور کے درخت تھے۔ پس میں نے آپؑ کے ایک غلام کی طرف دیکھا جس نے کھجور کی ایک خاص مقدار اٹھا رکھی تھی تو اس نے اسے دیوار کے دوسری طرف پھینک دیا۔ پس میں آپؑ کے پاس آیا اور اسے بھی پکڑ کر آپؑ کے پاس لے گیا۔ پس میں نے آپؑ سے عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہوں! میں نے اس کو بھی پایا ہے اور ان کھجوروں کو بھی۔

چنانچہ آپؑ نے غلام کو بلایا اور کہا: اے فلاں۔

اس نے عرض کیا: لبیک (مولا)۔

آپؑ نے فرمایا: کیا تو بھوکا ہے؟

اس نے عرض کیا: اے میرے سید و سردار! نہیں۔

آپؑ نے فرمایا: کیا تجھے کپڑے چاہییں؟

اس نے عرض کیا: اے میرے سید و سردار! نہیں۔

آپؑ نے فرمایا: تو کس چیز کی وجہ سے تو نے ان کو لیا ہے؟

---

[1] وسائل الشیعہ: ۱۲/ ۱۷۰؛ بحار الانوار: ۶۸/ ۴۰۱؛ تفسیر نور الثقلین: ۴/ ۵۸۴؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۱/ ۵۳۱؛ مستدرک الوسائل: ۹/ ۵؛ مجموعہ ورام: ۲/ ۱۸۸؛ مشکاة الانوار: ۲۲۸

[2] مرآة العقول: ۸/ ۴۱۹

https://www.shiabookspdf.com

اس نے عرض کیا: میری خواہش کی بنا پر۔

آپؑ نے فرمایا: جاو، یہ تیرے ہی ہیں۔ نیز فرمایا: اسے چھوڑ دو۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے [2] لیکن میرے نزدیک سن وحسن ہے کیونکہ سعدان ثقہ ہے۔ [3] (واللہ اعلم)

4/2288 الکافی، ۱/۸/۱۰۸/۲ عَنْهُ عَنِ ابْنِ فَضَّالٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ يَقُولُ: مَا الْتَقَتْ فِئَتَانِ قَطُّ إِلاَّ نُصِرَ أَعْظَمُهُمَا عَفْواً۔

(ترجمہ) ابن فضال سے روایت ہے کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے سنا، آپؑ فرما رہے تھے: جب بھی دو فریق آمنے سامنے ہوتے ہیں تو جو ان میں سے عفو میں اعظم ہے اس کی نصرت کی جاتی ہے۔ [4]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند موثق کالصحیح ہے [5]

5/2289 الکافی، ۱/۹/۱۰۸/۲ محمد عن ابن عیسی عَنِ ابْنِ فَضَّالٍ عَنِ ابْنِ بُكَيْرٍ عَنْ زُرَارَةَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ أُتِيَ بِالْيَهُودِيَّةِ الَّتِي سَمَّتِ الشَّاةَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَقَالَ لَهَا مَا حَمَلَكِ عَلَى مَا صَنَعْتِ فَقَالَتْ قُلْتُ إِنْ كَانَ نَبِيّاً لَمْ يَضُرَّهُ وَ إِنْ كَانَ مَلِكاً أَرَحْتُ النَّاسَ مِنْهُ قَالَ فَعَفَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ عَنْهَا۔

(ترجمہ) زرارہ سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس یہودی عورت کو لایا گیا جس نے نبی اکرمؐ کے لیے بھیڑ کو زہر دیا تھا۔ تو آپؐ نے اس سے فرمایا: کس چیز نے تجھے ایسا کرنے پر مجبور کیا؟

اس نے کہا: میں نے سوچا کہ اگر وہ نبی ہے تو اسے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا اور اگر وہ بادشاہ ہے تو لوگ اس سے نجات پائیں گے۔

---

[1] مجموعہ ورام: ۲/ ۱۸۸؛ بحارالانوار: ۳۸/ ۱۱۵و ۶۸/ ۳۰۲؛ عوالم العلوم: ۲۱/ ۲۱۲

[2] مراۃ العقول: ۸/ ۱۹۵

[3] المفید من معجم رجال الحدیث: ۲۴۸

[4] تحف العقول: ۴۴۶؛ وسائل الشیعہ: ۱۲/ ۱۶۹؛ بحارالانوار: ۶۸/ ۴۰۲و ۷۵/ ۳۳۹

[5] مراۃ العقول: ۸/ ۱۹۵

امام علیہ السلام نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے معاف فرما دیا۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند موثق کالصحیح ہے۔ [2]

۶۲۔ باب کظم الغیظ

باب: غصے کو پینا

1/2290 الکافی، ۱/۱/۱۰۹/۲ الثلاثة عَنْ هِشَامِ بْنِ اَلْحَكَمِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ كَانَ عَلِيُّ بْنُ اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: مَا أُحِبُّ أَنَّ لِي بِذُلِّ نَفْسِي حُمْرَ اَلنَّعَمِ وَ مَا تَجَرَّعْتُ جُرْعَةً أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ جُرْعَةِ غَيْظٍ لاَ أُكَافِي بِهَا صَاحِبَهَا.

(ترجمہ) امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ امام زین العابدین علیہ السلام فرمایا کرتے تھے: مجھے پسند نہیں کہ خود کو ذلیل و خوار کروں چاہے مجھے سرخ اونٹ ہی کیوں نہ ملیں اور میں نے ایسے غصے کے گھونٹ سے زیادہ بہتر کوئی گھونٹ نہیں پیا جسے پی جانے کی وجہ سے میں طرف مقابل پر خشمگین نہیں ہوا۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند حسن کالصحیح ہے [4]

2/2291 الکافی، ۱/۱۲/۱۱۱/۲ الثلاثة عن خلاد عن الثمالی عن علی بن الحسین علیہما السلام: مثلہ۔

(ترجمہ) ثمالی نے امام زین العابدین علیہ السلام سے اسی کے مثل روایت کی ہے۔ [5]

بیان:

یعنی ما أرضی أن أذل نفسی ولی بذلك حمر النعم أی کرائمها وهی مثل فی کل نفیس و نبه بذکر تجرع الغیظ عقیب هذا علی أن فی التجرع العز وفی المکافاة الذل ویأتی التصریح به فی حدیث

[1] مشکاۃ الانوار:۸/۲۲۸؛ وسائل الشیعہ:۱۲/۱۷۰؛ بحار الانوار:۱۶/۲۶۵و۶۸/۳۰۲؛ مستدرک الوسائل:۹/۵

[2] مرآۃ العقول:۸/۱۹۶

[3] الخصال:۱/۲۳؛ وسائل الشیعہ:۱۲/۱۷۶و۱۶/۱۵۷؛ بحار الانوار:۴۶/۱۰۲و۶۸/۴۰۶و۴۱۶؛ تفسیر کنز الدقائق:۳/۲۲۱؛ عوالم العلوم:۱۸/۱۱۳

[4] مرآۃ العقول:۸/۱۹۸

[5] گزشتہ حدیث کے حوالہ جات دیکھیے۔

https://www.shiabookspdf.com

مالك

❂ میرا مطلب ہے کہ میں اپنے آپ کو ذلیل کرنا قبول نہیں کرتا اور میرے پاس اس کے ساتھ سرخ نعمتیں ہیں یعنی ان میں سے سب سے زیادہ سخی اور وہ ہر قیمتی چیز کی طرح ہیں اور میں آپ کو یاد دلاتا ہوں کہ غصے کے گھونٹ کا ذکر کریں اس پر عمل کرتے ہوئے کہ گھونٹ میں عزت ہے اور ثواب میں ذلت ہے۔
اس کی تصریح حدیثِ مالک میں آئے گی۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے[1] لیکن میرے نزدیک سند حسن کالصحیح ہے کیونکہ خلاد سے ابن ابی عمیر روایت کر رہا ہے جو اس کی توثیق کے لیے کافی ہے (واللہ اعلم)۔

3/2292 الکافی،۲/۱۱۰/۱۰/۱ عَلِيٌّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ رِبْعِيٍّ عَمَّنْ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ لِي أَبِي : يَا بُنَيَّ مَا مِنْ شَيْءٍ أَقَرَّ لِعَيْنِ أَبِيكَ مِنْ جُرْعَةِ غَيْظٍ عَاقِبَتُهَا صَبْرٌ وَ مَا مِنْ شَيْءٍ يَسُرُّنِي أَنَّ لِي بِذُلِّ نَفْسِي حُمْرَ اَلنَّعَمِ.

(ترجمہ) ربعی نے اس سے روایت کی ہے جس نے اسے بیان کی کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: میرے والد گرامی علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اے میرے بیٹے! تیرے باپ کی آنکھوں کو غصے کا گھونٹ پینے سے زیادہ کوئی چیز ٹھنڈا نہیں کرتی جس کا انجام صبر ہو اور ایسی کوئی چیز نہیں ہے جس سے مجھے خوشی ہو کہ میں اپنے نفس کو ذلیل کر کے سرخ رنگ کے اونٹ حاصل کروں۔[2]

بیان:

عاقبتها صبر كأنه يعني به الرضا بالصبر و الختم به من دون انتقام بعده

❂ ”عاقبتہا صبر“ اس کی انتہاء صبر ہے، گویا اس سے مراد صبر کے ساتھ قناعت ہے اور اس کے بعد بغیر انتقام کے اس کا اختتام کرنا ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مرسل ہے[3]

---

[1] مراۃ العقول:۸/ ۲۰۳

[2] وسائل الشیعہ:۱۲/ ۱۷۷؛ بحار الانوار:۶۸/ ۴۱۲

[3] مراۃ العقول:۸/ ۲۰۳

4/2293 الكافی،۲/۱۱۱/۱۳/۱ العدة عن أحمد عَنِ ٱلْوَشَّاءِ عَنْ مُثَنَّى ٱلْحَنَّاطِ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ ٱللَّهِ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ : مَا مِنْ جُرْعَةٍ يَتَجَرَّعُهَا ٱلْعَبْدُ أَحَبَّ إِلَى ٱللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ مِنْ جُرْعَةِ غَيْظٍ يَتَجَرَّعُهَا عِنْدَ تَرَدُّدِهَا فِي قَلْبِهِ إِمَّا بِصَبْرٍ وَ إِمَّا بِحِلْمٍ ۔

(ترجمہ) ابوحمزہ سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جس قدر گھونٹ انسان پیتا ہے، ان سب میں سے غصے کے اس گھونٹ سے بڑھ کر اللہ کو کوئی گھونٹ پسند نہیں ہے جسے وہ اپنے دل میں غصے کے وقت یا تو صبر کے ساتھ یا تحمل سے پیتا ہے۔ [1]

بیان:

إما بصبر يعني إن لم يكن حليما فيتحلم و يصبر و إما بحلم يعني إن كان الحلم خلقه

❂ ''إِمَّا بِصَبْرٍ'' یا تو صبر کے ساتھ، جس کا مطلب ہے کہ اگر وہ بردبار نہیں ہے تو وہ بردبار ہو جاتا ہے اور صبر کرتا ہے یا تحمل کے ساتھ ہے جس کا مطلب ہے کہ اگر اس کا اخلاق حلیم ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند حسن ہی ہے [2]

5/2294 الكافی،۲/۱۰۹/۲/۱ محمد عن ابن عيسى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ وَ عَلِيِّ بْنِ ٱلنُّعْمَانِ عَنْ عَمَّارِ بْنِ مَرْوَانَ عَنِ ٱلشَّحَّامِ عَنْ أَبِي عَبْدِ ٱللَّهِ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ قَالَ: نِعْمَ ٱلْجُرْعَةُ ٱلْغَيْظُ لِمَنْ صَبَرَ عَلَيْهَا فَإِنَّ عَظِيمَ ٱلْأَجْرِ لَمِنْ عَظِيمِ ٱلْبَلاَءِ وَ مَا أَحَبَّ ٱللَّهُ قَوْماً إِلاَّ ٱبْتَلاَهُمْ ۔

(ترجمہ) شحام سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: غصہ کیا ہی بہترین گھونٹ ہے کہ جو آدمی اس پر صبر کرے (اور اسے پی جائے) کیونکہ عظیم اجر عظیم آزمائش پر ہی ملتا ہے اور اللہ کسی قوم سے محبت نہیں کرتا مگر یہ انہیں کسی آزمائش میں مبتلا کرتا ہے۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے۔ [4]

---

[1] بحار الانوار: ۶۸/ ۴۱۳؛ عوالم العلوم: ۲۰/ ۸۱۸؛ وسائل الشیعہ: ۱۲/ ۱۷۷

[2] مرآۃ العقول: ۸/ ۲۰۴

[3] المومن: ۲۴؛ مجموعہ ورام: ۲/ ۱۸۹؛ وسائل الشیعہ: ۱۲/ ۱۷۵؛ بحار الانوار: ۶۴/ ۲۳۰ و ۶۸/ ۴۰۸؛ عوالم العلوم: ۲۰/ ۸۴۸؛ مستدرک الوسائل: ۲/ ۴۲۹

[4] مرآۃ العقول: ۸/ ۱۹۸

https://www.shiabookspdf.com

6/2295 الكافی، ۱/۳/۱۰۹/۲ بهذا الإسناد عَنْ عَمَّارِ بْنِ مَرْوَانَ عَنْ أَبِي اَلْحَسَنِ اَلْأَوَّلِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: اِصْبِرْ عَلَى أَعْدَاءِ اَلنِّعَمِ فَإِنَّكَ لَنْ تُكَافِئَ مَنْ عَصَى اَللَّهَ فِيكَ بِأَفْضَلَ مِنْ أَنْ تُطِيعَ اَللَّهَ فِيهِ۔

(ترجمہ) عمار بن مروان سے روایت ہے کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا: دشمنوں نعمت کے مقابل میں صبر کرو کیونکہ جو تیری نسبت سے خدا کی نافرمانی کرے گا اس کے مقابل میں اطاعت خدا سے بہتر تو اس کی تلافی نہیں کرسکتا۔[1]

بیان:

أريد بأعداء النعم الحساد و بالعصيان الحسد و ما يترتب عليه و بالطاعة الصبر على أذى الحاسد و ما يقتضيه

- ''بأعداء النعم'' میری مراد اس سے بہت ہی زیادہ حسد کرنے والا ہے۔
- ''بالعصیان'' نافرمانی یعنی حسد اور اس کے نتائج۔
- ''بالطاعۃ'' فرمانبرداری سے، حسد کرنے والوں کے نقصان پر صبر اور جس کا تقاضہ کرتا ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے[2]

7/2296 اَلْكَافِي، ۱/۸/۱۱۰/۲ اَلاِثْنَانِ عَنِ اَلْوَشَّاءِ عَنْ عَبْدِ اَلْكَرِيمِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ اَلشَّحَّامِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: قَالَ لِي يَا زَيْدُ اِصْبِرْ عَلَى أَعْدَاءِ اَلنِّعَمِ فَإِنَّكَ لَنْ تُكَافِئَ مَنْ عَصَى اَللَّهَ فِيكَ بِأَفْضَلَ مِنْ أَنْ تُطِيعَ اَللَّهَ فِيهِ يَا زَيْدُ إِنَّ اَللَّهَ اِصْطَفَى اَلْإِسْلاَمَ وَ اِخْتَارَهُ فَأَحْسِنُوا صُحْبَتَهُ بِالسَّخَاءِ وَ حُسْنِ اَلْخُلُقِ.

(ترجمہ) شحام سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اے زید! دشمنان نعمت پر صبر کرو کیونکہ جو تیری نسبت سے خدا کی نافرمانی کرے گا اس کے مقابل میں اطاعت خدا سے بہتر تو اس کی تلافی نہیں کرسکتا۔ اے زید! اللہ تعالیٰ نے اسلام کو چن لیا ہے اور اسے اختیار کیا ہے پس تم سخاوت اور حسن خلق کے ساتھ اس سے بہترین سلوک کرو۔[3]

---

[1] وسائل الشیعہ: ۱۲/۱۸۱؛ بحار الانوار: ۶۸/۴۰۸؛ مجموعہ ورام: ۲/۱۸۹؛ الوافی: ۴/۴۳۵ ح ۲۲۹۷

[2] مرآۃ العقول: ۸/۱۹۹

[3] بحار الانوار: ۶۸/۴۱۱؛ عوالم العلوم: ۲۰/۴۳۵

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف علی المشہور رہے [1] لیکن میرے نزدیک سند حسن ہے کیونکہ معلّی کامل الزیارات اور تفسیر قمی کا راوی ہے۔ (واللہ اعلم)۔

8/2297 اَلْكَافِي ۲/۱۱۰/۱۱/۱ الثَّلَاثَةُ: اَلْفَقِيهُ ۴/۳۹۸/۵۸۵۲ اِبْنُ أَبِي عُمَيْرٍ عَنِ اِبْنِ وَهْبٍ عن مُعَاذِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: اِصْبِرْ عَلَى أَعْدَاءِ اَلنِّعَمِ فَإِنَّكَ لَنْ تُكَافِئَ مَنْ عَصَى اَللَّهَ فِيكَ بِأَفْضَلَ مِنْ أَنْ تُطِيعَ اَللَّهَ فِيهِ.

اَلْفَقِيهُ اِبْنُ أَبِي عُمَيْرٍ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ: مِثْلَهُ.

(ترجمہ) معاذ بن مسلم سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: دشمنان نعمت پر صبر کرو کیونکہ جو تیری نسبت سے خدا کی نافرمانی کرے گا اس کے مقابل میں اطاعت خدا سے بہتر تو اس کی تلافی نہیں کر سکتا۔

ابن وھب نے بھی امام جعفر صادق علیہ السلام سے اسی کی مثل روایت کی ہے۔ [2]

تحقیق اسناد:

حدیث کی پہلی سند حسن کالصحیح ہے [3] اور دوسری سند صحیح ہے [4]

9/2298 الفقيه ۴/۳۹۸/۵۸۵۱ ابن أبي عمير عن ابن [أبي] زياد النهدي عن عبد الله بن وهب عن الفقيه ۴/۴۰۹/۵۸۸۷ قَالَ اَلصَّادِقُ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : حَسْبُ اَلْمُؤْمِنِ مِنَ اَللَّهِ نُصْرَةً أَنْ يَرَى عَدُوَّهُ يَعْمَلُ بِمَعَاصِي اَللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ.

(ترجمہ) امام جعفر صادق نے فرمایا: مومن کے لیے اللہ کی طرف سے یہی نصرت کافی ہے کہ وہ اپنے دشمن کو دیکھتا ہے کہ وہ اللہ کی معاصی میں عمل کرتا ہے۔ [5]

بیان:

یعنی کفاہ ذلك انتصارا له منه ولا یحتاج إلی أن یکافیه بالإیذاء

---

[1] مراۃ العقول: ۸/ ۲۰۲

[2] الخصال: ۱/ ۲۰؛ امالی صدوق: ۹۸؛ روضۃ الواعظین: ۲/ ۴۲۲؛ مشکاۃ الانوار: ۲۴؛ وسائل الشیعہ: ۱۲/ ۱۸۰؛ بحار الانوار: ۶۸/ ۴۱۶؛ عوالم العلوم: ۲۰/ ۶۸۷

[3] مراۃ العقول: ۸/ ۲۰۴؛ روضۃ المتقین: ۱۳/ ۱۰۶

[4] روضۃ المتقین: ۱۳/ ۱۰۶

[5] الخصال: ۱/ ۲۷؛ امالی صدوق: ۸۰۳ و ۲۶۳؛ مشکاۃ الانوار: ۳۱۸؛ بحار الانوار: ۶۸/ ۴۱۳؛ عوالم العلوم: ۲۰/ ۶۸۶

❂ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے لیے اس سے کامیاب ہونے کے لیے یہی کافی ہے اور اسے نقصان پہنچانے کی ضرورت نہیں ہے۔

تحقیق اسناد:

میرے نزدیک حدیث کی سند عبداللہ بن وھب کی وجہ سے مجہول ہے لیکن جو سند الخصال میں ہے وہ صحیح ہے [1]
(واللہ اعلم)

10/2299 الکافی،۲/۱۱۰/۵/۱ علی عن أبیہ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِهِ عَنْ مَالِكِ بْنِ حُصَيْنٍ اَلسَّكُونِيِّ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : مَا مِنْ عَبْدٍ كَظَمَ غَيْظاً إِلاَّ زَادَهُ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ عِزّاً فِي اَلدُّنْيَا وَ اَلْآخِرَةِ وَ قَدْ قَالَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ: ﴿وَ اَلْكَاظِمِينَ اَلْغَيْظَ وَ اَلْعَافِينَ عَنِ اَلنَّاسِ وَ اَللَّهُ يُحِبُّ اَلْمُحْسِنِينَ﴾ وَ أَثَابَهُ اَللَّهُ مَكَانَ غَيْظِهِ ذَلِكَ۔

(ترجمہ) مالک بن حصین سکونی سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: کوئی بندہ نہیں کہ جو غصے کو پی جائے مگر یہ کہ اللہ اس کی عزت کو دنیا و آخرت میں زیادہ کرتا ہے اور تحقیق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "اور غصہ ضبط کرنے والے ہیں اور لوگوں کو معاف کرنے والے ہیں، اور اللہ نیکی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ (آل عمران: ۱۳۴)۔"
اور ایسے لوگوں کو خدا غصہ پی جانے پر یہ اجر و ثواب عطاء کرتا ہے۔ [2]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے [3]

11/2300 الکافی،۲/۱۱۰/۶/۱ العدۃ عن البرقی عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مِهْرَانَ عَنْ سَيْفِ بْنِ عَمِيرَةَ قَالَ حَدَّثَنِي مَنْ سَمِعَ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: مَنْ كَظَمَ غَيْظاً وَ لَوْ شَاءَ أَنْ يُمْضِيَهُ أَمْضَاهُ أَمْلَأَ اَللَّهُ قَلْبَهُ يَوْمَ اَلْقِيَامَةِ رِضَاهُ۔

(ترجمہ) سیف بن عمیرہ سے روایت ہے کہ مجھے اس شخص نے بیان کیا جس نے امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا، آپ فرما رہے تھے: جو شخص اپنا غصہ جھاڑنے پر قدرت رکھتے ہوئے اپنا غصہ پی جائے تو اللہ بروزِ قیامت

---

[1] روضۃ المتقین: ۱۳/۱۰۶

[2] وسائل الشیعہ: ۱۲/۱۷۶؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱/۶۸۹؛ بحار الانوار: ۶۸/۴۰۹؛ تفسیر نور الثقلین: ۱/۳۸۹؛ تفسیر کنز الدقائق: ۳/۲۲۰

[3] مرآۃ العقول: ۸/۲۰۱

اس کے دل کو اپنی رضا سے بھر دے گا۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مرسل ہے [2]

12/2301 الكافى ،۱/۷/۱۱۰/۲ القميان عَنِ اِبْنِ فَضَّالٍ عَنْ غَالِبِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ مُنْذِرٍ عَنِ اَلْوَصَّافِيِّ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: مَنْ كَظَمَ غَيْظاً وَ هُوَ يَقْدِرُ عَلَى إِمْضَائِهِ حَشَا اَللَّهُ قَلْبَهُ أَمْناً وَ إِيمَاناً يَوْمَ اَلْقِيَامَةِ ۔

(ترجمہ) وصافی سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص اپنے غصے کو قابو میں رکھتا ہے حالانکہ وہ اسے جھاڑنے پر قادر ہے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے دل کو سلامتی اور ایمان سے بھر دے گا۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے۔ [4]

13/2302 الكافى ،۱/۹/۱۱۰/۲ على عن أبيه عن العبيدى عن يونس عن حفص بياع السابرى عن الثمالى عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ : مِنْ أَحَبِّ اَلسَّبِيلِ إِلَى اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ جُرْعَتَانِ جُرْعَةُ غَيْظٍ تَرُدُّهَا بِحِلْمٍ وَ جُرْعَةُ مُصِيبَةٍ تَرُدُّهَا بِصَبْرٍ ۔

(ترجمہ) امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت ہے سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی طرف جانے کے راستے میں سب سے زیادہ محبوب دو گھونٹ ہیں: غصے کا وہ گھونٹ جسے بردباری سے پیا جائے اور اور مصیبت کا گھونٹ جسے صبر سے پیا جاتا ہے۔ [5]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے [6]

---

[1] تفسیر الصافی: ۱/ ۳۸۱؛ وسائل الشیعہ: ۱۲/ ۱۷۷؛ بحار الانوار: ۶۸/ ۴۱۱؛ تفسیر نور الثقلین: ۱/ ۳۹۰ و ۴/ ۵۸۴؛ تفسیر کنز الدقائق: ۳/ ۲۲۰ و ۱۱/ ۵۳۱

[2] مرآۃ العقول: ۸/ ۲۰۲

[3] تفسیر البرہان: ۴/ ۸۲۸؛ بحار الانوار: ۷/ ۳۰۳ و ۶۸/ ۴۱۱؛ وسائل الشیعہ: ۱۲/ ۱۷۷؛ مستدرک الوسائل: ۹/ ۱۳

[4] مرآۃ العقول: ۸/ ۲۰۲

[5] وسائل الشیعہ: ۱۲/ ۱۷۶؛ تفسیر نور الثقلین: ۴/ ۵۸۴؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۱/ ۵۳۱

[6] مرآۃ العقول: ۸/ ۲۰۲

https://www.shiabookspdf.com

14/2303 الکافی، ۱/۳/۱۱۲/۲ محمد عن ابن عیسی عَنِ اِبْنِ فَضَّالٍ عَنِ اِبْنِ بُكَيْرٍ عَنْ زُرَارَةَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ كَانَ عَلِيُّ بْنُ اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: إِنَّهُ لَيُعْجِبُنِي اَلرَّجُلُ أَنْ يُدْرِكَهُ حِلْمُهُ عِنْدَ غَضَبِهِ۔

(ترجمہ) زرارہ سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: امام زین العابدین علیہ السلام فرمایا کرتے تھے: مجھے وہ آدمی دلکش لگتا ہے کہ جسے اس کی بردباری اس کے غصے وقت درک کر لیتی ہے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند موثق کالصحیح ہے [2]

15/2304 الکافی، ۱/۴/۱۱۲/۲ العدۃ عن البرقی عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَلْحَكَمِ عَنْ أَبِي جَمِيلَةَ عَنْ جَابِرٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ يُحِبُّ اَلْحَيِيَّ اَلْحَلِيمَ ۔

(ترجمہ) جابر سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ زندہ، بردبار انسان سے محبت کرتا ہے۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے [4] لیکن میرے نزدیک سند حسن ہے کیونکہ ابو جمیلہ تفسیر قمی اور کامل الزیارات دونوں کا راوی ہے۔ (واللہ اعلم)

16/2305 الکافی، ۱/۵/۱۱۲/۲ عَنْهُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حَفْصٍ اَلْعَوسِيِّ اَلْكُوفِيِّ رَفَعَهُ إِلَى أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: مَا أَعَزَّ اَللَّهُ بِجَهْلٍ قَطُّ وَ لاَ أَذَلَّ بِحِلْمٍ قَطُّ ۔

(ترجمہ) امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ نے نہ کبھی کسی کو جہالت کی وجہ سے عزت دی ہے اور نہ ہی کسی کو بردباری کی وجہ سے ذلیل کیا۔ [5]

---

[1] مشکاۃ الانوار:۲۱۶؛ مجموعہ ورام:۲/۱۸۹؛ وسائل الشیعہ:۱۵/۲۶۵؛ بحار الانوار:۶۸/۴۰۴؛ تفسیر نور الثقلین:۳/۵۸۴؛ تفسیر کنز الدقائق:۱۱/۵۳۲؛ مستدرک الوسائل:۱۱/۲۸۸

[2] مرآۃ العقول:۸/۲۰۷

[3] وسائل الشیعہ:۱۵/۲۶۶؛ مشکاۃ الانوار:۲۱۶؛ بحار الانوار:۶۸/۴۰۴

[4] مرآۃ العقول:۸/۲۰۷

[5] بحار الانوار:۶۸/۴۰۴؛ نزهۃ الناظر:۱۸؛ مشکاۃ الانوار:۲۱۶؛ وسائل الشیعہ:۱۵/۲۶۶

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مرفوع ہے ①

17/2306 الکافی،۲/۱۱۲/۶/۱ عَنْهُ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِهِ رَفَعَهُ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : كَفَى بِالْحِلْمِ نَاصِراً وَ قَالَ إِذَا لَمْ تَكُنْ حَلِيماً فَتَحَلَّمْ .

(ترجمہ) امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: حلم ایک مددگار کے طور پر کافی ہے۔ نیز آپؑ نے فرمایا: اگر تم بردبار نہیں ہوتو بردبار بن جاو۔ ②

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مرسل ہے ③

18/2307 الکافی،۲/۱۱۲/۷/۱ محمد عن ابن عیسی عن اَلْحَجَّالِ عَنْ حَفْصِ بْنِ أَبِي عَائِشَةَ قَالَ: بَعَثَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ غُلاَماً لَهُ فِي حَاجَةٍ فَأَبْطَأَ فَخَرَجَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَلَى أَثَرِهِ لَمَّا أَبْطَأَ فَوَجَدَهُ نَائِماً فَجَلَسَ عِنْدَ رَأْسِهِ يُرَوِّحُهُ حَتَّى اِنْتَبَهَ فَلَمَّا تَنَبَّهَ قَالَ لَهُ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَا فُلاَنُ وَ اَللَّهِ مَا ذَلِكَ لَكَ تَنَامُ اَللَّيْلَ وَ اَلنَّهَارَ لَكَ اَللَّيْلُ وَ لَنَا مِنْكَ اَلنَّهَارُ .

(ترجمہ) حفص بن ابو عائشہ سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک مرتبہ اپنے غلام کو کسی کام کے لیے بھیجا تا اس نے تاخیر کردی۔ چنانچہ امام جعفر صادق علیہ السلام اس کے پیچھے پیچھے یہ جاننے کے لیے نکلے کہ اس نے اتنی تاخیر کیوں کی۔ پس آپؑ نے اسے سوتا ہوا پایا تو آپؑ اسے تسلی دینے کے لیے اس کے سر کے قریب بیٹھ گئے یہاں تک کہ وہ بیدار ہوگیا۔ پس جب وہ بیدار ہوگیا تو امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس سے فرمایا: اے فلاں! بخدا! تمہیں ایسا نہیں کرنا چاہیے۔ تم رات دن سوتے ہو حالانکہ رات تیرے سونے کے لیے ہے اور تیرا دن تیری طرف سے ہمارے لیے ہے۔ ④

---

① مراۃ العقول:۸/ ۲۰۷

② وسائل الشیعہ:۱۵/ ۲۶۶؛ بحار الانوار:۶۸/ ۴۰۳

③ مراۃ العقول:۸/ ۲۰۸

④ الکافی:۸/ ۸۷ ح ۵۰؛ الوافی:۳/ ۹۵ ح ۱۴۰۸؛ وسائل الشیعہ:۱۵/ ۲۶۶؛ بحار الانوار:۴۷/ ۵۶ و ۶۸/ ۴۰۵؛ عوالم العلوم:۲۰/ ۱۹۳؛ مجموعہ ورام:۲/ ۱۳۶

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے[1]

19/2308 الکافی،۱/۸/۱۱۲/۲ محمد عن أحمد عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَلنُّعْمَانِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شِمْرٍ عَنْ جَابِرٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ : إِنَّ اَللَّهَ يُحِبُّ اَلْحَيِيَّ اَلْحَلِيمَ اَلْعَفِيفَ اَلْمُتَعَفِّفَ ۔

(ترجمہ) امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ زندہ، بردبار، پاکدامن، خود پر قابو پانے والے سے محبت کرتا ہے۔[2]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے[3] لیکن میرے نزدیک سند حسن ہے کیونکہ عمرو بن شمر تفسیر قمی اور کامل الزیارات کا راوی ہے۔ (واللہ اعلم)

20/2309 الکافی،۱/۹/۱۱۲/۲ القمی عن ابن محبوب عن النخعی عَنْ عَبَّاسِ بْنِ عَامِرٍ عَنْ رَبِيعِ بْنِ مُحَمَّدٍ اَلْمُسْلِيِّ عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ عَنْ عِمْرَانَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِذَا وَقَعَ بَيْنَ رَجُلَيْنِ مُنَازَعَةٌ نَزَلَ مَلَكَانِ فَيَقُولاَنِ لِلسَّفِيهِ مِنْهُمَا قُلْتَ وَ قُلْتَ وَ أَنْتَ أَهْلٌ لِمَا قُلْتَ سَتُجْزَى بِمَا قُلْتَ وَ يَقُولاَنِ لِلْحَلِيمِ مِنْهُمَا صَبَرْتَ وَ حَلُمْتَ سَيَغْفِرُ اَللَّهُ لَكَ إِنْ أَتْمَمْتَ ذَلِكَ قَالَ فَإِنْ رَدَّ اَلْحَلِيمُ عَلَيْهِ اِرْتَفَعَ اَلْمَلَكَانِ ۔

(ترجمہ) سعید بن یسار سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب دو آدمی کے درمیان تنازع پیدا ہو جائے تو دو فرشتے نازل ہوتے ہیں ہیں اور ان دونوں میں سے احمق سے کہتے ہیں: تو نے یہ کہا ہے اور تو نے یوں کہا ہے پس وہ ان میں سے بردبار سے کہتے ہیں کہ تو نے صبر کیا ہے اور بردباری دکھائی ہے پس اگر تو نے اسے پورا کیا تو عنقریب اللہ تجھے بخش دے گا۔

آپؑ نے فرمایا: اگر بردبار آدمی دوسرے آدمی کو جواب دے تو دونوں فرشتے اوپر چلے جاتے ہیں۔[4]

---

[1] مرآۃ العقول:۸/۲۰۸

[2] وسائل الشیعہ:۱۵/۲۶۶؛ بحارالانوار:۶۸/۴۰۵

[3] مرآۃ العقول:۸/۲۰۸

[4] بحارالانوار:۶۸/۴۰۶؛ مستدرک الوسائل:۱۱/۲۸۹؛ وسائل الشیعہ:۱۵/۲۶۷؛ مجموعہ ورام:۲/۱۸۹

https://www.shiabookspdf.com

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے[1]

21/2310 الکافی،۱/۱/۱۱۱/۲ محمد عن ابن عیسی عن البزنطی عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَيْدِ [عُبَيْدِ] اَللَّهِ قَالَ سَمِعْتُ اَلرِّضَا عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: لاَ يَكُونُ اَلرَّجُلُ عَابِداً حَتَّى يَكُونَ حَلِيماً وَ إِنَّ اَلرَّجُلَ كَانَ إِذَا تَعَبَّدَ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ لَمْ يُعَدَّ عَابِداً حَتَّى يَصْمُتَ قَبْلَ ذَلِكَ عَشْرَ سِنِينَ۔

(ترجمہ) محمد بن عبید (عبد) اللہ سے روایت ہے کہ میں نے امام علی رضاعلیہ السلام سے سنا، آپؑ فرمارہے تھے: کوئی شخص اس وقت تک عبادت گزار نہیں ہوسکتا یہاں تک کہ وہ بردبار ہوجائے اور بے شک بنی اسرائیل میں کوئی شخص اس وقت تک عبادت گزار نہیں سمجھا جاتا تھا یہاں تک کہ اس سے پہلے دس سال تک خاموشی اختیار کرتا تھا۔[2]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے[3] لیکن میرے نزدیک سند حسن ہے کیونکہ محمد بن عبداللہ سے البزنطی روایت کررہا ہے جو اس کے ثقہ ہونے کے لیے کافی ہے۔ (واللہ اعلم)۔

۶۳۔باب الصمت و الکلام

باب: خاموشی اور گفتگو

1/2311 الکافی،۱/۱/۱۱۳/۲ محمد عن ابن عیسی عن البزنطی قَالَ قَالَ أَبُو اَلْحَسَنِ اَلرِّضَا عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ: مِنْ عَلاَمَاتِ اَلْفِقْهِ اَلْحِلْمُ وَ اَلْعِلْمُ وَ اَلصَّمْتُ إِنَّ اَلصَّمْتَ بَابٌ مِنْ أَبْوَابِ اَلْحِكْمَةِ إِنَّ اَلصَّمْتَ يَكْسِبُ اَلْمَحَبَّةَ إِنَّهُ دَلِيلٌ عَلَى كُلِّ خَيْرٍ۔

(ترجمہ) بزنطی سے روایت ہے کہ امام علی رضاعلیہ السلام نے فرمایا: حلم، علم اور خاموشی فقہ (دین کی سوجھ بوجھ) کی علامات میں سے ہیں۔ بے شک خاموشی حکمت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے، بے شک خاموشی محبت کو کماتی ہے

[1] مراۃ العقول: ۸/۲۱۰

[2] وسائل الشیعہ: ۱۵/۲۶۵؛ بحارالانوار: ۱۴/۵۰۸و۶۸/۳۰۳؛ قصص الانبیاء جزائری: ۴۷۳

[3] مراۃ العقول: ۸/۲۰۵

https://www.shiabookspdf.com

اور یہ کہ یہ ہر نیکی پر دلیل ہے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے [2]

2/2312 الکافی،۱/۲/۱۱۳/۲ عنه عن السراد عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: إِنَّمَا شِيعَتُنَا اَلْخُرْسُ.

(ترجمہ) ابوحمزہ سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا، آپ فرمارہے تھے: ہمارے شیعہ بالکل گونگے لوگ ہیں (یعنی خاموش رہتے ہیں)۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے [4]

3/2313 الکافی،۱/۳/۱۱۳/۲ عنه عن السراد عَنْ أَبِي عَلِيٍّ الخراز [اَلْجَوَّانِيِّ] قَالَ: شَهِدْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ هُوَ يَقُولُ لِمَوْلًى لَهُ يُقَالُ لَهُ سَالِمٌ وَ وَضَعَ يَدَهُ عَلَى شَفَتَيْهِ وَ قَالَ يَا سَالِمُ اِحْفَظْ لِسَانَكَ تَسْلَمْ وَ لاَ تَحْمِلِ اَلنَّاسَ عَلَى رِقَابِنَا.

(ترجمہ) ابوعلی الخزاز (الجوانی) سے روایت ہے کہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ اپنے ہونٹ پر ہاتھ رکھ کر اپنے سالم نامی غلام سے فرمارہے تھے: اے سالم! اپنی زبان کی حفاظت کر، سلامت رہے گا اور لوگوں کو ہماری گردنوں پر نہ لاد۔ [5]

بیان:

الرقبة فی الأصل العنق فجعلت کناية عن جميع ذات الإنسان

❂ ''الرقبة'' اصل میں گردن تھی اس لیے اسے پورے انسان کا استعارہ بنادیا گیا۔

---

[1] الخصال:۱/ ۱۵۷؛ عیون اخبارالرضا:۱/ ۲۵۸؛ تحف العقول: ۴۴۵؛ کشف الغمہ: ۲/ ۲۹۳؛ وسائل الشیعہ: ۱۲/ ۱۸۲؛ بحارالانوار: ۲/ ۴۸ و ۶۸/ ۲۷۶و۷۵/ ۳۳۸؛ تفسیر نورالثقلین:۱/ ۲۸۸

[2] مرآۃ العقول:۸/ ۲۱۱

[3] مشکاۃ الانوار:۱۷۵؛ السرائر:۳/ ۵۹۳؛ مختصر البصائر:۲۹۵؛ وسائل الشیعہ:۱۲/ ۱۸۲؛ بحارالانوار:۲/ ۵و۶۸/ ۲۸۵؛ مستدرک الوسائل:۹/ ۱۶

[4] مرآۃ العقول:۸/ ۲۱۱

[5] وسائل الشیعہ:۱۲/ ۱۸۹؛ بحارالانوار:۶۸/ ۲۹۸

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے[1]

4/2314 الکافی،۱/۴/۱۱۳/۲ عَنْهُ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عِيسَى قَالَ: حَضَرْتُ أَبَا الْحَسَنِ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَ قَالَ لَهُ رَجُلٌ أَوْصِنِي فَقَالَ لَهُ احْفَظْ لِسَانَكَ تَعِزَّ وَ لَا تُمَكِّنِ النَّاسَ مِنْ قِيَادِكَ فَتَذِلَّ رَقَبَتُكَ۔

(ترجمہ) عثمان بن عیسیٰ سے روایت ہے کہ میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور ایک شخص نے آپؑ کی خدمت میں عرض کیا: مجھے کچھ وصیت کریں۔

آپؑ نے فرمایا: اپنی زبان کی حفاظت کر، عزت پائے گا اور لوگوں کو اپنی رہنمائی کے قابل نہ بنا ورنہ تیری گردن ذلیل ہو جائے۔[2]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند موثق ہے[3] لیکن میرے نزدیک سند حسن ہے کیونکہ عثمان بن عیسیٰ امامی ہے اور اس نے واقفی مذہب سے رجوع کر لیا تھا (واللہ علم)

5/2315 الکافی،۱/۵/۱۱۳/۲ عنه عن النهدی عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ لِرَجُلٍ أَتَاهُ أَ لَا أَدُلُّكَ عَلَى أَمْرٍ يُدْخِلُكَ اللَّهُ بِهِ الْجَنَّةَ قَالَ بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ أَنِلْ مِمَّا أَنَالَكَ اللَّهُ قَالَ فَإِنْ كُنْتُ أَحْوَجَ مِمَّنْ أُنِيلُهُ قَالَ فَانْصُرِ الْمَظْلُومَ قَالَ وَ إِنْ كُنْتُ أَضْعَفَ مِمَّنْ أَنْصُرُهُ قَالَ فَاصْنَعْ لِلْأَخْرَقِ يَعْنِي أَشِرْ عَلَيْهِ قَالَ فَإِنْ كُنْتُ أَخْرَقَ مِمَّنْ أَصْنَعُ لَهُ قَالَ فَأَصْمِتْ لِسَانَكَ إِلَّا مِنْ خَيْرٍ أَ مَا يَسُرُّكَ أَنْ تَكُونَ فِيكَ خَصْلَةٌ مِنْ هَذِهِ الْخِصَالِ تَجُرُّكَ إِلَى الْجَنَّةِ۔

(ترجمہ) ہشام بن سالم سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؐ نے اس سے فرمایا: کیا میں تمہیں ایسی بات نہ بتاؤں کہ جس کی برکت سے اللہ تمہیں جنت میں داخل فرمائے؟

اس نے عرض کیا: ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!

---

[1] مرآۃ العقول:۸/ ۲۱۲

[2] بحارالانوار:۶۸/ ۲۹۶؛ وسائل الشیعہ :۱۲/ ۱۹۰؛ نہج السعادۃ ۷/ ۲۳۴

[3] مرآۃ العقول:۸/ ۲۱۲

آپؑ نے فرمایا: جو کچھ خدا نے تجھے دیا ہے اس سے (دوسروں کو) دے۔

اس نے عرض کیا: اگر میں اس دوسرے شخص سے زیادہ محتاج ہوں تو؟

آپؑ نے فرمایا: پھر مظلوم کی نصرت کر۔

اس نے عرض کیا: اگر میں اس سے زیادہ کمزور ہوں تو؟

آپؑ نے فرمایا: احمق کے لیے کام کر یعنی اسے اچھا مشورہ دے۔

اس نے عرض کیا: اگر میں اس سے زیادہ احمق ہوں تو؟

آپؑ نے فرمایا: پھر سوائے کلمہ خیر کہنے کے زبان کو خاموش رکھ۔ کیا تمہیں یہ بات پسند نہیں ہے کہ تیرے اندر ان خصلتوں میں سے کوئی خصلت موجود ہو جو تمہیں کھینچ کر جنت کی طرف لے جائے۔[1]

بیان:

الخرق بالضم الجهل و الحمق و الأخرق الجاهل بما يجب أن يعلمه و من لا يحسن التصرف في الأمور و لم يكن في يديه صنعة يكتسب بها و منه الحديث تعين صانعا أو تصنع لأخرق أشر عليه يعني أرشده للخير و ما ينبغي له

۞ ''الخرق'' ضمہ کے ساتھ، اس سے مراد جہالت اور حماقت ہے۔

''الاخرق'' یعنی وہ جاہل کہ جو اس بات سے ناواقف ہو کہ اسے کیا معلوم ہونا چاہیے اور وہ جو معاملات کے تصرف میں مہارت نہ رکھتا ہو اور اس کے ہاتھ میں وہ ہنر نہ ہو جو وہ حاصل کرتا ہو اور اس سے کاریگر مقرر کرنے یا اناڑی بنانے کے بارے میں حدیث ہے:

تعين صانعا أو تصنع لأخرق

کسی کاریگر کی خدمات حاصل کریں یا اناڑیوں کے لیے بنایا گیا ہو۔

''اشر علیہ'' اس کی طرف اشارہ کرنے کا مطلب ہے کہ اسے بھلائی کی طرف رہنمائی کرنا کہ اسے جو کرنا چاہیے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند حسن ہے[2]

---

[1] مجموعہ ورام: ۲/ ۱۸۹؛ وسائل الشیعہ: ۱۲/ ۱۸۲؛ بحارالانوار: ۶۸/ ۲۹۶

[2] مراۃ العقول: ۸/ ۲۱۳

6/2316 اَلْكَافِي ،١/٦/١١٣/٢ اَلْعِدَّةُ عَنْ سَهْلٍ عَنِ اَلْأَشْعَرِيِّ عَنِ اَلْقَدَّاحِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: قَالَ لُقْمَانُ لاِبْنِهِ يَا بُنَيَّ إِنْ كُنْتَ زَعَمْتَ أَنَّ اَلْكَلاَمَ مِنْ فِضَّةٍ فَإِنَّ اَلسُّكُوتَ مِنْ ذَهَبٍ.

(ترجمہ) ابن قداح سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جناب لقمان نے اپنے بیٹے سے فرمایا: اے میرے بیٹے! اگر تمہارا گمان ہے کہ کلام کرنا چاندی ہے تو بے شک خاموشی سونا ہے۔[1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف علی المشہور ہے[2] لیکن میرے نزدیک سند جعفر بن محمد اشعری کی وجہ سے مجہول ہے اور سہل ثقہ ثابت ہے (واللہ اعلم)

7/2317 الكافي ،١/٧/١١٣/٢ علی عن العبیدی عَنْ يُونُسَ عَنِ اَلْحَلَبِيِّ رَفَعَهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ : أَمْسِكْ لِسَانَكَ فَإِنَّهَا صَدَقَةٌ تَصَدَّقُ بِهَا عَلَى نَفْسِكَ ثُمَّ قَالَ وَ لاَ يَعْرِفُ عَبْدٌ حَقِيقَةَ اَلْإِيمَانِ حَتَّى يَخْزُنَ مِنْ لِسَانِهِ.

(ترجمہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اپنی زبان کو روک کر رکھ کہ یہ ایک ایسا صدقہ ہے جو تو اپنے اوپر کرتا ہے۔
پھر فرمایا: کوئی بندہ اس وقت تک ایمان کی حقیقت کو سمجھ ہی نہیں سکتا یہاں تک کہ وہ اپنی زبان کو محفوظ رکھے۔[3]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مرفوع ہے[4]

8/2318 الكافي ،١/٨/١١٣/٢ الخمسة عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اَلْحَمِيدِ عَنْ عُبَيْدِ اَللَّهِ بْنِ عَلِيٍّ اَلْحَلَبِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : فِي قَوْلِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (أَلَمْ تَرَ إِلَى اَلَّذِينَ قِيلَ لَهُمْ كُفُّوا أَيْدِيَكُمْ) قَالَ يَعْنِي كُفُّوا أَلْسِنَتَكُمْ.

(ترجمہ) عبید اللہ بن علی حلبی سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے خدا کے قول: "کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہیں کہا گیا تھا کہ اپنے ہاتھ روک کے رکھو۔ (النساء:۷۷)" کے بارے میں فرمایا: اس سے مراد ہے کہ اپنی

---

[1] وسائل الشیعہ: ۱۲/ ۱۸۳؛ بحارالانوار: ۶۸/ ۲۹۷

[2] مرآۃ العقول: ۸/ ۲۱۴

[3] مشکاۃ الانوار: ۱۷۵؛ وسائل الشیعہ: ۱۲/ ۱۸۴؛ بحارالانوار: ۶۸/ ۲۹۸

[4] مرآۃ العقول: ۸/ ۲۱۶

زبانوں کو قابو میں رکھو۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند حسن موثق ہے [2]

9/2319 الکافی، ۱/۹/۱۱۴/۲ علی عن العبیدی عَنْ یُونُسَ عَنِ اَلْحَلَبِیِّ رَفَعَهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: نَجَاةُ اَلْمُؤْمِنِ فِي حِفْظِ لِسَانِهِ.

(ترجمہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مومن کی نجات اس کی زبان کی حفاظت میں ہے۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مرفوع ہے۔ [4]

10/2320 الکافی، ۱/۱۰/۱۱۴/۲ یُونُسُ عَنْ مُثَنًّى عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: كَانَ أَبُو ذَرٍّ رَحِمَهُ اَللَّهُ يَقُولُ يَا مُبْتَغِيَ اَلْعِلْمِ إِنَّ هَذَا اَللِّسَانَ مِفْتَاحُ خَيْرٍ وَ مِفْتَاحُ شَرٍّ فَاخْتِمْ عَلَى لِسَانِكَ كَمَا تَخْتِمُ عَلَى ذَهَبِكَ وَ وَرِقِكَ.

(ترجمہ) ابوبصیر سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا، آپ فرما رہے تھے: جناب ابوذر، اللہ ان پر رحم کرے، فرمایا کرتے تھے: اے طالب علم! یہ زبان خیر کی بھی کنجی ہے اور شر کی بھی۔ پس اپنی زبان پر اسی طرح مہر لگا لے جس طرح تو اپنے سونے اور چاندی پر مہر لگاتا ہے۔ [5]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند حسن ہے [6]

11/2321 الکافی، ۱/۱۱/۱۱۴/۲ حُمَيْدٌ عَنِ اَلْخَشَّابِ عَنِ اِبْنِ بَقَّاحٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ جُمَيْعٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: كَانَ اَلْمَسِيحُ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ لاَ تُكْثِرُوا اَلْكَلاَمَ فِي غَيْرِ

---

[1] وسائل الشیعہ: ۱۲/ ۱۹۰؛ تفسیر البرہان: ۲/ ۱۲۹؛ بحار الانوار: ۶۸/ ۲۹۹؛ تفسیر نور الثقلین: ۱/ ۵۱۷

[2] مراۃ العقول: ۸/ ۲۱۷

[3] ثواب الاعمال وعقاب الاعمال: ۱۸۲؛ وسائل الشیعہ: ۱۲/ ۱۹۰؛ بحار الانوار: ۶۸/ ۲۸۳

[4] مراۃ العقول: ۸/ ۲۱۸

[5] مشکاۃ الانوار: ۱۷۵؛ وسائل الشیعہ: ۱۲/ ۱۹۱؛ بحار الانوار: ۶۸/ ۳۰۱؛ مستدرک الوسائل: ۹/ ۲۴

[6] مراۃ العقول: ۸/ ۲۱۸

ذِكْرِ اَللَّهِ فَإِنَّ اَلَّذِينَ يُكْثِرُونَ اَلْكَلاَمَ فِي غَيْرِ ذِكْرِ اَللَّهِ قَاسِيَةٌ قُلُوبُهُمْ وَ لَكِنْ لاَ يَعْلَمُونَ.

(ترجمہ) عمرو بن جمیع سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمایا کرتے تھے: ذکر اللہ کے علاوہ زیادہ کلام نہ کرو۔ بے شک جو لوگ ذکر اللہ کے علاوہ زیادہ کلام کرتے ہیں ان کے دل سخت ہوتے ہیں لیکن وہ اسے نہیں جانتے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے [2] لیکن میرے نزدیک سند معاذ بن ثابت کی وجہ سے مجہول ہے اور عمرو بن جمیع سے ابن ابی عمیر روایت ہے جس کی تفصیل حدیث ۲۱۱۵ کے تحت گزر چکی ہے۔ (واللہ اعلم)

12/2322 الکافی، ۱/۱۲/۱۱۴/۲ العدة عن سهل عن التميمي عَنْ أَبِي جَمِيلَةَ عَمَّنْ ذَكَرَهُ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: مَا مِنْ يَوْمٍ إِلاَّ وَ كُلُّ عُضْوٍ مِنْ أَعْضَاءِ اَلْجَسَدِ يُكَفِّرُ اَللِّسَانَ يَقُولُ نَشَدْتُكَ اَللَّهَ أَنْ نُعَذَّبَ فِيكَ.

(ترجمہ) امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: کوئی دن نہیں گزرتا مگر یہ کہ اعضائے بدن میں سے ہر ایک جز زبان کا کفارہ دیتے ہوئے کہتا ہے: ہم تجھے اللہ کا واسطہ دیتے ہیں کہ ہم تیری وجہ سے معذب ہوں گے۔ [3]

بیان:

یکفر للسان أی یذل و یخضع و التکفیر هو أن ینحنی الإنسان و یطأطئ رأسه قریبا من الرکوع نشدتك الله أی سألتك بالله و أقسمت علیك

- "یکفّر للسان" زبان کا کفارہ یعنی ذلیل وخوار ہونا۔ "التکفیر" تکفیر اس وقت ہوتی ہے جب کوئی شخص رکوع کے قریب اپنا سر جھکا لیتا ہے۔ "نشدتك الله" میں تجھے خدا کی قسم دیتا ہوں، یعنی میں تجھ سے خدا کی قسم دے کر سوال کرتا ہوں اور تجھے قسم دیتا ہوں۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے [4] لیکن میرے نزدیک سند مرسل ہے کیونکہ سہل ثقہ ثابت ہے اور ابو جمیلہ تفسیر قمی اور

---

[1] مجموعہ ورام: ۲/۱۸۹؛ وسائل الشیعہ: ۱۲/۱۹۶؛ بحارالانوار: ۱۴/۳۳۱و ۶۸/۳۰۱

[2] مراۃ العقول: ۸/۲۱۹

[3] وسائل الشیعہ: ۱۲/۱۹۱؛ بحارالانوار: ۶۸/۳۰۲؛ مجموعہ ورام: ۲/۱۹۰

[4] مراۃ العقول: ۲/۱۱۴

کامل الزیارات دونوں کا راوی ہے (واللہ اعلم)

13/2323 الکافی، ۱/۱۳/۱۱۵/۲ محمد عن ابن عیسی عن علی بن الحکم عن إبراهیم بن مهزم الأسدی عن الثمالی عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ لِسَانَ اِبْنِ آدَمَ يُشْرِفُ عَلَى جَمِيعِ جَوَارِحِهِ كُلَّ صَبَاحٍ فَيَقُولُ كَيْفَ أَصْبَحْتُمْ فَيَقُولُونَ بِخَيْرٍ إِنْ تَرَكْتَنَا وَ يَقُولُونَ اَللَّهَ اَللَّهَ فِينَا وَ يُنَاشِدُونَهُ وَ يَقُولُونَ إِنَّمَا نُثَابُ وَ نُعَاقَبُ بِكَ ۔

(ترجمہ) ثمالی سے روایت ہے کہ امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا: ابن آدم کی زبان ہر روز صبح کے وقت دوسرے اعضاء کی طرف متوجہ ہوتی ہے اور ان سے کہتی ہے: تم نے کس حال میں صبح کی ہے؟

پس وہ کہتے: اگر تو ہمیں ہمیں اپنے حال پر چھوڑ دے تو پھر تو ہم خیر خیریت سے ہیں۔ نیز کہتے ہیں: اللہ، اللہ! ہمارے بارے میں ڈرنا اور اسے اللہ کی قسمیں دے کر کہتے ہیں: اگر ہمیں ثواب ملے گا تو بھی تیری وجہ سے اور اگر عقاب ہوگا تو بھی تیری ہی وجہ سے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے [2]

14/2324 الکافی، ۱/۱۴/۱۱۵/۲ الخمسة عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اَلْحَمِيدِ عَنْ قَيْسٍ أَبِي إِسْمَاعِيلَ وَ ذَكَرَ أَنَّهُ لاَ بَأْسَ بِهِ مِنْ أَصْحَابِنَا رَفَعَهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى اَلنَّبِيِّ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اَللَّهِ أَوْصِنِي فَقَالَ اِحْفَظْ لِسَانَكَ قَالَ يَا رَسُولَ اَللَّهِ أَوْصِنِي قَالَ اِحْفَظْ لِسَانَكَ قَالَ يَا رَسُولَ اَللَّهِ أَوْصِنِي قَالَ اِحْفَظْ لِسَانَكَ وَيْحَكَ وَ هَلْ يَكُبُّ اَلنَّاسَ عَلَى مَنَاخِرِهِمْ فِي اَلنَّارِ إِلاَّ حَصَائِدُ أَلْسِنَتِهِمْ ۔

(ترجمہ) قیس ابو اسماعیل سے روایت ہے اور اس نے ذکر کیا کہ ہمارے کسی ساتھی کے اسے مرفوع کرنے میں کوئی حرج نہیں، اس کا بیان ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھے کچھ وصیت کیجیے۔

آپؐ نے فرمایا: اپنی زبان کی حفاظت کر۔

---

[1] ثواب الاعمال وعقاب الاعمال: ۲۳۷؛ الخصال: ۱/۵؛ الاختصاص: ۲۳۰؛ وسائل الشیعہ: ۱۲/۱۸۹؛ بحار الانوار: ۲۷۸/۶۸؛ مستدرک الوسائل: ۹/۲۵

[2] مراۃ العقول: ۸/۲۲۰

https://www.shiabookspdf.com

اس نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! مجھے کچھ وصیت کیجیے۔

آپؐ نے فرمایا: اپنی زبان کی حفاظت کر۔

اس نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! مجھے کچھ وصیت کیجیے۔

آپؐ نے فرمایا: اپنی زبان کی حفاظت کر۔ افسوس ہے تجھ پر! کیا لوگوں کو ان کی زبانوں کی فصل کے سوا کوئی چیز ناک کے بل جہنم میں ڈال سکتی ہے؟[1]

بیان:

حصائد ألسنتهم قال ابن الأثير يعنى ما يقطعونه من الكلام الذى لا خير فيه واحدتها حصيدة تشبيها بما يحصد من الزرع و تشبيها للسان و ما يقطعه من القول بحد المنجل الذى يحصد به

''حصائد السنتہم'' ان کی زبانوں کی فصل۔ ابن اثیر بیان کرتے ہیں کہ یعنی جس بات کو انہوں نے زبان سے کاٹ دیا جس میں کوئی بھلائی نہیں ہے اور ان میں سے ایک کاٹنا ہے جو کھیتی سے کاٹی جاتی ہے اس کی تشبیہ دیتے ہیں اور زبان سے تشبیہ دیتے ہیں اور درانتی کی نفاست کو کہتے ہیں جس سے فصل کاٹی جائے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مرفوع ہے[2]

15/2325 الکافی ۱/۱۵/۱۱۵/۲ القمیان عَنِ اِبْنِ فَضَّالٍ عَمَّنْ رَوَاهُ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: مَنْ لَمْ يَحْسُبْ كَلاَمَهُ مِنْ عَمَلِهِ كَثُرَتْ خَطَايَاهُ وَ حَضَرَ عَذَابُهُ.

(ترجمہ) ابن فضال ایک راوی کے توسط سے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اپنے کلام کو اپنے عمل سے شمار نہیں کرتا اس کی خطائیں زیادہ ہوتی ہیں اور اس کا عذاب حاضر ہوتا ہے۔[3]

بیان:

إنما حضر عذابه لأنه أكثر ما يكون يندم على بعض ما قاله و لا ينفعه الندم و لأنه قلما يكون

---

[1] تحف العقول:۵۶؛ وسائل الشیعہ:۱۲/۱۹۱؛ بحارالانوار:۶۸/۳۰۳ و ۷۴/۱۵۹

[2] مرآۃ العقول:۸/۲۲۱

[3] بحارالانوار:۶۸/۳۰۴؛ وسائل الشیعہ:۱۲/۱۹۶؛ مجموعہ ورام:۲/۱۹۰

کلام لا یکون موردا للاعتراض ولا سیا إذا کثر

اس کا عذاب اس لیے موجود ہے کہ وہ اکثر اپنی کہی ہوئی باتوں پر نادم ہوتا ہے، اور پچھتاوا اسے فائدہ نہیں پہنچاتا اور اس لیے کہ شاذ و نادر ہی ایسے الفاظ ہوتے ہیں جو اعتراض کا باعث نہ ہوں خصوصاً اگر وہ بہت سے ہوں۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مرسل ہے [1]

16/2326 الکافی، ۱/۱۶/۱۱۵/۲ الأربعة عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ : يُعَذِّبُ اَللَّهُ اَللِّسَانَ بِعَذَابٍ لاَ يُعَذِّبُ بِهِ شَيْئاً مِنَ اَلْجَوَارِحِ فَيَقُولُ أَيْ رَبِّ عَذَّبْتَنِي بِعَذَابٍ لَمْ تُعَذِّبْ بِهِ شَيْئاً فَيُقَالُ لَهُ خَرَجَتْ مِنْكَ كَلِمَةٌ فَبَلَغَتْ مَشَارِقَ اَلْأَرْضِ وَ مَغَارِبَهَا فَسُفِكَ بِهَا اَلدَّمُ اَلْحَرَامُ وَ اُنْتُهِبَ بِهَا اَلْمَالُ اَلْحَرَامُ وَ اُنْتُهِكَ بِهَا اَلْفَرْجُ اَلْحَرَامُ وَ عِزَّتِي وَ جَلاَلِي لَأُعَذِّبَنَّكَ بِعَذَابٍ لاَ أُعَذِّبُ بِهِ شَيْئاً مِنْ جَوَارِحِكَ.

(ترجمہ) امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ زبان کو وہ ایسی سزا دے گا جو کسی اور عضو کو نہیں دے گا۔ پس زبان فریاد کرے گی: پروردگار! تو نے مجھے وہ سزا دی ہے جو کسی اور عضو کو نہیں دی۔

اس سے کہا جائے گا: تجھ سے ایک ایسا کلمہ نکلا تھا جو زمین کے مشارق اور اس کے مغارب تک پہنچا تھا جس سے خون ناحق بہایا گیا، مال حرام کو حلال بنایا گیا اور حرام شرم گاہ کو حلال بنایا گیا اور مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم! میں تجھے وہ سزا دوں گا جو کسی دوسرے عضو کو نہیں دوں گا۔ [2]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف علی المشہور ہے [3] لیکن میرے نزدیک سند موثق ہے کیونکہ نوفلی اور سکونی دونوں ثقہ ہیں [4] البتہ دونوں غیر امامی مشہور ہیں مگر نوفلی کے غیر امامی ہونے میں اشکال ہے اور وہ امامی ہے۔ (واللہ اعلم)

17/2327 الکافی، ۱/۱۷/۱۱۶/۲ بِهَذَا اَلْإِسْنَادِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ : إِنْ كَانَ فِي شَيْءٍ شُؤْمٌ فَفِي اَللِّسَانِ.

---

[1] مراۃ العقول: ۸/ ۲۲۲

[2] بحارالانوار: ۶۸/ ۳۰۳؛ مجموعہ ورام: ۲/ ۱۹۰؛ وسائل الشیعہ: ۲۷/ ۲۱؛ کلیات حدیث قدسی: ۲۴۱

[3] مراۃ العقول: ۸/ ۲۲۲

[4] المفید من معجم رجال الحدیث: ۱۸۳ و ۶۳

https://www.shiabookspdf.com

(ترجمہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر کسی چیز میں برائی ہے تو وہ زبان میں ہے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف علی المشهور ہے [2] لیکن میرے نزدیک سند موثق ہے اور اس کی تفصیل گزشتہ حدیث کی تحت گزر چکی ہے۔ (واللہ اعلم)۔

18/2328 الکافی، ۱/۱۸/۱۱۶/۲ العدة عن سهل و الاثنان جميعاً عَنِ الْوَشَّاءِ قَالَ سَمِعْتُ الرِّضَا عَلَيْهِ السَّلاَمُ يَقُولُ: كَانَ الرَّجُلُ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ إِذَا أَرَادَ الْعِبَادَةَ صَمَتَ قَبْلَ ذَلِكَ عَشْرَ سِنِينَ

(ترجمہ) الوشا سے روایت ہے کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے سنا، آپؑ فرمار ہے تھے: بنی اسرائیل میں سے کوئی شخص عبادت کرنے کا ارادہ کرتا تو اس سے پہلے دس سال تک خاموشی اختیار کرتا تھا۔ [3]

بیان:

قد مضى حديث آخر في هذا المعنى

❁ بیشک اس معنی میں ایک دوسری حدیث گزر چکی ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف علی المشہور (مگر) معتبر ہے کیونکہ دو اسناد ہیں جو دو ضعیف لوگوں کا ضعف ختم کر دیتی ہیں اس لیے کہ ان میں سے ایک وشاء کی کتاب کے مشائخ اجارہ میں سے ہے اور یہ بات سفید مشہور ہے [4] لیکن میرے نزدیک ایک سند موثق ہے کیونکہ اس میں سہل غیر امامی مشہور ہے اور دوسری حسن کالصحیح ہے کیونکہ معلیٰ ثقہ جلیل ثابت ہے (واللہ اعلم)۔

19/2329 الکافی، ۱/۱۹/۱۱۶/۲ محمد عن أحمد عَنْ بَكْرِ بْنِ صَالِحٍ عَنِ الْغِفَارِيِّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ: مَنْ رَأَى مَوْضِعَ كَلاَمِهِ مِنْ عَمَلِهِ قَلَّ كَلاَمُهُ إِلاَّ فِيمَا يَعْنِيهِ۔

(ترجمہ) جعفر بن ابراہیم سے روایت ہے میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ فرمار ہے تھے کہ رسول اللہ

---

[1] مشکاۃ الانوار: ۵ ا۷۵؛ وسائل الشیعہ: ۱۲/ ۱۹۲؛ بحارالانوار: ۶۸/ ۳۰۵؛ مستدرک الوسائل: ۹/ ۲۴

[2] مراۃ العقول: ۸/ ۲۲۲

[3] وسائل الشیعہ: ۱۲/ ۱۸۳؛ بحارالانوار: ۶۸/ ۳۰۶

[4] مراۃ العقول: ۸/ ۲۲۳

ﷺ نے فرمایا: جو اپنے کلام کو اپنے عمل کی جگہ میں دیکھے گا اس کا کلام قلیل ہو جائے گا مگر اس میں جو ضروری ہو۔ (1)

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے (2) لیکن میرے نزدیک سند معتبر ہے کیونکہ بکر بن صالح تفسیر قمی کا راوی ہے اور غفاری کا قول مقبول ہے (3) (واللہ اعلم)

20/2330 الکافی، ۱/۱۹/۱۱۶/۲ القمی عن الکوفی عن عثمان عن سعید بن یسار عن بزرج عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: فِي حِكْمَةِ آلِ دَاوُدَ عَلَى اَلْعَاقِلِ أَنْ يَكُونَ عَارِفاً بِزَمَانِهِ مُقْبِلاً عَلَى شَأْنِهِ حَافِظاً لِلِسَانِهِ.

(ترجمہ) بزرج سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: آل داؤد علیہ السلام کی حکمت میں درج ہے کہ عقلمند آدمی پر لازم ہے کہ وہ اپنے زمانے کو پہچانتا ہو، اپنی حالت کی طرف متوجہ ہو اور اپنی زبان کی حفاظت کرنے والا ہو۔ (4)

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند موثق ہے (5)

21/2331 الفقیہ، ۵۹۰۳/۴۱۶/۴ حماد بن عثمان عن الصادق علیہ السلام: مثلہ۔

(ترجمہ) حماد بن عثمان نے امام صادق علیہ السلام سے اسی کے مثل روایت کی ہے۔ (6)

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے (7)

22/2332 الفقیہ، ۵۸۳۱/۳۹۶/۴ مَرَّ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ بِرَجُلٍ يَتَكَلَّمُ بِفُضُولِ اَلْكَلاَمِ فَوَقَفَ عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ يَا هَذَا إِنَّكَ تُمْلِي عَلَى حَافِظَيْكَ كِتَاباً إِلَى رَبِّكَ فَتَكَلَّمْ بِمَا يَعْنِيكَ وَ دَعْ مَا لاَ

---

(1) بحارالانوار: ۳۰۶/۶۸؛ وسائل الشیعہ: ۱۹۶/۱

(2) مراۃ العقول: ۲۲۳/۸

(3) المفید من معجم رجال الحدیث: ۷۲۲

(4) مجموعہ ورام: ۱۰۶/۱؛ وسائل الشیعہ: ۱۹۱/۱۲؛ بحارالانوار: ۳۹/۱۴ و ۳۰۷/۶۸

(5) مراۃ العقول: ۲۲۵/۸

(6) وسائل الشیعہ: ۱۹۲/۱۲؛ نہج السعادۃ: ۱۸۷/۸؛ مسند الامام الصادق: ۲۶/۶

(7) روضۃ المتقین: ۲۲۵/۱۳

https://www.shiabookspdf.com

يَعْنِيكَ ۔

(ترجمہ) امیر المومنین علیہ السلام ایک ایسے شخص کی طرف سے گزرے جو فضول کلام کر رہا تھا تو آپؑ اس کے پاس کھڑے ہو گئے، پھر فرمایا: اے شخص! تو اپنے محافظوں کی اس کتاب کو پُر کر رہا ہے جس کو وہ تیرے رب کے سامنے پیش کریں گے۔ پس تو وہ بات کر جو تیرے مطلب کی ہے اور اسے چھوڑ جو تیرے مطلب کی نہیں ہے۔ [1]

تحقیق اسناد:

شیخ صدوق نے یہاں سند ذکر نہیں کی مگر امالی میں سند ذکر کی ہے جو قوی کالصحیح ہے [2] (واللہ اعلم)

23/2333 الفقيه، ۴/۳۹۶/۵۸۴۲ وَ قَالَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : لاَ يَزَالُ اَلرَّجُلُ اَلْمُسْلِمُ يُكْتَبُ مُحْسِناً مَا دَامَ سَاكِتاً فَإِذَا تَكَلَّمَ كُتِبَ مُحْسِناً أَوْ مُسِيئاً ۔

(ترجمہ) اور امام علیہ السلام نے فرمایا: مسلمان آدمی تب تک نیک لکھا جاتا ہے جب تک وہ خاموش رہتا ہے پس جب بات کرتا ہے تو پھر نیک یا بد لکھا جائے گا۔ [3]

تحقیق اسناد:

شیخ صدوق نے یہاں سند ذکر نہیں کی مگر الخصال اور ثواب الاعمال میں سند ذکر کی ہے جو مرسل ہے۔ (واللہ اعلم)

24/2334 الكافي، ۲/۱۱۶/۲۱/۱ محمد عن محمد بن الحسين عن ابن رباط عن بعض رجاله عن أبي عبد الله عليه السّلام : مثله ۔

(ترجمہ) ابن رباط نے اپنے بعض رجال سے اور انہوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام اسی کے مثل روایت کی ہے۔ [4]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مرسل ہے [5]

25/2335 الفقيه، ۴/۳۹۶/۵۸۴۳ قَالَ اَلصَّادِقُ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : اَلصَّمْتُ كَنْزٌ وَافِرٌ وَ زَيْنُ اَلْحَلِيمِ وَ سِتْرُ

---

[1] وسائل الشیعہ: ۱۲ / ۱۹۷؛ امالی صدوق: ۳۲؛ بحار الانوار: ۶۸ / ۲۷۶؛ الاعتقادات: ۶۸

[2] روضۃ المتقین: ۱۳ / ۱۰۲

[3] ثواب الاعمال وعقاب الاعمال: ۱۶۴؛ الخصال: ۱ / ۱۵؛ روضۃ الواعظین: ۲ / ۴۶۷؛ مشکاۃ الانوار: ۱۷۳؛ وسائل الشیعہ: ۱۲ / ۱۸۳؛ بحار الانوار: ۶۸ / ۲۷۷

[4] گزشتہ حدیث کے حوالہ جات دیکھیے۔

[5] مرآۃ العقول: ۸ / ۲۲۵

https://www.shiabookspdf.com

اَلْجَاهِلِ۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: خاموشی انمول (وافر) خزانہ، بردبار کے لیے زینت اور جاہلوں کے لیے پردہ ہے۔ ①

تحقیق اسناد:

شیخ صدوق نے اس کی سند ذکر نہیں کی ہے البتہ یہ مضمون کئی احادیث میں موجود ہے اور شیخ مفید نے اسے داؤد رقی سے روایت کیا ہے۔ (واللہ اعلم)۔

26/2336 الفقیہ،۴/۳۹۶/۵۸۴۴ وَ قَالَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : كَلاَمٌ فِي حَقٍّ خَيْرٌ مِنْ سُكُوتٍ عَلَى بَاطِلٍ۔

(ترجمہ) اور امام علیہ السلام نے فرمایا: حق کے بارے میں بات کرنا باطل پر خاموش رہنے سے بہتر ہے۔ ②

تحقیق اسناد:

شیخ صدوق نے اس کی سند ذکر نہیں کی ہے (واللہ اعلم)

27/2337 الفقیہ،۴/۴۰۲/۵۸۶۵ قَالَ اَلصَّادِقُ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : اَلنَّوْمُ رَاحَةٌ لِلْجَسَدِ وَ اَلنُّطْقُ رَاحَةٌ لِلرُّوحِ وَ اَلسُّكُوتُ رَاحَةٌ لِلْعَقْلِ۔

(ترجمہ) امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: نیند جسم کے لیے سکون ہے، بولنا روح کے لیے سکون ہے اور خاموشی عقل کے لیے سکون ہے۔ ③

تحقیق اسناد:

شیخ صدوق نے یہاں سند ذکر نہیں کی لیکن امالی میں سند ذکر کی ہے جو حسن ہے۔ (واللہ اعلم)

28/2338 الکافی،۸/۱۴۸/۱۲۸ علی عن الاثنین عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ [عَنْ أَبِيهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ]: أَنَّهُ قَالَ لِرَجُلٍ وَ قَدْ كَلَّمَهُ بِكَلاَمٍ كَثِيرٍ فَقَالَ أَيُّهَا اَلرَّجُلُ تَحْتَقِرُ اَلْكَلاَمَ وَ تَسْتَصْغِرُهُ اِعْلَمْ أَنَّ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ لَمْ يَبْعَثْ رُسُلَهُ حَيْثُ بَعَثَهَا وَ مَعَهَا ذَهَبٌ وَ لاَ فِضَّةٌ وَ لَكِنْ بَعَثَهَا بِالْكَلاَمِ وَ إِنَّمَا عَرَّفَ اَللَّهُ جَلَّ وَ عَزَّ نَفْسَهُ إِلَى خَلْقِهِ بِالْكَلاَمِ وَ اَلدَّلاَلاَتِ عَلَيْهِ وَ اَلْأَعْلاَمِ۔

(ترجمہ) الاثنین نے امام جعفر صادق سے اور انہوں نے اپنے والد گرامی علیہ السلام سے روایت کی ہے، آپؑ نے ایک شخص

① الاختصاص:۲۳۲؛ وسائل الشیعہ:۱۲/ ۱۸۵؛ بحار الانوار:۶۸/ ۲۸۸؛ عوالم العلوم:۲۰/ ۶۸۶؛ مستدرک الوسائل:۹/ ۱۶

② الاعتقادات:۳۳؛ وسائل الشیعہ:۱۲/ ۱۸۳؛ عوالم العلوم:۲۰/ ۶۸۶

③ امالی صدوق:۴۴۱؛ وسائل الشیعہ:۱۲/ ۱۸۶؛ بحار الانوار:۶۸/ ۲۷۶؛ عوالم العلوم:۲۰/ ۶۸۰

سے بڑا لمبا کلام کیا تھا، پس آپؑ نے فرمایا: اے شخص! تو کلام کی تحقیر کرتا ہے اور اسے چھوٹا جانتا ہے؟ جان لے! بے شک اللہ نے اپنے رسولوں کو سونے اور چاندی کے ساتھ نہیں بھیجا بلکہ کلام کے ساتھ بھیجا ہے اور خدا نے اپنی مخلوق سے اپنا تعارف کلام سے، اس پر دلالات سے اور نشانیوں سے کرایا ہے۔ [1]

بیان:

لعل کلام الرجل کان فیما لا یعنیه ثم إنه أکثر منه فعد ع ذلك احتقارا للكلام و استصغارا له و يحتمل بعيدا أن يكون المنصوب في كلمه راجعا إلى الرجل و يكون الرجل اعترض على الإمام بكثرة الكلام فأجابه بما أجاب

شاید اس آدمی کی گفتگو کسی ایسی چیز کے بارے میں تھی جس سے اسے کوئی سروکار نہیں تھا پھر وہ اس سے زیادہ تھا اس لیے اس نے اسے تحقیر اور اس کی تحقیر کے طور پر شمار کیا اور یہ برداشت سے دور ہے اور وہ اس کلمہ میں منصوب ہے جو راجع اس شخص کی طرف اور اس شخص نے امام علیہ السلام پر بہت زیادہ کلام کے ذریعہ اعتراض کیا تو امام علیہ السلام نے کا جواب دیا جو بھی دیا۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے [2] لیکن میرے نزدیک سند موثق ہے کیونکہ مسعدہ تفسیر قمی کا راوی اور ثقہ ہے اور کامل الزیارات کا بھی راوی ہے مگر بتری ہے [3] (واللہ اعلم)۔

29/2339 الکافی، ۸۱/۱۰۷/۸ علی عن العبیدی عَنْ یُونُسَ قَالَ: قَالَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ لِعَبَّادِ بْنِ كَثِيرٍ اَلْبَصْرِيِّ اَلصُّوفِيِّ وَيْحَكَ يَا عَبَّادُ غَرَّكَ أَنْ عَفَّ بَطْنُكَ وَ فَرْجُكَ إِنَّ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ يَقُولُ فِي كِتَابِهِ (يَا أَيُّهَا اَلَّذِينَ آمَنُوا اِتَّقُوا اَللَّهَ وَ قُولُوا قَوْلاً سَدِيداً يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ) اِعْلَمْ أَنَّهُ لاَ يَتَقَبَّلُ اَللَّهُ مِنْكَ شَيْئاً حَتَّى تَقُولَ قَوْلاً عَدْلاً.

ترجمہ: یونس سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے عباد بن کثیر بصری صوفی سے فرمایا: اے عباد! تم پرواہ ہو کہ تجھے تیرے پیٹ اور تیری شرمگاہ کو پاک رکھنے نے دھوکا دے دیا ہے۔ بے شک اللہ اپنی کتاب میں فرماتا ہے: "اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور ٹھیک بات کیا کرو تا کہ وہ تمہارے اعمال کو درست کرے۔ (الاحزاب:

---

[1] وسائل الشیعہ: ۱۲/ ۱۹۰؛ مسند الامام الصادق: ۲۰/ ۳۰۰؛ نہج السعادۃ: ۷/ ۲۳۵

[2] مرآۃ العقول: ۲۵/ ۳۵۹

[3] المفید من معجم رجال الحدیث: ۶۰۱

https://www.shiabookspdf.com

۷۰-۷۱)۔'' جان لے! اللہ تجھ سے کوئی عمل قبول نہیں کرے گا یہاں تک کہ تم عدل کی بات کرو۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ظاہراً صحیح ہے لیکن اس میں ارسال کا شائبہ ہے کیونکہ یونس بن عبدالرحمن نے امام جعفر صادق علیہ السلام کا زمانہ نہیں پایا اور اس کے بعد ممکن ہے کہ یہ ابن یعقوب ہو پس پھر حدیث موثق ہوگی لیکن محمد بن عیسیٰ کی ان کے بارے میں روایت عام نہیں [2] یا پھر سند مختلف فیہ ہے اور اس میں ارسال کا شائبہ ہے [3] یا پھر سند صحیح ہے [4] اور میرے نزدیک بھی سند صحیح ہے۔ (واللہ اعلم)۔

۶۴۔ باب المداراۃ

باب: خاطرداری

1/2340 الکافی،۱/۱/۱۱۶/۲ الأربعة عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ: ثَلاَثٌ مَنْ لَمْ يَكُنَّ فِيهِ لَمْ يَتِمَّ لَهُ عَمَلٌ وَرَعٌ يَحْجُزُهُ عَنْ مَعَاصِي اَللَّهِ وَخُلُقٌ يُدَارِي بِهِ اَلنَّاسَ وَحِلْمٌ يَرُدُّ بِهِ جَهْلَ اَلْجَاهِلِ.

(ترجمہ) امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تین ایسی خصلتیں ہیں کہ جس میں یہ نہ پائی جائیں اس کا عمل مکمل نہیں ہوتا: وہ ورع جو اسے اللہ کے گناہوں سے روکے، ایسا اخلاق جس سے لوگوں سے مدارات کرے اور وہ بردباری جس سے کسی جاہل کے جاہلانہ رویہ کو رد کر سکے۔ [5]

بیان:

المداراة غير مهموزة ملاينة الناس و حسن صحبتهم و احتمال أذاهم لئلا ينفروا عنك و قد تهمز

[1] تفسیر الصافی: ۴/۲۰۶؛ تفسیر البرہان: ۴/۴۹۷؛ بحارالانوار: ۴۷/۳۵۹؛ تفسیر نورالثقلین: ۴/۳۰۹؛ تفسیر کنزالدقائق: ۱۰/۳۴۸؛ عوالم العلوم: ۲۰/۱۰۹۰

[2] مراۃ العقول: ۲۵/۲۶۰

[3] الیضاح المرجاۃ: ۲/۱۹۴

[4] عین الحیاۃ مجلسی: ۲/۴۰۹؛ سندالناسکین ماحوزی: ۶۷

[5] المحاسن: ۱/۶؛ وسائل الشیعہ: ۱۲/۱۲ و ۲۰۰؛ بحارالانوار: ۶۷/۳۰۵ و ۶۸/۳۹۲ و ۷۲/۴۳۷

○ ''المداراۃ'' مہموز نہیں ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف علی المشہور ہے[1] لیکن میرے نزدیک سند موثق ہے کیونکہ نوفلی اور سکونی دونوں ثقہ ہیں[2] البتہ سکونی غیر امامی معروف ہے مگر اس میں اشکال ہے۔ (واللہ اعلم)

2/2341 الکافی، ۱/۲/۱۱۶/۲ محمد عن ابن عیسی عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَلْحَكَمِ عَنِ اَلْحُسَيْنِ بْنِ اَلْحَسَنِ قَالَ سَمِعْتُ جَعْفَراً عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: جَاءَ جَبْرَئِيلُ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ إِلَى اَلنَّبِيِّ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ رَبُّكَ يُقْرِئُكَ اَلسَّلاَمَ وَ يَقُولُ لَكَ دَارِ خَلْقِي۔

(ترجمہ) حسین بن حسن سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ فرما رہے تھے: حضرت جبرئیل علیہ السلام ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا محمدؐ! آپ کا پروردگار آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے: میری مخلوق سے مدارات کرو۔[3]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے[4]

3/2342 الکافی، ۱/۳/۱۱۷/۲ عنه عن ابن عیسی عن السراد عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ عَنْ حَبِيبٍ اَلسِّجِسْتَانِيِّ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: فِي اَلتَّوْرَاةِ مَكْتُوبٌ فِيمَا نَاجَى اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ بِهِ مُوسَى بْنَ عِمْرَانَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَا مُوسَى اُكْتُمْ مَكْتُومَ سِرِّي فِي سَرِيرَتِكَ وَ أَظْهِرْ فِي عَلاَنِيَتِكَ اَلْمُدَارَاةَ عَنِّي لِعَدُوِّي وَ عَدُوِّكَ مِنْ خَلْقِي وَ لاَ تَسْتَسِبَّ لِي عِنْدَهُمْ بِإِظْهَارِ مَكْتُومِ سِرِّي فَتَشْرَكَ عَدُوَّكَ وَ عَدُوِّي فِي سَبِّي۔

(ترجمہ) حبیب سجستانی سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: تورات میں لکھا ہے: منجملہ ان مناجات کے جو خداوند عالم نے جناب موسیٰ بن عمران سے کیں، ایک یہ بھی تھی: اے موسیٰ! میرے خاص راز کو اپنے اندر پوشیدہ رکھ اور میری مخلوق میں سے میرے اور اپنے دشمن سے مدارات کا مظاہرہ کر اور ان کے پاس میرے مخصوص راز کو

---

[1] مراۃ العقول: ۸/ ۲۲۶

[2] المفید من معجم رجال الحدیث: ۱۸۳ و ۶۳

[3] مشکاۃ الانوار: ۱۷۷؛ وسائل الشیعہ: ۱۲/ ۲۰۰؛ کلیات حدیث قدسی: ۹ ۲۳؛ بحار الانوار: ۱۸/ ۲۱۳ و ۷۲/ ۴۳۸؛ مستدرک الوسائل: ۹/ ۳۵

[4] مراۃ العقول: ۸/ ۲۲۶

https://www.shiabookspdf.com

ظاہر کر کے مجھے گالی دلوانے کی کوشش نہ کرو ورنہ مجھے اس گالی دینے میں تم بھی میرے دشمن کے ساتھ شریک ہو گے۔ [1]

بیان:

لما كان أصل الدرء الدفع و هو مأخوذ في المداراة عديت بعن و لا تستسب لي أي لا تطلب سبي فإن من لم يفهم السر يسب من تكلم به فتشرك أي تكون شريكا له لأنك أنت الباعث له عليه

لاکھوں لوگ، ان کی اچھی صحبت اوران کے نقصان کو برداشت کرنا تا کہ وہ آپ سے دور نہ ہوں۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند حسن ہے [2]

4/2343 الكافي ،۲/۱۱۷/۴/۱ القميان عن ابن بزيع عَنْ حَمْزَةَ بْنِ بَزِيعٍ عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ : أَمَرَنِي رَبِّي بِمُدَارَاةِ اَلنَّاسِ كَمَا أَمَرَنِي بِأَدَاءِ اَلْفَرَائِضِ.

ترجمہ: امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے رب نے مجھے لوگوں کے ساتھ مدارات (نرمی) کرنے کا حکم دیا ہے جیسا کہ اس نے مجھے فرائض کی ادائیگی کا حکم دیا ہے۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ظاہراً صحیح ہے کیونکہ حمزہ میں کلام ہے [4]

5/2344 الكافي ،۲/۱۱۷/۵/۱ على عن الاثنين عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ : مُدَارَاةُ اَلنَّاسِ نِصْفُ اَلْإِيمَانِ وَ اَلرِّفْقُ بِهِمْ نِصْفُ اَلْعَيْشِ ثُمَّ قَالَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ خَالِطُوا اَلْأَبْرَارَ سِرّاً وَ خَالِطُوا اَلْفُجَّارَ جِهَاراً وَ لاَ تَمِيلُوا عَلَيْهِمْ فَيَظْلِمُوكُمْ فَإِنَّهُ سَيَأْتِي عَلَيْكُمْ زَمَانٌ لاَ يَنْجُو فِيهِ مِنْ ذَوِي اَلدِّينِ إِلاَّ مَنْ ظَنُّوا أَنَّهُ أَبْلَهُ وَ صَبَّرَ نَفْسَهُ عَلَى أَنْ يُقَالَ لَهُ إِنَّهُ أَبْلَهُ لاَ عَقْلَ لَهُ.

---

[1] وسائل الشیعہ: ۱۲/ ۲۰۰؛ کلیات حدیث قدسی: ۸۳؛ بحار الانوار: ۷۲/ ۴۳۸؛ تفسیر نور الثقلین: ۱/ ۷۵۷؛ تفسیر کنز الدقائق: ۴/ ۴۲۱

[2] مرآۃ العقول: ۸/ ۲۲۸

[3] الاعتقادات: ۸۵؛ وسائل الشیعہ: ۱۲/ ۲۰۰؛ بحار الانوار: ۱۸/ ۲۱۳ و ۷۲/ ۴۴۰

[4] مرآۃ العقول: ۸/ ۲۲۸

(ترجمہ) امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لوگوں سے مدارات کرنا نصف ایمان ہے اوران سے نرمی برتنا نصف عیش ہے۔

پھر امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: نیکوکاروں سے پوشیدہ میل جول رکھو اور بدکاروں سے ظاہری میل جول رکھو اوران کی طرف میلان نہ کرو پس تم پر ظلم کریں گے کیونکہ عنقریب تم پر ایک ایسا زمانہ بھی آئے گا کہ اس میں کوئی دین والا نہیں بچ سکتے گا مگر وہ کہ جس کے بارے لوگ یہ گمان کرتے ہوں گے کہ وہ بے وقوف ہے اور وہ اس بات پر اپنے تئیں صبر کرے گا کہ اسے بیوقوف کہا جائے کہ جس کے پاس عقل نہیں ہے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے [2] لیکن میرے نزدیک سند موثق ہے کیونکہ مسعدہ تفسیر قمی اور کامل الزیارات دونوں کا راوی اور ثقہ ہے [3] البتہ غیر امامی ہے۔ (واللہ اعلم)

6/2345 الکافی، ۱/۶/۱۱۷/۲ علی عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِهِ ذَكَرَهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ مَنْصُورٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: إِنَّ قَوْماً مِنَ اَلنَّاسِ قَلَّتْ مُدَارَاتُهُمْ لِلنَّاسِ فَأُنِفُوا مِنْ قُرَيْشٍ وَ اَيْمُ اَللَّهِ مَا كَانَ بِأَحْسَابِهِمْ بَأْسٌ وَ إِنَّ قَوْماً مِنْ غَيْرِ قُرَيْشٍ حَسُنَتْ مُدَارَاتُهُمْ فَأُلْحِقُوا بِالْبَيْتِ اَلرَّفِيعِ قَالَ ثُمَّ قَالَ مَنْ كَفَّ يَدَهُ عَنِ اَلنَّاسِ فَإِنَّمَا يَكُفُّ عَنْهُمْ يَداً وَاحِدَةً وَ يَكُفُّونَ عَنْهُ أَيْدِيَ كَثِيرَةٍ۔

(ترجمہ) حذیفہ بن منصور سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپ فرمارہے تھے: لوگوں میں سے کچھ کی لوگوں سے مدارات بہت قلیل تھی۔ چنانچہ انہیں قریش سے نکال دیا گیا اور اللہ کی قسم! ان کے حساب میں کوئی حرج نہیں تھا اور غیر قریش میں سے کچھ لوگوں کی مدارات بہترین تھی پس وہ بڑے خانوادہ سے ملحق کر دیئے گئے۔

پھر فرمایا: جو شخص اپنا ہاتھ لوگوں سے روکے تو وہ ان سے صرف ایک ہاتھ روکے گا مگر لوگ اس سے بہت سے ہاتھ روک لیں گے۔ [4]

[1] وسائل الشیعہ: ۱۲/۲۰۱؛ بحارالانوار: ۷۲/۴۳۰

[2] مرآۃ العقول: ۸/۲۳۰

[3] المفید من معجم رجال الحدیث: ۶۰۱

[4] الخصال: ۱/۱۷؛ وسائل الشیعہ: ۱۲/۲۰۱؛ بحارالانوار: ۷۲/۵۳ و ۴۳۱

بیان:

فأنفوا من الإنفاء بمعنى النفي و في الخصال فنفوا و لعله الأصح و في بعض النسخ فألقوا من الإلقاء

''فأنفوا'' باب الانفاء سے ہے نفی کے معنی میں، کتاب الخصال میں اس طرح ہے ''فنفوا'' اور شاید یہ صحیح ہے۔ بعض نسخوں میں اس طرح ہے ''فالقوا'' اور یہ باب الالقاء سے ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف علی المشہور ہے [1] لیکن میرے نزدیک سند مرسل ہے اور محمد بن سنان ثقہ ہے اور الخصال کی سند موثق ہے (واللہ اعلم)۔

۶۵۔باب الرفق

باب: نرمی

1/2346 الکافی، ۱/۱/۱۱۸/۲ العدۃ عن البرقی عَنْ أَبِيهِ عَمَّنْ ذَكَرَهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اَلرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ قُفْلاً وَ قُفْلُ اَلْإِيمَانِ اَلرِّفْقُ.

(ترجمہ) امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: ہر چیز کا ایک تالا ہے اور ایمان کا تالا رفق ہے۔ [2]

بیان:

و ذلك لأن من لم يرفق يعنف عليه فيغضب فيحمله الغضب على قول أو فعل به يخرج الإيمان من قلبه فالرفق قفل الإيمان يحفظه

اور وہ اس لیے کہ جو مہربان نہیں ہے اسے ڈانٹا جاتا ہے پھر اسے ملامت کی جاتی ہے، پھر وہ غصے میں آتا ہے اور غصہ اسے کچھ کہنے یا کرنے کا سبب بنتا ہے جس سے اس کے دل سے ایمان نکل جاتا ہے کیونکہ احسان ایمان کا قفل ہے جو اسے محفوظ رکھتا ہے۔

---

[1] مرآۃ العقول: ۸/ ۲۳۲

[2] مشکاۃ الانوار: ۱۷۹؛ وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۲۶۹؛ بحار الانوار: ۷۲/ ۵۵

https://www.shiabookspdf.com

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے [1]

2/2347 الکافی،۲/۱۱۸/۲/۱ بِإِسْنَادِهِ قَالَ قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : مَنْ قُسِمَ لَهُ اَلرِّفْقُ قُسِمَ لَهُ اَلْإِيمَانُ .

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: جس کے لیے رفق تقسیم کیا گیا ہے اس کے لیے ایمان تقسیم کیا گیا ہے۔ [2]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے [3]

3/2348 الکافی،۲/۱۱۸/۳/۱ علی عَنْ أَبِيهِ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَحْيَى عَنْ يَحْيَى اَلْأَزْرَقِ عَنْ حَمَّادِ بْنِ بَشِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ اَللَّهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى رَفِيقٌ يُحِبُّ اَلرِّفْقَ فَمِنْ رِفْقِهِ بِعِبَادِهِ تَسْلِيلُهُ أَضْغَانَهُمْ وَ مُضَادَّتَهُمْ لِهَوَاهُمْ وَ قُلُوبِهِمْ وَ مِنْ رِفْقِهِ بِهِمْ أَنَّهُ يَدَعُهُمْ عَلَى اَلْأَمْرِ يُرِيدُ إِزَالَتَهُمْ عَنْهُ رِفْقاً بِهِمْ لِكَيْلاَ يُلْقِيَ عَلَيْهِمْ عُرَى اَلْإِيمَانِ وَ مُثَاقَلَتَهُ جُمْلَةً وَاحِدَةً فَيَضْعُفُوا فَإِذَا أَرَادَ ذَلِكَ نَسَخَ اَلْأَمْرَ بِالْآخَرِ فَصَارَ مَنْسُوخاً .

(ترجمہ) حماد بن بشیر سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ رفیق ہے، رفق کو پسند کرتا ہے۔ اپنے بندوں کی رنجشوں کو دبانا، ان کی خواہشات اور ان کے دلوں کی مخالفت کرنا بھی اس کے رفق میں سے ہے اور ان کے ساتھ اس کے رفق میں سے یہ بھی ہے کہ وہ ان کو اس امر پر بلاتا ہے جس کو ان سے رفق کی بنا پر ان سے دور کرنا چاہتا ہے تا کہ ان پر ایمان کا بندھن اور اس کا بھاری پن ایک دم نہ پڑے جس سے وہ کمزور پڑ جائیں۔ پس جب وہ اس کا ارادہ کرتا ہے ایک امر کو دوسرے امر سے منسوخ کرنے کا تو وہ منسوخ ہو جاتا ہے۔ [4]

بیان:

فی بعض النسخ هكذا فإذا أراد ذلك نسخ الأمر بالآخر فصار منسوخا و هو أوضح و التسليل انتزاع الشیء و إخراجه فی رفق و المضادة منع الخصم عن الأمر برفق أراد أن الله سبحانه

---

[1] مراۃ العقول:۸/ ۲۳۳

[2] وسائل الشیعہ:۱۵/ ۲۶۹؛ بحار الانوار:۷۲/ ۵۶

[3] مراۃ العقول:۸/ ۲۳۴

[4] بحار الانوار:۷۲/ ۵۶؛ دار السلام نوری:۳/ ۴۵۷؛ مسند الامام الصادق:۵/ ۲۴۳

إنما كلف عباده بالأوامر و النواهي متدرجا لكيلا ينفروا مثال ذلك تحريم الخمر في صدر الإسلام فإنه نزلت أولا آية أحسوا منها بتحريمها ثم نزلت أخرى أشد من الأولى و أغلظ ثم ثلث بأخرى أغلظ و أشد من الأوليين و ذلك ليوطن الناس أنفسهم عليها شيئا فشيئا و يسكنوا إلى نهيه فيها و كان التدبير من الله على هذا الوجه أصوب و أقرب لهم إلى الأخذ بها و أقل لنفارهم منها

۞ بعض نسخوں میں اس طرح ہے ''فإذا أراد ذلك نسخ الأمر بالآخر فصار منسوخا'' اور یہی زیادہ واضح ہے۔''والتسليل'' اس سے مراد کسی چیز کو لینا اور اسے نرمی سے ہٹانا ہے۔''المضادة'' نرمی کے ساتھ کسی امر کے بارے میں جھگڑا کرنے سے منع کرنا جیسا کہ امام علیہ السلام نے نرمی کے ساتھ مخالف کو اس معاملے سے روک دیا اور آپؑ نے چاہا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو بتدریج احکامات اور ممانعتیں سونپے تا کہ وہ بیگانہ نہ ہوں۔اس کی ایک مثال شراب کی حرمت ہے۔اسلام کے ابتدائی ایام، کیونکہ پہلے ایک آیت نازل ہوئی جس سے وہ اس کی ممانعت محسوس کرتے تھے، پھر دوسری نازل ہوئی پہلی سے زیادہ سخت اور شدید، پھر تیسری کے ساتھ دوسری پہلی دو سے زیادہ سخت اور زیادہ سخت اور یہ اس طرح ہے۔لوگ آہستہ آہستہ خود کو اس پر بسا سکتے ہیں اور اس میں جس چیز کو اس نے حرام کیا ہے اسے طے کر سکتے ہیں، اور اس طرح سے خدا کی طرف سے پیمانہ اس کو اختیار کرنے کے زیادہ درست اور قریب تر ہے اور اس سے دور رہنے کے لئے کم ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے [1]

4/2349 الکافی،۲/۱۲۰/۱۴/۱ القميان عَنِ اِبْنِ فَضَّالٍ عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ مَيْمُونٍ عَمَّنْ حَدَّثَهُ عَنْ أَحَدِهِمَا عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ اَللَّهَ رَفِيقٌ يُحِبُّ اَلرِّفْقَ وَ مِنْ رِفْقِهِ بِكُمْ تَسْلِيلُ أَضْغَانِكُمْ وَ مُضَادَّةِ قُلُوبِكُمْ وَ إِنَّهُ لَيُرِيدُ تَحْوِيلَ اَلْعَبْدِ عَنِ اَلْأَمْرِ فَيَتْرُكُهُ عَلَيْهِ حَتَّى يُحَوِّلَهُ بِالنَّاسِخِ كَرَاهِيَةَ تَثَاقُلِ اَلْحَقِّ عَلَيْهِ.

(ترجمہ) ثعلبہ بن میمون نے اس سے جس نے اس کو بیان کیا اور اس نے امامین علیہم السلام میں سے ایک علیہ السلام روایت کی ہے، کہ آپؑ نے فرمایا: بے شک اللہ رفیق ہے، وہ رفق کو پسند کرتا ہے اور تمہارے ساتھ اس کے رفق میں سے یہ بھی ہے کہ وہ تمہاری رنجشیں اور تمہارے دلوں کی نفرت کو دور کرتا ہے اور یہ کہ جب وہ کسی بندے سے کسی امر کو بدلنے

[1] مرآۃ العقول:۸/ ۲۳۷

کاارادہ کرتا ہے تو وہ اسے اس پر چھوڑ دیتا ہے یہاں تک کہ اسے ناسخ سے بدل دیتا ہے، یا پسند کرتے ہوئے کہ حق کا بھاری پن اس پر آئے۔ (۱)

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مرسل ہے (۲)

5/2350 الکافی،۲/۱۱۹/۴/۱ محمد عن ابن عیسی عن السراد عن ابن وهب عن معاذ بن مسلم عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: اَلرِّفْقُ يُمْنٌ وَ اَلْخُرْقُ شُؤْمٌ ۔

(ترجمہ) امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: رفق نعمت ہے اور سخت پسندی نحوست ہے۔ (۳)

بیان:

الخرق بالضم و بالتحريك ضد الرفق

✪ ''الخرق'' ضمہ کے ساتھ یا تحریک کے ساتھ اوری رفق کی ضد ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے (۴)

6/2351 الکافی،۲/۱۱۹/۵/۱ عنه عن السراد عَنْ عَمْرِو بْنِ شِمْرٍ عَنْ جَابِرٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ رَفِيقٌ يُحِبُّ اَلرِّفْقَ وَ يُعْطِي عَلَى اَلرِّفْقِ مَا لاَ يُعْطِي عَلَى اَلْعُنْفِ ۔

(ترجمہ) جابر سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالی رفیق ہے، وہ رفق کو پسند کرتا ہے اور وہ رفق پر جو کچھ عطا کرتا ہے وہ سختی پر عطا نہیں کرتا۔ (۵)

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے (۶) لیکن میرے نزدیک سند حسن ہے کیونکہ عمرو بن شمر تفسیر قمی اور کامل الزیارات

---

(۱) بحارالانوار:۷۲/ ۶۳

(۲) مراۃالعقول:۸/ ۲۳۲

(۳) مشکاۃالانوار:۱۸۰؛ وسائل الشیعہ:۲/ ۳۹۸و۱۵/ ۲۶۹؛ بحارالانوار:۷۲/ ۵۱؛ مستدرک الوسائل:۱۱/ ۲۹۳

(۴) مراۃالعقول:۸/ ۲۳۸

(۵) الزھد:۲۸؛ مشکاۃالانوار:۱۸۰؛ وسائل الشیعہ:۱۵/ ۲۶۹؛ بحارالانوار:۷۲/ ۵۳؛ عوالم العلوم:۲۰/ ۵۳۷؛ مستدرک الوسائل:۱۱/ ۲۹۳

(۶) مراۃالعقول:۸/ ۲۳۸

دونوں کا راوی ہے اور امامی ہے۔ (واللہ اعلم)

7/2352 الکافی،۲/۱۱۹/۱/۶ الثلاثة عن ابن أُذَيْنَةَ عَنْ زُرَارَةَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: إِنَّ اَلرِّفْقَ لَمْ يُوضَعْ عَلَى شَيْءٍ إِلاَّ زَانَهُ وَ لاَ نُزِعَ مِنْ شَيْءٍ إِلاَّ شَانَهُ.

(ترجمہ) امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک رفق کسی چیز پر نہیں رکھا جاتا مگر یہ کہ اسے زینت بخشتا ہے اور اسے کسی چیز سے الگ نہیں کیا جاتا مگر یہ کہ اسے عیب دار بنا دیتا ہے۔[1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند حسن کالصحیح ہے[2] لیکن میرے نزدیک سند صحیح ہے (واللہ اعلم)

8/2353 الکافی،۲/۱۱۹/۱/۷ علی عن أبیه عن ابن اَلْمُغِيرَةِ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي اَلْمِقْدَامِ رَفَعَهُ إِلَى اَلنَّبِيِّ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ قَالَ: إِنَّ فِي اَلرِّفْقِ اَلزِّيَادَةَ وَ اَلْبَرَكَةَ وَ مَنْ يُحْرَمِ اَلرِّفْقَ يُحْرَمِ اَلْخَيْرَ.

(ترجمہ) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک رفق میں زیادتی (رزق) اور برکت ہے اور جو شخص رفق سے محروم ہے وہ خیر سے محروم ہے۔[3]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے[4] لیکن میرے نزدیک سند مرفوع ہے کیونکہ عمرو بن ابی المقدام ثقہ ہے اور تفسیر قمی وکامل الزیارات دونوں کا راوی ہے۔[5] (واللہ اعلم)

9/2354 الکافی،۲/۱۱۹/۱/۸ عنه عن عمرو بن أبي المقدام رفعه إلى النّبي صلّى الله عليه و آله قَالَ: مَا زُوِيَ اَلرِّفْقُ عَنْ أَهْلِ بَيْتٍ إِلاَّ زُوِيَ عَنْهُمُ اَلْخَيْرُ.

(ترجمہ) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کسی گھر والے سے رفق کو نہیں روکا جاتا مگر یہ کہ ان سے نیکی ختم ہو جائے۔[6]

---

[1] وسائل الشیعہ: ۲۰/ ۳۹۸و ۱۵/ ۲۷۰؛ بحارالانوار: ۷۲/ ۵۱؛ مستدرک الوسائل: ۱۱/ ۲۹۳؛ مشکاۃ الانوار: ۱۷۹

[2] مراۃ العقول: ۸/ ۲۳۸

[3] بحارالانوار: ۷۲/ ۶۰؛ وسائل الشیعہ: ۱۶/ ۲۷۱

[4] مراۃ العقول: ۸/ ۲۳۸

[5] المفید من معجم رجال الحدیث: ۴۳۱

[6] وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۲۷۱؛ بحارالانوار: ۷۲/ ۶۰

https://www.shiabookspdf.com

بیان:

إسناد هذا الحديث في بعض النسخ ومستنده هكذا عنه من ابن المغيرة عمن ذكره عن أبي عبدالله علیہ السلام قال ما زوي الرفق الحديث

❁ بعض نسخوں میں اس حدیث کی اسناد اور اس کا مستند ہونا اسی طرح مرقوم ہے کہ ابن مغیرہ سے روایت ہے، اس نے اس سے روایت کی جس نے اس سے اس کا ذکر کیا اور اس نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپ نے ارشاد فرمایا۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مرسل ہے۔[1]

10/2355 الکافی ،۱/۹/۱۱۹/۲ العدة عن البرقي عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدٍ اَلثَّقَفِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَلْمُعَلَّى عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ زِيَادِ بْنِ أَرْقَمَ اَلْكُوفِيِّ عَنْ رَجُلٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: أَيُّمَا أَهْلِ بَيْتٍ أُعْطُوا حَظَّهُمْ مِنَ اَلرِّفْقِ فَقَدْ وَسَّعَ اَللَّهُ عَلَيْهِمْ فِي اَلرِّزْقِ وَ اَلرِّفْقُ فِي تَقْدِيرِ اَلْمَعِيشَةِ خَيْرٌ مِنَ اَلسَّعَةِ فِي اَلْمَالِ وَ اَلرِّفْقُ لاَ يَعْجِزُ عَنْهُ شَيْءٌ وَ اَلتَّبْذِيرُ لاَ يَبْقَى مَعَهُ شَيْءٌ إِنَّ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ رَفِيقٌ يُحِبُّ اَلرِّفْقَ .

(ترجمہ) امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جس خانوادہ کو رفق سے ایک حصہ عطا کر دیا جائے تو گویا اللہ نے اس کا رزق کشادہ کر دیا ہے اور معاش کی منصوبہ بندی میں رفق کرنا وسعت مالی سے بہتر ہے۔ رفق کو کوئی چیز عاجز نہیں کرتی اور فضول خرچی کوئی چیز باقی نہیں چھوڑتی۔ بے شک رفیق ہے، وہ رفق کو پسند کرتا ہے۔[2]

بیان:

لعل المراد بهذه الأخبار أن الرفق يصير سببا للتوسع في الرزق و الزيادة فيه و في الرفق الخير و البركة و أن الرفق مع التقدير في المعيشة خير من الخرق في سعة من المال و الرفيق يقدر على كل ما يريد بخلاف الأخرق و السر فيه أن الناس إذا رأوا من أحد الرفق أحبوه و أعانوه و ألقى الله له في قلوبهم العطف و الود فلم يدعوه يتعب أو يتعسر عليه أمره

❁ شاید ان احادیث سے مراد یہ ہے کہ بیشک نرمی اختیار کرنا رزق میں وسعت اور اس کی زیادتی کا سبب ہوتا ہے

[1] مرآۃ العقول: ۸/ ۲۳۹

[2] مشکاۃ الانوار: ۱۷۹؛ وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۲۷۰؛ الفصول المہمہ: ۲/ ۲۱۹؛ بحار الانوار: ۷۲/ ۶۰؛ عوالم العلوم: ۲۰/ ۷۳۹

اور نرمی اختیار کرنے میں خیر وبرکت ہے اور زندگی میں سمجھداری کے ساتھ نرمی اختیار کرنا پیسے کی فراوانی سے بہتر ہے اور ایک ساتھی اناڑیوں کے برعکس ہر وہ کام کرنے پر قادر ہوتا ہے جو وہ چاہتا ہے اور اس کا راز یہ ہے کہ اگر لوگ کسی کی طرف سے مہربانی دیکھتے ہیں تو اس سے محبت کرتے ہیں اور اس کی مدد کرتے ہیں اور خدا ان کے دلوں میں اس کے لیے شفقت اور محبت ڈال دیتا ہے اور وہ اسے تھکنے یا اس کے لیے مشکل نہیں ہونے دیتا۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے [1] لیکن میرے نزدیک سند مرسل مجہول ہے اور ابراہیم تفسیر قمی کا راوی اور ثقہ ہے۔ (واللہ اعلم)

11/2356 الکافی، ۱/۱۰/۱۱۹/۲ عَلِيٌّ رَفَعَهُ عَنْ صَالِحِ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ أَحْمَرَ عَنْ أَبِي اَلْحَسَنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: قَالَ لِي وَ جَرَى بَيْنِي وَ بَيْنَ رَجُلٍ مِنَ اَلْقَوْمِ كَلاَمٌ فَقَالَ لِي اُرْفُقْ بِهِمْ فَإِنَّ كُفْرَ أَحَدِهِمْ فِي غَضَبِهِ وَ لاَ خَيْرَ فِيمَنْ كَانَ كُفْرُهُ فِي غَضَبِهِ.

(ترجمہ) ہشام بن احمر امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کی ہے، اس کا بیان ہے کہ جماعت کے ایک آدمی اور میرے درمیان گفتگو ہوئی تو امام علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: ان کے ساتھ رفق رکھو ورنہ ان میں سے کوئی اپنے غصے میں کفر کر سکتا ہے اور جس کے غصے میں کفر ہو اس میں کوئی خیر نہیں۔ [2]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے [3] لیکن میرے نزدیک سند مرفوع ہے اور صالح تفسیر قمی کا راوی اور ثقہ ہے اور ہشام امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے مخصوص لوگوں میں سے ہے جسے آپؑ نے امام الرضا علیہ السلام کو خریدنے کے لیے بھیجا تھا۔ (واللہ اعلم)

12/2357 الکافی، ۱/۱۱/۱۲۰/۲ العدۃ عن سهل عَنْ عَلِيِّ بْنِ حَسَّانَ عَنْ مُوسَى بْنِ بَكْرٍ عَنْ أَبِي اَلْحَسَنِ مُوسَى عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: اَلرِّفْقُ نِصْفُ اَلْعَيْشِ.

(ترجمہ) موسیٰ بن بکر سے روایت ہے کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا: رفق نصف روزی ہے۔ [4]

---

[1] مرآۃ العقول: ۹۳۲/۸

[2] مجموعہ ورام: ۲/ ۱۹۰؛ وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۲۷۱؛ بحارالانوار: ۷۲/ ۶۱

[3] مرآۃ العقول: ۸/ ۲۳۰

[4] وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۲۷۰؛ بحارالانوار: ۷۲/ ۶۲؛ مستدرک الوسائل: ۱۱/ ۲۹۲؛ مشکاۃ الانوار: ۱۷۹

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے [1] لیکن میرے نزدیک سند موثق ہے کو سہل ثقہ مگر غیر امامی مشہور ہے اور علی بن حسان اور موسیٰ دونوں ثقہ نہیں البتہ موسیٰ بن بکر بھی امامی نہیں ہے۔ (واللہ اعلم)

13/2358 الکافی، ۱/۱۲/۱۲۰/۲ الأربعة عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: إِنَّ اَللَّهَ رَفِيقٌ يُحِبُّ اَلرِّفْقَ وَ يُعِينُ عَلَيْهِ اَلْحَدِيثَ.

(ترجمہ) امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ رفیق ہے، رفق کو پسند کرتا ہے اور اسی پر مدد کرتا ہے، الحدیث۔ [2]

بیان:

یأتی تمامه فی موضعه

❂ یہ مکمل حدیث اپنے مقام پر آئے گی۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف علی المشہور ہے [3] یا پھر قوی ہے [4] یا پھر سند کا صحیح ہے [5] لیکن میرے نزدیک سند موثق ہے کیونکہ نوفلی اور سکونی دونوں ثقہ ہیں [6] لیکن سکونی غیر امامی مشہور ہے (واللہ اعلم)۔

14/2359 الکافی، ۱/۱۳/۱۲۰/۲ العدة عن البرقی عن عثمان عَنْ عَمْرِو بْنِ شِمْرٍ عَنْ جَابِرٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: لَوْ كَانَ اَلرِّفْقُ خَلْقاً يُرَى مَا كَانَ مِمَّا [من] خَلَقَ اَللَّهُ شَيْءٌ أَحْسَنَ مِنْهُ.

(ترجمہ) امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر رفق کو مخلوق کی طرح دیکھا جائے تو اللہ کی

---

[1] مرآۃ العقول: ۸/ ۲۴۰

[2] المحاسن: ۲/ ۳۶۱؛ من لایحضرہ الفقیہ: ۲/ ۲۸۹ ح ۲۴۸۰؛ الوافی: ۱۲/ ۳۹۴ ح ۱۲۱۶۵؛ مکارم الاخلاق: ۲۶۲؛ وسائل الشیعہ: ۱۱/ ۳۵۱؛ بحارالانوار: ۶۱/ ۲۱۳ و ۲/۷۲/ ۶۲ و ۷۳/۷۲۹

[3] مرآۃ العقول: ۸/ ۲۴۱

[4] روضۃ المتقین: ۳/ ۲۴۹

[5] لوامع صاحبقرانی: ۷/ ۳۹۰

[6] المفید من معجم رجال الحدیث: ۱۸۳ و ۲۳

https://www.shiabookspdf.com

مخلوقات میں سے کوئی چیز اس سے اچھی نہیں ہو سکتی۔[۱]

تحقیق اسناد:

حدیث کی ضعیف ہے[۲] لیکن میرے نزدیک سند حسن ہے کیونکہ عمرو بن شمر تفسیر قمی اور کامل الزیارات کا راوی ہے (واللہ اعلم)

15/2360 الکافی،۲/۱۲۰/۱/۱۵ الأربعة عن أبي عبد الله علیه السّلام قال الفقیه،۲۴۳۴ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ : مَا اِصْطَحَبَ اِثْنَانِ إِلاَّ كَانَ أَعْظَمُهُمَا أَجْراً وَ أَحَبُّهُمَا إِلَى اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ أَرْفَقَهُمَا بِصَاحِبِهِ

(ترجمہ) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دو لوگ ایک دوسرے کے ساتھ نہیں ہوں گے مگر یہ کہ دونوں میں سے زیادہ اجر والا اور دونوں میں سے اللہ کے نزدیک زیادہ محبوب وہ ہوگا جو اپنے ساتھی سے زیادہ رفق والا ہوگا۔[۳]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف علی المشہور ہے[۴] لیکن میرے نزدیک سند موثق ہے اور اس کی تفصیل حدیث ۲۳۵۸ کے تحت گزر چکی ہے۔ (واللہ اعلم)

16/2361 الکافی،۲/۱۲۰/۱/۱۶ القمی عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَسَّانَ عَنِ اَلْحَسَنِ بْنِ اَلْحُسَيْنِ عَنْ فُضَيْلِ بْنِ عُثْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: مَنْ كَانَ رَفِيقاً فِي أَمْرِهِ نَالَ مَا يُرِيدُ مِنَ اَلنَّاسِ

(ترجمہ) فضیل بن عثمان سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپ فرما رہے تھے: جو شخص اپنے معاملے میں رفیق ہے تو وہ لوگوں سے جو چاہتا ہے حاصل کر لیتا ہے۔[۵]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے۔[۶]

---

[۱] وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۲۷۰؛ بحار الانوار: ۷۲/ ۶۳

[۲] مرآۃ العقول: ۸/ ۲۳۲

[۳] الوافی: ۵/ ۵۲۹ ح ۲۵۰۷ و ۱۲/ ۳۸۶ ح ۱۲۱۵۰؛ المحاسن: ۲/ ۳۵۷؛ الکافی: ۲/ ۶۶۹ ح ۳؛ النوادر راوندی: ۴؛ مجموعہ ورام: ۲/ ۱۹۰؛ وسائل الشیعہ: ۱۱/ ۴۱۲ و ۱۲/ ۱۳۳ و ۱۵/ ۲۷۱؛ بحار الانوار: ۷۲/ ۵۴ و ۷۳/ ۲۶۸

[۴] مرآۃ العقول: ۸/ ۲۳۳

[۵] بحار الانوار: ۷۲/ ۶۴؛ وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۲۷۲

[۶] مرآۃ العقول: ۸/ ۲۳۳

۶۶۔ باب التواضع

باب: خدمت کرنا

1/2362 الکافی، ۱/۱/۱۲۱/۲ علی عن أبیه عن الاثنین عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: أَرْسَلَ اَلنَّجَاشِيُّ إِلَى جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَ أَصْحَابِهِ فَدَخَلُوا عَلَيْهِ وَ هُوَ فِي بَيْتٍ لَهُ جَالِسٌ عَلَى اَلتُّرَابِ وَ عَلَيْهِ خُلْقَانُ اَلثِّيَابِ قَالَ فَقَالَ جَعْفَرٌ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَأَشْفَقْنَا مِنْهُ حِينَ رَأَيْنَاهُ عَلَى تِلْكَ اَلْحَالِ فَلَمَّا رَأَى مَا بِنَا وَ تَغَيُّرَ وُجُوهِنَا قَالَ اَلْحَمْدُ لِلَّهِ اَلَّذِي نَصَرَ مُحَمَّداً وَ أَقَرَّ عَيْنَهُ أَ لاَ أُبَشِّرُكُمْ فَقُلْتُ بَلَى أَيُّهَا اَلْمَلِكُ فَقَالَ إِنَّهُ جَاءَنِي اَلسَّاعَةَ مِنْ نَحْوِ أَرْضِكُمْ عَيْنٌ مِنْ عُيُونِي هُنَاكَ فَأَخْبَرَنِي أَنَّ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ قَدْ نَصَرَ نَبِيَّهُ مُحَمَّداً صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ أَهْلَكَ عَدُوَّهُ وَ أُسِرَ فُلاَنٌ وَ فُلاَنٌ وَ فُلاَنٌ اِلْتَقَوْا بِوَادٍ يُقَالُ لَهُ بَدْرٌ كَثِيرِ اَلْأَرَاكِ لَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ حَيْثُ كُنْتُ أَرْعَى لِسَيِّدِي هُنَاكَ وَ هُوَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي ضَمْرَةَ فَقَالَ لَهُ جَعْفَرٌ أَيُّهَا اَلْمَلِكُ فَمَا لِي أَرَاكَ جَالِساً عَلَى اَلتُّرَابِ وَ عَلَيْكَ هَذِهِ اَلْخُلْقَانُ فَقَالَ لَهُ يَا جَعْفَرُ إِنَّا نَجِدُ فِيمَا أَنْزَلَ اَللَّهُ عَلَى عِيسَى عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أَنَّ مِنْ حَقِّ اَللَّهِ عَلَى عِبَادِهِ أَنْ يُحْدِثُوا لَهُ تَوَاضُعاً عِنْدَ مَا يُحْدِثُ لَهُمْ مِنْ نِعْمَةٍ فَلَمَّا أَحْدَثَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ لِي نِعْمَةً بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ أَحْدَثْتُ لِلَّهِ هَذَا اَلتَّوَاضُعَ فَلَمَّا بَلَغَ اَلنَّبِيَّ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ قَالَ لِأَصْحَابِهِ إِنَّ اَلصَّدَقَةَ تَزِيدُ صَاحِبَهَا كَثْرَةً فَتَصَدَّقُوا يَرْحَمْكُمُ اَللَّهُ وَ إِنَّ اَلتَّوَاضُعَ يَزِيدُ صَاحِبَهُ رِفْعَةً فَتَوَاضَعُوا يَرْفَعْكُمُ اَللَّهُ وَ إِنَّ اَلْعَفْوَ يَزِيدُ صَاحِبَهُ عِزّاً فَاعْفُوا يُعِزَّكُمُ اَللَّهُ.

(ترجمہ) امام جعفر صادق علیہ السلام علیہ السلام نے فرمایا: ایک مرتبہ نجاشی (حبشہ کے بادشاہ) نے جعفر بن ابو طالب علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کو اپنے پاس بلایا۔ جب وہ اندر آئے تو بادشاہ کو دو پرانے کپڑے پہنے ہوئے زمین پر بیٹھے ہوئے پایا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا کہ جعفر علیہ السلام نے کہا: جب ہم نے اسے اس حالت میں دیکھا تو ہمارے دل میں اس کے لیے ترس آیا۔ پس جب اس نے ہمارے چہروں سے ہمارے جذبات کو دیکھا تو اس نے کہا: تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں کہ اس نے حضرت محمد کو فتح دلائی اور ان کے دل کو خوش کیا۔ کیا میں تمہیں خوشخبری دوں؟

میں نے کہا: ہاں، اے بادشاہ۔

پھر اس نے کہا: اس وقت میرے مخبر لوگ آپ کی سرزمین سے آئے ہیں اور مجھے خبر دی ہے کہ خدائے بزرگ وبرتر نے اپنے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فتح عطافرمائی ہے اور ان کے دشمنوں کو نیست ونابود کر دیا ہے اور فلاں، فلاں اور فلاں کو گرفتار کرلیا ہے جبکہ وہ بدر نامی سرزمین میں ایک دوسرے سے ملے جس میں اراک (پیلو) کی بہت سی جھاڑیاں ہیں گویا میں اسے دیکھ رہا ہوں جبکہ میں وہاں اپنے آقا کے اونٹ چراتا تھا جو کہ بنی ضمرہ کا ایک شخص تھا۔

جعفر علیہ السلام نے اس سے کہا: اے بادشاہ! میں دیکھ رہا ہوں کی آپ زمین پر بیٹھے ہیں جبکہ دو کپڑے کے ٹکڑے اوپر کیے ہوئے ہیں؟

اس نے کہا: اے جعفر علیہ السلام! جو خدا نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل کیا ہے، ہم اس میں پاتے ہیں کہ یہ بات بندوں پر اللہ کے حق میں سے ہے کہ جب وہ ان پر کوئی انعام کرے تو یہ عاجزی کا مظاہرہ کریں۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمدؐ کو فتح دے کر مجھ پر احسان کیا ہے لہذا میں عاجزی کا اظہار کر رہا ہوں۔

جب یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچائی گئی تو آپؐ نے اپنے صحابہ سے فرمایا: صدقہ اسے دینے والے کے لیے بہت زیادہ اضافہ کرتا ہے پس صدقہ دیا کرو، عاجزی انسان کا مقام بلند کرتی ہے پس عاجزی اختیار کرو، اللہ تعالیٰ تمہارے درجات بلند فرمائے گا اور معاف کرنے سے انسان کی عزت بڑھ جاتی ہے پس معاف کیا کرو، اللہ تمہیں عزت دے گا۔[1]

بیان:

العین الجاسوس لکأنی أنظر إلیه إما من کلام النجاشی أو حکایة کلام العین

۞ ''العین'' جاسوس۔ ''لکانی انظر الیه'' گویا کہ میں اس کی طرف دیکھ رہا ہوں۔ یا تو یہ نجاشی کی گفتگو کا حصہ ہے یا پھر جاسوس کی گفتگو کی حکایت ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے[2] لیکن میرے نزدیک سند موثق ہے کیونکہ مسعدہ ثقہ اور تفسیر قمی کا راوی ہے[3] البتہ

---

[1] بحارالانوار: ۲۷/۱۲۳؛ السیرۃ النبویہ بنظر اھل البیتؑ: کورانی: ۲/۵۳۲؛ بحر المعارف ہمدانی: ۱/۶۰۰؛ مسند الامام الصادقؑ: ۵/۲۳۵

[2] مرآۃ العقول: ۸/۲۳۶

[3] المفید من معجم رجال الحدیث: ۶۰۱

غیر امامی ہے (واللہ اعلم)

2/2363 الکافی، ۱/۲/۱۲۲/۲ الثلاثة عن ابن عمّار عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ: إِنَّ فِي اَلسَّمَاءِ مَلَكَيْنِ مُوَكَّلَيْنِ بِالْعِبَادِ فَمَنْ تَوَاضَعَ لِلَّهِ رَفَعَاهُ وَمَنْ تَكَبَّرَ وَضَعَاهُ.

(ترجمہ) ابن عمار سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ فرما رہے تھے: بے شک آسمان میں بندوں پر دو فرشتے موکل ہیں پس جو بندہ اللہ کے لیے تواضع کرتا ہے تو وہ دونوں اسے بلند کرتے ہیں اور جو تکبر کرتا ہے وہ اسے پست کرتے ہیں۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند حسن کالصحیح ہے [2] لیکن میرے نزدیک سند صحیح ہے۔ (واللہ اعلم)

3/2364 الکافی، ۱/۳/۱۲۲/۲ الثلاثة عن البجلی عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: أَفْطَرَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ عَشِيَّةَ خَمِيسٍ فِي مَسْجِدِ قُبَا فَقَالَ هَلْ مِنْ شَرَابٍ فَأَتَاهُ أَوْسُ بْنُ خَوَلِيٍّ اَلْأَنْصَارِيُّ بِعُسٍّ مَخِيضٍ بِعَسَلٍ فَلَمَّا وَضَعَهُ عَلَى فِيهِ نَحَّاهُ ثُمَّ قَالَ شَرَابَانِ يُكْتَفَى بِأَحَدِهِمَا مِنْ صَاحِبِهِ لاَ أَشْرَبُهُ وَلاَ أُحَرِّمُهُ وَلَكِنْ أَتَوَاضَعُ لِلَّهِ فَإِنَّ مَنْ تَوَاضَعَ لِلَّهِ رَفَعَهُ اَللَّهُ وَمَنْ تَكَبَّرَ خَفَضَهُ اَللَّهُ وَمَنِ اِقْتَصَدَ فِي مَعِيشَتِهِ رَزَقَهُ اَللَّهُ وَمَنْ بَذَّرَ حَرَمَهُ اَللَّهُ وَمَنْ أَكْثَرَ ذِكْرَ اَلْمَوْتِ أَحَبَّهُ اَللَّهُ.

(ترجمہ) البجلی سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خمیس کی شام کو مسجد قبا میں روزہ افطار کیا اور فرمایا: آیا پینے کے لیے کچھ ہے؟ پس اوس بن خولی انصاری ایک بڑا سا پیالہ لے کر آیا جس میں شہد ملا پانی تھا۔ چنانچہ آپؐ نے جیسے ہی اسے منہ سے لگایا تو دور کر دیا اور فرمایا: یہ تو دو مشروب ہیں جن میں سے صرف ایک پر اکتفا کی جا سکتی ہے۔ میں نہ اسے پیتا ہوں اور نہ ہی حرام قرار دیتا ہوں لیکن میں محض اللہ کے لیے تواضع کرتا ہوں کیونکہ جو تواضع کرتا ہے اللہ اسے بلند کرتا ہے اور جو تکبر کرتا ہے اللہ اسے پست کرتا ہے اور جو شخص اپنی معاش میں میانہ روی اختیار کرتا ہے اللہ اسے رزق دیتا ہے اور جو فضول خرچی کرتا ہے اللہ اسے محروم کرتا ہے اور جو موت کو زیادہ یاد کرتا ہے اللہ اسے دوست رکھتا ہے۔ [3]

---

[1] بحار الانوار: ۵۶/۱۹۱ و ۲/۷۲/۱۲۳؛ عوالم العلوم: ۲۰/۲۹/۷؛ وسائل الشیعہ ۱۵/۲۷۲؛ مشکاۃ الانوار: ۲۲۷؛ الزھد: ۶۲؛ مستدرک الوسائل: ۱۱/۲۹۶

[2] مرآۃ العقول: ۸/۲۳۶

[3] وسائل الشیعہ: ۱۵/۲۷۷ و ۲۵/۲۷۳؛ بحار الانوار: ۱۶/۲۶۵ و ۷۲/۱۲۶

https://www.shiabookspdf.com

بیان:

العس بالضم القدح

۞ ''العس''ضمہ کے ساتھ یعنی اعتراض کرتا ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند حسن کالصحیح ہے[1] لیکن میرے نزدیک سند صحیح ہے (واللہ اعلم)

4/2365 الکافی،۲/۱۲۲/۱/۴ الاثنان عن الوشاء عن داود الحمار عن أبي عبد الله علیه السّلام: مثله قال و قال من أكثر ذكر الله أظله الله في جنته.

(ترجمہ) داؤد الحمار نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اسی طرح کی حدیث روایت کی ہے، اس کا بیان ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جو شخص اللہ کا ذکر کثرت سے کرتا ہے، اللہ اسے اپنی جنت میں سایہ فراہم کرے گا۔[2]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف علی المشہور ہے[3] لیکن میرے نزدیک سند حسن ہے کیونکہ معلی بن محمد ثقہ جلیل ثابت ہے۔ (واللہ اعلم)

5/2366 الکافی،۲/۱۲۲/۱/۵ العدۃ عن البرقي عن ابن فضال عن العلاء عن محمد قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَذْكُرُ: أَنَّهُ أَتَى رَسُولَ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ مَلَكٌ فَقَالَ إِنَّ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ يُخَيِّرُكَ أَنْ تَكُونَ عَبْداً رَسُولاً مُتَوَاضِعاً أَوْ مَلِكاً رَسُولاً قَالَ فَنَظَرَ إِلَى جَبْرَئِيلَ وَ أَوْمَأَ بِيَدِهِ أَنْ تَوَاضَعْ فَقَالَ عَبْداً مُتَوَاضِعاً رَسُولاً فَقَالَ اَلرَّسُولُ مَعَ أَنَّهُ لاَ يَنْقُصُكَ مِمَّا عِنْدَ رَبِّكَ شَيْئاً قَالَ وَ مَعَهُ مَفَاتِيحُ خَزَائِنِ اَلْأَرْضِ.

محمد سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا، آپؑ فرما رہے تھے: ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک فرشتہ آیا اور عرض کیا: اللہ آپؐ کو اختیار دیتا ہے کہ چاہیں تو بندہ متواضع (اور) رسول بنیں اور چاہیں تو بادشاہ رسول بنیں؟

آپؑ نے فرمایا: پس آنحضرتؐ نے جبرئیل علیہ السلام کی طرف نظر اٹھائی تو انہوں نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ تواضع

---

[1] مراۃ العقول:۸/۲۴۷

[2] الکافی:۲/۵۰۰ح۵؛ وسائل الشیعہ:۷/۱۵۶؛ تفسیر البرہان:۴/۵۷۴؛ تفسیر نور الثقلین:۴/۲۸۶؛ تفسیر کنز الدقائق:۱۰/۴۰۲

[3] مراۃ العقول:۸/۲۴۷

اختیار کریں۔

پس آپؐ نے فرمایا: میں بندہ عاجز (اور) رسول بننا پسند کروں گا اور اس پیغام رساں نے یہ بھی کہا تھا کہ ایسا بننے سے آپؐ کے لیے اللہ کے ہاں کسی چیز کی کمی نہیں ہوگی۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: اور اس ایلچی (فرشتہ) کے پاس تمام زمین کی کنجیاں موجود تھیں۔ [۱]

بیان:

فنظر إلى جبرئيل كأنه يستشيره و هذه الجملة و ما بعدها معترضة فقال الرسول يعني الملك

پس اس نے جبرئیل علیہ السلام کی طرف دیکھا گویا کہ اس نے اس کی طرف اشارہ کیا اور یہ جملہ اور جو اس کے بعد ہے وہ جملہ معترضہ ہے۔ "فقال الرسول" رسول نے کہا یعنی بادشاہ نے کہا۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند موثق کالصحیح ہے [۲]

6/2367 الكافي،۲/۱۲۳/۷/۱ الثلاثة عَنْ عَلِيِّ بْنِ يَقْطِينٍ عَمَّنْ رَوَاهُ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: أَوْحَى اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ إِلَى مُوسَى عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أَنْ يَا مُوسَى أَ تَدْرِي لِمَ اِصْطَفَيْتُكَ بِكَلاَمِي دُونَ خَلْقِي قَالَ يَا رَبِّ وَ لِمَ ذَاكَ قَالَ فَأَوْحَى اَللَّهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى إِلَيْهِ أَنْ يَا مُوسَى إِنِّي قَلَّبْتُ عِبَادِي ظَهْراً لِبَطْنٍ فَلَمْ أَجِدْ فِيهِمْ أَحَداً أَذَلَّ لِي نَفْساً مِنْكَ يَا مُوسَى إِنَّكَ إِذَا صَلَّيْتَ وَضَعْتَ خَدَّكَ عَلَى اَلتُّرَابِ أَوْ قَالَ عَلَى اَلْأَرْضِ.

(ترجمہ) امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اللہ نے حضرت موسیٰ بن عمران کو وحی فرمائی: کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں نے اپنی تمام مخلوق کو چھوڑ کر تمہیں اپنی ہمکلامی کے لیے کیوں منتخب کیا ہے؟

انہوں نے عرض کیا: یا اللہ تو ہی بتا کہ مجھے کیوں منتخب کیا ہے؟

اللہ نے وحی فرمائی: اے موسیٰ! میں نے اپنے تمام بندوں کو الٹ پلٹ کر دیکھا مگر میں نے تم سے بڑھ کر کسی کو اپنے لیے نفس کو ذلیل کرتے ہوئے نہیں دیکھا! اے موسیٰ! تم جب نماز پڑھتے ہو تو تم اپنے رخساروں کو خاک پر رکھتے ہو، یا فرمایا: زمین پر رکھتے ہو۔ [۳]

---

[۱] وسائل الشیعہ:۱۵/ ۲۷۳؛ بحارالانوار:۱۶/ ۲۶۵و۷۲/ ۱۲۸

[۲] مراۃ العقول:۸/ ۲۲۸

[۳] من لا یحضرہ الفقیہ:۱/ ۳۳۲ح ۹۷۵؛ الوافی:۸/ ۸۱۹ح ۷۱۹۰؛ علل الشرائع:۱/ ۵۶؛ مکارم الاخلاق:۲۸۶؛ مجموعہ ورام:۲/ ۱۹۱؛ تفسیر الصافی:۲/ ۲۳۶؛ وسائل الشیعہ:۷/ ۱۰؛ کلیات حدیث قدسی:۹۲؛ بحارالانوار:۱۳/ ۸و۷۲/ ۱۲۹و۸۳/ ۱۹۹؛ قصص الانبیاء جزائری:۲۱۷؛ تفسیر نورالثقلین:۲/ ۶۷

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مرسل ہے [1] لیکن جو سند علل الشرائع میں ہے وہ صحیح ہے [2]

7/2368 الکافی،۲/۱۲۳/۱/۸ الثلاثة عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: مَرَّ عَلِيُّ بْنُ اَلْحُسَيْنِ صَلَوَاتُ اَللَّهِ عَلَيْهِ عَلَى اَلْمُجَذَّمِينَ وَ هُوَ رَاكِبٌ حِمَارَهُ وَ هُمْ يَتَغَدَّوْنَ فَدَعَوْهُ إِلَى اَلْغَدَاءِ فَقَالَ أَمَا إِنِّي لَوْ لاَ أَنِّي صَائِمٌ لَفَعَلْتُ فَلَمَّا صَارَ إِلَى مَنْزِلِهِ أَمَرَ بِطَعَامٍ فَصُنِعَ وَ أَمَرَ أَنْ يَتَنَوَّقُوا فِيهِ ثُمَّ دَعَاهُمْ فَتَغَدَّوْا عِنْدَهُ وَ تَغَدَّى مَعَهُمْ۔

(ترجمہ) ہشام بن سالم سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق نے فرمایا: امام زین العابدین علیہ السلام ایک بار اپنے گدھے پر سوار ہو کر چند کوڑھی آدمیوں کے پاس سے گزرے جبکہ وہ دوپہر کا کھانا کھا رہے تھے۔ پس انہوں نے آپؑ کو روٹی کھانے کی دعوت دی تو آپؑ نے فرمایا: اگر میں روزہ سے نہ ہوتا تو ضرور کھاتا۔ پھر جب گھر پہنچے تو کھانا تیار کرنے کا حکم دیا پس وہ تیار کیا گیا۔ نیز حکم دیا کہ اس میں بڑی احتیاط کریں۔ پھر ان (کوڑھیوں) کو بلایا اور ان کو اپنے ہاں کھانا کھلایا اور خود بھی ان کے ہمراہ بیٹھ کر کھایا۔ [3]

بیان:

المجذم بفتح الذال المجذوم و التنوق في الطعام تجويده

"المجذم" ذال کی فتح کے ساتھ اور اس کا معنی مجذوم ہے۔ "التنوق" یہ کھانے کے بارے میں کہا جاتا ہے یعنی اس کو خوبصورت بنانا۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند حسن کالصحیح ہے [4] لیکن میرے نزدیک سند صحیح ہے۔ (واللہ اعلم)

8/2369 الکافی،۸/۲۳۰/۲۹۶ العدة عن أحمد عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ اَلصَّلْتِ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ بَلْخَ قَالَ: كُنْتُ مَعَ اَلرِّضَا عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فِي سَفَرِهِ إِلَى خُرَاسَانَ فَدَعَا يَوْماً بِمَائِدَةٍ لَهُ فَجَمَعَ عَلَيْهَا مَوَالِيَهُ مِنَ اَلسُّودَانِ وَ غَيْرِهِمْ فَقُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ لَوْ عَزَلْتَ لِهَؤُلاَءِ مَائِدَةً فَقَالَ مَهْ إِنَّ

---

[1] مراۃ العقول: ۸/ ۲۵۰

[2] لوامع صاحبقرانی: ۴/ ۱۹۰

[3] مجموعہ ورام: ۲/ ۱۹۱؛ وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۲۷۷؛ بحار الانوار: ۴۶/ ۵۵ و ۷۲/ ۱۳۰؛ عوالم العلوم: ۱۸/ ۱۲۲

[4] مراۃ العقول: ۸/ ۲۵۱

اَلرَّبَّ تَبَارَكَ وَتَعَالَى وَاحِدٌ وَالْأُمَّ وَاحِدَةٌ وَالْأَبَ وَاحِدٌ وَالْجَزَاءُ بِالْأَعْمَالِ۔

(ترجمہ) بلخ کے ایک آدمی سے روایت ہے کہ میں خراسان کے سفر میں امام رضا علیہ السلام کے ساتھ تھا۔ ایک دن آپؑ نے اپنے لیے ایک دسترخوان منگوایا اور سوڈان سے آپؑ کے موالی اور دوسرے لوگ اس پر جمع ہو گئے۔
میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہوں! اگر آپ ان لوگوں کو دسترخوان سے الگ کر دیں تو؟
آپؑ نے فرمایا: خاموش! رب تعالیٰ ایک ہے اور ماں بھی ایک ہے اور باپ بھی ایک ہے البتہ جزا اعمال پر ہے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے [2]

9/2370 الکافی، ۱/۹/۱۲۳/۲ العدة عن البرقی عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عِيسَى عَنْ هَارُونَ بْنِ خَارِجَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ مِنَ اَلتَّوَاضُعِ أَنْ يَجْلِسَ اَلرَّجُلُ دُونَ شَرَفِهِ۔

(ترجمہ) ہارون بن خارجہ سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: یہ چیز تواضع میں سے ہے کہ آدمی اپنے شرف سے پست جگہ پر بیٹھ جائے۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند موثق ہے [4] لیکن میرے نزدیک سند حسن ہے اور سب راوی امامی ہیں۔ (واللہ اعلم)

10/2371 الکافی، ۱/۶/۱۲۲/۲ الأربعة عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: مِنَ اَلتَّوَاضُعِ أَنْ تَرْضَى بِالْمَجْلِسِ دُونَ اَلْمَجْلِسِ وَأَنْ تُسَلِّمَ عَلَى مَنْ تَلْقَى وَأَنْ تَتْرُكَ اَلْمِرَاءَ وَإِنْ كُنْتَ مُحِقّاً وَأَنْ لاَ تُحِبَّ أَنْ تُحْمَدَ عَلَى اَلتَّقْوَى۔

(ترجمہ) امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: یہ چیز تواضع میں سے ہے کہ تو اپنے مقام سے پست جگہ پر بیٹھنے پر راضی ہو جا اور جو شخص ملے اس پر سلام کر اور جھگڑے کو ترک کر چاہے تو حق پر ہو اور اپنے تقویٰ پر تعریف کو پسند نہ کر۔ [5]

---

[1] بحارالانوار: ۴۹/ ۱۰۱؛ عوالم العلوم: ۲۲/ ۲۰۲

[2] مرآة العقول: ۲۶/ ۱۶۵

[3] وسائل الشیعہ: ۱۲/ ۱۰۸؛ بحارالانوار: ۷۲/ ۱۳۱؛ مسند الامام الصادق: ۵/ ۲۴۷

[4] مرآة العقول: ۸/ ۲۵۲

[5] معانی الاخبار: ۳۸۱؛ الجعفریات: ۱۴۹؛ مشکاة الانوار: ۲۲۴؛ مجموعہ ورام: ۲/ ۱۹۱؛ وسائل الشیعہ: ۱۲/ ۱۰۸؛ بحارالانوار: ۷۲/ ۱۲۹

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف علی المشہور ہے [1] لیکن میرے نزدیک سند موثق ہے کیونکہ نوفلی اور سکونی دونوں ثقہ ہیں [2] البتہ سکونی غیر امامی مشہور ہے (واللہ اعلم)۔

11/2372 الکافی،۲/۱۲۳/۱۰/۱ العدۃ عن البرقی عَنِ اِبْنِ فَضَّالٍ وَ مُحَسِّنِ بْنِ أَحْمَدَ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَعْقُوبَ قَالَ: نَظَرَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ إِلَى رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ اَلْمَدِينَةِ قَدِ اِشْتَرَى لِعِيَالِهِ شَيْئاً وَ هُوَ يَحْمِلُهُ فَلَمَّا رَآهُ اَلرَّجُلُ اِسْتَحْيَا مِنْهُ فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ اِشْتَرَيْتَهُ لِعِيَالِكَ وَ حَمَلْتَهُ إِلَيْهِمْ أَمَا وَ اَللَّهِ لَوْ لاَ أَهْلُ اَلْمَدِينَةِ لَأَحْبَبْتُ أَنْ أَشْتَرِيَ لِعِيَالِيَ اَلشَّيْءَ ثُمَّ أَحْمِلَهُ إِلَيْهِمْ.

(ترجمہ) یونس بن یعقوب سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے مدینہ کے ایک شخص کو دیکھا جس اپنے اہل وعیال کے لیے کچھ سامان خریدا اور اسے خود اٹھا کر لے جا رہا تھا۔ پس جب اس نے امام علیہ السلام کو دیکھا تو اسے شرم محسوس ہوئی۔ آپؑ نے اس سے فرمایا: تو نے یہ سامان اپنے اہل وعیال کے لیے خریدا اور انہی کے لیے اٹھا کر لے جا رہا ہے۔ اللہ کی قسم! اگر یہ مدینہ کے لوگ نہ ہوتے تو میں بھی پسند کرتا ہوں کہ میں اپنے اہل وعیال کے کوئی چیز خریدوں اور خود اٹھا کر ان کی طرف لے جاؤں۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند موثق ہے [4] لیکن میرے نزدیک سند موثق کالصحیح بلکہ موثق حسن ہے کیونکہ ابن فضال کا فطحی مذہب سے رجوع بھی مشہور ہے (واللہ اعلم)۔

12/2373 الکافی،۲/۱۲۳/۱۱/۱ عَنْهُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ اَلْقَاسِمِ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي اَلْمِقْدَامِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: فِيمَا أَوْحَى اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ إِلَى دَاوُدَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَا دَاوُدُ كَمَا أَنَّ أَقْرَبَ اَلنَّاسِ مِنَ اَللَّهِ اَلْمُتَوَاضِعُونَ كَذَلِكَ أَبْعَدُ اَلنَّاسِ مِنَ اَللَّهِ اَلْمُتَكَبِّرُونَ.

(ترجمہ) عمرو بن ابو المقدام سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: منجملہ ان وصیتوں کے جو اللہ نے حضرت

---

[1] مراۃ العقول: ۸/ ۲۴۹

[2] حدیث نمبر ۲۳۵۸ کی طرف رجوع کیجیے۔

[3] وسائل الشیعہ: ۵/ ۱۲؛ بحار الانوار: ۷۲/ ۱۳۲

[4] مراۃ العقول: ۸/ ۲۵۲

https://www.shiabookspdf.com

داؤد علیہ السلام کو کہیں، ایک یہ تھی: اے داود! جس طرح اللہ کے تمام بندوں میں سے اس کے زیادہ مقرب تواضع کرنے والے لوگ ہیں، اسی طرح سب لوگوں میں سے اس سے زیادہ دور وہ لوگ ہیں جو تکبر کرنے والے ہیں۔[1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے[2] لیکن میرے نزدیک سند موثق ہے کیونکہ عبداللہ بن قاسم کامل الزیارات کا راوی ہے البتہ غیر امامی ہے اور عمرو بھی ثقہ ہے (واللہ اعلم)

13/2374 الکافی، ۱/۱۲/۱۲۴/۲ عَنْهُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ ٱلْحَكَمِ رَفَعَهُ عن أَبِي بَصِيرٍ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى أَبِي ٱلْحَسَنِ مُوسَى عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ فِي ٱلسَّنَةِ ٱلَّتِي قُبِضَ فِيهَا أَبُو عَبْدِ ٱللَّهِ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ فَقُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ مَا لَكَ ذَبَحْتَ كَبْشاً وَ نَحَرَ فُلاَنٌ بَدَنَةً فَقَالَ يَا أَبَا مُحَمَّدٍ إِنَّ نُوحاً عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ كَانَ فِي ٱلسَّفِينَةِ وَ كَانَ فِيهَا مَا شَاءَ ٱللَّهُ وَ كَانَتِ ٱلسَّفِينَةُ مَأْمُورَةً فَطَافَتْ بِالْبَيْتِ وَ هُوَ طَوَافُ ٱلنِّسَاءِ وَ خَلَّى سَبِيلَهَا نُوحٌ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ فَأَوْحَى ٱللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ إِلَى ٱلْجِبَالِ أَنِّي وَاضِعٌ سَفِينَةَ نُوحٍ عَبْدِي عَلَى جَبَلٍ مِنْكُنَّ فَتَطَاوَلَتْ وَ شَمَخَتْ وَ تَوَاضَعَ ٱلْجُودِيُّ وَ هُوَ جَبَلٌ عِنْدَكُمْ فَضَرَبَتِ ٱلسَّفِينَةُ بِجُؤْجُؤِهَا ٱلْجَبَلَ قَالَ فَقَالَ نُوحٌ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ عِنْدَ ذَلِكَ يَا مَارِي أَتْقِنْ وَ هُوَ بِالسُّرْيَانِيَّةِ يَا رَبِّ أَصْلِحْ قَالَ فَظَنَنْتُ أَنَّ أَبَا ٱلْحَسَنِ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ عَرَّضَ بِنَفْسِهِ.

(ترجمہ) ابو بصیر سے روایت ہے کہ جس سال امام جعفر صادق علیہ السلام کا انتقال ہونے والا تھا، میں مقام منیٰ میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہوں! آپؑ کے ساتھ کیا ہوا کہ آپؑ نے (قربانی میں) مینڈھا ذبح کیا اور فلاں نے اونٹ نحر کیا؟

آپؑ نے فرمایا: اے ابو محمد! حضرت نوح علیہ السلام کشتی میں تھے اور وہ بھی اس میں تھا جو اللہ نے چاہا اور کشتی مامورہ تھی۔ پس اس نے بیت اللہ کا طواف کیا اور وہ طواف نسا تھا اور حضرت نوح علیہ السلام نے اسے چھوڑ دیا تو اللہ نے پہاڑوں پر وحی کی: میں نے اپنے بندے نوح کی کشتی کو پہاڑوں میں سے کسی ایک پر اترنے کی اجازت دینے کا

---

[1] وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۲۷۷؛ کلیات حدیث قدسی: ۱۶۷؛ بحار الانوار: ۱۴/ ۳۹ و ۷۲/ ۱۳۲

[2] مرآۃ العقول: ۸/ ۲۵۲

https://www.shiabookspdf.com

فیصلہ کیا ہے۔پس ان سب نے خود کو اونچا کر لیا اور بڑھا لیا مگر کوہ جودی نے عاجزی کی اور وہ تمہارے قریب ایک پہاڑ ہے۔پس کشتی نے اپنے سینے کو جودی پہاڑ سے لگا دیا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: حضرت نوح علیہ السلام نے سریانی زبان میں کہا: یَا مَارِي أُتْقِنْ ۔یعنی پروردگا! اصلح فرما۔

راوی کا بیان ہے: میرا گمان یہ ہے کہ امام علیہ السلام نے اسے اپنی ذات کے لیے پیش کیا۔ [1]

بیان:

شمخت أي ترفعت و علت و الجؤجؤ كهدهد الصدر عرض بنفسه يعني أراد بهذه الحكاية أن يتبين أنه إنما تواضع بذبح الشاة دون أن ينحر البدنة ليجبر الله تواضعه ذاك بالرفعة في قدره في الدنيا و الآخرة

"شمخت" یعنی رفعت ہونا اور بلند ہونا "والجوجو" جیسے ھدھد، اس کا معنی سینہ ہے۔"عرّض بنفسه" یعنی اس نے اس حکایت کا ارادہ کیا کہ وہ بیان کرتا ہے کہ اس نے بکری کو ذبح کر کے تواضع اختیار کی بغیر اس کے کہ وہ اونٹ کو نحر کرے تا کہ اللہ تعالیٰ اس کی اس کے ذریعہ اختیار کرنے اجر دے دینا اور آخرت میں بلند درجہ کے ساتھ۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مرفوع ہے [2]

14/2375 الكافي،۱/۱۳/۱۲۴/۲ عنه عن عدة من أصحابنا [أصحابه] عن ابن أسباط عَنِ اَلْحَسَنِ بْنِ اَلْجَهْمِ عَنْ أَبِي اَلْحَسَنِ اَلرِّضَا عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ: اَلتَّوَاضُعُ أَنْ تُعْطِيَ اَلنَّاسَ مَا تُحِبُّ أَنْ تُعْطَاهُ

(ترجمہ) حسن بن جہم سے روایت ہے کہ امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا: تواضع یہ ہے کہ تو لوگوں کو وہ عطا کر جسے تو چاہتا ہے کہ کوئی تجھے عطا کرے۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مرسل کالموثق ہے [4]

---

[1] بحارالانوار:۴۸/۱۱۵و۲۴۷/۱۳۲؛ تفسیر نورالثقلین:۲/۳۶۶؛ تفسیر کنزالدقائق:۶/۱۷۶؛ عوالم العلوم:۲۱/۱۹۹و۳۱۷

[2] مرآۃالعقول:۸/۲۵۵

[3] وسائل الشیعہ:۱۵/۲۷۳؛ بحارالانوار:۷۲/۱۳۵؛ تفسیر نورالثقلین:۴/۵۸؛ تفسیر کنزالدقائق:۹/۴۸۶

[4] مرآۃالعقول:۸/۲۵۶

15/2376 الکافی ،۲/۱۲۴/۱۳/۱ وَ فِي حَدِيثٍ آخَرَ: قَالَ قُلْتُ مَا حَدُّ اَلتَّوَاضُعِ اَلَّذِي إِذَا فَعَلَهُ اَلْعَبْدُ كَانَ مُتَوَاضِعاً فَقَالَ اَلتَّوَاضُعُ دَرَجَاتٌ مِنْهَا أَنْ يَعْرِفَ اَلْمَرْءُ قَدْرَ نَفْسِهِ فَيُنْزِلَهَا مَنْزِلَتَهَا بِقَلْبٍ سَلِيمٍ لاَ يُحِبُّ أَنْ يَأْتِيَ إِلَى أَحَدٍ إِلاَّ مِثْلَ مَا يُؤْتَى إِلَيْهِ إِنْ رَأَى سَيِّئَةً دَرَأَهَا بِالْحَسَنَةِ كَاظِمُ اَلْغَيْظِ عَافٍ عَنِ اَلنَّاسِ (وَ اَللَّهُ يُحِبُّ اَلْمُحْسِنِينَ) .

(ترجمہ) دوسری خبر میں ہے: راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا: تواضع کی حد کیا ہے کہ جس کے کرنے پر بندہ تواضع کرنے والا بن جاتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: تواضع کے کچھ درجات ہیں، ان میں ایک یہ ہے کہ آدمی اپنے آپ کی قدر کو پہچانتا ہو پس اسے اس مقام پر فائز کرے جس کا وہ قلب سلیم کے ساتھ مستحق ہے اور یہ بات پسند کرے کہ دوسروں کو وہی ملے جس کو وہ اپنے لیے چاہتا ہے، اگر کسی سے برائی دیکھے تو اس کا بدلہ نیکی سے دے، غصے کا پینے والا ہو، لوگوں کو معاف کرنے والا ہے اور اللہ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مرسل ہے۔ [2]

۶۷۔ باب الانصاف والمواساۃ والعدل

باب: انصاف، مساوات اور عدل

1/2377 الکافی ،۲/۱۴۴/۱/۱ محمد عن ابن عیسی عن علی بن الحکم عن الحسن بن حمزۃ عن جدہ عن اَلثُّمَالِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَلْحُسَيْنِ صَلَوَاتُ اَللَّهِ عَلَيْهِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ يَقُولُ فِي آخِرِ خُطْبَتِهِ: طُوبَى لِمَنْ طَابَ خُلُقُهُ وَ طَهُرَتْ سَجِيَّتُهُ وَ صَلَحَتْ سَرِيرَتُهُ وَ حَسُنَتْ عَلاَنِيَتُهُ وَ أَنْفَقَ اَلْفَضْلَ مِنْ مَالِهِ وَ أَمْسَكَ اَلْفَضْلَ مِنْ قَوْلِهِ وَ أَنْصَفَ اَلنَّاسَ مِنْ نَفْسِهِ.

(ترجمہ) ثمالی سے روایت ہے کہ امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے خطبہ کے آخر میں فرمایا کرتے تھے: طوبیٰ ہے اس شخص کے لیے جس کا اخلاق پاکیزہ ہو، طبیعت پاکیزہ ہو، اندر درست ہو، ظاہر خوشنما

[1] بحار الانوار: ۷۲/۱۳۵؛ تفسیر نور الثقلین: ۴/۵۸؛ تفسیر کنز الدقائق: ۹/۴۸۶

[2] مراۃ العقول: ۸/۲۵۶

ہو، اپنی ضروریات سے زائد مال خرچ کرے، زیادہ کلام کو روکے اور اپنی ذات سے لوگوں کے ساتھ انصاف کرے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے۔ [2]

2/2378 الکافی، ۲/۱۴۴/۲/۱ عَنْهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: مَنْ يَضْمَنُ لِي أَرْبَعَةً بِأَرْبَعَةِ أَبْيَاتٍ فِي اَلْجَنَّةِ أَنْفِقْ وَ لاَ تَخَفْ فَقْراً وَ أَفْشِ اَلسَّلاَمَ فِي اَلْعَالَمِ وَ اُتْرُكِ اَلْمِرَاءَ وَإِنْ كُنْتَ مُحِقّاً وَ أَنْصِفِ اَلنَّاسَ مِنْ نَفْسِكَ۔

(ترجمہ) ابن وہب سے روایت ہے امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: کون ہے جو مجھے چار چیزوں کی ضمانت دے تو میں اسے جنت میں چار گھروں کی ضمانت دوں؟ خرچ کر اور فقر سے نہ ڈر، دنیا میں سلام کو عام کر اگرچہ تو حق پر بھی ہوتا ہم لوگوں سے جھگڑا نہ کر اور اپنے بارے میں لوگوں سے انصاف کر۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف علی المشہور ہے [4] لیکن میرے نزدیک سند حسن ہے کیونکہ محمد بن سنان ثقہ ثابت ہے۔ (واللہ اعلم)

3/2379 الکافی، ۲/۱۴۴/۴/۱ العدة عن البرقی عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدٍ اَلثَّقَفِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَلْمُعَلَّى عَنْ يَحْيَى بْنِ أَحْمَدَ عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ اَلْمِيثَمِيِّ عَنْ رُومِيِّ بْنِ زُرَارَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فِي كَلاَمٍ لَهُ: أَلاَ إِنَّهُ مَنْ يُنْصِفِ اَلنَّاسَ مِنْ نَفْسِهِ لَمْ يَزِدْهُ اَللَّهُ إِلاَّ عِزّاً۔

(ترجمہ) زرارہ سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: امیر المومنین علیہ السلام نے ایک کلام کے ضمن میں فرمایا: جو شخص

---

[1] الاختصاص: ۲۲۸؛ اعلام الدین: ۱۱۹؛ وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۲۸۶؛ بحار الانوار: ۶۶/ ۴۰۰ و ۶۷/ ۲۹؛ مستدرک الوسائل: ۱۱/ ۱۷۸ و ۳۰۹

[2] مراۃ العقول: ۸/ ۳۳۰

[3] الکافی: ۴/ ۴۴ح ۱۰؛ الوافی: ۱۰/ ۳۸۹ح ۹۹۵۲؛ من لا یحضرہ الفقیہ: ۲/ ۶۲ح ۱۷۱۱؛ المحاسن: ۱/ ۸؛ الزھد: ۴؛ الخصال: ۱/ ۲۲۳؛ وسائل الشیعہ: ۹/ ۱۸ و ۱۲/ ۶۱ و ۱۵/ ۲۸۳ و ۲۱/ ۵۳۹؛ بحار الانوار: ۲/ ۱۲۸ و ۶۶/ ۳۹۰ و ۷۲/ ۳۰ و ۷۳/ ۴ و ۹۳/ ۱۲۰؛ تفسیر نور الثقلین: ۴/ ۳۴۰؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۰/ ۵۱۳

[4] مراۃ العقول: ۸/ ۳۳۱

اپنی ذات سے لوگوں کے ساتھ انصاف کرے اللہ اس کی عزت میں اضافہ کرتا ہے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے [2]

4/2380 الکافی، ۱/۶/۱۴۵/۲ عَنْهُ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ٱلنَّضْرِ عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ عَنْ زُرَارَةَ عَنِ ٱلْحَسَنِ ٱلْبَزَّازِ عَنْ أَبِي عَبْدِ ٱللَّهِ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ قَالَ فِي حَدِيثٍ لَهُ: أَلاَ أُخْبِرُكُمْ بِأَشَدِّ مَا فَرَضَ ٱللَّهُ عَلَى خَلْقِهِ فَذَكَرَ ثَلاَثَةَ أَشْيَاءَ أَوَّلُهَا إِنْصَافُ ٱلنَّاسِ مِنْ نَفْسِكَ.

(ترجمہ) حسن البزاز سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: کیا میں تمہیں خبر دوں کہ اللہ نے اپنی مخلوق پر سب سے شدید کیا فرض کیا ہے؟ پس آپؑ نے تین چیزوں کا تذکرہ کیا جن میں سے پہلی اپنی جان کے خلاف لوگوں کے ساتھ انصاف کرنا ہے۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے [4]

5/2381 الکافی، ۱/۷/۱۴۵/۲ الأربعة عَنْ أَبِي عَبْدِ ٱللَّهِ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ رَسُولُ ٱللَّهِ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: سَيِّدُ ٱلْأَعْمَالِ إِنْصَافُ ٱلنَّاسِ مِنْ نَفْسِكَ وَ مُوَاسَاةُ ٱلْأَخِ فِي ٱللَّهِ وَ ذِكْرُ ٱللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ عَلَى كُلِّ حَالٍ.

(ترجمہ) امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اپنی جان کے خلاف لوگوں سے انصاف کرنا، اللہ کی خاطر اپنے بھائی کے ساتھ تعاون کرنا اور ہر حال میں اللہ کا ذکر کرنا اعمال کے سردار ہیں۔ [5]

بیان:

المواساة بالهمزة بين الإخوان عبارة عن إعطاء النصرة بالنفس و المال و غيرهما في كل ما

---

[1] وسائل الشیعہ: ۱۵ / ۲۸۳؛ بحارالانوار: ۷۲ / ۳۳

[2] مراۃ العقول: ۸ / ۳۴۳

[3] بحارالانوار: ۷۲ / ۳۴؛ دارالسلام نوری: ۳ / ۳۱۸؛ مسند الامام الصادق: ۵ / ۲۶۹

[4] مراۃ العقول: ۸ / ۳۴۴

[5] الجعفریات: ۲۱۵؛ امالی طوسی: ۵۷۷؛ مجموعہ ورام: ۲ / ۱۷؛ اعلام الدین: ۲۰۹؛ وسائل الشیعہ: ۱۵ / ۲۸۳؛ بحارالانوار: ۶۶ / ۴۰۳ و ۷۲ / ۳۴؛ مستدرک الوسائل: ۷ / ۲۱۰ و ۸ / ۳۳۳ و ۱۱ / ۳۰۸

https://www.shiabookspdf.com

یحتاج إلی النصرة فیه یقال آسیته بمالی مواساة أی جعلته شریکی فیه علی سویة وبالواو لغة وفی القاموس فی فصل الهمزة آساه بماله مواساة أناله منه أو لا تکون إلا من کفاف فإن کان من فضله فلیس بمواساة وجعلها بالواو لغة ردیة

''المواساة'' ہمزہ کے ساتھ، بھائیوں کے درمیان جان اور مال سے نصرے عطاء کرنا مراد ہے اور ان دونوں کے علاوہ ہر اس چیز میں جو اس میں نصرت کا محتاج ہو کہا جاتا ہے کہ میں نے اسے اپنے مال میں برابر کیا یعنی میں اس کو اپنا شریک قرار دیا برابری کی بنیاد پر۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف علی المشہور ہے [1] لیکن میرے نزدیک سند موثق ہے کیونکہ نوفلی اور سکونی دونوں ثقہ ہیں [2] البتہ سکونی غیر امامی مشہور ہے (واللہ اعلم)

6/2382 الکافی، ۱/۱۷/۱۴۷/۲ العدة عن البرقی عَنْ عَبْدِ اَلرَّحْمَنِ بْنِ حَمَّادٍ اَلْكُوفِيِّ عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ اَلْغِفَارِيِّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ اَلْجَعْفَرِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ : مَنْ وَاسَى اَلْفَقِيرَ مِنْ مَالِهِ وَ أَنْصَفَ اَلنَّاسَ مِنْ نَفْسِهِ فَذَلِكَ اَلْمُؤْمِنُ حَقّاً ۔

(ترجمہ) امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنے مال سے غریب کی ہمدردی کرتا ہے اور اپنی جان کے خلاف لوگوں کے لیے انصاف کرتا ہے وہی حقیقی مومن ہے۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے اور اسے ضعیف بھی شمار کیا گیا ہے [4] لیکن میرے نزدیک سند موثق ہے کیونکہ عبدالرحمٰن بن حماد کامل الزیارات کا راوی ہے البتہ غیر امامی ہے اور عبداللہ بن ابراہیم یعنی ابو محمد انصاری کا قول بھی معتبر ہے اور مقبول ہے۔ [5] (واللہ اعلم)۔

---

[1] مرآۃ العقول: ۸/ ۳۳۵

[2] حدیث نمبر (۲۳۵۸) کی طرف رجوع کیجیے۔

[3] الخصال: ۱/ ۴۷؛ وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۲۸۴؛ بحار الانوار: ۷۲/ ۲۵ و ۴۰

[4] مرآۃ العقول: ۸/ ۳۵۲

[5] المفید من معجم رجال الحدیث: ۷۲۲

https://www.shiabookspdf.com

7/2383 الکافی ۲/۱۴۵/۱/۸ علی عن أبیه عن السراد عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ عَنْ زُرَارَةَ عَنِ اَلْحَسَنِ اَلْبَزَّازِ قَالَ قَالَ لِي أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : أَلاَ أُخْبِرُكَ بِأَشَدِّ مَا فَرَضَ اَللَّهُ عَلَى خَلْقِهِ ثَلاَثٌ قُلْتُ بَلَى قَالَ إِنْصَافُ اَلنَّاسِ مِنْ نَفْسِكَ وَ مُوَاسَاتُكَ أَخَاكَ وَ ذِكْرُ اَللَّهِ فِي كُلِّ مَوْطِنٍ أَمَا إِنِّي لاَ أَقُولُ سُبْحَانَ اَللَّهِ وَ اَلْحَمْدُ لِلَّهِ وَ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اَللَّهُ وَ اَللَّهُ أَكْبَرُ وَ إِنْ كَانَ هَذَا مِنْ ذَاكَ وَ لَكِنْ ذِكْرُ اَللَّهِ جَلَّ وَ عَزَّ فِي كُلِّ مَوْطِنٍ إِذَا هَجَمْتَ عَلَى طَاعَةٍ أَوْ عَلَى مَعْصِيَةٍ ۔

(ترجمہ) حسن بزاز سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: کیا میں اس شدید ترین (عمل) کے بارے میں نہ بتاؤں جسے اللہ نے اپنی خلقت پر فرض کیا ہے؟

میں نے عرض کیا: کیوں نہیں۔

آپؑ نے فرمایا: اپنی ذات سے لوگوں کے ساتھ انصاف کرنا، اپنے بھائی سے مواسات کرنا اور ہر مقام پر اللہ کا ذکر کرنا۔ البتہ میں (ذکر میں) سُبْحَانَ اَللَّهِ وَ اَلْحَمْدُ لِلَّهِ وَ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اَللَّهُ وَ اَللَّهُ أَكْبَرُ نہیں کہتا، اگرچہ یہ بھی اس میں شامل ہے لیکن ہر مقام پر اللہ کا ذکر کرنے سے مراد یہ ہے کہ جب بھی تم اطاعت یا معصیت کا ارادہ کرو تو اللہ کو یاد رکھو۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے [2]

8/2384 الکافی ۲/۱۴۵/۹/۱ السراد عن الشحام قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : مَا اُبْتُلِيَ اَلْمُؤْمِنُ بِشَيْءٍ أَشَدَّ عَلَيْهِ مِنْ خِصَالٍ ثَلاَثٍ يُحْرَمُهَا قِيلَ وَ مَا هُنَّ قَالَ اَلْمُوَاسَاةُ فِي ذَاتِ يَدِهِ وَ اَلْإِنْصَافُ مِنْ نَفْسِهِ وَ ذِكْرُ اَللَّهِ كَثِيراً أَمَا إِنِّي لاَ أَقُولُ سُبْحَانَ اَللَّهِ وَ اَلْحَمْدُ لِلَّهِ وَ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اَللَّهُ وَ لَكِنْ ذِكْرُ اَللَّهِ عِنْدَ مَا أَحَلَّ لَهُ وَ ذِكْرُ اَللَّهِ عِنْدَ مَا حَرَّمَ عَلَيْهِ ۔

(ترجمہ) الشحام سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: مومن کی آزمائش تین خصلتوں سے زیادہ سخت کسی چیز سے نہیں ہوسکتی کہ جن سے وہ محروم رہتا ہے۔

عرض کیا گیا: وہ کون سی ہیں؟

---

[1] معانی الاخبار: ۱۹۲؛ وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۲۵۵؛ بحار الانوار: ۷۲/ ۳۴ و ۱۵۴۹۰

[2] مرآۃ العقول: ۸/ ۳۴۵

آپؑ نے فرمایا: جو کچھ اس کے قبضے میں ہے اس میں مواسات، اپنی ذات سے انصاف دینا اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرنا۔ البتہ میں سُبْحَانَ اَللّٰهِ وَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ لاَ إِلٰهَ إِلاَّ اَللّٰهُ کو ہی ذکر نہیں کہتا بلکہ اس سے مراد ہر حلال کے وقت بھی اللہ کا ذکر کرنا ہے اور ہر حرام کے وقت بھی اللہ ذکر کرنا ہے۔ [1]

بیان:

ذات الید أی الأملاك المصاحبة للید

"ذات الید" ہاتھ والا یعنی صاحب ملکیت۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند حسن کالصحیح ہے [2] لیکن میرے نزدیک سند صحیح ہے (واللہ اعلم)

9/2385 الکافی،۲/۱۴۴/۳/۱ ابن عیسی عن ابن فَضَّالٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ جَارُودٍ أَبِي اَلْمُنْذِرِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اَللّٰهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: سَيِّدُ اَلْأَعْمَالِ ثَلاَثَةٌ إِنْصَافُ اَلنَّاسِ مِنْ نَفْسِكَ حَتَّى لاَ تَرْضَى بِشَيْءٍ إِلاَّ رَضِيتَ لَهُمْ مِثْلَهُ وَ مُوَاسَاتُكَ اَلْأَخَ فِي اَلْمَالِ وَ ذِكْرُ اَللّٰهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ لَيْسَ سُبْحَانَ اَللّٰهِ وَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ لاَ إِلٰهَ إِلاَّ اَللّٰهُ وَ اَللّٰهُ أَكْبَرُ فَقَطْ وَ لَكِنْ إِذَا وَرَدَ عَلَيْكَ شَيْءٌ أَمَرَ اَللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ بِهِ أَخَذْتَ بِهِ أَوْ إِذَا وَرَدَ عَلَيْكَ شَيْءٌ نَهَى اَللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ عَنْهُ تَرَكْتَهُ.

(ترجمہ) جارود بن ابومنذر سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ فرما رہے تھے: اعمال کی سردار تین چیزیں ہیں: اپنے نفس سے لوگوں کا انصاف کرنا یہاں تک کہ تو کسی چیز پر راضی نہ ہو مگر اسی کے مثل جس پر تو ان سے راضی ہے، مال سے اپنے بھائی کے ساتھ ہمدردی کرنا اور ہر حال میں اللہ کا ذکر کرنا جو کہ صرف سُبْحَانَ اَللّٰهِ وَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ لاَ إِلٰهَ إِلاَّ اَللّٰهُ وَ اَللّٰهُ أَكْبَرُ ہی نہیں ہے بلکہ جب تجھ پر کوئی چیز وارد ہو جس کا اللہ نے حکم دیا ہو تو اس پر عمل کر یا جب تجھ پر کوئی چیز وارد ہو کہ جس سے اللہ نے منع کیا ہو تو اسے ترک کر۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند موثق ہے [4] لیکن میرے نزدیک سند موثق کالصحیح ہے (واللہ اعلم)

---

[1] بحار الانوار: ۲۷/ ۳۵و۵۷/ ۴۴؛ تفسیر نور الثقلین: ۴/ ۷۳؛ تفسیر کنز الدقائق: ۹/ ۵۲۶؛ مستدرک الوسائل: ۱۱/ ۱۸۹؛ تحف العقول: ۲۰۷؛ التمحیص: ۶۷

[2] مراۃ العقول: ۸/ ۳۴۶

[3] الخصال: ۱/ ۱۳۱؛ معانی الاخبار: ۱۹۳؛ امالی مفید: ۱۹۳؛ امالی طوسی: ۶۸۰؛ وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۲۵۵؛ بحار الانوار: ۶۶/ ۳۸۱و۷۲/ ۳۱و۹۰/ ۱۵۵

[4] مراۃ العقول: ۸/ ۳۴۲

https://www.shiabookspdf.com

10/2386 الکافی،۱/۱۰/۱۳۶/۲ العدۃ عن البرقی عَنْ يَحْيَى بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَبِي اَلْبِلاَدِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَبِي اَلْبِلاَدِ رَفَعَهُ قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى اَلنَّبِيِّ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ هُوَ يُرِيدُ بَعْضَ غَزَوَاتِهِ فَأَخَذَ بِغَرْزِ رَاحِلَتِهِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اَللَّهِ عَلِّمْنِي عَمَلاً أَدْخُلُ بِهِ اَلْجَنَّةَ فَقَالَ مَا أَحْبَبْتَ أَنْ يَأْتِيَهُ اَلنَّاسُ إِلَيْكَ فَأْتِهِ إِلَيْهِمْ وَ مَا كَرِهْتَ أَنْ يَأْتِيَهُ اَلنَّاسُ إِلَيْكَ فَلاَ تَأْتِهِ إِلَيْهِمْ خَلِّ سَبِيلَ اَلرَّاحِلَةِ۔

(ترجمہ) ابو بلاد نے مرفوع روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ ایک اعرابی شخص نبی اکرمؐ کے پاس آیا جبکہ آپؐ کسی غزوہ کے لیے روانہ ہونا چاہتے تھے۔ پس اعرابی نے آپؐ کے گھوڑے کی پٹی پکڑ لی اور عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھے کوئی ایسا عمل سکھا دیں جس سے میں جنت میں جا سکوں۔

آپؐ نے فرمایا: جو کچھ تو پسند کرتا ہے کہ لوگ تجھ سے کریں وہی تو ان سے کر اور جو کچھ تو ناپسند کرتا ہے کہ لوگ تجھ سے کریں تو وہ تو بھی ان سے نہ کر۔ اب سواری کا راستہ چھوڑ کر دے۔ [1]

بیان:

الغرز بفتح المعجمة و سكون الراء و آخره زاى الركاب من الجلد

"الغرز" فتح کے ساتھ اور مراء کے سکون کے ساتھ اور اس کے آخر میں زا ر ہے یعنی چمڑے کی رکاب۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مرفوع ہے [2]

11/2387 الکافی،۱/۱۲/۱۳۶/۲ علی عن أبیه عن السراد عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِهِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: مَنْ أَنْصَفَ اَلنَّاسَ مِنْ نَفْسِهِ رُضِيَ بِهِ حَكَماً لِغَيْرِهِ۔

(ترجمہ) امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص اپنے نفس کے خلاف لوگوں کا انصاف کرتا ہے اس کا کسی دوسرے کے مقدمہ کا فیصلہ قبول کیا جاتا ہے۔ [3]

---

[1] الزھد:۲۱؛ بحارالانوار:۷۲/۳۶و۷۴/۱۳۴

[2] مراۃ العقول:۸/۳۴۷

[3] من لایحضرہ الفقیہ: ۳/۱۳ح ۳۲۳۷؛ الوافی: ۱۶/۹۰۴ ح ۱۶۳۷۳؛ الخصال: ۱/۸؛ تحف العقول: ۳۵۷؛ مجموعہ ورام: ۲/۱۹۶؛ وسائل الشیعہ:۱۵/۲۸۳و۲۷/۲۱۶؛ بحارالانوار:۷۲/۲۵و۷۵/۲۳۹

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مرسل ہے [1] یا پھر سند حسن کالصحیح ہے [2] اور واضح ہونا چاہیے کہ سند مرسل ہونے کے باوجود حسن کالصحیح ہے کیونکہ یہ ابن محبوب کی کتاب سے منقول ہے اسی ہے مجلسی اول نے حسن کالصحیح ہے۔(واللہ اعلم)۔

12/2388 الكافى ١/١٣/١٣٦/٢ محمد عن ابن عيسى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ يُوسُفَ بْنِ عِمْرَانَ بْنِ مِيثَمٍ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: أَوْحَى اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ إِلَى آدَمَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أَنِّي سَأَجْمَعُ لَكَ اَلْكَلاَمَ فِي أَرْبَعِ كَلِمَاتٍ قَالَ يَا رَبِّ وَ مَا هُنَّ قَالَ وَاحِدَةٌ لِي وَ وَاحِدَةٌ لَكَ وَ وَاحِدَةٌ فِيمَا بَيْنِي وَ بَيْنَكَ وَ وَاحِدَةٌ فِيمَا بَيْنَكَ وَ بَيْنَ اَلنَّاسِ قَالَ يَا رَبِّ بَيِّنْهُنَّ لِي حَتَّى أَعْلَمَهُنَّ قَالَ أَمَّا اَلَّتِي لِي فَتَعْبُدُنِي (لاَ تُشْرِكُ بِي شَيْئاً) وَ أَمَّا اَلَّتِي لَكَ فَأَجْزِيكَ بِعَمَلِكَ أَحْوَجَ مَا تَكُونُ إِلَيْهِ وَ أَمَّا اَلَّتِي بَيْنِي وَ بَيْنَكَ فَعَلَيْكَ اَلدُّعَاءُ وَ عَلَيَّ اَلْإِجَابَةُ وَ أَمَّا اَلَّتِي بَيْنَكَ وَ بَيْنَ اَلنَّاسِ فَتَرْضَى لِلنَّاسِ مَا تَرْضَى لِنَفْسِكَ وَ تَكْرَهُ لَهُمْ مَا تَكْرَهُ لِنَفْسِكَ.

ترجمہ: یعقوب بن شعیب سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اللہ نے حضرت آدم علیہ السلام پر وحی فرمائی کہ میں نے چار باتوں میں تمہارے لیے ہر طرح کی بھلائی جمع کر دی ہے۔

حضرت آدم نے عرض کیا: اے پروردگار! وہ کون سی ہیں؟

ارشاد ہوا: ایک (بات) میرے لیے ہے، ایک تیرے لیے ہے، ایک میرے اور تیرے درمیان ہے اور ایک تیرے اور دوسرے لوگوں کے درمیان ہے۔

عرض کیا: اے پروردگار! اسے میرے لیے کھول کر بیان کرتا کہ میں جان سکوں۔

ارشاد ہوا: جو میرے لیے ہے وہ یہ ہے کہ تو میری عبادت کر اور کسی کو میرا شریک نہ ٹھہرا، جو تیرے لیے ہے وہ یہ ہے کہ میں تجھے تیرے عمل کی جزاء دوں گا جبکہ تو سخت محتاجی میں ہوگا؛ وہ جو میرے اور تیرے درمیان ہے وہ یہ ہے کہ تو دُعا کر میں اُسے قبول کروں گا اور جو تیرے اور دوسرے لوگوں کے درمیان ہے وہ یہ ہے کہ تو اپنے لیے وہی پسند کر جو لوگوں کے لیے پسند کرتا ہے اور اپنے لیے وہی ناپسند کر جو لوگوں کے لیے ناپسند کرتا ہے۔ [3]

---

[1] مرآۃ العقول: ۸/ ۳۴۸

[2] روضۃ المتقین: ۹/ ۴۷

[3] الخصال: ۱/ ۲۴۳؛ عدۃ الداعی: ۳۲؛ کلیات حدیث قدسی: ۱۸؛ بحار الانوار: ۱۱/ ۲۵۷ و ۲۷/ ۳۸؛ من لا یحضرۃ الفقیہ: ۴/ ۴۰۵ ح ۵۸۷۷؛ معانی الاخبار: ۱۳۷؛ امالی صدوق: ۲۰۸

بیان:

قد مضى هذا الحديث في آخر باب جوامع المكارم بأدنى تفاوت

❂ بیشک یہ حدیث باب جوامع المکارم کے آخر میں تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ گزر چکی ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف علی المشہور ہے [1] لیکن میرے نزدیک سند یوسف بن عمران کی وجہ سے مجہول ہے اور محمد بن سنان ثقہ ثابت ہے اور شیخ صدوق کی سند قوی ہے [2] (واللہ اعلم)

13/2389 الكافى، ١/١٦/١٣٧/٢ العدة عن البرقي عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مِهْرَانَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ جَبَلَةَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ: ثَلاَثُ خِصَالٍ مَنْ كُنَّ فِيهِ أَوْ وَاحِدَةٌ مِنْهُنَّ كَانَ فِي ظِلِّ عَرْشِ اَللَّهِ يَوْمَ لاَ ظِلَّ إِلاَّ ظِلُّهُ رَجُلٌ أَعْطَى اَلنَّاسَ مِنْ نَفْسِهِ مَا هُوَ سَائِلُهُمْ وَ رَجُلٌ لَمْ يُقَدِّمْ رِجْلاً وَ لَمْ يُؤَخِّرْ رِجْلاً حَتَّى يَعْلَمَ أَنَّ ذَلِكَ لِلَّهِ رِضًا وَ رَجُلٌ لَمْ يَعِبْ أَخَاهُ اَلْمُسْلِمَ بِعَيْبٍ حَتَّى يَنْفِيَ ذَلِكَ اَلْعَيْبَ عَنْ نَفْسِهِ فَإِنَّهُ لاَ يَنْفِي مِنْهَا عَيْباً إِلاَّ بَدَا لَهُ عَيْبٌ وَ كَفَى بِالْمَرْءِ شُغُلاً بِنَفْسِهِ عَنِ اَلنَّاسِ۔

(ترجمہ) امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تین خصلتیں ایسی ہیں کہ جس شخص میں یہ تینوں یا ان میں سے ایک بھی پائی جائے گی تو وہ اس دن اللہ کے عرش کے زیر سایہ ہوگا جس دن اس کے سایہ کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہوگا: جو شخص لوگوں کو وہ کچھ دے جس کا وہ خود لوگوں سے مطالبہ کرتا ہے، وہ شخص جو کسی شخص کو اس وقت تک مقدم یا مؤخر نہ کرے جب تک یہ معلوم نہ کرلے کہ اس میں اللہ کی خوشنودی ہے یا نہیں اور وہ شخص جو اس وقت تک اپنے کسی برادر مسلمان کا عیب بیان نہ کرے جب تک اس عیب کو اپنی ذات سے دور نہ کرے کیونکہ جب وہ اس طرح کرے گا تو جب وہ اپنے ایک عیب کی اصلاح کرے گا تو دوسرا ظاہر ہو جائے گا اور آدمی کی مصروفیت کے لیے یہ بات کافی ہے کہ وہ لوگوں کی بجائے اپنی ذات میں مشغول رہے۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے۔ [4]

---

[1] مرآۃ العقول: ۸/ ۳۴۹

[2] روضۃ المتقین: ۱۳/ ۱۶۶

[3] الخصال: ۱/ ۸۰؛ مشکاۃ الانوار: ۸۹؛ وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۲۸۸؛ بحار الانوار: ۷۲/ ۳۹

[4] مرآۃ العقول: ۸/ ۳۵۱

https://www.shiabookspdf.com

14/2390 الکافی،۲/۱۴۵/۵/۱ البرقی عن عثمان عن ابن مسکان عن محمد عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ قَالَ: ثَلاَثَةٌ هُمْ أَقْرَبُ الْخَلْقِ إِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتَّى يَفْرُغَ مِنَ الْحِسَابِ رَجُلٌ لَمْ تَدْعُهُ قُدْرَةٌ فِي حَالِ غَضَبِهِ إِلَى أَنْ يَحِيفَ عَلَى مَنْ تَحْتَ يَدِهِ وَرَجُلٌ مَشَى بَيْنَ اثْنَيْنِ فَلَمْ يَمِلْ مَعَ أَحَدِهِمَا عَلَى الْآخَرِ بِشَعِيرَةٍ وَرَجُلٌ قَالَ بِالْحَقِّ فِيمَا لَهُ وَعَلَيْهِ.

(ترجمہ) محمد سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: قیامت کے دن تین آدمی تمام مخلوق سے زیادہ اللہ کے حضور مقرب ہوں گے یہاں تک کہ وہ بندوں کے حساب سے فارغ ہو جائے گا: جو شخص قدرت رکھنے کے باوجود غصہ کی حالت میں اپنے ماتحت پر ظلم نہ کرے، جو شخص دو شخصوں کے درمیان راہ چلے (ثالث بنے) اور جو کے برابر بھی کسی ایک طرف جھکاؤ نہ کرے اور وہ شخص جو حق بات کہے چاہے اس کے لیے ہو یا اس کے خلاف ہو۔[1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند موثق ہے[2] لیکن میرے نزدیک سند حسن کالصحیح ہے کیونکہ عثمان بن عیسیٰ نے واقفی مذہب سے رجوع کر لیا تھا اور وہ امامی ہے (واللہ اعلم)۔

15/2391 الکافی،۲/۱۴۸/۱۹/۱ محمد عن أحمد عن السراد عن الخراز عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ لِلّٰهِ جَنَّةً لاَ يَدْخُلُهَا إِلاَّ ثَلاَثَةٌ أَحَدُهُمْ مَنْ حَكَمَ فِي نَفْسِهِ بِالْحَقِّ.

(ترجمہ) محمد بن قیس سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: اللہ کی ایک جنت ہے جس میں کوئی داخل نہیں ہو سکتا سوائے تین لوگوں کے جن میں سے ایک وہ ہے جو اپنی ذات کے بارے میں حق کے ساتھ فیصلہ کرتا ہے۔[3]

تحقیق اسناد:

حدیث ظاہراً صحیح ہے[4] اور میرے نزدیک بھی سند صحیح ہے۔ (واللہ اعلم)

16/2392 الکافی،۲/۱۴۷/۱۲/۱ القمیان عَنِ ابْنِ فَضَّالٍ عَنْ غَالِبِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ رَوْحٍ ابْنِ أُخْتِ الْمُعَلَّى

---

[1] الخصال:۱/۸۱؛ امالی صدوق:۳۵۸؛ روضۃ الواعظین:۲/۳۸۰؛ مشکاۃ الانوار:۳۰۸؛ وسائل الشیعہ:۱۵/۲۸۳؛ بحارالانوار:۶۶/۳۷۰ و ۷۲/۲۶؛ تفسیر نور الثقلین:۱/۵۶۱؛ تفسیر کنز الدقائق:۳/۵۶۲؛ عوالم العلوم:۲۰/۷۶۰

[2] مرآۃ العقول:۸/۳۴۴

[3] مجموعہ ورام:۲/۲۶۶؛ وسائل الشیعہ:۱۵/۲۸۵؛ بحارالانوار:۷۲/۳۱

[4] مرآۃ العقول:۸/۳۵۲

https://www.shiabookspdf.com

عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: اِتَّقُوا اَللَّهَ وَ اِعْدِلُوا فَإِنَّكُمْ تَعِيبُونَ عَلَى قَوْمٍ لاَ يَعْدِلُونَ.

(ترجمہ) امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اللہ سے ڈرو اور انصاف کرو کیونکہ تم انصاف نہ کرنے کا عیب دوسرے لوگوں کو دیتے ہو۔[1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند موثق ہے[2]

17/2393 الکافی، ۱/۱۱/۱۴۶/۲ القمی عن الکوفی عن عبیس بن هشام عن عبد الکریم عن الحلبی الکافی، ۱/۲۰/۱۴۸/۲ الخمسة عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: اَلْعَدْلُ أَحْلَى مِنَ اَلْمَاءِ يُصِيبُهُ اَلظَّمْآنُ مَا أَوْسَعَ اَلْعَدْلَ إِذَا عُدِلَ فِيهِ وَإِنْ قَلَّ.

(ترجمہ) امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: عدل اس پانی سے زیادہ میٹھا ہے جو کسی پیاسے کو مل جائے۔ عدل کتنا وسیع ہے جبکہ کسی معاملے میں کیا جائے چاہے وہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو۔[3]

بیان:

فيه أي في الأمر و إن قل ذلك الأمر

"فیہ" اس میں یعنی حکم میں اگرچہ وہ اس حکم میں قلیل ہو۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی پہلی سند موثق اور دوسری حسن کالصحیح ہے[4] لیکن میرے نزدیک دوسری سند صحیح ہے۔ (واللہ اعلم)

18/2394 الکافی، ۱/۱۵/۱۴۷/۲ القمیان عن ابن فضال عن السراد عن ابن وَهْبٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: اَلْعَدْلُ أَحْلَى مِنَ اَلشَّهْدِ وَأَلْيَنُ مِنَ اَلزُّبْدِ وَأَطْيَبُ رِيحاً مِنَ اَلْمِسْكِ.

(ترجمہ) ابن وہب سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: عدل شہد سے زیادہ میٹھا، مکھن سے زیادہ نرم اور مشک سے زیادہ پاکیزہ خوشبودار ہے۔[5]

---

[1] وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۲۹۳؛ بحارالانوار: ۷۲/ ۳۸

[2] مرآۃ العقول: ۸/ ۳۵۰

[3] الاختصاص: ۲۶۱؛ وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۲۹۳؛ بحارالانوار: ۷۲/ ۳۶؛ مستدرک الوسائل: ۱۱/ ۳۱۷

[4] مرآۃ العقول: ۸/ ۳۴۸و ۸/ ۳۵۶

[5] وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۲۹۳؛ بحارالانوار: ۷۲/ ۳۹؛ الاختصاص: ۲۶۲؛ مستدرک الوسائل: ۱۱/ ۳۱۷

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند موثق ہے [1] لیکن میرے نزدیک سند حسن کالصحیح ہے اور تمام راوی امامی ہیں۔(واللہ اعلم)

19/2395 الکافی،۲/۱۴۷/۱۸/۱ محمد عن أحمد عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ نَافِعٍ بَيَّاعِ اَلسَّابِرِيِّ عَنْ يُوسُفَ اَلْبَزَّازِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: مَا تَدَارَأَ اِثْنَانِ فِي أَمْرٍ قَطُّ فَأَعْطَى أَحَدُهُمَا اَلنَّصَفَ صَاحِبَهُ فَلَمْ يَقْبَلْ مِنْهُ إِلاَّ أُدِيلَ مِنْهُ.

(ترجمہ) یوسف البزاز سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ فرما رہے تھے: اگر دو آدمی کے درمیان معاملہ ہو جائے تو اُن میں سے ایک کو اس کے ساتھی کا نصف دیا جائے گا پس اگر وہ اس سے قبول نہیں کرے گا تو اسے اس سے بدل دیا جائے گا۔ [2]

بیان:

التدارؤ التدافع وزنا و معنى من الدرء بمعنى الدفع و الإدالة الغلبة أديل منه أى صار مغلوبا

❂ ''التدارؤ'' وزن کا طاقت سے ازالہ کرنا اور ''الدرء'' وزن کے ازالہ کے معنی میں سے ہے اور ''الإدالة'' غلبہ ہے ''أديل منه'' یعنی وہ مغلوب ہو جائے گا۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف علی المشہور ہے [3] لیکن میرے نزدیک سند خالد بن نافع کی وجہ سے مجہول ہے اور محمد بن سنان ثقہ ثابت ہے۔(واللہ اعلم)

۶۸۔ باب الحب فی اللہ و البغض فی اللہ

باب: اللہ کے لیے محبت کرنا اور اللہ کے لیے نفرت رکھنا

1/2396 الکافی،۲/۱۲۴/۱/۱ العدة عن ابن عيسى و البرقى و على عن أبيه و سهل جميعا عن السراد عن ابن رئاب عن اَلْحَذَّاءِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: مَنْ أَحَبَّ لِلَّهِ وَ أَبْغَضَ لِلَّهِ وَ أَعْطَى

[1] مرآۃ العقول: ۸/ ۳۵۰

[2] مجموعہ ورام: ۲/ ۱۹۶؛ وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۲۸۳؛ بحار الانوار: ۷۲/ ۴۰

[3] مرآۃ العقول: ۸/ ۳۵۲

https://www.shiabookspdf.com

لِلّٰهِ فَهُوَ مِمَّنْ كَمَلَ إِيمَانُهُ.

(ترجمہ) الحذاء سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص اللہ کے لیے محبت کرے، اللہ کے لیے بغض رکھے اور اللہ کے لیے عطا کرے تو وہ ان میں سے ہے جن کا ایمان مکمل ہے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے [2]

2/2397 الکافی، ۱/۲/۱۲۵/۲ السراد عَنْ مَالِكِ بْنِ عَطِيَّةَ عَنْ سَعِيدٍ ٱلْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي عَبْدِ ٱللّٰهِ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ قَالَ: مِنْ أَوْثَقِ عُرَى ٱلْإِيمَانِ أَنْ تُحِبَّ فِي ٱللّٰهِ وَ تُبْغِضَ فِي ٱللّٰهِ وَ تُعْطِيَ فِي ٱللّٰهِ وَ تَمْنَعَ فِي ٱللّٰهِ.

(ترجمہ) سعید الاعراج سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ایمان کے مضبوط ترین بندھن میں سے ہے کہ اللہ ہی کے لیے محبت کی جائے، اللہ ہی کے لیے نفرت کی جائے، اللہ ہی کے لیے عطا کیا جائے اور اللہ ہی کے لیے منع کیا جائے۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے [4]

3/2398 الکافی، ۱/۳/۱۲۵/۲ السراد عن مؤمن الطاق عَنْ سَلاَّمِ بْنِ ٱلْمُسْتَنِيرِ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ رَسُولُ ٱللّٰهِ صَلَّى ٱللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: وُدُّ ٱلْمُؤْمِنِ لِلْمُؤْمِنِ فِي ٱللّٰهِ مِنْ أَعْظَمِ شُعَبِ ٱلْإِيمَانِ أَلاَ وَ مَنْ أَحَبَّ فِي ٱللّٰهِ وَ أَبْغَضَ فِي ٱللّٰهِ وَ أَعْطَى فِي ٱللّٰهِ وَ مَنَعَ فِي ٱللّٰهِ فَهُوَ مِنْ أَصْفِيَاءِ ٱللّٰهِ.

---

[1] المحاسن: ۱/ ۲۶۳؛ الزھد: ۱۷؛ مجموعہ ورام: ۲/ ۱۹۱؛ وسائل الشیعہ: ۱۶/ ۱۶۵؛ بحارالانوار: ۶۶/ ۲۳۸ و ۶۷/ ۲۴۸؛ تفسیر نورالثقلین: ۵/ ۳۰۲؛ تفسیر کنزالدقائق: ۱۳/ ۲۰۳

[2] مراۃ العقول: ۸/ ۲۵۷

[3] وسائل الشیعہ: ۱۶/ ۱۶۵؛ المحاسن: ۱/ ۲۶۳؛ الزھد: ۱۷؛ ثواب الاعمال وعقاب الاعمال: ۱۶۸؛ امالی صدوق: ۵۷۸؛ تحف العقول: ۳۶۲؛ امالی مفید: ۱۵۱؛ روضۃ الواعظین: ۲/ ۴۱۷؛ مشکاۃ الانوار: ۸۳؛ بحارالانوار: ۶۶/ ۲۳۶ و ۶۷/ ۲۴۸ و ۷۵/ ۲۴۵؛ تفسیر نورالثقلین: ۵/ ۳۰۲؛ تفسیر کنزالدقائق: ۱۳/ ۲۰۳؛ عوالم العلوم: ۲۰/ ۷۳۲

[4] مراۃ العقول: ۲/ ۱۲۵

(ترجمہ) امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مؤمن کا مومن سے خدا کے لیے محبت کرنا ایمان کی عظیم شاخوں میں سے ایک ہے۔ آگاہ ہوجاؤ! جو شخص کسی سے محبت کرے تو اللہ کے لیے، کسی سے نفرت کرے تو اللہ کے لیے، کسی کو کچھ دے تو اللہ کے لے اور کسی کو کچھ منع کرے تو اللہ کے لیے تو وہ اللہ کے برگزیدوں میں سے ہے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے [2] لیکن میرے نزدیک سند حسن ہے کیونکہ سلام تفسیر قمی کا راوی اور ثقہ ہے [3] (واللہ اعلم)

4/2399 الكافی ۲/۱۲۵/۱/۴ الاثنان عن الوشاء عن علی عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ: إِنَّ اَلْمُتَحَابِّينَ فِي اَللَّهِ يَوْمَ اَلْقِيَامَةِ عَلَى مَنَابِرَ مِنْ نُورٍ قَدْ أَضَاءَ نُورُ وُجُوهِهِمْ وَ نُورُ أَجْسَادِهِمْ وَ نُورُ مَنَابِرِهِمْ كُلَّ شَيْءٍ حَتَّى يُعْرَفُوا بِهِ فَيُقَالُ هَؤُلاَءِ اَلْمُتَحَابُّونَ فِي اَللَّهِ.

(ترجمہ) ابوبصیر سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپ فرمارہے تھے: جو لوگ اللہ کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں وہ قیامت کے دن نور کے منبروں پر بیٹھے ہوں گے۔ تحقیق ان کے چہروں کا نور، ان کے بدنوں کا نور اور ان کے منبروں کا نور ہر چیز کو منور کردے گا یہاں تک کہ وہ اسی سے پہچانے جائیں گے۔ پس کہا جائے گا کہ یہ وہ ہیں جو اللہ کے لیے ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے۔ [4]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف علی المشہور ہے [5] لیکن میرے نزدیک سند موثق ہے کیونکہ معلی ثقہ جلیل ثابت ہے اور علی بن ابوحمزہ تفسیر قمی کا راوی ہے البتہ واقفی المذہب ہے۔ (واللہ اعلم)

5/2400 الكافی ۲/۱۲۵/۱/۵ الأربعة عَنْ فُضَيْلِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَنِ

---

[1] المحاسن:۱/۲۶۳؛ تحف العقول:۴۸؛ وسائل الشیعہ:۱۶/۱۶۶؛ بحارالانوار:۶۶/۲۴۰و۲۴۳/ ۱۵۲

[2] مراۃ العقول:۸/۲۵۸

[3] المفید من معجم رجال الحدیث:۲۵۷

[4] الاصول الستہ عشر:۲۲۳؛ المحاسن:۱/۲۶۵؛ وسائل الشیعہ:۱۶/۱۶۶؛ بحارالانوار:۷/۱۹۵و۶۶/۲۴۰و۷۱/۳۹۹؛ مستدرک الوسائل:۱۲/۲۲۷

[5] مراۃ العقول:۸/۲۵۸

https://www.shiabookspdf.com

اَلْحُبِّ وَ اَلْبُغْضِ أَمِنَ اَلْإِيمَانِ هُوَ فَقَالَ وَ هَلِ اَلْإِيمَانُ إِلاَّ اَلْحُبُّ وَ اَلْبُغْضُ ثُمَّ تَلاَ هَذِهِ اَلْآيَةَ: (حَبَّبَ إِلَيْكُمُ اَلْإِيمَانَ وَ زَيَّنَهُ فِي قُلُوبِكُمْ وَ كَرَّهَ إِلَيْكُمُ اَلْكُفْرَ وَ اَلْفُسُوقَ وَ اَلْعِصْيَانَ أُولٰئِكَ هُمُ اَلرّٰاشِدُونَ) ۔

(ترجمہ) فضیل بن یسار سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے محبت اور بغض کے بارے میں پوچھا کہ کیا یہ ایمان میں سے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: کیا ایمان سوائے محبت اور بغض کے بھی کچھ ہوتا ہے؟ پھر آپؑ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی: ''(اللہ نے) تمہارے دلوں میں ایمان کی محبت ڈال دی ہے اور اس کو تمہارے دلوں میں اچھا کر دکھایا ہے اور تمہارے دل میں کفر اور گناہ اور نافرمانی کی نفرت ڈال دی ہے، یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔(الحجرات:۷)۔''[1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند حسن کالصحیح ہے[2] لیکن میرے نزدیک سند صحیح ہے (واللہ اعلم)

6/2401 الکافی،۱/۶/۱۲۵/۲ العدة عن البرقی عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى عَنْ أَبِي اَلْحَسَنِ عَلِيِّ بْنِ يَحْيَى فِيمَا أَعْلَمُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُدْرِكٍ اَلطَّائِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ لِأَصْحَابِهِ أَيُّ عُرَى اَلْإِيمَانِ أَوْثَقُ فَقَالُوا اَللَّهُ وَ رَسُولُهُ أَعْلَمُ وَ قَالَ بَعْضُهُمُ اَلصَّلاَةُ وَ قَالَ بَعْضُهُمُ اَلزَّكَاةُ وَ قَالَ بَعْضُهُمُ اَلصِّيَامُ وَ قَالَ بَعْضُهُمُ اَلْحَجُّ وَ اَلْعُمْرَةُ وَ قَالَ بَعْضُهُمُ اَلْجِهَادُ فَقَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ لِكُلٍّ مَا قُلْتُمْ فَضْلٌ وَ لَيْسَ بِهِ وَ لَكِنْ أَوْثَقُ عُرَى اَلْإِيمَانِ اَلْحُبُّ فِي اَللَّهِ وَ اَلْبُغْضُ فِي اَللَّهِ وَ تَوَالِي أَوْلِيَاءِ اَللَّهِ وَ اَلتَّبَرِّي مِنْ أَعْدَاءِ اَللَّهِ ۔

(ترجمہ) عمرو بن مدرک سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ایک بار حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا: بتاؤ کہ ایمان کے دستوں میں سے کون سا دستہ زیادہ محکم ہے؟ پس انہوں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہتر جانتے ہیں۔ نیز ان میں سے کسی نے نماز کہا، کسی نے زکوۃ کہا، کسی نے روزے کہا، کسی نے حج و عمرہ کہا اور کسی نے جہاد کہا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو کچھ تم نے کہا ہے وہ بھی

[1] المحاسن:۱/ ۲۶۲؛ وسائل الشیعہ:۱۶/ ۱۷۰؛ تفسیر البرہان:۵/ ۱۰۵؛ بحار الانوار:۶۶/ ۲۴۱؛ تفسیر نور الثقلین:۵/ ۸۳؛ تفسیر کنز الدقائق:۱۲/ ۳۲۹

[2] مرآۃ العقول:۸/ ۲۶۰

https://www.shiabookspdf.com

فضیلت ہے مگر یہ وہ نہیں ہے بلکہ ایمان کا محکم ترین دستہ اللہ کے لیے محبت، اللہ کے لیے نفرت، اللہ کے اولیاء سے تولا اور اللہ کے دشمنوں سے تبرا ہے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے [2]

7/2402 الکافی، ۱/۷/۱۲۶/۲ عَنْهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عُمَرَ بْنِ جَبَلَةَ اَلْأَحْمَسِيِّ عَنْ أَبِي اَلْجَارُودِ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ : اَلْمُتَحَابُّونَ فِي اَللَّهِ يَوْمَ اَلْقِيَامَةِ عَلَى أَرْضٍ زَبَرْجَدَةٍ خَضْرَاءَ فِي ظِلِّ عَرْشِهِ عَنْ يَمِينِهِ وَ كِلْتَا يَدَيْهِ يَمِينٌ وُجُوهُهُمْ أَشَدُّ بَيَاضاً وَ أَضْوَأُ مِنَ اَلشَّمْسِ اَلطَّالِعَةِ يَغْبِطُهُمْ بِمَنْزِلَتِهِمْ كُلُّ مَلَكٍ مُقَرَّبٍ وَ كُلُّ نَبِيٍّ مُرْسَلٍ يَقُولُ اَلنَّاسُ مَنْ هَؤُلاَءِ فَيُقَالُ هَؤُلاَءِ اَلْمُتَحَابُّونَ فِي اَللَّهِ.

ترجمہ: امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جولوگ اللہ کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں وہ قیامت کے دن سبز زمرد کی سرزمین پر عرش کے سائے میں اس کے دائیں طرف ہوں گے اور اس کے دونوں ہاتھ دائیں ہیں، ان کے چہرے شدید سفید اور چمکتے سورج سے زیادہ چمکدار ہوں گے کہ ہر مقرب فرشتہ اور ہر مرسل نبی بھی ان کی منزلت پر رشک کرے گا۔لوگ کہیں گے: یہ کون ہیں؟
ان سے کہا جائے گا: یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے [4] لیکن میرے نزدیک سند عمر بن جبلہ کی وجہ سے مجہول ہے اور محمد بن علی یعنی ابوسمینہ کامل الزیارات کا راوی ہے اور ابی الجارود تفسیر قمی اور کامل الزیارات دونوں کا راوی ہے۔(واللہ اعلم)

8/2403 الکافی، ۱/۸/۱۲۶/۲ عَنْهُ عَنْ أَبِيهِ عَنِ اَلنَّضْرِ عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ عَنِ اَلثُّمَالِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِذَا جَمَعَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ اَلْأَوَّلِينَ وَ اَلْآخِرِينَ قَامَ مُنَادٍ فَنَادَى يُسْمِعُ اَلنَّاسَ فَيَقُولُ أَيْنَ اَلْمُتَحَابُّونَ فِي اَللَّهِ قَالَ فَيَقُومُ عُنُقٌ مِنَ اَلنَّاسِ فَيُقَالُ لَهُمْ

---

[1] معانی الاخبار:۳۹۸؛ المحاسن:۱/ ۲۶۴؛ مشکاۃ الانوار:۱۲۱؛ وسائل الشیعہ:۱۶/ ۱۷۷؛ بحار الانوار:۶۶/ ۲۴۲

[2] مراۃ العقول:۸/ ۲۶۱

[3] مشکاۃ الانوار:۱۲۱؛ المحاسن:۱/ ۲۶۴؛ وسائل الشیعہ:۱۶/ ۱۶۷؛ بحار الانوار:۷/ ۱۹۵و۶۶/ ۲۴۳و۱۷/ ۳۹۸

[4] مراۃ العقول:۸/ ۲۶۲

اِذْهَبُوا إِلَى اَلْجَنَّةِ بِغَيْرِ حِسَابٍ قَالَ فَتَلَقَّاهُمُ اَلْمَلاَئِكَةُ فَيَقُولُونَ إِلَى أَيْنَ فَيَقُولُونَ إِلَى اَلْجَنَّةِ بِغَيْرِ حِسَابٍ قَالَ فَيَقُولُونَ فَأَيُّ ضَرْبٍ أَنْتُمْ مِنَ اَلنَّاسِ فَيَقُولُونَ نَحْنُ اَلْمُتَحَابُّونَ فِي اَللَّهِ قَالَ فَيَقُولُونَ وَ أَيَّ شَيْءٍ كَانَتْ أَعْمَالُكُمْ قَالُوا كُنَّا نُحِبُّ فِي اَللَّهِ وَ نُبْغِضُ فِي اَللَّهِ قَالَ فَيَقُولُونَ (نِعْمَ أَجْرُ اَلْعَامِلِينَ) ۔

(ترجمہ) ثمالی سے روایت ہے کہ امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ تمام اولین و آخرین کو جمع کرے گا تو ایک پکارنے والا پکارے گا جسے سب لوگ سنیں گے کہ اللہ کے لیے محبت کرنے والے کہاں ہیں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: پس لوگوں میں سے کچھ گردنیں بلند ہوں گی تو ان سے کہا جائے گا: بغیر حساب جنت میں چلے جاؤ۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: فرشتے ان سے ملیں گے اور کہیں گے: تم کہاں جا رہے ہو؟

وہ کہیں گے: ہم بغیر کسی حساب کے جنت میں جا رہے ہیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: فرشتے کہیں گے: تم کس قسم کے لوگ ہو؟

وہ کہیں گے: ہم اللہ کی خاطر محبت کرنے والے لوگ ہیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: فرشتے کہیں گے: تمہارے اعمال کون سی ایسی چیز تھی؟

وہ کہیں گے: ہم اللہ کے لیے محبت کرتے تھے اور اللہ ہی کے لیے نفرت کرتے تھے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: فرشتے کہیں گے: عمل کرنے والوں کا اجر کتنا ہی اچھا ہے۔[1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے۔[2]

9/2404 الكافي، ۱/۱۰/۱۲۶/۲ الثلاثة عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ وَ حَفْصِ بْنِ اَلْبَخْتَرِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ اَلرَّجُلَ لَيُحِبُّكُمْ وَ مَا يَعْرِفُ مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ فَيُدْخِلُهُ اَللَّهُ اَلْجَنَّةَ بِحُبِّكُمْ وَ إِنَّ اَلرَّجُلَ لَيُبْغِضُكُمْ وَ مَا يَعْرِفُ مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ فَيُدْخِلُهُ اَللَّهُ بِبُغْضِكُمُ اَلنَّارَ ۔

(ترجمہ) ہشام بن سالم اور حفص بن بختری سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ایک شخص تم لوگوں سے محبت کرتا ہے اگرچہ یہ نہیں جانتا ہے کہ تم کس (عقیدہ) پر ہو پس اللہ اسے تمہاری محبت کی وجہ سے جنت میں

---

[1] المحاسن: ۱/ ۲۶۴؛ مشکوۃ الانوار: ۹۸؛ وسائل الشیعہ: ۱۶/ ۱۶۷؛ بحار الانوار: ۶۶/ ۲۴۵؛ تفسیر نور الثقلین: ۳/ ۵۰۹؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۱/ ۳۴۷

[2] مراۃ العقول: ۸/ ۲۶۳

داخل کردے گا اور ایک شخص تم لوگوں سے دشمنی کرتا ہے اگرچہ یہ نہیں جانتا کہ تم کس پر ہو تو اللہ اسے تمہاری دشمنی کی وجہ سے جہنم میں داخل کرے گا۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند حسن کالصحیح ہے [2] لیکن میرے نزدیک سند صحیح ہے (واللہ اعلم)

10/2405 الکافی ۸/۲۵۶/۳۶۷ القمیان عن صفوان عن أبی الیسع عن أبی شبل قال صفوان ولا أعلم إلا أنی قد سمعت من أبی شبل التہذیب ۱/۳۶۸/۱۸۱/۱ علی بن مهزیار عن الحسین عن صفوان عن أَبِی شِبْلٍ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : مَنْ أَحَبَّكُمْ عَلَى مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ دَخَلَ اَلْجَنَّةَ وَإِنْ لَمْ يَقُلْ كَمَا تَقُولُونَ.

ترجمہ: ابوشبل سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جو کوئی تم لوگوں سے محبت کرے اس (عقیدے) کی خاطر کہ جس پر تم ہو تو وہ جنت میں جائے گا اگرچہ وہ ویسا نہ بھی کہے جو تم کہتے ہو۔ [3]

بیان:

أراد بما أنتم علیه الصلاح والورع دون التشیع لأن القول هنا بمعنی الاعتقاد کما هو ظاهر

امام علیہ السلام کا ارادہ اس سے یہ ہے کہ تم اصلاح اور ورع اختیار کرو کیونکہ یہاں قول اعتقاد کے معنی میں ہے جیسا کہ ظاہر ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ظاہراً صحیح ہے [4] اور دوسری سند مجہول ہے [5] لیکن میرے نزدیک دونوں اسناد صحیح ہیں اور دوسری سند میں علامہ سے سہو ہوا ہے کہ انھوں نے ابوشبل کو مجہول سمجھا ہے کیونکہ انھوں نے اس سے مراد یحییٰ بن محمد بن سعید کو لیا ہے جو اگرچہ مجہول ہے مگر بھی سند کی صحت کے لیے مضر نہیں کیونکہ پیچھے البزنطی موجود ہے لیکن اس سے مراد عبداللہ سعید ابوشبل ہے جو خود بھی ثقہ امامی ہے۔ (واللہ اعلم)۔

---

[1] بحارالانوار: ۶۶/ ۲۳۶؛ وسائل الشیعہ: ۱۶/ ۱۷۶؛ تفسیر نورالثقلین: ۵/ ۳۰۲؛ تفسیر کنزالدقائق: ۱۳/ ۲۰۳

[2] مرآۃ العقول: ۸/ ۲۶۳

[3] مسند الامام الصادق: ۲۰/ ۲۸۱

[4] مرآۃ العقول: ۲۶/ ۲۴۰

[5] ملاذ الاخیار: ۳/ ۳۲۰

https://www.shiabookspdf.com

11/2406 الکافی ،۲/۳۱۵/۸،۴۹۵ القمیان و العدۃ عن سھل جمیعاً عَنِ اِبْنِ فَضَّالٍ عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبَانٍ عَنِ اَلصَّبَّاحِ بْنِ سَيَابَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ اَلرَّجُلَ لَيُحِبُّكُمْ وَ مَا يَدْرِي مَا تَقُولُونَ فَيُدْخِلُهُ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ اَلْجَنَّةَ وَ إِنَّ اَلرَّجُلَ لَيُبْغِضُكُمْ وَ مَا يَدْرِي مَا تَقُولُونَ فَيُدْخِلُهُ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ اَلنَّارَ وَ إِنَّ اَلرَّجُلَ مِنْكُمْ لَتُمْلَأُ صَحِيفَتُهُ مِنْ غَيْرِ عَمَلٍ قُلْتُ وَ كَيْفَ يَكُونُ ذَلِكَ قَالَ يَمُرُّ بِالْقَوْمِ يَنَالُونَ مِنَّا فَإِذَا رَأَوْهُ قَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ كُفُّوا فَإِنَّ هَذَا اَلرَّجُلَ مِنْ شِيعَتِهِمْ وَ يَمُرُّ بِهِمُ اَلرَّجُلُ مِنْ شِيعَتِنَا فَيَهْمِزُونَهُ وَ يَقُولُونَ فِيهِ فَيَكْتُبُ اَللَّهُ لَهُ بِذَلِكَ حَسَنَاتٍ حَتَّى يَمْلَأَ صَحِيفَتَهُ مِنْ غَيْرِ عَمَلٍ۔

(ترجمہ) صباح بن سیابہ سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: بیشک ایسا شخص جو تم سے یقیناً محبت رکھتا ہو جبکہ یہ نہ جانتا ہو کہ تم لوگ کیا کہتے ہو تو اللہ اسے جنت میں داخل فرمائے گا اور ایسا شخص جو تم سے یقیناً دشمنی رکھتا ہو جبکہ یہ نہ جانتا ہو کہ تم لوگ کیا کہتے ہو تو اللہ اسے آگ میں داخل فرمائے گا اور بیشک تم میں سے ایسا شخص بھی ہے کہ جس کا نامہ اعمال بغیر عمل کے بھرا ہوگا۔

میں نے عرض کیا: یہ کیسے ہوگا؟

آپؑ نے فرمایا: وہ شخص ایک گروہ کے پاس سے گزرتا ہے کہ جو ہمارے بارے میں نامناسب باتیں کرتے ہیں۔ پس جب وہ لوگ اسے دیکھتے ہیں تو ان میں سے کچھ دوسروں سے کہتے ہیں: چپ کرو، بیشک یہ شخص ان کے شیعوں میں سے ہے اور ان کے پاس سے ہمارے شیعوں میں سے کوئی گذرتا ہے تو وہ اس کا مذاق اڑاتے ہیں اور اس کے بارے میں باتیں کرتے ہیں۔ پس اللہ عزوجل اس وجہ سے اتنی نیکیاں لکھتا ہے یہاں تک کہ اس کا نامہ اعمال بغیر عمل کے بھر جاتا ہے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے۔ [2]

12/2407 الکافی ،۲/۱۲۶/۱۱/۱ العدۃ عن البرقی عَنِ اِبْنِ اَلْعَرْزَمِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَابِرٍ اَلْجُعْفِيِّ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِذَا أَرَدْتَ أَنْ تَعْلَمَ أَنَّ فِيكَ خَيْراً فَانْظُرْ إِلَى قَلْبِكَ فَإِنْ كَانَ يُحِبُّ أَهْلَ

---

[1] معانی الاخبار: ۳۹۲؛ فضائل الشیعہ صدوق: ۳۹؛ بحار الانوار: ۲۷/۱۳۶و۶۵/۲۵

[2] مرآۃ العقول: ۲۶/۳۱۸؛ البضاعۃ المزجاۃ: ۴/۸۶

طَاعَةِ اَللَّهِ وَ يُبْغِضُ أَهْلَ مَعْصِيَتِهِ فَفِيكَ خَيْرٌ وَ اَللَّهُ يُحِبُّكَ وَإِنْ كَانَ يُبْغِضُ أَهْلَ طَاعَةِ اَللَّهِ وَ يُحِبُّ أَهْلَ مَعْصِيَتِهِ فَلَيْسَ فِيكَ خَيْرٌ وَ اَللَّهُ يُبْغِضُكَ وَ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ ـ

(ترجمہ) جابر جعفی سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: تو جب یہ معلوم کرنا چاہے کہ تیرے اندر کوئی بھلائی ہے تو اپنے دل پر نگاہ کر پس اگر وہ اللہ کے مطیع بندوں سے محبت کرتا اور اس کے نافرمانوں سے نفرت کرتا ہے تو تجھ میں بھلائی ہے اور اللہ تجھ سے محبت کرتا ہے اور اگر اللہ کے مطیع سے نفرت کرتا ہے اور اس کے نافرمان سے محبت کرتا ہے تو پھر تجھ میں کوئی بھلائی نہیں ہے اور اللہ تجھ سے نفرت کرتا ہے اور ہر آدمی اسی کے ساتھ ہوتا ہے جس سے محبت کرتا ہے۔ ①

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے۔ ②

13/2408 الكافي ،۲، ۱/۱۲/۱۲۷ عَنْهُ عَنْ أَبِي عَلِيٍّ اَلْوَاسِطِيِّ عَنِ اَلْحُسَيْنِ بْنِ أَبَانٍ عَمَّنْ ذَكَرَهُ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: لَوْ أَنَّ رَجُلاً أَحَبَّ رَجُلاً لِلَّهِ لَأَثَابَهُ اَللَّهُ عَلَى حُبِّهِ إِيَّاهُ وَإِنْ كَانَ اَلْمَحْبُوبُ فِي عِلْمِ اَللَّهِ مِنْ أَهْلِ اَلنَّارِ وَ لَوْ أَنَّ رَجُلاً أَبْغَضَ رَجُلاً لِلَّهِ لَأَثَابَهُ اَللَّهُ عَلَى بُغْضِهِ إِيَّاهُ وَ إِنْ كَانَ اَلْمُبْغَضُ فِي عِلْمِ اَللَّهِ مِنْ أَهْلِ اَلْجَنَّةِ ـ

(ترجمہ) امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اگر کوئی شخص محض اللہ کے لیے کسی شخص سے محبت کرے تو اللہ اسے اس کی محبت پر ثواب دے گا اگر چہ اس کا یہ محبوب اللہ کے علم میں آگ والوں میں سے ہی کیوں نہ ہو اور اگر کوئی شخص محض اللہ کے لیے کسی شخص سے نفرت کرے تو اللہ اسے اس کی نفرت پر اجر دے گا اگر چہ اس کا مبغوض اللہ کے علم میں جنتیوں میں سے ہی کیوں نہ ہو۔ ③

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مرسل ہے۔ ④

---

① المحاسن: ۱/ ۲۶۳؛ علل الشرائع: ۱/۱۱۷؛ مصادقۃ الاخوان: ۵۰؛ مشکاۃ الانوار: ۱۲۱؛ مجموعہ ورام: ۲/۱۹۱؛ وسائل الشیعہ: ۱۶/ ۱۸۳؛ بحارالانوار: ۶۶/ ۲۴۷

② مرآۃ العقول: ۸/ ۲۶۴

③ المحاسن: ۱/ ۲۶۸؛ مصادقۃ الاخوان: ۵۰؛ مشکاۃ الانوار: ۱۲۲؛ وسائل الشیعہ: ۱۶/ ۱۸۴؛ بحارالانوار: ۶۶/ ۲۴۸؛ مستدرک الوسائل: ۱۲/ ۲۱۷

④ مرآۃ العقول: ۸/ ۲۶۵

14/2409 الکافی،۲/۱۲۷/۱۳/۱ محمد عن ابن عیسی عن الحسین عن النضر عَنْ یَحْیَی اَلْحَلَبِیِّ عَنْ بَشِیرٍ اَلْکُنَاسِیِّ عَنْ أَبِی عَبْدِ اَللَّهِ عَلَیْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: قَدْ یَکُونُ حُبٌّ فِی اَللَّهِ وَ رَسُولِهِ وَ حُبٌّ فِی اَلدُّنْیَا فَمَا کَانَ فِی اَللَّهِ وَ رَسُولِهِ فَثَوَابُهُ عَلَی اَللَّهِ وَ مَا کَانَ فِی اَلدُّنْیَا فَلَیْسَ بِشَیْءٍ.

(ترجمہ) بشیر کناسی سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ایک محبت اللہ اور اس کے رسول کی خاطر کی جاتی ہے اور ایک محبت دنیا کی خاطر کی جاتی ہے پس جو محبت اللہ اور اس کے رسول کی خاطر کی جائے تو اس کا ثواب اللہ کے ذمے ہے اور جو دنیا کی خاطر کی جائے وہ کوئی چیز نہیں ہے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے۔ [2]

15/2410 الکافی،۲/۱۲۷/۱۴/۱ العدة عن البرقی عن عثمان عن سماعة عَنْ أَبِی عَبْدِ اَللَّهِ عَلَیْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ اَلْمُسْلِمَیْنِ یَلْتَقِیَانِ فَأَفْضَلُهُمَا أَشَدُّهُمَا حُبّاً لِصَاحِبِهِ.

(ترجمہ) سماعہ سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: دو مسلمانوں ملتے ہیں تو ان میں سے افضل وہ ہوتا ہے جو اپنے ساتھی سے زیادہ محبت کرتا ہے۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند موثق ہے۔ [4]

16/2411 الکافی،۲/۱۲۷/۱۵/۱ عنه عن البزنطی وَ اِبْنِ فَضَّالٍ عَنْ صَفْوَانَ اَلْجَمَّالِ عَنْ أَبِی عَبْدِ اَللَّهِ عَلَیْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: مَا اِلْتَقَی مُؤْمِنَانِ قَطُّ إِلاَّ کَانَ أَفْضَلُهُمَا أَشَدَّهُمَا حُبّاً لِأَخِیهِ.

(ترجمہ) صفوان جمال سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: دو مومنوں ایک دوسرے سے کبھی نہیں ملتے مگر یہ ان میں سے افضل اپنے بھائی سے زیادہ محبت کرنے والا ہوتا ہے۔ [5]

---

[1] المحاسن:۱/۲۶۵؛ مصادقة الاخوان:۵۰؛ وسائل الشیعه:۱۲/۱۶۸؛ بحار الانوار:۶۶/۲۳۹

[2] مراۃ العقول:۸/۲۶۶

[3] المحاسن:۱/۲۶۳؛ مجموعہ ورام:۲/۱۹۱؛ وسائل الشیعہ:۱۲/۱۷۶؛ بحار الانوار:۶۶/۲۵۰ و ۷۱/۳۹۸

[4] مراۃ العقول:۸/۲۶۶

[5] مشکاۃ الانوار:۱۲۲؛ مجموعہ ورام:۲/۱۹۱؛ وسائل الشیعہ:۱۲/۱۷۶؛ بحار الانوار:۶۶/۲۵۰ و ۷۱/۳۹۸؛ عوالم العلوم:۲۰/۸۱۵

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے۔[1]

17/2412 الکافی،۲/۱۲۷/۱۶/۱ الحسین بن محمد عن محمد بن عمران السبیعی عن ابن جبلة عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَمَّارٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ قَالَ: كُلُّ مَنْ لَمْ يُحِبَّ عَلَى اَلدِّينِ وَلَمْ يُبْغِضْ عَلَى اَلدِّينِ فَلاَ دِينَ لَهُ.

(ترجمہ) اسحاق بن عمار سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ہر وہ شخص جو دین ہی پر محبت نہیں کرتا اور دین ہی پر نفرت نہیں کرتا تو اس کا کوئی دین نہیں ہوتا۔[2]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے۔[3]

۶۹۔ باب النوادر

باب: متفرقات

1/2413 الکافی،۸/۲۲۸/۲۹۱ حمید عن ابن سماعة عن المیثمی عن أبان عَنْ عَبْدِ اَلْأَعْلَى مَوْلَى آلِ سَامٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ يَقُولُ: تُؤْتَى بِالْمَرْأَةِ اَلْحَسْنَاءِ يَوْمَ اَلْقِيَامَةِ اَلَّتِي قَدِ اُفْتُتِنَتْ فِي حُسْنِهَا فَتَقُولُ يَا رَبِّ حَسَّنْتَ خَلْقِي حَتَّى لَقِيتُ مَا لَقِيتُ فَيُجَاءُ بِمَرْيَمَ عَلَيْهَا اَلسَّلاَمُ فَيُقَالُ أَنْتِ أَحْسَنُ أَوْ هَذِهِ قَدْ حَسَّنَّاهَا فَلَمْ تُفْتَتَنْ وَ يُجَاءُ بِالرَّجُلِ اَلْحَسَنِ اَلَّذِي قَدِ اُفْتُتِنَ فِي حُسْنِهِ فَيَقُولُ يَا رَبِّ حَسَّنْتَ خَلْقِي حَتَّى لَقِيتُ مِنَ اَلنِّسَاءِ مَا لَقِيتُ فَيُجَاءُ بِيُوسُفَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَيُقَالُ أَنْتَ أَحْسَنُ أَوْ هَذَا قَدْ حَسَّنَّاهُ فَلَمْ يُفْتَتَنْ وَ يُجَاءُ بِصَاحِبِ اَلْبَلاَءِ اَلَّذِي قَدْ أَصَابَتْهُ اَلْفِتْنَةُ فِي بَلاَئِهِ فَيَقُولُ يَا رَبِّ شَدَّدْتَ عَلَيَّ اَلْبَلاَءَ حَتَّى اُفْتُتِنْتُ فَيُؤْتَى بِأَيُّوبَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَيُقَالُ أَبَلِيَّتُكَ أَشَدُّ أَوْ بَلِيَّةُ هَذَا فَقَدِ اُبْتُلِيَ فَلَمْ

---

[1] مرآۃ العقول:۸/۲۶۶

[2] وسائل الشیعہ:۱۶/۱۷۷؛بحارالانوار:۶۶/۲۵۰؛تفسیر نورالثقلین:۵/۳۰۲؛تفسیر کنزالدقائق:۱۳/۲۰۳

[3] مرآۃ العقول:۸/۲۶۶

يُفْتَتَنْ.

(ترجمہ) آل سام کے غلام عبدالاعلیٰ سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ فرمارہے تھے: قیامت کے دن ایک خوبصورت عورت کولایا جائے گا جس نے اپنی خوبصورتی کی وجہ سے فتنہ کیا تھا تو وہ کہے گی: اے پروردگار! تو نے مجھے خوبصورت بنایا یہاں تک کہ میں نے جو پایا وہ پورا کیا۔ پس جناب مریم علیہا السلام کو لایا جائے گا اور پھر اس عورت سے کہا جائے گا: تم زیادہ خوبصورت ہو یا یہ؟ تحقیق اسے بھی حسن دیا گیا مگر اس نے تو فتنہ نہیں کیا اور ایک خوبصورت آدمی کو لایا جائے گا جس نے اپنی خوبصورتی کی وجہ سے فتنہ کیا تھا تو وہ کہے گا: اے پروردگار! تو نے مجھے خوبصورت خلق کیا یہاں تک کہ میں عورتوں سے ملاقات کی، جو کچھ بھی ملا۔ پس جناب یوسف علیہ السلام کو لایا جائے گا اور پھر اس مرد سے کہا جائے گا: تم زیادہ حسین ہو یا یہ؟ تحقیق اسے بھی حسن ملا مگر اس نے فتنہ نہیں کیا۔ پھر ایک مصیبت زدہ کو لایا جائے گا تو وہ کہے گا: اے پروردگار! تو نے مجھ پر بلاء کو شدید کیا تو میں فتنہ میں مبتلا ہو گیا۔ پس جناب ایوب علیہ السلام کو لایا جائے گا اور پھر اس شخص سے کہا جائے گا: تیری بلاء زیادہ شدید تھی یا اس کی بلاء؟ تحقیق اس کو بہت زیادہ بلاء میں ڈالا گیا مگر اس نے فتنہ نہیں کیا۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند مجہول ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ اسے حسن یا موثق میں سے شمار کیا جائے [2] اور میرے نزدیک سند موثق ہے کیونکہ احمد بن حسن بن اسماعیل غیر امامی ہے مگر ثقہ ہے۔)(واللہ اعلم)

[1] مجموعہ ورام: ۲/ ۱۵۲؛ تفسیر البرہان: ۳/ ۶۷۸؛ بحار الانوار: ۷/ ۲۸۵ و ۱۲/ ۳۴۱؛ قصص الانبیاء جزائری: ۱۹۸

[2] مرآۃ العقول: ۲۶/ ۱۶۲

https://www.shiabookspdf.com

قول مولف:

ایمان کے لشکروں میں سے مکرمین اور نجات پانے والوں کے ابواب کا یہاں آخر ہوا۔ اور اول و آخر تعریف اللہ ہی کے لیے ہے۔

قول مترجم:

الحمد للہ رب العالمین! کتاب الوافی (مترجم) جلد چہارم کا ترجمہ، تحقیق اور تخریج کا کام اللہ کے حکم اور محمد و آل محمد علیہ السلام کی تائید و نصرت سے آج مورخہ 7 اپریل 2024 بمطابق ۲۷ رمضان المبارک ۱۴۴۵ھ بوقت ۴:۳۰ بجے صبح بمقام لاہور بخیر و عافیت تکمیل کو پہنچا۔ اب ان شاء اللہ جلد پنجم پر کام کو مکمل کروں گا۔ اللہ سے دعا ہے کہ وہ ہماری اس معمولی سی کاوش کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے اور اسے ہمارے لیے اور ہمارے جملہ مرحومین کے لیے نجات کا ذریعہ قرار دے۔ آمین یا رب العالمین بحق سید الانبیاء والمرسلین و اولادہ الطیبین الطاہرین المعصومین حجج اللہ علی الخلق، اللھم صلی علی محمد و آل محمد و عجل فرجھم۔